باقیاتِ شعرِ اقبال

کا

تحقیقی و تنقیدی جائزہ

تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی

مقالہ نگار
صابر حسین کلوروی
استاد شعبۂ اردو
گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد

نگران
ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی
استاد شعبۂ اردو
یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور

بہ اجازت مراسلہ نمبر ۷۰۷ بتاریخ ۲۸ اگست ۱۹۸۲ء

فہرستِ ابواب

فہرستِ ابواب

باب سوم : دورِ اوّل کے باقیات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

(مآخذ، پس منظر، اختلافِ متن، ترک کی وجوہ)

باب چہارم دورِ دوم کے باقیات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

(مآخذ، پس منظر، اختلاف متن اور ترک کی وجوہ)

باب پنجم دورِ سوم کے باقیات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

(مآخذ، ترکِ کلام کی وجوہ)

باب ششم متفرقات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

(مآخذ، اور ترک کی وجوہ)

باب ہفتم اصلاحاتِ اقبال؛ تحقیقی وتنقیدی جائزہ

ضمیمہ جات:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

اقبال کی شاعری اسلوب، مواد اور ہیئت کے اعتبار سے اپنی ایک الگ پہچان رکھتی ہے۔ روایتی سانچوں سے انحراف، نئے تجربات، اور مستقبل بینی کی صفات اقبال کو ایک نابغۂ روزگار شاعر اور مفکر کے طور پر سامنے لاتی ہیں۔ اقبال کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں میں کبھی کبھی تضاد کا احساس بھی ہوتا ہے۔ انہوں نے فلسفے میں ایم اے کیا لیکن پہلی کتاب 'معاشیات' پر تحریر کی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی کے لیے "فلسفۂ عجم" کا موضوع منتخب کیا لیکن درس و تدریس انگریزی، فلسفہ اور عربی میں کرتے رہے۔ وکالت کو مستقل پیشے کے طور پر اپنایا مگر ذہنًا شاعری مشغلۂ حیات بنی رہی۔ ان کی شخصیت کے یہ تمام پہلو یک رنگ و یکجان ہو کر ان کی شاعری میں اظہار پاتے ہیں۔ قطرے سے گہر بننے کا یہ عمل پلک جھپکنے میں مکمل نہیں ہوتا بلکہ وسیع مطالعہ اور عمیق مشاہدہ رفتہ رفتہ انہیں ایک خاص مقام تک پہنچاتے ہیں۔ علامہ کے فکری ارتقا کا یہ سفر دلچسپ بھی ہے اور سبق آموز بھی۔

اقبال کی شاعری کا آغاز اسکول کے زمانے میں ہوتا ہے لیکن مطبوعہ صورت میں ان کی پہلی غزل رسالہ "زبان" دہلی کے شمارہ بابت ستمبر ۱۸۹۳ء میں نظر آتی ہے۔ ۱۹۲۴ء تک ان کا شعری سفر ارتقا کی اتنی منزلیں طے کر چکا ہوتا ہے کہ انہیں اپنے ابتدائی کلام کی اشاعت میں تامل ہوتا ہے۔ احباب کے اصرار پر اپنا پہلا اردو مجموعہ کلام مرتب کرتے ہیں تو اتنا کڑا انتخاب کرتے ہیں کہ نصف سے زیادہ کلام قلمزد ہو جاتا ہے۔ ابتدائی دور کی بیشتر نظمیں اور غزلیں بانگِ درا میں جگہ نہیں پا سکیں۔ بیشتر ردّ کردہ کلام فکر و فن سے متعلق ان کے معیار پر پورا نہیں اترتا۔ انتخاب کے وقت ان کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ صرف ایسے کلام کو شامل کریں جو آفاقی قدروں کا حامل ہو۔

ان اعلیٰ ادبی مقاصد کو حاصل کرنے، نیز اپنے پیغام کو پرتاثیر بنانے کے لیے یہ ضروری تھا کہ اپنی آواز کو اتنے موثر انداز میں پیش کیا جائے کہ اس سے نہ صرف کانوں میں رس گھلتا ہوا محسوس ہو بلکہ قوائے انسانی میں حرکت و عمل کی تحریک پیدا ہو۔ اپنے کلام پر علامہ اقبال کی اصلاح کے پیچھے یہی جذبہ کارفرما نظر آتا ہے۔ وہ موضوع، ہیئت اور اسلوب پر یکساں توجہ دیتے ہیں اور یوں فکر و فن میں وسعتِ تاثر اور توازن پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

بانگِ درا کی تدوین چند وجوہ کی بنا پر بعجلت سرانجام پائی۔ ۱۹۰۷ء سے قبل انہوں نے اپنی شعری تخلیقات کا ریکارڈ نہیں رکھا۔ چنانچہ بانگِ درا کی تدوین "مخزن" اور بعض احباب کی بیاضوں کی مدد سے تکمیل کو پہنچی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کئی غزلیں اور نظمیں بانگِ درا میں شامل نہ ہو سکیں۔ منفرد اشعار اور قطعاتِ تاریخی کو سرے سے نظر انداز کر دیا گیا۔ بانگِ درا کی اشاعت سے کلامِ اقبال کے شیدائیوں کو مایوسی ہوئی۔ کیونکہ علامہ کے متعدد ایسے اشعار، زبان زدِ خاص و عام ہو کر ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکے تھے جو ان کے اولین مجموعہ کلام میں شامل نہیں تھے۔

زیرِ نظر مقالے میں علامہ اقبال کے اسی متروک کلام کو زیرِ بحث لایا گیا ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ اقبال کے فکر و فن کے ارتقا کے متعلق ان کے شعری آثار سے چند مفید نتائج اخذ کیے جائیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس کلام کو علامہ نے خود رد کر دیا تھا اسے ہم تحقیق و تنقید کا موضوع کیوں بنائیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ محقق اور نقاد کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ ادیب یا شاعر کے ذہنی ارتقا کی سرگزشت

کا سراغ لگائے۔ خود علامہ کی آرزو بھی تھی کہ وہ اپنے ذہنی ارتقا کی سرگذشت مرتب کریں۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے اقبال کے قلم سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ ہمارے لیے بے حد اہمیت رکھتا ہے اور ہمیں اقبال کی ذہنی سرگذشت مرتب کرنے میں مدد دیتا ہے۔

شاعر کے ذہن میں جھانکنے کے لیے اس پس منظر کی تلاش بھی ضروری ہے جس میں علامہ نے کوئی نظم یا غزل لکھی۔ مزید برآں بعض نظموں کی تشریح میں بھی اس سے سہولت پیدا ہو سکتی ہے۔ "کلیاتِ اقبال" میں شامل کلام کی نظموں کی ترتیب اس ترتیب سے قدرے مختلف ہے جس سے یہ شاعر کے ذہن سے ابلاغ کی سطح پر نمودار ہوئیں۔ ان متروکات کا غالباً سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ ان سے علامہ کے فنی معیار، رد و قبول اور اخذ و مطالعہ کے کئی نئے گوشوں سے ہمیں آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ علامہ کی وفات پر پچاس سال گزر چکے ہیں اور ان کا ایک ادبی مقام متعین ہو چکا ہے لہٰذا اب یہ خدشہ باقی نہیں رہا کہ ان کے نظریات میں تضاد کا احساس پیدا ہوگا یا ان کی ادبی حیثیت میں کوئی کمی آ جائے گی۔ دنیا بھر میں چوٹی کے شاعروں اور ادیبوں کے باقیات کو جمع کیا گیا ہے اور یہ کوششیں مسلسل جاری ہیں۔ باقیات کی اشاعت کے باوجود ان ادیبوں اور شاعروں کی قدر و منزلت میں کمی کے بجائے اضافہ ہی ہوا ہے۔ ہندوستان کی حد تک میرؔ، انیسؔ، غالبؔ اور غالب کے شعری باقیات کی دریافتیں اور اشاعتیں خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

اقبال کے فکر و فن کا مطالعہ کرنے والوں نے صرف متداول کلام کو سامنے رکھا ہے۔ اس وجہ سے انھوں نے کئی ٹھوکریں کھائی ہیں۔ گیان چند نے "کلیاتِ اقبال اردو" کو سامنے رکھ کر علامہ کی بحروں پر اظہارِ خیال کیا ہے اور ان سے چند نتائج اخذ کیے ہیں۔ ان نتائج کو اس لیے حتمی نہیں کہا جا سکتا کہ متروک کلام کو پیشِ نظر نہیں رکھا گیا۔ آلِ احمد سرور اقبال کی نظموں کے بندوں میں اشعار کی تعداد میں کمی بیشی کو ان کا عجز قرار دیتے ہیں حالانکہ تعداد میں کمی بیشی کی وجہ ان کی اپنے کلام پر اصلاح ہے۔ اسی طرح علیم الدین احمد بھی علامہ کی بعض نظموں میں ربط و تسلسل کے فقدان کا ذکر کرتے ہیں۔ اس کی وجہ وہ اشعار ہیں جنھیں مختلف وجوہ کی بنا پر کلام سے نکال دیا گیا تھا۔ اقبال کے ذہنی ارتقا کی گم شدہ کڑیاں تلاش کرنے والوں کو بعض الجھنوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ غیر متداول کلام کا مطالعہ ان الجھنوں کو دور کر دیتا ہے اور ریاضِ فن اور ابلاغ و اظہار کے ان دشوار گزار مراحل کی نشان دہی کرتا ہے جن سے گزر کر اقبال نے شاعری میں درجۂ کمال حاصل کیا۔

اردو میں باقیات نگاری کی روایت اگرچہ زیادہ مستحکم نہیں۔ پھر بھی بعض شعرا اور ادبا مثلاً میرؔ، انیسؔ، غالبؔ، ابو الکلام آزاد، رشید احمد صدیقی اور پطرس بخاری کی غیر مدوّن تخلیقات کو مجموعوں کی شکل میں منظرِ عام پر لانے کے کام میں خاصی پیش رفت ہوئی ہے۔ امتیاز علی عرشی نے غالب کے اشعار "یادگارِ نالہ" کے عنوان سے چھاپ کر اس کام کی اہمیت اور ضرورت کا بخوبی احساس دلایا ہے۔ اس طرح کے کام کے لیے یہ ضروری ہے کہ ایسی شخصیت کا انتخاب کیا جائے جو بلند مرتبہ ہو۔ "باقیات" دراصل کسی بلند مرتبہ شاعر یا ادیب کی وہ تخلیقات ہیں جو بوجوہ مصنف کے اپنے مرتب کردہ مجموعوں میں شامل نہیں ہو سکیں۔ اقبال کے ہاں نظم و نثر دونوں میں باقیات کا اچھا خاصا ذخیرہ موجود ہے لیکن اس مقالے میں صرف اقبال کی باقیات سے بحث کی گئی ہے جو اقبال کے اردو کلام میں شامل نہیں۔ کوشش یہ کی گئی ہے کہ اس کلام کی روشنی میں علامہ کے فکری ارتقا کی مختلف کڑیوں کو تلاش کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے

کلام اقبال کے اولین مآخذ سے رجوع کیا گیا ہے اور نقل در نقل کی وجہ سے باقیات میں جو اغلاط در آئی ہیں ان کی نشان دہی کی گئی ہے۔ خوش قسمتی سے راقم الحروف کو اردو کلام پر مشتمل علامہ کی آٹھ بیاضیں اور دو مسودے دستیاب ہوئے ہیں جن سے صحیح ترین متن تک پہنچنے میں خاصی کامیابی ہوئی ہے۔

اقبال کے غیر متداول کلام کا ذخیرہ ۳۶۶۷ اشعار پر مشتمل ہے جبکہ متداول کلام میں ۱۶۹۷ اشعار ہیں۔ یوں علامہ کے شعری متروکات کا تناسب ۲/۱ فی صد بنتا ہے۔ ان متروکات کو تین ادوار میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ پہلا دور ۱۸۹۳ء سے ۱۹۰۸ء تک کے کلام پر اور دوسرا دور ۱۹۰۹ء سے ۱۹۲۴ء تک کے کلام پر محیط ہے۔ ۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۸ء تک کو تیسرا دور قرار دیا گیا ہے۔ یہ وضاحت ضروری ہے کہ راقم الحروف ادوار سازی پر یقین نہیں رکھتا۔ یہ 'بدعت' محض سہولت کی خاطر اختیار کی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ادوار کی تقسیم میں معروف طریق کار سے انحراف برتتے ہوئے پہلے دور کو ۱۹۰۸ء تک شمار کیا گیا ہے۔ یوں بھی دیکھا جائے تو اقبال کی شاعری میں اصل انقلاب یورپ سے واپس آ کر شروع ہوا۔ اقبال کے فکر و فن کے مطالعے کے لیے تین ادوار کی تشکیل کا آغاز دراصل شیخ عبدالقادر کے دیباچہ بانگِ درا سے ہوا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اقبال کی شاعری کو مربوط وحدت کے بجائے ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

اقبال کے متروکات پر بحث نامکمل رہتی اگر ہم ان وجوہ کی نشان دہی نہ کرتے جو کلام کو ترک کرنے کا موجب بنیں۔ ان وجوہ کا سراغ لگانے کی ہم نے امکان بھر کاوش کی ہے لیکن ہمیں یہ دعویٰ نہیں کہ علامہ نے محض انہی وجوہ اور نقائص کی بنا پر اس کلام کو ترک کیا تھا۔ اس کے کئی اور اسباب بھی ہو سکتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ردّ و قبول کا دارومدار کلیتاً شاعر کے ذوق اور وجدان پر ہوتا ہے جس کا ٹھیک ٹھیک تعیّن کرنا قریب قریب ناممکن ہے۔ مقالے کو سات ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

باب اوّل: اقبال کے شعری آثار کے لیے پس منظر فراہم کرتا ہے۔ علامہ کی شاعری کا آغاز، اکتسابِ فن اور اخذ و استفادہ کی مختلف جہتوں پر محیط ہے۔ انتخابِ کلام، اشاعت اور شعر گوئی کے انداز سے متعلق اہم معلومات پیش کی گئی ہیں۔

باب دوم میں باقیاتِ اقبال کے تمام مآخذ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ یہ کلام کن کن ذرائع سے ہم تک پہنچا ہے۔ ان تمام مآخذ کی ادبی قدر و قیمت کا تعیّن کیا گیا ہے اور ایسے کلام کی نشان دہی کی گئی ہے جو کسی غلط فہمی کے نتیجے میں اقبال سے منسوب ہو گیا۔

باب سوم: اقبال کے دورِ اوّل کے کلام کے جائزے پر مشتمل ہے۔ کلام کی زمانی ترتیب کا خاص خیال رکھا گیا ہے زمانے کے تعیّن میں داخلی اور خارجی شواہد سے کام لیا گیا ہے اور اختلافِ متن کی نشان دہی کے ساتھ ساتھ پس منظر اور ترک کی وجوہ پر بھی بحث کی گئی ہے۔ اس کلام کی ادبی قدر و قیمت کا تعیّن بھی کیا گیا ہے۔ متن میں جو اغلاط واقع ہو گئی ہیں انہیں اقبال کی بیاضوں اور کلام کی اولین اشاعتوں سے موازنہ کرنے کے بعد درست کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور آخر میں اس دور کے کلام کا مجموعی جائزہ بھی لیا گیا ہے۔

باب چہارم میں دوسرے دور (۱۹۰۹ تا ۱۹۲۴ء) کے کلام پر مندرجہ بالا انداز سے بحث کی گئی ہے۔ اقبال کے غیر مدوّن یا غیر مطبوعہ اشعار کو بھی مقالے میں شامل کیا گیا ہے۔

باب پنجم: تیسرے اور آخری دور کے جائزے پر مشتمل ہے۔ اس دور کا بیشتر کلام غیر مطبوعہ ہے اور اقبال کی بیاضوں سے ماخوذ ہے۔ چنانچہ اختلافات متن نہ ہونے کے برابر ہیں۔

باب ششم میں اقبال کے متفرق کلام کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس میں علامہ کی بدیہہ گوئی کے نمونے جمع کیے گئے ہیں۔ کچھ اشعار فردیات کی ذیل میں بھی پیش کر دیے گئے ہیں۔ تاریخ گوئی کے ضمن میں اقبال کے قطعات کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ تمام کلام ترک کر دیا گیا تھا۔ فن تاریخ گوئی کی تاریخ پر قدرے تفصیل سے اظہارِ خیال کیا گیا ہے اور اقبال کے تاریخی مادوں کے مآخذ کا پتا لگایا گیا ہے۔

باب ہفتم: اصلاحاتِ اقبال کے لیے مخصوص کیا گیا ہے۔ اس میں تینوں ادوار کی نمائندہ اصلاحات پر بحث کی گئی ہے اور چند منتخب نمونے بھی پیش کیے گئے ہیں۔ اقبال کی اصلاحات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ابتدا سے آخر تک اس کی نوعیت اور کمیت میں کوئی فرق واقع نہیں ہوا۔ یہ موضوع اپنے اندر بے حد وسعت رکھتا ہے اور ایک الگ مقالے کا متقاضی ہے۔ اس مقالے میں ہم نے انتخاب سے کام لیا ہے۔ اصلاحاتِ اقبال سے علامہ کے معیارِ شعری سے متعلق بعض اہم نتائج کا استخراج ہوتا ہے۔

مقالے کا آخری حصہ ضمیمہ جات پر مشتمل ہے۔ جس میں کتابیات کے علاوہ سات ضمیمے شامل کیے گئے ہیں۔

ضمیمہ ۱ میں کلامِ اقبال کی اشاعت کی زمانی ترتیب کا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ ایسے اخبارات و رسائل کی نشان دہی کی گئی ہے جن میں اقبال کا کلام وقتاً فوقتاً شائع ہوتا رہا۔ اس اشاریے میں اقبال کا متداول اور غیر متداول تمام کلام شامل ہے۔ کلامِ اقبال کے نئے مآخذ کی نشان دہی ہوتی رہتی ہے لہٰذا اسے حرفِ آخر نہیں کہا جا سکتا۔

ضمیمہ ۲ میں اقبال کی بیاضوں میں کلام کی اصل ترتیب کی نشان دہی کی گئی ہے یہ ضمیمہ بھی اقبال کے متداول اور متروک کلام کی اصل ترتیب کی نشان دہی میں بہت معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

ضمیمہ ۳ میں اقبال کے متداول کلام کے مآخذ پر معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ نظموں، غزلوں، قطعات و رباعیات اور ظریفانہ کلام کا الگ الگ جائزہ لیا گیا ہے۔ نظموں میں نظم کے عنوان اور غزلوں میں قافیے کی الفبائی ترتیب کے تحت معلومات کو جمع کیا گیا ہے۔ اشاریہ ۱ اور ۲ کی معلومات کو بھی اس اشاریے میں ضم کر دیا گیا ہے۔ متداول کلام کے متعلق یہ معلومات اس لیے فراہم کی گئی ہیں کہ اقبال نے اس میں سے بعض اشعار نکال دیے تھے لہٰذا ان اشعار کے تحقیقی یا تنقیدی جائزے میں متداول کلام کا حوالہ ناگزیر تھا اس اشاریے کی بدولت اقبال کے متداول کلام کے زمانہ تصنیف کا تعین کرنے میں سہولت ہو گی اور ہم زیادہ بہتر انداز سے اقبال کے فکری مدارج کا تعین کر سکیں گے

ضمیمہ ۴: میں اقبال کے غیر متداول کلام کے مآخذ کا ذکر کیا گیا ہے۔ کلام کی تقسیم اصناف وار ہے اقبال کے مدوّن یا غیر مدوّن تمام کلام کے متعلق معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

ضمیمہ ۵: اگرچہ مختصر ہے لیکن بعض حیرت انگیز اور دلچسپ معلومات کی بدولت بے حد اہمیت رکھتا ہے۔ اس میں متداول اور غیر متداول کلام کی مقدار کا تعین کیا گیا ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مختلف ادوار میں علامہ کے متروکات کا فی صد تناسب کیا رہا۔ اقبال کے تمام شعری سرمایے، نیز متروکہ اشعار کی تعداد کی تفصیل پہلی دفعہ اس گوشوارے کے ذریعے منظرِ عام پر آ رہی ہے۔

ضمیمہ ۶: میں کلامِ اقبال سے متعلق کچھ نوادرات کے عکس شامل کیے گئے ہیں۔ بیشتر نمونے اقبال کی بیاضوں سے منتخب کیے گئے ہیں۔ انتخاب میں علامہ کی اہم نظموں کے ابتدائی متون اور متروک نظموں کے اشعار کو خصوصی

اہمیت دی گئی ہے۔ ضمیمے اقبال کے متداول اور غیر متداول کلام کے عروضی مطالعے اور موازنے پر مشتمل ہے۔

تحقیق کی وادی میں قدم رکھا تو آغازِ کار میں بہت سی مشکلات سدِ راہ ہوئیں مگر انسان ایک دفعہ سفر پر نکل کھڑا ہو تو راہ میں 'ہزار ہا' شجرِ سایہ دار مل جاتے ہیں۔ رکاوٹیں بہت زیادہ تھیں لیکن مسافر نوازوں کی تعداد بھی کچھ کم نہ تھی۔ کچھ مہربانوں کا ذکر کیے بغیر میں دیباچے کے فرض سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔

تحقیق کے دوران درجِ ذیل احباب کے گراں قدر ذخیرہ کتب سے بھرپور استفادہ کیا گیا۔ قاضی صادق (مانسہرہ) پروفیسر بشیر حسین (نواں شہر)، پروفیسر ارشاد احمد شاکر (لغہ)، پروفیسر سید یونس شاہ پروفیسر حسین اختر، سردار یونس، شاھد کیانی مرحوم (ایبٹ آباد)، ڈاکٹر اکبر حسین قریشی، ڈاکٹر رحیم بخش شاہین پروفیسر غلام رسول محمد (راولپنڈی)، ڈاکٹر صدیق جاوید، افضل حق قرشی، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی ڈاکٹر تحسین فراقی (لاہور) عبدالجبار شاکر (شیخوپورہ)، مولانا محمد نافع صاحب (جامعہ محمدیہ جھنگ) مشفق خواجہ (کراچی)، رشید اختر اور خواجہ اسعد مرحوم (حضرو)۔ مقالہ نگار ان حضرات کا تہِ دل سے شکر گزار ہے۔

بعض کتب خانوں کے علاوہ بعض سرکاری اور نیم سرکاری کتب خانوں سے بھی استفادہ کیا گیا۔ جن کے نام یہ ہیں۔ ○ گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد، مانسہرہ، حویلیاں، غازی اور اٹک ○ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور ○ قائدِ اعظم لائبریری لاہور ○ جماعتِ اسلامی لائبریری منصورہ ○ غالب لائبریری کراچی۔ ○ کتب خانۂ خاص، انجمن ترقی اردو کراچی ○ اسلامیہ کالج پشاور ○ پشاور جنرل لائبریری ○ پشاور یونیورسٹی جنرل لائبریری ○ اردو مرکزی بورڈ لائبریری (پشاور) ○ ہائی اسکول مانسہرہ لائبریری ○ نیشنل آرکائیوز لائبریری کراچی، اسلام آباد، لاہور، پشاور ○ نیشنل ہجرہ کمیشن لائبریری اسلام آباد ○ پنجاب پبلک لائبریری لاہور ○ اقبال اکیڈمی لائبریری لاہور ○ اوپن یونیورسٹی اسلام آباد (گوشۂ اقبال)۔ میں ان اداروں کے مہتممین کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے غیر معمولی تعاون کیا۔ اس ضمن میں پروفیسر عبدالجبار شاکر صاحب کے تعاون کا میں بطورِ خاص ذکر کرنا چاہتا ہوں، جنہوں نے گراں قدر مشوروں کے علاوہ مجھے علامہ کے مسودات تک رسائی حاصل کرنے میں مدد فراہم کی۔

دورانِ تحقیق ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا، ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر رحیم بخش شاہین، پروفیسر آصف ثاقب ڈاکٹر تحسین فراقی، ڈاکٹر اکبر حیدری کاشمیری (سری نگر) اور پروفیسر ارشاد احمد شاکر کے مفید مشوروں اور مخلصانہ راہنمائی کی بدولت کئی مشکلات کا حل نکل آیا۔ شیخ اعجاز احمد (کراچی)، عبداللہ قریشی (لاہور) م یش (لاہور) اور میاں عبدالرشید نے اقبال کے ہم عصر ہونے کے ناطے مفید معلومات فراہم کیں نیز باقیات کی فراہمی میں بھی مدد دی۔ ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال کی حوصلہ افزائی نے بھی کام کی ہمت بندھائی۔

احباب میں پروفیسر بشیر احمد سوز، پروفیسر عبدالجلیل اعوان، اور پروفیسر سجاد حسین شاہ (سرگودھا) نے مسودہ نقل کرنے میں میرا ہاتھ بٹایا۔ چند شاگردوں جہان زیب، وقار الرحمٰن، محمد سلیم، خورشید شعیب اور جمیل نے بھی اپنا 'زورِ قلم' صرف کیا۔ عزیزم اشتیاق احمد اور اشفاق نے اختتامی مراحل میں میری معاونت کی، استادِ محترم پروفیسر ایوب صابر صاحب اور پروفیسر سید یونس شاہ صاحب نے مسودے کو ایک نظر دیکھ کر بعض تسامحات کی طرف توجہ دلائی مقالہ نگار ان سب حضرات کا بھی شکر گزار ہے جو وقتاً فوقتاً باقیات کی تلاش میں سرگرداں رہے اور جن کی مساعی سے باقیات کا وقیع ذخیرہ منظرِ عام پر آیا۔

اس مرحلے پر ڈاکٹر وحید قریشی کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اقبال اکادمی کی نظامت کے زمانے میں میرے تحقیقی شوق کو دیکھتے ہوئے انہوں نے لائبریری کے اوقاتِ کار بڑھا دیے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں نے بھی مسلسل چھتیس (۳۶) گھنٹوں میں پوری لائبریری کو کھنگال ڈالا۔

مقالے کے نگران ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کی عنایات کسی ایک شعبے تک محدود نہیں۔ انہوں نے قدم قدم پر میری راہنمائی کی۔ لاہور میں میرے قیام کو ممکن اور آسان تر بنایا اپنے گھر اور لائبریری کے دروازے کھلے رکھے اس مقالے میں اگر کوئی خوبی نظر آئے تو اس کا تمام تر سہرا ڈاکٹر صاحب کے سر ہے تاہم مقالے کی خامیوں اور کوتاہیوں کا میں خود ذمہ دار ہوں اور اس مقالے کو کسی ادعا کے بغیر بڑے عجز اور انکسار کے ساتھ پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔ جو کچھ پیش کر سکا ہوں اس میں توفیق ایزدی کا بڑا دخل ہے۔ ربّ جلیل کا شکر ادا کرنا بھی واجب ہے جس نے اس کام کے لیے مجھے مہلت اور توفیق بخشی۔

دیباچے کے اختتام میں ایک معذرت پیش کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ تحقیق کے اختتامی مراحل میں بڑی عجلت سے کام کو سمیٹنا پڑا۔ مسودہ ٹائپ کرانے کے لیے وقت اور مناسب سہولت میسّر نہ تھی۔ محدود وقت میں ایک کاتب کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ تمام مسودہ نقل کرے چنانچہ کئی کاتبوں کی خدمات حاصل کی گئیں یہی وجہ ہے کہ املا اور پیش کش کا انداز یکساں نہیں رکھا جا سکا۔ امید کرتا ہوں کہ اس کوتاہی کو نظر انداز کر دیا جائے گا۔

صابر حسین کلوروی
لیکچرار شعبۂ اردو گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد

علامات اور توضیحات

مقالے میں متعدد مقامات پر بعض کتابوں، مسودوں اور مفاہیم کے لیے ازراہِ اختصار بعض الفاظ، اصطلاحات اور علامتیں استعمال ہوئی ہیں۔ ذیل میں ان کی وضاحت کی جا رہی ہے۔ ان علامات کو الفبائی ترتیب سے درج کیا گیا ہے۔

نمبر شمار	مختصرات	وضاحت
۱	ابتدائی کلام	"ابتدائی کلام اقبال" مرتبہ گیان چند ۱۹۸۸ء (انڈیا ایڈیشن)
۲	اردو کی پانچویں کتاب	مرتبہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ پنجاب ۱۹۰۵
۳	اردو کی چھٹی کتاب	" ۱۹۰۷
۴	"اقبال"	از مولوی احمد دین، مرتبہ مشفق خواجہ ۱۹۷۹ء
۵	اصلاحات	اصلاحاتِ اقبال مرتبہ بشیر الحق دسنوی ۱۹۵۰ء
۶	بیاض اول، دوم، سوم، چہارم	بانگ درا کے کلام پر مشتمل بیاضیں مخزونہ اقبال میوزیم لاہور
۷	" پنجم، ششم	بال جبریل " " " " " "
۸	" ہفتم	ضرب کلیم " " " " "
۹	" ہشتم	ارمغانِ حجاز " " " " "
۱۰	" اعجاز	شیخ اعجاز احمد کی مرتب کردہ بیاض جو روزگار فقیر جلد دوم کے کلام کا اصل ماخذ ہے۔
۱۱	" متفرق	علامہ اقبال کے کاغذات میں منتشر اوراق پر درج منظومات بخطِ اقبال۔ مخزونہ اقبال میوزیم لاہور
۱۲	باقیات	باقیاتِ اقبال (طبع سوم) مرتبہ عبداللہ قریشی ۱۹۷۸ء
۱۳	تبرکات	تبرکاتِ اقبال مرتبہ بشیر الحق دسنوی ۱۹۵۹ء
۱۴	تلاش و تاثر	از عبدالقوی دسنوی ۱۹۷۶ء
۱۵	تنقیدیں اور خاکے	از جلیل قدوائی ۱۹۵۲ء
۱۶	دورِ اول	فکرِ اقبال کا تشکیلی دور ۱۸۹۳ تا ۱۹۰۸ء
۱۷	" دوم	" " وسطی دور ۱۹۰۹ تا ۱۹۲۴ء
۱۸	" سوم	" " اختتامی دور ۱۹۲۵ تا ۱۹۳۸ء
۱۹	رخت	رختِ سفر طبع دوم مرتبہ انور حارث ۱۹۷۷ء
۲۰	روزگار فقیر	روزگار فقیر جلد دوم طبع دوم مرتبہ فقیر وحید الدین ۱۹۶۵ء
۲۱	سرود	سرودِ رفتہ مرتبہ غلام رسول مہر و صادق علی دلاوری ۱۹۵۹ء
۲۲	کلام — (i) متداول	کلیاتِ اقبال (اردو) لاہور میں شامل تمام اردو کلام
	(ii) مدوّن	باقیات کے مستقل مجموعوں (رختِ سفر، نوادرِ اقبال، باقیاتِ اقبال، سرودِ رفتہ، روزگار فقیر اور تبرکاتِ اقبال) میں شائع شدہ کلام
	(iii) غیر متداول	اقبال کا غیر مدوّن/غیر مطبوعہ تمام کلام جو کلیاتِ اقبال میں شامل نہیں۔
	(iv) غیر مدوّن	باقیات کے مستقل مجموعوں میں شامل نہ ہونے والا کلام
۲۳	فردیات	مفرد اشعار
۲۴	کلیات	کلیاتِ اقبال (اردو) شائع کردہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور طبع دوم ۱۹۷۵ء
۲۵	کلیات حیدرآباد	کلیاتِ اقبال مرتبہ مولوی عبدالرزاق حیدرآباد۔ دکن ۱۹۲۴ء
۲۶	مسودہ بال جبریل/ضرب کلیم	اقبال میوزیم لاہور میں موجود مسودے جن کی بنا پر یہ مجموعے تیار ہوئے۔
۲۷	منظومات	یہ اصطلاح علامہ کی تمام شعری تخلیقات، نظم، غزل، قطعات و رباعیات کے لیے مستعمل ہے۔
۲۸	'ج'	جزوی متروکات: علامہ کے متداول کلام میں شامل منظومات کے ایسے اشعار جنھیں مذکورہ مجموعوں میں شامل نہیں کیا گیا۔
۲۹	[ ]	قلابین۔ جہاں کوئی لفظ پڑھا نہیں جا سکا یا قیاس کی بنا پر متن کا تعین کیا گیا۔

باب ۱

باقیاتِ اقبال کا پس منظر

(الف) اقبال کی شاعری کا پس منظر

شاعری کی ابتدا

اقبال کی شاعری کا آغاز کب ہوا؟ محققین کے لیے یہ سوال بہت اہم رہا ہے اس ضمن میں مندرجہ ذیل امور توجہ طلب ہیں۔

★ سیّد نذیر نیازی کا کہنا ہے کہ علامہ کی شاعری کا آغاز ۱۸۸۵ء یا شاید اس سے کچھ پہلے ہو گیا تھا[1] اس بیان کو اس لیے درست نہیں قرار دیا جا سکتا کہ اقبال اُس وقت پہلی جماعت کے طالب علم تھے[الف]

★ بچپن میں اقبال کی موزونی طبع کی متعدد شہادتیں موجود ہیں جن میں مولوی میر حسن کے صاحبزادے سیّد محمد تقی شاہ کی شہادت اہم ہے۔ موصوف نے چند ایسے اشعار کا حوالہ دیا ہے جو کبوتر پالنے کے مشترکہ مشغلے کے دوران موزوں ہوئے تھے۔[2]

★ شیخ عبد القادر کے بقول اقبال کی شاعری کا آغاز اسکول ہی سے ہو گیا تھا[3]

★ اقبال کی باقاعدہ شاعری کا ثبوت کالج کے زمانے سے ملتا ہے۔ امین حزیں اس ضمن میں رقمطراز ہیں۔

"جب میں آٹھویں جماعت کا طالب علم تھا تو حضرت علامہ اقبال ایف اے میں پڑھتے تھے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ اُس زمانے میں ڈاکٹر صاحب نے ایک دفعہ کالج سے سکول میں تشریف لا کر اپنے کچھ اشعار سنائے تھے"[4]

★ اُس زمانے میں سیالکوٹ سے متعدد رسائل شائع ہوتے تھے جن میں لکھنؤ کا رسالہ "پیام یار" بہت اہم ہے۔ یہ رسالہ سیالکوٹ میں گھر گھر پڑھا جاتا تھا اس میں علامہ کا کلام بھی شائع ہوتا تھا[5]۔ افسوس ابتدائی ایام کا یہ کلام اب دستیاب نہیں

★ اسکاچ مشن اسکول کی رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۹۳ء میں ہائی سکول اور کالج کے طلبہ پر مشتمل ایک لٹریری سوسائٹی قائم تھی جس کا اجلاس ہر جمعہ کو ہوتا تھا۔ اس میں بحث و مباحثہ ہوتا اور مختلف موضوعات پر لیکچر دیے جاتے تھے۔ غالب امکان ہے کہ اس اجلاس میں اشعار بھی پڑھے جاتے ہوں گے۔ اسکول سے باہر انجمن پنجاب سیالکوٹ اور نیشنل کانگرس نام کی دو انجمنیں قائم تھیں۔ اقبال ان انجمنوں میں بھی شرکت کرتے تھے اور اس کی کار وائیوں میں حصہ لیتے تھے

سیالکوٹ کے مشہور شعراء میں "عشق پیچہ" بھی تھے۔ جن کی صدارت میں اکثر مشاعرے ہوا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ سیّد حامد شاہ حامد، میراں بخش جلوہ سیالکوٹی، غلام نادر فصیح، غلام محمد شگفتہ کا چرچا عام تھا۔ بعد میں امین حزیں اور فضل الٰہی بیدل بھی اس صف میں شامل ہو گئے۔

★ علامہ کی قدیم ترین غزل ستمبر ۱۸۹۳ء کے رسالہ "زبان دہلی" میں شائع ہوئی۔ دو اور غزلیں اسی رسالے کی نومبر ۱۸۹۳ اور فروری ۱۸۹۴ء کی اشاعت میں شائع ہوئیں

★ اقبال کی قدیم ترین نظموں میں ایک نظم وہ ہے جو آپ نے زمانۂ طالب علمی میں سعد اللہ لودھیانوی کے خلاف لکھی تھی۔ اس عیسائی شاعر نے مرزا غلام احمد قادیانی سے متعلق ایک مضمون لکھا تھا جس کے جواب میں علامہ نے یہ نظم لکھی[6] یہ نظم بعد میں "آئینہ حق نما" میں ستمبر ۱۹۱۲ء میں شائع ہوئی۔ بشیر احمد ڈار نے اپنی کتاب "اقبال اور احمدیت" ص ۹ پر اس کا ایک شعر شائع کیا ہے۔ اس نظم کا زمانۂ تحریر ستمبر ۱۸۹۴ء کا نصف آخر ہے۔

مندرجہ بالا شواہد سے یہ بات یقینی طور پر کہی جا سکتی ہے کہ علامہ کی شاعری کا آغاز ۱۸۹۱ء اور ۱۸۹۳ء کے

---

[1] دانائے راز ص ۳۱۲

[2] "الزبیر" اقبال نمبر ۱۹۷۷ ص ۱۱ اشعار کے لیے دیکھیے باب ششم

[3] دیباچہ بانگِ درا

[4] دانائے راز ص ۸۳

[5] روایاتِ اقبال ص ۱۸۹، دانائے راز ص ۸۳

[6] اقبال کی ابتدائی زندگی ص ۹۶

[7] ایضاً

[8] علامہ اقبال اور احمدیت از شیخ نور احمد منیر ص ۲

[الف] اقبال ریویو جولائی ۸۳ مضمون ڈاکٹر سید سلطان محمود حسین

ذوقِ شاعری کی تربیت :- اقبال کے شاعرانہ ذوق کی تربیت میں جن اصحاب نے درمیانی عرصے میں حصہ لیا، ان میں چار افراد کا ذکر ضروری ہے۔ ارشد گورگانی، شیخ نور محمد، مولوی میر حسن اور داغ دہلوی۔ ارشد گورگانی سے تلمذ کی روایت سب سے پہلے خمخانۂ جاوید کے مصنف سری رام نے بیان کی اور یہیں سے اس غلط روایت کی بنا پڑی۔ یہ تذکرہ ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا۔ کلب علی خاں فائق اپنے مضمون "اقبال کی شاعری کا آغاز" میں اس روایت کی تصدیق کرتے ہیں[2]۔ سید عابد علی عابد بھی ارشد گورگانی سے اصلاح لینے کا ذکر کرتے ہیں[3]۔ ارشد گورگانی کی شاگردی کا ذکر نور اللہ محمد نوری نے یوں کیا ہے :-

"ارشد گورگانی سے مشورۂ سخن کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد داغ کے یہاں اپنا کلام بھیجنا شروع کیا"[4]

عبدالقوی دسنوی مندرجہ بالا روایت کی تصدیق میں اقبال کا یہ شعر پیش کرتے ہیں :-

جس کے دم سے دلی و لاہور ہم پہلو ہوئے
آہ اے اقبال وہ بلبل بھی اب خاموش ہے

لیکن دسنوی صاحب کا یہ استدلال درست نہیں ہے۔ اس شعر میں ارشد گورگانی کی طرف اشارہ نہیں کیا گیا بلکہ اس سے مراد مولانا محمد حسین آزاد ہیں⊛۔ کہا جاتا ہے کہ ارشد گورگانی سے تلمذ کی ابتداء داغ کی شاگردی سے پہلے ہوئی۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ داغ سے شاگردی کی ابتداء ۱۸۹۲ء یا ۱۸۹۳ء میں ہو چکی تھی۔ اگر علامہ نے ارشد گورگانی کی شاگردی اختیار کی تھی تو یہ واقعہ ۱۸۹۲ء سے پہلے پیش آیا ہوگا۔ ارشد گورگانی اس زمانے میں فیروز پور میں ملازم تھے۔ اور یہ ممکن نہ تھا کہ ایک میٹرک کا طالب علم اپنی شاعری پر اصلاح لینے کی غرض سے فیروز پور جا سکے۔ احمد دین نے اپنی کتاب "اقبال" کے ضبط کئے جانے والے پہلے ایڈیشن میں اقبال کو ارشد گورگانی کا شاگرد لکھا تھا لیکن دوسرے ایڈیشن میں اس نسبت کو حذف کر دیا گیا تھا۔ یقیناً علامہ کے ایماء پر ایسا کیا گیا ہوگا۔ ارشد گورگانی سے علامہ کی پہلی ملاقات ۱۸۹۵ء میں لاہور کے مشاعرے میں ہوئی[6]۔ اگر وہ ارشد گورگانی کے شاگرد ہوتے تو اس اجلاس میں اپنا تعارف کراتے ہوئے کبھی یہ نہ کہتے "حضرت داغ سے تلمذ کا فخر حاصل ہے، یہاں کے کسی بزرگ سے نہ خصوصیت ہے نہ حضرت"[6ب] داغ کی شاگردی کے بعد کسی اور استاد کی شاگردی اختیار کرنے کی کوئی وجہ ہی نہ تھی۔

علامہ کے والد شیخ نور محمد باقاعدہ شاعر تو نہ تھے لیکن شاعرانہ ذوق ضرور رکھتے تھے۔ فقیر سید وحید الدین نے شیخ اعجاز احمد کے حوالے سے درج ذیل روایت بیان کی ہے۔

"میاں جی شاعر تو نہ تھے، مگر طبیعت موزوں پائی تھی۔ علامہ اقبال کی والدہ یعنی بے جی کی وفات کا انہیں بہت صدمہ ہوا۔ ایک دن شیخ اعجاز احمد سے کاغذ اور قلم دوات لانے کے لئے کہا۔ وہ سمجھے کہ شاید علامہ کو خط لکھوانا چاہتے ہیں۔ فرمایا جو کچھ میں بولتا جاؤں اسے لکھتے جاؤ۔ پھر یہ لکھوا چکے تو کاغذ کو اپنے چچا کے پاس بھیج دو۔ میاں جی سوچ سوچ کر شعر لکھواتے جاتے تھے۔ غالباً دو نشستوں میں انہوں نے کوئی بارہ اشعار مرثیہ نظم بند کئے ان میں کا کوئی مصرع بھی وزن سے خارج نہ تھا۔ ان شعروں میں سے یہ ایک شعر شیخ صاحب کو یاد رہ گیا ہے :-

یہ تنہا زندگی، پیری میں نصف الموت ہوتی ہے
نہ کوئی ہم سخن اپنا، نہ کوئی راز داں اپنا[7]

بعض دوسری روایات سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ شعر و شاعری کے موضوع پر علامہ کی اپنے والد سے گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ ۱۹۱۵ء میں جب علامہ اقبال نے نظم "والدہ مرحومہ کی یاد میں" لکھی تو اسے ایک کاتب سے خوشخط لکھوا کر سیالکوٹ بھیجا[8]۔

سیالکوٹ کے قیام کے زمانے میں اقبال کے ذوقِ شاعری کی تربیت میں مولانا میر حسن کا خاص حصہ ہے۔ اقبال مولانا میر حسن کے ذریعے ہی فارسی شاعری کی روایات سے واقف ہوئے۔ مولانا عبدالسلام ندوی کے مطابق اقبال میر حسن کے کہنے پر اپنی مادری زبان یعنی پنجابی میں شعر گوئی چھوڑ کر اردو میں شعر گوئی کرنے لگے تھے۔"[9]

---

1. ڈاکٹر افتخار صدیقی کے نزدیک اقبال کی باقاعدہ غزل گوئی کا آغاز ۱۸۹۱ء یا ۱۸۹۲ء میں ہو چکا تھا (عروجِ اقبال صفحہ ۵۹)
2. صحیفہ (اقبال نمبر) ۱۹۷۳ء صفحہ ۲۲ — 3. تنقیدی مضامین صفحہ ۸۷ — 4. "داغ" مطبوعہ اعظم سٹیم پریس دکن ۱۳۵۵ھ صفحہ ۱۸۹
5. اقبال اور دلی صفحہ — 6. دیباچہ بانگ درا از شیخ عبدالقادر — 6ب. اقبال جادوگر ہندی نژاد صفحہ ۱۳۵-۱۳۶
7. روزگار فقیر جلد دوم صفحہ ۱۲۶ — 8. مظلوم اقبال از شیخ اعجاز احمد صفحہ ۴۷ — 9. اقبال کامل صفحہ ۱۱۱ — ⊛ اقبالیات جولائی-ستمبر ۱۹۸۱ء صفحہ ۵۱

علامہ اقبال نے ایک شعر میں بڑے واضح الفاظ میں میر حسن سے فیض یاب ہونے کا اعتراف کیا ہے

مجھے اقبال اس سیّد کے گھر سے فیض پہنچا ہے
پلے جو اس کے دامن میں وہی کچھ بن کے نکلے ہیں

اس ضمن میں مولوی میر حسن کے صاحبزادے سیّد ذکی کی یہ روایت قابلِ ذکر ہے :-

"ڈاکٹر اقبال نے ابتدائی مشق میں غزلوں کی اصلاح میں میرے والد سے فیض حاصل کیا جس کا ذکر وہ اکثر کیا کرتے تھے۔ ایسی ہی ایک نظم بانگِ درا میں بھی چھپی ہے۔"[۱]

اقبال نے اپنے کلام کو خوب سے خوب تر بنانے میں مولوی میر حسن کے مشوروں سے استفادہ کیا ہے۔ سید ذکی شاہ ہی کی روایت ہے۔
ایک دفعہ ڈاکٹر صاحب کی ایک غزل چھپ کر آئی جس کا ایک شعر تھا ؎

ترک کر دی تھی غزل خوانی مگر اقبال نے
یہ غزل لکھی حمایوں کو سنانے کے لئے[۲]

اس پر والد صاحب نے اعتراض کیا تھا۔ لیکن مجھے یاد نہیں۔ ڈاکٹر صاحب کہتے تھے کہ ہندوستان میں کسی اور کو یہ اعتراض کب سوجھ سکتا ہے؟[۳]

ایک اور موقع پر جب اقبال نے انجمن حمایت اسلام کے اجلاس میں نظم پڑھتے ہوئے یہ شعر پڑھا ؎

قصۂ مطلب طویل و دفترِ تقریر تنگ
ہم جو کچھ کہنے کو ہیں سو مختصر کہنے کو ہیں

میر صاحب نے سنا تو آپ نے 'دفتر' کی جگہ 'نوشتہ' کا لفظ تجویز کیا۔[۴]

میر حسن کے سوانح نگار ڈاکٹر سلطان محمود حسین میر حسن کے ذوقِ شعری کی تو تائید کرتے ہیں۔ لیکن علامہ کی اصلاح لینے والی روایت کو تسلیم نہیں کرتے۔ اُن کا بیان ہے۔

"میر حسن سے اصلاح لینے والی بات مصدقہ نہیں کیونکہ گزشتہ صدی میں میر صاحب نے شعر کہنے میں اپنے کسی شاگرد کی سمت انفرادی نہیں کی ..... اقبال کا ابتدائی کلام یعنی ۱۸۹۵ء تک اس پایۂ معیار کا تھا کہ میر صاحب اسکی تعریف و توصیف کرتے اور رسالہ زبان دہلی میں چھپنے والی متذکرہ غزلوں کی داد دیتے۔ اِن غزلوں میں رندی ہے، شوخی ہے، ہجر و وصال کے جھگڑے ہیں حسن و عشق کی چپقلش ہے۔ میر صاحب جیسا پرہیزگار اور متقی شخص ایسے کلام پر شاباش نہیں دے سکتا تھا۔"[۵]

ڈاکٹر صاحب کی تحقیق ایک مفروضے پر مبنی ہے علامہ نے رموزِ بے خودی اشاعتِ اول ۱۹۱۸ء کے دیباچے میں میر حسن کے فنی مشوروں کا اعتراف کیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں۔

"استادی حضرت قبلہ مولانا سید میر حسن صاحب دام فیضہم، پروفیسر مرے کالج سیالکوٹ اور مولانا شیخ غلام قادر صاحب گرامی شاعر خاص حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہٗ واجلالہ میرے شکریہ کے خاص طور پر مستحق ہیں کہ ان دونوں بزرگوں سے بعض اشعار کی زبان اور طرزِ بیان کے متعلق قابلِ قدر مشورے ملے۔"[۶]

علامہ اقبال نے داغ کی شاگردی کب اختیار کی، اس سلسلے میں روایات مختلف ہیں۔ تاہم شیخ عبدالقادر کا یہ بیان اس لئے درست ہے کہ یہ تحریر ۱۹۰۳ء کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں

"انٹرنس پاس کرنے کے بعد اقبال نے داغ سے بذریعہ خط و کتابت تلمذ کی ٹھہرائی اور کچھ عرصے تک

---

[۱] روایتِ اقبال از عبداللہ چغتائی صفحہ ۱۳
[۲] ایضاً
[۳] یہ واقعہ دسمبر ۱۹۰۳ء کا ہو سکتا ہے کیونکہ یہ غزل اسی ماہ مخزن میں شائع ہوئی تھی۔
[۴] یہ شعر "اسلامیہ کالج کا خطاب پنجاب کے مسلمانوں سے" کے بند نمبر ۲ کا شعر ہے اگرچہ دوسرا مصرعہ بدل دیا گیا ہے۔ یہ نظم ۲۱۔ فروری ۱۹۰۲ء کے اجلاس

[۵] اقبال کی ابتدائی زندگی صفحہ ۲۱
[۶] مقالاتِ اقبال طبع دوم صفحہ ۲۳۴

غزل میں اُن سے اصلاح لیتے رہے۔ جب سے نئے رنگ میں مخمس اور مسدس اور ترجیع بند لکھنے شروع کیے ہیں۔ اُس وقت خود اپنی اصلاح کر لیتے ہیں۔ گو طبیعت کی روانی اب اوقات نہایت عجلت میں شعر زبان سے نکلواتی ہے اور کبھی کبھی اپنے شوق اور کبھی احباب کی فرمائش سے وہ قلمبند ہو جاتے ہیں۔ مگر اکثر یہ ہوتا ہے کہ وہ مہینوں کاغذ میں پڑے رہتے ہیں۔ جب ذرا فرصت ملی انہیں پڑھا۔ اور جہاں کوئی لفظ کھٹکا تھوڑی اصلاح کر دی۔ پھر پڑھا اور پھر کہیں کچھ کر دیا۔ کبھی بہت ضرورت محسوس ہوئی تو کسی بامذاق دوست کے سامنے پڑھ کر اس کی تنقید سن لی۔ اور کچھ کام کی بات تنقید میں مل گئی۔ تو اس سے فائدہ اٹھا لیا۔"[1]

داغ مرحوم کی عادت تھی کہ اُن کی صحبت میں جو شخص بھی اُن سے شاعری پر اظہارِ خیال کرتا، یا اپنی غزل سنا کر مشورہ طلب کرتا اُسے اپنے شاگردوں کی فہرست میں شامل کر لیتے، بلکہ اُسے شاگردی کا سرٹیفکیٹ بھی ارسال کر دیتے۔[2] اقبال کی شاگردی بھی اسی قسم کی ہو گی۔ منشی محمد دین فوق نے جب ۱۸۹۸ء میں داغ کو پہلی غزل بھیجی تو داغ نے انہیں لکھا۔

"فوق صاحب! اصلاح کو تم اپنی غزل بھیجا کرو۔ تمہارا نام شاگردوں میں درج کر لیا گیا ہے۔ نیاز دلا دینا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت نظامی گنجوی رح، شیخ سعدی رح، حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ، حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ، خواجہ میر درد علیہ رحمۃ، حضرت شاہ نصیر رحمۃ اللہ، حضرت استاد ذوق مرحوم کے نام کی۔"[3]

قرین قیاس ہے کہ داغ نے اقبال کو بھی اسی طرح کی نیاز دینے کو کہا ہو گا اور اسی تلقین کے ذریعہ انہیں استاد کے پسندیدہ شاعروں کو پڑھنے کی تحریک ملی ہو گی۔ تمکین کاظمی رقمطراز ہیں۔

"شاگردوں کی فاتحہ بھی بڑی پابندی سے دلایا کرتے تھے۔ چاہے آٹھ آنے ہی کی مٹھائی کیوں نہ ہو۔ مگر فاتحہ ضروری تھی۔ پوسٹ کے ذریعہ شاگرد ہونے والوں کو بھی فاتحہ کے لئے لکھا کرتے تھے۔ اس فاتحہ کی بھی کوئی حد نہ تھی..... ناموروں کی فاتحہ کا لزوم تھا۔ معلوم نہیں یہ ترتیب کن وجوہ کی بنا پر قائم ہوئی تھی۔ اس کا پتہ نہیں۔ کسی نے ان سے پوچھنے کی جرأت نہ کی اور نہ خود انہوں نے وجہ بتائی ہو گی۔"[4]

داغ عام طور پر شاگردوں کے خطوط کے اوپر ہی جواب لکھ کر خط واپس کر دیتے تھے۔ اور ان خطوط کا ریکارڈ اپنے پاس نہیں رکھتے تھے۔ وہ اس بات پر خفا ہوتے تھے کہ اُن کے شاگرد اُن سے اصلاح لیے بغیر اپنی غزلیں رسائل میں شائع کرائیں۔[5] شاگردوں کے نام اور اُن کے پتوں کے رجسٹر میں پانچ ہزار نام درج تھے۔[6] ایک موقع پر احسن مارہروی نے اس امر پر شک کا اظہار کیا کہ داغ اپنے شاگردوں کی حدود سے دوسرے شاگردوں کے کلام پر اصلاح دیتے ہیں لیکن داغ نے اس کی تردید کی۔[7]

تمکین کاظمی نے اپنے شاگردوں کے ساتھ داغ کا سلوک خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

صبح نماز فجر کے بعد باہر آ جاتے۔ سردیاں ہوتیں تو دھوپ میں، ورنہ دالان میں کرسیاں بچھائی جاتیں۔ وہیں بیٹھ کر شاگردوں کی غزلیں سنتے، ڈاک دیکھتے، اصلاح دیتے، خطوط لکھواتے۔ گیارہ بجے اندر کے ہال میں آ کر بیٹھ جاتے۔ بارہ بجے دسترخوان تیار ہو جاتا۔ اور حاضر الوقت شاگردوں اور دوستوں کو لے کر کھانا کھاتے۔ اور پھر تھوڑی دیر تک بیٹھے حقہ پیتے رہتے۔ اور حقہ ختم کر کے سونے کے کمرے میں جا کر قیلولہ کرتے۔ پھر نماز ظہر پڑھ کر ایک دو بازیاں شطرنج کی کھیلتے اور شاگردوں سے بات چیت کرتے یا غزل کہنے لگتے۔ نماز عصر پڑھ کر یا تو تفریح کے لئے باہر نکل جاتے یا کمپونڈ ہی میں بیٹھ جاتے۔ اور پھر وہی غزل گوئی

۱۔ شیخ عبدالقادر: جادوگر ہندی نژاد۔ صفحہ ۱۴۰

۲۔ انٹرویو ظفر علی خان: نیرنگ اقبال نمبر ۷۷، صفحہ ۲

۳۔ "شیرازہ" سری نگر: فوق نمبر صفحہ ۸۲

۴۔ "نواب مرزا داغ" صفحہ ۲۰۱

۵۔ "زبانِ داغ" صفحہ ۴۹، ۵۶

۶۔ "داغ" از نور اللہ محمد نوری صفحہ ۱۷۱

۷۔ "زبانِ داغ" صفحہ ۶۰

اصلاح اور خطوط نویسی کا سلسلہ شروع ہو جاتا جو مغرب تک جاری رہتا - نماز مغرب پڑھ کر گانا سنتے - گیارہ بجے تک گانا ہوتا - پھر رات کا کھانا کھاتے - رات میں عموماً شاگردوں اور دوستوں کو کھانے پر روک لیتے اور سب کے ساتھ ہی کھانا کھاتے - کھانا کھانے کے بعد حقہ پیتے اور پھر عشاء کی نماز پڑھ کر شعر کہنے بیٹھ جاتے اور شعر کہتے جاتے۔[1]

داغ نے اپنے شاگرد سید احسن کی فرمائش پر "ایک پند نامہ" لکھا تھا - ۳۱ اشعار کی اس نظم میں داغ نے اپنے شاگردوں کو شاعری کے ضمن میں چند نصیحتیں کی ہیں - اس نظم کا خلاصہ یہ ہے۔

۱ - بندش چست ہو اور کوئی حرف دبنا نہیں چاہیے -

۲ - عربی فارسی الفاظ میں حروفِ علت نہیں گرنا چاہیے -

۳ - اردو الفاظ میں "الف وصل" نہیں گرنا چاہیے -

۴ - کنایہ واضح ہو گنجلک نہ ہو -

۵ - دہلی کی زبان ہی معیار ہے -

۶ - تعقید بُری ہے لیکن بندش مناسب ہو تو عیب نہیں -

۷ - حشو و زواید کو ترک کرنا چاہیے -

۸ - ایطائے جلی بڑا عیب ہے -

۹ - استعارہ اور تشبیہ مزے کا ہو -

۱۰ - روزمرہ کی صفائی ہو -

۱۱ - ایک مصرعہ میں چار جگہ اضافت نہ ہو - یہی حال عطف کا بھی ہے -

۱۲ - لف و نشر مرتب اچھا ہے، غیر مرتب اچھا نہیں -

۱۳ - ایہام بھی خوبی ہے -

۱۴ - ردیف مرغوب ہو اور قافیہ بے ڈھنگے نہ ہوں -

۱۵ - شتر گربہ سے اجتناب کیجئے -

۱۶ - عروض سے واقفیت اچھی ہے -[2]

شعر کہتے وقت اقبال نے داغ کے ان تنقیدی امور کا خیال ضرور رکھا ہوگا - بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ رسالہ "زبان دہلی" میں علامہ کا جو کلام شائع ہوا وہ داغ ہی کے ایماء پر بھیجا گیا تھا - "زبان دہلی" کے مہتمم مولوی راسخ صاحب تھے - یہ رسالہ ۱۸۹۳ء ہی میں شائع ہونا شروع ہوا تھا - داغ اپنے شاگردوں کو اس امر کی تاکید کرتے رہتے تھے کہ وہ اپنا کلام اس پرچے کو بھیجیں - مثلاً ۲۵ ستمبر ۱۸۹۳ء کے ایک خط میں داغ اپنے شاگرد "بےخود دہلوی" کو لکھتے ہیں -

"گلدستہ زبان اردو جو راسخ نے نکالا ہے اسکو رونق کلام دو کہ زبان دہلی ختم ہوئی جاتی ہے"[3]

---

۱ - نواب مرزا داغ : از تمکین کاظمی صفحہ ۲۳۲

۲ - ایضاً صفحہ ۲۷۳

۳ - انشائے داغ مرتبہ احسن مارہروی صفحہ ۹۷ — ؟

۲۲ جنوری ۱۸۹۴ء کے ایک خط میں "بے خود دہلوی" کو لکھا،

"تم زبانِ دہلی میں غزل کیوں نہیں دیتے" [۱]

اسی موضوع پر داغ کا ایک خط رسالہ زبانِ دہلی کے شمارہ اکتوبر ۱۸۹۳ء کے شمارہ میں شائع ہوا۔ وہ اپنے شاگردوں کو لکھتے ہیں:۔

"شاگردوں کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ اس گلدستہ میں شامل ہوں اور صاحب مقدرت لوگ خریدار بنیں۔ دلّی کی زبان ڈوبی جاتی ہے۔ اگر یہ گلدستہ جاری رہے تو کچھ نہ کچھ شوق پیدا ہوگا...
..... میں نے شاگردوں کو اس گلدستہ کا حال لکھنا شروع کر دیا ہے۔ سب کی غزلیں آئیں گی۔
آپ نے یہ اہم کام شروع کر دیا ہے جس کو ضرور ترقی ہوگی۔" [۲]

داغ نے یقیناً اقبال کو بھی لکھا ہوگا کہ وہ اپنا کلام اس رسالے کو بھیجا کریں۔ رسالے میں طرحی غزلیں شائع ہوتی تھیں۔ لیکن علامہ کی صرف تین طرحی غزلیں ہی اس رسالے میں ملتی ہیں۔ نہ معلوم اسکے بعد علامہ نے اپنے کلام کی اشاعت میں کیوں دلچسپی نہیں لی۔ شاید داغ سے تلمذ ختم ہوتے ہی اس رسالے سے بھی رابطہ ٹوٹ گیا۔ جہاں تک داغ کی اصلاح کے طریقۂ کار کا تعلق ہے انہوں نے بیرونِ حیدر آباد سے آنے والے کلام پر اصلاح کے لئے ظہر کے بعد کا وقت مقرر کر رکھا تھا۔ یہ جلسہ روزانہ دو گھنٹے تک منعقد رہتا۔ تاہم نظام حیدر آباد کا کلام تنہائی میں خود ملاحظہ کرتے، کبھی اتنا اختصار ہوتا کہ صرف لفظوں کے اُلٹ پھیر سے شعر مکمل کر دیتے۔ جن اشعار کو پسند کرتے اُس پر ۳ کا نشان بنا دیتے۔ وجہ اصلاح کم لکھی جاتی تھی۔ اس کے لئے داغ کے پاس وقت ہی کہاں تھا۔ تاہم فاش غلطیوں کی طرف اشارہ ضرور کر دیتے تھے [۳]

تمکین کاظمی داغ کی اصلاح کے طریقۂ کار کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

"داغ کی اصلاح کا طریقہ یہ تھا کہ صرف زبان اور محاورات کی غلطیاں درست کر دیتے اور کوئی عروضی یا فنی سقم ہو تو دور کر دیتے تھے۔ تخیل کو بدلتے نہ تھے۔" [۴]

مثلاً ایک شعر تھا ؎ کسی دن بے خودی میں جا پڑے تھے اُن کے سینے پر
بس اتنی سی خطا پر ہاتھ کچلے میرے پتھر سے

اس میں بجائے جا پڑے تھے، "جا پڑا تھا" کچلے کی جگہ "کچلا" اور میرے کی جگہ "میرا" بنا دیا۔ وجہ اصلاح یہ لکھ دی کہ دونوں ہاتھوں کا سینے پر جا پڑنا عین ہوشیاری ہے۔ جو بے خودی کے خلاف ہے۔ بے خودی میں ایک ہاتھ تو ہی پڑ سکتا ہے [۵]
داغ غزل کے شاعر تھے۔ وہ تغزل سے ہٹ کر شعر کہنا وعظ سمجھتے تھے۔ چنانچہ احسن مارہروی نے غزل بھیجوائی تو دوسرے اشعار پر تو داغ نے اصلاح دی مگر اس شعر پر

؎ خدا پرستش کرے گا حشر میں ساری خدائی سے
بھلائی کی بھلائی سے برائی کی، برائی سے

یہ نوٹ لکھا۔ "آپ غزل کہہ رہے ہیں یا وعظ" [۶]

۱۔ انشائے داغ صفحہ ۱۵۷
۲۔ رسالہ مذکور صفحہ ۲
۳۔ داغ کا نمونۂ اصلاح زمانہ جنوری/فروری ۱۹۲۸ء بمنظور الحق
۴۔ نواب مرزا داغ صفحہ ۲۶۲
۵۔ ایضاً صفحہ ۲۶۹
۶۔ حیاتِ داغ: سیماب صدیقی الوارثی صفحہ ۳۹ دارالاشاعت صوفی گجرات

داغ سنی المذہب تھے لیکن اہلِ بیت سے بے حد محبت تھی۔ جیسا کہ ان کے ایک مقطع سے ثابت ہوتا ہے۔

ع یہ داغ ہے صحابۂ عظام کا مطیع
یہ داغ جاں نثار ہے آلِ رسول کا

اقبال کی ابتدائی شاعری میں بالخصوص "باقیات میں" اہلِ بیت سے محبت کے ضمن میں متعدد اشعار ہیں۔ غالباً انہی اشعار کی وجہ سے ان پر تشیع کا الزام لگایا گیا۔ داغ کو تاریخ گوئی میں بھی ملکہ حاصل تھا۔ حضور نظام کے ہمراہ شکار کے لئے نکلتے تو تاریخ پر تاریخ کہتے۔ ادھر نظام نے شیر مارا ادھر داغ نے تاریخ کہہ ڈالی۔ سونے کی گھوڑی ملی تو اس کی تاریخ کہہ ڈالی۔ اقبال کے ہاں تاریخ گوئی کے محرکات کی تلاش میں ہمیں داغ تک جانا پڑے گا۔ اس سلسلے میں ملاحظہ کیجئے۔ باب "متفرقات" "عددی تاریخ گوئی"

اقبال پر داغ کے اثرات کا جائزہ لیتے وقت یہ امر ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ شاعری کی شاہراہ پر اقبال زیادہ دور تک داغ کا ساتھ دیتے نظر نہیں آتے

داغ کی شاگردی کا علاوہ کو یہ فائدہ ضرور پہنچا کہ وہ زبان میں الفاظ اور محاورات کی اہمیت کو جان گئے۔ اس ضمن میں رشید احمد صدیقی کا یہ بیان درست ہے کہ

"اقبال نے دراصل داغ سے زبان نہیں سیکھی بلکہ شاعری میں زبان کی اہمیت پہچانی۔"[1]

اقبال کو کلامِ داغ کی فنی خصوصیات کا بخوبی علم تھا۔ چنانچہ داغ کے مرثیہ میں وہ درج ذیل خصوصیات کا خاص طور پر ذکر کرتے ہیں۔

بانکپن، شوخی، طرزِ بیان، مضمون کی باریکیاں، تلخیٔ دوراں کے نقشے، تخیل کی دنیا، عشق کی سچی تصویر کھینچنا۔

اقبال کے ابتدائی کلام پر داغ کے اثرات واضح ہیں۔ اس زمانے کا بیشتر کلام قلمزد کر دیا گیا تھا۔ تاہم جو کلام ہم تک پہنچا ہے اس کے مطالعے سے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ بندش کی چستی، الفاظ کی ترتیب، محاورہ گوئی اور معاملہ بندی کے اشعار میں بعض اوقات وہ داغ کے اتنے قریب پہنچ جاتے ہیں کہ دونوں کے کلام میں تمیز مشکل ہو جاتی ہے۔ مثلاً یہ اشعار:-

جان دے کر تمہیں جینے کی دعا دیتے ہیں
پھر بھی کہتے ہو کہ عاشق ہمیں کیا دیتے ہیں؟

ہنس کے پوچھا اس صنم نے کون ہے تیرا رقیب
میں نے اس کے سامنے آئینہ لے کر رکھ دیا

کبھی تیرِ جنوں دل میں ترازو ہو بھی جائے گا
کبھی کام آ ہی جائے گا مرے کانٹا بیاباں کا

نگہ سے حیا نہ شوخیٔ رفتار سے کہیں
چلتے نہیں وہ اپنا دوپٹہ سنبھال کے

تسنیم و تشنہ ہی اقبال کچھ نازاں نہیں اس پر
مجھے بھی فخر ہے شاگردیٔ داغِ سخنداں کا

جنابِ داغ کی اقبال یہ ساری کرامت ہے
ترے جیسے کو کر ڈالا سخنداں بھی، سخنور بھی

گرم ہوتا ہے کبھی ہم پہ جو وہ بت اقبال
حضرتِ داغ کے اشعار سنا دیتے ہیں

اقبال کے متداول کلام میں داغ کے رنگ میں کہے ہوئے بیشتر اشعار شامل ہی نہیں کیے گئے۔ جس کی وجہ سے عموماً اقبال کے کلام پر داغ کے اثرات کا صحیح نقشہ ہمارے سامنے نہیں آتا۔ داغ کی وفات کے بعد کئی مہینوں تک "ریاض الاخبار" میں اس

[1] اقبال شخصیت اور شاعری صفحہ ۱۱۵

اس سوال پر بحث جاری رہی کہ داغ کا صحیح جانشین کون ہے؟ "آریہ گزٹ" نو رہی "نیرنگ" نے اس بحث کو سمیٹتے ہوئے لکھا۔

"ہمارے خیال میں داغ مرحوم کے تلامذہ میں سے استادی کا درجہ اگر کسی کو حاصل ہوگا تو وہ پروفیسر محمد اقبال ایم۔ اے ہیں۔ خواہ وہ اہل زبان ہیں یا نہیں۔ خواہ وہ اپنے استاد کے رنگ میں غزل لکھ سکتے ہیں یا نہیں۔ لیکن اس میں کسی کو کلام نہیں کہ ایک دلآویز رنگ اقبال نے پیدا کیا ہے"[1]

لاہور کے مشاعرے ۔ اقبال نے لاہور آ کر سب سے پہلے مشاعرے میں کب شرکت کی تھی؟ اس میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ ایک بات بہر حال طے ہے اور وہ یہ کہ کسی بھی اجلاس میں علامہ کی شرکت ستمبر ۱۸۹۵ء کے بعد ہی ہوئی ہوگی۔ کیونکہ اسی ماہ اقبال نے گورنمنٹ کالج لاہور میں بی۔ اے میں داخلہ لیا تھا[2]

لاہور میں حکیم احمد شجاع کے والد حکیم شجاع الدین نے ایک بزم مشاعرہ قائم کی تھی جس کا پہلا مشاعرہ ۳۰ نومبر ۱۸۹۵ء کو منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں رام پور سے امیر مینائی نے بھی شرکت کی اور اپنی ایک غزل پڑھی تھی۔ علامہ نے اس اجلاس میں شرکت کی لیکن اپنی کوئی نظم یا غزل نہیں پڑھی[3] ۔ وجہ ظاہر تھی، اہل علم کے اتنے بڑے اجتماع میں سیالکوٹ سے آئے ہوئے نو وارد طالب علم کو اتنی جرأت کیونکر ہو سکتی تھی؟ حکیم احمد شجاع کا خیال ہے کہ علامہ نے بزم کے دوسرے مشاعرے منعقدہ دسمبر ۱۸۹۵ء میں اپنی وہ مشہور غزل پڑھی جس کا مقطع یہ ہے

نسیم و تشنہ ہی اقبال کچھ نازاں نہیں اس پر

ان کے بقول یہ غزل دسمبر ۱۸۹۵ء کے رسالہ "شور محشر" میں شائع ہوئی[4]

حکیم صاحب کا یہ بیان درست نہیں۔ ان کی تحریر سے یہ تاثر ملتا ہے کہ یہ اقبال کی پہلی غزل تھی جو لاہور کے کسی مشاعرے میں پڑھی گئی۔ حالانکہ معروف روایات یہی ہیں اور شیخ عبدالقادر کا بیان بھی یہی ہے کہ علامہ کی پہلی غزل وہ تھی جس کے ایک شعر سے

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے + قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے

پر ارشد گورگانی پھڑک اٹھے تھے۔

اس ضمن میں سوال تحقیق یہ ہے کہ جس مشاعرے کا ذکر حکیم صاحب نے کیا ہے وہ فروری ۱۸۹۶ء کے بعد منعقد ہوا

علامہ کی یہ غزل دراصل ایک طرحی مصرع "مرا سینہ ہے مشرق آفتابِ داغِ ہجراں کا" پر لکھی گئی تھی۔ اس زمین میں منشی محمد دین فوق نے بھی ایک غزل لکھ کر اجلاس میں سنائی تھی۔ ان کی طرحی غزل کا یہ شعر قابلِ ذکر ہے۔

دیا پر چند میں نے واسطہ گیسوئے پیچاں کا
نہ چھوڑا تار کوئی دستِ وحشت نے گریباں کا

منشی محمد الدین فوق ۳۱۔ جنوری ۱۸۹۶ء کو لاہور میں وارد ہوئے تھے۔

اس لحاظ سے یہ غزل فروری ۱۸۹۶ء اور نومبر ۱۸۹۶ء کے درمیانی عرصہ میں لکھی گئی۔[6]

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ علامہ نے اپنی پہلی غزل کس مشاعرے میں سنائی؟ اقبال کی ابتدائی شاعری کے ضمن میں ایک بات بہت تواتر سے بیان کی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ اقبال نے پہلے مشاعرے میں اپنی وہ غزل سنائی تھی جس کے اس شعر سے

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے

پر ارشد گورگانی نے داد دی تھی۔ عبداللہ قریشی کا خیال ہے کہ ۱۸۹۶ء کے کسی مشاعرے میں علامہ نے پہلے پہل اپنی غزل سنائی تھی[7]

---

[1] ۱۵ جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۲

[2] زندہ رود جلد اول صفحہ ۷۲

[3] حیات اقبال کی گم شدہ کڑیاں صفحہ ۲۸

[4] اقبال کا قیام لاہور از حکیم احمد شجاع نقوش ستمبر ۱۹۷۷ صفحہ ۱۵

[5] اقبال کی صحبت میں صفحہ ۱۹ بحوالہ خون بہا از حکیم احمد شجاع

[6] اقبال اور کشمیر از جگن ناتھ آزاد صفحہ ۲۳ بحوالہ "شیرازہ" سری نگر فروغ نظر شمارہ ۵-۷ جلد ۱۷ سنہ ندارد
حیات اقبال کی گم شدہ کڑیاں صفحہ ۲۴۳

[7] حیات اقبال کی گم شدہ کڑیاں صفحہ ۳۲

اقبال نے یہ غزل ایک طرحی مصرع پر لکھی تھی۔ اس مصرع پر مرزا خادم حسین صاحب رئیس اکبر آباد نے بھی[1] ایک غزل لکھی تھی۔ جس کے تین اشعار عبداللہ قریشی نے اپنی کتاب "حیاتِ اقبال کی گمشدہ کڑیاں صفحہ" میں درج کیے ہیں۔ سرودِ رفتہ صفحہ ۱۴۶ میں اس غزل کو ۱۸۹۶ء کی غزل لکھا گیا ہے۔ حکیم احمد شجاع اگرچہ اس غزل کو لاہور میں سنائی جانے والی پہلی غزل نہیں کہتے تاہم ان کا بیان ہے کہ علامہ نے اپنی پہلی غزل بزم مشاعرہ کے دوسرے اجلاس منعقدہ دسمبر ۱۸۹۵ء میں سنائی تھی۔ بزم کا اجلاس ہر ماہ ہوا کرتا تھا۔ لہذا یہ بات قرینِ قیاس نہیں کہ اقبال نومبر ۱۸۹۵ء کے اجلاس میں شرکت کرنے اور اس کے رنگ ڈھنگ دیکھ لینے کے بعد اگلے اجلاس میں حاضر نہ ہوئے ہوں۔ چنانچہ اس غزل کے بارے میں ہمارا خیال ہے کہ یہ دسمبر ۱۸۹۵ء کے کسی اجلاس میں ہی سنائی گئی ہوگی۔ جہاں تک اس نظم کے دسمبر ۱۸۹۶ء کے "شورِ محشر" میں شائع ہونے کا تعلق ہے اس کی اشاعت کی تاریخ سے نظم کے زمانہ تصنیف کا حتمی تعین نہیں کیا جا سکتا۔ ممکن ہے یہ سنانے کے بہت بعد شائع ہوئی ہو۔ شیخ عبدالقادر نے علامہ کے جس اولین مشاعرے کا حال بیان کیا ہے اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ لوگ ان کے نام سے پہلی بار واقف ہوئے۔ چنانچہ انہیں اپنا تعارف کرانا پڑا۔ اگر اس اولین مشاعرے کو نومبر یا دسمبر ۱۸۹۶ء میں فرض کر لیا جائے تو اس مشاعرے کا کیا ہوگا جس کا انعقاد فوق کی تحریک پر فروری ۱۸۹۶ء میں ہوا اور علامہ نے ۲۵ اشعار پر مشتمل ایک نظم "فلاحِ قوم" پڑھی۔ دسمبر ۱۸۹۶ء میں اقبال کے اولین مشاعرے میں شرکت کی روایت اس لیے بھی غلط ہے کہ دسمبر کے آخر میں حکیم شجاع الدین کی وفات کی وجہ سے ادبی سرگرمیاں ماند پڑ گئی تھیں۔ اس دور کی تیسری معروف غزل وہ ہے جس کا مقطع ہے:

شعر کہتا نہیں اقبال کو آتا لیکن
آپ کہتے ہیں سخنور تو سخنور ہی سہی

یہ غزل بھی حکیم امین الدین بیرسٹر کے مکان واقع بازار حکیماں میں سنائی گئی[1]۔ احمد حسین خان اس اجلاس میں موجود تھے۔ ان کا خیال ہے کہ انہوں نے علامہ اقبال کو پہلی بار ۱۸۹۶ء یا ۱۸۹۷ء میں دیکھا جس میں انہوں نے زیر بحث غزل پڑھی۔[2] احمد حسین خان کا یہ بیان جزوی طور پر ہی درست کیا جا سکتا ہے۔ انجمن اتحاد کے دوسرے مشاعرے میں معلوم نہیں احمد حسین شریک تھے یا نہیں، تاہم وہ انجمن کے پہلے اجلاس منعقدہ ۳۰ نومبر ۱۸۹۵ء میں ضرور شریک تھے۔ شورِ محشر کے پہلے شمارے میں اس اجلاس کی کارروائی چھپی تو اس میں شرکا کے نام بھی درج کیے گئے تھے۔ اس میں منشی احمد حسین کا نام شامل ہے۔ یہ غزل ۱۸۹۶ء میں ہی کہی گئی ہوگی۔ اس لیے کہ ۱۸۹۶ء کے آخر میں حکیم شجاع الدین کے انتقال سے انجمن کو بڑا صدمہ پہنچا۔ حکیم امین الدین نے کچھ عرصہ اسے سنبھالنے کی کوشش کی مگر انہیں ملازمت کے سلسلے میں پشاور جانا پڑ گیا۔[3] ۱۸۹۷ء میں خان احمد حسین نے نواب غلام محبوب سبحانی کی سرپرستی میں مشاعروں کا نیا سلسلہ شروع کیا تھا۔ زیر بحث غزل کے درج ذیل شعر پر اقبال کو بہت داد ملی تھی

خوب سوجھی ہے، تہِ دام بھی پھڑک جاؤں گا
میں چمن میں نہ رہوں گا تو مرے پر ہی سہی

انہی دنوں احمد حسین خان نے بی۔ اے کر لیا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس طرح غزل میں احمد حسین سے متعلق ایک شعر کا اضافہ کیا جو انہیں یاد نہیں رہا۔[4] اس غزل کے سلسلے میں بعض حضرات کا یہ بیان ہے کہ یہ لاہور کے مشاعرے میں پڑھی جانے والی پہلی غزل ہے۔ خود احمد حسین کے بیان سے بھی اس روایت کو تقویت ملتی ہے۔

۱۔ نذرِ اقبال مرتبہ حنیف شاہد ص ۸۶ — ۲۔ روایاتِ اقبال ص ۱۶۱
۳۔ حیاتِ اقبال کی گمشدہ کڑیاں ص ۲۷ — ۴۔ ایضاً ص ۹۳
۵۔ ؟ حوالہ کدھر گیا؟

فروری ۱۸۹۶ء میں فوق کی تحریک پر انجمن کشمیری مسلمانانِ ہند کی پہلی مجلس پر علامہ نے ۲۵ اشعار پر مشتمل ایک نظم پڑھی تھی۔

مشاعرہ اتحاد

یہ نظم اب "فلاحِ قوم" کے نام سے سرودِ رفتہ صفحہ ۸۰ میں شامل ہے۔ اس نظم کا ایک شعر نومبر ۱۸۹۹ء کے
میں ہونے والے مشاعرے کا مصرعِ طرح بنا۔ نظم لکھنے والے شعراء کے لئے "گردشِ ایام" کا عنوان تجویز ہوا تھا۔
اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ بہت تھوڑے عرصہ میں اقبال کی شہرت لاہور کے ادبی حلقوں میں پھیل چکی تھی۔ اور ان کی شاعری نے اپنا
رنگ جمالیا تھا۔

حکیم امین الدین اور حکیم شہاب الدین کی انجمن اتحاد کے بعد یہ مشاعرے کسی نہ کسی شکل میں جاری رہے۔ ۱۸۹۷ء میں
خان احمد حسین نے نواب غلام محبوب سبحانی رئیس لاہور (خلف نواب شیخ امام الدین مرحوم گورنر کشمیر) کی سرپرستی میں مشاعروں کا نیا سلسلہ
شروع کیا۔ یہ مشاعرے اسی جگہ منعقد ہوتے تھے جہاں انارکلی بازار کے آغاز میں اب ایک گنج منزل ہوٹل واقع ہے۔ اس لٹریری سوسائٹی
کے صدر مسٹر [illegible] گوپال بیرسٹر اور سیکرٹری خان احمد حسین خان تھے۔ لالہ ہرکشن لال، میاں شاہ دین اسکے ممبر تھے۔ میاں شاہ دین
کی تحریک پر فیصلہ ہوا کہ مناظرِ قدرت پر نظمیں لکھی جایا کریں۔ نظموں کے عنوان میں پہلا عنوان "ہمالہ" تجویز ہوا جس پر اقبال،
احمد حسین خان اور بعض دوسرے اصحاب نے بھی نظمیں لکھیں۔ مشاعرہ اتحاد نے لاہور کی ادبی فضا میں ہلچل پیدا کر دی۔ پیسہ اخبار
نے اپنی ۸ جون ۱۹۰۱ کی اشاعت میں عمارت الائف انشورنس کمپنی لاہور کے دفتر کے صحن میں منشی احمد حسین خان سیکرٹری کی
کوششوں سے منعقد ہونے والے مشاعروں کا حال بیان کیا گیا ہے۔ ان مشاعروں میں ہر ہفتے کسی خاص موضوع پر نظمیں پڑھی جاتی تقریر
اور کسی خاص موضوع پر لیکچر کرنے کی تجویز بھی زیرِ غور آئی۔ ایڈیٹر پیسہ اخبار مولوی محبوب عالم کو میر مجلس تجویز کیا گیا۔ مخزن میں ہمالہ کی اشاعت
(اپریل ۱۹۰۱ء) سے پہلے صرف ہمالہ کچھ نہیں لکھا گیا بلکہ باقیاتِ کلامِ اقبال کے ذخیرے میں کچھ غزلیں ایسی ہیں جو اس زمانے کی معلوم ہوتی
ہیں۔ لاہور میں انجمن مشاعرہ اتحاد اور مشاعرہ قیصری کے رسالہ "ارمغان"، "شعلۂ ہند لاہور"، "چمن سخن"، "انجمن سخن" اور "اصلاحِ سخن" میں طرحی
غزلیں شائع ہوتی تھیں۔ "شورِ محشر" میں بھی لاہور کے شعراء کا کلام شائع ہوتا تھا۔ افسوس ہے ان رسالوں کے بیشتر فائل نایاب ہیں۔ ورنہ اس
دور کی شاعری کے متعلق ہمیں بہت سی معلومات حاصل ہوتیں۔ منشی محمد دین فوق کے مجموعہ کلام "کلامِ فوق" سے اس دور کے ادبی اجتماعوں کے
متعلق ہماری معلومات میں خاصا اضافہ ہوتا ہے۔ منشی محمد دین فوق نے بیشتر طرحی مشاعروں میں حصہ لیا تھا

"مشاعرہ قیصری" کا انتظام میر ناظم حسین ناظم کی سرپرستی میں ۱۸۹۷ء میں ہوا تھا۔ انہوں نے پہلے شمارے کے لئے یہ طرح دی۔

یہ زمیں آسمان ہے گویا

بعد میں "اصلاحِ سخن" کے جون ۱۹۰۵ء کے شمارے میں اس غزل کا ایک شعر شائع ہوا۔ اس رسالہ کو
حافظ سلطان احمد ترتیب دیتے تھے۔ مرتب نے اس شعر کے بارے میں لکھا ہے: "شیخ صاحب نے ایک مختصر سی غزل اسی طرح پر ہمیں لاہور
میں سنائی تھی۔ ایک شعر یاد رہ گیا ہے وہی لکھ دیا ہے۔"[2]

اس بیان سے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ علامہ نے یہ غزل ۱۹۰۵ء سے پہلے کسی وقت کہی ہو گی اور بعد جب ۱۹۰۶ء میں مصرعِ طرح
تجویز ہوا تو علامہ کے ایک شعر کو بنیاد بنایا گیا۔ ۱۹۰۶ء میں اقبال یورپ میں تھے اور ان کے لئے اس طرح کی فرمائشوں کی تکمیل ممکن نہ تھی۔ یوں
یہ غزل یورپ کے سفر سے پہلے کسی وقت لکھی گئی۔ مکمل غزل اب باقیاتِ اقبال صفحہ ۲۹ پر موجود ہے۔ اور مؤلف کے مطابق یہ اکتوبر ۱۹۰۶ء
کے رسالہ "انکشاف" سیالکوٹ میں شائع ہوئی۔

کلامِ فوق کے مطالعہ سے لاہور میں دو اور مشاعروں میں علامہ کی شرکت کا ثبوت ملتا ہے۔ پہلا مشاعرہ ۱۲ فروری ۱۹۱۱ء
کو بزمِ اردو لاہور کے تحت ہوا۔ اس اجلاس میں سر آغا خان، شبلی، وقار الملک اور دیگر مسلمان لیڈر شریک ہوئے۔ مقصد یہ تھا کہ
مسلم یونیورسٹی کے لئے چندہ جمع کیا جائے۔ اس اجلاس کی صدارت ڈاکٹر محمد اقبال نے کی۔ محمڈن ہال میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ کئی شعراء

تکرار

[1] حیاتِ اقبال کی گمشدہ کڑیاں ص ۹۰ [2] ماہِ نو اقبال نمبر ۷۷ ص ۳۵۰

نے یونیورسٹی کے موضوع پر نظمیں پڑھیں۔ تاہم یہ معلوم نہ ہو سکا کہ علامہ نے بھی اس مشاعرے میں کوئی نظم پڑھی تھی یا نہیں۔

۲۲-اپریل ۱۹۱۱ء کو برکت علی محمڈن ہال حیدرآباد میں ظہیر دہلوی کے انتقال پر اظہارِ افسوس کرنے کے لیے ایک اجلاس منعقد ہوا یہ اجلاس لاہور میں مقیم داغ کے شاگردوں کی تحریک پر بلایا گیا تھا۔ علامہ نے اس اجلاس کی صدارت کی۔ ڈاکٹر صاحب نے تقریر کی اور داغ کے شاگردوں نے نظمیں پڑھیں۔ علامہ نے بیٹھے بیٹھے ایک قطعۂ تاریخ لکھا[1]

انجمنِ حمایتِ اسلام کے جلسے :- انجمن کشمیری مسلمانان کے جلسوں میں نظمیں یا رباعیات پڑھنے کے بعد انجمن اتحاد مشاعرہ کے جلسوں میں غزلیں سنانے کے باوجود علامہ اقبال کی شہرت ایک مخصوص ادبی حلقے تک محدود رہی۔ انجمنِ حمایتِ اسلام کے جلسوں نے انہیں عروج تک پہنچا دیا۔ انجمن کے یہ سالانہ اجلاس اس زمانہ میں ایک قومی میلہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ ملک کے طول و عرض سے مختلف لوگ اس میں شرکت کرنے کی غرض سے آتے تھے۔ اس پر شیخ عبدالقادر کے رسالہ مخزن نے علامہ کی شاعری کو ہندوستان کے کونے کونے تک پہنچا دیا۔ اقبال نے انجمنِ حمایتِ اسلام کے پندرہویں سالانہ اجلاس منعقدہ ۱۲ فروری ۱۹۰۰ء میں پہلی بار شرکت کی۔ اس اجلاس میں انہوں نے اپنی مشہور نظم نالۂ یتیم سنائی۔ اس اجلاس کی صدارت ڈپٹی نذیر احمد نے کی۔ اس نظم پر تبصرہ کرتے ہوئے نذیر احمد نے کہا:

"میں نے ان کانوں سے انیس اور دبیر کے مرثیے سنے۔ مگر جس پایہ کی نظم آج سننے میں آئی، اور جو اثر اس نے میرے دل پر کیا، وہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔"[2]

اقبال غزل کی تنگنائے سے نکل کر نظم کے وسیع میدان میں طبع آزمائی کرنے لگے۔ یورپ جانے سے پہلے علامہ کی شاعری میں ایک اور رجحان پیدا ہوا۔ انہوں نے بچوں کے لیے نظمیں لکھیں۔ ان میں سے بیشتر نظمیں انگریزی سے ترجمہ کی گئی تھیں۔ اقبال اس زمانے میں گورنمنٹ کالج لاہور میں انگریزی کے استاد تھے اور یہ نظمیں محکمہ تعلیم کے کارپردازوں کی فرمائش پر بچوں کی درسی ضرورتیں پورا کرنے کے لیے لکھی گئی تھیں۔[3] قیامِ یورپ کے زمانے کی شاعری فکر و خیال کی رعنائیوں کا مظہر تھی۔ اسی زمانے میں انہیں یہ احساس ہوا کہ کلام کو محفوظ کیا جائے۔ علامہ کی ذاتی بیاضوں میں اس دور کی بیشتر منظومات محفوظ کر لی گئیں۔ تاہم یورپ جانے سے قبل کا کلام موجود نہیں۔ یورپ سے واپسی پر علامہ کی شاعری میں مقصدیت اور اسلامی رنگ نمایاں ہونا شروع ہوا۔ خیالات میں وسعت کے ساتھ ساتھ زبان کا دائرہ بھی تنگ محسوس ہونا شروع ہوا۔ چنانچہ فارسی زبان میں شاعری کا آغاز ہوا اور یکے بعد دیگرے اسرارِ خودی ۱۹۱۵ء، رموزِ بے خودی ۱۹۱۸ء اور پیامِ مشرق ۱۹۲۳ء شائع ہوئیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ اقبال کی شاعری میں پختگی آنی شروع ہوئی۔ لوگوں نے اصرار کرنا شروع کر دیا کہ اقبال اردو کلام کا مجموعہ شائع کریں۔ چنانچہ ۱۹۲۳ء میں بانگِ درا کی تدوین کا آغاز کیا گیا۔ اسی اثنا میں کلامِ اقبال کے دو مجموعے علامہ کی اجازت کے بغیر شائع ہو گئے۔ مولوی احمد دین کے مجموعہ "اقبال" (۱۹۲۳ء) اور عبدالرزاق کی کلیاتِ اقبال (۱۹۲۴ء) سے ہے۔ علامہ نے اس پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ چنانچہ احمد دین نے اپنا مجموعہ جلا دیا۔[4] عبدالرزاق کو ایک معاہدے کے تحت اس امر کا پابند کر دیا گیا کہ وہ اپنی کتاب کو حیدرآباد سے باہر فروخت نہ کریں گے۔[5]

اندازِ شعر گوئی = اقبال کی شعر گوئی کا انداز دوسرے شعراء سے بہت مختلف تھا۔ شعر کہتے وقت اُن کی کیفیت کچھ اس طرح ہوتی جیسے اُن کے وجدان پر الہام کی بارش ہو رہی ہو۔ ان لمحات میں وہ ایک رات میں تین تین سو اشعار بھی لکھوا لیتے تھے۔ سید نذیر نیازی کے بقول اقبال فل اسکیپ رجسٹر پر اشعار لکھواتے تھے۔ آخری زمانے میں علامہ لکھنے پڑھنے سے معذور ہو چکے تھے لہٰذا کلام نقل کرنے میں وہ اپنے احباب کی مدد کے طلب گار ہوتے تھے۔

---

1. بحوالہ قلمی ڈائری (نوق) مملوکہ عبداللہ قریشی
2. اقبال اور انجمن حمایتِ اسلام ص
3. اردو کی پانچویں کتاب، اردو کی چھٹی کتاب (۱۹۰۸ء) (۱۹۰۸ء)
4. اقبال از احمد دین، مرتبہ مشفق خواجہ ص۵۰
5. انوارِ اقبال ← خط بنام اکبر حیدری ص۳۲

سے نذیر نیازی اکثر یہ خدمت سرانجام دیتے تھے۔ چودھری محمد حسین بھی یہ خدمت سرانجام دیا کرتے تھے۔ اور اگر ڈاکٹر صاحب اشعار میں کوئی تبدیلی یا اصلاح کرتے تو چودھری صاحب کی رائے معلوم کر لیتے[1]۔ کبھی کبھی شیخ عبدالقادر ملنے تشریف لاتے تو علامہ ان سے شعر لکھوانا شروع کر دیتے اور بعض اوقات پوری رات شعر لکھنے لکھانے میں گزر جاتی[2]۔

اقبال کی طبیعت کا یہ انداز سب پہ منکشف تھا کہ وہ بعض اوقات معمولی سے معمولی واقعے سے فلسفیانہ نکتہ نکال لیتے۔ ایک مرتبہ سر ذوالفقار علی خان جوگندر سنگھ کے بیٹے جب اندر سنگھ اور میرزا جلال الدین نواب صاحب کی موٹر میں شالامار کی سیر کے لئے گئے۔ جب اندر سنگھ نے از راہ حیرت کہا کہ نواب صاحب کی موٹر کس قدر خاموش ہے۔ یہ رائے اقبال کے شاعرانہ ذوق کے لئے ایک تازیانہ بن جاتی ہے اور وہ نظم وجود میں آتی ہے جو موٹر کے عنوان سے ’بانگ درا‘ میں صفحہ ۱۲۸ میں موجود ہے۔ علامہ اس گفتگو سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ جادۂ حیات میں ہر تیز پا چیز خاموش ہوا کرتی ہے[3]۔

اقبال کی طبیعت مشاعروں سے نفور رہتی تھی۔ ۱۹۱۴ء کے بعد علامہ نے بہت کم مشاعروں میں حصہ لیا۔ تاہم ’بزم اردو‘ کے مشاعروں میں احباب انہیں کھینچ کر لے جاتے تھے۔ اس طرح وہ دوسروں کے اشعار پر کم کم اصلاح دینے پر راضی ہوتے تھے۔ اگر کوئی مسلمان نوجوان ان کے پاس شعر لے کر آتا تو وہ اسے مشورہ دیتے کہ قوم کو شعروں کی نہیں شیروں کی ضرورت ہے۔ وہ اسے ورزش کی تلقین کرتے[4]۔ وہ فرمائش پر کم ہی کسی کو شعر سنانے پر آمادہ ہوتے تھے۔ تاہم غلام رسول مہر، عبدالمجید سالک اور چودھری محمد حسین اور شیخ عبدالقادر کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ علامہ انہیں کسی فرمائش کے بغیر اپنا غیر مطبوعہ کلام سناتے رہتے تھے[5]۔ ۱۹۲۹ء میں حیدر آباد دکن کے سفر کے دوران ایک مشاعرے میں کشن پرشاد نے اقبال سے شعر سنانے کی فرمائش کی۔ آپ نے شاد سے تمام تر دوستی کے باوجود انکار کر دیا اور کہا۔

"I want to give you an empire and you want poetry from me."[6]

علامہ کی نظر قوم کی اصلاح پر تھی۔ شاعری اس کے لئے ایک وسیلہ تھا۔ بے شک اپنے اشعار کو زیادہ سے زیادہ موثر بنانے کے لئے وہ ان کی نوک پلک سنوارنے میں مصروف رہتے تھے۔ لیکن شاعری فی نفسہٖ ان کا مقصد کبھی نہیں رہا۔

---

1 : ڈورس احمد Iqbal as I knew him صفحہ ۳۶-۳۷

2 . حیات اقبال ناشر تاج کمپنی مرتبہ عنایت اللہ صفحہ ۳۳-۳۴

3 = نظم ’موٹر‘ میں جگندر لکھا ہے۔ لیکن یہ بات ان کے بیٹے جب اندر سنگھ نے کہی تھی۔ ملاحظہ کیجیے بیاض اقبال (بانگ درا) اول صفحہ ۹۹ یا چودھری محمد حسین قلمی ڈائری مشمولہ چودھری محمد حسین اور علامہ اقبال مقالہ برائے ایم۔ اے اردو: مقالہ نگار ثاقب نفیس صفحہ ۱۲۹

4 اسلامی جمہوریہ اقبال نمبر ۱۹۷۷ء صفحہ ۱۲

5 = سرگزشت: عبدالمجید سالک۔

6 بروایت سلیم تمنائی رسالہ [illegible] فروری تا ستمبر ۱۹۷۶ء صفحہ ۳۶

(ب) متروکات کی وجوہ

کلامِ اقبال پر اعتراضات: ابتدا ہی میں اقبال کو نقادوں کے اعتراضات کا سامنا کرنا پڑا۔ وجہ ظاہر تھی اُس وقت شاعری کا معیارِ نقد ہی کچھ ایسا تھا کہ الفاظ اور قواعد کا بے حد خیال رکھا جاتا تھا۔ علامہ نے دہلی اور لکھنؤ کے دبستانوں سے الگ ایک راہ نکالی لیکن قدامت پرست ذہن جدید اسالیبِ بیان کو کس طرح آسانی سے قبول کر لیتے۔ اور وہ نیچ[؟] اِن اعتراضات میں پیش پیش تھا۔ اس رسالے نے مولانا الطاف حسین حالی اور داغ دہلوی کے کلام پر اعتراضات کر کے اچھی خاصی شہرت حاصل کر لی تھی۔ ان تنقیدوں میں بدذوقی اور ابتذال نمایاں تھا۔ حالی جیسے شریف الطبع آدمی کے لیے کہا گیا :

> ابتر ہمارے حملوں سے حالی کا حال ہے
>
> میدانِ پانی پت کی طرح پائمال ہے

چنانچہ جب انہیں شاعری کے میدان میں اقبال کا قدم بڑھتا ہوا محسوس ہوا تو انہیں نکتہ چینی کے لیے ایک نیا میدان ہاتھ آیا۔ اقبال پر اعتراضات کا سلسلہ ۱۹۰۲ء ہی میں شروع ہو گیا تھا۔ محرّک اس سے پیدا ہوا کہ منشی محمد دین فوق نے ۲۱ اگست ۱۹۰۲ء میں علامہ اقبال کو "ملک الشعرائے پنجاب" لکھ دیا۔ چنانچہ ۳ ستمبر ۱۹۰۲ کو لاہور پنچ نے[؟] کامل نامی کسی شخص نے اقبال کی غزل

> عبادت میں زاہد کو مسرور رہنا
>
> مجھے پی کے تھوڑی سی مخمور رہنا

کو تنقیص کا نشانہ بنایا اور ان کے ملک الشعراء ہونے پر شک کا اظہار کیا۔ موصوف نے شعر کو بے معنی بتاتے ہوئے لفظ 'مسرور' کو 'معروف' میں بدلنے کا مشورہ دیا۔ اسکے جواب میں عبدالسلام رفیق نے ایک مضمون تحریر کیا جو پنجۂ فولاد کی ۱۲ ستمبر ۱۹۰۲ء کی اشاعت میں شائع ہوا۔ جس میں غزل پر اعتراضات کا جواب دیا۔ 'انصاف پسند' نام کے کسی اور شخص نے بھی کامل صاحب کے اِن اعتراضات کا مسکت جواب پنجۂ فولاد کی اسی اشاعت میں شائع کرایا۔

تقریباً اسی زمانے میں 'تنقیدِ ہمدرد' کے نام سے کسی اخبار میں ایک صاحب[1] نے ایک سلسلہ مضمون شروع کیا۔ اس کا جواب میر غلام بھیک نیرنگ نے انبالوی کے قلمی نام سے دیا۔ 'تنقیدِ ہمدرد' نے اقبال کی شاعری پر پنجابی کے اثرات کی نشاندہی کی۔ اقبال کی مختلف غزلوں سے بعض اشعار چھانٹے گئے تھے اور ان کے نقائص کا ذکر کیا گیا تھا۔ علامہ نے اِن تنقیدات کا مسکت جواب دیا اور خاصی تحقیق کے بعد اساتذہ کے کلام سے اپنے حق میں اسناد تلاش کیں۔

۱۹۰۴ء میں ینگ مینز انڈین ایسوسی ایشن کے اجلاس میں علامہ نے اپنا مشہور ترانہ پڑھا۔

> سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا

محمد عمر صاحب اس اجلاس میں موجود تھے۔ انہوں نے اسے نوٹ کر کے رسالہ اتحاد لکھنؤ میں بھیج دیا۔ بعض غلطیاں محمد عمر صاحب سے ہوئیں۔ کاتب نے اس پر مزید اضافہ کیا۔ چنانچہ حسرت موہانی نے اس نظم کی بنیاد پر اعتراضات کا ایک سلسلہ شروع کر دیا۔ 'اردوئے معلّٰی' اور 'مخزن' میں ایک محاذ سا قائم ہو گیا۔ حسرت موہانی کا اعتراض اس شعر پر تھا۔

> اقبال کوئی اپنا محرم نہیں جہاں میں
>
> معلوم کیا کسی کو دردِ نہاں ہمارا

---

[1] بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اعتراضات حسرت موہانی نے کیے تھے۔

[2] مخزن اکتوبر ۱۹۰۲ء ، مقالاتِ اقبال صفحہ ۵۱

ان کا خیال یہ تھا کہ اس شعر میں 'ہمارا' کے بجائے 'اپنا' ہونا چاہیے۔

جولائی ١٩١٣ء میں 'نقاد لکھنوی' نے علامہ کی نظم 'موجِ دریا' پر اعتراض کیا[1]

غالباً سب سے زیادہ اعتراضات 'اودھ پنچ' کی طرف سے ہوئے۔ اس میں 'زبانِ فطرت ادبار' کے فرضی نام سے علامہ کی درج ذیل نظموں اور غزلوں کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ بعض کی پیروڈیاں لکھی گئیں۔

(١) جگنو
(٢) نالہ ہے بلبلِ شوریدہ ترا خام ابھی
(٣) ملا کشانِ محبت کی یادگار ہیں ہم
(٤) اوروں کا ہے پیام اور میرا پیام اور ہے
(٥) ایک پرندے کی فریاد
(٦) نگاہ عاشق کی دیکھ لیتی ہے پردۂ میم کو اٹھا کر
(٧) گورستانِ شاہی

اعتراضات کی نوعیت کچھ اس طرح ہوتی تھی ؎ بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

"ابراہیم خلیل اللہ خود کیاں کودے تھے۔ وہ زبردستی دھکیلے گئے تھے۔ عشق کو کودنے کی عادت کہاں۔ وہ اگر کودے بھی تو سینہ یا دماغ میں کود سکتا ہے"۔

'گورستانِ شاہی' کے اس شعر پر اعتراض کا انداز ملاحظہ ہو: ؎ آہ جولانگاہِ عالمگیر یعنی وہ حصار
دوش پر اپنے اٹھائے سیکڑوں صدیوں کا بار

"جولانگاہِ عالم یا اہلِ عالم اگر کہتے تو خیر کچھ بجا نہ تھا۔ یہ عالم میں گیر کا پیوند اگر خوگیری کی بھرتی نہیں تو کیا ہے۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ عالمگیر سے مراد اورنگ زیب ہو"۔ اقبال نے ان اعتراضات کے ضمن میں فوق کو لکھا:

"..... لکھنؤ والے یا اور معترض یہ خیال کرتے ہیں کہ اقبال شاعر ہے مگر میری غرض شاعری سے زباں دانی کا اظہار یا مضمون آفرینی نہیں۔ میں نے آج تک اپنے آپ کو شاعر سمجھا ہے۔ حقیقت میں فنِ شاعری اس قدر دقیق اور مشکل ہے کہ ایک عمر میں بھی انسان اس پر حاوی نہیں ہو سکتا۔ پھر میں کیونکر کامیاب ہو سکتا ہوں۔ مجھے روزی کے دھندوں سے فرصت نہیں ملتی، میرا مقصود گاہ گاہ نظم لکھنے سے صرف اس قدر ہے کہ چند مطالب جو میرے ذہن میں ہیں ان کو مسلمانوں تک پہنچا دوں اور بس"[2]

کلامِ اقبال میں پختگی کے باوجود اعتراضات کا سلسلہ جاری رہا۔ فروری ١٩١٩ء میں کرنل محمولانا تو نے علامہ کے فارسی کلام پر اعتراضات کیے۔ جس کے جواب میں خواجہ عبدالواحد ندوی نے زمانہ کانپور کی اشاعت مارچ ١٩١٩ء میں ایک مضمون لکھا۔

٢٩ اپریل ١٩١٩ء کو ایک دفعہ پھر اودھ پنچ نے اعتراضات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس دفعہ علامہ کی نظم "فاطمہ بنت عبداللہ" کی خامیوں کو موضوع بنایا گیا۔ یہ نظم غالباً علی گڑھ کے جوبلی نمبر میں شائع ہوئی تھی۔

نیرنگِ خیال کے اگست ١٩٢٤ء کے شمارے میں 'ناقدِ ادب' کے نام سے شعرا کی خامیوں کو موضوع بنایا اور علامہ کی نظم "تہنیت بر تخت نشینی" پر اعتراضات کیے گئے۔ نظم میں کتابت کی خامی غلطیاں موجود تھیں۔ چنانچہ ناقد کو خاصا مسالہ فراہم ہو گیا۔

[1] اقبالیات کے نقوش: ڈاکٹر سلیم اختر صفحہ ٦٩٣
[2] خط محررہ ٦ مارچ ١٩١٧ء بنام منشی محمد الدین فوق شعلۂ انوارِ اقبال صفحہ ٩٣

اس مضمون کے جواب میں 'لکھنوی' نے ایک مضمون بعنوان 'ناقدِ ادب' کی ہرزہ سرائیاں لکھا۔ جس میں انہوں نے اعتراضات کے جواب دیئے۔[1]

تقریباً اسی زمانے میں بہار سے ایک رسالہ 'فطرت' شائع ہوا۔ اس رسالے میں الحمد علی مستیاب صاحب نے ایک مضمون لکھا

انہوں نے علامہ کی رباعی کے اس مصرع ع پھر ان شاہیں بچوں کو بال و پر دے

پر یہ اعتراض کیا کہ اس میں 'بچوں' کی چ کو مشدّد نہیں کیا گیا۔

رسالہ 'مشاہدہ' آگرہ بابت ستمبر ۱۹۳۵ء میں 'بالِ جبریل' کی زبان پر متعدد اعتراضات کئے۔ مثلاً لکھا ہے

. اشارہ پاتے ہی صوفی نے توڑ دی پرہیز ۔ 'پرہیز' مؤنث استعمال کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ مذکر ہے[2]

اثر لکھنوی نے ان کے تمام اعتراضات کا مسکت جواب دیا۔ یہ مضمون اب ان کے مجموعہ "چھان بین" میں شامل ہے۔

علامہ کے کلام پر یہ اعتراضات رنگ سنگ سے لیکر پھوڑنے کے مترادف تھے۔ ان کی نظمیں / غزلیں رسائل میں غلط متن کے ساتھ شائع ہوتی تھیں۔ جن پر معترضین کو اعتراض کا موقع مل جاتا تھا۔ اسکی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ لوگ ان کی نظمیں اجازت کے بغیر چھاپ دیتے تھے

فوق کے نام ایک خط میں رقم طراز ہیں:

"نظم زیرِ تنقید میری ابتدائی نظموں میں سے ہے۔ اس میں بہت سی خامیاں ہیں۔ لیکن تعجب ہے کہ معترضین نے ان میں سے ایک بھی صحیح اعتراض نہیں کیا اور جس قدر اعتراض ہیں غالباً کتابت کی غلطیوں پر ہیں۔ لوگ اس نظم کو بار بار چھاپتے ہیں اور بغیر میری اجازت کے۔ کم از کم مجھے پروف ہی دکھا لیا کریں۔ اس کا علاج میرے پاس کچھ نہیں۔"

یہ بات درست نہیں کہ علامہ ان تنقیدوں سے مستفید نہیں ہوتے تھے۔ نیک نیتی پر مبنی بر تنقید کو وہ قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور بعض مفید مشوروں کو مان لیتے تھے۔ اپنی لاعلمی کے اظہار میں انہیں کوئی عار نہ ہوتا تھا۔

میاں بشیر احمد ایڈیٹر "ہمایوں" راوی ہیں:

ایک روز میں نے عرض کی کہ ایک نقاد دوست نے آپ کے ایک شعر پر اعتراض کیا ہے کہ لفظ مینا مؤنث نہیں مذکر ہے۔ مجھے بھی اس اعتراض پر تعجب ہوا۔ کیونکہ مینا شکل و صورت اور آواز سے مؤنث معلوم ہوتی ہے۔ علامہ نے علی بخش کے ذریعے رسالہ تذکیر و تانیث منگوایا اور جب اس سے مطلوبہ سند نہ ملی تو فرمایا۔ ایسی غلطیاں مجھ سے ہو جاتی ہیں۔[3]

امداد صابری نے جب ان اعتراضات کے متعلق علامہ سے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا:

"... میرے پاس ان اعتراضات کا کوئی جواب نہیں۔ میں پنجاب کا رہنے والا ہوں۔ اردو میری زبان نہیں۔ لکھنؤ اور دہلی والے اہلِ زبان ہیں، مجھے تسلیم ہے مگر لوگ مجھ پر ظلم کرتے ہیں کہ مجھ کو شاعر سمجھتے ہیں اور میری تحریر میں شاعرانہ نکتہ سنجیاں ڈھونڈتے ہیں۔ اس کا ذکر تم کو یاد ہوگا کہ میں نے اپنے اردو اور فارسی کلام میں کئی جگہ کیا ہے۔ جو بات میں کہتا ہوں اگر اسکی اردو درست نہیں ہے تو اہلِ زبان کو اجازت ہے کہ وہ اردو صحیح کر کے پڑھ لیں۔ مگر میری بات سنیں ضرور ... (اردو) زبان کا دامن تنگ ہے اور ان مضامین کی متحمل نہیں جو میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کاش میرے نقاد الفاظ سے گزر کر معانی اور مطالب پر غور کریں اور مجھ کو بجائے شاعر سمجھنے کے اقبال اسلام کا پیامی سمجھیں۔"[4]

اقبال نے ان تنقیدوں کا فائدہ اٹھایا اور اپنی شاعری کے فنی پہلوؤں پر زیادہ توجہ دینی شروع کی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ فنی اعتبار سے ان کے کلام کا مقام و مرتبہ بلند ہوتا گیا۔

1۔ نیرنگِ خیال ستمبر ۳۲ء صفحہ ۵۸۳
2۔ عرفانِ اقبال، آل احمد سرور صفحہ ۶۹
3۔ ملفوظاتِ اقبال صفحہ ۳۸
4۔ اوراقِ گم گشتہ صفحہ ۳۸۶

بانگِ درا کی اشاعت: انجمن حمایتِ اسلام کے جلسوں میں اقبال کی شرکت اور پھر مخزن میں کلامِ اقبال کی اشاعت نے اقبال کی شہرت کو چار چاند لگا دئے۔ کئی حضرات نے اخبارات و رسائل میں چھپنے والے کلام کو اپنے کال بیاضوں میں محفوظ کرنا شروع کر دیا تھا۔ اقبال کے احباب کا اصرار تھا کہ اردو کلام کو ایک مجموعہ کی شکل میں شائع کر دیا جائے۔ لیکن مختلف وجوہ کی بنا پر علامہ اپنا مجموعۂ کلام شائع نہ کر سکے۔ اردو مجموعے کی اشاعت کا خیال سب سے پہلے ۱۹۰۳ء میں آیا۔ منشی سراج الدین کے اس طرف متوجہ کرنے پر آپ نے انہیں لکھا:

"ترتیب اشعار کی خود مجھے فکر ہو رہی ہے۔ مگر یہ خیال ہے کہ ابھی کلام کی مقدار تھوڑی ہے۔ بہر حال
جب یہ کام ہوگا تو آپ کے صلاح و مشورے کے بغیر نہ ہوگا، مطمئن رہیے" [۱]

اس کے بعد علامہ انگلستان چلے گئے۔ یورپ کے قیام کے دوران بھی علامہ نے خاصی نظمیں لکھی تھیں۔ اردو مجموعے کی ترتیب کے متعلق اب وہ سنجیدگی سے سوچنے لگے تھے۔ اس لئے کہ اب ان کے پاس کلام کی مقدار خاصی تھی۔ عطیہ بیگم کے نام خط محررہ ۷ جولائی ۱۹۱۱ء سے معلوم ہوتا ہے کہ عطیہ فیضی نے بھی اس امر پر اصرار کیا تھا کہ مجموعۂ کلام جلد شائع کیا جائے۔ لکھتے ہیں:

"نظموں کے بارے میں یہ ہے کہ میں بہت مسرت کے ساتھ آپ کو ان کی ایک نقل ارسال کروں گا۔ میرے ایک
دوست نے مجھے میری نظموں کا ایک مجموعہ بھیجا ہے اور میں نے ایک شخص کو اسکی نقل کرنے کے لئے مقرر کر لیا ہے۔
جب یہ ختم ہو جائے گا تو میں سارے مجموعے کی نظر ثانی کروں گا۔ اور ان نظموں کو دوبارہ لکھوں گا جو
اشاعت کے قابل ہوں گی اور ان کی ایک نقل آپ کو بھی بھیج دوں گا" [۲]

اس خط سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے لئے سب سے بڑی دقت نظموں کا انتخاب تھا۔ یورپ خصوصاً جرمنی کے قیام کے زمانہ میں لکھی گئی بیشتر نظمیں پرائیویٹ نوعیت کی تھیں اور علامہ کے خیال میں پبلک کو انہیں پڑھنے کا کوئی حق نہ تھا۔ اس خط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ علامہ نے بعض نظموں کو کلیتاً تلف کر دیا تھا۔ انہیں ڈر تھا کہ کوئی انہیں چرا کر کسی جگہ شائع نہ کر دے۔

اسی اثنا میں علامہ اپنی تخلیقات کو جمع کرنے میں مصروف رہے۔ بعض نظمیں انہوں نے عطیہ فیضی کو بھیجی تھیں ان کی نقلیں بھی منگوائی گئیں۔ اقبال کے خط محررہ ۷ جولائی ۱۹۱۱ء سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ایک دوست نے ان کی خاطر تمام کام خود کرنے پر آمادگی ظاہر کی یعنی تمہید لکھنا، ہندوستان کے بہترین مطبع سے اسے شائع کرانا اور جرمنی میں اسکی جلد بندی کرنا۔ خط کے سیاق و سباق سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ دوست شیخ عبدالقادر تھے۔

مجموعۂ کلام شائع کرنے کی دوسری سنجیدہ کوشش کا آغاز ۱۹۱۵ء میں ہوا۔ علامہ نے غالباً اپنے عقیدت مندوں کے اصرار پر اسکی اشاعت پر توجہ دی۔ منشی محمد دین فوق نے ۱۹ مارچ ۱۹۱۵ء کے اخبار کشمیری میں اخبار کے قارئین کو خوشخبری سناتے ہوئے لکھا:

"اکثر احباب ڈاکٹر محمد اقبال صاحب ایم اے، پی ایچ ڈی بیرسٹر ایٹ لاء کا کلام شگفتہ کے خواہشمند رہتے ہیں۔ ان کی
اطلاع کے لئے اب لکھا جاتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب اپنے مجموعۂ کلام کو جس میں انکی مطبوعہ و غیر مطبوعہ نظمیں شامل ہیں نظر ثانی
اور ترمیم و اضافے کے بعد اپنے ہی اہتمام میں چھپوانے کا انتظام فرما رہے ہیں۔ چنانچہ کتابت شروع ہے اور توقع
کی جاتی ہے کہ عنقریب مجموعۂ مذکورہ کا نفیس و نادر ایڈیشن پبلک کے ہاتھوں میں پہنچ جائے گا....." [۳]

اس خبر کی تائید علامہ کی بیاض سے بھی ہوتی ہے جس میں علامہ نے تمام منظومات کو شمار کیا ہے۔ اس بیاض سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک صرف ۹۳ منظومات کو مجوزہ مجموعے میں شامل کرنے کے لئے منتخب کیا گیا۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اس مجموعے کی اشاعت میں کیا امر مانع رہا۔

۱۔ خط بنام منشی سراج الدین محررہ ۱۱ مارچ ۱۹۰۳ء اقبال نامہ حصہ اول
۲۔ خط بنام عطیہ بیگم محررہ ۷ جولائی ۱۹۱۱ء مرتبہ ضیاء الدین برنی صفحہ ۷۵
۳۔ تذکارِ اقبال صفحہ ۲۶

علامہ پیشۂ وکالت اور دیگر کئی وجوہ کی بنا پر اپنی اس خواہش کو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکے۔ ۱۹۱۹ء میں سید سلیمان ندوی نے اقبال کی توجہ اس طرف دلائی تو آپ نے لکھا کہ نظموں پر نظر ثانی کرنے کے بعد ہی انہیں شائع کروں گا[1] لیکن انہیں اسکی فرصت نہ مل سکی۔ ۱۹۱۹ء کے بعد علامہ برابر اس فکر میں رہے کہ اردو مجموعۂ کلام چھپایا جائے۔ ۱۹۲۱ء میں شیخ اعجاز احمد کے دوست مشتاق صاحب نے شیخ صاحب کی بیاض کی بنیاد پر کلام اقبال کا ایک مجموعہ شائع کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو علامہ نے انہیں منع کرتے ہوئے لکھا کہ وہ اپنی نظموں کا ایک مجموعہ خود مرتب کر رہے ہیں۔[2] اس مجموعے کی ترتیب اور تدوین میں علامہ کے اور دوستوں کے علاوہ شیخ عبدالغفور صاحب نے بھی بہت مدد کی۔ انہوں نے علامہ کے کلام کو جمع کیا اور پھر اسکی ترتیب میں اتنی مستعدی دکھائی کہ علامہ خود اس امر کا اعتراف کرتے تھے کہ اگر عبدالغفور اتنی محنت نہ کرتا تو بانگ درا کبھی مرتب نہ ہو سکتی۔[3] شیخ عبدالقادر اس ضمن میں رقمطراز ہیں:

"ایک طالب علم سردار عبدالغفور تھے جو "الو صاحب" کہلاتے تھے۔ یہ سب اقبال کی شاعری کے مداح تھے۔ میں جاتا تو سلسلۂ شعر شروع ہو جاتا۔ میں کوئی شعر یا مصرعہ اقبال کو سنانے کے لئے ڈھونڈ رکھتا جو طرح کا کام دے جاتا۔ وہ حقہ پیتے جاتے اور شعر کہتے جاتے۔ الو صاحب کاغذ اور پنسل لے کر لکھنا شروع کر دیتے۔ اقبال کے ابتدائی کلام کا بیشتر حصہ اسی طرح لکھا گیا۔ الو صاحب ایک مجلد بیاض میں اپنی یادداشتیں حاشیہ کے لکھ لیتے تھے۔ اگر الو صاحب کا تیار کیا ہوا مسالہ موجود نہ ہوتا تو ہمارے مرحوم دوست کا بہت سا کلام چھپنے سے رہ جاتا۔ کیونکہ اس زمانے میں اپنے پاس کوئی مسودات نہیں رکھتے تھے۔"[4]

اس مجموعے کی ترتیب کے دوران علامہ کو سخت ذہنی ورزش سے گزرنا پڑا۔ علی بخش ان تمام مرحلوں کا عینی شاہد رہا ہے۔ اسکی روایت ہے:

"مجھے خوب یاد ہے کہ بانگ درا چھاپنے کے لئے ڈاکٹر صاحب کو بڑی محنت کرنی پڑی۔ بانگ درا کی ساری نظمیں مختلف اخباروں اور رسالوں میں چھپ چکی تھیں۔ اور ان میں سے اکثر ایسی تھیں جن کی نقل بھی ڈاکٹر صاحب کے پاس موجود نہیں تھی۔ البتہ بہت سے لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کا کلام جمع کر رکھا تھا۔ بڑی مشکل سے یہ ساری نظمیں جمع کی گئیں اور بہت سی کاٹ چھانٹ کے بعد انہیں چھاپا گیا تھا۔"[5]

عبداللہ چغتائی اس ضمن میں رقمطراز ہیں۔

"میں ان دنوں آپ کے ہاں صبح و شام حاضر ہوتا تھا۔ بانگ درا کے مسودے کی تدوین و ترتیب اور اشاعت میں چودھری محمد حسین مرحوم نے علامہ کی زیر ہدایت غیر معمولی محنت کی اور بالآخر اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔"[6]

بانگ درا کی تدوین کا کام ۱۹۲۳ء میں شروع ہو چکا تھا: اقبال کے لئے سب سے مشکل مرحلہ یہ تھا کہ وہ اپنے کلام کا انتخاب کس طرح کریں۔ اقبال نے کچھ کلام ضائع کر دیا تھا۔ پھر بھی جو منظومات ان کے سامنے موجود تھیں یا جنہیں فراہم کیا جا سکتا تھا ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۵، ۶: ملفوظات اقبال: ص ۲۰۱

۱۔ اقبال نامہ جلد اول ص ۱۰۶ خط محررہ ۳۰ اپریل ۱۹۱۹ء

۲۔ اقبال کا قیام لاہور، حکیم احمد شجاع، نقوش ستمبر ۷۶ء ص ۹۰

۳۔ ادب دنیا، اقبال نمبر ۱۹۷۶ء صفحہ مضمون "عجب آتش جوان تھا" از شیخ عبدالقادر

۴۔ اقبال نامہ از چراغ حسن حسرت

۵۔ اقبال کی صحبت میں ص ۱۴۹ اس کی تائید چودھری محمد حسین کی علمی ڈائری سے بھی ہوتی ہے۔ جو ان کے خاندان میں محفوظ ہے اور جس کے کچھ حصے چودھری صاحب کے پوتے ثاقب نفیس نے اپنے ایم۔ اے کے مقالے میں شامل کئے ہیں۔

غزلیں : ۸۹

نظمیں : ۲۰۰

مزاحیہ قطعات : ۵۹

دیگر قطعات و رباعیات ۵۴

تاریخی قطعات : ۴۰

متفرق اشعار : ۵۰

یہ تمام کلام اگر مجموعے کی زینت بنتا تو مجموعہ کی ضخامت ۴۰۰ صفحات سے کم نہ ہوتی۔ چنانچہ علامہ کو انتخاب سے کام لینا پڑا۔ اقبال نے ایسی تمام نظمیں اپنے کلام سے نکال دیں جو کسی وقتی جذبے کے زیر اثر لکھی گئی تھیں۔ یا ان کی حیثیت فرمائشی تھی۔ جیسے قصیدہ بہار، ولیم روڈ، "اشک خون"، ایسی تمام نظمیں بھی نکال دی گئیں جو محدود طبقہ کی نمائندگی کرتی تھیں۔ کیونکہ علامہ کے نزدیک انتخاب کا معیار یہی تھا کہ وہ صرف وہی نظمیں منتخب کریں جن میں عالمگیر وسعت اور آفاقی قدریں شامل ہوں۔ نالۂ یتیم، یتیم کا خطاب ہلال عید سے، اسلامیہ کالج کا خطاب پنجاب کے مسلمانوں سے، فریاد امت اسی کڑے معیار پر پوری نہ اتر سکیں لہٰذا حذف کر دی گئیں۔ غزلوں پر سب سے زیادہ زد پڑی اور ۸۹ میں سے صرف ۲۹ غزلوں کو بانگ درا میں جگہ دی گئی۔ تاریخی قطعات سرے سے شامل ہی نہیں کیے گئے۔ اکبری رنگ کے مزاحیہ کلام سے چند قطعات منتخب کیے گئے۔ بانگ درا میں مذکورہ بالا کلام کے مقابلہ میں درج ذیل کلام شائع ہوا۔

غزلیں = ۲۹	قطعات = ×
نظمیں = ۱۲۳	تاریخی قطعات = ×
مزاحیہ قطعات = ۲۹	متفرق اشعار = ×

جو نظمیں اور غزلیں اشاعت کے لیے منتخب بھی ہوئیں ان کے ایک چوتھائی اشعار حذف کر دیے گئے۔ ان محذوفات کے ضمن میں ایک حقیقت بہرحال ذہن نشین رہنی چاہیے کہ علامہ کے پاس اپنا تمام کلام محفوظ نہ تھا۔ دوم جو نظمیں مکمل طور پر ترک کر دی گئیں ان کے تمام متروک اشعار قابل گردن زدنی نہ تھے۔ ان نظموں یا غزلوں میں ایسے اشعار بکثرت موجود ہیں جو علامہ کے عمومی اسلوب اور نظریات سے مختلف نہیں بلکہ بعض حیثیتوں سے متداول کلام سے زیادہ بلند پایہ ہیں۔ ان میں ہمہ گیری اور آفاقیت کا جوہر بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔

باقیات کلام اقبال کا مطالعہ اسی تناظر میں کرنا چاہیے اور اسے اقبال اور فکر اقبال کی گم شدہ کڑیاں سمجھتے ہوئے علامہ کے ذہنی ارتقا کی صحیح کیفیت کو سامنے لانا چاہیے۔

دیگر وجوہ: علامہ کا کلام مختلف رسائل میں شائع ہوتا رہا۔ بعض رسائل کو علامہ اپنا کلام خود نہ بھیجتے تھے۔ لیکن اکثر رسائل علامہ کا کلام دوسرے رسائل سے بغیر حوالے کے نقل کر لیتے تھے۔ جسکی وجہ سے بعض اغلاط راہ پا جاتی تھیں۔ چنانچہ جب ۱۹۲۳ء میں علامہ نے بانگِ درا کے کلام پر نظر ثانی کی تو ان اغلاط کو دور کر دیا گیا۔ اس سے بعض اشعار کے ضمن میں اس غلط فہمی نے جنم لیا کہ علامہ نے اپنے کلام پر اصلاح کی ہے۔ حالانکہ ان کو اصلاحات کے زمرے میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ علامہ کوئی نظم لکھ رہے ہوتے تھے لیکن شیخ عبدالقادر اقبال کی یہ نامکمل نظم لے جا کر مخزن میں شائع کر دیتے۔ اس طرح کی نظموں پر علامہ کو نظر ثانی کا موقع ہی نہیں ملتا تھا۔ 'ہمالہ' اور 'طلبہ علی گڑھ کے نام' اسی طرح کی نظموں میں شمار کی جا سکتی ہیں[1]

رسائل میں چھپنے والا تمام کلام اقبال نے اشاعت کے لئے خود نہیں بھیجا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ علامہ کسی محفل میں اپنی نظم سنا رہے ہیں اور ان کے کلام کے شائقین لکھتے جا رہے ہیں۔ ظاہر ہے اس طرح لکھنے میں بعض اغلاط واقع ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ یہ نظمیں اپنی تمام تر اغلاط کے ساتھ کسی رسالے میں چھپ جاتیں اور یوں علامہ کو اپنے معترضین کے اعتراضات پر خفت اٹھانا پڑتی۔ اسکے بعد تو علامہ نے ایسے رسائل کے ایڈیٹروں کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا فیصلہ کر لیا۔ اس معاملے میں وہ اتنے سخت تھے کہ اپنے دوستوں کو بھی معاف نہیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ امتیاز علی تاج نے انجمن حمایتِ اسلام کے ایک جلسہ میں سنائی جانے والی کچھ نظمیں نقل کر کے اپنے رسالہ 'کہکشاں' میں شائع کر دیں۔ چنانچہ علامہ نے انہیں قانونی نوٹس دیا۔ جسکے بعد مشکل سے ان کی گلو خلاصی ہوئی۔ اس طرح کا واقعہ عبدالمجید سالک صاحب کے ساتھ بھی پیش آیا۔ جنہیں رسالہ 'فانوسِ خیال' میں علامہ کے کلام کی اشاعت پر نوٹس دیا گیا تھا۔[2]

علامہ کی نظم 'خضرِ راہ' جون ۱۹۲۲ کے رسالہ 'صوفی' میں شائع ہوئی۔ یہ نظم 'ابوظفر' نے رسالہ 'صوفی' کو ارسال کی تھی۔ موصوف نے نظم کے تعارف میں لکھا تھا کہ ...... یہ نظم اس وقت نقل کی گئی جب علامہ اپنا کلام سنا رہے تھے۔ 'ابوظفر' جو منشی محمد الدین کا قلمی نام تھا نے نظم کے آغاز میں خود اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ بعض الفاظ اچھی طرح نہ سنے جا سکے۔ چنانچہ 'خضرِ راہ' نامکمل شائع ہوئی۔ اسکے متن میں بعض اغلاط کا راہ پا جانا فطری بات تھی۔ اس واقعہ کے ضمن میں دلچسپ بات یہ ہے کہ علامہ نے نظم پڑھنے سے پہلے اپنے سامعین کو نقل لینے سے منع کیا۔ یہ واقعہ ۱۹۲۲ء کا ہے۔[3]

کبھی کبھی اقبال کی [illegible] سے کسی پر اسرار طریقہ سے ان کے اشعار کسی اخبار یا رسالے میں پہنچ جاتے۔ ایک واقعہ شیخ اعجاز احمد نے اپنی کتاب 'مظلوم اقبال' میں بیان کیا ہے۔ جب علامہ کی نظم "والدہ مرحومہ کی یاد میں" صوفی میں شائع ہو گئی تھی۔ یہ نظم مذکورہ رسالے میں اس وقت شائع ہوئی جب علامہ کو نظم پر نظرِ ثانی کا موقع بھی نہ ملا تھا۔ اس طرح کا ایک واقعہ غلام رسول مہر نے بیان کیا ہے۔ شفاعت علی خان چودھری محمد حسین صاحب سے علامہ کا غیر مطبوعہ تازہ کلام سننے کی فرمائش کی۔ چودھری صاحب نے اس طرح کے چار اشعار سنائے جن کا آخری شعر یہ تھا:

نکلی تو لبِ اقبال سے تھی، کیا جانے کس کی تھی یہ صدا
پیغامِ سکوں پہنچا بھی گئی دلِ محفل کا تڑپا بھی گئی

غلام رسول مہر کو یہ اشعار یاد ہو گئے اور انہوں نے اگلے دن انہیں 'زمیندار' میں شائع کر دیا۔ علامہ کو بہت غصہ آیا اور وہ چودھری محمد حسین کو اس امر پر ملامت کرنے لگے۔ چنانچہ چودھری محمد حسین غلام رسول مہر کو پکڑ کر لے گئے۔ علامہ نے ان سے پوچھا: "وہ آپ نے یہ شعر کہاں سے لیے؟" اس کے جواب میں غلام رسول مہر نے کہا کہ وہ جو بھی اچھا شعر سنتے ہیں انہیں یاد ہو جاتا ہے۔

[1] حنیف: اقبال نمبر ۱۹۷۷-۷۸ صفحہ ۲۳۴
[2] سرگزشت از عبدالمجید سالک صفحہ ۱۹۶
[3] راوی: صد سالہ اقبال نمبر: مضمون سید نذیر نیازی

"یہ حافظ تو بڑا خطرناک ہے۔" علامہ نے کہا اور بات آئی گئی ہو گئی۔[1]

جب اخبار 'اودھ پنچ' نے اقبال کی اس غزل پر تنقید کی جس کا مقطع یہ ہے ؎

خبر اقبال کی لائی ہے گلستاں سے نسیم
نو گرفتار پھڑکتا ہے تہِ دام ابھی

تو سید شوکت حسین صاحب نے 'اودھ پنچ' کی اس تنقید کے بارے میں علامہ کے خیالات سے آگاہی چاہی تو آپ نے لکھا:

"...... یہ نظم بیس برس پہلے لکھی گئی تھی[2] اور مجھے معلوم نہیں کہ اسے کس نے شائع کرایا ہے؟ اشاعت سے پہلے اگر مجھ سے اجازت لے لی جاتی تو مناسب ہوتا۔ مگر اس ملک میں ادبی اخلاقیات مفقود ہیں۔ مصنف کا ذہن اور زاویۂ نگاہ مسلسل تغیر پذیر رہتے ہیں مگر مصنف کو کوئی بھی خاطر میں نہیں لاتا۔

یہ نظم میری ابتدائی کاوشوں میں سے ہے پھر بھی اس پر جو اعتراضات کیے گئے ہیں ان کی بنیاد "لطافت" کی غلطیاں ہیں جس کی ذمہ داری مجھ پر عائد نہیں ہوتی۔ بہر حال حضرت ناقد نظم کی اصل خامیوں کو دیکھنے میں ناکام رہے ہیں۔ شاعری محض محاورات اور اظہارِ بیان کی صحت سے بڑھ کر کچھ اور بھی ہے میرے معیار تنقید نگاروں کے ادبی معیار سے مختلف ہیں۔ میرے کلام میں شاعری محض ایک ثانوی حیثیت رکھتی ہے۔ مجھے قطعاً یہ خواہش نہیں کہ دورِ حاضر کے شعراء میں میرا بھی شمار ہو۔"[3]

یہی نظم 'اخبار پنجاب' میں چھپی تھی اور مولانا گرامی نے بھی اسکے ایک شعر پر تنقید کی تھی جسکے جواب میں علامہ کو لکھنا پڑا:

'اخبار پنجاب' میں غزل غلط شائع ہوئی ہے۔ میرا شعر یوں تھا:

"جلوۂ گل تو ہے اک دام نمایاں بلبل" الخ پہلے مصرع میں "نمایاں" پوشیدہ کے مقابل ہے جو دوسرے مصرع میں ہے "عشق فرمودۂ قاصد سے سبک گام عمل" (خرام نہیں ہے) دوسرے مصرع میں پیغام کا لفظ" یہ تعلق ہے کہ پہلے مصرع میں "قاصد" کا لفظ ہو۔ نیم اشارہ عمدہ ہے مگر نیم اشارہ کس کا ہوگا؟ قاصد کا یا خود محبوب کا۔ اس کے علاوہ "سے" لانا پڑے گا۔ "عمل" سے "خرام" اچھا ہے مگر معانی مطلوبہ کے اعتبار سے "عمل" بہتر ہے۔ یہ شعر اسی فارسی شعر کا ترجمہ ہے ؎

عشق در ہیجاک اسباب و علل
عشق چوگاں باز میدانِ عمل[4]

گرامی نے ایک مصرع میں "رہینِ سحر و شام" کی اصلاح پیش کی تھی لیکن علامہ نے اسے قبول نہیں کیا۔

اقبال کی ایک نعت "نگاہِ عاشق کی دیکھ لیتی ہے پردۂ میم کو اٹھا کر" پر بھی 'اودھ پنچ' نے اعتراضات کیے تھے جسکے جواب میں شوق نے لکھا:

"جہاں تک ہمیں معلوم ہے یہ نعت ڈاکٹر صاحب کا ابتدائی کلام ہے جسکو غالباً چوتھائی صدی کے قریب زمانہ گزر چکا ہے اور جہاں تک ہمارا خیال ہے یہ نظم ڈاکٹر صاحب کے مجموعہ کلام میں بھی نہیں ہے۔ جو قلمی ان کے پاس موجود ہے اور جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس نظم کو اپنے مجموعے میں درج کرنے کے قابل بھی نہیں سمجھا۔ گو نظم بھی ابتدائے مشق سخن کا نمونہ ہے لیکن اہل اخبار و رسائل سے اطلاع اور بغیر نظر ثانی کرانے

---

[1] : اوراقِ گم گشتہ ص ۲۴۶
[2] علامہ کی یہ تحریر ۳ فروری ۱۹۱۹ء کی ہے۔ اس لحاظ سے اس غزل کا سن تصنیف ۱۸۹۹ء قرار پاتا ہے۔ علامہ کے حافظے نے دھوکا کھایا ہے۔
[3] خطوطِ اقبال ص ۱۳۳
[4] مکاتیبِ اقبال بنام گرامی ص ۱۲۰

کہ اسکو غلط در غلط چھاپتے رہے۔ مثلاً ایک جگہ یہ مصرع ہے۔ ؎

اُڑا کے لاتی ہے اے صبا تو، جو بوئے زلفِ عنبریں کی

یہ مصرع اصل میں اسطرح ہے

؎ اُڑا کے لاتی ہے اے صبا تو جو بو کسی زلفِ عنبریں کی

لیکن اخبارات میں 'بوئے زلفِ عنبریں' نقل در نقل ہو رہا ہے اور کوئی نہیں سوچتا کہ یہ ترکیب درست ہے یا نہیں۔ نہ ڈاکٹر صاحب کو علم ہے کہ یہ نظم کہاں کہاں چھپی اور کس کس نے اسکو چھاپا ہے"۔[1]

کیپٹن منظور حسین نے علامہ کی نظم کا یہ شعر اپنے مجموعۂ کلام میں شامل کیا تھا۔

؎ اوروں کا ہے پیام اور، میرا پیام اور ہے

غربت کے دردمند کا طرزِ کلام اور ہے

اقبال نے انہیں لکھا، "جہاں تک مجھے یاد ہے میری اس نظم میں بہت سی اغلاط چھپ گئی تھیں۔ دوسرے مصرع میں 'غربت' کی جگہ لفظ 'عشق' ہے۔ غربت سے بحر شعر کا درست نہیں رہتا۔ نظرِ ثانی میں، میں نے اسے درست کر دیا ہے۔ آپ بھی دوسری ایڈیشن میں تصحیح کر لیں۔"[2]

یہی وجہ ہے کہ جب الیاس برنی نے ۱۹۱۷ء میں علامہ سے اس امر کی اجازت طلب کی کہ وہ ان کی نظمیں اپنے مجموعوں میں شامل کرنا چاہتے ہیں تو اسکے جواب میں علامہ نے لکھا:

"آپ کا والا نامہ مل گیا ہے۔ مجھے کیونکر اجازت میں تامل ہو سکتا ہے۔ بڑے شوق سے میری نظم جو لیں بخاطر سپردِ خاطر فرمائیے۔ مگر آج کا زمانہ ہندوستان میں اور طرح کا ہے۔ اسکی بعض شناسی ضروری ہے۔ اگر آپ میری نظموں کے متعلق مجھ سے مشورہ کر لیں تو شاید بہتر ہو گا۔۔۔۔"[3]

علامہ نظموں کا ریکارڈ کم ہی رکھتے تھے۔ خاص طور پر ۱۹۰۵ء سے پہلے انہوں نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ علامہ کے ذاتی کاغذات اور بیاضوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامِ یورپ کے دوران انہیں اس امر کا احساس ہوا کہ انہیں اپنا کلام محفوظ رکھنا چاہیے۔ چنانچہ اسی زمانے میں انہوں نے ایسی نظموں اور غزلوں کی تلاش شروع کی جن کی نقل ان کے ریکارڈ میں محفوظ نہ تھی۔ چنانچہ ایک خط میں عطیہ فیضی کو اپنی نظم 'وصال' فراہم کرنے کی درخواست کی۔[4]

ایک نظم مکافاتِ عمل ؎ ہر عمل کے لیے دیتے ہیں ردِ عمل دہر میں نقش کا جواب ہے نقش

لکھی اور خوق کو ان کے رسالہ "نظام" میں شائع کرنے کے لئے بھیج دی لیکن اسکی نقل اپنے پاس نہ رکھ سکے۔ چنانچہ ۲۵ فروری ۱۹۱۹ء کو اقبال نے خوق کے نام ایک خط میں اس نظم کی ایک نقل ارسال کرنے کی درخواست کی۔[5]

متروکاتِ اقبال کے ذخیرہ میں بعض اشعار ایسے بھی ہیں جو علامہ نے ازراہِ محبت دوسروں کو بخش دیئے تھے اور اپنے کلام میں انہیں شامل نہیں کیا۔ اس طرح کا ایک واقعہ 'دبستانِ اقبال' میں رسالہ ہمایوں مئی ۱۹۳۹ء کے حوالے سے نقل ہوا ہے۔ علامہ کے خط محررہ ۱۹ فروری ۱۹۳۷ء میں بھی اس امر کی طرف اشارہ موجود ہے۔[6] جایا اشارہ ایک رباعی کی طرف ہے جو مولوی محمد ابراہیم سب جج گوجرانوالہ نے صوفی محمد رمضان عطائی سینئر انگلش ٹیچر (گورنمنٹ ہائی سکول ڈیرہ غازی خان) کو سنائی تھی۔ محمد رمضان صاحب پر اس رباعی کا اتنا اثر ہوا کہ آپ گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے۔ بعد میں وہ علامہ کے درِ دولت پر حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ وہ رباعی انہیں بخش دی جائے۔ اقبال نے کمال فیاضی سے

---

[1] معاصرینِ اقبال کی نظر میں صفحہ ۳۷۹

[2] خط محررہ ۸ جون ۱۹۱۸ء انوارِ اقبال صفحہ ۱۶۲-۱۶۳ ؛ اقبالنامہ جلد اول صفحہ ۱۰۱

[3] [illegible]

[4] اقبال از عطیہ بیگم، مترجم ضیاء الدین برنی صفحہ ۴۲، خط محررہ ۷ جولائی ۱۹۰۹ء

[5] [illegible] اقبالنامہ جلد اول صفحہ ۳۳۸

یہ رباعی محمد رمضان صاحب کو بخش دی اور اسے اپنے کلام سے خارج کر دیا۔ رباعی فارسی میں ہے جس کا پہلا مصرع درج ذیل ہے۔

ع تو غنی از ہر دو عالم من فقیر

علامہ نے اسی سے ملتی جلتی ایک اور رباعی لکھی جو ارمغانِ حجاز ص ۱۸ پر شامل ہے۔ نئی رباعی یہ تھی۔

؎ بپایاں چوں رسد ایں عالمِ پیر[1]
شود بے پردہ ہر پوشیدہ تقدیر

اپنے کلام پر اصلاح اور ترمیمات کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ایڈیٹر صاحبان کو علامہ کی تحریر پڑھنے میں دشواری ہوتی تھی۔ چنانچہ بعض الفاظ یا مصرعے غلط چھپ جاتے تھے۔ مجموعوں کی ترتیب کے وقت علامہ ان مصرعوں کو درست کر لیتے تھے، جسے بعض حضرات اصلاح سمجھ لیتے تھے۔ مثال میں وہ قطعہ پیش کیا جاتا ہے جو سرودِ رفتہ صفحہ ۲۳۲ پر چھپا ہے۔ اس قطعہ کے تیسرے مصرعے میں لفظ "لینی" لکھا ہوا ہے جسے ضیاء الدین برنی نے "آج" سمجھا ہے۔ (ملاحظہ ہو اقبال از عطیہ بیگم صفحہ ۷۹)
حالانکہ اس قطعہ کا عکس اس کتاب میں موجود تھا۔

اقبال کی دیگر منظومات کے ترک کرنے کی وجوہ مختلف ہیں۔ "خلافت اور ترک عرب" اس لیے متروک قرار دی گئی کہ علامہ کو اشعار کی بندش کچھ زیادہ پسند نہیں آئی[2]۔ "ابر گہربار"، "فاطمۂ یتیم"، "یتیم کا خطاب ہلالِ عید سے"، "اسلامیہ کالج کا خطاب پنجاب کے مسلمانوں سے"، "دین و دنیا" انجمن حمایت اسلام کے لیے چندہ حاصل کرنے کے لیے لکھی گئی تھیں۔ چونکہ یہ نظمیں علامہ کے ذہن کو کم اور سامعین کے ذہن اور سوچ کو زیادہ منعکس کرتی تھیں اس لیے انہیں اپنے کلام میں شامل نہیں کیا۔ بعض نظمیں فرمائشی نوعیت کی تھیں اور ان میں مقامیت زیادہ اور آفاقیت کم تھی لہٰذا انہیں بھی ترک کر دیا۔ ان نظموں میں "پنجاب کا جواب"، "شکریہ"، "دربار بہاولپور"، "لاٹ صاحب کا خیر مقدم" اور "اشک خون" بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ بعض نظمیں خالصتاً ہنگامی نوعیت کی تھیں جو کسی ہنگامی واقعہ کی پیداوار تھیں۔ ان کا لہجہ اقبال کے آفاقی کلام کے لہجے سے یکسر مختلف تھا، انہیں بھی ترک کرنا پڑا۔ ان نظموں میں "شکریۂ انگشتری"، "منشی محبوب عالم کے سفر یورپ پر"، "اہل درد"، "برگِ گل" اور "ماتم پسر" زیادہ مشہور ہیں۔ آخری دور کی بعض چھوٹی چھوٹی نظموں، رباعیات اور قطعات میں علامہ نے محض تاثر کو اہمیت دی اور جو نظم ان کے اصل آہنگ سے مطابقت نہیں رکھتی تھی اسے اپنے کلام سے خارج کر دیا۔ ایسا کرتے وقت انہوں نے خاص طور پر اس امر کو ملحوظِ خاطر رکھا کہ ایسے اشعار حذف کر دیے جائیں جن میں ان کا مفہوم واضح طور پر ادا نہیں ہو پایا۔ کلام کو ترک کرتے وقت اقبال کی نظر اشعار کے فنی اور جمالیاتی پہلوؤں پر بھی رہی۔ خاص طور پر انہوں نے تکرارِ مضامین کا خیال رکھا۔ اور اگر کبھی کسی شعر میں کوئی ایسا خیال پیش ہو گیا جو اس نظم یا غزل کے کسی اور شعر میں آ چکا تھا تو اسے بھی ترک کر دیا۔ آخری دور کے کلام کی اصلاح کرتے وقت علامہ نے یہاں تک احتیاط کی کہ غزل میں حتی الوسع کوئی قافیہ دوسری دفعہ استعمال نہ ہونے پائے۔

اس امر کے شواہد ہمارے پاس موجود ہیں کہ دورِ اول کا کچھ کلام اقبال کے پاس محفوظ بھی نہ تھا۔ علامہ کی نظمیں رسائل میں اشاعت پذیر ہو جاتی تھیں لیکن وہ اپنے پاس ان کا ریکارڈ کم ہی رکھتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۲۴ء میں جتنا کچھ کلام دستیاب ہو سکا اس میں سے انتخاب کیا گیا۔ اگر باقی کلام بھی دستیاب ہو جاتا تو ممکن ہے سب نہیں تو اس کا کچھ حصہ ضرور شامل کر لیا جاتا۔ دورِ اول کے متروکہ کلام کا معتدبہ حصہ اس کلام پر مشتمل ہے جو داغ کے رنگ میں لکھا گیا۔ علامہ نے اس رنگ میں کہی ہوئی صرف چند غزلوں کو بانگِ درا میں جگہ دی۔ یہ کلام داغ اور امیر مینائی کی شہرت سے متاثر ہو کر ان کے رنگ میں لکھا گیا تھا۔ جو عامیانہ عشقیہ جذبات سے مملو تھا۔ ۱۹۲۴ء تک اقبال کا ذہنی ارتقاء کئی منزلیں طے کر چکا تھا۔ وہ وطنیت اور اسلام کی منزلوں سے گزرتے ہوئے آفاقیت کی راہ پر گامزن ہو چکے تھے۔ لہٰذا اس طرح کا زیادہ تر کلام انہوں نے طاقِ نسیاں کی زینت بنانا ہی مناسب سمجھا۔

۱۔ داستانِ اقبال مرتبہ ایم۔ آئی سعد شائع کردہ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کراچی ۱۹۷۴ء صفحہ ۲۶، ۲۸

۲۔ باقیاتِ اقبال طبع اول صفحہ ۱۲۷

اوّلین ماٰخذ

۱۔ اخبارات و رسائل۔

رسائل و اخبارات باقیاتِ شعرِ اقبال کا اوّلین ماخذ ہیں اس لیے کہ علامہ کا کلام اوّل اوّل رسائل ہی میں شائع ہونا شروع ہوا۔ ان رسائل میں علامہ کا ایسا کلام شائع ہوا جو بعد میں انہوں نے اپنے مجموعۂ کلام سے خارج کر دیا ان رسائل کی اہمیت یہ ہے کہ باقیات کلامِ اقبال کے متعدد مجموعوں مثلاً "رختِ سفر" "سرودِ رفتہ"، "باقیاتِ اقبال"، "تبرکاتِ اقبال" اور "نوادرِ اقبال" کا تقریباً ۹۰ فی صد کلام ان اخبارات اور رسائل سے حاصل کیا گیا۔

بد قسمتی سے ان میں سے بعض رسائل، اخبارات اب تقریباً ناپید ہو چکے ہیں مذکورہ بالا باقیات کے مجموعوں میں بعض رسائل کا حوالہ دیا گیا ہے لیکن اکثر رسائل کا حوالہ مرتبین کی سہل نگاری کی وجہ سے نظر انداز ہو گیا۔ اگر یہ اصحاب کلامِ اقبال کو نقل کرتے وقت غیر معمولی احتیاط برتتے تو ہم بڑی حد تک اصل رسائل سے بے نیاز ہو سکتے تھے لیکن پیشتر مرتبین نے متن نقل کرتے وقت احتیاط نہیں برتی، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ باقیات شعرِ اقبال کا متن کہیں کہیں ناقص ہو گیا ہے۔ جسے تقابلی مطالعے سے درست کرنا اب قریب قریب ناممکن ہو گیا ہے۔

راقم الحروف نے خاصی تلاش و جستجو کے بعد ایسے چھیاسٹھ (۶۶) رسائل اور اخبارات کا سراغ لگایا ہے جن میں علامہ کا کلام شائع ہوتا رہا ان میں ۱۸۹۳ء اور ۱۹۳۸ء کے درمیان علامہ کی تقریباً ۳۵۰ منظومات شائع ہوئیں[۱] ان میں ۴۰ منظومات ایک سے زائد رسائل میں شائع ہوئیں ان منظومات میں ۲۹۶ نظمیں بانگِ درا کی اشاعت (۱۹۲۴ء) تک شائع ہو چکی تھیں ۱۹۲۴ء کے بعد علامہ نے بہت کم نظمیں رسائل میں اشاعت کی غرض سے بھیجیں اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۳۸-۱۹۲۴ء کے دوران علامہ کی صرف پچاس نظمیں رسائل میں شائع ہوئیں وقت کے ساتھ ساتھ کلام کی اشاعت میں بتدریج کمی آتی گئی حتیٰ کہ آخری دور میں ۱۹۳۵ء اور ۱۹۳۸ء کے دوران علامہ کی صرف نو نظمیں مختلف رسائل میں شائع ہوئیں[۲]

رسائل میں کلامِ اقبال کی اشاعت کا آغاز ۱۸۹۳ء سے ہوتا ہے، جب علامہ کی ایک غزل "زبان" دہلی کے ستمبر کے شمارے میں شائع ہوتی ہے[۳] اس دور میں لاہور اور سیالکوٹ سے متعدد اخبارات و رسائل شائع ہوتے تھے مگر علامہ کا دہلی کے ایک رسالے کو اشاعتِ کلام کے لیے منتخب کرنا معنی خیز ہے ہماری تحقیق کے مطابق علامہ کو اس کی ترغیب ان کے استاد داغ دہلوی نے دی۔[۴]

علامہ کا کلام رسالہ "زبان" دہلی کے علاوہ "شورِ محشر"، "معارف" علی گڑھ اور انجمن کی روئدادوں میں شائع ہوا "پیامِ یار" لکھنؤ کو بھی اس دور میں علامہ کا کلام شائع کرنے کی سعادت نصیب ہوئی لیکن اس کے پرچے اب ناپید ہیں۔ "مخزن" میں علامہ کا کلام سب سے زیادہ شائع ہوا۔ "مخزن" میں چھپنے والی منظومات

---

[۱] اس جائزے میں چھوٹی بڑی تمام نظمیں/غزلیں، قطعات اور رباعیات شامل ہیں مزید براں ایسی منظومات کو شامل نہیں کیا گیا جو براہِ راست علامہ کے مرتب کردہ مجموعوں سے نقل کر کے شائع کی گئیں

[۲] مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے ضمیمہ : اشاریہ : کلامِ اقبال کی اشاعت کی تاریخیں

[۳] رسالے کے مالک و مدیر عبدالرحمٰن راسخ تھے۔

[۴] اس کی تفصیل گذشتہ باب میں آ چکی ہے۔

کی تعداد کم و بیش ۱۵۲ ہے۔ جو کل کلام کا تیس ۳۰ فی صد ہے جن دوسرے رسائل میں علامہ کا کلام شائع ہوتا رہا ان کے نام اور منظومات کی تعداد درج ذیل ہے۔

صوفی (۲۲) زمانہ (۲۲) پیسہ اخبار (۱۹) ، پنجۂ فولاد (۱۳) ، نیرنگ خیال (۱۲)
تمدن (۷) ، خدنگ نظر (۷) نظام المشائخ (۸) ہمایوں (۹) ، وطن اخبار (۶)
ادیب حیدرآباد (۴) کشمیری میگزین (۴) وکیل امرتسر (۴) خطیب دہلی (۳) ، نظام (۳)
مدینہ بجنور (۴) ، دکن ریویو (۵) زبان دہلی (۳) کشمیری گزٹ (۴) معارف (۳) کشمیری اخبار (۳)
انتخاب لاجواب (۵) ، انقلاب (۲) ، فردوس (۳) پنجاب ریویو (۲) ، شور محشر (۲)
ستارہ صبح (۳) اجتماع دہلی (۲) ، جامعہ علی گڑھ
ادبی دنیا (۲) ، تاج (۲)

درجہ ذیل رسائل میں علامہ کا کلام صرف ایک دفعہ شائع ہوا۔

ذوالقرنین بدایوں ، العصر لکھنؤ ، عصمت ، الناظر ، رسالہ انجمن حمایت اسلام ، مرقع عبرت ، پروانہ میرٹھ ، فتنہ و عطر لکھنؤ ، طلوع اسلام ، الکاشف سیالکوٹ ، دبدبۂ سکندری ، سخن سنج لکھنؤ ، نشتر ، گلدستۂ سخن آسیہ امرتسر ، نسیح الملک ، کہکشاں ، اولڈ لوائے علی گڑھ ، جامعہ علی گڑھ ، الحکم قادیان ، اتحاد لکھنؤ ہمدرد دہلی ، البیان امرتسر ، البلاغ ، دل نواز ملتان ، نقیب بدایوں ، اخبار ایمان ، ندیم بھوپال ، کشاف امرتسر ، نورجہاں امرتسر ، تنظیم امرتسر ، حق ، ادبی دنیا ، کارواں ، فانوس ، علی گڑھ میگزین پیشوا ، تاج ، رسالہ اردو حیدرآباد دکن ۔

ان رسائل میں بیشتر رسائل ایسے ہیں جنہیں اقبال نے براہ راست کلام نہیں بھیجا بلکہ انہوں نے دوسرے ذرائع سے حاصل کیا اسطرح کے بعض رسائل کے خلاف علامہ نے قانونی چارہ جوئی بھی کی ۔

ان رسائل میں چھپنے والی تخلیقات اصلاح و ترمیم کے کڑے مراحل سے گزریں۔ بعض نظموں کو مکمل طور پر متروک قرار دے دیا گیا ۔ جو تخلیقات شائع ہوئیں ان میں متعدد اشعار کو حذف کر دیا گیا ۔ یا ان میں اصلاح کی گئی ۔ رسائل میں شائع ہونے والے کلام میں بھی نقل در نقل کے نتیجے میں کتابت کی اغلاط راہ پا گئیں لیکن اس کلام سے ایک فائدہ ضرور ہوا کہ علامہ کی اصلاحات کا عمل واضح ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ شاعری کے فن پر اُن کی گرفت بہت مضبوط تھی اور فنی لحاظ سے خوب سے خوب تر کی جستجو ابتدا سے آخر تک جاری رہی ۔ مخزن میں چھپنے والے کلام میں کہیں کہیں علامہ نے اپنی منظومات کا پس منظر بھی واضح کیا ہے جو ان کے مدوّن شعری مجموعوں میں موجود نہیں ۔

(۲) کتابوں میں کلامِ اقبال

اخبارات و رسائل کے علاوہ ۱۹۲۴ء تک اقبال کا بہت سا کلام بعض درسی اور دیگر کتابوں میں بھی شائع ہوتا رہا۔ زیرِ نظر حصّے میں ایسے ہی کلام کا جائزہ لینا مقصود ہے۔ یہ جائزہ صرف انہی کتب تک محدود ہے جو بانگِ درا (۱۹۲۴ء) سے قبل شائع ہوئیں۔ باقیاتِ شعرِ اقبال کے نقطۂ نظر سے اہمیت ۱۹۲۴ء سے قبل چھپنے والی کتب کی ہے ان میں زیادہ تر کتب کی نوعیت درسی ہے ۱۹۲۴ء کے بعد چھپنے والی بیشتر کتب میں کلامِ اقبال کا ماخذ بانگِ درا ہے۔

۱۹۰۴ء میں علامہ کی کچھ نظمیں "سورج نرائن مہر کی کتاب" "اردو کی چھٹی کتاب" میں بھی شامل ہوئیں اس کتاب میں نظموں پر اقبال کا نام درج ہے، لیکن چوتھی جماعت کے لیے لکھی جانے والی کتاب، "اردو کی پانچویں کتاب" (۱۹۰۵ء) میں نظموں پر علامہ کا نام درج نہیں ہے۔ جس سے بعض نظمیں باقیات کے تلاش کرنے والے محققین کی نظروں سے اوجھل رہیں ان میں "گھوڑوں کی مجلس" "شہد کی مکھی" اور "ماں کا خواب" شامل ہیں یہ نظمیں علامہ کی ہیں اور پہلی دفعہ شیخ اعجاز احمد کی بدولت روزگارِ فقیر جلد دوم میں شامل ہوئیں۔ شیخ اعجاز احمد کی بیاض میں یہ نظمیں موجود ہیں ان کے بقول علامہ نے یہ نظمیں خاص طور پر ٹیکسٹ بورڈ کی فرمائش پر لکھی تھیں بورڈ نے یہ نظمیں خرید لی تھیں [۱] شاید اسی وجہ سے یہ نظمیں علامہ کے نام سے شائع نہیں ہوئیں یہاں اس امر کا تذکرہ شاید بے محل نہ ہو کہ علامہ پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی میں شامل تھے۔ اس کمیٹی کا کام یہ تھا کہ نصاب مقرر کرے اور مدارس کے کتب خانوں اور انعامات کے لیے عمدہ کتب منتخب کرے۔

بعد میں دیگر نصابی کتب میں بھی علامہ کا کلام شائع ہوتا رہا مثلاً ۱۹۲۱ء میں کلکتہ اور پنجاب کی نصابی ضرورتوں کو پورا کرنے والی کتاب "نصابِ اردو" میں علامہ کی دو [۲] ، دو [۳] نظمیں شائع ہوئیں ۱۹۲۴ء میں جب مبتلا نے حکیم احمد شجاع کے تعاون سے چھٹی، ساتویں جماعت کے لیے اردو کورس مرتب کیا تو اس میں بھی علامہ کی نظمیں شامل تھیں۔ ۱۹۲۴ء کے بعد چھپنے والی بعض درسی کتب میں اقبال کا ایسا کلام شائع ہوا جو متداول کلام سے مختلف ہے شاید مرتبین نے پرانے رسائل سے یہ کلام اخذ کیا ہوگا اس کی ایک مثال "اردو کی ساتویں کتاب" ہے۔ جو ۱۹۲۹ء میں اردو ٹیکسٹ بکس ٹرانسلیشن بورڈ پونا نے شائع کی تھی اس میں علامہ کی دو نظمیں "جگنو" اور "شکوہ" شامل ہیں۔

اقبال کا کلام انتخابِ کلام کے بعض مجموعوں میں بھی شامل ہوتا رہا شوق گیلانی نے انتخابِ سخن (۱۹۰۵ء) میں غالباً پہلی بار علامہ کے کلام کی اہمیت تسلیم کرتے ہوئے ایک غزل شامل کی ۱۹۱۳ء میں حافظ قمر الدین نے "بے نظیر نظموں کا مجموعہ" کے نام سے ایک کتاب شائع کی جس میں علامہ کی سات نظموں کو ان کی اجازت کے بغیر شائع کر دیا جس پر اقبال بہت ناراض ہوئے اور مؤلف کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا ارادہ ظاہر کیا۔ اس ناخوشگوار واقعہ کی بازگشت منشی محمد دین فوق کے نام خط میں بھی سنائی دیتی ہے جو آپ نے ۶ مارچ ۱۹۱۷ء کو تحریر کیا [۲] راس مسعود نے "انتخابِ زریں" میں سدارشن نے "گلدستۂ سخن" نامی کتاب میں اقبال کا کلام

---

۱ :- ذاتی انٹرویو۔ بمقام کراچی بتاریخ ۱۶ جنوری، ۲۴ جنوری ۱۹۸۶ء

۲ :- مشمولہ انوارِ اقبال ص ۶۳

شامل کیا ، علامہ تاجور ، اور الیاس برنی نے اِس ضمن میں خاص دلچسپی لی موخرالذکر نے علامہ کی اجازت سے ان کی
متعدد نظمیں اپنے مجموعوں "مناظر قدرت" "معارف ملت" اور "جذبات فطرت" میں شائع کیں ۔ قومی نظموں
کے کئی مجموعوں میں علامہ کا کلام شائع ہوتا رہا ۔

اسلامیہ کالج کے پروفیسر سید عبدالقادر نے "جذبات قومی" میں اقبال کی ۱۹ منظومات شائع کیں
نرائن دت سہگل نے "ترانۂ قوم" کے نام سے ایک مجموعہ شائع کیا جس میں علامہ کی دس نظمیں اور پانچ قطعات
شامل کیے ۔

تذکروں میں "خمخانۂ جاوید" پہلا تذکرہ ہے جس میں علامہ کا کلام شائع ہوا شعروں کی ڈکشنری
"علم مجلسی" میں بھی بعض ایسے اشعار ہوئے جو ان کے مستند مجموعوں میں شامل نہیں ۔ بعض غیر متعلق کتب
میں بھی علامہ کا کلام شائع ہوا ۔ مثلاً مولوی وجاہت حسین نے اپنی کتاب "سیرۃ بلال" میں اقبال کی وہ نظم شائع
کی جو "بلال رضؓ" پر لکھی گئی اسی طرح "آئینہ حق نما" میں یعقوب علی تراب نے علامہ کی طالب علمی کے زمانہ کی ایک
نظم شائع کی جو سیالکوٹ کے سعداللہ لدھیانوی کی تکذیب میں لکھی گئی تھی جس نے مرزا غلام احمد قادیانی
کے "شان" میں "گستاخی" کی تھی ۔

ان تمام نظموں میں بہت کم نظمیں ایسی ہیں جنہیں مکمل طور پر ترک کر دیا ہو تاہم ۱۹۰۵ء میں "اُردو
کی پانچویں کتاب" میں شائع ہونے والی کوئی نظم علامہ نے بانگِ درا میں شامل نہیں کی بیشتر نظموں میں اصلاحات
اور ترامیم کی گئیں اور یوں اصلاح یافتہ شکل میں بانگ درا میں شامل کر لی گئیں بعض اشعار ترک کر دیے
گئے اور بعض مصرعوں میں تبدیلیاں کی گئیں اقبال کے یہی متروکات اور اصلاحات ہمارے مقالے کا موضوع ہے ۔
لیکن ان نظموں کے متون میں اتنا فرق ہے کہ صحیح تر متن تک پہنچنا خاصا مشکل ہے ۔ پھر نقل در نقل
کے عیوب بھی جگہ جگہ آشکارا ہیں کتابت کی اغلاط بھی بکثرت ہیں ۔ بیشتر منظومات اُس دور کے رسائل
سے نقل کی گئی ہیں ۔ جن کے متن پہلے ہی خاصے ناقص ہیں ۔

راقم الحروف نے اپنے مقالے میں صرف انہی منظومات سے استفادہ کیا ہے ۔ جن کا متن کسی اور
ذریعے سے دستیاب نہیں تھا ۔ تاہم ان مجموعوں میں شامل منظومات سے ایک حد تک کلام اقبال کی زمانی ترتیب
کو سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے ورنہ اصول تحقیق کی رو سے اولین اہمیت تو اسی کلام کو حاصل ہے جو پہلے چھپا
ہو ۔ اس لحاظ سے مختلف کتب میں شائع ہونے والا "کلام اقبال" ثانوی اہمیت کا حامل ہے لیکن مشکل
یہ ہے کہ کلام اقبال کے اولین مآخذ میں بیشتر مآخذ مرور ایام کی وجہ سے نیست و نابود ہو گئے ہیں اس صورت میں
ثانوی مآخذ سے استفادہ کرنا ناگزیر ہو جاتا ہے راقم الحروف نے ان کتب سے صرف اسی صورت میں استفادہ
کیا ہے جہاں اولین مآخذ دستیاب نہیں تھے اصلاحات اقبال کے ضمن میں بھی کہیں کہیں ان کتب سے
رجوع کیا گیا ہے ان کتب میں شامل وہ نظمیں جو کہیں اور شائع نہیں ہوئیں ہمارے نقطہ نظر سے
بے حد اہمیت کی حامل ہیں اور ان سے حسب موقع استفادہ کیا گیا ہے

ذیل میں ان کتابوں اور ان میں شامل کلام کی تفصیل دی جاتی ہے ۔

(۱) **مختصر العروض** — ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۶ — مصنفہ مولانا ابو سعید محمد شعیب

قطعہ تاریخ کتاب (مذکورہ)

ع مصنف جب کہ ایسا ہو، رسالہ کیوں نہ ہو ایسا

(۲) **بہار گلشن جلد دوم** — ۱۹۰۱ء منشی محمد الدین فوق

(ا) عبادت میں زاہد کو مسرور رہنا
(ب) تم آزماؤ ہاں کو زباں سے نکال کے
(ج) ٹھہرنا ذرا سُن کے کم بخت آنا
(د) تم نے آغازِ محبت میں یہ سوچا ہوگا۔

(۳) **اردو کی چھٹی کتاب** — مرتبہ لالہ سورج نرائن مہر (پانچویں جماعت کے لیے (۱۹۰۹ء)

علامہ کی درج ذیل نظمیں شامل ہیں۔

(ا) ایک بلبل کی فریاد پنجرے میں
(ب) خدا کے حضور میں دعا
(ج) جہاں تک ہو سکے نیکی کرو
(د) ایک پہاڑ اور گلہری
(ہ) چاند کا جواب
(و) ایک گائے اور بکری

(۴) **اردو کی پانچویں کتاب** (مرتب نا معلوم) چوتھی جماعت کیلئے (۱۹۰۵ء) [۱]

علامہ کی درج ذیل نظمیں شامل ہیں

(ا) محنت
(ب) بچوں کے لیے چند نصیحتیں
(ج) ماں کا خواب
(د) ایک مکڑا اور مکھی
(ہ) ہمدردی
(و) گھوڑوں کی مجلس
(ز) شہد کی مکھی

۱؎ ڈاکٹر حسن اختر ملک کا خیال ہے کہ یہ پہلی درسی کتاب ہے جس میں علامہ کا کلام شائع ہوا (ماہ نو اپریل ۸۳ء ص ۱۵) یہ درست نہیں ہے اس سے پہلے ۱۹۰۴ء میں سورج نرائن مہر کی مرتبہ کتاب "اردو کی چھٹی کتاب" شائع ہو چکی تھی یہ کتاب بھی چوتھی جماعت کے لیے لکھی گئی تھی جس میں علامہ کی کم از کم پانچ نظمیں شامل ہیں۔ مزید برآں اس کتاب میں علامہ کی دو نہیں سات منظومات شامل ہیں ڈاکٹر صاحب نے ان پانچ نظموں کو شامل نہیں کیا جو اب باقیات میں شامل ہیں اور زیر حوالہ مضمون کی تصنیف ۱۹۸۳ء کے وقت روزگار فقیر جلد دوم اور باقیات اقبال طبع سوم میں شامل تھیں۔

(۵) انتخاب سخن
سیّد احمد حسین شوق گیلانی لکھنوی (۱۹۰۵ء)
خادم التعلیم سٹیم پریس لاہور
غزل ع کہوں کیا آرزوئے بیدلی مجھ کو کہاں تک ہے؟

(۶) مخمخانۂ جاوید
(تذکرہ ہزار داستان) مرتبہ لالہ سری رام : مخزن پریس دہلی ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۸ء
نظمیں: ہمارا دیس اور شاعر
غزلیں
ع کبھی جو آوارۂ جنوں تھے وہ بستیوں میں پھر آ بسیں گے
ع عاشقِ دیدار محشر کا تمنائی ہوا
ع کوئی دل ایسا نظر نہ آیا نہ جس میں خوابیدہ ہو تمنّا
ع جنہیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں
ع بلاکشانِ محبت کی یادگار ہوں میں
ع جان دے کر تمہیں جینے کی دعا دیتے ہیں
ع علم کے دریا سے نکلے غوطہ زن گوہر بدست
ع حباب آسا پسر موج نفس باندھا ہے محمل کو
اشعار
ع کہتا ہے خیز دشت جنوں میں مجھے کہ چل
ع اے حبابِ بحر اے پروردۂ دامانِ موج
ع یوں تو اے صیّاد آزادی میں لاکھوں ہیں مزے
ع بٹھائے عرش پہ رکھا ہے تو نے اے واعظ
ع کوئی یہ پوچھے کہ واعظ کا کیا بگڑتا ہے؟
ع اس عشق خانہ سوز کا شان کرم ہے مدار
ع لاؤں وہ تنکے کہیں سے آشیانے کے لیے

(۷) سفرنامۂ یورپ
(۱۹۰۸ء) منشی محبوب عالم پیسہ اخبار لاہور
نظم منشی محبوب عالم کے سفر یورپ پر

(۸) آئینۂ مشاعرہ
بھوپال، مرتبہ سرور قادری ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء
مشاعرے میں پڑھی جانے والی غزل
ع حلقۂ زنجیر کا ہر جوہر پنہاں نکلا

(۹) جنگِ طرابلس
المعروف خونِ ناحق مرتبہ شیخ محمد احسان الحق حنفی قادری (۱۹۱۲ء)
ناشر مکتبہ قادریہ میرٹھ
ترانہ ع آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا
سبز گنبد والے شہنشاہ کے حضور میں خونِ شہدا کی نذر۔

(۱۰) آئینۂ حق نما
مرتب یعقوب علی تراب، ستمبر (۱۹۱۲ء)

علامہ کی طالب علمی کی نظم بسلسلہ مرزا

ع واہ سعدی دیکھ لی گندہ دہانی آپ کی۔

(۱۱) بے نظیر نظموں کا مجموعہ

(۱۹۱۳ء) حافظ قمرالدین ٹریڈنگ ایجنسی موچی دروازہ

دعا — نوید صبح — شمع و پروانہ — ہمارا دیس

نیا شوالہ — سبز گنبد والے شہنشاہ کے حضور میں خون شہدا کی نذر

ایک ناتمام نظم کے چند شعر

ع کل ایک شوریدہ خواب گاہ نبی ...... الخ

(۱۲) تحفۂ عیدین

مرتبہ حکیم منظور حسین اظہر دہلوی (۱۹۱۴ء)

کارخانہ علمی بکس لاہور۔

ہلال عید سے دو دو باتیں (غرۂ شوال)

پیام اقبال — نوجواں مسلم کو

ع کبھی اے نوجواں مسلم .... الخ

(۱۳) سفینۂ اردو

مولوی محمد اسماعیل میرٹھی مکتوبہ ۱۹۱۵ء بحکم ڈی پی آئی آگرہ، اودھ

(برائے جماعت ہفتم، ہشتم) علامہ کی ایک نظم شامل ہے

"ایک پرندے کی فریاد"

(۱۴) ارمغانِ عید

دارالاشاعت امرتسر (اگست ۱۹۱۵ء)

اقبال کی نظم "ہماری عید"

ع یہ شالامار میں اک برگ زرد کہتا تھا

(۱۵) جشن فتح

پنجاب پبلسٹی کمیٹی لاہور (۱۹۱۹ء)

علامہ کی نظم — پنجاب کی طرف سے اعلیٰ حضرت ملک معظم کے پیام کا جواب

ع اے تاجدارِ خطۂ جنت نشان ہند

(۱۶) "دردِ دل"

(مرتب نامعلوم) (۱۹۱۹ء) اقبال کی یہ نظمیں شامل ہیں۔

ساقی کو صلاحِ نیک

ع جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ — شفاخانۂ حجاز

(۱۷) مناظرِ قدرت

(الیاس برنی) (۱۹۱۹ء) طبع اول (۱۹۲۲ء) طبع دوم مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

"جگنو"

(۱۸) معارفِ ملت

(قومی نظموں کا گلدستہ) ۱۹۲۰ء جلد دوم (محمد الیاس برنی) طبع اول (۱۹۲۲ء)

مطبع انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ کالج پیام عمل [اٹھ کہ ظلمت ہوئی پیدا افق خاور پر]

(۱۹) مناظرِ قدرت

(الیاس برنی) (طبع اول) اگست (۱۹۲۰ء) [۱]

---

[۱] Bibliography of Iqbal مرتبہ وحید ص ۹ جہاں سنہ اشاعت ۱۹۲۲ء بتایا گیا ہے جو اسکے دوسرے ایڈیشن کا سنہ اشاعت ہے۔

حصہ اوّل نظم 'کنج عزلت' حصہ سوم جگنو
حصہ چہارم 'ستارہ'، صبح کا ستارہ، 'جگنو'

(۲۰) **روایات اسلام** (مرتب نامعلوم) ظفر برادرس لاہور (۱۹۲۱ء)
علامہ کی نظم "صدیق"

(۲۱) **انتخاب زرّیں** مرتبہ راس مسعود نظامی پریس بدایوں طبع اول ۱۹۲۱ء
اقبال کی درج ذیل نظمیں اس مجموعے میں شامل ہیں
(۱) ترانہ (۲) ترانہ ملی (۳) غزل ؏ کبھی اے حقیقت منتظر.......
(۴) نہ سلیقہ مجھ میں کلیم کا...... (۵) شکوہ (۶) پرندے کی فریاد (۷) ایک آرزو
(۸) سید کی لوح تربت (۹) چاند (۱۰) پیام عشق (۱۱) غزل زمانہ دیکھے گا جب.....
(۱۲) غزل زمانہ آیا ہے بے حجابی کا (۱۳) فلسفۂ غم (۱۴) خطاب بہ جوانان اسلام
(۱۵) فاطمہ بنت عبداللہ (۱۶) والدہ مرحومہ کی یاد میں۔

(۲۲) **نصاب اُردو** (پنجاب یونیورسٹی سینٹ) ۱۹۲۱ء
"ایک آرزو" "نیا شوالہ"

(۲۳) **نصاب اُردو** (برائے انٹرمیڈیٹ) نظامی پریس بدایوں ۱۹۲۱ء برائے کلکتہ یونیورسٹی
'ایک آرزو' 'ایک پرندے کی فریاد'

(۲۴) **جذبات قومی** (سید عبدالقادر) کپور آرٹ پرنٹنگ پریس لاہور ستمبر ۱۹۲۱ء
علامہ کی متعدد نظمیں کتاب میں شامل ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے

ہمارا وطن، میرا وطن، ایک پرندے کی فریاد، نیا شوالہ
مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات، مرثیہ سسلی، پردۂ سیم، خطاب بہ مسلم
ہمارے رہبر، ہمارا مستقبل، حمیت، غزل
مغربی تہذیب کا اثر، النبیِ رسول، خطاب بہ مسلم، مسلمانوں کی خدمات اسلام
ہم خدا سے کیا چاہتے ہیں؟ مسلمانوں کا مستقبل، الملک للہ

(۲۵) **جذبات فطرت** (جلد اوّل) الیاس برنی علی گڑھ ۱۹۲۱ء
ایک پرندے کی فریاد، میرا وطن، ترانۂ ہندی، نیا شوالہ
شمع و شاعر
جلد سوم (۱۹۲۱ء)

(۲۶) **گلدستۂ سخن** (سدرشن) ۱۹۲۲ء
موج دریا ؏ شباب سیر کو آیا تھا سوگوار گیا "مرثیہ سسلی، کنج عزلت، شکوہ
جواب شکوہ، جگنو۔

(۲۷) **انیسِ ادب** انیس احمد علیگ مارہروی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
(۱) نظم (ب) مرزا غالب

(۲۸) **معارفِ ملت** جلد اوّل (طبع دوم) ۱۹۲۲ء
(۱) مناجات (۲) پردہ سیم (لغت) جلد چہارم گل

(۲۹) **روحانیات** (مرتبہ علامہ تاجور) اردو مرکز لاہور سنہ ندارد۔

یہ مجموعہ ۱۹۲۴ء یعنی بانگِ درا کی اشاعت سے پہلے ہی ترتیب دیا گیا تھا کیونکہ اس مجموعے میں جو نظمیں شامل ہیں وہ بانگِ درا سے مختلف ہیں درج ذیل نظموں کا ابتدائی متن اس مجموعہ میں شامل ہے۔

نزلعقہ، شمع و شاعر، طلوع اسلام، شکوہ، جواب شکوہ، تحفۂ امت، فاطمہ بلادِ اسلامیہ، ترانۂ مسلم، ہلالِ عید، ایک حاجی مدینہ کی راہ میں، شفاخانۂ حجاز، ایثارِ صدیق خطاب بہ مسلم، جزیرہ سسلی

(۳۰) **مدائح و مراثی** مرتبہ علامہ تاجور (سنہ ندارد)

یہ مجموعہ بانگ درا کی اشاعت کے بعد مرتب ہوا تاہم اس میں ایک نظم شہدائے طرابلس ص ۷۹ الیسی شائع ہوئی جس کا متن بانگِ درا سے مختلف ہے باقی دس نظموں کا متن وہی ہے جو بانگ درا میں چھپا ہے۔

(۳۱) **نیچرل شاعری** از صفدر مرزا پوری ہمدم پریس لکھنؤ ص ۵۶ (سنہ ندارد قبل ۱۹۲۴ء)

مشمولہ "پیام عشق" ص ۲-۵ نظم بلا عنوان کے

ع نگاہ پائی ازل سے جو نکتہ بیں میں نے

گلِ خزاں دیدہ ص ۱۵ - ۱۶ عیشِ جوانی ص ۲۶ تا ۲۸ محبت ص ۲۹

"رات اور شاعر" (بحوالہ ابتدائی کلام از گیان چند ص ۸۹)

(۳۲) **اردو کورس** ($\frac{۱۹۲۹}{۱۹۲۷}$) مرتبہ شیخ محمد اقبال، حکیم احمد شجاع

درج ذیل نظمیں شامل کی گئی ہیں

چھٹی جماعت کے لیے	۱۹۲۷ء ماقبل	جگنو (جزوی)
ساتویں جماعت کے لیے	۱۹۲۹ء	میرا وطن (ہندوستانی بچوں کا قومی گیت)
آٹھویں جماعت کے لیے	۱۹۲۹ء	ستارہ اور کنارِ راوی

(۳۳) **بندے ماترم** لالہ ٹھاکر داس اینڈ سنز دہلی (سنہ ندارد)

(ہندوستان ہمارا)

وطن کی توالیف (ترانۂ ہندی)

میرا وطن (ہندوستانی بچوں کا قومی گیت)

(۳۴) **ترانۂ قوم** پبلشر نرائن دت سہگل لاہور (سنہ ندارد)

برار تھنا

خدا کے حضور میں

عرضِ حال

ہندوستان ہمارا

"شعاعِ آفتاب"

بلی کا چوہے کو پیام اتحاد

حضرت بلال

مژدہ

میرا وطن

رگڑا (۵ قطعات) جو اب متروک کلام میں شامل ہیں

(۳۵) **انتخاب جدید** (قومی نظموں کا مجموعہ) مرغوب ایجنسی لاہور (سنہ ندارد)

(ا) دعا (ب) چاند

(۳۶) **سیرۃ بلال رض** — مرتبہ مولوی وجاہت حسین (سنہ ندارد)
دارالاشاعت رسالہ صوفی بنڈی بہاؤالدین گجرات
علامہ کی نظم 'بلال'

(۳۷) **خزینۂ رحمت** — مولوی چوہدری نور احمد انور بٹالوی
علامہ کی دو نظمیں
ع نگاہ عاشق دیکھ لیتی ہے پردۂ میم کو اٹھا کر
ع تیرے قربان میرے گیسوؤں والے آقا

(۳۸) **سیرۃ بلال** — مرتبہ حافظ مظفرالدین
اسلامیہ سٹیم پریس لاہور (بار دوم)
"بلال چشتی"...
ع لکھا ہے ایک مغربی حق شناس نے

(۳۹) **قند اردو** — (طبع ششم)
(۱) نیا شوالہ (ب) ایک آرزو

(۴۰) **اردو کی ساتویں کتاب** — اردو ٹیکسٹ بکس ٹرانسلیشن لمیٹڈ "پونا" (۱۹۲۹ء)
فیروزالدین اینڈ سنز لاہور طبع سوم ۱۹۲۹ء
جگنو ۲: شکوہ
ان کا متن بانگِ درا سے مختلف ہے جو اس امر کا ثبوت ہے کہ یہ کتاب اصلاً بانگ درا کی اشاعت سے پہلے مرتب ہوئی۔

۳- نظموں کی ابتدائی اشاعتیں

بانگ درا کی اشاعت (۱۹۲۴ء) سے پہلے علامہ کی نظمیں مختلف اشاعتی اداروں کی طرف سے شائع ہوتی رہیں۔ اقبال کا دستور یہ تھا کہ انجمن حمایت اسلام کے اجلاس میں نظم پڑھنے سے پہلے وہ اسے شائع کرا لیتے تھے یہ نظمیں معقول قیمت پر فروخت ہو جاتی تھیں جس کی آمدنی انجمن کو دے دی جاتی علامہ کا اردو کلام بوجوہ بہت دیر بعد شائع ہوا چنانچہ کلام اقبال کی ان جزوی اشاعتوں سے ایک حد تک قارئین کی ضرورت پوری ہوتی رہی بعض نظموں کی دوبارہ اشاعت پر اقبال نے نظر ثانی بھی کی خواجہ حسن نظامی نے "اکبری اقبال" شائع کر کے علامہ کے طنزیہ کلام کو روشناس کرایا۔

نظموں کی ان جزوی اشاعتوں سے اقبال کی وقتاً فوقتاً اپنے کلام پر اصلاحات کا حال معلوم ہوتا ہے۔ ان نظموں میں بھی متعدد اشعار ایسے موجود ہیں جو ان کے معروف کلام میں موجود نہیں۔ اقبال کے شعری متروکات کے ضمن میں ان مجموعوں کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں خوش قسمتی سے بیشتر مجموعے دستیاب ہیں اور علامہ کے فنی سفر کی خوبصورت داستان پیش کرتے ہیں

ان اشاعتوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) زبان حال یا اسلامیہ کالج کا خطاب مسلمانان پنجاب سے (۱۹۰۲ء)

مرتبہ محمد محی الدین خان عبدالحی

تاجران کتب لاہور[۱]

(۲) ابر گہر بار کارخانہ پیسہ اخبار (۱۹۰۳ء)

(۳) فریاد امت

(۱) مرغوب ایجنسی لاہور (۱۹۱۳ء)

(۲) شیخ مبارک علی لاہور کریمی پریس ۱۹۱۳ء

} بہ اجازت مصنف

(۴) تصویر درد

(۱) الناظر پریس لکھنؤ (سنہ ندارد)

(۲) مرغوب ایجنسی لاہور (۱۹۱۶ء) حمیدیہ پریس لاہور

(۳) منسارام تاجر کتب لکھنؤ (جون ۱۹۲۳ء)

(۵) شکوہ

(۱) مرغوب ایجنسی لاہور باہتمام حکیم فقیر محمد چشتی۔ راجپوت پرنٹنگ ورکس لاہور

(۲) سید اکبر علی۔ علمی کتب خانہ لاہور۔ مسلم پرنٹنگ پریس لاہور (۱۹۱۶ء)

(۳) بھاٹیہ اینڈ کمپنی لاہور دلوان پرنٹنگ پریس لاہور

(۴) کپور آرٹ پرنٹنگ پریس لاہور[۲]

(۶) بلال انجمن حمایت اسلام لاہور راجپوت پرنٹنگ ورکس لاہور

(۷) نالۂ یتیم

(۱) شیخ مبارک علی لاہور۔ کریمی پریس لاہور باہتمام میر بخش

(۲) مرغوب ایجنسی لاہور راجپوت پرنٹنگ ورکس لاہور (۱۹۱۸ء)

(۳) سید اکبر علی۔ علمی کتب خانہ لاہور[۳]

۱، ۲، ۳ بحوالہ کتابیات اقبال۔ مرتبہ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی

(۸) **اکبری اقبال** (۱) مرغوب ایجنسی لاہور راجپوت پرنٹنگ پریس لاہور
مرتبہ خواجہ حسن نظامی (۱۹۱۸ء)

(۹) **اشکِ خوں** (۱) رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز (سنہ ندارد)
مطبع مفید عام سٹیم پرنٹنگ ورکس لاہور بمع انگریزی ترجمہ
مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور (جنوری ۱۹۲۱ء)

(۱۰) **مکمل ترانہ** (۱) مرغوب ایجنسی لاہور حمیدیہ سٹیم پریس لاہور
(۲) منسارام تاجر کتب لکھنؤ فروری (۱۹۲۳ء) ؎[1]

(۱۱) **دردِ دل یا ایک یتیم کا خطاب ہلالِ عید کو** (۱۹۲۴ء)
شیخ جان محمد اللہ بخش اسلامیہ سٹیم پریس لاہور

(۱۲) **شمع و شاعر** (۱) انجمن حمایتِ اسلام لاہور (مصنف کی اجازت سے) سنہ ندارد
(۲) صدیقی بک ڈپو لکھنؤ اشاعت اسلام پریس لکھنؤ
(۳) الناظر بک ایجنسی لکھنؤ ؎[2]

(۱۳) **جوابِ شکوہ** (۱) سید اکبر علی ۔ علمی کتب خانہ لاہور (مصنف کی اجازت سے) مسلم پرنٹنگ پریس لاہور
(۲) مرغوب ایجنسی لاہور کپور آرٹ پرنٹنگ ورکس لاہور

(۱۴) **خضرِ راہ** (۱) منشی طاہر الدین (مصنف کی اجازت سے) ۱۹۲۲ء بار دوم
کپور آرٹ پرنٹنگ ورکس لاہور

(۱۵) **طلوعِ اسلام** (۱) شیخ مبارک علی تاجر کتب لاہور (۱۹۲۳ء) طبع اول
بہ اہتمام میر امیر بخش لاہور

(۱۶) ان نظموں کے علاوہ حیدرآباد دکن سے سکندر بخت نے "نئی تہذیب" کے عنوان سے ایک مجموعہ مرتب کیا تھا ۳۲ صفحات کا یہ مختصر کتابچہ ادارہ ارتقائے ملت حیدرآباد نے $\frac{۱۳۳۶ھ}{۱۹۱۸ء}$ میں شائع کیا تھا ؎[3]

؎[1] اس مجموعہ میں 'ترانۂ ہندی' اور 'ہندوستانی بچوں کا قومی گیت' شامل تھی ۔

؎[2] ؎[3] بحوالہ کتابیات اقبال از ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی ۔

اقبال کے مسودات اور بیاضیں

گزشتہ صفحات میں ہم نے رسائل و اخبارات اور کتب میں شائع شدہ باقیاتِ (اردو) پر
بحث کی اب ہم اقبال کے اُن مسودات کا جائزہ لیتے ہیں جو ایک عرصہ تک ان کے گھر میں محفوظ رہے۔ انہی مسودات
کی بنیاد پر بانگِ درا، بالِ جبریل، ضربِ کلیم اور ارمغانِ حجاز شائع ہوئیں یہ مسودات دو طرح کے ہیں ایک علامہ
کی بیاضیں ہیں جس پر وقتاً فوقتاً اشعار لکھتے رہتے تھے دوسرے مختلف شعری مجموعوں کے وہ مسودات جو کتابت
کے لیے کاتب کو دیے گئے علامہ کے ذاتی کاغذات میں متعدد بیاضوں کے علاوہ دو مسودات بھی ملتے ہیں ان
کا تعلق "بالِ جبریل" اور "ضربِ کلیم" سے ہے ان کاغذات میں بانگِ درا کا آخری مسودہ موجود نہیں جو شاید
مرورِ ایام کے ساتھ ضائع ہو گیا بعض فارسی مجموعوں کے مسودات بھی محفوظ ہیں مگر ہماری بحث صرف اردو کلام تک محدود
ہے بانگِ درا کے کلام کے بارے میں ایک تاثر عام ہے کہ علامہ اپنے کلام کا ریکارڈ نہیں رکھتے تھے لیکن ان بیاضوں
کی موجودگی نے ایک حد تک اسے غلط ثابت کیا ہے تاہم یہ بات درست ہے کہ دورِ اوّل (۱۹۰۵ء) تک کا کوئی کلام
ان بیاضوں میں شامل نہیں اس کے بعد کی کچھ چیزیں منتشر حالت میں ہمیں مل جاتی ہیں۔

اقبال کے متذکرہ مسودات اور بیاضیں بعض وجوہ سے خاص اہمیت کی حامل ہیں اس کی وجوہ درج ذیل ہیں۔

(۱) بیشتر مسودات یا تو اقبال کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں یا ان کی ہدایت اور نگرانی میں ان کے بعض احباب نے تحریر کیے ان
مسودات سے جہاں ایک طرف باقیاتِ شعرِ اقبال کے غیر مطبوعہ مواد تک ہماری رسائی ہو سکی ہے وہاں متداول کلام کے
پس منظر کے متعلق ایک حد تک ہماری معلومات میں اضافہ ہوا ہے ان مسودات میں اقبال کے اپنے کلام پر اصلاح کے خوبصورت
نمونے پائے جاتے ہیں۔ اور یوں علامہ کے ذہنی ارتقا کے اہم گوشے اُجاگر ہوتے ہیں بعض نظموں کا سنہ تحریر بلکہ تاریخ
تک کا بھی ہمیں علم ہوتا ہے۔ یہ مسودات اور بیاضیں علامہ کے زبردست حاسۂ انتقاد کا ثبوت فراہم کرتے ہیں
۱۹۲۴ء تک بیشتر کلام رسائل و اخبارات میں جگہ پاتا رہا ہے چنانچہ اس دور کے متروکات بعض حضرات نے جمع کر کے
شائع کرا دیے ہیں لیکن ۱۹۲۵ء کے بعد کا بہت کم کلام ان مجموعوں میں شامل ہو سکا ہے یہ مسودات اور
بیاضیں آخری دور کے کلام کے متعلق ہمارا اہم ماخذ ہیں۔ بانگِ درا کے جو متروکات اب تک شائع ہو چکے ہیں ان
میں نقل در نقل کی وجہ سے متن کی بے شمار اغلاط پائی جاتی ہیں رسائل کے ایڈیٹروں اور باقیات کے مرتبین نے علامہ
کی تحریر پڑھنے اور نقل کرنے میں ٹھوکر کھائی یہ مسودات بڑی حد تک ان اغلاط کی درستی میں معاون ثابت ہو
سکتے ہیں۔ ذیل میں ان مسودات اور بیاضوں کا مختصر تعارف کرایا جاتا ہے

بانگِ درا کے دور کے کلام کی بیاضیں

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ بانگِ درا کے دور کی بیاضیں مکمل نہیں ہیں ان میں
دورِ اوّل (۱۹۰۵ء) تک کا کلام شامل نہیں ہے ایسا لگتا ہے کہ علامہ اس دور میں اپنے کلام کو محفوظ نہیں کرتے تھے
حصۂ دوم کی نظموں میں بھی ابتدائی پانچ نظمیں کسی بیاض میں شامل نہیں ہیں اس حصہ کی سب سے پہلی نظم
"اخترِ صبح ہے" جو ایک بیاض میں شامل ہے۔ خوش قسمتی سے قیامِ جرمنی کے زمانے کا تمام کلام محفوظ ہے
ان میں سے بعض نظموں پر اقبال نے سنہ اور مہینہ بھی لکھا ہوا ہے حصہ دوم کی صرف سات نظمیں اس بیاض
میں موجود نہیں تاہم حصہ سوم کا خاصا کلام موجود ہے صرف گیارہ نظمیں مسودے سے غائب ہیں اس

دور کی بعض نظمیں منتشر اوراق پر بھی ہیں لہذا ان کی تقدیم و تاخیر کا تعین خاصا دشوار ہے۔
ان بیاضوں میں ایسے کلام کی تعداد بھی خاصی ہے جسے اقبال نے مکمل طور پر ترک کر دیا تھا
ان میں بیشتر کلام 'اکبری رنگ' کا ہے بانگِ درا کا کلام تین مختلف بیاضوں میں درج ہے ایک بیاض ۷ اگست
۱۹۰۷ء کو میونخ میں مرتب ہوئی[1] اس میں بیشتر نظمیں شاعر کی اپنی تحریر میں ہیں اس بیاض کے ۱۲۱ صفحات
ہیں اس میں ۱۹۱۳ء تک کا کلام شامل ہے دوسری بیاض یورپ سے واپسی کے بعد مرتب کی گئی اس کے صفحات
۴۵ ہیں اس بیاض میں ان کی معروف نظمیں شکوہ، جواب شکوہ اور شمع و شاعر موجود ہیں[2]
۵۶ صفحات پر مشتمل ایک تیسری بیاض ۱۹۱۴ء اور ۱۹۱۵ء کے کلام پر مشتمل ہے[3]

اس دور کے بیشتر کلام پر نظموں کی تاریخ تحریر درج ہے ان نظموں کے سنہ تحریر کو پیش نظر رکھا جائے اور
بانگِ درا میں ان کی ترتیب دیکھی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ بانگِ درا میں نظموں کی ترتیب زمانی نہیں ہے منظومات
کو تین ادوار میں تقسیم تو کر دیا گیا لیکن ہر حصہ کے اندر منظومات کو زمانی اعتبار سے مرتب نہیں کیا گیا مثلاً
ایک مکالمہ (بانگِ درا ص ۲۱۹) اور مذہب (تضمین بیدل، بانگِ درا ص ۲۹۶) جولائی ۱۹۱۵ء میں لکھی گئیں لیکن
بانگِ درا میں ترتیب کے لحاظ سے دونوں نظموں کے درمیان سترہ نظمیں موجود ہیں ان میں نظم 'بلال' بھی موجود ہے
جو مئی ۱۹۱۵ء میں لکھی گئی جبکہ 'والدہ مرحومہ کی یاد میں' اگست ۱۹۱۵ء میں لکھی گئی یہ کہنا درست نہیں
ہوگا کہ علامہ کو صحیح سنہ تحریر یاد نہیں تھا، اصل بات یہ ہے کہ اقبال نے اپنی نظموں کو زمانی لڑی میں پرونا
غیر ضروری سمجھا۔

بانگِ درا کے دور کے کلام کے ضمن میں دو (۲) اور قلمی مآخذ کا ذکر بھی مناسب ہوگا اس دور کا کلام
پیامِ مشرق کے مسودے میں بھی موجود ہے[4] چونکہ دونوں مجموعوں کا زمانہ ایک ہے لہذا کسی مجبوری کے تحت چند نظمیں اس
مسودے میں نقل ہو گئیں ہم اپنی سہولت کی خاطر اس کلام کو بیاض چہارم کہیں گے اس کے صفحات کی تعداد نو (۹) ہے
علامہ کی ایک اور ذاتی ڈائری میں بھی ایک دو نظمیں موجود ہیں اور بعض نظمیں منتشر حالت میں ان کے کاغذات سے ملی
ہیں۔ اسے 'بیاضِ متفرق' کا عنوان دیا گیا ہے۔

بالِ جبریل کے مسودات بالِ جبریل کا کلام دو بیاضوں اور ایک مسودے کی صورت میں ملتا ہے پہلی بیاض
"شیر اور خچر" کی نظم سے شروع ہوتی ہے اس کے صفحات کی تعداد ۲۷ ہے[5] کچھ نظمیں الگ سے ایک
نوٹ بک میں درج ہیں اس میں تیرہ چودہ (۱۴،۱۳) نظمیں شامل ہیں یہ بیاض تین اوراق پر مشتمل ہے[6] بالِ جبریل کے
کلام میں آخری مسودہ بھی موجود ہے جو کاتب کے لیے تیار کیا گیا تھا۔ اس کے صفحات کی تعداد ۱۵۴ ہے[7]
اس آخری مسودے میں بھی علامہ نے بعض اصلاحات اور اضافے کیے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ آخر وقت
تک اپنے کلام کی نوک پلک سنوارتے رہتے تھے بالِ جبریل کی بیاضوں اور مسودے میں کچھ غیر مطبوعہ کلام بھی شامل
ہے انہی بیاضوں اور مسودات سے کچھ کلام اخذ کر کے ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی شائع بھی کرا چکے ہیں[8]

۱۔ بیاض اول AIM - 1977/219
۲۔ بیاض دوم AIM 1977-207 مخزونہ اقبال میوزیم لاہور
۳۔ بیاض سوم AIM - 1977/214
۴۔ بیاض چہارم AIM 1977-213
۵۔ بیاض پنجم AIM - 1977/204
۶۔ بیاض ششم AIM 1977/218
۷۔ مسودہ اول AIM 1977/200
۸۔ مجلہ تحقیق جلد ۲ شمارہ ۴ ۱۹۸۰ء

ضرب کلیم کے مسودات

ضرب کلیم کا کلام دو صورتوں میں محفوظ ہے ایک بیاض ہے[1] اور دوسرا مسودہ[2] اسی مسودے کی بنا پر ضرب کلیم شائع ہوئی بیاض میں نظموں کی ترتیب زمانی ہے لیکن مسودے میں ان نظموں کو مختلف عنوانات کے تحت گڈ مڈ کر دیا ہے یہ مسودہ علامہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا نہیں ہے۔ بعض روایات کے مطابق کلام نقل کرنے میں چودھری محمد حسین علامہ کا ہاتھ بٹاتے رہتے تھے[3] لیکن یہ مسودہ ان کے قلم سے نہیں ہے بلکہ صوفی محبوب الٰہی کا تیار کردہ ہے اس ضمن میں آصف جاوید کھوکھر کا یہ بیان لائق اعتنا ہے۔

"ایک روز اقبال کے گھر حاضری بھری خواجہ صاحب نے پوچھا کیوں ڈاکٹر صاحب آج کل کون سی کتاب زیر تالیف ہے؟ کہا کسی شخص کی تلاش میں ہوں کہ میری بیاض پر لکھی ہوئی ضرب کلیم کو صاف صاف نقل کر دے تاکہ کاتب کو دقت نہ ہو صوفی صاحب نے کہا جناب اگرچہ میں اتنا خوش خط نہیں ہوں تاہم کتابت کر سکوں گا اقبال بہت خوش ہوئے کہنے لگے " ویکھ لیسٹ کم بڑا ای، کر لیش گا؟" جناب صوفی صاحب نے اثبات میں سر ہلایا تو فرمانے لگے " چنگا پھیر کل ای آجائیں " چنانچہ اقبال بولتے اور صوفی صاحب لکھتے چلے جاتے جہاں کوئی دقت پیش آتی فوراً پوچھ لیتے۔[4]

اس بیان کی تصدیق پروفیسر صوفی محبوب الٰہی کی اُس تحریر سے بھی ہوتی ہے جس میں انہوں نے لکھا کہ ضرب کلیم کا مسودہ انہوں نے تیار کیا تھا[5] ضرب کلیم کی بیاض سے علامہ کا غیر مطبوعہ کلام خاصی مقدار میں دستیاب ہوا ہے جس میں سے کچھ کلام ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی شائع کرا چکے ہیں[6]

ارمغان حجاز کی بیاض ارمغان حجاز کی ایک ہی بیاض اقبال کے کاغذات میں موجود ہے جس میں اردو اور فارسی کلام یکجا ہے[7] اردو منظومات میں بعض اشعار اور دو تین قطعات ایسے ہیں جنہیں علامہ نے ترک کر دیا تھا اس بیاض پر اصلاح علامہ کے ہاتھ کی ہے یہ بیاض ۵۷ صفحات پر مشتمل ہے اس کا مسودہ تیار ہونے سے پہلے ہی علامہ انتقال کر گئے اگر اس کی نوبت آتی تو وہ اس میں حسب معمول خاصی اصلاحات کرتے لہذا یہ کہنا درست ہے کہ ارمغان حجاز اقبال کی نظر ثانی کے بغیر ہی شائع ہوئی علامہ کی متذکرہ تمام بیاضوں کے مندرجات اور کلام کی زمانی ترتیب پر مشتمل اشاریہ "کلام اقبال کی اصل زمانی ترتیب بیاضوں کی روشنی میں" مقالے کے ضمیمہ جات میں ملاحظہ کیجئے(*) یہ اشاریہ علامہ کے ذہنی ارتقاء کی گم شدہ کڑیاں تلاش کرنے میں بہت معاون ثابت ہوگا۔

ف۱ بیاض ہفتم نمبر میوزیم AIM-1977/209 ف۲ مسودہ دوم AIM-1972/216

ف۳ "چودھری محمد حسین اور اقبال" از ثاقف نفیس مقالہ ایم اے اردو (پنجاب یونیورسٹی) غیر مطبوعہ سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ ف۴ رسالہ "مہک" اقبال نمبر ۷۵-۱۹۷۴ گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ ص ۷۶

ف۵ رسالہ "مہک" ص "ن" ابتدائیہ ف۶ اورینٹل کالج میگزین شمارہ خاص حصہ دوم مارچ ۱۹۸۳ ص ۷۹

ف۷ بیاض ہشتم AIM-1977-203 (*) ضمیمہ ۲ مقالہ ہذا:

(نوٹ) بیاضوں کے لیے یہ نام سہولت کی خاطر رکھے گئے ہیں (مرتب)

ب باقیاتِ شعرِ اقبال کے مستقل مجموعے

اس عنوان کے تحت "باقیاتِ شعرِ اقبال" کے ان مجموعوں کا جائزہ لینا مقصود ہے جن میں علامہ کے ۸۰ ٪ شعری آثار مدوّن صورت میں موجود ہیں انہیں باقیات کے مستقل مجموعے کہا جاسکتا ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے

مجموعہ	طبع	مرتبہ	سنہ
(۱) رختِ سفر	طبع اول	مرتبہ انور حارث	جنوری ۱۹۵۲ء
	طبع دوم	"	۱۹۷۷ء
(۲) باقیاتِ اقبال	طبع اول	عبدالواحد معینی	۱۹۵۲ء
	طبع اول (ہندوستانی ایڈیشن) مکتبہ رنگین دہلی		سنہ ندارد
	طبع دوم	عبدالواحد معینی + عبداللہ قریشی	۱۹۶۶ء
	طبع سوم	ایضاً	۱۹۷۷ء
(۳) سرودِ رفتہ		غلام رسول مہر ، صادق دلاوری	۱۹۵۹ء
(۴) تبرکاتِ اقبال		بشیر الحق دسنوی	اپریل ۱۹۵۹ء
(۵) نوادرِ اقبال		عبدالغفار شکیل	۱۹۶۲ء
(۶) روزگارِ فقیر	جلد دوم	فقیر سید وحید الدین	۱۹۷۰ء
(۷) ابتدائی کلامِ اقبال		گیان چند	۱۹۸۸ء

ان مجموعوں کا تنقیدی جائزہ اسی ترتیب سے پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) رختِ سفر

باقیاتِ شعرِ اقبال کا پہلا باقاعدہ مجموعہ ہے اس مجموعے میں شائع شدہ کلام کا ماخذ پرانے اخبارات و رسائل مثلاً مخزن ، ادیب ، وکیل ، انقلاب اور معارف ہیں [۱] اس کا دوسرا ایڈیشن متعدد اضافوں کے ساتھ ۱۹۷۷ء میں شائع ہوا طبع دوم ہیں عبدالمجید سالک ، شیخ دین محمد ، عطیہ فیضی ، شریف الدین پیرزادہ ، صہبا لکھنوی ، محمد حنیظ ، فیروز خان پسر نیاز الدین خان نے انور حارث صاحب کی مدد کی [۲] طبع دوم میں طبع اوّل کا سنہ اشاعت جنوری ۱۹۵۲ء لکھا ہے جبکہ مؤلف کا دیباچہ ۱۵ جنوری ۱۹۵۲ء کا لکھا ہوا ہے میاں عبدالرشید کے اس تجزیے سے ہمیں اتفاق ہے کہ یہ مجموعہ جنوری ۱۹۵۲ء میں نہیں بلکہ ذرا بعد میں شائع ہوا ہوگا [۳]

رختِ سفر طبع اول میں علامہ کی ۵۴ نظموں اور ۲۹ غزلوں کا وہ کلام شائع کیا گیا ہے جسے علامہ نے بوجوہ ترک کر دیا تھا اس کے علاوہ ظریفانہ کلام کے عنوان کے تحت ۱۵ قطعات بھی شائع کیے گئے ہیں متفرق نظموں غزلوں کے لگ بھگ بیس اشعار اور تین قطعات بھی مجموعے کی زینت ہیں ۔ طبع دوم میں ۲۷ نظموں ، ایک غزل اور تین قطعات کو شامل کیا گیا ہے پیشتر منظومات اور غزلیں بانگِ درا میں شائع ہو چکی ہیں رختِ سفر میں ان منظومات کے وہی اشعار شائع کیے گئے ہیں جنہیں علامہ نے ترک کر دیا تھا یہ اشعار بعد کے مجموعوں مثلاً "سرودِ رفتہ" اور "باقیاتِ اقبال" میں شائع ہو چکے ہیں اور اب اس مجموعے کا کوئی کلام ایسا نہیں ہے جو دوسرے مجموعوں میں موجود نہ ہو تاہم سرودِ رفتہ اور رختِ سفر (طبع اوّل) کے موازنے سے یہ معلوم ہوتا ہے سرودِ رفتہ کے مرتبین سے 'رختِ سفر' میں شامل بعض اشعار چھوٹ گئے ہیں ان کا تعلق نظم "سید کی لوحِ تربت" اور "فاطمہ بنت عبداللہ" "مرزا غالب" ، "شمع" ، "پیامِ صبح" سے ہے۔

---

[۱] 'ارمغانِ اقبال' از سید صفدر رضوی ص ۶۰ اقبال کا غیر مدوّن کلام

[۲] دیباچہ طبع دوم ص ک از انور حارث

[۳] نوائے وقت ۲۱ جنوری ۱۹۶۸ء

طبع اول کے ماخذ میں 'مخزن' کو خصوصی اہمیت حاصل ہے لیکن ایسا لگتا ہے کہ مرتب نے رسالہ مخزن سے استفادہ کرنے کے بجائے ثانوی ذرائع پر زیادہ بھروسہ کیا ہے۔ ثبوت میں اس مجموعے کی دو نظمیں 'ایک آرزو' اور 'شمع' پیش کی جا سکتی ہیں جو رختِ سفر (طبع دوم) میں بالترتیب ص۲۲ اور ص۲۳ پر شائع ہوئی ہیں دونوں نظمیں سب سے پہلے مخزن کے شمارہ دسمبر ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی تھیں مخزن میں شائع ہونے والی نظم کے تیس۳۰ اشعار ہیں جبکہ اقبال ازاحمد دین ص۳۹۲ میں بھی تیس۳۰ اشعار ہیں کلیاتِ اقبال (حیدرآباد) میں اس نظم کے صرف ۲۸ اشعار شائع ہوئے ہیں دو اشعار جو کلیات میں موجود نہیں ہیں وہ رختِ سفر میں بھی موجود نہیں ہیں تاہم ان میں سے ایک شعر بعد میں طبع ثانی میں شامل کر لیا گیا ہے اس کے باوجود اس نظم کا ایک شعر 'رختِ سفر' میں موجود نہیں ہے۔ اور وہ یہ ہے

سمجھیں میرے سخن کو ہندوستان والے

موزوں ہو گئے ہیں نالے سخن نہیں ہے۔

دوسری مثال نظم 'شمع' کی ہے جو 'رختِ سفر' طبع اول کے ص۲۳ اور طبع دوم (ضمیمہ) میں دوبارہ ص۱۰۱ پر موجود ہے مخزن میں شائع ہونے والی نظم کے چالیس اشعار تھے جبکہ بانگِ درا میں اس نظم کے ۲۶ اشعار شائع ہوئے۔ کلیات اقبال حیدرآباد میں شائع ہونے والی اس نظم کے چالیس۴۰ اشعار ہی شائع ہوئے ہیں گویا نظم کے متروکہ اشعار کی تعداد گیارہ ہے جبکہ رختِ سفر، (ص۲۳) میں دس اشعار شائع ہوئے ہیں ان میں تین۳ اشعار (شعر ۴، ۵، ۶) ایسے بھی شائع ہو گئے ہیں جو متداول کلام میں موجود ہیں لہذا انھیں متروکات نہیں کہا جا سکتا یوں طبع اول میں چار اشعار شامل ہونے سے رہ گئے طبع دوم میں ان میں سے تین اشعار شامل کر لیے گئے ہیں البتہ ایک شعر شامل ہونے سے رہ گیا

جلتی اسی شرار سے ہے شمعِ ماسوا

(سامانِ طرز) ظلمتِ شب ہے یہ چاندنا

سامانِ طراز

طبع دوم میں اس شعر کو بھی علاوہ کے متروکات میں شامل کیا گیا ہے حالانکہ یہ شعر غالب کا ہے۔

از مہر تابہ ذرہ دل ودل ہے آئینہ

طوطی کو شش جہت سے مقابل ہے آئینہ

اسی طرح نظم "عبدالقادر کے نام" ص۱۰۰ جو مخزن کے دسمبر ۱۹۰۸ کے شمارہ میں شائع ہوئی مخزن میں سولہ اشعار شائع ہوئے جبکہ بانگِ درا میں گیارہ اشعار شامل کیے گئے رختِ سفر میں اس نظم کا آخری شعر

ع سنگ رس شاخِ چمن ..... الخ شامل نہیں تھا جسے طبع دوم میں اضافہ کیا گیا

"تصویرِ درد" کے ساتویں بند کا ایک شعر

ع عدو صبحِ صفائے دل کی ہے ظلمت تعصب کی

'رختِ سفر میں' شامل ہونے سے رہ گیا

ع تو مری ہم سری کرے توبہ .... الخ

'فریادِ امت'، ہلالِ عید اور سید کی لوحِ تربت کے بعض اشعار بھی رختِ سفر میں موجود نہیں بعض غزلوں کے متروکات کو بھی مکمل طور پر شامل نہیں کیا مثلاً "ڈبو لی ہے" اور "ترستی ہے" ردیف و قافیہ کی غزلیں طبع دوم میں ایک حد تک طبع اول کی خامیوں کو دور کر دیا گیا ہے تاہم نیا مواد شامل کرتے وقت ضروری تھا کہ اس وقت تک شائع ہونے والے دوسرے مجموعے خصوصاً سرود رفتہ اور "باقیاتِ اقبال" سے موازنہ کر کے صرف ایسے اشعار یا اصلاحات درج کی جاتیں جو ان مجموعوں میں شامل نہیں لیکن رختِ سفر کے

ضمیمے اور باقیات کے دوسرے مجموعوں کے موازنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انور حارث نے ان سے استفادہ کیا ہے لیکن اس کا حوالہ کہیں نہیں دیا سرودِ رفتہ کے بہت سے اشعار ضمیمے میں شامل کر لیے گئے مثلاً التجائے مسافر (ص ۱۶۱) کے دو اشعار

ع مرے سفینے کو .... الخ اور

ع رہیں ہیں خادم .... الخ سرودِ رفتہ (ص ۱۳۸) میں شائع ہو چکے تھے۔

برگِ گل (ص ۱۶۱ - ۱۶۷) کے بعض اشعار 'باقیات اقبال' طبع دوم میں موجود تھے۔

'رختِ سفر' کے اس ضمیمے میں چند اور خامیاں بھی پائی جاتی ہیں مثلاً طبع دوم (ص ۱۶۷) میں "دریائے نیپین" کے عنوان سے تین ایسے اشعار شائع کر دیے گئے ہیں جو علامہ کے نہیں ہیں بلکہ لمعہ حیدرآبادی نے علامہ کو بغرض اصلاح بھیجے تھے علامہ نے اس نظم کے دو اشعار پر اصلاح بھی دی تھی (اقبال نامہ جلد اول ص ۲۹۲)

(۱) حافظ (ص ۱۶۸) کے عنوان کے تحت علامہ کا خط نقل ہوا ہے جسے یہاں درج کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

(۲) متروکہ اشعار کے ساتھ یہ بتانا ضروری تھا کہ یہ شعر ترتیب کے لحاظ سے کس جگہ پر تھا۔

(۳) منظومات کا پس منظر فراہم کرنے کی بھی کوشش نہیں کی گئی

(۴) نظم "دردِ عشق" میں اقبال کی بعض اصلاحات کا ذکر نہیں کیا گیا

(۵) بعض اشعار کے نقل کرنے میں بے احتیاطی سے کام لیا گیا چنانچہ متن کے بعض اختلافات موجود ہیں مثلاً 'شمع و پروانہ' (ص ۱۷۴ - ۱۷۵) کے ایک شعر کا پہلا مصرع یوں نقل ہوا ہے۔

ع پروانہ تجھ کو کرتا ہے اے شمع پیار کیوں صحیح مصرع یوں ہے

ع پروانہ تجھ سے کرتا ہے .... الخ [۱]

اسی طرح نظم 'سید کی لوحِ تربت' (ص ۱۶۷ - ۱۶۹) کے دوسرے بند کا پہلا شعر بھی غلط طور پر نقل ہوا ہے صحیح مصرع یوں ہے

ع دیکھ اپنوں میں نہ پیدا ہو کہیں بیگانگی [۲]

اسی نظم کے چوتھے بند کا آخری شعر بھی درست نہیں ہے اس کے دوسرے مصرعے میں "زاغ" کا لفظ موجود نہیں ہے بلکہ مصرع یوں ہے

ع صحبت ناجنس باشد باعثِ آزار ہا [۳]

(۶) نظم 'برگِ گل' (ص ۱۶۱ - ۱۶۷) کا سنہ اشاعت ۱۹۱۳ء لکھا ہے حالانکہ یہ نظم ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی تھی

ان خامیوں کے باوجود اس مجموعہ کی اولیات مسلّم ہیں اس میں بعض ایسے اشعار بھی شائع ہوئے ہیں جو کسی اور حوالے سے ہمیں نہیں مل سکتے تھے "باقیاتِ شعرِ اقبال" کے جامع اور مستند مجموعے کی اشاعت میں 'رختِ سفر' سے استفادہ کرنا ناگزیر ہوگا۔

(ii) **باقیات اقبال**

رختِ سفر کی اشاعت کے بعد جلد ہی باقیات اقبال شائع ہوئی اس کے مرتب عبدالواحد معینی تھے کتاب کا دیباچہ یکم جنوری ۱۹۵۲ء کا لکھا ہوا ہے لیکن یہ کتاب ۱۹۵۳ء میں شائع ہوئی اس دوران میں "رختِ سفر" شائع ہو چکی تھی باقیات طبع اول کے موازنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف کے پیش نظر 'رختِ سفر' موجود نہیں تھی مؤلف کا ماخذ پرانے اخبارات و رسائل ہیں مؤلف نے محی الدین زور کے ذاتی کتب خانے سے استفادہ کیا ہے کلیات اقبال (حیدرآباد) کے مؤلف عبدالرزاق سے بھی مشورہ کیا گیا دو بیاضیں باقیات

---

[۱]، [۲]، [۳] مخزن جنوری ۱۹۰۳ء [۴] بحوالہ کتابیات اقبال ص ۸

کے مرتب کے پیش نظر ہیں ایک بیاض شیخ عبدالحمید کی تھی اور دوسری سری نگر کے منشی سراج الدین کی جس میں سے متعدد غیر مطبوعہ نظمیں نقل کی گئیں کلیاتِ اقبال حیدر آباد اور خطوط بنام عطیہ فیضی سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ بعض کے ساتھ ان کا پس منظر اور سنہ اشاعت بھی دیا گیا ہے تاہم اس مجموعے کی ایک خامی یہ ہے کہ اس مجموعہ میں ظفر علی خاں کی ایک نظم غلط طور پر علامہ سے منسوب کر دی گئی ہے اس نظم کا عنوان "مدینے کے کبوتر کی یاد" ص ۱۰۶ ہے اسے کلیاتِ اقبال (حیدر آباد) کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے اور محمد ذکی ابن الشمس العلماء میر حسن کی تائید کا حوالہ بھی دیا گیا ہے یہ نظم ظفر علی خاں کے مجموعہ کلام میں موجود ہے[۳] اولاً یہ نظم ۲۴ نومبر ۱۹۱۷ء کے "ستارہ صبح" میں شائع ہوئی تھی رسالہ صوفی فروری ۱۹۲۳ء سے یہ غلط فہمی پیدا ہوئی تھی جہاں یہ اقبال سے منسوب کی گئی۔

باقیاتِ اقبال (طبع اول) کا ایک ہندوستانی ایڈیشن بھی مکتبہ رنگین دہلی نے شائع کیا اس ایڈیشن میں متعدد اغلاط در آئی ہیں کتابت کی اغلاط خاص ہیں۔ مثلاً

ص ۲۳ آخری شعر	ع تجھ بیبا۔ سو نغمے ہیں اے تارِ ربابِ مستی	(فریاد امت) صحیح لفظ "ہستی" ہے
ص ۲۷ شعر ۱۰	ع میں گیا حشر میں جس دم تو یہ صدا آئی	(") ع ۔۔۔۔ جس دم تو صدا یوں آئی
ص ۲۹ شعر ۶	ع چشمِ ہستی صفتِ دیدہ اعمیٰ ہوتی	(") "صفت" صحیح لفظ تھا۔
ص ۴۸ شعر ۵	ع گل پژمردہ چمن ہوں میں	(خطِ منظوم) ۔۔۔۔ چمن ہوں مگر
ص ۶۰ آخری شعر	ع ہیں مجھے شکوے ہزاروں چرخ کہن رفتار سے	(عرض بہ جناب نظام الدین اولیاؒ) صحیح لفظ "کج" ہے
ص ۱۲۹ بند دوم شعر ۹	ع مہر بالیں لباسِ طفلی ہے	(یتیم کا خطاب) صحیح لفظ "سر بالیں"

اس ایڈیشن میں علامہ کے تین اشعار بھی درج ہونے سے رہ گئے ہیں مثلاً نظم "دربار بہاول پور" (سرود ص ۱۷۲) کا شعر نمبر ۶

ع بسکہ گلشن ریز ہے ہر قطرۂ ابرِ بہار

اور "خفتگان خاک سے استفسار" کا شعر نمبر ۳

ع دل میں ہوتے ہیں اسی صورت سے پیدا ولولے ۔ "یتیم کا خطاب ہلال عید سے" کے بند سوم

ص ۱۳۰ کا شعر نمبر ۳ ع ہستیٔ سوز ہے نظارہ ترا

اس ایڈیشن کی ایک اور غلطی کی طرف اشارہ کرنا بھی بے محل نہ ہوگا کہ قطعہ (ص ۷۸) کا سنہ تحریر ۱۹۰۲ء لکھا ہے حالانکہ یہ قطعہ ۱۹۰۳ء میں لکھا گیا

باقیات اقبال طبع دوم ۱۹۶۶ء میں شائع ہوئی عبداللہ قریشی نے ایک انٹرویو میں راقم الحروف سے اس ایڈیشن کی اشاعت کی کہانی یوں بیان کی ہے:۔

عبدالواحد معینی جب باقیات اقبال طبع اول کا ایک نسخہ میرے پاس لے کر آئے تو میں نے انہیں بتایا کہ میں سالہا سال سے اقبال کا کلام جمع کر رہا ہوں اور یہ مجموعہ اس کے مقابلے میں بہت ہی کم ہے چنانچہ انہوں نے دوسرے ایڈیشن کے لیے مواد کی فراہمی میں تعاون کی درخواست کی جب میں نے ایک نیا مجموعہ مرتب کر کے انہیں دکھایا تو انہوں نے کہا اس کتاب میں اب اس قدر اضافے ہو گئے ہیں کہ اس پر اب آپ کا نام ہی آنا چاہیے لیکن میں نے اس تجویز کو پسند نہیں کیا اور "باقیات" کے طبع دوم اور سوم میں خواجہ عبدالواحد معینی کا نام بدستور شامل رکھا۔

۱؎ کنایاتِ اقبال ص ۸ مرتبہ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی ۲؎ بحوالہ سرود رفتہ ص ۲۶۹

۳؎ تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے اسی باب ۴ ذیلی عنوان "روزگارِ فقیر"

اس مجموعے کی ترتیب سے پہلے میں نے بزحرف ،بہت سا کلام "سرود رفتہ" کے لیے غلام رسول مہر کے حوالے کر دیا تھا بلکہ اس مجموعے کی تدوین میں بھی اہم کردار ادا کیا تھا چنانچہ اس کے بعد جو کچھ ملا اسے باقیات کے دوسرے ایڈیشن[1] میں شامل کر لیا تیسرے ایڈیشن کے لیے جب مناسب مقدار میں نیا مواد ہاتھ آیا تو اسے طبع سوم کے ضمیمے میں شامل کر لیا۔

باقیات اقبال طبع اول کے ۱۸۵ صفحات پر مشتمل کلام کا موازنہ طبع دوم کے ۵۰۲ صفحات سے کیا جائے تو عبداللہ قریشی صاحب کی تلاش وجستجو اور اس ایڈیشن کی افادیت کا اندازہ ہوتا ہے باقیات اقبال طبع دوم کے مرتب عبداللہ قریشی کا ماخذ پرانے رسائل واخبارات رہے ہیں اس کے علاوہ انہوں نے کلیات اقبال حیدرآباد اور سرود رفتہ سے بھی بھرپور استفادہ کیا ہے اگرچہ زیادہ تر حوالے وہ نظرانداز کر گئے ہیں اس کا ثبوت باقیات ص۸۵ میں 'کلام فوق' کے حاشیے سے ملتا ہے "بعضوں نے غلطی سے 'نظر' بنادیا واضح اشارہ غلام رسول مہر کی طرف ہے" یہاں سرود رفتہ کا حوالہ دینے کا موقع تھا لیکن مرتب نے جان بوجھ کر حوالہ نظرانداز کیا ہے سرود رفتہ سے کلام بغیر حوالے کے شامل کرنے کا ایک اور ثبوت کشن پرشاد کے وزیراعظم بننے کی افواہ پر لکھا ہوا قطعہ ہے جو 'باقیات' طبع اول میں موجود نہیں لیکن 'باقیات طبع دوم' میں شائع ہو چکا ہے 'باقیات' کا ماخذ یقیناً سرود رفتہ ہے اس قطعہ پر ۱۳۴۰ھ درج ہے حالانکہ صحیح سنہ ۱۳۴۱ھ ہے علامہ نے اس قطعہ کا ذکر ۱۱، اکتوبر ۱۹۲۲ء کے ایک خط میں کیا ہے

ایک شعر سرود رفتہ (ص۲۰۹) میں ایسا بھی شائع ہو گیا تھا جو بانگ درا میں ص۱۳۵ میں موجود ہے

ع گل تبسم کہہ رہا تھا زندگانی کو مگر ...... الخ

باقیات کے مرتب نے اسے اپنے مجموعے میں نقل کر لیا لیکن تحقیق نہیں کی اسی طرح "باقیات اقبال" (طبع سوم) ضمیمہ میں شامل 'گل خزاں' اور "عیش جوانی" کا ماخذ صفدر مرزاپوری کا مجموعہ "نیچرل شاعری" بتایا گیا ہے حالانکہ اسے 'نوادر اقبال' سے نقل کیا گیا ہے لیکن اس کا حوالہ نہیں دیا گیا

"باقیات اقبال' طبع دوم کے مرتب 'سرود رفتہ' کا تمام کلام اپنے نئے مجموعے میں شامل کر لیتے تو یہ اقبالیات کے طالب علموں پر ایک احسان ہوتا اس لیے کہ یہ مجموعہ اب تک دوبارہ شائع نہیں ہوا لیکن انہوں نے بعض نظموں اور اشعار کو نظرانداز کر دیا ہے اس کلام کی تفصیل درج ذیل ہے

حافظ شیرازی ص۳	یہ تمام نظمیں فارسی کی ہیں
افغان داماں ص۲۷	
خطاب بہ اقوام مشرق ص۲۹	
خطاب بہ علماء حق ص۲۷	

اس کے علاوہ جو کلام باقیات طبع دوم میں شائع نہیں ہو سکا اسکی تفصیل یہ ہے

نظم "شکوہ" کے دو اشعار اور نظم 'صدیق' کے ایک شعر میں اصلاح

غزل ردیف "کیونکر ہوا" کے دو اشعار (ص۱۶۱)

ایک شعر ؎ مجھے اقبال اس سید کے گھر سے فیض پہنچا ہے ... الخ

رباعیات میں رباعی نمبر۲ اور ص۸ بھی 'باقیات' میں شامل نہیں ہو سکیں

مزاحیہ اشعار میں ص۲۳۶ کا مزاحیہ شعر

ع یہ کفر سے آزاد وہ اسلام سے آزاد

---

۱ انٹرویو عبداللہ قریشی۔ بتاریخ ۷ جنوری ۱۹۸۶ء ۲ شاد اقبال ص۱۱۸

جو بانگِ درا کے ایک نظم کی ابتدائی صورت معلوم ہوتا ہے۔ اسرار و رموز اور رموزِ بے خودی کے باقیات اور ترجمات (ص ۲۴۷ - ۲۵۹) بھی باقیات میں شامل نہیں ہو سکے۔

"باقیات اقبال طبع سوم ۱۹۷۷ء میں شائع ہوئی۔ اس میں ۱۰۹ صفحات پر مشتمل باقیات کا مزید اضافہ کیا گیا اس ضمیمے میں ۱۸ نظمیں، ۲۰ غزلیں، ۱۳ متفرق قطعات کے علاوہ بانگ درا کی ۹ متروکہ نظموں کے بعض ایسے اشعار شامل کیے گئے ہیں جو دوسرے مجموعوں میں شائع نہیں ہوئے ہیں ان میں بیشتر کلام "روزگار فقیر" جلد دوم سے ماخوذ ہے لیکن اس کا حوالہ کہیں بھی نہیں دیا گیا "روزگار فقیر" جلد دوم کے تمام کلام کو اس مجموعے میں شامل کر لیا جاتا تو پھر بھی ایک بات تھی لیکن ایسا نہیں کیا گیا اس ضمیمے کی درج ذیل منظومات دوسرے ذرائع سے حاصل کی گئیں باقی تمام منظومات روزگارِ فقیر سے ماخوذ ہیں

۱۔ گلِ خزاں ص ۵۱۳
۲۔ عیشِ جوانی ص ۵۱۸
۳۔ کشودِ کار ص ۵۲۴
۴۔ فکرِ بلند ص ۵۲۵ (فارسی) انقلاب سالگرہ نمبر ۲۸، مارچ ۱۹۲۸ء
۵۔ صدائے لیگ ص ۵۳۱
۶۔ پیغام سروش ص ۵۳۵ فردوس لاہور دسمبر ۱۹۲۸ء
۷۔ غریبوں کا دنیا...... ۱۹۲۷ء الوارِ اقبال ص ۳۱۰ نیرنگ خیال لاہور سالنامہ ۱۹۲۸ء
۸۔ پیغامِ شہید ص ۵۵۵ (فارسی) صوفی مارچ ۱۹۲۹ء
۹۔ پیام ص ۵۶۶ (مخزن فروری ۱۹۰۶) اس کے دو اشعار روزگار فقیر میں شائع ہو چکے ہیں
۱۰۔ غزل حیرت نظر کو، دل کو تپش، لب کو خامشی
۱۱۔ ایک شعر ؎ دل ہے یک بین و یک اندیش تو پروا کیا ہے؟..... الخ
۱۲۔ اشعار بر حافظ شیرازی ص ۴۰۱ سرود رفتہ ص ۱۷
۱۳۔ چند اشعار ص ۴۰۵ مطلع جوشِ نمود سے ہوا حسنِ بہار بے حجاب
۱۴۔ اشعار ص ۴۰۶ ؎ نظارۂ ماہ کا ساماں بے خودی ہے تجھے... الخ
۱۵۔ 〃 ص ۴۰۷ ؎ بجلی کی زد میں آتے ہیں پہلے وہی طیور... الخ (تبرکات اقبال ص ۳۶)

تاہم باقیات طبع سوم میں طبع اول کی بعض اغلاط کی درستی کر دی گئی ہے مثلاً نظم "یتیم کا خطاب ہلال عید سے" بند چہارم شعر ۶ طبع سوم میں یوں درج ہے

؎ کس مزے کی ہے داستاں اپنی
قوم ہنستی ہے ہم ہنساتے ہیں

طبع اول ص ۱۳ میں دوسرا مصرع یوں لکھا گیا تھا ؏ قوم سنتی ہے ہم سناتے ہیں

اسی طرح نظم ابرِ گہر بار کے بند ۸ شعر ۴ ؏ مجھ کو انکار نہیں آمدِ مہدی سے مگر...... الخ بھی طبع اول میں موجود نہیں تھا لیکن طبع سوم میں اسے شامل کیا

اسی طرح نظم "فلاحِ قوم" کے ۹ اشعار ہی طبع اول میں شامل ہو سکے تھے جبکہ طبع دوم اور سوم میں اس کے مکمل اشعار شائع ہوئے اس لیے کہ سرود رفتہ میں موجود تھے۔

باقیات اقبال طبع سوم میں متعدد خامیاں موجود ہیں۔

(۱) بظاہر ایسا لگتا ہے کہ باقیاتِ اقبال کا تمام تر کلام رسائل و اخبارات سے ماخوذ ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے اس کے اہم ماخذ میں کلیاتِ اقبال حیدرآباد، سرودِ رفتہ، رختِ سفر اور "روزگارِ فقیر" شامل ہیں افسوس کی بات ہے کہ مرتب نے اپنے ان ماخذ کا حوالہ نہیں دیا ان حوالوں کی عدم موجودگی میں متن کے اختلافات کا صحیح جائزہ لینا مشکل ہو گیا ہے۔

(و) تیسرے ایڈیشن (ص ۵۳۵) میں "فردوس لاہور دسمبر ۱۹۲۸ء" کے حوالے سے ایک نظم شائع کی گئی حالانکہ یہ بالِ جبریل میں موجود ہے (ملاحظہ کیجئے ساقی نامہ کلیات ص ۲۱۶)

(ب) ص ۵۰۳ پر ایک ایسا شعر درج ہے جسے باقیاتِ اقبال نہیں کہا جا سکتا یہ شعر بانگِ درا (ص ۱۳۵) میں پہلے ہی شائع ہو چکا ہے

باقیات ص ۲۳۶ شعر اول ع ذرا سا تو دل ہوں مگر شوخ اتنا۔ متروک شعر نہیں بلکہ بانگ درا ص ۱۰۵ پر پہلے ہی موجود ہے

" ص ۱۳۲ نظم "آفتاب" بانگ درا ص ۴۳ پر موجود تھی اسے باقیات کیسے کہا جا سکتا ہے۔

" ص ۲۴۸ "گلِ رنگین" کے متروکات دیے ہیں اور حوالہ "مخزن" کا دیا ہے حالانکہ اگر مرتب "مخزن" کو خود دیکھتے تو وہ بند بھی شامل کر لیتے جو ان کے مجموعے میں شامل نہیں صاف ظاہر ہے مرتب کا ماخذ سرودِ رفتہ ہے نہ کہ "مخزن"۔ (رختِ سفر ص ۲۰۹ میں اس نظم کا یہ بند شامل کیا گیا ہے۔

غزل ع سمجھ میں آ گئی تیرے پہیلی رازِ قدرت کی (باقیات ص ۴۶۹ اور ۵۲۸) دونوں مقامات پر نقل کی گئی ہے جو غلط ہے

دیباچہ "باقیاتِ اقبال" کی یہ بات بھی محلِ نظر ہے کہ علامہ نے کبھی غالب کی طرح اشاعت کے لیے اپنے کلام کا انتخاب نہیں کیا (ص ۹)

طبع سوم ص ۴۸۹ پر "نادر حسین" کو شہید لکھا گیا ہے حالانکہ وہ قادیانی تھے

نظم نیا شوالہ ص ۳۳۹ کے ضمن میں لکھا ہے کہ اس نظم کے نو متروکہ اشعار درج کیے جاتے ہیں حالانکہ دس اشعار ہیں

غزل ص ۵۸۱ ع یہ جیتے ہیں تو مرتے ہیں، جو مرتے ہیں تو جیتے ہیں والی غزل کا آخری شعر پہلے ہی اس مجموعہ کے ص ۵۰۱ پر موجود تھا اسے دوبارہ شامل کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

"روزگارِ فقیر" جلد دوم ص ۲۹۲، ص ۲۷۳ نامکمل تھے لہٰذا انہیں "باقیات طبع سوم" میں شامل نہیں کیا گیا قرینِ قیاس ہے کہ نقل کو چھپانے کے لیے ایسا کیا گیا۔

بانگِ درا میں شامل بعض منظومات میں اقبال نے اصلاحات کی تھیں باقیاتِ اقبال میں اس پہلو پر توجہ نہیں دی گئی متعدد منظومات ایسی ہیں جن کے بارے میں یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ کہاں شائع ہوئی تھیں اور نہ ہی ان کے دیگر ماخذات کا ذکر کیا گیا ہے۔

"یتیم کا خطاب ہلالِ عید سے" بندِ ہشتم کا شعر نمبر ۲ باقیات میں سرے سے موجود ہی نہیں ہے جو یہ ہے

وہ غنی ہے علم کی دولت بھی کرتا ہے عطا
ہاں مگر پہلے روش تیری گدایانہ تو ہو

"باقیات" ص ۵۲۲ پر شامل نظم "بچوں کے لیے چند نصیحتیں" کا ماخذ "روزگارِ فقیر" ہے اس کا حوالہ نہیں دیا گیا اور نقل کرتے وقت تین اشعار چھوڑ دیے گئے۔ "باقیاتِ اقبال" طبع سوم کے مؤلف بعض اوقات کوئی شعر لکھتے وقت غلطی کر جاتے ہیں مثلاً نظم "چاند اور شاعر" (ص ۲۹۲) کے دوسرے شعر میں ایک مصرع یوں لکھا ہے

ع سورج کا دن کو اور ترا شب کو راج ہے

حالانکہ یہ مصرع اس طرح ہے ع سورج کا دن کو ترا شب کو راج ہے [۱]

---

[۱] روزگارِ فقیر جلد دوم ص ۳۷۶

"باقیات اقبال" صـ۵۸ کے اشعار

ع سمجھ میں آگئی تیری پہیلی رازِ قدرت کی..... الخ

غزل کے باقیات میں مرتب "باقیات" نے اسے ظریفانہ اشعار میں شامل کیا ہے

"باقیات طبع سوم" متروکہ کلام کا سب سے بڑا مجموعہ ہے اس میں متن کی اغلاط بھی اسی تناسب سے ہیں چند ایک کی نشاندہی کی جاتی ہے ۔

	نظم	صفحہ	غلط متن	صحیح متن
۱	نالۂ یتیم شعر ۲	۳۴	مضاف	مُضاف
۲	بند ۵ مصرع اوّل	۳۶	بے قیام بحر ہستی جزو مدالعدم کا	جزر و مد امتیز کا
۳	یتیم کا خطاب ہلال عید سے (بند ششم)	۵۶	میری تقدیر ہو گئی آخر	..... سو گئی آخر [۱]
۴	اشک خون بند ۵ شعر ۳	صـ۷۳	درد اجل کی تاک	"دُزدِ اجل"
	بند ہفتم شعر ۸		درخشاں	دُر افشاں
۵	دین و دنیا شعر ۵۱	صـ۱۱۱	جیسے بچے کے گلے میں ناخن مرخام ہے	..... مرخام (بمعنی کیڑا)
۶	خطِ منظوم شعر ۲۶	صـ۱۶۵	دیدۂ کور کی ضیا ہوں میں	دیدۂ ہمت کی ضیا ..... [۲]
۷	التجائے مسافر شعر ۱۵	صـ۳۴۶	دیار عشق کا مصحف کلام	دیار شوق کا ..... [۳]
۸	غزل لڑکپن کے ہیں دن شعر ۹	صـ۲۰۵	الیثور	الیشیر

یہ اور اس طرح کی متعدد اغلاط سے احساس پیدا ہوتا ہے کہ "باقیات" کے تمام مجموعوں بالخصوص "باقیات اقبال" کا اصل مآخذ سے موازنہ کرنے کے بعد صحیح تر متن شائع کیا جائے اس ضمن میں رسائل بہت حد تک ہمارے معاون ہو سکتے ہیں

(iii) **سرود رفتہ** سرود رفتہ ۱۹۵۹ء میں شائع ہوئی اسکی قراءت کتاب میں موجود ہے لیکن اس کے بعد اس کا کوئی اور ایڈیشن اب تک شائع نہیں ہو سکا اس مجموعہ کی خاص بات غلام رسول مہر کا عالمانہ دیباچہ ہے جس میں انہوں نے باقیات کی اہمیت اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ متروکات کے اسباب پر بھی روشنی ڈالی ہے مرتبین نے اپنے مآخذ کا ذکر نہیں کیا لیکن منظومات کے تحقیقی مطالعے کے دوران یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس مجموعہ کا اہم مآخذ رسالہ مخزن کے علاوہ انجمن حمایت اسلام کی روداد میں ہیں علاوہ ازیں غلام رسول مہر نے "انقلاب" اور "زمیندار" کی پرانی فائلوں کو بھی کھنگالا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ سرود رفتہ کے مرتبین نے انجمن کی روئدادوں کو زیادہ اہمیت دی ہے ان روئدادوں میں چھپنے والا کلام علامہ کے ابتدائی کلام کا نقشِ اول ہے "مخزن" یا کسی اور جگہ شائع کرنے سے پہلے ان منظومات پر نظرثانی کی گئی یہی وجہ ہے کہ سرود رفتہ اور دیگر مجموعوں کے متن میں خاصے اختلافات موجود ہیں کیونکہ ان کا مآخذ انجمن کی رودادیں نہیں دوسرے رسائل ہیں "سرود رفتہ" میں بعض نظموں میں ایسے اشعار موجود ہیں جو باقیات کے دوسرے مجموعوں یا رسائل میں موجود نہیں یہ اضافی اشعار نظرثانی کے وقت حذف کر دیئے گئے ہوں گے ان کی تفصیل درج ذیل ہے ۔

---

[۱] سرود رفتہ صـ۱۱ ، پمفلٹ ، نالۂ یتیم مطبوعہ شیخ مبارک علی -

[۲] سرود رفتہ صـ۱۰۶ ، مخزن مئی ۱۹۰۲ء

[۳] مخزن اکتوبر ۱۹۰۵ء -

صہ ۱۷ — نالۂ یتیم — ایک بند — ع انجمن لاہور اک حامیِ اسلام ہے .... الخ

صہ ۴۲ — ابر گہر بار — بند ۹ شعر ۶ — ع شاہدِ قوم ہوا .... الخ

شعر ۱۲ — ع یہ نصاریٰ کا خدا .....

شعر ۱۸ — ع یہ دوا صفحۂ ہستی سے ....

بند ۱۰ — شعر نمبر ۸، ۹، ۱۰

بند ۱۱ — شعر نمبر ۲، ۵

صہ ۸۹ — ہمالہ — پانچواں بند — سلسلہ تیرا ہے .... الخ

صہ ۱۴۳ — غزل — ردیف "تک ہے" — شعر ۳ — جرس ہوں میں ...... الخ

سرودِ رفتہ میں نقل در نقل کی بدولت متن کی بہت سی خامیاں موجود ہیں یہاں صرف چند ایک کا ذکر کر دینا ہی کافی ہوگا ان خامیوں کو درج ذیل گوشوارے کی مدد سے سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے

صفحہ نمبر	نظم	شعر نمبر	غلط	صحیح
۹	نالۂ یتیم	اوّل	ایسا	اپنا
۱۰	"	۶	مضطرب ہے اب دلِ ناداں...	مضطرب ہے یوں . .
۱۲	"	۸	مثلِ آوازِ بیاہ پشیریں	بلبلِ شیریں
۱۴	"	۲	تجھ سے ہے آرام جانِ سرورِ خیر الامم	.... جانِ سیّد خیر الامم صہ ۱
۳۱	اسلامیہ کالج کا خطاب پنجاب کے مسلمانوں سے	۳	دیکھیے کل کس طرح	دیکھیے گُل ..... صہ ۲
۴۱	دین و دنیا	۹	اذغام	ادغام
۵۸	اہلِ درد	۹	ہائے کیا محشر پہ	ہائے کیوں محشر .....
۶۰	شکریہ انگشتری	۹	بہادر	بہا نور صہ ۳
۶۵	جوہرِ ایماں	۱	تری	تیری
۸۹	ہمالہ	۲	پیتی	پیتے صہ ۴
۹۰	"	۱	راز دارانِ حقیقت	راز دانانِ حقیقت
۹۵	مرزا غالب	۶	صورتِ روحِ رواں	صورتِ روحِ رواں صہ ۵
۹۷	ابرِ کوہسار	۴	ستم مہر ستاتے آنا	ستم مہر مٹاتے آنا
۱۰۰	خفتگانِ خاک سے استفسار	۵	مدہوش	بے ہوش صہ ۶
۱۰۶	صدائے درد	۷	نظر آتی نہیں محرم مجھے	نظر آتی ہے نامحرم مجھے صہ ۷

صہ ۱ نالۂ یتیم مطبوعہ شیخ مبارک علی ۔
صہ ۲ باقیاتِ اقبال طبع سوم صہ ۱۱۳
صہ ۳ اقبال نامہ طبع اول صہ ۱۶
صہ ۴ مخزن اپریل ۱۹۰۱
صہ ۵ مخزن ستمبر ۱۹۰۱ء
صہ ۶ مخزن فروری ۱۹۰۳ء
صہ ۷ مخزن جون ۱۹۰۲ء

صفحہ نمبر	نظم	شعر نمبر	غلط	صحیح
۱۰۸	شمع آخری بند	۱	سامان طرازِ ظلمتِ شب	سامانِ طرازِ ظلمت...
۱۰۹	ایک آرزو پہلا بند	۲	یوں وادیوں میں آکے ٹھہرے شفق کی سرخی	یوں وادیوں میں ٹھہرے، آکر شفق کی سرخی
۱۱۱	سید کی لوح تربت تیرا بند	۷	یہ کہیں.....	پر کہیں......[1]
۱۱۲	عشق اور موت	۳	صنوبر کو انعام	صنوبر کا انعام
۱۱۳	زہد اور رندی	۳	پھرتا ہے سر مزرع....	پھرتا ہے ہری مزرع.....[2]

سرودِ رفتہ میں بعض اشعار ایسے شامل کر لیے گئے ہیں جو بانگِ درا میں پہلے سے موجود تھے شذرہ

صفحہ	نظم	شعر	سرودِ رفتہ	مشمولہ	صفحہ
۴۲	ابرِ گہربار..		بند ۳	بانگِ درا بعنوان "دل"	۶۱
۹۹	پرندے کی فریاد	۹	ع جب سے چمن چھٹا ہے...	" " آخری بند	۳۸
			ع گانا اسے سمجھ کر.....	" " "	۳۸
			ع آزاد مجھ کو کر دے	" " "	۳۸
۱۲۲	سرگزشت آدم	۳	نکالا کعبے سے...	" شعر ۵	۸۲
۱۳۰	صقلیہ	۳	زندگی دنیا کو ـــ	جوابِ شکوہ	۱۰۰
	"	۵	جس کے آوازے...	"	۱۰۰
۱۹۱	غزلوں کے اشعار	۱	دیکھنے والے پنہاں...	" غزلیات غ۲	۱۳۵
۲۰۱	متفرق اشعار	۲	گل تبسم کہہ رہا تھا...	" "	

اصلاح کی

متن کی یہ اغلاط پورے مجموعہ پر حاوی نہیں ہیں بلکہ انہیں محض نمونے کے طور پر پیش کیا گیا ہے

بے شمار اغلاط سرودِ رفتہ میں موجود ہیں ان میں سے بعض اغلاط کی درستی باقیات اقبال کے مرتب نے کر دی ہے لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ باقیات کا جامع ایڈیشن شائع کرتے وقت ان تمام اغلاط کو درست کر دیا جائے ذیل میں چند اور نقائص کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) سرودِ رفتہ کا ایک بڑا نقص یہ ہے کہ اس میں متروکات اور اصلاحات کے ضمن میں یہ نہیں بتایا گیا کہ اصل شعر میں اس شعر کی نشست کیا تھی اسی طرح کے بعض اشعار کو اصل ترتیب میں لکھنے کے بجائے گڈمڈ کر دیا گیا ہے۔

(۲) باقیات اقبال کی طرح "سرودِ رفتہ" میں بھی یہ خامی موجود ہے کہ مرتبین نے اپنے مآخذ کا ذکر نہیں کیا جس کی وجہ سے کلام اقبال کے صحیح تر متن تک رسائی مشکل ہو گئی ہے۔

(۳) اہلِ درد صـ۵۸ کا ایک شعر بھی سرودِ رفتہ میں شامل ہونے سے رہ گیا ہے یہ نظم مخزن مئی ۱۹۰۲ کے شمارے میں شائع ہوئی تھی

یہ وہ پستی ہے کہ اس پستی میں ہے رفعت نہاں
سر سے بل گرتا ہے گویا مرد بانِ اہلِ درد

(۴) منشی محبوب عالم کے سفر یورپ صـ۸۳ میں بھی ایک شعر ع وہ سمندر انبساط کی صورت، سرودِ رفتہ[1] میں شامل نہیں

---

[1] مخزن جنوری ۱۹۰۳ء

[2] مخزن دسمبر ۱۹۰۳ء

(۵) خفتگانِ خاک سے استفسار ص۱۱۱ کے دوسرے بند کا شعر نمبر ۶ ع واں بھی آزار غریبی ...... الخ اصل میں اسی بند کا شعر نمبر ۹ تھا

(۶) غزل نمبر ۲ ص ۱۵۱ کے ضمن میں حاشیے میں یہ لکھا گیا ہے کہ یہ جون ۱۹۱۰ء میں شائع ہوئی حالانکہ یہ جون ۱۹۰۱ میں شائع ہوئی تھی

(۷) غزل نمبر ۱ ص ۱۵۳ ردیف "صورت" مخزن مئی ۱۹۰۳ کے شمارے میں شائع ہوئی تھی "سرود رفتہ" کے مرتب سے ایک شعر نقل ہونے سے رہ گیا ہے وہ شعر یہ ہے

عشق یعقوب کا تو محرم اسرار تو ہو ✗
✗ پیراہن دے گا دکھا تجھ کو پسر کی صورت

(۸) غزل ص ۱۵۷ ع چاہیں اگر تو اپنا کرشمہ دکھائیں ہم ..... ، جنوری ۱۹۰۲ء کے تحت درج ہے حالانکہ یہ جنوری ۱۹۰۳ کے شمارے میں چھپی تھی

(۹) تاریخ فتح سمرنا (ص ۳۳۱) میں علامہ کے دو متروکہ اشعار دیے ہیں حالانکہ دوسرا شعر گرامی کا ہے سرود رفتہ نے "باقیات اقبال" (ص ۴۹۲) کے مرتب کی تقلید میں دونوں اشعار علامہ سے منسوب کر دیے

(۱۰) ہمالہ (ص ۲۴۵) زمانہ جون ۱۹۰۵ء کے حوالے سے درج ہے لیکن مرتب دو اشعار چھوڑ گئے ہیں ایسا لگتا ہے کہ مرتب نے مذکورہ رسالہ خود نہیں دیکھا۔

(۱۷) **تبرکات اقبال** یہ کتاب محمد بشیر الحق دیسنوی عظیم آبادی کی تالیف ہے جو رائٹرس ایمپوریم لمیٹڈ بمبئی کے زیر اہتمام اپریل ۱۹۵۹ء میں شائع ہوئی. کتاب کے دیباچے سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ کا غیر مدون کلام جمع کرنے کا خیال اس وقت آیا جب وہ "اصلاحات اقبال" نامی کتاب مرتب کر رہے تھے. موصوف نے یہ کام ۱۹۴۵ کی گرمیوں میں شروع کیا 'اصلاحات اقبال' اگست ۱۹۵۰ میں شائع ہو گئی تھی لیکن "تبرکات اقبال" کی اشاعت میں مزید نو سال صرف ہوئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس دوران میں بشیر الحق نے جو کلام فراہم کیا تھا اس کا بیشتر حصہ انور حارث کے مرتبہ مجموعہ (رخت سفر ۱۹۵۲) "سرود رفتہ" اور "باقیات اقبال" (۱۹۵۳ء) میں شائع ہو چکا تھا چنانچہ مؤلف نے اپنے مجموعوں "باقیات اقبال" "محفوظات اقبال" جو ۱۹۵۱ء میں ترتیب دیے جا چکے تھے سے تمام مشترک کلام خارج کر کے نسبتاً مختصر مجموعے کی اشاعت پر اکتفا کیا اور یوں ادبی دیانتداری کا ثبوت دیتے ہوئے ایک عمدہ مثال قائم کی

تبرکات کے مآخذ درج ذیل ہیں .

رسائل "زبان" دہلی ، خدنگ نظر لکھنؤ ، نمک پاش کراچی ، "خیام" لاہور ، "زمانہ" کانپور ، گلدستہ اصلاح سخن لاہور ، ذخیرہ حیدرآباد دکن ، رسالہ آج کل دہلی ، شاعر آگرہ ، ماہ نو کراچی دیگر ماخذ میں کلیات اقبال (حیدرآباد) ، سوزنامۂ یورپ (منشی محبوب عالم) اور مکاتیب اقبال مرتبہ شیخ عطاء اللہ ذکر اقبال اور جہان اقبال مرتبہ عبدالرحمن طارق شامل ہیں

اس مجموعے میں کل ۱۲ بارہ غزلیں ، ۳ تین غزلیں ، آٹھ قطعات بشمول تین فارسی قطعات تین رباعیات اور پانچ تاریخی قطعات موجود ہیں اس کے علاوہ ۴ چار فارسی نظمیں اور چار مفرد اشعار بھی شائع کیے گئے ہیں

باقیات شعر اقبال کی اشاعت اور تدوین کا زمانی اعتبار سے جائزہ لیا جائے تو بشیر الحق صاحب کی اولیات کو تسلیم کرنا پڑتا ہے نظیر لدھیانوی صاحب نے رسالہ شاہکار لاہور کی مارچ ۱۹۴۶ء کی اشاعت میں علامہ کے غیر مدون اشعار شائع کیے تھے جبکہ بشیر الحق صاحب یہ کام ایک برس پہلے شروع کر چکے تھے تبرکات اقبال کی چند اغلاط کی درستی ضروری ہے ایک گوشوارے کی مدد سے واضح کیا گیا ہے۔

صفحہ	نظم/غزل	شعر نمبر	تبرکات اقبال	صحیح	سند
۸، ۹	غزل	۴	قبر پر پڑا جانے	قبر میں پیرا جانے	رسالہ زبان دہلی ستمبر ۱۸۹۳
۱۲، ۱۳	"	۴	ہم نشیں کس لیے جینے کی	کس لیے جینے کی ...	سرود رفتہ
	"	۸	موت بولی جو ہیں کوچۂ قاتل	جو ہوا کوچۂ قاتل ...	زبان دہلی فروری ۱۸۹۲ء
۱۵	کلام زمانۂ طالب علمی	رباعی ۲ شعر ۲	ذرّے ذرّے سے ہے اک ...	ذرے ذرے میں ہے اک	
۱۸	دلچسپ قطعہ		دہلی / بھاٹی دروازے کی جانب	دہلی دروازے	رسالہ خیام [1] ۸ اکتوبر ۱۹۲۸ء

اس مجموعے کی چند مزید خامیاں درج ذیل ہیں ۔

(۱) تبرکات اقبال ص۱۹ کی غزل مندرجہ رسالہ "خدنگ نظر" لکھنؤ مئی ۱۹۰۲ نامکمل شائع ہوئی ہے اصل غزل میں ۱۳ اشعار تھے مکمل غزل سرود رفتہ ص۱۴۶ شائع ہو چکی ہے ۔

(۲) منشی محبوب عالم کے سفر نامہ یورپ سے اخذ کردہ نظم میں مؤلف کتاب ایک شعر چھوڑ گئے ہیں جو یہ ہے ۔

ہو نہ محبوب سے جدا کوئی

اے رگِ جانِ عالم آرائی ۔

(۳) تبرکات ص۳۶ پر نظم بعنوان "بے سلطنت قوم یا جسم بے روح" موجود ہے جو مولف کے مطابق "زمانہ" کان پور ماہ جولائی ۱۹۲۰ میں شائع ہوئی یہ نظم غلط فہمی کی بنا پر علامہ سے منسوب کر دی گئی یہ نظم اکبر الہ آبادی کی ہے اور ان کے دیوان "کلیات اکبر" ص۲۰۳ پر شائع ہو چکی ہے "باقیات اقبال" طبع دوم کے مولفین نے بھی حوالے کے بغیر اسے اپنے مجموعہ میں شامل کر لیا ہے اور اسی غلطی کو دہرایا ہے

"تبرکات اقبال" میں شامل علامہ کا بیشتر غیر مدون کلام اب اس نوع کے دوسرے مجموعوں مثلاً سرود رفتہ، باقیات اقبال اور روزگار فقیر میں شامل ہے صرف ایک غزل اور دو اشعار ایسے ہیں جو کسی وجہ سے شائع ہونے سے رہ گئے ۔

غزل کا مطلع درج ذیل ہے

اس مصیبت میں ہے اک تو ہی سہارا اپنا

تنگ آ کر لب، فریاد ہوا ، وا اپنا ۔ (ص۱۶ ۔ ۱۷)

گیارہ اشعار کی یہ غزل یورپ جانے سے قبل لکھی گئی ، دوسرے دو اشعار حسب ذیل ہیں ۔

۱ : پابندیٔ صنم نہ ہو ہر لحظ تو نیاز رہ

پوجا کر اس روش سے تو ، پیرہن نماز دے (ص۲۲)

۲ : فتنے اٹھتے ہیں ترے کوچے سے

یہ زمیں آسمان ہے گویا ۔

یہ شعر گلدستہ اصلاح سخن جون ۱۹۰۷ سے ماخوذ ہے ۔

---

[1] ہمارے نزدیک بھی "دہلی دروازے" صحیح ہے کیونکہ علامہ ۱۹۰۰ء سے ۱۹۰۵ء تک بھاٹی دروازے کے اندر محلہ جلوٹیاں میں ایک مکان کے بالاخانے میں رہتے تھے اور چونکہ علامہ نے یہ قطعہ ۱۹۰۲ء میں کہا تھا اس لیے بھاٹی دروازے میں موجود اپنے گھر سے شام کو اکتا کر دلّی دروازے کی جانب جانے والی بات ہی زیادہ قرین قیاس ہے ۔

(۷) **نوادرِ اقبال** ہندوستان سے شائع ہونے والا باقیاتِ شعرِ اقبال کا پہلا مجموعہ ہے جسکے مرتب عبدالغفار شکیل ہیں یہ مجموعہ ۱۹۲۲ء میں شائع ہو چکا تھا اسکے ناشر علی گڑھ کے سرسید بک ڈپو ہیں ۳۳۸ صفحات پر مشتمل اس مجموعے کا اہم ماخذ کلیاتِ اقبال (حیدر آباد) ہے [دیباچہ ص ۱۲] نایاب کلام کی جستجو میں مرتب کو ہندوستان کے مختلف کتب خانوں کی خاک چھاننا پڑی ابتدا میں اقبال کے متعلق فوق کا وہ مضمون شامل کیا گیا ہے جو اپریل ۱۹۰۹ء میں "کشمیری میگزین" میں شائع ہوا تھا۔ مجموعے کی ترتیب کچھ اس طرح ہے کہ پہلے غزلیں ہیں پھر منظومات، لغت و قصائد، قطعات، متفرق اشعار، ظریفانہ کلام اور فارسی کلام نوادرِ اقبال کا بیشتر کلام پہلے ہی باقیات کے دوسرے مجموعوں میں شائع ہو چکا تھا، کتاب میں اس استفادے کا کہیں ذکر نہیں کیا گیا بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام مجموعے مرتب کے پیشِ نظر رہے ہیں لہذا اس مجموعے کا بہت کم کلام ایسا ہے جو کسی اور مجموعہ میں شامل نہ ہو ہمارے خیال میں نوادرِ اقبال کے نوادرات صرف یہی ہیں۔

(۱) **ابرِ کوہسار** (ص ۹۶) تیسرا بند باقیات کے باقاعدہ مجموعوں میں شامل نہیں لیکن امعرفت اقبال اور اقبال از احمد دین میں شامل ہے۔

(۲) عیشِ جوانی کے چند اشعار (ص ۲۳۲) باقیات طبع سوم میں اس نظم کے تین اشعار شامل نہیں ہو سکے تھے جنہیں اس مجموعے میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(۳) علی گڑھ کالج کے طلبہ کے نام (ص ۲۵۹) بانگ درا کے تین اشعار کی ابتدائی صورتیں دی گئی ہیں "تاہم ایک شعر ع اے بزمِ دورِ آخری .... الخ کسی مجموعے میں شامل نہیں احمد دین نے اسے اپنی کتاب "اقبال" میں نقل کیا ہے۔

(۴) دردِ عشق کے اشعار کی صحیح ترتیب کی نشاندہی کی گئی ہے۔

(۵) چند اور اشعار جو باقاعدہ مجموعوں میں کہیں نظر نہیں آئے۔

ے دورِ گردوں میں نمونے سیکڑوں تہذیب کے .... الخ ص ۲۹۹

ے اے عدم کے رہنے والو تم جو خاموش ہو .. .. الخ ص ۲۹۹

ے کیسی حجت خیز ہے ظلمت فروشی کی رات .... الخ ص ۳۰۱

ے پروانہ سوئے شمع نہ قسمت کو روکے آئے ...... الخ ص ۳۰۲

ایک نظم "شانِ حسین" بھی اسی نوع کی ہے جو رسالہ تسنیم آگرہ بابت جون ۱۹۳۲ میں شائع ہوئی تھی لیکن یہ فارسی میں ہے

"نوادرِ اقبال" میں متن کی خامیاں بہت کثرت سے ہیں رسائل اور کتب سے کلام نقل کرتے وقت بہت بے احتیاطی برتی گئی ہے چاہیے تو یہ تھا کہ وہ صرف متروکات کو اپنی کتاب میں جگہ دیتے لیکن "کلیاتِ اقبال کی پیروی میں انہوں نے پوری نظمیں اور غزلیں اسی طرح نقل کر دی ہیں جیسے یہ شائع ہوئی تھیں لہذا یہ معلوم کرنا بہت مشکل ہے کہ ان میں متروکات کون کون سے ہیں مثلاً غزل ص ۴۷ ردیف ذرد، غزل ص ۵۰، ص ۵۳ اس کا ایک مثبت پہلو بھی نکلا ہے وہ یہ کہ کسی نظم یا غزل میں متروکہ اشعار کی صحیح نشست اور ترتیب کا ہمیں علم ہو جاتا ہے "نوادرِ اقبال" کا ۹۰٪ کلام سرود رفتہ میں، ۷٪ کلام "باقیاتِ اقبال" اور "تبرکاتِ اقبال" میں شامل ہے صرف ۳٪ کلام ایسا ہے جو بادی النظر میں کسی مجموعے میں شامل نہیں۔ کلیاتِ اقبال حیدر آباد سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے لبعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ مولف کے سامنے "رخت سفر" بھی موجود تھی۔

اس مجموعے میں ص ۲۰۸ اور ص ۲۱۷ کے درمیان صفحات کسی فنی وجوہ کی بنا پر شامل نہیں ہو سکے۔ جس سے دو

نظموں "صدائے درد" اور "درینے کے کتوبر کی یاد" کا ابتدائی متن معلوم نہیں ہو سکا نوادرِ اقبال کے مرتب سے کئی اشعار نقل کرتے وقت رہ گئے مثلاً غزل ص ۳۲ کی دو غزلیں کا ایک ایک شعر اور غزل ص ۴۳ کے دو اشعار، فریاد امت ص ۸۹ تا ص ۱۰۵ کے کئی اشعار، نالۂ یتیم ص ۱۰۶ کا ایک شعر، اور عرض بخدمت جناب نظام الدین اولیا ص ۲۵۰ کے سات اشعار "نوادرِ اقبال" میں شامل نہیں ہو سکے

نوادرِ اقبال ص ۳۰۱ میں دو اشعار قافیہ، نوٹ اور ردیف خانہ ساز کے ضمن میں یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ اشعار کس نظم کے ہیں یہ اشعار بالترتیب نظم "رخصت اے بزمِ جہاں" اور "شمع" کے متروکہ اشعار ہیں

ص ۳۰۱ کی ابتدا میں دو اشعار نقل کیے گئے ہیں لیکن ان کا حوالہ نہیں دیا گیا حالانکہ یہ نظم "شمع" کے متروکہ اشعار ہیں

غزل ص ۶۳ ردیف "تیرا" میں شعر ۵ اور ۶ کی ترتیب کو الٹ کر دیا گیا ہے۔

اشعار ص ۲۹۷ ردیف "گا" میں ایک شعر ایسا بھی شامل کر لیا گیا ہے جو بانگِ درا میں موجود ہے

غزل ص ۳۷ ردیف "یے" کے کئی اشعار ایسے شامل کر لیے گئے ہیں جو بانگِ درا میں پہلے سے موجود تھے۔

نوادرِ اقبال میں متن کے اختلافات بہت زیادہ ہیں یہاں صرف چند مثالوں پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

صفحہ		شعر	تبرکات کا متن	صحیح متن
۳۰	غزل ۱	۱۰	عاشق ہوئے تھے تم	عاشق ہوئے جو ....
۳۷	غزل ۸	۸	ہفتاد دولت	ہفتاد دو ملت
۹۸	پرندے کی فریاد	۱	اپنی خوشی سے جانا، اپنی خوشی سے آنا	اپنی خوشی سے آنا، اپنی خوشی سے جانا
۱۵۱	اسلامیہ کالج کا خطاب / پنجاب کے مسلمانوں سے	بند ہشتم ۵	...... اندلس کے ہو تم	اندلس ہو تمہیں
۱۸۷	ابرِ کوہسار	شعر ۱	...... گلستان پہ ٹپک جاتا ہے	پھونک جاتا ہے[۱]
۱۹۹	عہدِ طفلی	اول	ــــ محو دمِ آہو ذرا	رمِ آہو ذرا[۲]

بعض اشعار مرتب سے نقل کرتے وقت رہ گئے مثلاً اسلامیہ کالج کا خطاب ..... کے بند پنجم کا یہ شعر جو اصل نظم میں نواں شعر تھا نوادر میں شامل نہیں ہو سکا۔

ع آرزوئے دل کو بھی کہنا کوئی دشوار ہے ..... الخ

"دین و دنیا" (ص ۱۵۹) کا ایک شعر بھی نوادرِ اقبال میں شامل نہیں ہو سکا وہ یہ ہے

ع واہ کیا کہنا ہے کیا تاثیر ہے کیا دعظ ہے

غزل ص ۳۱ ردیف قافیہ "لگاں کے" میں بھی مرتب سے دو اشعار رہ گئے ہیں یہ اشعار سرودِ رفتہ (ص ۱۴۷) پر موجود ہیں اور درج ذیل ہیں

ع میں نے کہا کہ ..... ــــ اور

ع کہتے ہیں ہنس کے ...... الخ

اقبال کے اشعار کے صحیح تر متن تک پہنچنے کے لیے اس مجموعہ کا مطالعہ ناگزیر ہوگا تاہم اس کی خامیوں کو نگاہ میں رکھنا ہوگا۔

۱۔ مخزن جولائی ۱۹۰۱ء ۲۔ مخزن نومبر ۱۹۰۱

(۷۱) **روزگارِ فقیر** جلد دوم — روزگار فقیر بنیادی طور پر سوانحی کتاب ہے اس میں معاصر شہادتوں کی بنا پر اقبال کی شخصیت کے کئی گوشے بے نقاب کیے گئے ہیں اس کی جلد دوم میں ایسا کلام شائع کیا گیا ہے جسے علامہ نے ترک کر دیا تھا ان اشعار کی تعداد آٹھ سو کے قریب ہے ان اشعار کے بارے میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ" کسی مجموعہ کلام یا باقیات و آثار کے موضوع پر کسی کتاب میں اب تک شائع نہیں ہوئے۔" [1]

اس کلام کا ماخذ شیخ اعجاز احمد کی بیاض ہے کلام کے انتخاب میں کوشش کی گئی ہے کہ کوئی ایسی چیز اس میں شائع نہ کی جائے جو باقیات کے مجموعوں میں پہلے ہی شائع ہو چکی ہو۔ موازنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں پوری کامیابی حاصل نہ ہو سکی رخت سفر اور سرود رفتہ سے تو موازنہ کیا گیا لیکن باقیات اقبال سے موازنہ نہیں کیا گیا حالانکہ روزگار فقیر کی اشاعت کے وقت باقیات کا دوسرا ایڈیشن بھی شائع ہو چکا تھا

"باقیاتِ اقبال طبع سوم شائع ہوئی تو اس کے ضمیمے میں "روزگار فقیر" کا بہت سا کلام بغیر حوالے کے شامل کر لیا گیا اگر باقی ماندہ تمام کلام باقیاتِ اقبال طبع سوم میں شامل کر لیا جاتا تو یہ بھی ایک طرح کی خدمت ہوتی لیکن ایسا نہیں کیا گیا "روزگار فقیر جلد دوم میں اب متروکات کی مقدار بہت کم رہ گئی ہے اس کلام کی تفصیل درج ذیل ہے واضح ہو کہ یہ جائزہ اردو کلام کی حد تک ہے فارسی باقیات ہمارے مقالے کی حدود سے باہر ہیں۔

غزل ص ۲۵۰ (دو اشعار) ردیف " رہنا "

غزل ص ۲۵۵ (تین اشعار) ردیف "ہم"

غزل ص ۲۵۹ (ایک شعر) ردیف 'ہی کبھی'

غزل ص ۲۶۲ ۵ اشعار ردیف 'جانتے ہیں'

غزل ص ۲۷۶ ایک شعر ردیف 'پہیلی ہے'

غزل ص ۲۷۷ تین اشعار ردیف 'سنبھال کے'

غزل ص ۲۷۸ ۱۱ اشعار ردیف 'اختر بھی'

غزل ص ۲۷۹ دو اشعار ردیف 'ہیں'

غزل ص ۲۸۲ ۸ اشعار ردیف 'آئی'

غزل ص ۲۸۹ ۱۶ اشعار

غزل ص ۲۹۳ ۴ اشعار ردیف "خاموش ہے"

نامکمل غزلیات کے اشعار

ص ۳۰۵ ۳ اشعار ردیف 'ترا'

ص ۳۰۸ ۴ اشعار ردیف 'میں ہوں'

پیام ص ۳۲۲ دو اشعار

شمع ص ۳۴۸ ایک شعر

رات اور شاعر ص ۳۵۳ ایک شعر

خضرِ راہ ص ۳۵۴ ایک شعر

سیرِ فلک ص ۳۵۵ ایک شعر

[1] مجموعہ مذکور ص ۲۲۳

یوں گویا اب روزگار فقیر کے صرف ۵۹ اشعار ہی ایسے ہیں جو باقیات کے دوسرے مجموعوں میں شامل نہیں ہیں

روزگار فقیر جلد دوم کے کلام کی چند خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

(۱) کچھ کلام غیر مطبوعہ ہے اور علامہ کی بیز سے حاصل کیا گیا ہے اس کا ایک دستاویزی ثبوت علامہ کی وہ بیاضیں ہیں جو اب اقبال میوزیم میں محفوظ ہیں روزگار فقیر میں شامل نظمیں ان بیاضوں میں موجود ہیں مثلاً ص ۳۲ (پیش کش نمبر ۲) اور غزل ردیف پیدا صفحہ ۲۹۹ کے اشعار

(۲) کوشش یہ کی گئی ہے کہ ایسے کلام کو شائع نہ کیا جائے جو باقیات کے مجموعوں میں پہلے ہی شائع ہو چکا ہو اگرچہ اس میں پوری کامیابی حاصل نہیں کی جا سکی پھر بھی کلام اقبال کے قاری کو تکرار کلام سے بچا لیا گیا۔

(۳) یہ کلام جیسا کہ کلام کے دیباچہ سے معلوم ہوتا ہے ۱۹۱۱ء اور ۱۹۲۱ء کے درمیانی عرصے میں جمع کیا گیا لیکن بعض نظمیں ۱۹۲۲ء کی بھی درج ہے چنانچہ ان سے علامہ کے ذہنی ارتقا کو سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔

مجموعے کے نقائص درج ذیل ہیں

باقیات اقبال کے متن سے مقابلہ نہیں کیا گیا چنانچہ روزگار فقیر کی بہت سی منظومات باقیات طبع دوم اور دیگر مجموعوں میں موجود ہیں۔

(۱) غزل ص ۲۲۷ ردیف "نکلے ہیں" کے دو اشعار باقیات ص ۲۳۹ میں (۲) غزل ص ۲۵۹ کے اشعار (سوائے ایک شعر کے) باقیات ص ۲۴۱

(۳) غزل ص ۲۶۲ کے پانچ اشعار باقیات ص ۳۹۷ میں

(۴) ص ۲۶۹ کے اشعار (مشاعرہ بھوپال) "نوادر اقبال" میں شائع ہو چکے تھے

(۵) روزگار فقیر ص ۳۱۶ پر علامہ کی نظم "گائے اور اونٹ" کے حوالے سے ایک شعر درج ہے حالانکہ یہ غزل کا شعر ہے اور مزید براں اس نام کی کوئی نظم بانگ درا میں موجود نہیں بلکہ کچھ اشعار بلا عنوان باقیات ص ۶۸ پر شائع ہو چکا ہے

بانگ درا ص ۳۸ پر شائع ہوئے۔

روزگار فقیر میں ایک اور فاش غلطی موجود ہے لیکن اسے مرتب کے سر تھوپا نہیں جا سکتا وہ یہ کہ تین اشعار پر مشتمل کسی غزل کے تین ایسے اشعار علامہ سے منسوب کر دیے ہیں جو ان کے نہیں ہیں یہ تین اشعار اولاً شیخ اعجاز احمد کی بیاض میں درج ہوئے وہاں سے پہلے روزگار فقیر کے مرتب نے اور پھر باقیات اقبال کے مرتب نے لے کر اپنے مجموعے میں شائع کر دیے یہ اشعار سب سے پہلے "پھول" کے عنوان سے مخزن دسمبر ۱۹۰۱ء میں شائع ہوئے علامہ نے اپنے پسندیدہ اشعار کے طور پر انہیں مخزن میں شائع کرایا تھا مخزن کے مذکورہ شمارے کے مطابق یہ اشعار امراؤ مرزا انور دہلوی کے ہیں ان اشعار پر چونکہ دونوں کے نام درج ہیں اس لیے شیخ اعجاز احمد کو غلط فہمی لاحق ہوئی واضح ہو کہ مخزن میں شائع ہونے والے پسندیدہ اشعار پر بھیجنے والے کا نام دائیں طرف شائع ہوتا تھا علامہ کا نام دائیں طرف ہی درج ہے۔

علامہ کی نظم "پیش کش" کا اصل عنوان ...Dedication to تھا اور نظم کے نیچے ، حاشیے میں علامہ نے "Dear" لکھا ہے یہ عنوان نظم کے مرکزی خیال کی طرف اشارہ کرتا ہے لیکن مرتب نے اس کی وضاحت نہیں کی اس کے علاوہ وہ اس نظم کا ایک شعر بھی نقل کرتے ہوئے چھوڑ گئے وہ شعر یہ ہے

خندہ ہے بہر طلسم غنچہ تمہید شکست
تو تبسم سے مری کلیوں کو نا محرم سمجھ

علامت کسر و فرو رہ گیا

"روزگار فقیر" سے استفادہ کرتے وقت یہ حقیقت پیش نظر رہنی چاہیئے کہ شیخ اعجاز احمد نے اسے علامہ کے مسودات اور اخبارات و رسائل سے نقل کیا اور پھر ان کے دوست شاہ نواز نے اسے ایک اور بیاض پر خوشخط نقل کیا روزگار فقیر کے مرتبین نے اسی بیاض سے متروکہ کلام اخذ کیا چنانچہ نقل در نقل کی وجہ سے بعض اغلاط راہ پا گئیں ، لیکن ان

کی تعداد کم ہے مثلاً روزگار فقیر جلد دوم ص ۳۷۳ نظم جہاں تک ہو سکے نیکی کرو شعر نمبر ۲ کے اس بوڑھے نگوڑے بگڑ کر دیا جواب

دوسرا مصرع روزگار فقیر میں یوں درج ہے کہ کہہ دی وہ بات جس نے کیا سب کو لاجواب

حالانکہ بیاض میں یہ مصرع یوں درج ہے کہ بولی وہ بات جس نے . . . . . . الخ

ایک غلطی متن کے ضمن میں اور بھی سامنے آئی ہے نظم بزم انجم (ص ۳۳۶) کے آخری شعر میں لفظ "تازنے" نہیں "تارنے" ہے۔

غزل کا یہ

شیخ اعجاز احمد کی بیاض سے کلام نقل کرنے والوں نے

شعر روزگار فقیر میں شامل نہیں کیا

گالیاں ہم کو دیے جاتے ہو کیوں خیر تو ہے

آج کچھ آپ بڑھے جاتے ہو...... کی صورت

شیخ اعجاز احمد کی بیاض کا "روزگار فقیر" جلد دوم کے کلام سے موازنہ کرنے پر معلوم ہوا کہ کچھ کلام روزگار فقیر جلد دوم میں

شامل نہیں ہو سکا اس میں دو اشعار اور ایک ظریفانہ قطعہ کے علاوہ ایک نظم "شمشیر برطانیہ" بھی ہے

(تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے اسی باب میں "احباب کی بیاضیں اور ڈائریاں")

"روزگار فقیر" جلد دوم کے کلام کے ضمن میں ایک اور حقیقت پیش نظر رکھنی چاہیے وہ یہ کہ کلام زمانی ترتیب کے لحاظ سے مرتب نہیں

ہوا شیخ اعجاز احمد کی اپنے ہاتھ سے تیار کی ہوئی بیاض میں اس امر کا کسی حد تک لحاظ رکھا گیا ہے لیکن خوش خط مسودہ تیار

کرتے وقت اس کی ترتیب بدل دی گئی "روزگار فقیر" کے مرتبین نے بھی کہیں کہیں اس ترتیب کو تبدیل کر دیا تاہم اس کے باوجود

صحیح تر متن کے تعین میں یہ مجموعہ ہمیں بڑی مدد دے سکتا ہے۔

(۷) **ابتدائی کلام اقبال** باقیاتِ کلام اقبال کا تازہ ترین مجموعہ ہے جو ۱۹۸۸ء میں اردو ریسرچ سنٹر حیدرآباد کے تحت ڈاکٹر

گیان چند نے شائع کیا اس میں علامہ کا متداول اور غیر متداول تمام کلام بہ ترتیب ماہ وسال شائع ہوا ہے اس مجموعے میں اگست ۱۹۰۸ء

تک کی تخلیقات کو شامل کیا گیا ہے تمام کلام زمانی ترتیب سے درج ہے اور اسی حالت میں شائع ہوا ہے جس میں یہ لکھا گیا تھا متن

کا موازنہ تمام ممکنہ مآخذ سے کیا گیا ہے اور متن کی اغلاط کو درست کرنے اور ضروری حواشی فراہم کرنے میں بلاشبہ جگر کاوی سے کام

لیا گیا ہے بعض نظموں اور غزلوں کا پس منظر بھی فراہم کیا گیا ہے اس مجموعے کی بنیاد دو قلمی بیاضوں پر ہے جو مرتب کو حیدرآباد سے

دستیاب ہوئیں ایک بیاض ذخیرہ "عمادالملک" کی ہے جبکہ دوسری بیاض کسی "محمد انور خان" نے ۱۹۲۷ء میں مرتب کی ہماری بحث اس مجموعے

میں شامل متروکہ کلام تک ہی محدود رہے گی۔

"ابتدائی کلام اقبال" میں اقبال کی دو غیر مدون نظموں کے علاوہ بانگ درا کی غزلوں کے دو اشعار کے علاوہ کوئی نیا کلام

موجود نہیں [1]۔ تاہم، یہ مجموعہ بعض اعتبار سے بے حد اہمیت رکھتا ہے اگرچہ اس میں ۱۹۰۸ء تک کا کلام ہی شامل کیا

گیا ہے اس کے باوجود باقیاتِ کلام اقبال کا جامع اور مستند ایڈیشن تیار کرنے میں اس کی ضرورت اور اہمیت مسلم رہے گی۔

اس مجموعے کے نقائص درج ذیل ہیں

اس مجموعے میں باقیات کے دیگر تمام مجموعوں کے متن کی اغلاط کو سامنے لایا گیا لیکن کتابت یا نقل کرنے کے دوران خود اس

مجموعے میں متن کی بعض اغلاط واقع ہو گئی ہیں ان مثالوں کو درج ذیل گوشوارے کی مدد سے واضح کیا گیا ہے۔

---

[1] ان نظموں کے نام "عورت" اور "قطرہ اشک" ہیں جن کے مجموعی اشعار کی تعداد ۲۷ ہے غزلوں کے لقیہ اشعار درج ذیل غزلوں

سے ۱۔ محبت کو دولت بڑی جانتے ہیں ۲۔ زندگی انساں کی اک دم کے سوا کچھ بھی نہیں۔

صفحہ	نظم/غزل	شعر نمبر	غلط متن	درست متن
۳۶	غزل	۱	قبر پر میرا	قبر میں ....
۳۷	غزل	۱	پھر بھی کہتے عاشق	پھر بھی کہتے ہو کہ عاشق
۵۸	"	۳	دشتِ جنوں	دستِ جنوں
"	"	۹	ستم گر ہیں فرماتے ہیں	..... تو فرماتے ہیں
۶۴	نالۂ یتیم	۷	خوشاں میں جما سکتے نہیں	...... جما سکتی نہیں
۷۰	خدا حافظ	بند ۲ شعر ۵	کسی کونے کو تاکتی ہے	کسی کونے میں تاکتی ہے اسے
۸۳	عیشِ جوانی	۲	ہائے وہ راتیں کہ تھیں جب	راتیں کہ تھی جب .....
"	"	۱۸	بام میں وہ چاندنی	بام پر وہ چاندنی
۸۴	"	آخری شعر	کس پہ تم پھولے ہوئے ہو.....	..... تم بھولے ہوئے ہو
۸۶	گلِ خزاں دیدہ	۲	.... تھا گلستاں میں	...... گلستاں کو
۸۸	شمعِ زندگانی	۹	..... آنکھیں سب کی پر نم	..... آنکھیں ہیں سب کی پر نم
۸۹	اشکِ خوں	۴	...... نگاہوں میں خار ہو	...... نگاہوں میں خوار ہو
۹۱	"	۱	ہم چشم	ہو چشم ...
"	"	۴	موجیں رواں ہوں	نہریں رواں ہوں
۹۵	دردِ دل	۴	جسم لغوت کا انتخاب ہے تو	چشمِ لغوت کا ....
۱۱۸	ہم چھوڑیں گے دامن	۴	خم زلف موجوں نے اڑ کر اڑائے	.......موجوں نے آکر اڑائے ...
۱۳۲	گھوڑوں کی مجلس	۲	.... اس نے مری جی میں لگائی	...... مرے جی کو لگائی
"	"	۱۴	کیا کیسے	کیا کیسے
"	"	۱۹	انسان کا لکھنا	کی لکھنا .

یہ اغلاط ص ۱۳۲ تک کی ہیں اس کے علاوہ بھی بے شمار ایسی اغلاط موجود ہیں جنہیں بخوف طوالت نظر انداز کیا جاتا ہے بعض اغلاط یقیناً کاتب کی ہیں لیکن مولف کو اس سے بری الذمہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔

اس مجموعے کا خاص وصف جو اسے اس نوع کے دوسرے مجموعوں سے ممتاز کرتا ہے کلام کی زمانی ترتیب ہے۔ کلام کی زمانی ترتیب کے ضمن میں رسائل میں کلام کی اشاعت کے سنین کو بنیاد بنایا گیا ہے کئی اشعار کے ضمن میں محض قیاس سے کام لیا گیا ہے بعض نظموں/غزلوں کا زمانۂ اشاعت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے بھی قیاس کو مصنف غلط یا ناکافی ثابت ہوا ہے بعض داخلی اور خارجی شہادتوں سے ان منظومات کا سنہ متعین کیا جاسکتا ہے ذیل میں ہم انہی کوتاہیوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں

صفحہ	غزل / نظم	درج شدہ سنہ	صحیح سنہ	سند
۴۰	غزل یہ زمیں آسماں ہے گویا	۱۹۰۰	۱۹۰۶	گلدستہ اصلاح سخن جون ۱۹۰۶ء [1]
۱۱۹	مرزا غالب	نومبر ۱۹۰۱	ستمبر ۱۹۰۱ء	مخزن
۱۲۰	لاؤں وہ تنکے کہیں سے آشیانے کے لیے	نومبر ۱۹۰۱	۲۲ جنوری ۱۹۰۱	پنجہ فولاد

[1] منشی وجاہت حسین وجاہت نے یہ طرح ستمبر ۱۹۰۶ء میں دیا تھا (بحوالہ کلام فوق)

صفحہ	غزل / نظم	درج شدہ سنہ	صحیح سنہ	سند
۱۹۱	عقل و دل	مئی ۱۹۰۲	۲۳ اپریل ۱۹۰۲	پنجۂ فولاد
۱۹۹	ابر گہربار	یکم مارچ ۱۹۰۳	۲۷/۲۸ فروری ۱۹۰۳	روداد انجمن
۲۲۲	شاعر	-	دسمبر ۱۹۰۲	مخزن
۲۶۰	غزل ع الوکھی وضع ہے سارے زمانے سے نرالے ہیں	۱۹۰۶	اگست ۱۹۰۴	دکن ریویو
۲۶۶	غزل ع جنہیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں	اکتوبر ۱۹۰۶	جنوری ۱۹۰۶	مخزن
۲۶۹	موجِ دریا	نومبر۔ دسمبر ۱۹۰۶	اکتوبر ۱۹۰۶	دکن ریویو
۳۲۲	یوں تو اے بزمِ جہاں دلکش تھے ہنگامے ترے	۱۹۰۷	۱۹۱۲ [1]	
۳۱۷	پیش کش بہ	قیام یورپ	۱۹۱۱	بمطابق بیاض [2]
۳۲۶	کوشش ناکام	-	اگست/ستمبر ۱۹۰۷	بمطابق بیاضِ اقبال
۳۲۷	ایک شام	-	اگست ۱۹۰۷ء	"
۴۳۹	طلبہ علی گڑھ کے نام	مخزن ۱۹۰۷	جون ۱۹۰۷	بحوالہ مخزن جون ۱۹۰۷

اس مجموعے کی سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ اس میں کچھ کلام غلط طور پر اقبال سے منسوب کر دیا گیا۔ مثلاً

(۱) شمعِ ہستی (ص ۲۷) کے بارے میں گیان چند نے حیرت کا اظہار کیا ہے کہ اسے کسی مجموعے میں شامل نہیں کیا گیا۔ اصل میں علامہ کی نظم ہے ہی نہیں "انوار اقبال" نے اسے غلط طور پر علامہ سے منسوب کر دیا (تفصیل کے لیے دیکھیے اسی باب میں "انوار اقبال" کے ذیل میں "شمع ہستی" کا بیان۔

یہ نظم علامہ کی زندگی میں اخبار 'قوم' دہلی کے ایڈیٹر قاری عباس حسین نے علامہ کے نام سے شائع کی جہاں سے ایڈیٹر "ظل السلطان" محمود الحسن صدیقی صاحب نے اخذ کرکے اپنے رسالے میں شائع کیا اس غلط نسبت پر ایڈیٹر انقلاب نے محمود الحسن صدیقی صاحب کو مطعون کیا [2] جس پر ایڈیٹر موصوف نے معذرت کر لی [3] زیر بحث نظم اسماعیل میرٹھی کی ہے اور ان کے مجموعۂ کلام میں شامل ہے [4]

(۲) اشعار بر صفحہ (۲۰۷) ع حشر کو مانتا ہوں بن دیکھے بھی غلط طور پر علامہ سے منسوب ہو گئے یہ غلطی شیخ اعجاز احمد سے ہوئی جنہوں نے مخزن سے اسے نقل کرکے اپنی بیاض میں شامل کیا مرزا انور دہلوی کے یہ اشعار علامہ کے پسندیدہ اشعار کے طور پر مخزن میں چھپے تھے (تفصیل کے لیے دیکھیے "روزگار فقیر جلد دوم" باب دوم۔) علامہ کی بعض نظمیں اس مجموعے میں کسرے سے موجود ہی نہیں حالانکہ وہ ۱۹۰۸ء سے قبل لکھی گئیں مثلاً یہ غزل ع زلفِ دراز حسن پہ یوں طعنہ زن ہوئی (سرود رفتہ ص ۲۱۳) رسالہ نشتر میں دسمبر ۱۹۰۶ء میں شائع ہوئی۔ ابتدائی کلام میں سہو کتابت کی مثالیں بھی بہت زیادہ ہیں لیکن بخوف طوالت انہیں نظرانداز کیا جاتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس مجموعے کی بنیاد پر باقیات کا ایک ایسا ایڈیشن ترتیب دیا جائے جو ہر طرح کی اغلاط سے پاک ہو اور اقبال کے تمام کلام پر محیط ہو۔

---

[1] بیاض میں یہ نظم "کی گود میں بلی دیکھ کر" کے بعد درج ہے لہذا اس کا زمانۂ تصنیف ۱۹۱۱ء ہے گیان چند کا یہ کہنا درست نہیں کہ یہ نظم قیام یورپ کی ہے اس لیے کہ "وہیں ان پر عشق کا بہوت زیادہ چڑھا ہوا تھا" (بحوالہ ابتدائی کلام ص ۲۱۸) [2] انقلاب ۱۵ نومبر ۱۹۲۸ء [3] ایضاً ۲۳ نومبر ۱۹۲۸ء [4] حیات و کلیات اسماعیل ص ۲۶ -

(ج) باقیات کے متفرق ماخذ

۱۔ احباب کی بیاضیں اور ڈائریاں: باقیات شعر اقبال کا ایک اہم ماخذ، بعض ایسے احباب کی بیاضیں ہیں جو علامہ کے عقیدت مندوں میں شامل تھے اور ان کے کلام کو بے حد پسند کرتے تھے علامہ کا کلام اس دور کے ادبی رسائل میں شائع ہو رہا تھا لیکن قارئین کے بے حد اصرار کے باوجود علامہ کو اپنے کلام کی اشاعت میں تامل تھا چنانچہ بعض احباب نے اپنے طور پر بیاضیں مرتب کر لی تھیں جس میں علامہ کا مطبوعہ کلام شامل کر لیا تھا جن رسائل سے یہ کلام جمع کیا گیا تھا ان میں سے بعض رسائل اب نایاب ہو چکے ہیں۔ لہذا علامہ کی کسی نظم کے ابتدائی متن کے لیے ہمیں انہی بیاضوں پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے ان بیاضوں میں موجود بیشتر کلام ۱۹۲۴ء سے پہلے کا ہے بانگ درا کی اشاعت کے بعد کا بہت کم کلام ان میں شامل ہو سکا ہے اس کی دو وجوہ ہیں اول ۱۹۲۴ء کے بعد علامہ کا بہت کم کلام رسائل میں شائع ہوا۔ ۱۹۲۴ء کے بعد رسائل میں شائع ہونے والے کلام پر نظر دوڑائی جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کلام کا بیشتر حصہ پرانے رسائل یا بانگ درا سے نقل کیا گیا تھا دوسری وجہ یہ ہے کہ بانگ درا کی اشاعت کے بعد یہ امید ہو چلی تھی کہ اب علامہ کا کلام مجموعوں کی صورت میں شائع ہوتا رہے گا

یہ بیاضیں مرتبین نے اپنے شوق کو پورا کرنے کے لیے مرتب کی تھیں لیکن اس سے قارئین اقبال کو یہ فائدہ ضرور پہنچا کہ ان کے ذریعے ہم علامہ کے کچھ ایسے کلام سے روشناس ہوئے جو ہمیں کسی اور ذریعے سے دستیاب نہیں ہو سکتا۔ تحقیقی نقطۂ نظر سے ان بیاضوں کو ہم رسائل میں شائع شدہ کلام پر ترجیح نہیں دے سکتے اس لیے کہ یہ اشعار انہی رسائل سے نقل کیے گئے ہیں تاہم جہاں کسی نظم کی اولین اشاعت کا ماخذ نہ مل سکے تو ان بیاضوں کے متن پر بھروسہ کرنا ناگزیر ہوگا۔ ذیل میں بعض ایسی ہی بیاضوں کا تعارف کرایا جاتا ہے۔

(۱) اقبال کی زندگی میں سیالکوٹ کے کئی احباب علامہ کے کلام کو اپنی بیاض میں درج کر لیتے تھے ان میں ایک صاحب ابن حامد شاہ تھے ان کی بیاض میں علامہ کی ابتدائی مشق کے بیشتر اشعار محفوظ تھے لیکن افسوس یہ بیاض کہیں ضائع ہو گئی [۱]

(۲) ایک بیاض کا ذکر سید عبدالواحد معینی نے کیا ہے لکھتے ہیں "اکثر احباب کے پاس بانگ درا کی اشاعت سے پہلے ہی کلام اقبال کا کافی ذخیرہ موجود تھا اس میں سے ایک شیخ عبدالحمید صاحب ایم اے علی گڑھ میں طالب علم تھے ان کے پاس علامہ مرحوم کے کلام کا ایک نایاب مجموعہ تھا یہ صاحب بڑی دریا دلی سے دوستوں کو اس مجموعہ سے استفادہ کا موقع دیا کرتے تھے" [۲]

(۳) رام پور کے ریاست حسین خان نے مختلف رسائل و اخبارات سے انتخاب کر کے ۱۵ قلمی مسودے تیار کیے یہ مجموعے اب صولت پبلک لائبریری میں محفوظ ہیں ان میں کچھ کلام علامہ اقبال کا بھی ہے [۳]

(۴) منشی سراج الدین علامہ کے قریبی دوستوں میں تھے وہ سری نگر میں کشمیر ریذیڈنسی میں ملازمت کرتے تھے۔ منشی صاحب کو یہ فخر حاصل ہے کہ علامہ انہیں اپنی نظمیں اشاعت سے پہلے ہی بھیج دیتے تھے بعض اوقات تو ایسا بھی ہوتا کہ وہ منشی صاحب کو کوئی نظم بھیج دیتے لیکن اپنے پاس اسکی نقل نہیں رکھتے تھے لیکن ضرورت پڑنے پر انہیں خط لکھ کر منگوا لیتے تھے۔

منشی سراج الدین کے نام اقبال کے متعدد خطوط ضائع ہو گئے ہیں تاہم چار خطوط اقبال نامہ جلد اول (ص ۱۹) میں شائع ہو چکے ہیں ان خطوط سے بعض نظموں کے ابتدائی متن یا پس منظر کا علم ہوتا ہے ان نظموں میں " بلبل کی فریاد " تحفہ انگشتری، ابر بہار، فریاد امت غزل ع ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی وغیرہ شامل ہیں کچھ اور نظمیں

۱۔ روایت اقبال از عبداللہ چغتائی بہ روایت خواجہ رحمت اللہ ص ۱۸۹

۲۔ باقیات اقبال (طبع سوم) ص ۸

۳۔ ہم قلم کراچی دسمبر ۱۹۲۲ مضمون عابد رضا بیدار

اور غزلیں بھی ان کے کاغذات میں شامل تھیں لیکن اب ان کا کوئی وجود نہیں ان میں "پرندے کی فریاد" خاص طور پر قابل ذکر ہے[۱]

منشی سراج الدین کا ادبی ذوق بہت بلند تھا علامہ ان کی تنقیدوں سے استفادہ کرتے تھے ایک خط میں لکھتے ہیں

"آپ ہندوستان کے ان چند لوگوں میں سے ہیں جن کو شاعری سے طبعی مناسبت ہے اور اگر ہنجر ذرا فیاضی سے کام لیتی تو آپ کو زمرۂ شعرا میں پیدا کرتی بہرحال شعر کا صحیح ذوق شاعری سے کم نہیں کم از کم ایک اعتبار سے اس سے بہتر ہے محض ذوقِ شعر رکھنے والا شعر کا ویسا ہی لطف اٹھا سکتا ہے جیسا کہ خود شاعر اور تصنیف کی شدید تکلیف اسے اٹھانی نہیں پڑتی"[۲]

مثنوی اسرار خودی کے ضمن میں بھی علامہ نے منشی صاحب کی تنقیدوں سے بھرپور فائدہ اٹھایا باقیات اقبال کے مرتب عبدالواحد معینی نے اس بیاض سے خاصا استفادہ کیا ہے[۳]

(۵) رئیس تاتار (ہزارہ) حاجی علی گوہر خان صاحب کو بھی علامہ سے عقیدت تھی علامہ سے ملاقات کے علاوہ ان کی خط و کتابت بھی تھی انہوں نے اپنی بیاض میں دوسرے شعراء کے کلام کے علاوہ علامہ کا کلام بھی درج کیا تھا ان میں علامہ کی نظم "ایک آرزو" کا متن خاص طور پر قابل ذکر ہے

(۶) جالیہ (غور غشتی ۔ حضرو) کے عبداللہ المتخلص افضل اور اختر کی ذاتی ڈائری میں بھی علامہ کا کلام درج ہے موصوف نے جن کا انتقال ۱۱۰ سال کی عمر میں ۱۹۶۹ء میں ہوا یہ ڈائری ۱۹۰۷ء میں لکھنا شروع کی راقم الحروف کو حضرو کی صاحب علم شخصیت، رشید اختر کے ذریعے اس ڈائری کو دیکھنے کا اتفاق ہوا علامہ کی نظم "دردِ عشق" اس بیاض میں شامل ہے۔

(۷) اقبال کے ایک عقیدت مند خورشید الحسن صاحب نے بھی ایک بیاض مرتب کی تھی اس بیاض میں علامہ کی متعدد منظومات شامل ہیں اکبر علی خان نے گنج باد آورد (صحیفہ شمارہ ۱۱) کے نام سے اس بیاض سے ۱۹ غزلیں اور تین نظمیں درج کی ہیں بیشتر منظومات سرود رفتہ میں موجود ہیں موصوف نے ماہ نو اقبال ۷۷ء ص ۳۹ میں اس بیاض سے کچھ اور کلام بھی شائع کیا ہے جو باقیات کے کسی مجموعے میں شامل نہیں ہے اس میں ایک نظم تین قطعات اور دو اشعار خاص طور پر ایسے ہیں جو باقیات کے باقاعدہ مجموعوں میں شامل نہیں ہیں۔

(۸) ذاتی ڈائریوں میں علامہ کے ایک رفیق چودھری محمد حسین کی ڈائری قابل ذکر ہے اس بیاض سے اقبال کے کلام کے پس منظر کو سمجھنے میں ایک حد تک مدد ملتی ہے راقم الحروف کو اس ڈائری سے علامہ کی "تین" ایسی تاریخوں کا پتہ چلا ہے جو ابھی تک منظر عام پر نہیں آئیں یہ ڈائری ہنوز غیر مطبوعہ ہے اور ان کے ورثاء کے پاس موجود ہے ٭

(۹) ذاتی ڈائری یا بیاض کی ذیل میں، میاں عبدالرشید صاحب[۴] کی ڈائری خاص طور پر قابل ذکر ہے "تاثرات" کے عنوان سے موصوف نے یہ ڈائری ۲ مئی ۱۹۳۶ء کو لکھنا شروع کی تھی ڈائری میں علامہ کے پسندیدہ اشعار جگہ جگہ نقل کئے گئے ہیں علامہ کے افکار کے متعلق موصوف کے تاثرات بھی ڈائری میں شامل ہیں علامہ سے ملاقاتوں اور خط و کتابت کا حال بھی ڈائری میں موجود ہے اس سے بڑھ کر اس ڈائری میں علامہ کی بارہ[۱۳] ایسی نظمیں بھی شامل ہیں جو "ایکس شاعر" کے قلمی نام سے احسان اخبار لاہور میں شائع ہوئی تھیں "احسان اخبار کا مکمل فائل اب ناپید ہے راقم الحروف کی تحریک پر قومی دستاویزات کے تحفظ کے ادارے واقع اسلام آباد نے اس کے بعض پرچے اخبار کے مالکان سے حاصل کر لیے ہیں لیکن افسوس اسکی حالت اتنی خستہ ہے کہ فی الحال ان سے استفادہ ممکن نہیں میاں عبدالرشید صاحب نے اس زمانے میں احسان اخبار لاہور سے ان نظموں کو نقل کر لیا تھا ان کے بقول پہلی نو نظموں کا اندراج ۳ ستمبر ۱۹۳۶ء کے بعد کا ہے جبکہ باقی تین نظموں کا اندراج ۲۷ مارچ ۱۹۳۷ء کے بعد کا ہے[۵]

۱۔ معاصرین اقبال کی نظر میں عبداللہ قریشی ص ۲۹۷

۲۔ خط بنام منشی سراج الدین محررہ ۲ اکتوبر ۱۹۱۵ء مشمولہ اقبالنامہ اول ص ۲۳

۳۔ بحوالہ دیباچہ "باقیات اقبال" طبع اول ٭ اس ڈائری کا کچھ حصہ ثاقف نفیس کے ایم اے مقالے "چودھری محمد حسین اور اقبال" میں شامل ہے۔

۴۔ مقیم سمن آباد لاہور منسلک "نوائے وقت" لاہور مرتب کلام "نور بصیرت" ۵۔ خط محررہ ۲۲ مئی ۱۹۸۷ء

یہ تمام کلام اقبال کے سلسلے کی اہم دریافت ہے اور ارمغان حجاز کے دور کے باقیات کے طور پر اس مقالے میں شامل ہے

(۱۰) اقبال کے کلام سے متعلق اہم بیاضوں میں ، امنو حسین خان نظیر لدھیانوی کی بیاض بھی قابل توجہ ہے موصوف نے مخزن ، صوفی زمیندار ، خمخانۂ جاوید جلد اول اور بعض دیگر رسائل سے کلام نقل کیا یہ بیاض ۱۹۱۹ء میں مرتب ہونا شروع ہوئی اور ۱۹۸۰ء تک موصوف کے پاس موجود تھی اس بیاض کے کچھ اشعار ضیائے حرم لاہور، بابت اپریل ۱۹۸۰ء میں شائع ہوئے [۱]

اقبال کے غیر مطبوعہ یا غیر مدون کلام پر مشتمل موصوف کے تین مضمون اب تک شائع ہو چکے ہیں جن میں باقیات شعر اقبال کا وافر ذخیرہ موجود ہے۔

(۱) علامہ اقبال کا غیر مطبوعہ کلام ، رسالہ شاہکار لاہور مارچ ۱۹۷۶ء

(۲) اقبال کا غیر مطبوعہ کلام ، رسالہ برگ گل اقبال نمبر ۱۹۷۷ء اردو کالج کراچی

(۳) علامہ کے غیر مطبوعہ قطعات ، امروز اقبال ایڈیشن ۹ نومبر ۱۹۸۳ء

ان مضامین سے ، جو موصوف کی بیاض سے ماخوذ ہیں علامہ کی بعض نظموں کے پس منظر سے بھی واقفیت حاصل ہوتی ہے اگرچہ اس بیاض کا بیشتر کلام اب باقیات شعر اقبال کے دیگر مجموعوں میں شامل ہے لیکن نظیر صاحب کی اولیات مسلّم ہیں

(۱۱) نظیر لدھیانوی کی طرح ایک اور اقبال دوست شخصیت جلیل قدوائی نے بھی چند بیاضیں مرتب کی تھیں جن میں قدیم وجدید اساتذہ کا کلام جمع کیا گیا تھا۔ ان میں سے ایک بیاض میں اقبال کا کلام درج ہے یہ بیاض ۱۹۲۰ء میں مرتب ہونا شروع ہوئی بیاض کا اہم ماخذ مخزن کی فائلیں ہیں اس کے علاوہ بزار ، داستان زمانہ ، الناظر ، صوفی اور درسی کتب میں شامل کلام بھی بیاض میں شامل کیا گیا تھا۔ نظیر لدھیانوی کے بقول ایک اور علم دوست ، صاحبزادہ عبدالجلیل خان صاحب سابق ڈپٹی کلکٹر یو پی کی بیاض سے بھی کچھ کلام نقل کیا گیا تھا [۲] خواجہ منظور حسین (علی گڑھ) کی بیاض سے بھی بعض نظمیں نقل کی گئیں [۳] لیکن بانگ درا کی اشاعت کے بعد یہ سلسلہ رک گیا اقبال کے غیر مدون کلام سے متعلق موصوف کے درج ذیل مضامین شائع ہو چکے ہیں ان کا ماخذ یہی بیاض ہے

(۱) اقبال کی بعض نظموں کا ابتدائی متن رسالہ ہمایوں لاہور مئی ۱۹۵۱ء

(۲) اقبال کی بعض نظموں کا ابتدائی متن رسالہ اردو کراچی ، اکتوبر ۱۹۵۲ء ص ۱۲۰

ان میں پہلا مضمون "اوراق گم گشتہ" مرتبہ رحیم بخش شاہین (ص ۳۹) میں شائع ہو چکا ہے ۔ یہ دونوں مضامین مکمل نہیں ہیں باقیات اقبال کے ضمن میں موصوف کا جامع مضمون وہی ہے جو انکی کتاب " تنقیدیں اور خاکے " میں موجود ہے اس میں علامہ کی ۳۰ نظموں کا ابتدائی متن پیش کیا گیا ہے تمام نظمیں بانگ درا میں شامل ہیں اس مضمون سے علامہ کی اپنے کلام پر اصلاحات کا حال معلوم ہوتا ہے

(۱۲) علامہ کے ایک اور دوست شیخ عبدالغفور کی بیاض کا بھی پتا چلتا ہے یہی وہ بیاض ہے جس سے بعد میں "بانگ درا" مرتب کی گئی حکیم احمد شجاع رقمطراز ہیں

شیخ عبدالغفور نے اقبال کے کلام کو پہلے تو جمع کرنے میں اور پھر اسے مرتب کرنے میں اس مستعدی اور لیاقت سے کام کیا کہ میں نے اقبال کو خود اس امر کا اعتراف کرتے سُنا ہے کہ اگر عبدالغفور اتنی محنت نہ کرتا تو بانگِ درا کبھی مرتب نہ ہو سکتی [۴]

---

[۱] کلام اور یادداشتوں پر مشتمل نظیر لدھیانوی کا مضمون مقالہ الثاد کی کتاب " اقبال کے ہم نشین " ص ۳۶ پر موجود ہے ۔

[۲] "تنقیدیں اور خاکے" از جلیل قدوائی مضمون " اقبال کی بعض نظموں کا ابتدائی متن " ص ۱۳۸

[۳] اقبال کے ہم نشین مرتبہ پروفیسر صابر کلوروی ص ۸۶

[۴] اقبال کا قیام لاہور نقوش ستمبر ۹۷ء مضمون حکیم احمد شجاع ص ۹

(۱۳) کلام اقبال کے ضمن میں دو اہم بیاضوں کا ذکر بھی ضروری ہے پہلی بیاض مولوی احمد دین نے ۱۹۲۲ء میں مکمل کر لی تھی اسی بیاض
کی بنا پر ۱۹۲۳ء میں 'اقبال' نامی کتاب شائع ہوئی[1] اس کتاب کو جلا دیا گیا تھا دوسری بیاض کے مرتب حیدرآباد (دکن) کے
مولوی عبدالرزاق ہیں۔ جو رقمطراز ہیں "میں بھی مدت سے ایک بیاض میں ان کی نظمیں جمع کر رہا تھا اس بیاض کو لوگ مجھ سے مانگ مانگ کر
لے جاتے تھے اور ان کو فائدہ پہنچانے کی خاطر میں اس کے مستعار دینے میں کبھی تامل نہ کرتا تھا لیکن یہ اتفاق سے گم ہو گئی ..... اس میں تقریباً
دو سو نظموں کے علاوہ جن میں غزلیں بھی شامل تھیں ..... اس کے کھو جانے کے باعث میں نظمیں دوبارہ جمع کرنے لگا مگر اس مرتبہ بہت
بہت سا کلام جو مجھے ازبر تھا اپنے حافظہ سے لکھا تھوڑی مدت میں پھر تقریباً ڈیڑھ سو نظمیں فراہم ہو گئیں جسے 'کلیات اقبال'
کے نام سے شائع کرا دیا۔ اس مجموعے کی فروخت حیدرآباد تک محدود کر دی گئی کیونکہ علامہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کی کتاب "بانگ درا"
کی فروخت اس سے متاثر ہو اس مجموعے میں علامہ کی بیشتر نظمیں ابتدائی متن کے ساتھ شائع ہوئیں ہر دو کتب کا تفصیلی تذکرہ
اس سے پہلے کیا جا چکا ہے لہذا یہاں تکرار کے خوف سے اعادہ نہیں کیا جا رہا[2]

(۱۴) باقیات کلام اقبال کے ضمن میں سب سے اہم بیاض وہ ہے جسے شیخ اعجاز احمد نے مرتب کیا ہے یہ بیاض موصوف کے پاس اب بھی
موجود ہے۔ یہ وہی بیاض ہے جس سے "روزگار فقیر جلد دوم" کا کلام ماخوذ ہے۔
راقم الحروف نے اس بیاض کا مطالعہ کیا ہے اور اس کے متن کا موازنہ "روزگار فقیر" جلد دوم میں شامل باقیات سے کیا ہے
۱۶ جنوری ۱۹۸۶ء کو شیخ اعجاز احمد نے ایک انٹرویو میں مجھے اس بیاض کے بارے میں بتایا

"میری رہائش علامہ کے گھر میں تھی اور میں نے کالج کے زمانہ ہی سے اس بیاض کو مرتب کرنا شروع کر دیا تھا اخبارات و رسائل میں
علامہ کا کلام شائع ہوتا تھا اور میں اسے اپنی بیاض میں نقل کر لیتا تھا کبھی کبھی علامہ کی میز سے بھی کوئی نظم چرا لیا کرتا اور
نقل کر کے وہیں رکھ دیتا یہی وجہ ہے کہ روزگار فقیر کی بعض نظموں میں اشعار کی تعداد کم ہے[3] وہ اپنا کلام خوش خط لکھوا
کر ایک صندوق میں رکھ دیتے تھے میں نے عام شاعروں کی طرح ان کے پاس کوئی بیاض نہیں دیکھی لاہور سے دہلی بسلسلہ
ملازمت منتقل ہونے کی وجہ سے یہ سلسلہ منقطع ہو گیا بہرحال یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس بیاض میں ۱۹۲۷ء سے پہلے کا کلام
ہے فقیر وحیدالدین نے اسی بیاض کی بنیاد پر "روزگار فقیر" کا کلام مرتب کیا تھا یہ کام انہوں نے خود نہیں کیا بلکہ فیض احمد فیض
اور اخبار جہاں کے اقبال صدیقی صاحب نے ان کی معاونت کی باقیات کے انتخاب میں اس امر کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے کہ کوئی
چیز ایسی شامل نہ کی جائے جو پہلے سے اصلاح کے کسی مجموعے میں شامل ہو علامہ نے ایک زمانہ میں پنجاب کے محکمہ تعلیم کی
فرمائش پر بچوں کے لیے چند نظمیں لکھی تھیں جو ان کے حوالے کر دی گئی تھیں یہ نظمیں فتسقہ اردو ریڈر کورس میں شامل کی گئیں
غالباً محکمہ تعلیم نے اسکا انہیں معاوضہ بھی دیا۔ تھا سیالکوٹ کے ڈاکٹر شاہ نواز جو بعد میں حیدرآباد دکن چلے گئے؟ اور وہیں مستقل طور پر
رہائش پذیر ہو گئے۔ انہوں نے اس بیاض کو خوش خط نقل کیا تھا۔ بعض نظموں پر میں نے ماخذ بھی لکھ دیے تھے 'صدیق اکبر' والی نظم
میں علامہ "غار ثور" کے بجائے "غار حرا" لکھ گئے تھے جسے بعد میں درست کر دیا گیا 'مہاراجہ الور' والی نظم اس وقت تک کسی جگہ شائع
نہیں ہوئی تھی ...."

شیخ اعجاز احمد کی یہ بیاض کاپی کے سائز کے ۳۷۶ صفحات پر مشتمل ہے جس میں تقریباً چالیس صفحات

---

[1] اس مجموعے کے متعلق حکیم احمد شجاع یہاں تک کہتے ہیں "یہی وہ مجموعہ ہے جس نے بعد میں بانگ درا کی شکل اختیار کی" اقبال کا قیام لاہور نقوش نمبر ۱۹۶

[2] کلیات اقبال حیدرآباد (دیباچہ) ص ۱۲، ص ۷۳

[3] ۱۹۲۱ء میں شیخ اعجاز احمد کے دوست مشتاق صاحب نے اسے شائع کرنے کی کوشش کی اور اعجاز احمد کے توسط سے علامہ کی اجازت کے طلب گار بھی ہوئے لیکن علامہ نے اس کی اجازت نہیں دی اور یہ عذر پیش کیا کہ وہ اپنی نظموں کا ایک مجموعہ خود اشاعت کے لیے مرتب کر رہے ہیں۔ [ملاحظہ کیجئے خط بنام شیخ اعجاز احمد محررہ ۱۰ جنوری ۱۹۲۱ء مشمولہ مظلوم اقبال ص ۱۶۲]

خالی ہیں یہ صفحات درمیان کے ہیں بعض نظموں پر ماخذ درج ہیں یہ صفحات درمیان کے ہیں بعض نظموں پر یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ وہ کب تصنیف کی گئی تھیں اسی سے علامہ کے کلام کی زمانی ترتیب قائم کرنے میں مدد ملے گی بیاض کا عنوان 'اقبال' رکھا گیا ہے سرورق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیاض ۱۹۱۹ء میں ترتیب دی گئی لیکن بیاض کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ۱۹۲۲ تک کلام کا اندراج ہوتا رہا "روزگار فقیر" سے موازنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب میں نظموں کی بیاض والی ترتیب کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا گیا بعض مصرعوں میں فرق بھی دیکھنے میں آیا ایسی غلطیاں متن نقل کرتے وقت ظہور پذیر ہوئی تھیں بیاض کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں

بیاض کے مطالعہ کے دوران درج ذیل نظموں کے زمانہ تصنیف کا علم ہوا

(۱) غزل بانگ درا ص ۱۳۹ ؎ مثال پرتو مے طوفِ جام کرتے ہیں لندن ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۶ء
(۲) چاند " ص ۱۷۱ ۱۳ اپریل ۱۹۱۱ گیارہ بجے شب
(۳) تضمین بر شعر ابوطالب کلیم بانگ درا ص ۲۲۱ ۱۹۱۲ء
(۴) شبلی و حالی بانگ درا ص ۲۲۲ ۱۹۱۲ء
(۵) شعاع آفتاب " ص ۲۲۴ ۱۵ دسمبر ۱۹۱۸ کو بریڈلا
(۶) ایک خط کے جواب میں " ص ۲۲۸ ۱۸ دسمبر ۱۹۱۴ء
(۷) عرفی بانگ درا ص ۲۲۸ ۱۳ دسمبر ۱۹۱۲ کو نواب ذوالفقار علی خان کے مکان پر کہی ہوئی
(۸) مذہب (تضمین بیدل) بانگ درا ص ۲۲۶ جولائی ۱۹۱۵ء
(۹) مذہب (تضمین بر شعر صائب) " ص ۲۲۶ ۲ جولائی ۱۹۱۵ء
(۱۰) جنگ یرموک کا ایک واقعہ " ص ۲۲۷ جولائی ۱۹۱۵ء
(۱۱) میں اور تو صدائے لیگ " ص ۲۵۲ ؎ مجھ میں کلیم کا نہ قرینہ (سلیقہ) تجھ میں خلیل کا مارچ ۱۹۱۸ء (اجلاس انجمن حمایت اسلام)
(۱۲) اسیری بانگ درا ص ۲۵۳ جلسہ مسلم لیگ دسمبر ۱۹۱۹ء امرتسر
(۱۳) خلافت اور مسلمانان ہند بعنوان (دریوزہ خلافت) بانگ درا ص ۲۵۴ ؎ بہت آزمایا ہے غیروں کو تو نے ... الخ ۱۹۱۹ء
(۱۴) خضرِ راہ بانگ درا ص ۲۶۲ جنوری ۱۹۲۰ء
(۱۵) طنزو مزاح روزگار فقیر جلد دوم ص ۳۱۲ کے اشعار ؎ آساں ہے اب تو ہندو مسلم کا اتحاد دسمبر ۱۹۱۹ میں لکھے گئے
(۱۶) نظم بے عنوان روزگار فقیر ص ۳۱۷ جنوری ۱۹۲۰ء
(۱۷) پنجاب کا جواب سرود رفتہ ص ۵۵ دربار منعقدہ ۴ مئی ۱۹۱۸ میں پڑھی گئی

بعض نظموں کی اس زمانے کے اخبارات و رسائل میں اشاعت کا بھی اس بیاض سے علم ہوتا ہے

(۱) ماران غوک خور کارخانے کا ہے مالک مردک ناکردہ کار انوار اقبال ص ۳۰۶ زمیندار ۱۸ نومبر ۱۹۲۱ء
(۲) حقائق و معارف مالوی زمیندار ۲۶ اپریل ۱۹۲۲ء
(۳) غزل سرود رفتہ ص ۱۰۰ ؎ ہے کلیجہ فگار ہونے کو مخزن جون ۱۹۰۲ء

چند نظموں کے بارے میں بعض اہم معلومات اس بیاض سے حاصل ہوتی ہیں مثلاً

(۱) ایک پرندہ اور جگنو کے ضمن میں لکھا ہے کہ یہ انگریزی سے ماخوذ ہے
(۲) نظم ابر (بانگ درا ص ۹۱) کا متن اس بیاض میں وہی ہے جو بانگ درا میں موجود ہے -

(۳) نظم زاہد (بانگ درا ص ۱۸۷) کا عنوان یہاں بیاض میں "اہام ہند" ہے
(۴) نظم نانک (" ص ۲۳۹) پر رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہوا ہے
(۵) اقبال کی درج ذیل نظمیں جو "اردو کی پانچویں کتاب" میں شامل کی گئی تھیں اب "روزگار فقیر جلد دوم میں شامل ہیں

(ا) محنت

(ب) ماں کا خواب

(ج) مکڑا اور مکھی

(د) بچوں کے لیے چند نصیحتیں

(ہ) گھوڑوں کی مجلس

(و) ہمدردی

(ز) شہد کی مکھی

نظم "محنت" کی ذیل میں یہ فٹ نوٹ بھی موجود ہے

Columbus the Founder of the new world.

(۶) "مدینہ کے کبوتر کی یاد میں" یہ نظم بیاض میں موجود ہے حالانکہ یہ علامہ کی نہیں ظفر علی خان کی ہے

"روزگار فقیر جلد دوم کے باقیات کو اس بیاض سے نقل کرتے وقت عموماً احتیاط سے کام لیا گیا ہے تاہم کچھ مقامات پر بعض تسامحات بھی ہوئے اول تو یہ کہ بیاض کی ترتیب کو "روزگار فقیر" میں برقرار نہیں رکھا گیا ہے اور اسے اصناف کے تحت گڈمڈ کر دیا گیا ہے حالانکہ بیاض میں شامل منظومات ایک حد تک علامہ کے کلام کے زمانی تعین میں مفید ثابت ہو سکتی تھیں

شیخ اعجاز احمد کی بیاض میں اب بھی کچھ اشعار ایسے ہیں جو باقیات کے دیگر مجموعوں بالخصوص "روزگار فقیر" جلد دوم میں شامل نہیں ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے ۔

(۱) بیاضِ شیخ اعجاز احمد ص[1] ایک شعر ع روز منبر پر سنا کرتے تھے کعبے کی صفت ..... الخ

(۲) ۔ ص ۲۵۵ ایک نظم "شمشیر برطانیہ (بتقریب فتح پارڈے برگ) ۸ بند ۴۲ اشعار

غزل مشمولہ "روزگارِ فقیر" جلد دوم ص ۲۵۶ کا شعر بزم غزل میں شامل ہونے سے رہ گیا تھا وہ شعر یہ ہے ۔

گالیاں ہم کو دیے جاتے ہو کیوں خیر تو ہے
آج کچھ آپ بڑھے جاتے ہو ..... کی صورت [1]

"جہاں تک ہو سکے نیکی کرو" روزگارِ فقیر ص ۳۷۳ کا شعر غزل یہاں غلط نقل ہوا ہے

شعر کا دوسرا مصرع بیاض میں یوں درج ہے

ع بولی وہ بات جس نے کیا سب کو لاجواب

اس بیاض میں شامل بعض منظومات پر یا تو ان کا سنہ تحریر درج ہے یا ان کی اشاعت کا سنہ اور رسالے کا نام درج ہے "روزگار فقیر" کے مرتبین نے ایسی اہم معلومات کو نظرانداز کر دیا ہے ۔

ص[1] بیاض میں یہ جگہ خالی چھوڑی گئی ہے ۔

"روزگار فقیر" کے مرتب نے ص ۲۲۲ پر خود اسکی صراحت کی ہے کہ

"پوری دیدہ ریزی کے ساتھ اس کی کوشش کی گئی کہ "روزگار فقیر" میں وہ اشعار لیے جائیں جو نہ علامہ کے مرتب کردہ مجموعوں اور نہ "باقیات اقبال" کے موضوع کی کسی کتاب میں پائے گئے ہیں گویا علامہ کے کلام کے مرتب کردہ مجموعوں اور نہ "باقیات اقبال" کے موضوع کی کم وبیش تمام کتابوں سے موازنہ کے بعد صرف وہی اشعار درج کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو یا تو بالکل ہی غیر معروف ہیں اور یا ایک آدھ بار اس زمانے میں کسی اخبار یا جریدے کی زینت بن کر نظر سے اوجھل ہو گئے اگر اس موازنے میں کوئی کوتاہی نظر آئے تو اسے محض سہو سمجھنا چاہیے۔

"روزگار فقیر" کے مولف کے ہاں اسی طرح کی "سہو" کی متعدد مثالیں موجود ہیں بظاہر ایسا لگتا ہے کہ مولف نے رخت سفر اور "سرود رفتہ" ہی کو پیش نظر رکھا ہے اور اس نوع کے بعض دوسرے مجموعے مثلاً "باقیات اقبال" ان کے پیش نظر نہیں رہے "روزگار فقیر" جلد دوم کے جائزے میں اس پہلو پر تفصیل سے اظہار خیال کیا جائے گا

(۱۵، ۱۶) آخر میں کلام اقبال کی دو اہم بیاضوں کا تعارف پیش کیا جاتا ہے ان کی دریافت کا سہرا گیان چند جین کے سر ہے یہ دونوں بیاضیں عبدالصمد خان صاحب کے ذخیرہ کتب میں شامل ہیں جو ۱۹۸۵ء میں حیدرآباد چھوڑ کر کلکتہ منتقل ہو گئے پہلی بیاض جامعہ ملیہ اسلامیہ علی گڑھ کے ایک طالب علم محمد انور خان کی ہے جو انہوں نے ۱۹۲۷ء میں مکمل کی تھی اس بیاض کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ۱۰۲ صفحات پر مشتمل ہے دوسرے حصے میں بھی تقریباً اتنے ہی صفحات ہیں گیان چند نے "کلام اقبال کے دو قدیم مخطوطے" کے عنوان سے اس بیاض کے مشمولات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے جو مجلہ "اقبالیات" جولائی ستمبر ۱۹۸۷ء ص ۷۷ پر شائع ہوا دوسری بیاض حیدرآباد کے عماد الملک سید حسین بلگرامی کتب خانہ سے خریدی گئی ہے جو غالباً انہوں نے خود مرتب کی تھی۔ بیاض اور مولوی عبدالرزاق کے بیانات کی روشنی میں راقم الحروف کا خیال ہے کہ یہ وہی بیاض ہے جسے "کلیات اقبال" کے مرتب مولوی عبدالرزاق نے مرتب کیا تھا لیکن یہ کہیں گم ہو گئی تھی اس گم شدہ بیاض میں تقریباً دو سو نظمیں تھیں[۱] یہ بیاض رجسٹر سائز کے ۱۸۰ صفحات پر مشتمل ہے اور گیان چند کے بقول اس بیاض کا تین چوتھائی کلام بانگ درا کی اشاعت سے قبل کا لکھا ہوا ہے[۲]

ان بیاضوں سے علامہ کی بعض نظموں کا سنہ تحریر معلوم ہوتا ہے مثلاً نظم "تعلیم" کا سنہ تحریر ۲۷ جون ۱۹۲۵ء ہے بعض نظموں کے اصل عنوانات بھی یہاں موجود ہیں اسکے علاوہ مختلف رسائل میں ان کی اشاعت کا سنہ بھی ان بیاضوں سے معلوم ہوتا تھا۔

راقم الحروف کو درج ذیل منظومات کے سنہ اشاعت کا علم انہی بیاضوں سے ہوا

قصیدہ تہنیت نواب بہاول پور	وطن لاہور ۶ دسمبر ۱۹۰۳
ہندوستان ہمارا	اتحاد لکھنؤ ۱۶ اگست ۱۹۰۴
سلیمیٰ "بعنوان لامکاں کا مکاں"	صوفی پنڈی بہاء الدین گجرات فروری ۱۹۱۵ نظام المشائخ جون اگست ۱۹۱۰
بجلی کی زد میں آئے ہیں پہلے وہی طیور	مخزن فروری ۱۹۱۷
غزل ع نہ قدر کھرے اشعار کی گراں کیونکر	(۱) دکن ریویو ستمبر ۱۹۰۵ء (۲) اخبار وطن نومبر ۱۹۰۵ء
ابر	زمانہ جولائی ۱۹۰۵ء
بنائے قومیت	صوفی مئی ۱۹۱۲ء

۱ دیباچہ کلیات اقبال از مولوی عبدالرزاق ص ۱۳

۲ شگوفہ اقبال نمبر اپریل ۸۶ ص ۲۷

ان بیاضوں کے مطالعہ سے بعض دلچسپ حقائق منظر عام پر آتے ہیں مثلاً بانگ درا ص ۳۱۷ پر ایک غزل کا مقطع ہے

؎ جس کے دم سے دلّی و لاہور ہم پہلو ہوئے

اقبال، وہ بلبل بھی اب خاموش ہے۔

اس بیاض میں یہ صراحت موجود ہے کہ یہ شعر مولانا محمد حسین آزاد مرحوم کے بارے میں کہا گیا ہے [1]

زہاد اور رندی کے ساتھ پنسل سے ایک نوٹ تحریر ہے کہ یہ قطعہ حالی کے ایک قطعہ کو جو اسی زمین میں ہے دیکھ کر لکھا گیا تھا

ڈاکٹر گیان چند کا بیان ہے کہ انہیں یہ قطعہ دیوان حالی میں کہیں نظر نہیں آیا [2]

بیاض عماد الدین میں اقبال کی مقبولیت کے بارے میں چار نکاتی نوٹ دیا گیا ہے دو نکات توجہ طلب ہیں

(i) اقبال کا کلام ترکی اخبار "تصویر افکار" (قسطنطنیہ) میں ترجمہ ہو کر شائع ہوتا ہے ترجمہ پہلے فارسی میں اور پھر فارسی سے ترکی زبان میں ہوتا ہے۔

(ii) اقبال دل ہی دل میں نظم کہتے ہیں مکمل کرنے کے بعد جو پرزہ ہاتھ آ گیا اس پر لکھ دیتے ہیں بہت بے پرواہ ہیں کبھی پرچے محفوظ رکھتے ہیں کبھی کہیں پھینک دیتے ہیں کبھی کسی کو دے دیتے ہیں۔

"جلیاں والا باغ" والے منسوخ قطعے سے پہلے ایک نوٹ ہے کہ اقبال سے جلیاں والے باغ کی یادگار قائم کرنے کے لیے چندہ مانگا گیا۔ انہوں نے مالی امداد کے بجائے دو شعر چندہ مانگنے والوں کی نذر کیے۔

بعض غزلوں کو عنوان دیکر "بانگ درا" میں شامل کیا گیا اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ بانگ درا کے آخری زمانے میں ہی اقبال کے ہاں نظم اور غزل کی حد فاصل مٹنے لگی تھی۔ بال جبریل کی غزلیں اس کی خوبصورت مثال ہیں۔

غزل ...... دیدار یار ہوگا سرور جہاں آبادی کے تقاضے کا نتیجہ تھی سرور نے اپنی منظوم فرمائش لکھ کر انگلستان بھیجی تھی جس کے جواب میں علامہ نے یہ غزل لکھی۔

ان بیاضوں میں علامہ کے بعض ایسے اشعار بھی شامل ہیں جو کلیات کے کسی مجموعے میں شائع نہیں ہوئے۔ اسکی تفصیل درج ذیل ہے۔

(i) قطرۂ اشک ۱۹ اشعار

(ii) عورت ۱۰ اشعار

(iii) غزل ۳۳ اشعار بسلسلہ غزل ع محبت کو دولت بڑی جانتے ہیں۔

(iv) غزل بانگ درا (جز دوم) اشعر ...... سوا کچھ بھی نہیں

(v) ماہ نو دو مصرعوں کی ابتدائی صورت

یوں ۳۳ اشعار ان بیاضوں کے طفیل باقیات اقبال کے ذخیرے میں شامل ہوئے ہیں۔

۱۷۔ اقبال کے بیاضوں کے سلسلے کی تازہ ترین وہ بیاض ہے جو ہسٹری کمیشن اسلام آباد کی لائبریری میں موجود ہے یہ بیاض ڈاکٹر صادق حسین کی ملکیت ہے اور ہسٹری کمیشن نے اس کا عکس لے کر اپنی لائبریری میں رکھا ہے بیاض کا نمبر ۱۴۴۳ ہے اصل بیاض کے ۱۹۲ صفحات ہیں اور یہ مارچ ۱۹۸۳ء میں لائبریری کے رجسٹر میں درج کی گئی لائبریری کا نسخہ ناقص ہے ایسا لگتا ہے کہ صفحہ ۶۶ اور ۹۱ کے درمیان مواد کا عکس نہیں لیا گیا چنانچہ اس بیاض سے متعدد نظمیں غائب ہیں تاہم بیاض کی فہرست منظومات سے ان نظموں کا سراغ مل جاتا ہے

---

[1] رسالہ اقبالیات، جولائی ستمبر ۱۹۸۷ ص ۵۱ ، علامہ اقبال کے دو مخطوطے از گیان چند

[2] ابتدائی کلام اقبال ص ۲۳۳

اس فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بیاض میں ۴۹ منظومات اور سترہ غزلیں درج ہیں اکثر منظومات پر سنہ درج ہے جو اس نظم کے سنہ اشاعت کو ظاہر کرتا ہے متن کے موازنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بیشتر نظمیں رسائل خصوصاً مخزن سے نقل کی گئی ہیں مجموعے میں بعض ایسی نظمیں بھی درج ہیں جو اب متروکات میں شامل ہیں ذیل میں اس بیاض کی فہرست منظومات نقل کی جاتی ہے

(۱) نالۂ یتیم (۱۹۰۰ء) (۲) انجمن حمایت اسلام کے جلسہ میں خیر مقدم (فروری ۱۹۰۲ء)

(۳) دین و دنیا (فروری ۱۹۰۲ء) (۴) اسلامیہ کالج کا خطاب

(۵) ایک یتیم کا خطاب ہلال عید کو (۶) ابر گہربار

(۷) تصویر درد (۸) عہد طفلی (جولائی ۱۹۰۱ء)

(۹) مرزا غالب ستمبر ۱۹۰۱ (۱۰) ابر کوہسار (نومبر ۱۹۰۱)

(۱۱) خفتگان خاک سے استفسار (۱۲) خط منظوم

(۱۳) صدائے درد (۱۴) ماتم پسر

(۱۵) آفتاب (۱۶) ایک آرزو

(۱۷) سید کی لوح تربت (۱۸) اہل درد

(۱۹) ایک آرزو (۲۰) برگ گل ستمبر ۱۹۰۳ء

(۲۱) دربار بہاولپور ستمبر (۱۹۰۳ء) (۲۲) انسان اور بزم قدرت

(۲۳) عشق اور موت (نومبر ۱۹۰۳) (۲۴) زہد اور رندی (دسمبر ۱۹۰۳)

(۲۵) طفل شیرخوار (فروری ۱۹۰۲ء) (۲۶) رخصت اے بزم جہاں (مارچ ۱۹۰۲ء)

(۲۷) نالۂ فراق (مئی ۱۹۰۲ء) (۲۸) چاند (جولائی ۱۹۰۲ء)

(۲۹) بلال (ستمبر ۱۹۰۲) (۳۰) ہمارا دیس (اکتوبر ۱۹۰۲)

(۳۱) جگنو (دسمبر ۱۹۰۲ء) (۳۲) صبح کا ستارہ

(۳۳) سپاس امیر جنوری ۱۹۰۵ء (۳۴) ایک ہندوستانی لڑکے کا گیت

(۳۵) نیا شوالہ مارچ ۱۹۰۵ (۳۶) داغ (اپریل ۱۹۰۵)

(۳۷) ایک پرندہ اور جگنو (جولائی ۱۹۰۵) (۳۸) بچہ اور شمع (ستمبر ۱۹61)

(۳۹) التجائے مسافر (اکتوبر ۱۹۰۵) (۴۰) کنار راوی

(۴۱) "محبت" جنوری ۱۹۰۶ (۴۲) پیغام راز (فروری ۱۹۰۶)

(۴۳) سوامی رام تیرتھ (جنوری ۱۹۰۷) (۴۴) ایک پرندے کی فریاد (فروری ۱۹۰۷ء)

(۴۵) طلباء علی گڑھ کے نام (جون ۱۹۰۷ء) (۴۶) غزلیات

(۴۷) کنج عزلت (۴۸) گل پژمردہ

(۴۹) عقل و ہوش۔

"طلبہ علی گڑھ کے نام" ۱۹۰۷ء کی تصنیف ہے اس لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ اس بیاض میں علامہ کا دور اول کا کلام شامل ہے جو ۱۹۰۱ء اور ۱۹۰۸ء کے درمیان منظر عام پر آیا بیاض میں نمبر ۲ تا ۷ اور ۱۱ تا ۱۹ کے اندراج کی منظومات بیاض کے عکس میں موجود نہیں۔

مشہور ماہر تاریخ کے کے عزیز صاحب نے ایک انٹرویو میں بتایا کہ یہ بیاض ہسٹری کمیشن کے چیئرمین کی حیثیت سے انہوں نے ڈاکٹر صادق حسین صاحب سے حاصل کی ان کے بیان کے مطابق ڈاکٹر صادق صاحب یہ دعویٰ کرتے تھے کہ یہ علامہ کا خطی نسخہ ہے ، اس دعوے کا مقصد معاوضے کے طور پر زیادہ رقم ہتھیانا تھا ورنہ حقیقت یہ تھی کہ یہ بیاض علامہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی نہیں تھی۔ بیاض کا اصل نسخہ ڈاکٹر صاحب یا ان کے ورثاء کے پاس محفوظ ہونا چاہیے موصوف لاہور میں گوالمنڈی کے قریب مطب کرتے تھے اور علامہ کے معاصرین میں شامل تھے ۔

۷۔ **مکاتیب اقبال کے مجموعوں میں ذخیرہ باقیات** مکاتیب اقبال کے اب تک ۱۶ مجموعے شائع ہو چکے ہیں ان مجموعوں میں کہیں کہیں علامہ کے بعض ایسے اشعار کا ذکر ہوا ہے جو باقیات کے کسی مجموعے میں شامل نہیں ہیں مکاتیب اقبال کے دو مجموعوں "اقبال از عطیہ بیگم" اور انوار اقبال میں اقبال کے باقیات شعری خاصی تعداد میں ہیں ان دو مجموعوں کے علاوہ باقی کے ۱۴ مجموعوں میں ایسے اشعار کی تعداد ایک درجن سے زیادہ نہیں ہے جنہیں ہم باقیات میں شمار کر سکتے ہیں زیادہ اشعار اقبالنامہ از شیخ عطاءاللہ جلد اول و دوم ، خطوط اقبال اور مکاتیب اقبال بنام گرامی میں شامل ہے ان مجموعوں کی ایک اور اہمیت یہ بنتی ہے کہ ان میں علامہ کی بعض نظموں کا پس منظر بیان ہوا ہے مندرجہ بالا عنوان کے تحت صرف دو مجموعوں کا ذکر ضروری ہے اور یہ مجموعے ہیں "اقبال از عطیہ بیگم اور انوار اقبال"۔

"اقبال از عطیہ بیگم" میں علامہ کے قیام یورپ کے واقعات کے علاوہ وہ خطوط بھی شامل کیے گئے ہیں جو علامہ نے عطیہ فیضی کو لکھے ان خطوط میں کہیں کہیں ایسے اشعار بھی آ گئے ہیں جو بعد میں علامہ نے اپنے کلام میں شامل کیے بعض موقعوں پر علامہ نے اپنی نظمیں بھی عطیہ کو ارسال کیں جو اس کتاب میں شامل ہیں ۔

عطیہ فیضی کی اس کتاب میں تین فارسی نظمیں بھی شامل ہیں جن پر تبصرہ ہمارے موضوع سے خارج ہے
ان فارسی نظموں کے علاوہ بانگ درا کی بعض ایسی نظمیں بھی شامل ہیں جن کے بعض اشعار یا تو علامہ نے ترک کر دیے یا ان میں ترمیم کر دی گئی
ان نظموں کے نام یہ ہیں ۔

(۱) دعا (بانگ درا ص ۲۱۲) — اقبال از عطیہ بیگم ص ۸۰

(۲) نمود صبح (" ص ۲۰۲) — " ص ۸۱

(۳) وصال (ص ۱۳۰) — " ص ۲۳ [۱]

(۴) نوائے غم (ص ۱۲۷) — " ص ۲۷

جرمنی کی ایک خوبصورت لڑکی کے ضمن میں ایک مزاحیہ شعر بھی باقیات میں شامل ہے ۔

انکے علاوہ اس مجموعے میں اردو کی ایک نظم ایسی ہے جو کسی اور مجموعے میں شامل نہیں ہماری مراد ہے ایک خود کلامی "Soliloquy" ص ۸۲-۸۳ سے ہے جس میں اشعار کی تعداد بارہ [۱۲] ہے رخت سفر اور نوادر اقبال کے مؤلفین نے اسے اپنے مجموعے میں شامل کیا ہے اس مجموعے کے ذریعے ہمیں پہلی دفعہ معلوم ہوا کہ علامہ کی نظم "نمود صبح" کی صحیح تاریخ تحریر ۳۱ دسمبر ۱۹۱۱ء ہے جبکہ بانگ درا میں اس نظم پر سنہ اشاعت ۱۹۱۲ء اور نام "نوید صبح" درج ہے اس مجموعے کی ایک غلطی کی طرف اشارہ کرنا غیر مناسب نہ ہوگا کہ نظم "نوائے غم" میں مترجم نے ایک مصرع یوں درج کیا ہے ۔

ع جسطرح رخصت شبنم ہے مذاق رم سے

حالانکہ اصل خط میں اس مصرع میں لفظ "رخصت" نہیں ہے بلکہ "رفعت" درج ہے ضیاء الدین برنی کے ترجمہ

---

[۱] یہ صفحات عبدالعزیز خالد کے ترجمہ (طبع اول ۱۹۷۵ء) کے ہیں جسے آئینہ ادب لاہور نے چھاپا ۔

میں یہ لفظ درست لکھا ہوا ہے ضیاءالدین برنی والے ترجمے میں دو چیزیں اضافی ہیں اوّل برنی صاحب کی علامہ سے ملاقات کی روداد، دوم وہ شعر جو علامہ نے ۱۰ ستمبر ۱۹۳۱ء کو بمبئی کی ایک دعوت پر عطیہ فیضی کیلئے لکھا تھا۔

ضیاءالدین برنی والے مجموعے میں بھی ایک غلطی موجود ہے وہ یہ کہ "محمود صبح" ص ۸۳ کی تاریخ اشاعت ۳۱ دسمبر ۱۹۱۱ء کے بجائے ۳۰ دسمبر ۱۹۱۱ء لکھی ہے زیر نظر مجموعے کے ان اشعار کا اس لیے ذکر نہیں کیا گیا کہ یہ سرود رفتہ میں پہلے سے موجود ہیں۔

تقسیم بنگال پر قطعہ ص ۷۹ سرود رفتہ ص ۲۳۲

آٹوگراف البم پر نظم ص ۹۲ سرود رفتہ ص ۲۱۰

مکاتیب اقبال کا دوسرا اہم مجموعہ "انوار اقبال" ہے جسے بشیر احمد ڈار نے مارچ ۶۷ء میں مرتب کیا متروکہ کلام زیر نظر مجموعے کے ص ۳۰۱ اور ص ۳۱۲ کے درمیان موجود ہے مرتب نے جیسا کہ اس مجموعے کے دیباچے سے معلوم ہوتا ہے ۱۹۶۷ء تک چھپنے والے تمام مجموعوں سے موازنہ کرنے کے بعد صرف ایسے اشعار شامل کیے جو کسی اور مجموعے میں شامل نہیں تھے لیکن اس کے باوجود ایک شعر ایسا شامل ہوگیا جو پہلے سے سرود رفتہ میں موجود تھا وہ شعر یہ ہے۔

؎ میری حسرت روانی سنور ہے اس درجہ اے قاتل
کہ مینا بن گئی آخر شراب ارغواں میری

تاہم سرود رفتہ اور انوار اقبال کے متن میں دو اختلاف ہیں سرود رفتہ میں حسرت کی جگہ حیرت اور قاتل کی جگہ "ساقی" ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ مرتب نے دوسرے مجموعوں کے موازنے کے دوران کلیات اقبال (حیدرآباد) کا مجموعہ نہیں دیکھا کیونکہ 'انوار اقبال' کے یہ اشعار پہلے سے کلیات اقبال (حیدرآباد ایڈیشن) میں موجود تھے۔

؏ بتائیں کیا زندگی گذرتی ہے ہند کے بت کدے میں کیسی ..... الخ

یہ اشعار اس قطعہ کے باقیات ہیں جو بانگ درا ص ۱۹۳ میں "قطعہ" کے عنوان سے موجود ہے مرتب انوار اقبال نے ص ۳۱۳ پر ایک شعر کا حوالہ دیا ہے ؏ ہوگیا اقبال قیدی محفل گجرات کا

یہ شعر دراصل ایک غزل کا مقطع ہے جو روزگار فقیر جلد دوم ص ۳۰۱ پر شائع ہوئی جواب "باقیات اقبال طبع سوم میں بھی شامل ہے۔ اسی طرح "باقیات اقبال" طبع دوم کے حوالے سے ایک قطعہ بھی کتاب میں شامل کر لیا گیا ہے جس کا عنوان ہے "روح الذہب" بانگ درا کی نظم "چاند، رات اور شاعر" اور ایک غزل ص ۲۷۹

؏ پردہ چہرے سے اٹھا انجمن آرائی کر ..... الخ

کے ایک شعر میں علامہ کی اصلاحات کا عمل دخل کیا گیا ہے۔

'انوار اقبال' ص ۳۱۲ پر شائع ہونے والے 'شکوہ' کے اشعار میں سے ایک شعر کا حوالہ پہلے سے سرود رفتہ میں موجود تھا جسے یہاں شامل کرنے کی ضرورت نہ تھی وہ شعر یہ تھا

؏ پھر پتنگوں کو مذاق تپش اندوزی دے ..... الخ

ص ۳۰۹ پر شائع ہونے والے ایک اور شعر

؏ دل کو یک بیس ویک اندیش تو کرے پہلے ۔ الخ

کو باقیات میں شامل نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ بانگ درا (ص ۲۳) میں شائع ہو چکا ہے یہاں انوار اقبال کے مرتب کی ایک فاش غلطی کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے اور وہ یہ کہ مرتب نے ایک ایسی نظم بھی شامل کر لی ہے جو سرے سے علامہ اقبال کی ہے ہی نہیں۔ ہمارا اشارہ "شمع ہستی" کی طرف ہے۔

جو زیر نظر مجموعہ کے ص ۳۰۱ پر شائع ہوئی ہے مرتب نے اس نظم کے ماخذ کا حوالہ نہیں دیا واضح ہو کہ پہلی مرتبہ یہ نظم معارف علی گڑھ ستمبر ۱۹۰۰ء میں شائع ہوئی پھر مخزن جولائی ۱۹۰۷ء کے ص ۲۸-۲۷ میں دوبارہ شائع ہوئی اس کے مصنف اسماعیل میرٹھی ہیں مرتب کے اس مغالطے کی وجہ غالباً اقبال ریویو جنوری ۱۹۶۵ء کا وہ شمارہ ہے جس میں یہی نظم اقبال سے منسوب کی گئی ہے۔

انوار اقبال کے اشعار کے تحقیقی جائزے کے دوران اب صورت حال یہ ہے کہ انوار اقبال میں درج ذیل نظمیں اور اشعار ہی ایسے ہیں جو باقیات کے کسی اور مجموعے میں شامل نہیں ہیں۔

علم ص ۳۰۶   ۲۰ اشعار

مادرِ خوک خور   ۲ اشعار

ایک شعر   ؏ ذوقِ گویائی خموشی سے بدلتا کیوں نہیں ..... الخ

قطعہ (دو اشعار) ؏ گم گشتۂ کنعاں ہے اے خوگرِ زنداں تو ...... الخ

مزاحیہ نظم   ؏ یہ مکتب یہ اسکول یہ پاٹھ شالے [دو بند : ۷ اشعار][1]

گویا "انوار اقبال" میں ۲۵ اشعار ایسے ہیں جو باقیات کے کسی اور مجموعے میں شامل نہیں اگر باقیات اقبال طبع سوم میں شامل چار اشعار کو بھی شامل کر لیا جائے تو غیر مدوّن اشعار کی تعداد ۲۹ ہو جاتی ہے "انوار اقبال" کے ہر صفحہ پر مرتب کی لگن اور سعی کے نقوش ثبت ہیں تاہم ماخذات کے حوالوں کی کمی بہت کھٹکتی ہے جو اسے درجۂ استناد سے گرا دیتی ہے۔

۳:- کتابوں میں باقیات کا ذخیرہ

اس عنوان کے تحت ان کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں باقیات پائے جاتے ہیں۔ یہ کتب دو طرح کی ہیں۔ بعض کتابیں باقیات کے ابتدائی مآخذ میں سے ہیں، کچھ کتابوں میں اِکا دکا اشعار موجود ہیں۔ چنانچہ ان کا جائزہ دو عنوانات کے تحت لیا جائے گا

(ا) ابتدائی مآخذ

(ب) متفرق کتابیں۔

[1] یہ اشعار اب باقیاتِ اقبال طبع سوم ص ۵۳۶ میں شامل کر لیے گئے ہیں۔ کشمیری اخبار کے علاوہ یہ اشعار نیرنگِ خیال سالنامہ ۱۹۲۸ اور ماہِ نو اقبال نمبر ۱۹۷۷ (ص ۳۵۵) میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔

(ا) ابتدائی ماخذ

(i) سپاس جناب امیر اور بعض دیگر نظمیں

تصدق حسین تاج کا مرتبہ مجموعہ حیدرآباد دکن سے شائع ہوا اسے انجمن اشاعت اردو
حیدرآباد نے شائع کیا کتاب پر سنہ اشاعت ۱۹۳۸ء درج ہے لیکن ماہر القادری کا دیباچہ ۲۵ جولائی ۱۹۳۹ کا لکھا ہوا ہے۔
اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مجموعہ اگست ۱۹۳۹ء کے بعد ہی شائع ہوا
اقبال کی وفات کے بعد یہ پہلا مجموعہ ہے جس میں باقیات / متروکات کو شعوری طور پر شائع کیا گیا
ہے اس مجموعے میں علامہ کی درج ذیل منظومات شامل ہیں منظومات کا وہی کلام شامل کیا گیا ہے جو متروکہ ہے۔

(۱) سپاس جناب امیر
(۲) پیشکش بحضور سر سید علی امام (اسرار خودی کے پہلے ایڈیشن ۱۹۱۴ء سے ماخوذ)
(۳) حافظ
(۴) خطاب بہ تاجدار دکن (شمول رموز بے خودی)
(۵) غزل ۱۹۰۱ء ردیف قافیہ...... آشیانے کے لیے (۵) اشعار
(۶) صدائے درد ۱۹۰۲ء (صرف متروکہ اشعار)
(۷) خفتگان خاک سے استفسار ۱۹۰۲ء (۴ اشعار)
(۸) خط منظوم
(۹) آفتاب ۱۹۰۲ء صرف تبصرہ
(۱۰) غزل ۱۹۰۲ء
(۱۱) غزل صرف دو اشعار
(۱۲) غزل (ایک شعر)
(۱۳) دربار بہاولپور ۱۹۰۳ء
(۱۴) اہل درد ۱۹۰۳ء
(۱۵) غزل (۱۹۰۳ء) ردیف .... ڈالوتی ہے
(۱۶) غزل ۱۹۰۳ء (دو اشعار)
(۱۷) سید کی لوح تربت کا ایک شعر
(۱۸) غزل ع کہوں کیا آرزوئے بے دلی ...... الخ
(۱۹) صبح کا ستارہ (دو اشعار)
(۲۰) ترجمہ از ڈاگک (۱۹۰۹ء)
(۲۱) غزل (ایک شعر)
(۲۲) ماتم پسر
(۲۳) طفل شیر خوار کا ایک شعر
(۲۴) خلافت اور ترک و عرب
(۲۵) رباعیات (تین عدد)

تین[۳] اشعار کے علاوہ تمام کلام سرود رفتہ میں موجود ہے

منظومات کے باقیات مکمل طور پر نہیں دیے گئے بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے "مخزن" سے استفادہ کیا
ہے لیکن باقیات کے تعین میں سہل انگاری سے کام لیا گیا ہے مثلاً پہلی غزل ردیف "آشیانے کے لیے" ۲۲ جنوری
۱۹۰۱ء کے پنجۂ فولاد اور مخزن کے شمارہ نومبر ۱۹۰۱ء میں شائع ہوئی[۴] اس کے سات اشعار متروکہ ہیں
جب کہ اس مجموعے میں صرف پانچ کا ذکر کیا گیا ہے اسی طرح نظم "صدائے درد" کے بیس[۲۰]
اشعار متروکہ ہیں جب کہ زیر نظر مجموعے میں صرف چار اشعار شامل ہیں۔
مجموعے کی اولیات مسلم لیکن یہ مجموعہ "باقیات شعر اقبال" میں کسی نئے
شعر کا اضافہ نہیں کرتا۔

A VOICE FROM THE EAST (ii)

نواب سر ذوالفقار علی خان (۱۸۷۳ء — ۱۹۳۳ء) کی انگریزی تصنیف جو ۱۹۲۲ء میں شائع ہوئی [۱] کتاب کے دیباچہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس تصنیف کا محرک وہ ردِّ عمل ہے جو نکلسن کی کتاب SECRETS OF SELF کی اشاعت پر یورپی نقادوں کی طرف سے ہوا اس کتاب میں آٹھ فارسی نظموں کے اشعار کے علاوہ بانگِ درا کی درج ذیل چار نظموں کے اشعار شامل ہیں ۔

(۱) مارچ ۱۹۰۷ ، ص ۱۱

(۲) تصویر درد ص ۱۷

(۳) محبت ص ۱۹

(۴) صقلیہ ص ۲۵

یہ نظمیں بالترتیب مخزن کے درج ذیل شماروں میں شائع ہوئیں

مارچ ۱۹۰۷ء ، مارچ ۱۹۰۴ء ، جنوری ۱۹۰۶ء ، اگست ۱۹۰۸ء

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف کی نظر علامہ کے مطبوعہ کلام پر رہی اور وہ بھی ایسا کلام جو ۱۹۰۴ء اور ۱۹۰۸ء کے درمیانی عرصہ میں لکھا گیا شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ یہ کلام قیام یورپ کے زمانے کا ہے ۔ سوائے " تصویر درد " کے جو ۱۹۰۴ء میں لکھی گئی چاروں نظمیں کلیات اقبال (اردو) میں شامل ہیں اگرچہ سوائے نظم " محبت " کے تمام نظموں میں بانگِ درا کی ترتیب کے وقت حک واضافہ کیا گیا بانگِ درا اور کتاب مذکورہ کے ۱۹۸۲ء کے ایڈیشن میں اس نظم کے سولہ اشعار ہی شامل کیے گئے ہیں لیکن کتاب کے پہلے ایڈیشن میں اس نظم کا یہ شعر شامل نہیں تھا ۔

چمک تارے سے مانگی چاند سے داغِ جگر مانگا
اڑائی تیرگی تھوڑی سی شب کی زلفِ برہم سے

" مارچ ۱۹۰۷ " کے عنوان سے جو نظم اس کتاب میں شامل کی گئی ہے وہ مارچ ۱۹۰۷ء کے عنوان سے اب بانگِ درا میں شامل ہے ۔ عنوان سے یہ تاثر ملتا ہے کہ یہ نظم مارچ ۱۹۰۷ء میں لکھی گئی تھی جو درست نہیں ہے یہ نظم جنوری یا فروری میں لکھی گئی ہوگی تب مخزن کے مارچ کے شمارے میں شامل ہو سکی علامہ اس وقت انگلستان میں تھے اور یہ نظم انہوں نے رسالہ مخزن کے لیے کیمبرج سے بھیجی تھی [۲]

سر ذوالفقار علی نے اس نظم کے صرف نو اشعار ہی شامل کیے ہیں موجودہ صورت میں یہ سترہ [۱۷] اشعار پر مشتمل ہے ' مخزن ' میں اٹھارہ اشعار شائع ہوئے تھے ایک شعر حذف کر دیا گیا ۔

" تصویر درد " طویل نظم ہے لیکن یہاں اس کے دس اشعار ہی شائع ہوئے ہیں ان میں چار اشعار تو متروکات کا درجہ رکھتے ہیں بانگِ درا کے تقابل سے پتہ چلتا ہے

۱ے کتاب کی تصنیف کے اختتام کی تاریخ ۲۹ جنوری ۱۹۲۲ء ہے ملاحظہ کیجئے مذکورہ کتاب کا پہلا ایڈیشن

۲ے سرود رفتہ ص ۱۵۸

کہ علامہ نے دو اشعار میں معمولی سی ترمیم بھی کی تھی ۔

نظم "صقلیہ" مخزن میں " جزیرہ سسلی " کے نام سے شائع ہوئی تھی لیکن کتاب میں اس کا عنوان "صقلیہ " ہی درج ہے ۔ علامہ نے اس نظم کے تین اشعار ۔ حذف کر دئیے تھے اور چار نئے اشعار کے اضافے کے بعد اِسے بانگِ درا میں شائع کیا تھا تین اشعار میں علامہ نے اصلاحات بھی کی ہیں خوش قسمتی سے یہ نظم اپنی ابتدائی حالت میں علامہ کی اپنی تحریر میں ان کی بیاضوں میں بھی موجود ہے

باقیات شعر اقبال کے حوالے سے زیرِ نظر مجموعے کی صرف اتنی اہمیت ہے کہ اِس سے علامہ کے بعض اشعار کا ابتدائی متن معلوم ہوتا ہے اور چند ایسے اشعار کا سراغ بھی ملتا ہے جنہیں بعد میں ترک کر دیا گیا تھا ۔

(iii) کلیاتِ اقبال (حیدرآباد)

یہ مجموعہ مولوی عبدالرزاق نے اکتوبر ۱۹۲۴ء میں شائع کیا اس کی بنیاد مولوی صاحب کی ذاتی بیاض ہے اسی بیاض میں ان کے بقول ڈیڑھ سو نظمیں تھیں[1] بانگ درا کی اشاعت ۳ ستمبر ۱۹۲۴ء کو ہوئی[2] یوں کہا جا سکتا ہے کہ کلام اقبال کے یہ دونوں مجموعے ایک ہی وقت میں شائع ہوئے۔ کیا اقبال کو اس کی اشاعت کا علم تھا؟ اور اگر تھا تو کیا علامہ نے اس کے چھاپنے کی پیشگی اجازت دی تھی؟ یہ امور اب تحقیق طلب ہیں اس قضیے کے متعلق جو مواد ہمارے پیش نظر ہے اس سے راقم الحروف اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ علامہ کو اس مجموعہ کا اُس وقت علم ہوا جب یہ شائع ہو چکا تھا کشن پرشاد کے ایک خط محررہ ۱۸ شوال المکرم ۱۳۴۳ھ (بمطابق ۱۳ مئی ۱۹۲۵ء) سے اس کی اشاعت پر کچھ روشنی پڑتی ہے لکھتے ہیں۔

"........ انہوں نے آپ کی اردو نظموں کو یکجا کر کے ان پر ایک دلچسپ مقدمہ لکھا ہے اور یہ مجموعہ خاص کر اہل دکن کے لیے مرتب کیا ہے اس کو چھپے ہوئے آٹھ دس مہینے ہو چکے ہیں .... مولوی صاحب نے مجموعہ چھپوانے سے پہلے اجازت کے لیے آپ کو خط لکھا تھا لیکن وہ ڈاک میں نہیں ڈالا گیا تھا کہ مولوی صاحب علیل ہو گئے اگر دیکھا جائے تو انہوں نے ایک مفید کام کیا ہے آپ اپنے مصالح کے خلاف نہ سمجھیں تو کیا عجب ہے کہ ان کی تمنا پوری ہو اجازت دیں کتاب چھپ چکی ہے اور محتاج اشاعت ہے ....."[3]

شاد کا یہ خط ۱۳ مئی ۱۹۲۵ء کے مطابق ہے اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ کلیات اقبال کی اشاعت زیادہ سے زیادہ ستمبر ۱۹۲۴ء میں ہو چکی تھی شاد نے از روئے قیاس ایسا لکھا ہے یہ مجموعہ اکتوبر ۱۹۲۴ء سے پہلے ہرگز شائع نہیں ہو سکتا تھا اس لیے کہ کتاب کے دیباچے میں ۲ ستمبر ۱۹۲۴ء کی تاریخ درج ہے۔[4]

کلیات اقبال حیدر آباد کے ضمن میں دوسرا سوال یہ اٹھتا ہے کہ کیا عبدالرزاق نے اشاعت سے پہلے اجازت لی تھی نادم سیتاپوری نے اثبات میں جواب دیا ہے[5] لیکن ہماری تحقیق یہ ہے کہ یہ بات درست نہیں ہے اقبال میوزیم لاہور میں مولوی عبدالرزاق اور اکبر حیدری کے چند خطوط محفوظ ہیں جو اِس قضیے کے متعلق علامہ کو لکھے گئے تھے اکبر حیدری کے ۲۷ ستمبر ۱۹۲۷ کے خط کا یہ اقتباس ملاحظہ کیجئے

"....... میرے خیال میں عبدالرزاق صاحب کو آپ کا کلام طبع کرانے سے پہلے دیانت دارانہ طور پر آپ سے اجازت حاصل کرنی چاہیے تھی ....."

عبداللہ چغتائی کے خیال میں کلیات اقبال کی اشاعت پر علامہ کی ناپسندیدگی کی وجہ یہ تھی کہ عبدالرزاق صاحب نے علامہ کی نظرثانی کے بغیر ان کا کلام شائع کر دیا تھا۔ حالانکہ وہ کانٹ چھانٹ اور ترمیم و اصلاح کے بعد اپنا کلام شائع کرنے کے عادی تھے[6]

---

[1] دیباچہ کلیات اقبال (حیدرآباد) ص ۲۲

[2] بحوالہ تصانیف اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ : ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی ص ۲۳

[3] اقبال بنام شاد مرتبہ عبداللہ قریشی ص ۳۸۶ نصیر حیدرآبادی نے اس مجموعہ کا سنہ اشاعت ۱۹۲۳ء لکھا ہے۔ جو درست نہیں (ملاحظہ کیجئے اقبال اور حیدرآباد ص ۹۵-۹۶)

[4] ...

[5] سب رس مارچ ۱۹۷۸ مضمون 'کلیات اقبال' ص ۴۹-۵۰ بحوالہ آل احمد اور اقبال ص ۵ دیباچہ

[6] اقبال کی صحبت میں : عبداللہ چغتائی ص ۱۷۰

کاپی رائٹ کا انگریزی قانون حیدرآباد دکن کی ریاست میں لاگو نہیں تھا اس لیے علامہ
اس معاملے میں قانونی چارہ جوئی کے حقدار نہ تھے چنانچہ انہوں نے اکبر حیدری کو اس معاملے میں ثالث بنایا اور مولوی
عبدالرزاق پر دباؤ ڈالا اس مرحلہ پر مولوی عبدالرزاق نے کشن پرشاد کا دامن تھاما انہوں نے مطبوعہ نسخے کی
فروخت کے لیے اقبال سے اجازت طلب کی امین جنگ نواب احمد حسین نے بھی مولوی صاحب کی سفارش کی چنانچہ
علامہ اس پر راضی ہوگئے کہ مولوی صاحب کتاب کو حیدرآباد کے اندر ہی فروخت کریں اور رائلٹی کے طور پر
ایک ہزار روپے دیں اس معاہدے کے بعد مولوی عبدالرزاق کو کتاب فروخت کرنے کی اجازت مل گئی ایک موقع
پر اقبال ، مولوی عبدالرزاق صاحب کے متعلق پھر بدگمانی کا شکار ہوگئے اس کی وجہ یہ تھی کہ علامہ کو پہلے
ایڈیشن کی رائلٹی حسب وعدہ نہیں ملی تھی اور اس پر مستزاد دوسرے ایڈیشن کا اشتہار شائع ہو رہا تھا بالآخر
اکبر حیدری نے اس غلط فہمی کو رفع کرایا مولوی صاحب نے حسب وعدہ مبلغ ایک ہزار روپیہ خلیفہ عبدالحکیم کے ذریعے
اقبال کو ادا کر دیا[1] تاہم بانگِ درا کی اشاعت نے کلیاتِ اقبال کی فروخت پر بہت بُرا اثر ڈالا انہیں بہت
خسارہ ہوا بہت سی جلدیں آخر وقت تک ان کے پاس موجود تھیں[2] مولوی عبدالرزاق کے جس خط کا ذکر اوپر
کیا جا چکا ہے اس میں کتاب کی اشاعت کی نہیں فروخت کی اجازت کی بات کی گئی ہے۔

باقیات اقبال سے قطع نظر اس مجموعہ کی کئی اور خوبیاں بھی ہیں مثلاً مولانا عمادی کا مقدمہ
خاصے کی چیز ہے اقبال کے بارے میں وقار الملک کے خیالات اور ایجوکیشنل کانفرس کے موقع پر شبلی کے ہاتھوں اقبال
کی گل پوشی کا واقعہ غالباً کسی اور جگہ نقل نہیں ہوا اقبال کی بعض نظموں کا پس منظر بھی بیان کیا گیا ہے تاہم
ایک بات بہت کھٹکتی ہے وہ یہ کہ اقبال کے کلام کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے وہ علامہ کی غزلوں کو فراموش
کر دیتے ہیں غزل کے ارتقا میں "اقبال کا حصہ" کے عنوان سے ایک باب الگ قائم کرنے کی ضرورت تھی۔
کلیاتِ اقبال میں جو کلام موجود ہے اس کا موازنہ بانگِ درا اور باقیات اقبال کے مجموعے سرود رفتہ سے کرنے سے
یہ دلچسپ صورت حال سامنے آتی ہے۔

	بانگ درا	کلیات حیدرآباد	سرود رفتہ	دیگر مجموعوں میں	کلیات کا کل کلام
نظمیں۔	۱۴۳	۱۰۶	۱۱	-	۱۱۷
غزلیں	۲۹	۱۸	۱۲	-	۳۰
ظریفانہ قطعات	۲۹	۲۰	۱۷	۳	۲۰
فردیات	۲	-	-		-
کل	۲۰۳	۱۴۴	۴۰	۳	۱۶۷

پہلے کالم میں بانگِ درا میں موجود کلام کی ہیئت کے لحاظ سے تقسیم کا ذکر کیا گیا ہے دوسرے کالم میں
کلیات اقبال (حیدرآباد) میں موجود بانگِ درا کی منظومات کی تفصیل ہے ان کی تعداد ۱۴۴ ہے کلیات میں بعض
ایسی نظمیں ہیں جو اب باقیات میں شامل ہیں ان منظومات میں ۴۰ سرود رفتہ میں شائع ہو چکی ہیں اور

---

[1] نقشِ اقبال از سید عبدالواحد معینی ص ۶۸

[2] سب رس مارچ ۷۸ معنون کلیات اقبال از نادم سیتاپوری

تین مجموعوں میں شامل ہیں کُلیات حیدرآباد میں کل ۱۶۷ منظومات شامل ہیں ان میں بعض منظومات جزوی طور پر شامل کی گئی ہیں اگر رباعیات کو موازنے میں شامل نہ کیا جائے تو بانگِ درا کی ۵۶ منظومات ایسی ہیں جو کلیات میں موجود نہیں ہیں ان میں سے ۳۳ کا تعلق ۱۹۰۸ء سے بعد کا اور ۲۳ کا تعلق ۱۹۰۸ سے پہلے کے کلام سے ہے اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ کلیات میں ۱۹۲۲ تک کا کلام شامل کیا گیا تھا ۱۹۲۲ء اور ۱۹۲۴ کے درمیان شائع ہونے والی منظومات یہاں شامل نہیں اگر مولوی عبدالرزاق کی پہلی بیاض گم نہ ہوتی تو یہ فرق یقیناً بہت کم رہ جاتا۔

جیسا کہ اس مجموعے کے مرتب نے خود بیان کیا ہے بعض اشعار محض حافظے کی بنا پر قلم بند کیے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مقامات پر کلیات کے متن اور رسائل میں چھپنے والے کلام کے متن میں اختلافات موجود ہیں بانگِ درا اور کلیات اقبال کے متون میں بھی کافی اختلافات ہیں اس کی وجہ اقبال کی اپنے کلام پر اصلاح ہے اخبارات ورسائل میں علامہ کی شائع ہونے والی تمام نظموں کا متن اب دستیاب نہیں ہے لہٰذا کلیات اقبال میں شائع ہونے والا متن ہمارے لیے غنیمت ہے کلیات اقبال (حیدرآباد) میں موجود علامہ کا متروکہ کلام باقیات کے مجموعوں میں شائع ہو چکا ہے تاہم چار یا پانچ اشعار ہی ایسے ہیں جو باقیات کے بنیادی مجموعوں میں شامل نہیں ہو سکے یہی چند اشعار اس مجموعہ کا سرمایۂ امتیاز ہیں تاہم اس میں شبہ نہیں کہ باقیات کلام اقبال کے صحیح تر متن تک پہنچنے کے لیے یہ مجموعہ ہماری بہت رہنمائی کر سکتا ہے اور ایک حد تک ان رسائل سے بے نیاز کر سکتا ہے جن میں علامہ کا کلام چھپتا رہا ہے لیکن اب وہ ناپید ہو چکے ہیں۔

(۱۷) **اقبال از احمد دین** احمد دین کی کتاب "اقبال" ۱۹۲۳ء میں شائع ہوئی [۱] علامہ کے فکر وفن اور شخصیت پر اردو میں پہلی تنقیدی کتاب ہے اور ایک ایسے شخص کی طرف سے ہے جو علامہ کی شخصیت اور فکر وفن کے ارتقائی مراحل سے پوری طرح واقف تھا۔ اصل کتاب بہت کم اصحاب کے زیرِ مطالعہ آئی کیونکہ اسے شائع ہوتے ہی جلا دیا گیا تھا اس قضیے سے دلچسپی رکھنے والے بعض اصحاب نے اسکی وجہ پر روشنی ڈالی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے

"..... مولوی احمد دین نے اس خیال سے کہ ان کی کتاب کی اشاعت سے بانگ درا کی اشاعت کو نقصان پہنچے گا اپنی کتاب خود ہی تلف کردی ......" [۲]

"..... علامہ خود مولوی احمد دین صاحب کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں بتایا کہ اس طرح بغیر ترمیم واصلاح کے اور بغیر نظرِ ثانی کے کتاب کی اشاعت انہیں ہرگز پسند نہیں آئی نتیجۃً مولوی صاحب نے تمام مطبوعہ مواد بغیر کسی پس وپیش کے ضائع کردیا......" [۳]

" ان کا (اقبال) خیال تھا کہ چونکہ اس کتاب میں بہت سا کلام بھی شامل کیا گیا ہے اس لیے یہ مجموعہ کلام "بانگ درا" کی اشاعت وفروخت پر اثر انداز ہو سکتا ہے، مولوی احمد دین کو جب اقبال کی ناپسندیدگی کا علم ہوا تو انہوں نے یہ کتاب جلا دی ..... اس میں ایسی نظمیں بھی شامل تھیں جنہیں اقبال اپنے کلام سے خارج کر چکے تھے ایک کاپی دیکھ کر غالباً اقبال نے اسی خیال سے ہلکے انداز میں ناپسندیدگی کا اظہار کیا....

۱؎ اقبال (مرتبہ مشفق خواجہ) دیباچہ ص ۱۵ عبداللہ قریشی الفیاً ص ۵۰

۲؎ اقبال کا قیام لاہور نقوش ستمبر ۷۶ مضمون حکیم احمد شجاع

۳؎ اقبال کی صحبت میں از عبداللہ چغتائی ص ۱۷۱

..... میں نے ایک مرتبہ اصلی کاپی بھی دیکھی تھی میرا احساس یہی تھا کہ انہوں نے محض جذبہ خلوص میں یہ قربانی دی ورنہ اس میں خارج کردہ کلام کی زیادہ مقدار شامل نہ تھی اس سے زیادہ کلام انجمن کی سالانہ کاروائیوں میں، نیز اخباروں اور رسالوں خصوصاً مخزن میں چھپ چکا تھا "[1]

جب یہ کتاب ڈاکٹر قبلہ کے سامنے پیش کی گئی تو انہوں نے دیکھ کر یہ کہا کہ اس کتاب کے ہوتے ہوئے میرے دوسرے کلام کے مجموعے کی کیا ضرورت ہے؟ مولوی صاحب نے کتاب نذرِ آتش کردی..... جب ڈاکٹر صاحب کو اس واقعے کا علم ہوا تو ان کو اس کا کافی افسوس ہوا[2]

" احمد دین نے علامہ کے کلام کو محفوظ کرنے کی کوشش کی جب کتاب اقبال کے پاس پہنچی اور شیخ گلاب دین نے اقبال کی رائے دریافت کی تو اقبال نے مذاق ہی مذاق میں کہہ دیا کہ میں تو نظرثانی کے بعد اپنے کلام کا مجموعہ ابھی مرتب ہی کر رہا تھا کہ مولوی صاحب نے " اقبال " کو بیچنا بھی شروع کردیا..... مولوی صاحب نے تمام جلدیں اپنے مکان کے صحن میں ڈھیر کرکے ان کو آگ لگا دی..... اقبال کو اس واقعے کا علم ہوا تو انہوں نے بڑا افسوس ظاہر کیا مولوی صاحب سے معذرت طلب کرکے ان کو دوبارہ کتاب چھاپنے پر راضی کیا "

خواجہ ریاض احمد فرزند مولوی احمد دین کا بیان یہ ہے

" علامہ نے نہیں بلکہ شیخ گلاب دین نے احمد دین سے کہا تھا کہ یہ کتاب بانگِ درا پر اثر انداز ہوگی جس کی وجہ سے مولوی صاحب نے کتاب جلا دی[3]

ان بیانات میں تناقض موجود ہے تاہم چند امور ایسے ہیں جن پر قریب قریب اتفاق پایا جاتا ہے اول یہ کہ احمد دین کا مقصد اقبال کے منتشر کلام کو جمع کرکے اسے دستبردِ زمانہ سے محفوظ کرنا تھا لیکن اول یہ کہ توقعات کے برعکس علامہ نے اس کتاب کی اشاعت پر خوشی و مسرت کا اظہار نہیں کیا اقبال نے یہ رائے احمد دین کے سامنے نہیں بیان کی تھی، بلکہ کسی اور واسطے سے ان تک پہنچی تھی علامہ ہرگز نہیں چاہتے تھے کہ کتاب اشاعت کے بعد جلا دی جائے۔ چنانچہ انہوں نے اس واقعہ پر سخت افسوس کا اظہار کیا اور مصنف کو اس بات پر قائل کیا کہ وہ اسے مناسب ترامیم اور اضافے کے ساتھ دوبارہ چھاپیں احمد دین کی علامہ سے محبت اور عقیدت انتہا درجہ کی تھی چنانچہ طبع اول کے جلائے جانے کے نتیجہ میں انہوں نے کافی نقصان اٹھانے کے باوجود طبع دوم کی اشاعت کا حوصلہ پیدا کیا چنانچہ ۱۹۲۶ء میں مناسب ترامیم و اضافوں کے ساتھ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پہلے ایڈیشن میں علامہ نے کن امور کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اس ناپسندیدگی کی وجوہ معلوم کرنے کے لیے ہمیں دونوں ایڈیشنوں کا موازنہ کرنا ہوگا اور دونوں میں جو فرق پایا جاتا ہے اس کی بنیاد پر یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ علامہ کو مطمئن کرنے کے لیے احمد دین نے اس کتاب میں کیا تبدیلیاں کیں طبع دوم میں چند اضافے کیے گئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے

طبع اول کی ترتیب اور اشاعت کے دوران علامہ کی متعدد نئی منظومات سامنے آ چکی تھیں طبع اول کی تدوین کے زمانے میں علامہ کا کچھ کلام مؤلف کی نگاہ سے اوجھل تھا بانگِ درا کی اشاعت نے اس مسئلے کو حل کر دیا چنانچہ تنقیدی مباحث کا دائرہ بانگِ درا کے تمام کلام تک بڑھانا ضروری تھا۔

---

[1] غلام رسول مہر خط بنام جگن ناتھ آزاد مشمولہ اقبال اور کشمیر ص ۱۰۱

[2] شیخ مبارک علی خط بنام مشفق خواجہ مشمولہ ' اقبال ' ص ۷۹

[3] ' اقبال ' ص ۵۲

اس اثنا میں علامہ کے بعض خیالات میں تبدیلی آ چکی تھی چنانچہ پرانی نظموں کی بنیاد پر جو نتائج اخذ کیے گئے تھے
ان میں سے بعض درست نہیں تھے مثلاً

(۱) اقبال کی وطنی طرز کی شاعری کے حق میں جو مباحث طبع اول میں موجود تھے انہیں حذف کر دیا گیا 'ترانہ ہندی'
کے متعلق طبع اول کے یہ الفاظ طبع دوم میں شامل نہیں کیے گئے

" ترانہ ہندی بھی اس سلسلے کی ایک خوبصورت چھوٹی سی نظم ہے جو ہندوستان میں گھر گھر اور بچے بچے
کی زبان پر جاری ہے "

"تصویر درد" کے ضمن میں بھی یہ الفاظ حذف کر دیے گئے

" سرزمین تو ایسی پاک تھی کہ مہاتما بدھ جیسے نیک نہاد ، بابا نانک جیسے خدا کے پیارے
سری شنکر اچاریہ جیسے جادو رقم اور والمیک جیسے نکتہ پرواز یہاں پیدا ہوئے ۔۔۔"

بعض واقعاتی غلطیوں کی بھی اصلاح کر دی گئی جو طبع اول میں موجود تھیں مثلاً

(۱) طبع اول میں لکھا " اقبال کی طویل نظموں نالۂ یتیم ، ایک یتیم کا خطاب ہلال عید سے ، اور 'فریاد امت' میں قومی رنگ
کم ہے اور قوم کے عیوب و نقائص زیادہ " چنانچہ اس عبارت کو حذف کر دیا گیا

(۲) ہندوستانی بچوں کا قومی گیت کو طبع اول میں " مسلمانوں کا ملکی گیت " لکھے گئے تھے جس کی اصلاح کی ۔

(۳) یہ لکھا کہ " جب اقبال یورپ سے واپس آئے تو ان کی شاعری سیاسیات کے لیے وقف ہو کر رہ گئی " طبع دوم
میں اس فقرے کی اصلاح کرتے ہوئے لکھا " اقبال کی شاعری مقامی حلقہ بندیوں سے آزاد ہو کر اسلامی
عقائد کی وسیع فضا میں سحر آفرینیاں کرنے لگی "

اقبال نے متعدد نظموں میں اصلاح کر دی تھی بعض نظمیں سرے سے ترک کر دی تھیں چنانچہ احمد دین نے بھی ایسے تمام
اشعار کتاب سے خارج کر دیئے

یہ محسوس کیا گیا کہ طبع اول میں کلام زیادہ ہے اور اس پر تنقید کم چنانچہ طبع دوم میں اس کمی کو پورا کر دیا اشعار کی
مثالیں اور ان کی تعداد کم کر دی گئی 'طلوع اسلام' اور 'جواب شکوہ' جیسی عمدہ نظمیں بھی اسی انتخاب کی زد میں آئیں
'ذکری اقبال' والا تمام باب حذف کر دیا گیا شاید یہ ۱۹۲۶ء والے اقبال سے لگا نہیں کھاتا تھا
'طبع اول' کے مباحث کسی منطقی ترتیب کے مطابق نہیں تھے چنانچہ علامہ کے فکر و فن پر ادوار بنا کر گفتگو کی گئی
طبع اول میں علامہ کی تعلیم و تربیت اور مذہبی جذبات کے تحت ان کی حسن پرستی کا ذکر بھی کیا گیا تھا جسے نئے
ایڈیشن میں حذف کر دیا ۔

علامہ کے ذہنی ارتقا کی بعض نئی کڑیوں کو بھی شامل کیا گیا مثلاً پروفیسر آرنلڈ کی شاگردی "

خلاصہ بحث یہ ہے کہ طبع اول میں کئی نقائص تھے سب سے بڑا نقص یہ تھا کہ اس میں علامہ کے تمام
کلام کی بنیاد پر نتائج اخذ نہیں کیے گئے تھے اور پھر یہ کہ اس تنقیدی مطالعے میں ایسے اشعار کو بھی بنیاد بنایا
گیا جن میں یا تو علامہ نے اصلاح کر دی تھی یا انہیں مکمل طور پر ترک کر دیا تھا علامہ سے بعض ایسی باتیں
منسوب کر دی گئیں جو درست نہ تھیں مثلاً ارشد گورگانی کی شاگردی جبکہ پروفیسر آرنلڈ کی شاگردی کا
ذکر زیادہ ضروری تھا جو موجود نہیں تھا کتاب کا تنقیدی پہلو کمزور تھا ایسے تنقیدی کتاب بنانے کے لیے اس میں
اشعار کم کر دیے گئے علامہ کے افکار و نظریات کی بنیاد بھی ان اشعار پر رکھی گئیں جنہیں علامہ کی سند حاصل
تھی اقبال کے سنجیدہ کلام کو مزاحیہ کلام پر ترجیح دی گئی اور اقبال کے نظریۂ وطنیت کی تعبیر ان کے ملی افکار

کی روشنی میں کی جانے گی

باقیات شعرِ اقبال کے نقطۂ نظر سے کتاب کا پہلا ایڈیشن ہی ہمارے زیرِ بحث آئے گا اس لیے کہ اس میں علامہ کے اشعار اپنے اصلی متن کے ساتھ شائع ہوئے ہیں

طبع اول میں جزوی یا مکمل طور پر شائع ہونے والی منظومات غزلیں اور قطعات کی تفصیل درج ذیل ہے

نظمیں	۶۶
غزلیات	۱۴
مزاحیہ قطعات	۱۳
کل تعداد	۹۳ [۱]

ان میں ۹۳ منظومات کا بانگ درا میں شامل کلام سے موازنہ کیا جائے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ بانگ درا میں تقریباً ۱۴۳ نظمیں ۲۹ غزلیں اور ۲۹ مزاحیہ قطعات شائع ہوئے گویا مجموعی طور پر ۲۰۱ منظومات بانگ درا میں شامل ہیں احمد دین کے زیرِ بحث مجموعہ میں بانگ درا کے کلام کا تقریباً ۴۷٪ حصہ آ چکا ہے ان ۹۳ منظومات میں ۴۷ مخزن میں اور ۱۸ دیگر رسائل واخبارات میں چھپیں باقی منظومات کے مآخذ معلوم نہیں ہو سکے مؤلف نے انجمن کی رودادوں سے خاص طور پر استفادہ کیا ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ جہاں کوئی نظم مخزن یا انجمن کی روداد میں موجود ہے مولف نے انجمن کی روداد کو اختیار کیا ہے نظموں میں " ابرِ گہر بار " ہی ایک ایسی نظم ہے جو بانگ درا میں شامل نہیں غزلیات میں دو غزلیں ایسی ہیں جو طبع اول میں شامل ہیں لیکن بانگِ درا میں متروک قرار دے دی گئیں

(۱) ع دل کی بستی عجیب بستی ہے

(۲) ع ہو شگفتہ ترے دم سے چمنِ دہر تمام

مزاحیہ قطعات میں چھے قطعات کو ترک کر دیا گیا اس جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ طبع اوّل میں ایسی کوئی نظم غزل یا قطعہ موجود نہیں ہے جو باقیات کے کسی مجموعہ میں شامل نہ ہو چنانچہ باقیات کے حوالے سے اس کتاب کی اتنی ہی اہمیت ہے کہ اس سے باقیات شعرِ اقبال کے متن کو درست کرنے کے ضمن میں ایک حد تک مدد مل سکتی ہے

کتاب کی تدوین تو بڑی ذمہ داری سے کی گئی ہے اور دونوں ایڈیشنوں کے تقابلی مطالعے میں اچھی خاصی جگرکاوی سے کام لیا گیا ہے تاہم " مرتب " کے ایک تسامح کی طرف توجہ مبذول کرانا ضروری ہے،

ص ۲۶۶ پر مشتق خواجہ علامہ کی غزل

ع لڑکپن کے ہیں دن ، صورت کسی کی بھولی بھالی ہے کے شعر

ع سنا ہے آج جنت میں .... الخ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ مخزن میں شائع ہوا ہے حالانکہ مخزن (اپریل ۱۹۰۳ ص۵۱) میں چھپنے والی غزل میں یہ شعر موجود نہیں ۔

(۷) **جہانِ اقبال** عبدالرحمان طارق کی اس تصنیف کا پہلا ایڈیشن ۱۹۴۷ء میں اور دوسرا ۱۹۴۹ء میں چھپا اقبال کی وفات کے بعد اس کتاب میں پہلی بار ان کا غیر مدون کلام شائع ہوا یوں پہلی بار اقبالیات کے اس اہم پہلو کی اہمیت کا احساس اجاگر ہوا یہ کلام جیسا کہ مصنف نے خود اعتراف کیا ہے انہیں منشی محمد دین فوق کے توسط

---

[۱] منظومات کی کل تعداد ۱۱۵ ہے لیکن ان میں ۲۲ نظمیں ایسی ہیں جو دو یا دو سے زیادہ مرتبہ آئی ہیں

سے دستیاب ہوا اس کا کچھ حصہ کشمیری میگزین اور اخبار پنجۂ فولاد میں بھی شائع ہو چکا ہے اس کتاب میں علامہ کی آٹھ غزلیات ایک قطعہ، ایک نظم اور پانچ رباعیات شامل ہیں کلام کی تفصیل درج ذیل ہے

(۱) قصیدہ معراجیہ ع ہر دو جہاں میں ذکرِ حبیبِ خدا ہے آج

(۲) غزلیات ع چشمِ باطل پہ عیاں جوہرِ ایماں کر دے

ع دل ترے شوق میں جب درد سے بے تاب ہوا

ع جہاں زندگی ہے وہاں آرزو ہے

ع نورِ حق توحید سے گر قوتِ بیدار ہے تو

ع ہو شگفتہ ترے دم سے چمن دہر تمام

ع حقیقت میں روحِ ابد ہے زمانہ

ع زندگی دنیا کی مرگِ ناگہانِ اہلِ درد

ع صبر ایوبِ وفا جو جزوِ جانِ اہلِ درد

(۳) مکافاتِ عمل قطعہ ع ہر عمل کے لیے ہے ردِ عمل ......

(۴) رباعیات (۵)

(۱) کہکشاں میں آئے اختر مل گئے

(۲) موتی عدن سے لعل ہوا ہے یمن سے دور

(۳) دہر کی شانِ بقا خطۂ کشمیر میں دیکھ

(۴) سامنے ایسے گلستاں کے کبھی گر نکلے

(۵) پنجۂ ظلم و جہالت نے بُرا حال کیا

ان میں غزل ع۵ مخزن ۱۹۰۲ اور رسالہ نیرنگ خیال ۱۹۳۲ء میں اور نظم 'مکافاتِ عمل' رسالہ نظام فروری ۱۹۱۹ء میں تمام رباعیات کشمیری گزٹ جون ۱۹۰۳ء اور کشمیری میگزین اکتوبر ۱۹۰۶ میں شائع ہو چکی ہیں یہ تمام اشعار بعد میں غلام رسول مہر نے سرودِ رفتہ میں شامل کر دیے غزل نمبر۲ تا ۴، ع۶ اور قصیدہ معراجیہ جہانِ اقبال کے حوالے سے تبرکاتِ اقبال مرتبہ بشیر الحق دسنوی (اپریل ۵۹) میں بھی شائع ہوئیں دو غزلیں، ایک قطعہ اور چار رباعیات پہلے ہی "کلیاتِ اقبال" مرتبہ مولوی عبد الرزاق میں شائع ہو چکی تھیں۔

یہاں اس امر کی نشاندہی ضروری ہے کہ "تبرکاتِ اقبال" اور "جہانِ اقبال" کا متن یکساں ہے لیکن سرودِ رفتہ کے مرتب نے کلیاتِ اقبال (حیدرآباد) اور دوسرے ذرائع سے یہ کلام حاصل کیا ہے شاید اسی وجہ سے دونوں متون میں بعض اختلافات دیکھنے میں آتے ہیں بعض قرائن سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ منشی محمد دین فوق کے توسط سے شائع ہونے والا کلام بہت ابتدائی ہے اور اس پر بعد میں علامہ نے نظرثانی کی سرودِ رفتہ کا متن اصلاح شدہ ہے۔

'جہانِ اقبال' میں علامہ کے غیر مدوّن کلام کی اشاعت نے محققین کی توجہ اس جانب مبذول کرائی کہ علامہ کے ذہنی ارتقاء اور اسرارِ فن کو سمجھنے کے لیے 'باقیات' کا مطالعہ ناگزیر ہے چنانچہ اس کے بعد کئی اصحاب نے اس ضمن میں تلاش و جستجو جاری رکھی جس کے نتیجے میں باقیاتِ کلامِ اقبال کا عظیم الشان ذخیرہ منظرِ عام پر آیا۔

متفرق کتابیں

اقبال سے متعلق بعض کتب ایسی ہیں جنہیں ہم مستقل طور پر باقیات کا مجموعہ نہیں کہہ سکتے تاہم ان میں کہیں کہیں کوئی ایسا شعر یا نظم درج ہوگئی ہے جو باقیات کے دیگر مستقل ذخیروں میں موجود نہیں ان کتب کی ایک اور اہمیت یہ ہے کہ یہ باقیات کلام اقبال کا پس منظر بھی فراہم کرتی ہیں۔ ان میں سے سب سے پہلے ہم 'ذکر اقبال' کا ذکر کریں گے۔

(۱) ذکر اقبال (عبدالمجید سالک) بنیادی طور پر علامہ کی سوانح عمری ہے چونکہ مصنف نے علامہ کا عہد دیکھا ہے لہٰذا لا محالہ اس دور کی تحریکات کے نتیجے میں علامہ کی شاعری پر جو اثرات پیدا ہوتے رہے اس کی جھلکیاں اس کتاب میں جگہ جگہ موجود ہیں۔ 'ذکر اقبال' کی ایک اور اہمیت یہ ہے کہ اس میں بعض اشعار کا اولین متن ہمیں مل جاتا ہے فارسی قطعات و اشعار کے علاوہ بعض اردو شعر بھی اس میں موجود ہیں جنہیں باقیات کا درجہ حاصل ہے ان میں سب سے اہم نظم وہ ہے جو 'رام' کی تعریف میں لکھی گئی ہے اور صفحہ ۱۲۹ پر موجود ہے چار اشعار کی اس نظم کے علاوہ اردو کلام کے باقیات کے ضمن میں تین چار اشعار مزید بھی موجود ہیں۔

(۲) اصلاحات اقبال محمد بشیر الحق دسنوی کا مرتبہ یہ مجموعہ بانکی پور پٹنہ سے اگست ۱۹۵۰ء میں شائع ہوا "اصلاحات اقبال" میں ۷۷ منظومات کا حال بتایا گیا ہے کتاب کا اہم ماخذ رسالہ مخزن ہے ۵۷ منظومات اسی رسالے سے لی گئی ہیں ۱۲ منظومات کلیات اقبال (حیدرآباد) سے ماخوذ ہیں 'خدنگ نظر'، پنجاب ریویو اور زمانہ کانپور سے ایک ایک نظم لی گئی ہے "اقبال از عطیہ بیگم سے دو اور اقبالنامہ جلد اول مرتبہ شیخ عطاء اللہ سے تین نظمیں منتخب کی گئی ہیں اس کلام کا تعلق بانگِ درا، مثنوی اسرارِ خودی یا رموزِ بے خودی سے ہے۔

یوں تو یہ مجموعہ اقبال کی 'اصلاحات' کا حال پیش کرتا ہے لیکن اس میں بعض اشعار ایسے بھی موجود ہیں جو باقیاتِ شعرِ اقبال کی ذیل میں آتے ہیں جنہیں مصنف نے اصلاح سے تعبیر کیا ہے۔ مثلاً گلِ رنگیں (ص ۱۲) کے بند اول کا یہ شعر

سو زبانوں پر بھی خاموشی تجھے منظور ہے
راز وہ کیا ہے ترے سینہ میں جو مستور ہے

یہ شعر بھی نقشِ اول نہیں ہے بلکہ یہ الگ شعر ہے۔

اس چمن میں سراپا سوز و سازِ آرزو
اور تیری زندگانی بے گدازِ آرزو

بہتر ہوتا اگر مرتب متروکات کو اصلاحات سے جُدا کر دیتے جیسا کہ ان کے معاصرین مثلاً غلام رسول مہر اور عبدالواحد معینی اور عبداللہ قریشی نے کیا ہے۔ یہاں ایک اور امر کی طرف بھی اشارہ کر دینا بے محل نہ ہوگا کہ مرتب نے لمعہ حیدرآبادی کی نظم "دریائے نیپٹن" (اقبالنامہ اول) کے اشعار بھی اصلاحات میں شامل کر لیے ہیں [ملاحظہ ہو اصلاحات اقبال ص۸۹] یہ درست ہے کہ اس نظم پر علامہ نے اصلاحات کی تھیں لیکن مرتب کو اس کی وضاحت کرنا تھی کہ یہ نظم لمعہ حیدرآبادی نے علامہ کو بغرضِ اصلاح بھیجی تھی۔

اصلاحاتِ اقبال میں شامل صرف انہی منظومات کی اہمیت ہے جو کسی اور ذریعے سے دستیاب نہیں ہیں ورنہ اولین ماخذ کی موجودگی میں ثانوی ماخذ کی ہرگز کوئی اہمیت نہیں تاہم اس مجموعے کی اتنی اہمیت ضرور ہے کہ اس سے علامہ کی اصلاحات کا ایک دھندلا سا نقش ضرور ابھرتا ہے دھندلا اس لیے کہ یہ اصلاحات ۱۹۲۲ء تک کے زمانے پر محیط ہیں چونکہ ۱۹۲۲ء کے بعد علامہ کا بہت کم کلام رسائل میں شائع ہوا لہذا اس مجموعے میں دورِ سوم کا کلام موجود نہیں۔

(iii) **تنقیدیں اور خاکے** (جلیل احمد قدوائی ۱۹۵۲ء) اس کتاب میں بعض شخصیات پر قلم اٹھایا گیا ہے اقبال کے ضمن میں ان کی اردو نظموں کے ابتدائی متن کا سراغ لگایا گیا ہے رسالہ "مخزن" مصنف کا اہم ماخذ ہے جس میں ابتدائی دور کا خاصا کلام شائع ہوا تھا اس کے علاوہ مصنف نے "زمانہ"، "صوفی تمدن" اور پرانی درسی کتب سے استفادہ کیا ہے مصنف کی ذاتی بیاض اس مضمون کا اصل ماخذ ہے ۳۸ صفحات کے اس مضمون میں اقبال کی ۳۰ نظموں کا بانگِ درا سے موازنہ کیا گیا ہے۔

(iv) **اوراقِ گم گشتہ** (پروفیسر رحیم بخش شاہین اپریل ۱۹۷۵) اس کتاب میں اقبالیات کے پوشیدہ گوشوں کو بے نقاب کیا گیا ہے اقبال کی نایاب نثری تحریروں کے علاوہ بعض ایسے اشعار بھی اس کتاب میں موجود ہیں، جو باقیات کے کسی مجموعے میں شامل نہیں۔ فارسی متروکات، خاص طور پر مثنوی اسرارِ خودی کے متروکات کو بھی کتاب میں شامل کیا گیا ہے بعض نظمیں مثلاً فاطمہ بنت عبداللہ اور صدیق کے اولین متن کا بانگِ درا کے متن سے موازنہ کیا گیا ہے، اقبال کی بدیہہ گوئی کے نمونے کے طور پر بھی بعض اشعار موجود ہیں جو علامہ کی شگفتگیِ طبع کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اس جائزے میں ہم نے ان اشعار کا ذکر نہیں کیا جنہیں رسالہ ہمایوں لاہور بابت مئی ۱۹۵۱ء سے نقل کیا گیا جلیل احمد قدوائی نے مذکورہ رسالہ میں بانگِ درا کی بعض نظموں کے متروکات اور اصلاحات پر اظہارِ خیال کیا ہے لیکن یہ مضمون نامکمل شائع ہوا ہے مصنف کا مکمل مضمون ان کی کتاب "تنقیدیں اور خاکے" میں "اقبال کی بعض نظموں کا ابتدائی متن" کے عنوان سے ص۱۳۵ پر شائع ہوا ہے جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

(v) **روایاتِ اقبال/اقبال کی صحبت میں** عبداللہ چغتائی کی دو کتب "روایاتِ اقبال" اور "اقبال کی صحبت میں" اسی روایت کی کڑی ہیں[1] ان کتب کی اہمیت یہ ہے کہ اس کا مصنف نہ صرف علامہ کا ہم عصر ہے بلکہ ان کا ہم نشین بھی رہا ہے ان کتابوں میں سوانح حیاتِ اقبال کی بعض ایسی تفصیلات فراہم کی گئی ہیں جو کسی اور ماخذ سے معلوم نہیں ہو سکتی تھیں ہر دو کتب میں بعض ایسے اشعار ملتے ہیں جو باقیات کلامِ اقبال کے کسی باقاعدہ مجموعے میں شامل نہیں ان کتب میں علامہ کی بعض نظموں کا پس منظر بھی فراہم کیا گیا ہے متروکہ اشعار کی تعداد چھ سات سے زیادہ نہیں ہے۔

[1] عبداللہ قریشی کی مرتبہ دو کتب "معاصرینِ اقبال کی نظر میں (۱۹۷۷ء) اور حیاتِ اقبال کی گم شدہ کڑیاں (۱۹۸۲ء) میں بھی اقبال کے بعض متروکہ اشعار درج ہیں ان میں سے کچھ اشعار تو باقیات کے مجموعوں میں پہلے سے شامل ہیں ان کتب کی خوبی یہ ہے کہ یہ علامہ کے متروکہ کلام کے ضمن میں پس منظر فراہم کرتی ہیں۔

(vi) اقبال اور انجمن حمایتِ اسلام (حنیف شاہد ۱۹۷۶ء)

انجمن کے جلسوں میں علامہ نے متعدد نظمیں پڑھیں مولف نے انجمن کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ رودادوں میں ان نظموں کو تلاش کیا اور ان کا موازنہ بانگِ درا کے متن سے کیا اس موازنے میں اختلاف متن کے تحت مولف نے رختِ سفر باقیات اقبال سرود رفتہ، نوادر اقبال اور پیسہ اخبار کے متن سے بھی موازنہ کیا ہے اس طرح کا کلام کتاب کے ستائیس صفحات پر محیط ہے اس کلام سے اقبال کی اپنی کلام پر اصلاح کا حال معلوم ہوتا ہے چند ایسے اشعار بھی پیش کیے گئے ہیں جو مذکورہ مجموعوں کے اوّلین ایڈیشنوں میں موجود نہیں تھے۔

(vii) **تلاش و تاثر** اقبال کے متروکات سے پروفیسر عبدالقوی دسنوی کو بھی خاص دلچسپی رہی ہے جس کا ثبوت موصوف کی دو کتب ہیں "اقبال انیسویں صدی میں" ۱۹۷۷ء اور "تلاش و تاثر" ۱۹۷۶ء اول الذکر کتاب میں اقبال کا وہ تمام کلام شامل کیا گیا ہے جو ۱۸۹۳ء اور ۱۹۰۰ کے درمیانی زمانہ میں لکھا گیا مصنف نے اس کلام کو غزلیات قطعات اور منظومات میں تقسیم کر دیا ہے ان منظومات کا اولین متن ہی اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے جس میں بعض ایسے اشعار موجود ہیں جنہیں باقیات کا درجہ حاصل ہے

(viii) **اقبال انیسویں صدی میں** عبدالقوی دسنوی نے اپنی دوسری کتاب "تلاش و تاثر" میں اقبالیات کے عنوان کے تحت مصنف نے اقبال کی بعض ایسی نظموں کا ذکر کیا ہے جن میں متروکات، موجود ہیں اس مضمون سے اقبال کی اپنے کلام پر اصلاح کی کیفیت کا حال بھی آشکارا ہوتا ہے مضمون کی ترتیب میں 'مخزن'، 'خطیب' اور 'نظام المشائخ' سے خاص طور استفادہ کیا گیا ہے۔

مصنف نے موازنے کے بعد صرف انہی اشعار کو اس کتاب میں شامل کیا ہے جو 'باقیات اقبال'، 'جہانِ اقبال' اصلاحات اقبال، تبرکاتِ اقبال، سرودِ رفتہ اور نوادرِ اقبال میں موجود نہیں اس ضمن میں مصنف نے جلیل قدوائی کے متذکرہ بالا مضمون سے بھی موازنہ کیا ہے جو پہلے رسالہ ہمایوں اور پھر موصوف کی کتاب "تنقیدیں اور خاکے" کی زینت بنا ان اشعار کی تعداد تقریباً پچیس ۲۵ ہے یہاں کتاب مذکورہ کی ایک خامی کی نشاندہی ضروری ہے۔

ص ۲۹ پر ایک قطعہ "خندۂ گل" کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ بانگ درا میں موجود نہیں حالانکہ یہ ص ۲۸۶ پر موجود ہے۔

۷: باقیاتِ اقبال مابعد دریافتیں

اقبال کے فن اور شخصیت پر، ویسے تو علامہ کی زندگی ہی میں مضامین شائع ہونا شروع ہو گئے تھے لیکن 'اقبالیات' کا اصل ذخیرہ قیام پاکستان کے بعد ہی منظر عام پر آیا۔ اقبال کا سیاسی حوالہ ادبی افق پر اثر انداز ہوا اور متعدد افراد نے 'اقبالیات' کو اپنی دلچسپی کا میدان بنا لیا اس نابغۂ روزگار شخصیت کے فکروفن کو سمجھنے کے لیے یہ ضروری تھا کہ اس کی تمام تحریروں کو سامنے رکھکر نتائج اخذ کیے جائیں چنانچہ جہاں ایک طرف علامہ کی شخصیت کے پنہاں گوشے اجاگر کیے گئے وہاں دوسری طرف ان کے نثری اور شعری آثار کی تلاش شروع ہوئی۔

اس کے نتیجے میں رسائل و اخبارات میں متعدد مضامین شائع ہوئے انہی مضامین کی بنیاد پر بعض مستقل کتب بھی تحریر کی گئیں۔۔۔ یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے کوئی سال ایسا نہیں گزرتا جس میں علامہ کے باقیات منظر عام پر نہ آتے ہوں ذیل میں باقیاتِ شعر اقبال کے انہی اہم مآخذ کا جائزہ لیا جا رہا ہے مقصود یہ ہے کہ باقیات کے مطالعہ میں اس تاریخی عمل کو پیش نظر رکھا جائے جس کے نتیجے میں آج ہمارے پاس اس طرح کا وافر ذخیرہ موجود ہے اب تک اس نوع کے درج ذیل مضامین شائع ہو چکے ہیں

عنوان	مصنف	رسالہ	تاریخ
(۱) علامہ اقبال کا غیر مطبوعہ کلام	نظیر لدھیانوی	شاہکار لاہور	مارچ ۱۹۴۶ء
(۲) —	—	ہمایوں لاہور	اپریل ۱۹۵۰ء
(۳) اصلاحاتِ اقبال	پرنسپل منظور حسین	امروز	۲۲ اپریل ۱۹۵۸ء
(۴) اقبال کی تین نظمیں	عبدالقوی دسنوی	مہر نیمروز	جون اگست ۱۹۵۸ء
(۵) نوادراتِ اقبال	اکبر علی خان	صحیفہ شمارہ ۹	جون اگست ۱۹۵۸ء
(۶) گنج بادآورد	"	"	دسمبر جنوری شمارہ ۱۱ ۱۹۵۹ء
(۷) اقبال کے چند نوادر	"	ماہ نو	اپریل ۵۹ اقبال ۷۷
(۸) نوادرِ اقبال	"	صحیفہ شمارہ ۱۳	۱۹۶۰ء
(۹) ایک جوئے کہستاں کی موجِ رواں	عابد رضا بیدار	صبا حیدرآباد دکن	مارچ ۱۹۶۱ء
(۱۰) ایضاً	"	ماہ نو	اپریل ۶۲ / اقبال نمبر ۷۷
(۱۱) چند نوادر بسلسلہ اقبالیات	اکبر علی خان	اقبال ریویو	جولائی ۱۹۶۳ء
(۱۲) ایک جوئے کہستاں کی موجِ رواں	عابد رضا بیدار	ہم قلم کراچی	دسمبر ۱۹۶۴ء
(۱۳) تحقیقی مسائل (اقبال کے چند غیر مرتب نوادر)	جمیل قدوائی	"	جنوری ۱۹۶۴ء
(۱۴) چند نوادر بسلسلہ اقبالیات	اکبر علی خان	اقبال ریویو	جولائی ۱۹۶۴ء
(۱۵) خدنگِ خجستہ	رئیس مینائی	ماہ نو اپریل ۷۷	اقبال نمبر ۷۷ء
(۱۶) اقبال کی ایک فراموش شدہ نظم شمعِ ہستی	لطیف اللہ بدوی	اقبال ریویو	ستمبر ۱۹۶۵ء
(۱۷) اقبالیات	عبدالقوی دسنوی	جامعہ	جولائی دسمبر ۱۹۶۶ء
(۱۸) اقبال کی ایک نادر تحریر	کامل القادری	افکار خاص نمبر	اپریل مئی ۱۹۶۹ء
(۱۹) اقبال پر نیا مواد	بشیر احمد ڈار	اقبال ریویو	جنوری ۱۹۷۰ء
(۲۰) نادراتِ اقبال	افضل حق قریشی	صحیفہ	اقبال نمبر ۷۳ء
(۲۱) اقبال کا غیر مطبوعہ کلام	(ادارہ)	مہک	اقبال نمبر ۷۵-۱۹۷۷
(۲۲) نوادرِ اقبال	اختر راہی	اقبال	اکتوبر ۱۹۷۷ء
(۲۳) اقبال کا غیر مطبوعہ کلام	اصغر حسین نظیر لدھیانوی	برگِ گل	اقبال نمبر ۷۷
(۲۴) باقیاتِ اقبال	قاضی افضل حق قریشی	رسالہ اردو	طبع جدید ۱۹۷۷ء
(۲۵) غیر مدون کلام	(ادارہ)	مہک	گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ ۱۹۷۷ء
(۲۶) ایک قطعہ تاریخ	ڈاکٹر عبدالغنی	صحیفہ	مارچ اپریل ۱۹۷۷ء
(۲۷) باقیاتِ اقبال	حنیف شاہد	—	جولائی ۱۹۷۸ء
(۲۸) بالِ جبریل کا متروک کلام	ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی	مجلہ تحقیق	شمارہ ۲ (۱۹۸۰)
(۲۹) علامہ اقبال کا کچھ غیر مطبوعہ کلام	"	اورینٹل کالج میگزین	مارچ ۱۹۸۲ء
(۳۰) علامہ اقبال کا غیر مطبوعہ کلام	سید سرفراز احمد	مشرق اقبال نمبر	اپریل ۸۳ء
(۳۱) علامہ اقبال اور درسی کتابیں	ڈاکٹر حسن اختر	ماہ نو	اپریل ۸۳ء
(۳۲) علامہ اقبال کے غیر مطبوعہ قطعات	نظیر لدھیانوی	امروز	اقبال ایڈیشن نومبر ۱۹۸۲ء

مندرجہ بالا جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک ایسے ۳۲ مضامین شائع ہو چکے ہیں جن میں علامہ کی متفرق تحریروں کو یکجا کیا گیا ہے مرتبین کی فہرست پر نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اکبر علی خاں، عابد رضا بیدار، عبدالقوی دسنوی اور قاضی افضل حق قرشی صاحب نے باقیات کی فراہمی میں خصوصی دلچسپی کا مظاہرہ کیا ہے ان مضامین کا مختصر تنقیدی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) لیئق لدھیانوی کے اس مضمون کو باقیات شعر اقبال کی تدوین میں اولیت کا درجہ حاصل ہے موصوف کا ماخذ وہ بیاض ہے جسے انہوں نے بانگِ درا کی اشاعت سے قبل مختلف رسائل کی مدد سے مرتب کیا (تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے (یہی باب بیاضیں ڈائریاں) اس مضمون میں کچھ اشعار بھی شامل ہیں درج ذیل غزلیں بھی باقیات کی ذیل میں ہیں۔

(i) ع بلا کشانِ محبت کی یادگار ہوں میں

(ii) ع جان دے کر تمہیں جینے کی دعا دیتے ہیں۔

(iii) ع اے حباب بحرائے پروردۂ دامانِ موج

(iv) ع عاشقِ دیدارِ محشر کا تمنائی ہوا

یہ تمام غزلیں باقیاتِ اقبال اور سرودِ رفتہ میں شائع ہو چکی ہیں۔

(۲) ہمایوں ص ۲۹۸ میں چھپنے والی غزل "خط منظوم، پیغام بیعت کے جواب میں" ہے یہ نظم مخزن مئی ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی تھی اور اب یہ سرود رفتہ (ص ۱۰۳) میں موجود ہے اس نظم کے بعض اشعار "عقل و دل" کے عنوان سے بانگ درا میں بھی شامل کیے گئے ہیں۔

(۳) نظم طلبہ علی گڑھ کالج کے نام (ع اوروں کا ہے پیام اور، میرا پیام اور ہے) کے ۱۲ اشعار درج کیے گئے ہیں جس میں سات اشعار اب بانگ درا میں موجود ہیں باقی اشعار متروکہ ہیں "برگ گل" کے چند اشعار بھی دیے گئے ہیں یہ اشعار سرود رفتہ (ص ۵۲) میں بھی موجود نہیں ہیں "برگ گل" اب بانگ درا میں موجود نہیں البتہ اس کا ایک شعر قدرے تغیر کے ساتھ "سوامی رام تیرتھ" والی نظم میں شامل کیا گیا ہے۔ دونوں کا موازنہ پیش کیا جاتا ہے۔

سوامی رام تیرتھ	برگ گل
نفی ہستی اک کرشمہ ہے دلِ آگاہ کا	چھپ کے ہے بیٹھا ہوا اثبات نفی غیر میں
لا کے دریا میں نہاں موتی ہے الا اللہ کا۔	لا کے دریا میں نہاں موتی ہیں الا اللہ کے

(۴) اس مضمون میں 'فلسفۂ غم'، 'فاطمہ بنت عبداللہ' اسلامی رواداری (قاہرہ ادرنہ) کے اشعار ہیں تینوں نظمیں وکیل امرتسر میں چھپی تھیں مضمون میں ان نظموں کے وہی اشعار ہی شامل کیے ہیں جو بانگِ درا میں موجود نہیں ہیں عبدالقوی دسنوی صاحب نے ان اصلاحات کا بھی ذکر کیا ہے جو ان نظموں میں کی گئیں چونکہ یہ تینوں اصل ماخذوں سے نقل کی گئی ہیں لہٰذا صحیح تر متن کی تلاش میں اس مضمون کی خاص اہمیت ہے

(۵) صحیفہ میں چھپنے والے یہ ۱۵ نوادرات رخت سفر سے موازنے کے بعد درج کیے گئے ہیں لیکن یہ سب اشعار بعد میں سرود رفتہ میں شامل کر لیے گئے تاہم ایک شعر ایسا ہے جو 'سرود' کے مرتب سے بھی رہ گیا

ع لیتے ہیں داغ محبت سے گل جنت مراد .... الخ

یہ شعر علامہ کی نظم "اہلِ درد" کا ہے مؤلف نے اپنے اس مضمون میں بعض منظومات کا پس منظر بھی فراہم کیا ہے۔

---

[۱] رسالہ ادبیات شمارہ ۲ اپریل جون ۸۸ میں راقم الحروف کا ایک مضمون بھی شائع ہو چکا ہے جو علامہ کی ان ۱۲ غیر مدون مسلود پر مشتمل ہے جو موصوف نے × شاعر کے فرضی نام سے لکھیں۔

(۶) اس مضمون میں ۱۶ غزلیں دی گئی ہیں اسکے علاوہ تین نظموں کا اولین متن بھی دیا گیا ہے

خدا حافظ ، شمع زندگانی ، کلاہ لالہ رنگ

"باقیات اقبال" اور "سرود رفتہ" میں یہ منظومات شامل ہیں لیکن ماخذ کا حوالہ نہیں دیا گیا ۔

(۷) اکبر علی خان نے اس مضمون میں ایک نظم ، ۱۸ قطعات اور ۲ اشعار پیش کیے ہیں ان میں درج ذیل اشعار ، باقیات کے کسی باقاعدہ مجموعے میں نہیں آسکے ۔

نظم ع عشق صادق ہے مجھے ترکی و ایران کے ساتھ

رباعی ع بہتر ہے اگر علم سے بے گانہ ہے ۔

قطعہ نمبر۱ ع بجلی کی زد میں آتے ہیں پہلے وہی طیور

نمبر۲ ع تعجب تو یہ ہے کہ جنت کی بستی

اشعار نمبر۱ ع کہہ دو یہ کوہکن سے کہ مرنا نہیں کمال

نمبر۲ ع کیسیں جائیں تمہارے دشت پیما چھپ نہیں سکتے

(۸) یہ مضمون ۱۹۶۰ء میں شائع ہوا اس میں شامل نظمیں "سرود رفتہ"، "باقیات اقبال" اور "تبرکات اقبال" میں شائع ہو چکی ہیں مصنف نے بعض نظموں کا پس منظر بھی بیان کیا ہے یہاں درج ذیل مضامین شامل ہیں "اشک خوں"، "شیشہ ساعت کی ریگ" رباعی ، دو قطعات ، پنجاب کا جواب ، محبت کا شرر ، بے سلطنت قوم ، شکست سومنات ۔

(۹) اس مضمون میں ایک فارسی نظم کے علاوہ بانگ درا کی نظم "درد عشق" کے اولین ماخذ پر روشنی ڈالی ہے بانگ درا کی نظم "ایک شام" میں بعض اصلاحات کا ذکر کیا ہے "مخمخانہ جاوید" میں شامل علامہ کے بعض اشعار پیش کیے ہیں جن میں سے زیادہ تر سرود رفتہ میں شائع ہو چکے ہیں تاہم ایک شعر ع نسیم صبح نہ چھیڑے ...... الخ رہ گیا تھا جسے "باقیات اقبال" کے مؤلف نے اپنے مجموعہ میں شامل کر لیا ہے مضمون کی اہم بات یہ ہے کہ مصنف نے علامہ کی ۴۲ نظموں کو زمانی ترتیب سے درج کیا ہے ۔ بعض نظموں کا سنہ اشاعت بھی بتایا گیا ہے ۔

(۱۰) عابد علی رضا بیدار کے اس مضمون میں خطوط کے علاوہ بعض اردو اور فارسی نوادر موجود ہیں ایک قطعہ اور ایک شعر سرود رفتہ کے علاوہ کسی اور مجموعے میں شامل نہیں ، یہاں موجود ہے ۔

(۱۱) اس مضمون میں علامہ کی چند فارسی نظمیں اور اشعار شامل ہیں درج ذیل اردو اشعار کسی باقاعدہ مجموعہ میں شامل نہیں

(i) ع یہ مانا قصۂ غم سے تمہارا جی بہلتا ہے ۔ X

(ii) نظم "میں اور میری قوم"

اس نظم کا متن پہلی بار اقبال ریویو ہی میں شائع ہوا غزل ع لڑکپن کے ہیں دن صورت کسی کی بھولی بھولی ہے ۔ میں اصل رسالے کا حوالہ پہلی دفعہ منظر عام پر آیا ہے ۔

(۱۲) "نیم قلم" میں علامہ کے دس نوادرات شائع ہوئے ہیں ان میں چار فارسی نظمیں اور تین اردو نظمیں شامل ہیں دو اردو نظموں کے متعلق جلیل قدوائی نے لکھا ہے کہ یہ بانگ درا میں معمولی تغیرات کے ساتھ موجود ہیں جبکہ پہلی نظم

ع جو مضمون زندگی میں حرف موزوں بن کے نکلے ہیں

کے کچھ اشعار "باقیات اقبال" اور کچھ "روزگار فقیر" جلد دوم ص ۲۵۰ پر شائع ہوا ہے سرود رفتہ ص ۲۱۲ میں اس نظم کا آخری شعر موجود ہے لہٰذا اب اس مضمون میں کوئی چیز باقیات کے ذخیرہ میں شامل نہیں کی جا سکتی ۔

(۱۳) یہ مضمون اصل میں عابد رضا بیدار کے مضمون شائع شدہ، نیم تم کراچی (دسمبر ۶۲) کے جواب میں لکھا گیا ہے بیدار صاحب کی خامیاں بتاتے ہوئے قدوائی صاحب بتاتے ہیں کہ ان کے دس نوادرات میں دو [عر ۳، ۲] پہلے سے بانگ درا میں موجود ہیں مصنف نے ان نظموں کا موازنہ بانگ درا کے متن سے بھی کیا ہے ۔

(۱۴) "خمخانۂ جاوید" مرتبہ لالہ سری رام سے ماخوذ نظمیں جو سرود اور باقیات میں موجود ہیں نظم

ع پاس والوں کو تو آخر دیکھنا ہی تھا مجھے سرود رفتہ ص ۱۴۹ پر موجود ہے مصنف نے 'ترانۂ ہندی' کا پس منظر بھی بیان کیا ہے اور اس میں ایک شعر پر علامہ کی اصلاح کا ذکر بھی کیا ہے دو فارسی نظمیں اور اشعار بھی متروکہ کلام کے ذخیرہ میں شامل ہیں ۔

(۱۵) رئیس مینائی نے مخزن میں شائع ہونے والی بعض منظومات، عقیلہ، پیام عشق، عبدالقادر کے نام، نمود صبح، گورستان شاہی فلسفۂ غم اور غزل ع کبھی اے حقیقت منتظر ---- کے اشعار اور ان کے متروکات کا ذکر کیا ہے ایک نظم 'دریوزہ خلافت' معارف اعظم گڑھ اکتوبر ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی تھی تاہم اس کے ایک مضمون میں ایک شعر ایسا ہے جو باقیات کے کسی مجموعہ میں شامل نہیں وہ شعر یہ ہے ؎ دیارِ خامشی دل میں ایسا ستم کش دردِ جستجو ہو

کہ اپنے سینے میں آپ پوشیدہ صورتِ حرف راز ہو جا۔

(۱۶) اس مضمون میں علامہ کی نظم "شمع ہستی" کا متن شامل کیا گیا ہے یہ نظم 'انوار اقبال' میں بھی چھپ چکی ہے یہ نظم علامہ اقبال کی نہیں بلکہ اسماعیل میرٹھی کی ہے اور مخزن جولائی ۱۹۰۰ء کے شمارے میں ان کے نام سے شائع ہو چکی ہے لطف اللہ بدوی صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے حیرت ہے کہ کئی حضرات اس نظم کے متعلق اسی طرح کی غلط فہمی کا شکار ہوئے اس میں بشیر احمد ڈار بھی شامل ہیں شیخ اعجاز احمد نے بھی اس نظم کو اپنی بیاض میں نقل کیا تھا ۔ اسکی وجہ غالباً یہ ہے کہ یہ نظم اپنے اسلوب، موضوع اور بندش کے لحاظ سے اقبال کی اس دور کی نظموں سے حیرت انگیز مشابہت رکھتی ہے[1] ۔

(۱۷) عبدالقوی دسنوی کا یہ مضمون بعد میں ان کی کتاب "تلاش و تاثر" ۱۹۷۶ء مطبوعہ نسیم بکڈپو لکھنؤ میں شائع ہوا ہے اس میں مخزن کے حوالے سے درج ذیل نظموں کا جائزہ لیا گیا ہے 'انسان اور بزم قدرت'، نالۂ فراق، سرگزشت آدم، رخصت اے بزم جہاں پیام، طلباء علی گڑھ کے نام، پیغام عشق، شکریہ (نمود صبح)، گورستان شاہی غزل (ع ہے رسم عشق دور الگ سب سے بیٹھنا) 'شمع' بانگ درا میں شامل نہیں لیکن 'باقیات اقبال' اور 'رخت سفر' میں شائع ہو چکی ہے ۔ تاہم اس کا ایک شعر یہاں ایسا بھی شائع ہوا ہے جو کسی اور جگہ موجود نہیں قطعہ ع 'ہمائے اوج سعادت ہو آشکار اپنا' بھی بانگ درا میں شامل نہیں ہو سکا مضمون میں بعض دوسرے رسائل سے بھی کچھ کلام اخذ کیا گیا ہے مثلاً ۔۔۔

(۱) عید پر شعر لکھنے کی فرمائش کے جواب میں خطیب ۱۲ اگست ۱۹۱۵ء [۲ اشعار متروکہ]

(۲) دعا زمیندار لاہور ۲۲ دسمبر ۱۹۱۱ء [بانگ درا میں ایک شعر شامل نہیں ہو سکا]

(۳) غزل زمیندار لاہور ۱۱ اپریل ۱۹۱۳ء [مشمولہ رخت سفر]

(۴) وطنیت نظام المشائخ جلد ۳۷ شمارہ ۵ [ایک شعر]

(۵) ایک شعر از اصلاح سخن جون ۱۹۰۷ء

(۶) ظریفانہ کلام ماخوذ از "تذکرہ خندۂ گل" [۲ اشعار]

یوں لگ بھگ ۲۵ اشعار ایسے نکالے گئے ہیں جو باقیات کے مجموعوں میں شامل نہیں ہیں ۔

---

[1] حیات کلیات اسماعیل ص ۲۶

(۱۸) کامل القادری نے اس نظم میں مخزن کے حوالے سے سفر حیدرآباد کے دوران لکھی جانے والی نظم " گورستان شاہی " کا پس منظر بیان کیا ہے اور متروکات کی نشاندہی کی ہے اس میں ایک شعر ع خندۂ طفلک سے ہے اس کی چمک محبوب تر ۔ الخ متروکات میں شامل ہے مصنف نے اس امر کی تردید کی ہے کہ یہ نظم جیسا کہ بعض نقاد سمجھتے ہیں سوئن برن کی The Garden of Prosper pine سے ماخوذ ہے ۔

(۱۹) اس مضمون میں علامہ کے ایک ہم عصر " شیخ عبدالحق " کا قطعہ تاریخ وفات اور اس کا عکس شائع ہوا ہے یہ قطعہ سرود رفتہ ص ۲۲۱ پر شائع ہو چکا ہے تاہم شیخ عبدالحق " کے بارے میں بعض معلومات پہلی دفعہ اس مضمون کے ذریعے منظر عام پر آئی ہیں ۔

(۲۰) افضل حق قرشی کے اس مضمون میں باقیات کے حوالے سے چار اشعار شائع ہوئے ہیں جس میں دو فارسی کے اور دو اردو کے ہیں ان میں ایک مزاحیہ شعر جو اب باقیات میں شامل ہونے کے لائق ہے ع شور ایسا ہے کہ قصابوں کی ہو جیسے برات "

(۲۱) "مہک " کے اس نمبر میں علامہ کے متعدد نثری اور شعری باقیات شائع ہوئے ہیں ان میں سے بعض اب باقیات کے مجموعوں میں شائع ہو چکے ہیں درج ذیل غزلوں کا ابتدائی متن ہماری توجہ کا مرکز ہے

ع عبادت میں زاہد کو مسرور رہنا

ع تم آزماؤ ہاں کو زباں سے نکال کے ۔

ع ٹھہرتا ذرا سن کے کم بخت کیا تھی

ع تم نے آغاز محبت میں یہ سوچا ہوگا ۔

اقبال اور ظفر علی خان کی مشترکہ نظمیں بھی لائق اعتنا ہیں ان میں علامہ کے شعروں کی نشاندہی ممکن ہے انہیں بھی باقیات میں شامل کر لینا چاہیئے ۔ " مہک میں " ۵ رباعیات بھی شائع ہوئی ہیں ان میں سے چار کشمیر سے متعلق ہیں اور کئی موقعوں پر شائع ہو چکی ہیں دو اشعار ایسے بھی ہیں جو کسی جگہ شائع نہیں ہوئے

(۱) ع ہر چیز تو ہے منع ہمیں اے طبیب عشق .... الخ

(۲) ؎ موت یہ میری نہیں ، میری اجل کی موت ہے ۔
کیوں ڈروں اس سے کہ مر کر پھر نہیں مرنا مجھے

متعدد نظموں میں علامہ کی اصلاحات کا ذکر بھی رسالہ میں موجود ہے ۔

(۲۲) اس مضمون میں علامہ کا وہ قطعہ شامل ہے جو سفر کشمیر سے متعلق ہے ع تماشائے دل کن کہ ہنگام شام یہ قطعہ سرود رفتہ ص ۲۱۱ پر شائع ہو چکا ہے تاہم دونوں متون میں ایک اختلاف پایا جاتا ہے رسالہ "اقبال" کے متن میں " کہ ہنگام " درج ہے جبکہ سرود رفتہ میں " بہنگام " ہے جو زیادہ قرین قیاس ہے اس قطعہ کا تفصیلی پس منظر "تبرکات اقبال" میں بھی شائع ہو چکا ہے ۔

(۲۳) اصغر حسین نظر لدھیانوی کا یہ مضمون بھی اُس بیاض سے ماخوذ ہے جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے مضمون میں علامہ کی ابتدائی دور کی سات غزلیات کے اشعار شامل کیے گئے یہ اشعار نئے نہیں ہیں بلکہ باقیات کے مجموعوں میں شامل ہیں ۔

(۲۴) یہ مضمون رسالہ اردو کے اقبال نمبر ۔ طبع جدید ۱۹۷۷ء میں شائع ہوا ہے اس میں دو نظمیں باقیات میں شمار کی جا سکتی ہیں قطعہ تاریخ مولانا ابو سعید محمد شعیب اور مرثیہ وکٹوریہ سرود رفتہ میں شامل اس نظم کے متن میں بعض اختلافات پائے جاتے ہیں ۔

(۲۵) گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ کا یہ دوسرا اقبال نمبر ہے جو ۱۹۷۷ء میں شائع ہوا حسب روایت اس ادارے نے اقبال کی متعدد غیر مدون تحریروں کو اپنے نمبر میں شائع کیا ہے مثلاً اقبال کی نظم ' صدیق ' کا اولین نقش بھی شامل کیا گیا ہے ۔

اس نظم کے مطالعہ سے یہ دلچسپ انکشاف ہوتا ہے کہ علامہ "غار ثور" کے بجائے "غار حرا" لکھ گئے تھے بانگ درا میں اس غلطی کی
اصلاح کر دی گئی ہے اقبال کی ایک غیر مدون غزل ع نظر اس دور میں مجھ کو ترا جینا نہیں آتا بھی شامل کی گئی ہے جو رسالہ
مولوی دہلی کے رسول نمبر ربیع الاول ۱۳۵۱ھ بمطابق جون ۱۹۳۲ میں شائع ہوئی تھی اس نظم کے ضمن میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ
یہ غزل "باقیات" اور روزگار فقیر میں شائع نہیں ہوئی یہ بیان محل نظر ہے۔ اول تو یہ غزل ہی نہیں ہے یہ "تصویر درد" کے متروکہ
اشعار ہیں اور ساتویں بند میں شامل ہیں سرود رفتہ میں یہ اشعار ص ۱۱۹ اور باقیات طبع سوم میں ص ۳۲۸ پر شائع ہو چکے ہیں۔

(۲۷) حنیف شاہد نے کچھ ایسی نظموں اور غزلوں کا سراغ لگایا ہے جو ان کے بقول مخزن میں شائع ہوئی تھیں لیکن ان پر باقیات کے
مرتبین کی نظر نہیں پڑی ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

غزل	ع محبت کو دولت بڑی جانتے ہیں	مخزن جولائی	۱۹۰۱ء
نظم X	دیبا چمن خار خار ہے دنیا	" جنوری	۱۹۰۵ء
مفلسی :.	ہا ہے اے مفلسی صفا ہے ترا	" فروری	۱۹۰۲ء
شام	سفر ہستی میں شام آئی ہے	" مئی	۱۹۰۵ء

ان نظموں کے متعلق حنیف شاہد کا بیان درست نہیں چاروں نظمیں سرود رفتہ میں شامل ہیں تاہم دوسری اور تیسری نظم میں بند کا
آخری شعر سرود رفتہ سے مختلف ہے ان دو اشعار کو ہی اب 'باقیات' سمجھا جائے گا واضح ہو کہ موخر الذکر تینوں نظمیں
"یتیم کا خطاب ہلال عید" کے تین مختلف بند تھے جنہیں عنوان دے کر مخزن میں شائع کیا گیا۔

(۲۸) اب تک جن مضامین کا ذکر کیا جا چکا ہے ان میں سے بیشتر رسائل و اخبارات کی مدد سے مرتب کیے گئے تھے چنانچہ ان مضامین
میں علامہ کے جو باقیات شائع ہوئے ہیں انہیں غیر مطبوعہ نہیں کہا جا سکتا
زیر نظر مضمون میں علامہ کے غیر مطبوعہ شعری باقیات شائع کیے گئے ہیں مرتب کا ماخذ وہ بیاضیں ہیں جو علامہ کے ذاتی کاغذات
میں ایک عرصہ سے محفوظ چلی آ رہی تھیں۔ اس مضمون میں بال جبریل کی ۳۰ غزلوں اور ۸ نظموں کے وہ اشعار پیش
کیے گئے ہیں جو ابھی تک غیر مطبوعہ ہیں اقبال کے ذاتی کاغذات میں بال جبریل کے دو مسودات ملتے ہیں ایسا لگتا ہے کہ مرتب
نے دونوں مسودات نہیں دیکھے بلکہ صرف ایک بیاض کے مطالعہ سے یہ اشعار اخذ کیے ہیں مثلاً نظم "فرشتوں کا گیت"
اور ذوق و شوق کے بند نمبر ۳ کے دو اور بند نمبر ۵ کے تین اشعار ان سے رہ گئے ہیں اسی طرح نظم "زمانہ" کا شعر نمبر ۲ بھی
یہاں درج نہیں کیا جا سکا۔
اس مضمون میں بعض اشعار ایسے بھی ہیں جنہیں "باقیات" نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ بعض اشعار کی اولین صورتیں ہیں

(۲۹) اس مضمون میں بانگ درا کی آٹھ، بال جبریل کی ایک ضرب کلیم کی پانچ اور ارمغان حجاز کی ایک نظم (ابلیس کی
مجلس شوریٰ) کے وہ اشعار شامل کیے گئے ہیں جو کلیات اقبال اردو میں موجود نہیں۔
اس مضمون میں بھی کم از کم دو اشعار ایسے ہیں جنہیں "باقیات" نہیں کہا جا سکتا یہ اشعار کلیات اقبال میں شامل نظموں کے
اشعار کا ابتدائی متن ہیں انہیں "اصلاحات اقبال" ہی کہا جا سکتا ہے مثلاً ضرب کلیم کی نظم "ناظرین سے" کا

واحد شعر نیا شعر نہیں ہے بلکہ ایک شعر کا ابتدائی متن ہے اسی طرح نظم ذوق و شوق کا شعر نمبر ۶ بھی موجودہ اشعار کی ابتدائی صورت ہیں

بعض اشعار میں متن کی اغلاط پائی جاتی ہے مثلاً ذوق و شوق میں شعر اول مصرع ثانی میں لفظ 'روز' نہیں بلکہ 'زور' ہے تیسرے شعر کے مصرع اولیٰ میں لفظ "معجزانہ" نہیں بلکہ 'معجزہ' ہے اسی طرح اسی نظم کے چوتھے شعر میں مصرع اول میں "چوب کلیم ہوطا" نہیں ہے بلکہ "چوب کلیم کرعطا" ہے ساتویں شعر کے پہلے مصرع میں بھی ایک غلطی در آئی ہے وہ یہ کہ پہلے مصرع میں لفظ 'شعر' غلط ہے علاوہ کی اس بیاض میں لفظ 'شبہر' درج ہے۔ نظم "شمع و شاعر" کا ایک ایسا شعر بھی 'متروکات' کے ذخیرے میں شامل ہوگیا ہے جو بانگ درا میں موجود ہے وہ شعر یہ ہے۔

ع پھر کہیں سے اس کو پیدا کر بڑی دولت ہے یہ تا [ص ۵۲ سگیز ہن مذکور]

مثلاً غزل نمبر ۹ ص ۳۳، غزل نمبر ۱ ص ۳۹ اور نظم لسین کا دوسرا شعر غزل نمبر ۳۰ کا پہلا شعر بھی اسی قبیل کا ہے۔
اقبال کی تحریر کو پڑھنا ذرا مشکل کام ہے بعض الفاظ ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں شاید اسی وجہ سے ان متروکات میں بعض ایسی اغلاط واقع ہوگئی ہیں جن کا درست کرنا بہت ضروری ہے مثلاً ذوق و شوق کے آخری بند شعر نمبر ۳ میں "زش" لکھا ہے۔ حالانکہ یہ لفظ فروش ہے بند نمبر ۳ کے شعر نمبر ۲ میں لفظ "عرق" نہیں "ممد" ہے" اس مصرع میں خالی جگہ پر لفظ "الم" ہے

ع صبح الم کی ہے شفق، مرد شہید کا لہو بند نمبر ۲ کا آخری مصرع اصل میں یوں ہے

ع میرے سوا یہاں کوئی رند کہن سبو نہیں

غزل نمبر ۱۵ کے مصرع اولیٰ میں لفظ 'نا میدی' لکھا گیا ہے جو غالباً کتابت کی غلطی ہے اسے "نا امیدی" ہونا چاہیے غزل نمبر ۲۶ کا مصرعہ ثانی یوں تھا۔

ع وہ سرخوشی کہ میسر ہو بے عصارۂ تاک

غزل نمبر ۸، شعر نمبر ۳ کا مصرع اولیٰ یوں لکھا گیا تھا۔

ع خودی کو گرچہ قدرت نے چھپا رکھا ہے پردوں میں۔

(۳۰) سید سرفراز احمد نے اس مضمون میں علامہ کی چھ غزلوں اور نظموں کے باقیات پیش کیے ہیں ان کا ماخذ 'مخزن' اور دوسرے رسائل ہیں پیش کردہ معلومات نئی نہیں ہیں بلکہ باقیات کے دیگر مجموعوں میں پہلے سے موجود ہیں غزلوں کے علاوہ درج ذیل تین نظموں کے باقیات کو بھی شامل کیا گیا ہے فریاد امت، جواب شکوہ، فاطمہ بنت عبداللہ

(۳۱) ڈاکٹر سید حسن اختر صاحب کا یہ مضمون (ص ۱۲) بظاہر درسی کتابوں کے بارے میں لکھا ہے لیکن اس میں ایک ایسی کتاب کا بھی ذکر آیا جو علامہ کے ابتدائی کلام کا اہم ماخذ ہے ہماری مراد "اردو کی پانچویں کتاب" (۱۹۰۵) سے ہے جس میں علامہ کا مدون اور غیر مدون کلام شائع ہوا اس مجموعے کی درج ذیل نظمیں غیر مدون ہیں اور مکمل شکل میں "روزگار فقیر جلد دوم" میں شامل ہیں۔
محنت، بچوں کے لیے چند نصیحتیں، گھوڑوں کی مجلس اور شہد کی مکھی۔ بانگ درا میں شامل بعض نظمیں بھی یہاں موجود ہیں جن میں 'ایک مکڑا اور مکھی' ہمدردی' اور 'ماں کا خواب' شامل ہیں۔
آخر الذکر تین نظموں کا ابتدائی متن مذکورہ بالا درسی کتاب کے علاوہ اور کہیں نہیں ملتا یہی وجہ ہے کہ بانگ درا کے متن سے موازنہ کیا جائے تو اس میں متعدد ایسے اشعار کا سراغ ملتا ہے جو ابھی تک غیر مدون ہیں ڈاکٹر صاحب کے زیر نظر مضمون میں "ایک مکڑا اور مکھی" اور ہمدردی کے آٹھ آٹھ اشعار ایسے شامل ہیں جنہیں ہم غیر مدون کلام میں شامل کر سکتے ہیں۔

یہاں ایک تسامح کی طرف توجہ مبذول کرانا ضروری ہے کہ ان کے خیال میں اس درسی کتب میں علامہ کی متذکرہ صرف دو نظمیں شامل ہیں حالانکہ یہ درست نہیں ان دو کے علاوہ چار اور نظمیں بھی اس کتاب میں موجود ہیں جنہیں اب باقیات کا درجہ حاصل ہے ایک اور نظم "ماں کا خواب" بھی اس مجموعے میں شامل ہے جس میں نو اشعار ایسے شامل ہیں جو اب بانگ درا میں موجود نہیں۔

(۳۲) نیئر لدھیانوی نے اپنے مضمون میں علامہ کے صرف دو قطعات کا ذکر کیا ہے یہ دونوں قطعات تاریخی ہیں یعنی علامہ نے حساب جمل کے طریقے سے تاریخ نکالی ہے ایک قطعہ لدھیانہ والی بیوی کے انتقال پر لکھا گیا دوسرے قطعہ کا تعلق "ذوالفقار گنج" کی تعمیر سے ہے دونوں قطعات اس سے پہلے سرود رفتہ اور باقیات اقبال میں شائع ہو چکے ہیں تاہم متن کے بعض اختلافات قابل توجہ مزید ہیں اس مضمون کا اہم پہلو ان قطعات کا پس منظر فراہم کرتا ہے اس حوالے سے بعض معلومات پہلی دفعہ پیش کی گئی ہیں۔

باقیات شعر اقبال سے متعلق ان مضامین کے جائزے میں جو حقیقت منظر عام پر آتی ہے وہ یہ ہے کہ ان مضامین کے ذریعے بیشتر دریافتیں اب باقاعدہ مجموعوں کی زینت ہیں اگرچہ ان مجموعوں کے مرتبین نے اپنے مآخذ کا حوالہ نہیں دیا تاہم تلاش و جستجو کرنے والے یہ اصحاب ہمارے شکریے کے مستحق ہیں کہ ان کی کوششوں کے طفیل یہ اہم ذخیرہ مدوّن صورت میں سامنے آیا ورنہ بہت ممکن تھا کہ یہ سب کچھ تلف ہو جاتا ان مضامین کے متعلق دوسری بات یہ کہی جا سکتی ہے کہ ان میں شامل کلام اقبال کے متن کی اہمیت کم نہیں ہوئی باقیات کے مستند ترین مجموعہ کی اشاعت میں یہ تمام کلام مفید ثابت ہو سکتا ہے اسی طرح اقبال کے شعری متروکات اور متداول کلام کا پس منظر معلوم کرنے کیلئے بھی ان مضامین سے استفادہ ناگزیر ہے۔

باب ۳

دورِ اوّل (۱۸۹۳ء تا ۱۹۰۸ء) کے باقیات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

اقبال کے دورِ اوّل (۱۸۹۳ء تا ۱۹۰۸ء) کے باقیات کو درج ذیل عنوانات کے تحت (۵) پانچ حصوں میں کیا گیا ہے۔

۱۔ مکمل متروکہ نظمیں (مدوّن / غیر مدوّن)
۲۔ بانگِ درا کی نظموں کے متروک اشعار
۳۔ مکمل متروکہ غزلیں (مدوّن / غیر مدوّن)
۴۔ بانگِ درا کی غزلوں کے متروک اشعار
۵۔ مکمل قطعات و رباعیات (مدوّن / غیر مدوّن)

بانگ درا میں شامل نظموں اور غزلوں کے جزوی متروکات پر بحث کرتے ہوئے ہم نے ترتیب وہی رکھی ہے جو بانگِ درا میں موجود ہے، تاہم یہاں اس حقیقت کو بیان کر دینا بے محل نہ ہوگا کہ بانگ درا میں مختلف ادوار کے تحت جن منظومات کو شامل کیا گیا ہے ان میں سے بعض کی زمانی ترتیب درست نہیں ہے۔ مثلاً نظم "شبنم اور ستارے" کو ۱۹۰۸ء کے بعد کے کلام میں شامل کیا گیا ہے حالانکہ علامہ کی قلمی بیاض کے مطابق یہ نظم ستمبر ۱۹۰۷ء میں لکھی گئی۔

دورِ اوّل کی وہ منظومات جنھیں علامہ نے مکمل طور پر ترک کر دیا تھا ان کی زمانی ترتیب کا صحیح تعین بہت مشکل کام ہے، جہاں کسی کلام کے زمانۂ تحریر کی واضح شہادت نہیں ملی، وہاں قیاس سے کام لیا گیا ہے، اس قیاس کی بنیاد نظم کی اوّلین اشاعت پر رکھی گئی ہے۔ جن منظومات کی اشاعت کا علم نہیں ہو سکا وہاں اس کلام کی داخلی شہادتوں سے تعینِ زمانہ کی کوشش کی گئی ہے اس میں متعلقہ کلام کے موضوعات اور زبان و بیان کو دلیل بنایا گیا ہے، بعض منظومات کے زمانے کے تعین میں ہمیں گیان چند سے اختلاف ہے، اس اختلاف کی وجوہ بھی بتائی گئی ہیں۔ تحقیق اور تفتیش کے اس کڑے مرحلے کے بعد بھی پورے یقین سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کلام کی اصل ترتیب بعینہٖ وہی ہے، جو ہم نے اس باب کی ابتدا میں تفصیل سے بیان کی ہے۔ اس امر کا امکان ہے کہ کوئی نظم اپنے زمانۂ تصنیف کے بہت بعد میں کسی رسالے یا اخبار میں اشاعت کی غرض سے بھیجی گئی ہو۔ مثلاً نظم 'ابر' علامہ کے سفرِ ایبٹ آباد کی یادگار ہے جو اگست ۱۹۰۴ء میں وقوع پذیر ہوا۔ اس سفر میں لکھی جانے والی نظم اپنی تصنیف کے دس ماہ بعد جون ۱۹۰۵ء کے "زمانہ" میں شائع ہوئی۔ تاہم دورِ اوّل کے باقیات کی جو ترتیب ہم نے قائم کی ہے اس کے بارے میں یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ یہ تمام کلام ۱۹۰۸ء یا اس سے قبل کا ہے۔

علامہ کی جن تیس (۳۰) منظومات کو ہم نے دورِ اوّل میں شامل کیا ہے ان کے بارے میں دو باتوں کی تصریح کر دی گئی ہے۔ اوّل نظم کا سنۂ اشاعت یا زمانۂ تحریر، جہاں ضرورت پڑی ہے وہاں حواشی میں اپنے موقف کے حق میں دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ دوم اس نظم یا غزل کے ماخذ کی نشاندہی بھی کر دی گئی ہے۔ اس

ضمن میں اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ ہم نے فہرست میں صرف اہم ماخذ کا ذکر کیا ہے ۔ باقی ماخذ
کے متعلق معلومات ضمیمہ ۳ میں موجود منظومات کے اشاریے میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں ۔ اس دور کے
غیر مدوّن کلام کے بارے میں ہماری تحقیق کا حاصل چار غیر مدوّن نظمیں اور دو غیر مطبوعہ نظمیں ہیں ، جنھیں ہم نے
آگے مکمل طور پر درج کر دیا ہے ۔ اس کے علاوہ مدوّن اور غیر مدوّن کلام کی غزلوں کے لگ بھگ اکیس[۲۱] اشعار
ایسے ملے ہیں جو باقیات کے کسی مجموعے میں شامل نہیں ہیں ۔ اس کلام کے متعلق ہمارے اہم ماخذ میں مخزن اور
شیخ اعجاز کی بیاضیں ہیں ۔ اوّل الذکر بیاض کا غیر مدوّن کلام گیان چند کی بدولت منظرِ عام پر آیا ہے جس میں دو نظمیں
"عورت" اور "قطرۂ اشک" قابلِ ذکر ہیں ۔ علامہ کی قلمی بیاض سے بھی کچھ کلام اخذ کیا گیا ہے جو ہنوز غیر مطبوعہ ہے ۔
بانگِ درا کے دورِ اوّل کے کلام کے صرف غیر مطبوعہ
یا غیر مدوّن اشعار کو مقالے میں شامل کیا گیا ہے ۔ یہ کلام راقم کی تحقیقی کاوشوں کے نتیجے میں منظرِ عام پر آیا ہے ۔
یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ تنقیدی جائزے کی حد تک علامہ کے تمام مطبوعہ اور غیر مطبوعہ باقیات کو
بحث کا موضوع بنایا گیا ہے اور جہاں جہاں ضروری سمجھا گیا ہے ، اس نوع کے کلام کی مثالیں بھی دی گئی ہیں

دورِ اوّل کے اس کلام کے تحقیقی جائزے میں ہم نے درج ذیل پہلوؤں کو ملحوظِ خاطر رکھا ہے :-

(ا) نظم یا غزل کے زمانۂ تصنیف پر بحث
(ب) پس منظر
(ج) ترک کرنے کی وجوہ
(د) اختلافِ متن اور صحیح تر متن کی دریافت

نظم کی اوّلین اشاعت کے متن کو سند مانا گیا ہے ۔ موضوع کی وسعت کے پیشِ نظر اختصار سے کام لیا
گیا ہے ، مثالوں کے انتخاب میں احتیاط برتی گئی ہے ۔ نظم کے اوّلین متن کو تحقیق کی بنیاد بنایا گیا ہے اور ثانوی
اشاعتوں سے بھی ، جہاں ضروری سمجھا گیا ہے ، موازنہ کیا گیا ہے ، لیکن بدقسمتی سے اس دور کا بیشتر کلام بیاض میں موجود
نہیں چنانچہ اوّلین اشاعت کو تحقیق کی بنیاد بناتے ہوئے نتائج اخذ کئے گئے ہیں ۔

اختلافِ متن کی جو مثالیں گیان چند نے "ابتدائی کلام" میں منتخب کی ہیں انھیں ہم نے محض اختصار کے پیشِ نظر، نظر انداز
کر دیا ہے اور اپنی توجہ انہی اختلافات پر مرکوز رکھی ہے ، جن کا ذکر گیان چند نے نہیں کیا یا موصوف کی اپنی کوتاہی
کے نتیجے میں کتابِ مذکور میں واقع ہو گئے ہیں ۔ متروکہ کلام کی چند وجوہ ہم نے بیان کی ہیں ۔ غور و فکر سے متروکات
کی مزید وجوہ تلاش کی جا سکتی ہیں ۔ تاہم اس کے باوجود کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ شاعر نے واقعتاً
انہی وجوہ کی بنیاد پر اس کلام کو متروک قرار دیا ہو ۔

۱:۱- مکمل متروکہ نظمیں

دورِ اوّل کی مکمل متروکہ نظموں کی فہرست درج ذیل ہے - ان متروکات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ آئندہ صفحات میں لیا جا رہا ہے -
ترتیبِ زمانی کا خیال رکھا گیا ہے ، منظومات کی اوّلین اشاعت اور دیگر داخلی اور خارجی شہادتوں سے زمانے کا تعین کیا گیا ہے ، متروکہ اشعار کی تعداد بھی بتائی جاتی ہے ، غیر مدوّن یا غیر مطبوعہ اشعار کی تعداد بھی بتائی گئی ہے - غیر مدوّن اشعار کو مقالے میں شامل کیا گیا ہے -
نظموں کے اہم مآخذ کا ذکر کر دیا گیا ہے - باقی مآخذ کی تفصیل ضمیمہ ۱ میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے -

نمبر شمار	نام نظم	متروکہ اشعار کی تعداد	غیر مطبوعہ یا غیر مدوّن
۱	نظم بسلسلہ احمدیت —	۲۱	غیر مدوّن
۲	فلاحِ قوم —	۲۷	
۳	نالۂ یتیم —	۱۰۵	
۴	خدا حافظ (مثنوی بجواب عالم تخیلِ یورپ کا)	۳۸	
۵	اشکِ خوں	۱۱۰	
۶	یتیم کا خطاب ہلالِ عید سے (دردِ دل)	۱۵۰	
۷	ہم نہ چھوڑیں گے دامن	۹	
۸	میں اور میری قوم	۱۰	غیر مدوّن
۹	پنجۂ فولاد	۲۴	
۱۰	لاٹ صاحب اور ڈائرکٹر کا خیر مقدم	۲۲	
۱۱	دین و دنیا	۵۴	
۱۲	اسلامیہ کالج کا خطاب پنجاب کے مسلمانوں سے (زبانِ حال)	۹۹	
۱۳	شکریۂ انگشتری	۲۳	
۱۴	ماتمِ پسر	۱۶	
۱۵	ابرِ گہر بار — فریادِ امت	۱۳۹	
۱۶	لیلِ درد	۳۱	

نمبر شمار	نام نظم	تعداد متروکہ اشعار	غیر مطبوعہ / غیر مدوّن
۱۷	برگِ گل	۴۲	
۱۸	شیشۂ ساعت کی ریگ	۱۲	
۱۹	دربارِ بہاولپور	۴۸+۱	
۲۰	شمعِ زندگانی	۱۱	
۲۱	چاند اور شاعر	۲۴	
۲۲	جہاں تک ہو سکے نیکی کرو	۳۱	
۲۳	بچوں کیلئے چند نصیحتیں	۲۰	
۲۴	گھوڑوں کی مجلس	۳۹	
۲۵	شہد کی مکھی	۲۴	
۲۶	محنت	۲۰	
۲۷	مزدور کا خواب	۷	
۲۸	رگِ گلِ خزاں دیدہ	۲۳	
۲۹	عیشِ جوانی	۴۵	
۳۰	عورت	۹	غیر مدوّن
۳۱	قطرہ اشک	۱۸	غیر مدوّن
۳۲	نظم بے عنوان (کیا شرارہ چمک اٹھا)	۵	غیر مطبوعہ
۳۳	گم شدہ دستانہ	۲	غیر مطبوعہ

اقبال کی اوّلین نظم بسلسلۂ احمدیت

واہ سعدی دیکھ لی گندہ دہانی آپ کی
خوب ہوگی مہتروں میں قدر دانی آپ کی

ہیت ساری آپ کی بیت الخلا سے کم نہیں
ہے پسند خاکروباں شعر خوانی آپ کی

تیلیاں جاروب کی لیتے وہ خامہ کے عوض
کھینچتے تصویر گر بہزاد و مانی آپ کی

راہ اپنی چھوڑ کر نکلے دہن کی راہ سے
ہے مگر بادِ مخالف نغمہ خوانی آپ کی

ان دنوں کو فصلِ گل کہیے و یا دن پھول کے[1]
ہر طرف ہوتی ہے سعدی گل فشانی آپ کی

آپ کے اشعار موتی ہیں مگر تی کے بغیر[2]
گوشِ عالم تک یہ پہنچے ہیں زبانی آپ کی

گوہر یہ رائے[3] جھڑے ہیں آپ کے منہ سے سبھی
جان سے تنگ آگئی ہے مہترانی آپ کی

ہر طرف سے آ رہی ہے یوں جو دُر دُر کی صدا
بھاگئی اہلِ سخن کو دُر فشانی آپ کی

آپ سے بڑھ کر عروضی کوئی دنیا میں نہیں
واہ صاحب شعر خوانی، شعر دانی آپ کی

خاک کو ہم چاٹ کر یہ بات کہہ دیتے ہیں آج
تلخ کامی ہوگی یہ شیریں دہانی آپ کی

جب ادھر سے بھی پڑیں گے آپ کو سابق تھول
آپ پر کھل جائے گی رنگیں بیانی آپ کی

کھاؤ گے فرمائشی سر پلپلا ہو جائیگا
پھر نکل جائیگی سر سے شعر خوانی آپ کی

دین اور ایماں کی دُم میں واہ نمدہ دے دیا
سارے عالم کی زباں پر ہے کہانی آپ کی

آفتابِ صدق کی گرمی سے گھبراؤ نہیں
حضرتِ شیطاں کریں گے سائبانی آپ کی

اشتہارِ آخری اک آفت ہے شیطان کی
سربسر جس سے عیاں ہے خوش بیانی آپ کی

وہ مثل ہے یہ طویلے کی بلا بندر کے سر
ہوگیا ہم کو یقیں شامت ہے آئی آپ کی

خر گنہگاروں کا مواد ھوبن ستی ہوتی ہے[4] مفت
ہے مگر قومِ نصاریٰ یار جانی آپ کی

رانڈ کے چرخے کی صورت کیوں چلے جاتے ہیں آپ
اہلِ عالم نے سبھی بکواس جانی آپ کی

نیلے ہیلے یوں نہ ہو پھر کیا کرو گے اس گھڑی
جب خبر لیوے گا قہرِ آسمانی آپ کی

بات رہ جاتی ہے دنیا میں نہیں رہتا ہے وقت
آپ کو نادم کرے گی ہرزہ زبانی آپ کی

قومِ عیسائی کے بھائی بن گئے پگڑی بدل
واہ کیا اسلام پر ہے مہربانی آپ کی۔

نظم کا اوّلین عنوان "جہامنہ تبی چپیڑ" تھا۔ اقبال کی اس نظم کا ماخذ کتاب "آئینۂ حق نما" ہے جو محبوب علی تراب احمدی، ایڈیٹر اخبار "ناظم" نے ستمبر ۱۹۱۲ء میں علامہ کی زندگی میں شائع کی۔ علامہ نے نظم کی نسبت کی کبھی کوئی تردید نہیں کی۔ بشیر احمد ڈار مرحوم نے بھی اس نظم کو اقبال سے منسوب کیا ہے[5] اس نظم کے نیچے اقبال کا نام درج ہے اور انہیں سکاچ مشن سکول میں ایف۔اے کا طالب علم بتایا گیا ہے۔ اقبال کا میٹرک کا نتیجہ ۲۵ مئی ۱۸۹۳ء

---

[1] ایامِ حیض [2] مراد ہے موت [3] مراد ہے گوہ [4] بمعنی بے وقوف

نوٹ:۔ قرینِ قیاس ہے کہ یہ حواشی علامہ اقبال نے خود لکھے۔

[5] "اقبال اور احمدیت" از بشیر احمد ڈار صہ ۸

کو نکلا، جبکہ ایف۔ اے کا نتیجہ ۱۶ مئی ۱۸۹۵ء کو پنجاب گزٹ میں شائع ہوا[1] اس اعتبار سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ نظم جون ۱۸۹۳ء اور اپریل ۱۸۹۵ء کے درمیان کسی وقت لکھی گئی، نظم کے سالِ تصنیف کے متعلق ایک اور اشارہ بھی ملتا ہے۔ نظم کے پہلے شعر میں سعدی کا ذکر ہے۔ سعداللہ لدھیانوی کا تخلص سعدی تھا۔ بشیر احمد ڈار کے مطابق موصوف عیسائی تھے [اقبال اور احمدیت]۔ سعداللہ لدھیانوی کا جو مضمون اس نظم کی تخلیق کا محرک ثابت ہوا وہ ۱۶ ستمبر ۱۸۹۴ کو شائع ہوا۔ مرزا نے ۵ اکتوبر ۱۸۹۴ء کو "انوار الاسلام" نامی کتاب شائع کی تھی جس میں سعداللہ کی "ناشائستہ" زبان پر طعن و ملامت کی تھی اور اس کے بارے میں یہ پیش گوئی کی تھی کہ وہ جلد مر جائے گا[2] اور اس کی نسل آگے نہیں چلے گی۔ اسی کتاب سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو یہ "الہام" ۲۹ ستمبر ۱۸۹۴ء کو ہوا تھا[3]۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ نظم ستمبر ۱۸۹۴ء کے قریبی زمانے میں لکھی گئی تھی۔ علامہ کی اس نظم کو اوّلین نظم کہا جا سکتا ہے۔ تعجب ہے کہ قادیانی حلقوں میں اس نظم کا بہت کم چرچا رہا[4] اور صرف ایک مضمون نگار نے اس نظم کی طرف اشارہ کیا ہے[5]۔ شیخ اعجاز نے جہاں تحریکِ احمدیت سے علامہ کی دلچسپی کے ذیل ثبوت فراہم کئے ہیں، وہاں اس نظم کا سرے سے کوئی ذکر بھی نہیں کیا، تاہم انہوں نے راقم الحروف سے ایک ذاتی ملاقات میں اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ یہ نظم علامہ نے ہی لکھی تھی۔ نظم اکیس[21] اشعار پر مشتمل ہے، معلوم نہیں علامہ نے اس کا عنوان کیا رکھا تاہم "آئینۂ حق نما" میں یہ مشہور پنجابی ضرب المثل "جہیا منہ تیہی چپیڑ" کے نام سے شائع ہوئی۔ یہ عنوان غالباً مرتبِ "آئینۂ حق نما" نے دیا۔ مکمل نظم "آئینۂ حق نما" کے علاوہ کہیں اور نہیں ملتی۔ ممکن ہے اس دور کے کسی پرچے میں بھی شائع ہوئی ہو۔

نظم زیرِ بحث میں رعایتِ لفظی کے خوبصورت نمونے پائے جاتے ہیں۔ بیت (بمعنی شعر) کی مناسبت سے بیت الخلاء کا ذکر کرنا، دُر دُر کی رعایت سے "دُر افشانی" لانا اور پھر سعدی کے عیسائی ہونے کی مناسبت سے جاروب کی تیلیوں کا ذکر کرنا، ایک ایسے شاعر کی تصویر پیش کرتا ہے، جسے شاعری کے فن پر کامل دسترس حاصل ہے۔ موضوع کے اعتبار سے لفظوں کا انتخاب اقبال کی اعلیٰ درجے کی فنکارانہ صلاحیتوں کی غمازی کرتا ہے۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ اقبال کی شاعری کا آغاز غزل سے ہوا، اس نظم کی موجودگی میں یہ قول درست ثابت نہیں ہوتا۔ اس نظم کی حد تک اقبال لفظی موشگافیوں میں غلطاں نظر آتے ہیں۔ نظم کے درجِ ذیل دو اشعار قابلِ توجہ ہیں۔

۱۔ آپ کے اشعار موتی ہیں مگر 'ی' کے بغیر + گوشِ عالم تک یہ پہنچے ہیں زبانی آپ کی [موت]

۲۔ گوہرِ بے راج جڑے ہیں آپ کے منہ سے سبھی + جان سے تنگ آ گئی ہے مہترانی آپ کی [گوہ]

نظم میں تخیل کی ارفع شان موجود نہیں، لیکن ان کی ادائیگی عمدہ طریقے سے کی گئی ہے اور یوں علامہ کے فنکارانہ ضبط نے نظم کو عامیانہ بننے سے بچا لیا ہے۔ بعض اشعار میں پنجابی روزمرّہ کا اثر بھی نمایاں ہے۔ مرزا اور ان کے حواری اسلام کی حقانیت کے ثبوت میں عیسائیوں سے اکثر مناظرے کرتے رہتے تھے، چنانچہ اس جماعت کے متعلق بعض مسلمان حسنِ ظن رکھتے تھے، ان میں اقبال بھی شامل تھے۔ یہ نظم بالکل ابتدائی عمر میں اقبال کی اسلامی غیرت اور مذہبی رجحانات کی نشان دہی کرتی ہے اور ایسے وقت میں لکھی گئی ہے جب مرزا نے "نبوت" کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔

---

[1] اقبال ایک تحقیقی مطالعہ۔ ڈاکٹر ملک حسن اختر ص ۲۳، ۲۶ [2] سعدی کا انتقال جنوری ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتے میں ہوا (بحوالہ روحِ اسلام فروری ۶۶ء) [3] بحوالہ علامہ اقبال اور احمدیت از شیخ نور احمد منیر [4] شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ مرزا کی یہ پیش گوئی بھی دوسری پیش گوئیوں کی طرح غلط ثابت ہوئی ہو۔ سعدی کا انتقال ۱۹۰۷ء میں ہوا۔

فلاحِ قوم :- سرودِ رفتہ ص۸۰، باقیات ص۲۷

یہ نظم سب سے پہلے "کشمیری میگزین" مارچ ۱۹۰۹ء میں شائع ہوئی۔ نظم کے ساتھ منشی محمد دین فوق کا وضاحتی نوٹ بھی درج ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ یہ نظم زمانۂ طالب علمی کی ہے اور علامہ نے انجمن کشمیری مسلمان کے اجلاس منعقدہ فروری ۱۸۹۶ء میں پڑھی۔ اشاعت سے پہلے علامہ نے نظم پر نظرِ ثانی بھی کی[1]۔
نوادرِ اقبال (ص۹۷) میں اس نظم کا عنوان "ترقی و تعلیم" دیا گیا ہے، شاید اسی کی تقلید میں گیان چند نے بھی متبادل عنوان کے ساتھ اسے برقرار رکھا ہے، جو درست نہیں۔ صحیفہ شمارہ ۹، جون ۱۹۷۶ء (ص۳۰) کے مطابق کشمیری میگزین میں یہ نظم "نظمِ اقبال" کے عنوان سے شائع ہوئی۔ کلیاتِ اقبال (حیدرآباد) کے مرتب نے کسی غلط فہمی کی بنا پر اسے غزلیات میں درج کیا ہے[2] اور بعض اشعار شامل نہیں کیے۔ اس کی وجہ محض یہ ہے کہ مرتب کو پنجاب کے دوستوں کے ذریعے یہ کلام ملتا تھا۔ باقیاتِ اقبال طبع اوّل میں کلیاتِ اقبال کی تقلید کی گئی ہے۔ عبدالمجید سالک کے مطابق انجمن کی پہلی مجلس میں یہ نظم سنائی گئی تو اشعار کی تعداد پچیس[25] تھی[3] جبکہ نظم میں ستائیس[27] اشعار ہیں۔ دو اشعار علامہ نے غالباً نظرِ ثانی کے وقت اضافہ کیے۔

اختلافِ متن:- نظم کے تمام مآخذ میں سے صرف "نوادرِ اقبال" کے مرتب نے اس نظم کو براہِ راست کشمیری میگزین سے نقل کیا ہے۔ ماہِ نو اقبال نمبر ۱۹۷۷ء (ص۳۵۷) میں بھی یہ نظم "کشمیری میگزین" کے حوالے سے نقل کی گئی ہے۔ گیان چند نے ابتدائی کلامِ اقبال (ص۳۲۶) میں بیاضِ عماد الملک کا متن بھی دیا ہے جو نوادرِ اقبال اور ماہِ نو کے متن سے تقریباً ملتا جلتا ہے۔ حیرت ہے گیان چند نے سرودِ رفتہ اور باقیاتِ اقبال کے متن کو ترجیح دی ہے حالانکہ ان کے مرتبین کو یہ تک معلوم نہیں کہ زیرِ بحث نظم "کشمیری میگزین" کے کس شمارے میں شائع ہوئی تھی۔ ہمارے نزدیک نوادرِ اقبال کا متن قابلِ تقلید ہے، باقی متون محض قیاسی ہیں اور نقل در نقل کا اعجاز ہیں۔ اہم اختلافات اور صحیح تر متن درج ذیل ہے:

شعر	مصرع	مشمولہ			صحیح تر متن
۱ مصرعِ ثانی	بدن میں جان تھی جیسے ---- الخ	سرود،	باقیات،	ابتدائی کلام	جاں تھی کہ جیسے ....
۳ مصرعِ ثانی	لگائے خیمہ تھے واں رنج کے جنود و حشموں	"	"	"	— تھی واں رنج کی جنود ....
۵ ایضاً	یہ فکر بسکہ لگی تھی ---- الخ	"	"	"	یہ فکر مجھ کو لگی تھی .... [4]
۷ "	کہ بہت قوم کی اصلاح سے ہوئی موزوں	"	"	"	.... اصلاح کے ہوئے موزوں [5]
۱۱ "	خدا کا شکر ہے جس نے ---- الخ	"	"	"	— شکر کہ جس نے ....
۱۶ مصرعِ اوّل	خوشی سے آ کے --- کیا کیا اس نے	"	"	×	خوشی سے آ کے خدا جانے کیا کیا اس نے [6]
۱۷ مصرعِ ثانی	ہو گیا ہے معشوق	"	"	×	ہو گیا معشوق [7]
۲۵ مصرعِ اوّل	کچھ ان میں شوق ترقی کا حد سے بڑھ جائے	"	"	"	کچھ ان کا شوق .... [8]

[1] بحوالہ ماہِ نو اقبال ۷۷ء ص۳۵۰ [2] کلیاتِ اقبال (حیدرآباد) ص۲۰ [3] ذکرِ اقبال ص۱۸، [4] پہلے مصرع میں "بسکہ" آگیا تھا لہٰذا دوسرے مصرعے میں اس کا جواز نہ تھا [5] علامہ یہ کہنا چاہتے تھے کہ یہ اشعار کشمیری قوم کی اصلاح کیلئے لکھے گئے ہیں، "کا" یہاں کوئی جواز نہیں [6] [7] اس مصرع میں گیان چند کا متن درست ہے۔ [8] ماہِ نو اقبال ۷۷ء ص۳۵۷

یہ نظم کشمیریوں کی فلاح و بہبود کے نقطۂ نظر سے لکھی گئی۔ قوم سے مراد کشمیری قوم ہے۔ اقبال کا قومیت کا تصور محدود دکھائی دیتا ہے۔ نظم ہیئت اور اسلوب کے لحاظ سے قصیدہ نما ہے۔ پہلے نو اشعار میں کشمیری قوم کے رنج و غم کا اظہار مبالغہ آمیز انداز میں ہوا ہے۔ اگلے آٹھ اشعار میں انجمن کے قیام پر مسرت کا اظہار کیا گیا ہے۔ آخری اشعار دعائیہ ہیں۔ نظم کا اسلوب اگرچہ پر تکلف ہے لیکن شاعر کی مبالغہ آرائی اور نکتہ آفرینی نے نظم میں گویا جان ڈال دی ہے۔ کشمیری قوم کو سعی پیہم، عزم و عمل اور جدید علوم و فنون حاصل کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ یہاں حالی اور سرسید احمد خان کے اثرات واضح طور پر محسوس کئے جا سکتے ہیں۔ نظم میں غزل کی طرح ایک ہی قافیہ استعمال ہوا ہے جس سے انداز بیان پر تکلف ہو گیا ہے۔

نالۂ یتیم :- سرود ص۹، باقیات ص۳۴

یہ نظم انجمن حمایتِ اسلام کے پندرہویں اجلاس منعقدہ ۲۳ - ۲۵ فروری ۱۹۰۰ء کے لئے لکھی گئی اور ۲۴ فروری کے تیسرے اجلاس میں ڈپٹی نذیر احمد کی صدارت میں سنائی گئی۔[1] نظم اس قدر پسند کی گئی کہ لوگوں نے انجمن کیلئے دل کھول کر چندہ دیا اور ایک ایک کاپی چار چار روپے میں بکی۔[2] ڈپٹی نذیر احمد نے نظم پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا، "میں نے دبیر اور انیس کی بہت سی نظمیں سنی ہیں مگر واقعی ایسی دل گداز نظم کبھی نہیں سنی"۔

بعض حضرات نے اسے ۱۸۹۹ء کی نظم کہا ہے جو درست نہیں۔[3] نظم کی مقبولیت کے باعث اسے ۲۵ فروری ۱۹۰۰ء کے اجلاس میں دوبارہ پڑھوایا گیا تھا۔ سنانے سے پہلے یہ نظم شائع کی گئی تھی۔ شیخ مبارک علی مرغوب ایجنسی اور علمی کتب خانہ لاہور نے بھی اسے شائع کیا۔ کسی رسالے میں اس نظم کی اشاعت کا کوئی ثبوت نہیں ملا۔ چونکہ انجمن حمایتِ اسلام کے اجلاس کیلئے لکھی گئی تھی لہٰذا اس کا موضوع یتیم بچے ہیں۔

اختلافِ متن :- زیرِ نظر نظم انجمن کی روئیداد میں شائع ہوئی تھی لہٰذا "سرودِ رفتہ" میں اسی متن کو اختیار کیا گیا ہے۔ "باقیات" کے دوسرے مجموعوں کا ماخذ وہ پمفلٹ ہیں جو بعد میں مختلف اوقات میں شائع ہوتے رہے۔ شیخ مبارک علی اور مرغوب ایجنسی سے شائع ہونے والی نظم علامہ کی اجازت کے بغیر منظرِ عام پر آئی۔ ایسا لگتا ہے کہ علامہ نے نظم پر نظرِ ثانی کے بعد اسے دوبارہ شائع کرنے کی اجازت دی۔ "سرودِ رفتہ" کے علاوہ "باقیات" کے بیشتر مجموعوں کا ماخذ بعد کی اشاعتیں ہیں۔ چنانچہ ہمارے نقطۂ نظر سے اختلافِ متن کے ضمن میں بعد کی اشاعتیں زیادہ مستند ہیں کیونکہ وہ علامہ کی نظرِ ثانی کے بعد منظرِ عام پر آئیں۔ ان اختلافات کی تعداد بائیس[22] سے زیادہ ہے۔ گیان چند نے ان اختلافات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔[3] یہاں صرف ان اختلافات کو پیش کیا گیا ہے جن کے ضمن میں گیان چند کی تحقیق سے ہمیں اختلاف ہے۔

نمبر شعر	متن	شمولہ	صحیح ترمتن	سند
نمبر ۱۵ / سرود ۱۳	رنگ کچھ شہرِ خموشاں میں جا سکتے نہیں	سرود، ابتدائی کلام	ـ ـ ـ ـ جا سکتی نہیں[4]	مرغوب ایجنسی / شیخ مبارک علی
نمبر ۳۲	یہ دعا میدانِ محشر میں بڑے کام آ گئی	سرود، ابتدائی کلام اقبال	ـ ـ بڑی کام آئے گی[5]	

[1] روئیدادِ انجمن بابت ۱۹۰۰ ص۳۱،۳۵ [2] مزید تفصیلات کیلئے ملاحظہ کیجئے "اقبال اور انجمن حمایتِ اسلام" ص۲۶، اقبال دانائے راز، عبداللطیف اعظمی ص۱۲ [3] ابتدائی کلام اقبال ص۳۵۱، ۳۵۲ [4] روئیدادِ انجمن میں "جا سکتی نہیں" ہے "سرودِ رفتہ" کو اسی متن کی پیروی کرنی چاہیئے تھی۔ گیان چند نے سرود کی تقلید کی ہے جو درست نہیں۔ [5] حاشیہ آگے

ابتدائی اور اصلاح یافتہ متن میں ایک بند کا فرق ہے ۔ بند ۳۰ ؏ انجمن لاہور میں اک حامی اسلام ہے ۔ رودادِ انجمن میں موجود ہے لیکن نظم کی بعد کی اشاعتوں اور باقیات کے دیگر مجموعوں مثلاً "باقیاتِ اقبال"، رختِ سفر، کلیاتِ اقبال (حیدر آباد)، اقبال از احمد دین' اور 'نوادرِ اقبال' میں یہ شامل نہیں ۔ نظم پر نظرِ ثانی کے وقت اسے حذف کر دیا گیا ۔

یہ ایک طویل نظم ہے جس میں یتیم اپنی فریاد ۔ یتیم ہاشمی، یعنی حضورِ اکرمؐ کے پاس لے جاتا ہے ۔ نظم کے بعض بندوں میں اقبال کا حضورؐ کی ذات سے عقیدت کا جذبہ نمایاں ہے ۔ یہی عقیدت آگے چل کر عشقِ رسولؐ کا محرّک بنتی ہے ۔ فنی لحاظ سے ہم اسے کامیاب نظم نہیں کہہ سکتے اس لئے کہ اس میں فارسی تراکیب اور اضافتوں کی بھرمار ہے ۔ نظم پر یاس انگیز کیفیت غالب ہے ۔ تاہم مایوسی کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں یتیم ہاشمیؐ کی ذات امید کی کرن بن کر نمودار ہوتی ہے ۔ بحیثیتِ مجموعی یہ نظم انسانی دکھوں پر اقبال کے اضطراب کو ظاہر کرتی ہے ۔ نظم کے بند نمبر ۲، ۳، ۱۵، ۱۷، ۲۲، ۲۵، ۲۹، ۳۱ بہت عمدہ ہیں ۔ نظم کا حاصل آخری بند ہے جس میں یہ خیال پیش کیا گیا ہے کہ اسلام کی بنیاد ایک یتیم نے رکھی ۔

۴۹ **خدا حافظ (منشی محبوب عالم کے سفرِ یورپ پر)** :- سرود ص ۸۳، باقیات ص ۵۲، ابتدائی کلام ص ۴۹

منشی محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار کی سفرِ یورپ پر روانگی کے موقع پر یہ نظم لکھی گئی اور ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء (بروز جمعہ) اسلامیہ کالج کے صحن میں ایک مختصر سی نشست میں پڑھی گئی اور پیسہ اخبار کی ۲۹-۳۱ مئی کی اشاعت میں شائع ہوئی ۔ بعد میں منشی محبوب عالم کے سفرنامہ یورپ (۱۹۰۸) ص ۱۷ میں بھی اسے شائع کیا گیا ۔ باقیات اور سرودِ رفتہ کا متن پیسہ اخبار کے مطابق ہے جبکہ تبرکاتِ اقبال کا متن "سفرنامہ یورپ" سے ماخوذ ہے بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ سفرنامہ یورپ میں شائع ہونے سے پہلے علامہ کو نظرِ ثانی کا موقع ملا اور انھوں نے بعض اشعار میں مناسب تبدیلیاں کیں ۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ نظم کے دوسرے بند کا دسواں شعر 'سفرنامہ یورپ' میں شامل نہیں حالانکہ اس شعر میں اقبال کمال مہارت سے محبوب عالم کا نام لائے ہیں ۔ چونکہ دُرِّ یکِ جاں کی ترکیب میں اعلانِ نون درست نہ تھا لہٰذا علامہ نے اس شعر کو حذف کر دیا ۔ 'سرودِ رفتہ' اور باقیاتِ اقبال کے مرتبین سے ایک شعر ؎ وہ سمندر انبساط کی صورت ۔۔۔۔۔۔۔۔ الخ چھوٹ گیا ۔

اختلافِ متن :- گیان چند نے دوسرے بند کے شعر نمبر ۵ میں 'کو' کا لفظ استعمال کیا ہے، حالانکہ یہ مصرع اس طرح ہے :- ؎ کسی کونے میں تاکتی ہے اسے

سرودِ رفتہ میں بند اوّل کے آخری شعر کی ترتیب درست نہیں اسے برعکس ہونا چاہیے، مصرع اوّل، مصرعِ دوم بننا چاہیے ۔

یہ نظم ترکیب بند میں ہے ۔ فرمائشی ہونے کی وجہ سے تاثیر سے خالی ہے ۔ 'تاکنا' اور 'تاڑنے' کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ ابھی تک داغ کی زبان کے اثرات موجود ہیں ۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ)

۵ مرغوب ایجنسی اور شیخ مبارک علی کی مطبوعہ نظم میں یوں ہی لکھا ہے ۔ سرودِ رفتہ کے علاوہ دیگر مجموعوں میں بھی یہی متن ہے ۔ علامہ رسول مہر اور گیان چند کا متن درست نہیں ۔

۵۔ اشکِ خوں

سرود ۱۸۱، باقیات ص ۲۷۔ ابتدائی کلام ص ۸۹/۳۵۷

یہ نظم ملکہ وکٹوریہ کے انتقال (۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء) پر لکھی گئی اور ۲۳ یا ۲۴ جنوری کی ماتمی تقریب میں پڑھ کر سنائی گئی۔ اس نظم کی اوّلین اشاعت مطبع مفیدِ عام سٹیم پرنٹنگ ورکس لاہور کا نسخہ ہے جو ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا۔ اس نسخے میں نظم کا انگریزی ترجمہ بھی شامل ہے۔ بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ خود اقبال نے کیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس دور کے اکثر اخبارات و رسائل میں یہ شائع ہوا۔ بعد میں یہ مرثیہ خادم التعلیم پریس لاہور میں چھپا۔ اس پر ۲۲ جنوری ۱۹۲۱ء کی تاریخ درج ہے[1]۔ اس مرثیے کے ساتھ انگریزی ترجمہ شامل نہیں۔ سرودِ رفتہ کے مرتب نے خادم التعلیم کے نسخے سے استفادہ کیا ہے[2]، لیکن متن نقل کرنے میں متعدد غلطیاں کی ہیں۔ گیان چند نے 'ابتدائی کلام' میں اسی متن کو ترجیح دی ہے جو درست نہیں۔ ہمارے خیال میں مطبع مفیدِ عام کا متن قابلِ ترجیح ہے۔ اس کے انگریزی ترجمے کی مدد سے بھی صحیح ترمتن کی نشان دہی کی جا سکتی ہے۔ ہمارے پیشِ نظر یہی نسخہ ہے۔ اختلافِ متن کی تفصیل یہ ہے۔

بند	شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
I	۳	خار	سرودِ رفتہ، ابتدائی کلام	خوار	مطبع مفیدِ عام کا نسخہ
III	۶	دیوانہ وار	باقیاتِ اقبال	پروانہ وار	ایضاً
"	۷	آگے لگے	سرودِ رفتہ	اُگنے لگے	مطبع خادم التعلیم نسخہ (مفیدِ عام)
"	۸	خوں ہو رہی ہے	سرودِ رفتہ	خوں رو رہی ہے	"
IV	۸	ہم چشمِ معدلت کے ستارے ...	ابتدائی کلامِ اقبال	ہو چشم	سرودِ رفتہ -
V	۲	موجیں	سرود + ابتدائی	پڑیں	حباب کی آنکھ سے پھر جاری ہو جانا زیادہ قرینِ قیاس ہے
VI	۴	مکینوں	سرود + باقیات	حزینوں	خادم التعلیم (نسخہ) + سرود
VI	۵	دُکی تھی	"	اک	"
VI	۱۰	لبوں تک	" + ابتدائی کلام	لبوں پر	" [3]
"	۳	باس	سرود	باس	-
"	۸	ایسے آپ	"	اپنے آپ	مفیدِ عام + خادم التعلیم
VII	۲	شمع فروزاں	سرود + باقیات ابتدائی کلام	شمع کو سوزاں	"
VIII	۲	آ	"	ہاں	"
IX	۶	وہ فرطِ غم گئی ہے کہ	سرود، باقیات، گیان چند	صدمہ بڑا وہ آ گیا کہ	نسخہ مفیدِ عام، خادم التعلیم
IX	۱	تیرا	"	تیری	" "
	۲	تم نے آج	سرود	ہم نے آج	
		آج ہم نے	نسخہ خادم التعلیم		" ×

[1] اشکِ خوں مطبوعہ خادم التعلیم پریس لاہور، مطبع مفیدِ عام پریس لاہور۔ [2] اس کی تائید انگریزی ترجمے سے ہوتی ہے جس میں لکھا ہے کہ "Thou long life of Khizr sink down in our estimation"

[3] ابتدائی کلام اقبال مرتبہ گیان چند ص ۳۵۸ میں "حزینوں" لکھا ہے جو درست نہیں

بند	شعر	غلط متن	منقولہ	صحیح متن	سند
۹	۹	نثار ہے۔ کھلتا تھا جس پہ تو کھلتا تھا جس پہ تو	،، نسخہ مفید عام و خادم التعلیم	تھے زینت تھی جس سے تجھ کو،	،، سرود، نیاں جند سرود رفتہ - نیاں جند

ملکہ وکٹوریہ کے انتقال پر لکھا جانے والا یہ مرثیہ علامہ کی زود گوئی کا عمدہ نمونہ ہے۔ اس میں ملکہ کی ذاتی خوبیوں کو موضوع بنایا گیا ہے۔ اس سے علامہ کے نظریۂ حیات و ممات پر بھی کچھ روشنی پڑتی ہے۔ اقبال کے خیال میں جو شخص دلوں پر راج کرتا ہو اسے موت نہیں آتی۔ مرثیے کا اہم حصہ اس کا چوتھا بند ہے جس میں علامہ نے شہنشاہی کے کچھ اصول بتائے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ صحیح بادشاہ وہی ہے جس کے دل میں اپنی رعایا کا درد موجود ہو۔ اقبال کا زورِ تخیل اس قصیدے میں عروج پر ہے۔ بعض اشعار نہایت عمدہ ہیں۔ مثلاً

آئی ادہر نشاط، ادہر غم بھی آگیا + کل عید تھی تو آج محرم بھی آگیا

حدِ جنوں میں جائے جو وحشت عدم کو دل + پہلے قدم پہ جامۂ ہستی اُتار دے

فرماں نہ ہو دلوں پہ تو شانِ شہی نہیں + سونے کا تاج کوئی نشانِ شہی نہیں

یتیم کا خطاب ہلالِ عید سے: [دردِ دل] سرود ص ۱۸، باقیات ص ۵۶۔ ابتدائی کلام ص ۹۵

یہ نظم انجمن حمایت اسلام کے سولہویں جلسے منعقدہ ۲۴ فروری ۱۹۰۱ء کو پڑھی گئی۔ جلسے میں نظم سنانے سے پہلے طبع کی گئی۔ نیرنگِ خیال عید نمبر مارچ اپریل ۲۷ء میں بھی نظم کا پہلا بند شائع ہوا۔ اقبال کے منسوخ کلام کی یہ طویل ترین نظم ہے (۱۵۰ اشعار)۔ سب سے پہلے یہ انجمن کی روداد میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد پنجۂ فولاد کی ۱۶ اپریل اور ۲۳ اپریل کی اشاعتوں میں نظم کے چار بند شائع ہوئے[۳] اس نظم کا بند ۱ (بعنوان ہلالِ عید)، بند ۱۱ (بعنوان دنیا)، بند ۱۰ (بعنوان مفلسی) اور بند ۱۴ (شام) مخزن کی دسمبر ۱۹۰۴ء، جنوری ۱۹۰۵ اور فروری ۱۹۰۵ء، مئی ۱۹۰۵ء کی اشاعتوں میں شائع ہوئے[۴]۔ شیخ جان محمد اللہ بخش تاجرانِ کتب لاہور نے ۱۹۲۴ء میں اس نظم کا یہ نسخہ، علامہ کی اجازت سے "دردِ دل" کے عنوان سے شائع کیا۔ منشی محمد دین فوق نے علامہ سے اجازت دلوائی۔ یہ نسخہ ہمیں حکیم عبدالمجید عتیقی کی لائبریری سے دستیاب ہوا۔ اختلافِ متن حسب ذیل ہیں ←

لہ ۲ انگریزی ترجمے سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

۳ پنجۂ فولاد میں بند چہارم کا آٹھواں شعر "ستم ناروا سے مرتا ہوں" اور بند ہشتم کا آٹھواں شعر، "کس غضب کے ——" شائع نہیں ہوا۔ سرود رفتہ میں بھی بند سوم کا تیسرا شعر "خامشی سوز ہے تمنا تیرا" شائع نہیں ہوا۔

۴ مخزن میں بند اوّل کا چھٹا شعر "فوج اسلام کا نشاں —— الخ" شائع نہیں ہوا

بند	شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
I	۴	رکوعِ نیاز	مخزن، کلیات حیدرآباد، رخت سفر	جبینِ نیاز	سرود، نسخہ ۱۹۲۴ء
VI	۹	ہر کے غنچہ و گل	سرود، باقیات، ابتدائی کلام اقبال	ہر غنچۂ گل	پنجۂ فولاد، نسخہ ۱۹۲۴، رخت سفر، کلیات حیدرآباد، اقبال از احمد دین
XII	۶	سیوں نفس دو نفس	سرودِ رفتہ، ابتدائی کلام اقبال، نوادرِ اقبال	سیوں نفس درِ نفس مثالِ سحر	باقیات طبع اول، نسخہ ۱۹۲۴ - بیاض محمد انور، اقبال از احمد دین۔
XIII	۷	تم نے دیکھا ہے ۔ — الخ	سرودِ رفتہ	تم نے دیکھا ہے	ابتدائی کلام، نسخہ ۱۹۲۴ء

نالۂ یتیم کی طرح اس نظم میں ذکرِ رسول[۳] نہیں آسکا۔ لیکن اس کی لہریں نظم کے تیرھویں بند میں صاف طور پر محسوس کی جاسکتی ہیں۔ نظم پر بحیثیتِ مجموعی غم کا عنصر غالب ہے۔ شاعر کی اپنی دردمندی کا بھی بھرپور اظہار ہوا ہے۔ فارسیت اس نظم میں بھی ہے لیکن چونکہ مختصر بحر منتخب کی ہے اس لئے اس میں سلاست اور روانی پیدا ہوگئی ہے۔ ندرتِ خیال اور بندشِ الفاظ عمدہ ہے۔ زیادہ تر ترکیبیں دل نشین ہیں۔ بندِ ہشتم میں بچوں کی نفسیات کا بیان خوبصورت انداز میں ہوا ہے۔ یتیم بچہ چاند کو دیکھ کر اپنے جذبات و احساسات کا اظہار کرتا ہے۔ اسے اس چاند میں اپنے شفیق باپ کا چہرہ نظر آتا ہے۔ چودھویں بند میں شاعر اس حقیقت کا اعتراف کرتا ہے کہ اس نے ہلالِ عید کے پردے میں قوم کا غم بیان کیا ہے۔ نظم بحیثیت مجموعی سادہ ہے اور اقبال کی دیگر نظموں کی طرح تشبیہات اور استعاروں سے گراں بار نہیں۔

ہم نہ چھوڑیں گے دامن

سرود ص ۸۲، باقیات ص ۹۳، ابتدائی کلام ص ۱۱۸/۳۷۰

اس نظم کا واحد ماخذ کشمیری گزٹ ہے، جہاں یہ نظم ستمبر ۱۹۰۱ء میں شائع ہوئی۔ گیان چند کا ماخذ بھی سرودِ رفتہ ہے لیکن متن میں ایک غلطی نقل کرنے کے نتیجے میں در آئی ہے۔ شعر ۴ کے مصرعِ اوّل میں لفظ "اڑ کر" لکھا ہے۔ صحیح متن "آکر" ہے[۱]۔ سرودِ رفتہ میں نظم کا عنوان ہے "ہم نہ چھوڑیں گے دامن" جبکہ باقیات میں اس کا عنوان "ہم چھوڑیں گے" درج ہے۔ گیان چند نے اس عنوان کو اختیار کرتے ہوئے یہ دلیل دی ہے کہ نظم کا ساتواں شعر اس عنوان پر دلالت کرتا ہے[۲]۔ ہمیں گیان چند کی اس دلیل سے اختلاف ہے۔ نظم کا آخری شعر صاف طور پر اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ یہاں "نہ چھوڑیں" ہونا چاہیے۔ اقبال کے قلمی نسخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہائے مخلوط (ھ) کو ہمیشہ ہائے ملفوظ سے لکھتے تھے۔ کشمیری گزٹ اور پنجۂ فولاد میں علامہ کا جو کلام چھپا ہے اس میں اسی املا کو اختیار کیا گیا ہے۔

اس نظم میں ایک رشکِ گلشن کے نہانے کا منظر بیان کیا ہے۔ بعض اشعار تخیل کا بہترین نمونہ ہیں مثلاً محبوب کے دستِ حنائی سے اپنا دامن چھوڑنے پر شاعر کا تبصرہ ملاحظہ کیجئے۔

کہیں آگ سے بھی ٹپکتا ہے پانی + بجا ہے جو کہیے تجھے سامری فن

اندازِ بیان کی یہ باکی علامہ کے عمومی شعری مزاج سے قدرے ہٹ کر ہے ممکن ہے یہ اشعار ترجمہ ہوں

۱؎ سرودِ رفتہ ص ۸۲

۲؎ ابتدائی کلام اقبال ص ۳۷۰

میں اور میری قوم غیر مدوّن

ہو چکا اے قوم تیرا آشیاں برباد اب
زندگی کا دم ہے زیرِ دامنِ صیاد اب

اے میری قوم ناز میں تیرے اٹھاؤں گا
گل میں ہزار کھاؤں گا اور گل کھلاؤں گا

کب تک نہ دے گی نالۂ بلبل کا کچھ جواب
لے گل بدن فسانہ خزاں کا سناؤں گا

ہے تجھ میں ہوئے شمع تو پروانہ بن کے میں
جلنے کو جل بجھوں گا پہ جوہر دکھاؤں گا

دیکھوں گا کیسے نیند سے تو جاگتی نہیں
خوب آج گدگداؤں گا پاؤں دباؤں گا

تیرا لہو سفید جو شیر ہی ادا ہوا
میں جوئے شیر کو بکنی کر کے لاؤں گا

جاگی نہ تو تو صورِ سرافیل کی طرح
نالوں سے اپنے شورشِ محشر مچاؤں گا

ثابت قدم ہوں مجھ کو قسم ربِ پاک کی
چیروں گا کوہ و دشت بیاباں ہلاؤں گا

ٹیکا سمجھ کے میں ترے بختِ سیاہ کو
عین الکمال برزخِ دنیا دکھاؤں گا

عاشق کی زندگی ہے خط و خال دیکھنا
اور میری زندگی ترا اقبال دیکھنا

علامہ کی یہ نظم عزیز الرحمٰن کے مرتبہ مجموعے "علم مجلسی" کے حصہ ششم (ص ۱) میں شائع ہوئی ہے اور علامہ کے مدوّن کلام میں کہیں بھی شامل نہیں۔ یہ مجموعہ پہلی بار اکتوبر ۱۹۳۱ء میں شائع ہوا لیکن نظم کا موضوع اور اس کی ناپختگی اس امر پر واضح دلالت کرتی ہے کہ یہ نظم یورپ جانے سے قبل لکھی گئی۔ نظم کی ناپختگی اور موضوع کی مناسبت سے ہم نے اسے ۱۹۰۱ء میں شمار کیا ہے۔ مقطع میں تخلص کا بامعنی استعمال اور چند تراکیب خصوصاً "صور اسرافیل" علامہ کے مخصوص اندازِ فکر کی نمائندگی کرتی ہیں۔ نظم ترکیب بند کی ہیئت میں ہے اور اس میں ایک جدت یہ برتی گئی ہے کہ اس کی ابتداء میں ایک بیت ٹانک دی ہے۔ نظم خدا حافظ (مئی ۱۹۰۰ء) میں بھی ہیئت کا یہ تجربہ کیا گیا ہے۔

اس نظم میں قوم پرستی کے جذبات غالب ہیں۔ "قوم" سے اقبال کی مراد کشمیری قوم ہے۔ وہ اس قوم کا اقبال دیکھنا چاہتے ہیں اور اسے نیند سے بیدار کرنا چاہتے ہیں۔ اس نظم میں علامہ کے بعد کے خیالات کا پرتو بھی موجود ہے۔ مثلاً یہ شعر ؎

جاگی نہ تو، تو صورِ سرافیل کی طرح + نالوں سے اپنے شورشِ محشر مچاؤں گا۔

پنجۂ فولاد

سرودِ رفتہ ص ۲۳۸، باقیات ص ۹۱، ابتدائی کلامِ اقبال ص ۱۰۲

یہ نظم سب سے پہلے کشمیری گزٹ کی جون ۱۹۰۳ء کی اشاعت میں شائع ہوئی۔ پنجۂ فولاد ۱۹۰۱ء میں جاری ہوا، یہ نظم اس کی اشاعت پر لکھی گئی۔ پنجۂ فولاد نومبر ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا[1] ڈیڑھ ماہ تک یہ پندرہ روزہ رہا پھر جنوری ۱۹۰۲ء میں ہفت روزہ ہو گیا۔ اس لحاظ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ علامہ نے یہ نظم دسمبر ۱۹۰۱ء میں لکھی ہوگی۔ ہمارے سامنے کشمیری گزٹ کی مذکورہ اشاعت ہے۔ سرودِ رفتہ کے متن سے موازنہ کرنے پر درجِ ذیل اختلافات سامنے آتے ہیں۔

تضاد ؟

شعر نمبر	مصرعہ	~~غلط متن~~ ابتدائی متن	شمولہ	صحیح متن (ترمیم شدہ متن)	سند
۲	ثانی	جس کا کوچہ لوکوچہ کوئے یار ہے	سرود	جس کا کوچہ مثل کوئے یار ہے۔	کشمیری گزٹ
۱۲	"	ہے وہ کافر جس کو کچھ انکار ہے۔	"	یہ زبوں تر کفر سے انکار ہے	"
۱۳	"	اس سے سستا اور کون اخبار ہے۔	"	ایسا سستا بھی کوئی اخبار ہے۔	"
۱۶	اول	سیر اس گلشن کی کرکے دیکھئے	"	بھیجئے گا آگے اس گلشن کی سیر	"
۱۷	ثانی	سرو ہو کر بھی یہ میوہ دار ہے۔	"	سرو کا بوٹا بھی میوہ دار ہے۔	"
۱۹		یہ معمّا کچھ نہیں دشوار ہے	سرود	یہ معمّا ہے کہ جو دشوار ہے	کشمیری گزٹ
۲۰		طبع، گویا ابر گوہر بار ہے	"	طبع ہے یا ابر گوہر بار ہے	"

سرودِ رفتہ کا متن کشمیری گزٹ میں شائع ہونے والے متن سے بہتر ہے اور اصلاحِ کلام کی شعوری کوشش کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک سرود کا متن ہی قابلِ ترجیح ہے۔

نظم زیرِ بحث فوق کے اخبار پر تبصرہ ہے۔ اخبار کی درج ذیل خوبیاں اقبال کو پسند ہیں۔ اعتدال پسندی، اپنوں اور بیگانوں سے دوستی، ملک اور قوم کے لئے مفید مواد کی اشاعت، غیر ضروری خبروں سے اجتناب، مدلل آزاد ہر فقرے سے پیار ٹپکنا، باقاعدہ ہونا، اور ہر مضمون میں آزادی کا پایا جانا۔ اقبال نے بڑی فنکاری سے اخبار کے مستقل کالموں مثلاً مضامینِ صحت، تجارت، بزمِ فوق، اسسٹمنٹ آفس اور لطائف کا ذکر کیا ہے۔ شاعری کے اعتبار سے یہ نظم اعلیٰ معیار کی نہیں تاہم بعض تشبیہات عمدہ ہیں۔ مثلاً فوق کی طبیعت کو "ابرِ گہر بار" کہا ہے۔

لاٹ صاحب اور ڈائریکٹر کا خیر مقدم

سرود ۱۷۶، باقیات ص ۹۸، ابتدائی کلامِ اقبال ص ۱۲۸

یہ نظم انجمن کی روداد فروری ۱۹۰۲ء میں شامل ہے۔

پنجۂ فولاد نے اسے ۵ مارچ ۱۹۰۲ء کی اشاعت میں اہتمام سے شائع کیا اور گورنر صاحب بہادر صوبۂ پنجاب سر ولیم میکورتھ ینگ کی تصویر بھی شائع کی۔ موصوف کے ساتھ محکمۂ تعلیم پنجاب کے ڈائریکٹر بل صاحب بھی اجلاس میں آئے تھے۔ اس نظم میں اقبال نے دونوں مہمانوں کا خیر مقدم کیا ہے۔

[1] تذکارِ اقبال ص ۱۰۳

اختلافِ متن

بند	شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح تر متن	سند
	۵	کہ اک نگا سے	ابتدائی کلام	--- نگاہ سے	بانگِ درا + سرود
	۷	خواب بھی نگو تعبیر	نوادرِ اقبال، مجموعہ	-- نکو تعبیر	سرود + ابتدائی کلام

انجمن حمایت اسلام کے اجلاس میں سر ولیم میکورتھ ینگ اور ڈائریکٹر تعلیم ولیم بل کی آمد پر ایک طرح کا سپاسنامہ ہے ۔ نظم پر قصیدے کا رنگ غالب ہے تاہم قصیدے کے فنی اجزاء مفقود ہیں ۔ "اظہارِ تشکر" "حسن طلب" پر حاوی ہے ۔ بندشیں چست ہیں اور الفاظ کا انتخاب موقع محل کے عین مطابق ہے ۔ تراکیب میں فارسیت یہاں بھی نمایاں ہے ۔ اقبال کے ہاں مقطع میں تخلص کا بامعنی استعمال پہلی بار ہوا ہے ۔

دین و دنیا

سرود ص۳۸ ، باقیات ص۱۰۳ ، ابتدائی کلامِ اقبال ص۱۲۹

اقبال نے یہ نظم انجمن حمایتِ اسلام کے اجلاس میں ۲۲ فروری ۱۹۰۲ء کے اجلاس میں شام کی نشست میں پڑھی ۔ جلسے کی صدارت خان بہادر شیخ حاجی خدا بخش ڈسٹرکٹ جج گورداسپور نے کی[1] ۔ یہ نظم انجمن کی روداد میں بھی شائع ہوئی ۔ انجمن کے جس اجلاس میں یہ نظم سنائی گئی اس میں بعض لوگوں کو غلط فہمی لاحق ہوئی چنانچہ علامہ کو وضاحت کرنا پڑی ۔ یہ نظم پیسہ اخبار میں اشاعت کے لئے بھیجی گئی تھی لیکن منشی محبوب عالم نے چھاپنے سے انکار کر دیا ۔

شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح تر متن	سند
۱	بھاٹی دروازے کی جانب ----	ذکرِ اقبال، تبرکاتِ اقبال	دہلی دروازے -------	سرود، ابتدائی کلام[2]
۱۵	---- گیارہ گیا ہے آپ کو	ابتدائی کلامِ اقبال	گیارہ گیا تھا آپ کو	سرودِ رفتہ
۲۲	نہ چھپتے ہیں برف کی تلغی ----	ابتدائی کلام	---- تغلی ⊛	سرودِ رفتہ
۳۲	ہو نہ آشنا بھی تو جھوٹا ----	ابتدائی کلامِ اقبال	ہو نہ آشنا	سرود
آخری شعر	ذکر جب اقبال کا آیا تو یوں اٹھا کوئی	ابتدائی کلامِ اقبال	--- بول اٹھا کوئی	سرود

ڈاکٹر افتخار صدیقی کی تحقیق کے مطابق اس نظم میں ڈپٹی نذیر احمد کا رنگ نمایاں ہے[3] ۔ ڈپٹی نذیر احمد نے ۲۲ فروری ۱۹۰۱ء کو انجمن حمایت اسلام کے اجلاس میں ایک لیکچر دیا تھا جس کا موضوع "دین و دنیا" تھا ۔ یہ لیکچر بعد میں انجمن حمایتِ اسلام کے ماہوار رسالے میں کی اشاعت ۲۲ فروری ۱۹۰۱ء میں چھپا ۔ ڈپٹی نذیر احمد نے انجمن حمایتِ اسلام کے پندرھویں اجلاس (فروری ۱۹۰۰ء) میں ایک نظم پڑھی تھی جس کے درج ذیل اشعار قابلِ توجہ ہیں ۔

> ابتداء کے ساتھ کچھ نسبت نہیں انجام کو + دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا اسلام کو
>
> دین و دنیا انجمن نے جمع کر دکھلا دئیے + ہم نے اب سمجھا محل و موقعِ ادغام کو

"دین و دنیا" بھی اسی بحر میں ہے ۔ صدیقی صاحب کا استدلال درست ہے ۔

قوافی میں یک گونہ مماثلت

"دین و دنیا" میں پہلی دفعہ علامہ کے مخصوص طنزیہ اندازِ بیان کی جھلک دکھائی دیتی ہے ۔ بعض تشبیہات اس لحاظ سے بہت خوبصورت ہیں کہ ان میں طنز کی بھرپور کیفیت موجود ہے ۔ مثلاً ایک نام نہاد درویش پر طنز ملاحظہ ہو ۔

[1] اقبال اور انجمن حمایت اسلام ص۴۰ ، [2] چونکہ اقبال خود بھاٹی دروازے میں رہتے تھے اس لئے یہاں دہلی دروازہ ہی درست ہے ۔ [3] عروجِ اقبال ص۱۳۲ ⊛ تلغی غلط العام ہے صحیح لفظ "تغلی" ہے ۔

ؔ خوار ہے تو جیسے اسٹیشن پہ ہیو بلیٹ کا مال + تیری دینداری کا ذلت ہی کیا انجام ہے

ایک مولوی صاحب کی تشبیہیں گفتاری پر اس طرح طنز کیا ہے

ؔ جوش میں کیا آئے اک سوڈے کی بوتل کھل گئی + گالیوں کے بس سے منہ ان کا چھلکتا جام ہے

اس نظم میں اقبال کے اجتہادی تصورات کا عکس بھی موجود ہے ۔ مثلاً یہ شعر

ؔ صدقے جاؤں فہم پہ دنیا نہیں دین سے الگ + یہ تو اک پابندیٔ احکامِ دین کا نام ہے

نظم کے بعض اشعار سے سرسید تحریک کے اثرات عیاں ہیں ۔ ایک شعر میں تو اعتراف کرتے ہیں ۔

ؔ نیچری مجھ کو سمجھ کر ہو گئے کافور آپ + آج کل سچی نصیحت کا یہی انعام ہے

نظم میں الفاظ کے الٹ پھیر سے بھی طنز کے نشتر چبھونے کی کوشش کی ہے ۔ مثلاً یہ شعر

ؔ بیچتے ہیں برف کی قلفی دسمبر میں چہ خوش + ایسے دین داروں کا سر ہے عین و قاف و لام ہے

یعنی ان کے سر میں عقل نام کی کوئی چیز نہیں ۔

شاعر نے نظم میں الفاظ کے اندر پوشیدہ معانی کے امکانات کو تلاش کیا ہے ۔ مواد ہیئت اور اسلوب کے اعتبار سے یہ نظم اقبال کی خوبصورت نظموں میں شمار کئے جانے کی مستحق ہے اور علامہ کے شعری امکانات میں سنگ میل کا درجہ رکھتی ہے ۔

اسلامیہ کالج کا خطاب پنجاب کے مسلمانوں سے

(سرود ص۳۰، باقیات ص۱۱۳، ابتدائی کلام اقبال ص۱۵۴)

انجمن حمایت اسلام کے جلسے منعقدہ ۲۱ تا ۲۳ فروری ۱۹۰۲ء میں ، ۲۳ فروری کے دوسرے جلسے میں پڑھی گئی ۔ جلسے کے صدر ، میاں نظام الدین سب جج راولپنڈی تھے جنہوں نے علامہ کو "ملک الشعراء" کا خطاب دیا[1] ۔ یہ نظم انجمن کی روداد میں بھی شائع ہوئی ۔ پنجۂ فولاد کی ۱۹ مارچ اور ۲۶ مارچ ۱۹۰۲ء کی اشاعت میں بھی اسے شامل کیا گیا ۔ رسالہ انجمن حمایت اسلام نے ۱۵ جون ۱۹۰۲ء کے شمارے میں اسے چھاپا ۔ "پیسہ اخبار" کے ستمبر ۱۹۰۲ء کے شمارے میں بھی اسے شائع کیا گیا ۔ ابتداء میں اس کا عنوان "زبانِ حال" تھا

بند	شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح ترمتن	اسناد
I	۲	گویا ہوئی تقریر آج	باقیات	تصویر	سرود ، ابتدائی کلام
II	۱	ہم جو کچھ کہنے کو ہیں سو مختصر کہنے کو ہیں	روایتِ اقبال ص۱۳۶	خود بخود کوئی سمجھ جائے کہ کیا کہنے کو ہیں	"
III	۱	یہ ۔۔۔ مثالِ دعدۂ بیدار ہو ۔	ابتدائی کلام	دیدۂ بیدار ہو ۔	سرود
IV	۱	ـــ دوحوں کو جا سکتا ہوں میں	"	ـــ بسا سکتا ہوں میں	"
V	۳	دام تو سونے کا بنوائے ـــ	نوادرِ اقبال	ـــ سونے کا بنوالے تو ۔۔۔	" + ابتدائی کلام
VI	۶	جس نے جا چھوپا ہو ـــ	"	ـــ ہاں جسے چھونا ہو ـــ	" + "
VII	۱۰	دھوکا نہ کھا جائے کوئی دھوکا نہ جائے کوئی	ابتدائی کلام نوادرِ اقبال ص۱۱۱	دھوکا نہ دے جائے کوئی	سرود

[1] اقبال اور انجمن حمایت اسلام ص۷۷

بند	شعر نمبر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
VIII	۱	رونقِ بخشش کا شانہ	ابتدائی کلام	رونق بخش...	سرود + نوادرِ اقبال
"	۵	... اندلس ہو تم	نوادرِ اقبال	اندلس ہو تمہیں	سرود + ابتدائی کلام
IX	۹	رام کہہ لینا اس زمانے کا	"	کر لینا زمانے کا ...	سرود + "
IX	۴	نورِ شمعِ عرفاں کردہ	سرود رفتہ + ابتدائی	— ایماں کردہ —	نوادرِ اقبال، رفتِ سرود
آخری		ہاں دعا میں —	نوادر	... دعا میں	سرود + ابتدائی کلام

اس طویل نظم میں مدحِ رسولؐ میں کئی اشعار موجود ہیں۔ حضورؐ کو علم و حکمت کا منبع قرار دیا گیا ہے اور اس سے اپنی علمی پیاس بجھانے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ نظم کا امتیازی وصف "اسلامیت" ہے۔ متعدد اشعار اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ اقبال کا مخاطب دراصل "امتِ مسلمہ" ہے۔ اقبال کا کشمیری قومیت کا محدود تصور اس نظم میں نئی کروٹ لیتا ہے۔ نظم کی ایک خاص بات اس کی تلمیحات ہیں۔ مثلاً "آتشِ ابراہیم"، "نجد کا دشت"، "اویس قرنی"، "گریۂ آدم"، "کشتیٔ نوح"، "آسیہ سعدی"، "معرکہ بازار"، "ماعرفنا"، "صبرِ ایوب" اسلامی تاریخ سے اخذ کی گئی ہیں۔ جہدِ مسلسل کی تلقین کی گئی ہے۔ نظم کے بعض اشعار بہت صاف ہیں اور اقبال کے متداول کلام میں موجود اشعار کے معیار کے ہیں:

محفلِ عشرت میں ہے کیا جانے کس کا انتظار + آج ہر آہٹ کو ہم آوازِ پا کہتے ہیں (بند دوم)

گوشِ بر آواز تھا مغرب کبھی جس کے لئے + وہ صدا ہر اس زمانے کو سنا سکتا ہوں میں (بند سوم)

وہ غنی ہے، علم کی دولت بھی کرتا ہے عطا + ہاں مگر پہلے روش تیری گدایانہ تو ہو

یہ نظم شیخ عبدالقادر کی اس روایت کو بھی باطل قرار دیتی ہے کہ فارسی کی طرف علامہ کا ذہن قیامِ یورپ کے زمانے میں منتقل ہوا ہے۔ اس نظم کے علاوہ علامہ ایک مستقل نظم "سپاسِ جنابِ امیر" لکھ چکے تھے۔ زبان و بیان اور روزمرہ اور محاورہ کے اعتبار سے بھی یہ نظم اس سے پہلے لکھی جانے والی تمام نظموں سے بدرجہا بہتر ہے۔ ڈاکٹر افتخار صدیقی بجا طور پر اس نظم کو اقبال کے فنی ارتقا میں سنگِ میل سمجھتے ہیں۔[1] تاہم ان کی اس بات میں کچھ زیادہ وزن نہیں کہ نظم میں نذیر احمد کی صدائے بازگشت سنائی دیتی ہے یا تعلیم اور سعی و جد و جہد کی طرف راغب کرنے کے خیالات سر سید تحریک کا براہِ راست اثر بھی ہو سکتے ہیں۔

شکریہ انگشتری

باقیات ص ۱۳۱، سرود ص ۶۰، ابتدائی کلام ص ۱۸۷

علامہ کی یہ نظم ۱۹۰۲ء کی تصنیف ہے۔ منشی سراج الدین نے علامہ کو چار انگوٹھیاں ارسال کی تھیں۔ یہ اشعار اس کے شکریے کے طور پر ہیں۔ سات اشعار اردو میں اور سولہ[16] اشعار فارسی میں ہیں۔ شیخ عطاء اللہ نے یہ اشعار منشی سراج الدین کی بیاض سے لے کر اقبالنامہ جلد اول (ص ۱۶) میں شامل

۱۔ عروجِ اقبال ص ۱۹۳ ۲۔ ایضاً ص ۱۳۶

کیے۔ یہ نوادرِ اقبال میں بھی موجود ہیں (ص ۲۰۵)۔ اختلافِ متن درج ذیل ہے۔

بند	شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
	۱	آپ سے جو مجھ کو بھی ...	سرود رفتہ	آپ نے مجھ کو جو بھیجی	اقبال نامہ، ابتدائی کلام

علامہ کی یہ نظم اس خیال کی تصدیق کیلئے مزید ثبوت فراہم کرتی ہے کہ علامہ نے یورپ جانے سے بہت پہلے فارسی زبان میں لکھنا شروع کر دیا تھا۔

مرثیہ نعم پسر

سرود ص ۱۹۵، باقیات ص ۱۶۷، ابتدائی کلام ص ۱۷۱

یہ نظم علامہ نے اپنے ایک دوست خواجہ عبد الصمد ککڑو المتخلص مقبل کے فرزند خواجہ غلام حسن کے عالم نوجوانی میں انتقال کر جانے کے موقع پر لکھی اور مخزن جولائی ۱۹۰۲ء میں چھپی۔ اس لحاظ سے یہ نظم جون ۱۹۰۲ء کی تصنیف ہے۔ نظم کی کسی اور رسالے میں اشاعت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ لہذا ہمارے نزدیک سب سے زیادہ مستند متن "مخزن" کا ہے۔ چند اختلافاتِ متن ملاحظہ کیجئے۔

شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۱۱	جدائی میں نالاں ہوں بلبل نہ کیوں	سرود، ابتدائی کلام	... نالاں ہو بلبل ...	مخزن جولائی ۱۹۰۲ء (سپاس جناب امیر)
۱۳	وہی نذرِ برقِ طپاں ہو گیا	" "	برق طپاں[1]	" " رخت سفر

ابر گہر بار یا فریادِ امت

(سرود ص ۴۳، باقیات ص ۱۳۹، ابتدائی کلام ص ۱۹۱

علامہ نے یہ نظم انجمن حمایت اسلام کے اٹھارہویں سالانہ جلسے میں یکم مارچ ۱۹۰۳ء والے اجلاس میں پڑھی جو خان بہادر غلام احمد خان مشیر مال ریاست جموں و کشمیر کی صدارت میں ہوا۔ یہ نظم انجمن کی روداد میں بھی شائع ہوئی۔ پیسہ اخبار نے اپنے ۱۴، ۲۱ اور ۲۸ مارچ ۱۹۰۳ء کی اشاعت میں شائع کیا۔ نظم کا حوالہ علامہ کے ایک خط محررہ ۱۱ مارچ ۱۹۰۳ء میں موجود ہے، جو منشی سراج الدین کو لکھا گیا تھا۔ اس خط سے دو امور پر روشنی پڑتی ہے۔ اول یہ کہ نظم کے بعض اشعار کے ضمن میں علامہ کو ڈر تھا کہ کوئی وہابی فتویٰ نہ صادر کر دے اس لئے انھیں تمہیداً کچھ کہنا پڑا۔ دوم نظم مذکور کسی خاص "علت" کی بنا پر لکھی گئی تھی۔ افتخار احمد صدیقی کا خیال ہے کہ یہ اشارہ مشہور طوائف "امیر بیگم" کی طرف ہے۔ ان کے خیال میں مذکورہ خط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شیخ عبد القادر امیر بیگم کے بلانے کے لیے گئے تھے۔ صدیقی صاحب نے اس خط سے جو نتائج نکالے ہیں وہ محض قیاس پر مبنی ہیں اور دور کی کوڑی لانے کے مترادف ہیں۔ خط کے الفاظ:

"گرامی صاحب تشریف رکھتے ہیں اور شعر و سخن کی محفل گرم ہے، شیخ عبد القادر ابھی اٹھ کر کسی کام کو گئے ہیں۔ سید بشیر حیدر بیٹھے ہیں اور ابر گہر بار کی اصل علت کی آمد آمد ہے"

[1] طپاں اور تپاں دونوں درست ہیں، علامہ ط سے لکھتے تھے، اس لحاظ سے مخزن کا متن قابلِ ترجیح ہے۔ تدوینِ اقبال ص ۱۲۵ (حاشیہ)

ان الفاظ سے نہ معلوم صدیقی صاحب نے یہ نتیجہ کیسے اخذ کر لیا کہ شیخ عبدالقادر امیر نامی طوائف کو بلانے کے لئے چلے گئے۔ پیسہ اخبار کے علاوہ نظم زیر بحث کی دو اشاعتیں ہمارے پیش نظر ہیں۔ ان نظموں کو شیخ مبارک علی اور مرغوب ایجنسی نے شائع کیا۔ یہ نظمیں پمفلٹ کی شکل میں بالترتیب ۱۹۱۳ء اور ۱۹۱۶ء میں شائع ہوئیں۔ دونوں نسخوں میں لکھا ہے کہ علامہ کی اجازت سے انہیں چھاپا گیا۔ اختلافِ متن درج ذیل ہیں۔ ان اختلافات کو نظر انداز کر دیا گیا ہے جن کا تذکرہ گیان چند نے "ابتدائی کلامِ اقبال" میں کیا ہے۔

بند	شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۴	۱	... اپنی سمجھ اور یہ مائل ہو کر	سرود	... اور یہ مائل ہو کر	پمفلٹ فریادِ ملت نوادرِ اقبال، رختِ سفر
۸	۱۱	وہ مسافر ہوں چلے	ابتدائی کلامِ اقبال	وہ مسافر ہوں ملے	سرود + پیسہ اخبار
۵	۴	... اس فقر کو ویران ہونا	پمفلٹ، مرغوب ایجنسی	اس قصر کو ویران ہونا	سرود + پیسہ اخبار
۸	۸	دل جو برباد ہوا تھا وہی آباد ہوا	نوادرِ اقبال	دل جو بربادِ محبت ہوا آباد ہوا	سرود + ۸
۱۲	۲	شافعِ حشر وہ دعا کون سی ہے	رختِ سفر + باقیات	... دوا کون سی ہے	سرود + پمفلٹ
۴	۷	طور پر تو نے جو لے حضرت موسیٰ دیکھا	سرود، ابتدائی کلام	.... دیدۂ موسیٰ دیکھا	باقیات + نوادر[۱]

باقیاتِ اقبال، رختِ سفر اور نوادرِ اقبال میں نظم کے متعدد اشعار موجود ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان مجموعوں کے مرتبین نے فریادِ امت کی ۱۹۱۳ء کی اشاعتوں کو پیش نظر رکھا ہے جبکہ سرودِ رفتہ کا ماخذ انجمن کی روداد ہے۔ اقبال کی اس نظم کا ذکر منشی سراج الدین اور حبیب الرحمٰن خان شیروانی کے خطوں سے بھی ہوا ہے اور متن میں جو اغلاط واقع ہوئی ہیں اس کا ذمہ دار کاتب کو ٹھہرایا ہے۔

سیالکوٹ میں ایک شخص کریم بخش تھے، جن کا نام بعد میں عبدالکریم مشہور ہو گیا۔ یہ صاحب مرزا غلام احمد سے وابستہ تھے۔ بعض اوقات بڑی سخت باتیں کہہ دیا کرتے تھے۔ اہلِ بیت کے متعلق وہ عجیب و غریب باتیں کہتے۔ مثلاً ہمارا علی وہ علی نہیں ہے جو شیعوں کا علی ہے اور ہمارا مسیح وہ مسیح نہیں جو عیسائیوں کا مسیح ہے۔ علامہ ایسی باتوں سے کبیدہ خاطر ہوتے تھے۔ نظم کے بند ۹ کا یہ شعر اس طرف اشارہ کرتا ہے۔

؎ یہ نصاریٰ کا خدا وہ علی شیعوں کا + ہائے کس ڈھنگ سے اچھوں کو برا کہتے ہیں[۲]

اس شعر میں بھی غالباً انہی صاحب کی طرف اشارہ ہے۔

؎ بعض اصحابِ ثلاثہ سے نہیں اقبال کو + دِق مگر اک خارجی سے آ کے مولائی ہوا۔[۳]

اس نظم کی حیثیت ایک نعت کی سی ہے۔ شاعر نے اپنے بارے میں بھی کھل کر اظہارِ خیال کیا ہے۔ اس میں زمانے کا شکوہ ہے۔ نظم مارچ ۱۹۰۳ء میں لکھی گئی ہے اور اس زمانے کے اقبال کے خیالات اور جذبات کی بہترین ترجمان بھی ہے۔ اپنی شخصیت کے بعض تضادات اور

---

[۱] اقبال نے حبیب الرحمٰن شیروانی کے نام خط میں لفظ 'حضرت' کو کاتب کی غلطی بتایا ہے اور صحیح متن 'دیدہ' بتایا ہے (اقبال نامہ جلد اول ص۷) ۔ گیان چند نے 'حضرت' ہی لکھا ہے جو غلط ہے (ابتدائی کلام اقبال ص۱۹۳)

[۲] روزگارِ فقیر جلد دوم ص۱۷۲ [۳] روایاتِ اقبال، عبداللہ چغتائی ص۴۹ [۴] مطالعۂ تلمیحات و اشاراتِ اقبال ص۲۵۷

دشمنوں کے الزامات کا ذکر کیا ہے لیکن تان اس شعر پر توڑی ہے

دیکھ اے چشمِ عدو! مجھ کو حقارت سے نہ دیکھ + جس پہ خالق کو بھی ہو ناز وہ انساں ہوں میں

حضورِ اکرمؐ سے عرفان کی مے طلب کی ہے

مئے عرفاں سے مرا کاسۂ دل بھر جائے + میں بھی نکلا ہوں تری راہ میں سائل ہو کر

المدد سیّدِ مکّی مدنی العربی + دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

مسلمان ہونے کی حیثیت سے ذمہ داریوں کا بیان اتنی خوبصورتی سے ہوا ہے کہ شعر ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر گیا ہے

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے + لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

ساری نظم ایک شکوے کی صورت میں ہے، حضورِ اکرمؐ سے اُمتِ مرحومہ کے اقبال کی درخواست کرتے ہیں مسلمان قوم کے زوال کا سبب فرقہ بندی، تعصّب، تکبّر، بددیانتی اور اسلامی اخوّت بتاتے ہیں۔ قوم کی خستہ حالی میں زاہدوں اور واعظوں کو برابر کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ نظم تغزّل کے رنگ میں رنگی ہوئی ہے۔ جذبات کا طلاطم ہے کہ تھمنے نہیں پاتا۔ عشقِ رسولؐ کے بیان میں والہانہ پن نمایاں ہے

تیری الفت کی اگر ہو نہ حرارت دل میں + آدمی کو بھی میسّر نہیں انساں ہونا

نظم کے اس مخصوص رنگ و آہنگ کی موجودگی میں عابد علی عابد کا یہ تجزیہ حقیقت سے کتنا بعید ہے۔

"دورانِ قیامِ یورپ اقبال کے اندر رسولِ پاکؐ، ائمۂ اطہار، صحابۂ کرام اور اولیائے کرام سے عقیدت کا عنصر پیدا ہوا" [۱]

حقیقت یہ ہے کہ یورپ جانے سے بہت پہلے اقبال نے اپنے قلب کو یادِ رسولؐ سے معطّر کر لیا تھا۔

اہلِ درد

سرود صفحہ ۵۸، باقیات صفحہ ۵۰، ابتدائی کلام صفحہ ۲۰۸

یہ نظم سب سے پہلے مخزن کے مئی ۱۹۰۳ء کے شمارے میں شائع ہوئی۔ قافیہ "اہلِ درد" کی وجہ سے اس میں نظم کا رنگ آگیا ورنہ مخزن میں یہ غزل اقبال کے عنوان سے شائع ہوئی تھی۔ سرودِ رفتہ کا ماخذ مخزن ہے لیکن مرتب نے دو اشعار چھوڑ دیئے۔ باقیات اور ابتدائی کلام میں یہ دو اشعار موجود ہیں۔ علامہ نے یہ اشعار نوازش علی خان کی فرمائش پر کہے۔ موصوف ہائی کورٹ میں مترجم کے عہدے پر فائز تھے۔ یہ درست نہیں کہ یہ نظم ۱۹۲۲ء میں لکھی گئی جیسا کہ ڈاکٹر اکبر حسین قریشی نے لکھا ہے [۲]۔ نظم کا زمانۂ تصنیف اپریل ۱۹۰۳ء ہے۔ متن کے درج ذیل اختلافات قابلِ توجہ ہیں۔

شعر	مصرع	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۱۱	ا	درد سے پیدا ہوتی ہے روحِ جو دوانِ اہلِ درد	سرودِ رفتہ	روحِ جو دوانِ اہلِ درد	ابتدائی کلام، نوادرِ اقبال
۲	ا	ہے سکوں نا آشنا طبعِ جہانِ اہلِ درد	مخزن، سرودِ رفتہ	طبعِ جہانِ اہلِ درد	سرود، نوادرِ اقبال
۱۶	-	پھرتے رہتے تھے - - - - -	باقیات طبع سوم	پھرتے رہتے ہیں . . .	سرود، ابتدائی کلام

۱۔ شعرِ اقبال ص ۲۲۹

۲۔ مطالعہ تلمیحات و اشاراتِ اقبال ص ۵۷

یہ نظم کسی منصوبہ بندی کے بغیر محض ہنگامی تقاضوں کے تحت لکھی گئی۔ 'اہلِ درد' ردیف ہے اور 'جاوداں'، 'لامکاں'، 'نشاں' وغیرہ اس کے قافیے ہیں جنھیں آخر تک نبھایا گیا ہے۔ نظم دو بندوں پر مشتمل ہے۔ ہیئت اور اسلوب کے لحاظ سے اس نظم کو ہم 'دوغزلہ' کہہ سکتے ہیں۔ قافیے ردیف کے التزام سے نظم کا اسلوب بیان پر تکلف ہو گیا ہے۔ بعض مضامین بھی محض قافیے کی مجبوری سے لائے گئے ہیں۔ نظم اقبال کی زود گوئی کی بہترین مثال پیش کرتی ہے لیکن مجموعی طور پر تاثیرِ شعری سے محروم ہے۔ نظم کی خاص بات مخصوص تلمیحات کا استعمال ہے۔ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ اقبال اپنی تلمیحات اسلامی تاریخ سے اخذ کرتے ہیں۔ 'گلزارِ ابراہیم'، 'صبرِ ایوب'، 'گریۂ آدم'، 'آیۂ لاتقربا'، 'منصور، سرمد'، 'شمس تبریزی' وغیرہ۔ اقبال منصور کے دار پر چڑھنے کو 'معراج' سے تعبیر کرتے ہیں تاہم آگے چل کر منصور حلاج کے بارے میں ان کے خیالات میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ ترکیب سازی کے باب میں اقبال کے ہاں ایک نیا رجحان پیدا ہونے لگا ہے۔ وہ یہ کہ اب وہ اضافت کے علاوہ عطف کا استعمال بھی کرنے لگے ہیں، مثلاً "معراجِ خونِ سرمد و تبریزی و منصور" اور "روحِ رواں اہلِ درد" وغیرہ

۳۔ ایک درد مند دل کی عرض

نمبر رگ گل، سرود ص ۵۳، باقیات ص ۱۶۹، ابتدائی کلام ص ۲۱۱

سب سے پہلے یہ نظم وطن کی ۲۹ جولائی ۱۹۰۳ء کی اشاعت میں چھپی۔[1] اس کے بعد پنجۂ فولاد نے ۱۷ اگست ۱۹۰۳ کو شائع کیا۔[2] مخزن میں یہ نظم ستمبر ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی۔ علامہ نے یہ نظم اس وقت لکھی جب ان کے بڑے بھائی شیخ عطا محمد ایک مقدمے میں گرفتار ہوئے۔ نظم خواجہ نظام الدین اولیا کے مزار پر پڑھ کر سنائی گئی۔ متن کے قابلِ ذکر اختلافات درج ذیل ہیں۔

سند	صحیح متن (تیرہ مستعمل متن)	مشمولہ	غلط متن (ابتدائی متن)	شعر	بند
مخزن و سرود	ہائے کیا تُرتیے ہیں۔۔۔	باقیاتِ اقبال، نوادر	واہ کیا تُرتیے ہیں۔۔۔	۴	I
مخزن و باقیات	اشک کی نہریں	ابتدائی کلام	عشق کی نہریں ہیں۔۔۔	۹	"
مخزن	میرے جیسے۔۔۔	وطن اخبار	میرے ایسے بے نواؤں کا۔۔۔	۱۲	"
		وطن اخبار[3]	کہہ رہے ہیں دیکھ کر مجھ کو قفس میں شاد (شاخ)	۹	II
		ابتدائی کلام، وطن اخبار	رونے والا ہوں۔۔۔۔ (الخ[4])	۱۱	III

'سرودِ رفتہ' کا متن مخزن سے ماخوذ ہے لیکن اس کے مرتب نے سات اشعار شامل ہی نہیں کیے۔ "ابتدائی کلام اقبال" از گیان چند میں یہ تمام اشعار موجود ہیں۔

---

[1] "ابتدائی کلام اقبال از گیان چند" ص ۲۱۵ [2] بحوالہ "دانائے راز" از عبدالطیف اعظمی ص ۲۲۰

[3] گیان چند نے نظم کے حواشی میں اس مصرعے کے متعلق لکھا ہے کہ شاید مخزن میں اقبال نے اصلاح کر دی ہو۔ (ص ۲۰۳ پر) مخزن کا مصرع وہی ہے جو سرود اور ابتدائی کلام اقبال میں موجود ہے۔ وطن کا متن درست نہیں

[4] مخزن میں یہ شعر "ہوں مریدِ خاندان۔۔۔" والے شعر کے بعد ہے

یہ نظم اقبال کی اہم نظموں میں سے ہے۔ اس میں اہل وطن کی دشمنی کا گلہ کیا گیا ہے اور گنج کے داتا سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ ان کے نام کی لاج رکھیں تاکہ جس مصیبت میں وہ اور ان کے بھائی گرفتار ہیں اس سے انہیں نجات ملے۔ اس عرضداشت میں بھی وہ شۂ لولاکؐ کو نہیں بھولے۔ خواجہ نظام الدین اولیاء کو بڑی سرکار تک پہنچنے کے لئے وسیلہ بناتے ہیں ؎

اس بڑی سرکار کے قابل مری فریاد ہے + چل حضوری میں شۂ یثرب کی تو لے کر مجھے
میرا کیا منہ ہے کہ اس سرکار میں جاؤں مگر + تیرے جیسا مل گیا تقدیر سے رہبر مجھے

اپنے مخصوص خاندانی پس منظر کی وجہ سے اقبال میں شروع ہی سے اہل بیت اور اولیاء اللہ سے عقیدت کے جذبات موجود رہے ہیں۔ یہ نظم ان متصوفانہ رجحانات کا بہترین نمونہ ہے۔ آگے چل کر شاہِ کونینؐ تک رسائی حاصل کرنے کے لئے اقبال کو کسی واسطے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ عشق رسولؐ میں وہ اس قدر ڈوب جاتے ہیں کہ من و تو کے سارے امتیازات اٹھ جاتے ہیں۔ اس نظم کا درج ذیل شعر تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ اس نظم میں شامل ہے جو 'سوامی رام تیرتھ' کے نام سے اب بانگِ درا میں شامل ہے۔ شعر یہ ہے ؎

چھپ کے بیٹھا ہوا اثبات نفیٔ غیر میں + لا کے دریا میں نہاں موتی ہیں الا اللہ کے

یہ خیال غالباً سوامی رام تیرتھ کی صحبتوں کا نتیجہ ہے۔

شیشۂ ساعت کی ریگ

سرود ص ۸۶، باقیات ص ۱۲۸، ابتدائی کلام ص ۲۲۱

یہ نظم سب سے پہلے 'خدنگِ نظر' لکھنؤ میں ستمبر ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی (جلد ۷، شمارہ ۹)۔ 'خدنگِ نظر' میں اس نظم پر ایڈیٹر کا نوٹ اس طرح تھا۔

"اب سے نصف صدی بیشتر ہندوستان میں گھر گھر بالو گھڑی کا رواج تھا اور یہی اس زمانے کی آفس کلاک تھی، مگر زمانۂ حال کی نمائش پسندیوں نے اب ان چیزوں کو خواب و خیال کر دیا۔ اب لیور جنیوا اور راسکوپ کے سامنے شیشۂ ساعت کو کون پوچھے۔ اس حالت میں ہم مسٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔ اے کے ممنون ہیں، جن کی عنایت سے ایک قدیم صنعت کی تازہ یادگار خدنگ کے صفحونِ پر قائم ہوگی (ایڈیٹر)[1]"

خدنگِ نظر کا مذکورہ پرچہ ہمارے سامنے موجود نہیں، تاہم 'صحیفہ' میں شائع شدہ خدنگ نظر کے متن کی بنیاد پر ایک اختلاف سامنے آیا ہے۔ شعر ۱۱ میں صحیفہ کا متن اس طرح ہے:۔

تم تو گرد پا ہے شاید بھٹکے حاجیوں کی ------- سرود کا متن درست معلوم ہوتا ہے

گیان چند سے ابتدائی کلام (ص ۲۲۱) ایک اور غلطی سرزد ہوئی ہے۔ شعر اول کے مصرع ثانی میں "فتنہ جو" لکھ دیا ہے، حالانکہ صحیفہ شمارہ ۱۳ اور سرود رفتہ میں "فتنہ خو" درج ہے اور یہی درست بھی ہے۔

"شیشۂ ساعت کی ریگ" ترکیب بند میں لکھی گئی ہے۔ شاعر "قافلۂ حجاز" کے ماضی کو یاد کرتا ہے۔ نظم کی خاص بات وہ تلمیحات ہیں جو تاریخ اسلام سے اخذ کی گئی ہیں۔ مثلاً قافلۂ کنعاں، قومِ موسیٰ، مریم، ناصرہ، یثرب کا چاند، قصۂ میدانِ کربلا وغیرہ۔

---

[1] بحوالہ صحیفہ شمارہ ۱۳، ۱۹۶۰ء ص ۶۹

دربارِ بہاولپور

سرود صہ ۱۷۲، باقیات صہ ۱۸۱، ابتدائی کلام صہ ۲۲۶

سب سے پہلے یہ قصیدہ نومبر ۱۹۰۳ء کے "مخزن" میں شائع ہوا۔ اس کے بعد اخبارِ وطن کی ۴ دسمبر ۱۹۰۳ء کی اشاعت میں شائع ہوا۔ نواب محمد بہاول پنجم کی تاج پوشی ۱۲ نومبر ۱۹۰۳ء کو کی گئی ۲ اس لحاظ سے یہ نظم نومبر ۱۹۰۳ء کی تصنیف ہے۔ متن کے اختلافات درج ذیل ہیں

نمبر شعر	غلط متن	منقولہ	صحیح متن	سند
۱، ۱	بزم انجم میں ہے گویا ----- پنجم	ابتدائی کلام اقبال	... میں ہے گو چھوٹا ...	مخزن ص۳
باقی اختلافات، ابتدائی کلام اقبال میں موجود ہیں۔				

سرودِ رفتہ اور باقیات کے دیگر مجموعوں میں ایک شعر شائع نہیں ہو سکا۔ یہ شعر "وطن" میں تو موجود ہے لیکن مخزن میں شائع نہیں ہوا ۳ شاید علامہ کی اصلاح کی زد میں آ گیا۔ وہ شعر یہ ہے

دست گیری ہو شریفوں کی، اصولِ سلطنت
ہے عدو ان غم کشوں کی آسماں بن کر زمیں

اس میں قصیدے کے تمام اہم اجزاء، تشبیب، گریز، مدح، دعا وغیرہ موجود ہیں۔ تاہم گریز بہت عمدہ ہے

چومتی ہے دیکھنا جوشِ عقیدت کا کمال + پائے تختِ یادگارِ عمِ پیغمبر زمیں
زینتِ مسند ہوا عباسیوں کا آفتاب + ہو گئی آزادِ احسانِ شہِ خاور زمیں
یعنی نواب بہاول خاں کرے جس پر فدا + بحر موتی، آسماں انجم، زر و گوہر زمیں

خطابیہ لہجہ اقبال کی دوسرے اور تیسرے دور کی شاعری کا امتیازی وصف ہے جس کی ابتداء اس قصیدے سے ہوتی ہے۔ وقت کے ساتھ حرفِ ندا کے استعمال میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ چکبست نے اس قصیدے پر تنقید کرتے ہوئے چند ایسی لغزشوں کا ذکر کیا ہے جو شاعر کے عجزِ بیان کو ظاہر کرتی ہیں۔ مثلاً مطلع میں شاعر مبالغے کی حد سے گزر کر "ہجوِ ملیح" تک پہنچ گیا ہے۔ موصوف نے ایسی تلمیحات کا ذکر بھی کیا ہے جن سے اردو داں طبع مانوس نہیں مثلاً یہ یونانی روایت کہ زمین ایٹلس (اطلس) کے شانوں پر قائم ہے۔

ان خامیوں سے قطعِ نظر، نظم کا مجموعی لہجہ پر شکوہ ہے۔ جو ظاہر ہے قصیدے کے لئے بہت موزوں ہے بعض اشعار مضامین کی بلندی اور بندشوں کی چستی کی وجہ سے بہت بلند ہیں۔ مثلاً یہ اشعار

امتحاں ہو، اس کی وسعت کا جو مقصودِ چمن + خواب میں سبزے کے آئے آسماں بن کر زمیں
صاف آتا ہے نظر مجنِ چمن میں عکسِ گل + بن گئی ہے آپ اپنے آئینے کی روشن گر زمیں
اس قدر نظارہ پرور ہے کہ نرگس کے عوض + خاک سے کرتی ہے پیدا چشمِ اسکندر زمیں

اس نظم سے علامہ کی وسیع المشربی کے رجحان کی ابتداء ہوتی ہے۔ یہ دو اشعار ملاحظہ کیجئے

صلح ہو ایسی، گلے مل جائیں ناقوس و اذاں + ساتھ مسجد کے رکھے بت خانۂ آذر زمیں
نام شاہنشاہِ اکبر زندۂ جاوید ہے + ورنہ دامن میں لئے بیٹھی ہے سو قیصر زمیں

---

۲ مطالعۂ تلمیحات و اشاراتِ اقبال صہ ۲۵۶، ابتدائی کلامِ اقبال صہ ۲۲۶

۳ بیاضِ اعجاز احمد میں بھی یہ شعر موجود نہیں، شاید اس کا ماخذ بھی مخزن کا شمارہ ہے

اس وسیع المشربی کے سوتے سوامی رام تیرتھ کی صحبتوں سے پھوٹے ہیں ۔ دو ماہ قبل لکھی جانے والی نظم "برگِ گل" کے ایک شعر میں بھی سوامی کے افکار کا پرتو موجود ہے ۔ قرینِ قیاس ہے کہ "ترانۂ ہندی" والے خیالات ۱۹۰۳ء میں علامہ کے ذہن میں پرورش پانے شروع ہو گئے تھے ۔

شمعِ زندگانی

باقیات ص ۲۲۸ ، ابتدائی کلام ص ۸۸

یہ نظم صرف باقیاتِ اقبال طبع دوم وسوم میں چھپی ہے ۔ مرتب نے اپنا ماخذ نہیں بتایا ۔ گیان چند نے اسی مجموعے سے لیکر "ابتدائی کلام اقبال" میں چھاپا ۔ کسی اور مجموعے یا رسالے میں اس کی اشاعت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ۔ گیان چند نے اسے ۱۹۰۱ء کی نظم کے ساتھ شائع کیا ہے ۔ نظم کی پختگی ۱۹۰۱ء کی نہیں ۱۹۰۳ء کی نظم ہونے کی چغلی کھا رہی ہے ۔ گیان چند نے اس نظم کو باقیاتِ اقبال سے نقل کیا ہے ، اس کے باوجود ایک غلطی واقع ہو گئی ہے ۔ شعر ۹ میں ایک لفظ شائع نہیں ہو سکا ، جس سے مصرع بے وزن ہو گیا ہے ۔ صحیح مصرع یوں ہونا چاہیے ۔

ع اے شمع ! کیوں ابھی سے آنکھیں ہیں سب کی پُرنم

"شمع زندگانی" غزل کی ہیئت میں لکھی گئی ہے ۔ اس میں ایسے شخص کے احساسات و جذبات کو بیان کیا گیا ہے جسے موت نے آن گھیرا ہے ۔ لیکن اس کے ارمان ابھی پورے نہیں ہوئے ۔ نظم کی خاص بات یہ ہے کہ اسے فارسی کی گراں بار ترکیبوں سے بوجھل نہیں بننے دیا گیا ۔ اندازِ بیان میں سادگی پائی جاتی ہے ۔

چاند اور شاعر

باقیات ص ۲۶۹ ، روزگارِ فقیر ص ۳۷۶ ، ابتدائی کلام ص ۱۳۹

یہ نظم اردو کی چھٹی کتاب (۱۹۰۴ء) میں سب سے پہلی مرتبہ شائع ہوئی ۔ مذکورہ کتاب چھٹی جماعت کے لئے لکھی گئی تھی ۔ مرتب کا نام کتاب پر درج نہیں ، نہ اقبال کا نام بطورِ شاعر کے اس نظم پر درج ہے ۔ ہمارے سامنے اس کتاب کا بارہواں ایڈیشن ہے ۔ معلوم نہیں پہلی دفعہ یہ کس ایڈیشن میں شامل کی گئی ۔ روزگارِ فقیر ، باقیات اور ابتدائی کلام اقبال کا موازنہ "اردو کی چھٹی کتاب" ص ۱۱۳ سے کیا گیا ہے ۔ متن کے درج ذیل اختلافات دیکھنے میں آئے ہیں

بند، شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
I ، ۲	سورج کا دن کو اور ترا شب کو راج ہے	باقیات	سورج کا راج دن کو ترا ...	روزگارِ فقیر
II ، ۴	کمال کے سودا ہیں رات دن	ابتدائی کلام ، باقیات	کمال کے سودے میں رات دن [1]	ابتدائی کلام ، اردو کی چھٹی کتاب

یہ نظم چونکہ بچوں کے لئے لکھی گئی ہے اس لئے اس کا انداز بہت سادہ ہے ۔ شاعر چودھویں کے چاند سے اس کی روشنی کا راز دریافت کرتا ہے تاکہ وہ بھی درجۂ کمال کو پہنچ سکے ۔ چاند اس روشنی کو آفتاب کا رہینِ منت قرار دیتا ہے اور شاعر کو مشورہ دیتا ہے کہ وہ بھی کسی "آفتاب" کی تلاش کرے ۔ آگے چل کر وہ علم کو آفتاب سے

[1] گیان چند نے نظم کے حاشیے میں لکھا ہے کہ یہاں املا کے اصول کے تحت "سودے" ہونا چاہیے لیکن اپنی کتاب میں متن درست نہیں لکھا ۔ "اردو کی چھٹی کتاب" میں اس کا متن درست ہے یعنی وہاں "سودے" لکھا ہے ۔

تعبیر کرتا ہے بلکہ اسے آفتاب سے برتر قرار دیتے ہوئے یہ دلیل پیش کرتا ہے ؎

محفوظ اس خطر سے ہنر کا کمال ہے + گھٹنے کا اس کو ڈر ہے نہ خوفِ زوال ہے

شاعر نظم سے یہ نتیجہ نکالتا ہے ؎

انسان کو فکر چاہیے ہر دم کمال کی + "کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی"

یہ نظم علامہ کے اسلوبیاتی ارتقاء میں ایک سنگِ میل کا درجہ رکھتی ہے - اس لئے اس میں پہلی دفعہ سوال وجواب کے انداز میں اپنا مافی الضمیر بیان کیا گیا ہے - شاعر نے براہِ راست نصیحت کے بجائے بالواسطہ اندازِ بیان اختیار کیا ہے جس کے مؤثر ہونے میں کوئی شبہ نہیں - علامہ نے اس اسلوبِ بیان کو بعد کی شاعری میں زیادہ کامیابی سے برتا ہے - اسے ہم انگریزی شاعری کا اثر بھی کہہ سکتے ہیں -

جہاں تک ہو سکے نیکی کرو

باقیات ص ۵۳۷، روزگارِ فقیر ص ۳۷۷، ابتدائی کلامِ اقبال ص ۳۸

باقیاتِ اقبال اور گیان چند کا ماخذ "روزگارِ فقیر" جلد دوم ہے - یہ نظم اردو کی چھٹی کتاب (۱۹۰۷ء) میں بھی شامل ہے - ممکن ہے مؤلفِ روزگارِ فقیر نے اسی سے نقل کیا ہو، نظم کی کسی اور اشاعت کا سراغ نہیں ملتا - چونکہ یہ نظم ۱۹۰۷ء کے مجموعے میں موجود ہے لہٰذا قیاساً اس کا زمانۂ تصنیف ۱۹۰۳ء ہے - متن کے اختلافات درج ذیل ہیں :

شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۱۵	کہہ دی وہ بات جس نے کہا	باقیات، روزگارِ فقیر	بولی وہ بات جس . . .	اردو کی چھٹی کتاب
۳۲	بچے دے سے اس کی ناک پر وہ نیز قسم کا چیر	ابتدائی کلام، باقیات	ٹپ دے سی اس کی ناک پہ یہ ٹو میں	— ۲۱

چونکہ رضائی ضرورتوں کے تحت لکھی گئی ہے، لہٰذا اس میں سادگی پائی جاتی ہے - بچوں کی نفسیات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس نظم میں کہانی پن پیدا ہو گیا ہے - بچوں میں اصلی اوصاف پیدا کرنے اور ترقی کے جذبات کو ابھارنے کی کوشش کی گئی ہے اور ان کی اخلاقی تربیت پر زور دیا گیا ہے -

بچوں کیلئے چند نصیحتیں

باقیات ص ۵۴۲، روزگارِ فقیر ص ۳۸۵، ابتدائی کلامِ اقبال ص ۱۴۲

باقیات اور گیان چند کا ماخذ روزگارِ فقیر جلد دوم ہے - یہ نظم اردو کی پانچویں کتاب (۱۹۰۵ء) میں شامل ہے - بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نظم دوسری نظموں کی ایک کڑی ہے - اس لحاظ سے اس نظم کا زمانۂ تصنیف بھی ۱۹۰۳ء ہی قیاس کیا جا سکتا ہے - نظم مذکور کی کسی اور اشاعت کا کوئی سراغ نہیں ملتا - مذکورہ بالا مجموعوں کی نظم کے متن کا مقابلہ "اردو کی پانچویں کتاب" سے کیا گیا ہے - متن کے اختلافات درج ذیل ہیں

اختلافِ متن :

شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۲	مل نہیں سکتی زمانے میں نکموں کو مراد	ابتدائی کلام اقبال	-- نکموں کو زمانے میں مراد	اردو کی پانچویں کتاب باقیات
۳	خاک محنت ہو سکے گی ہو نہ جب --	روزگارِ فقیر، ابتدائی کلام باقیات	-- گی جب نہ ہو ہاتھوں --	اردو کی پانچویں کتاب
۷	ہے برائی سے برائی --	اردو کی پانچویں کتاب	ہے برائی سی برائی --	لے[1]
آخری شعر	کام کی چیزیں جو ہیں ان --	باقیات	ہیں جو اُن ----	روزگارِ فقیر ابتدائی کلام

جگنوؤں کی مجلس

باقیات اقبال ص ۵۴۵، روزگارِ فقیر ص ۳۸۸، ابتدائی کلام اقبال ص ۱۳۰

اس نظم کا اوّلین متن ہی ہمیں "اردو کی پانچویں کتاب (۱۹۰۵ء)" کے علاوہ کہیں اور نظر نہیں آتا۔ متن کے اختلافات درج ذیل ہیں۔

شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
بند ۲ شعر ۳	اس نے مرے جی میں لگائی	ابتدائی کلام	-- مرے جی کو لگائی	باقیات، روزگارِ فقیر، اردو کی پانچویں کتاب
״ ۱۷	کیا کہیے، مصیبت ہمیں پڑ جاتی ہے --	״	کیا کہیے مصیبت --	״
״ ۱۸	-- چھڑے کی ہے چابک	״، باقیات، روزگارِ فقیر	-- چھڑے کی ہیں چابک	اردو کی پانچویں کتاب[2]
״ ۲۰	-- ہمیں قید سے انسان کا نکلنا	ابتدائی کلام	-- انسان کی نکلنا	روزگارِ فقیر + اردو کی پانچویں کتاب
II ۹	رہائش	ابتدائی کلام	رہائش	״
״ ۱۳	زر لغت کی جھبولوں سے --	״، روزگارِ فقیر، باقیات	-- کے جھبولوں	״

شہد کی مکھی

روزگارِ فقیر ص ۳۹۵، باقیات ص ۵۵۱، ابتدائی کلام ص ۱۳۲

نظم کی اوّلین اشاعت "اردو کی پانچویں کتاب" ص ۱۲۱ میں ہوئی۔ نظم کا زمانہ ۱۹۰۳ء ہی ہو سکتا ہے۔ اختلافاتِ متن حسبِ ذیل ہیں۔

شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۷	یا سرو پہ بیٹھے ہوئے قمری کا یہ گانا	ابتدائی کلام، روزگارِ فقیر	قمری کا دیا سرو پہ --	اردو کی پانچویں کتاب
۸	یا کہتی ہے، یہ پھول کے ---	״ + ״	کہتی ہے دیا ---	״
۱۴	مکھی اسے لے جاتی ہے چھتے میں اڑا کر۔	״ + ״	اڑا کر --	״
۱۷	اس شہد ---- ہے[3]	ابتدائی کلام + روزگارِ فقیر	—	اردو کی پانچویں کتاب
۲۱	کرتا ہے جو انسان کو دانا —	״ + ״	انسان کو توانا --	
۲۳	-- عظمت ہے اسی میں	״ + ״	عظمت ہے اسی سے	

لے[1] "سی" روزمرہ کے مطابق ہے۔ علامہ کی تحریر میں "سے" اور "سی" کے درمیان امتیاز کرنا مشکل ہوتا ہے۔ ممکن ہے "اردو کی پانچویں کتاب" کے مرتب سے اس ضمن میں کوئی کوتاہی سرزد ہوئی ہو۔

ے[2] گیان چند نے "کی" پر اعتراض کیا ہے اور "کا" کو درست قرار دیا ہے۔ لیکن نظم میں خود "کی" ہی لکھا ہے۔ اردو کی پانچویں کتاب بڑی حد تک اس اشکال کو رفع کرتی ہے۔

ے[3] اردو کی پانچویں کتاب میں مصرع ۲،۱۶ پر ہے اور ۱۶،۱ پر۔

محنتب باقیات اقبال ص ۲۶۰، روزگار فقیر جلد دوم ص ۳۸۱، ابتدائی کلام اقبال ص ۱۸۱
"اردو کی پانچویں کتاب" ۱۹۰۵ء میں شائع ہوئی۔ اس کا زمانۂ تصنیف ۱۹۰۳ء ہے

شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۱۲	یہ کل ... سب کام جس سے نکلتا ... نام جس سے	ابتدائی کلام + روزگار فقیر + باقیات اقبال " + "	... سب کام اسی سے ... نام اسی سے	اردو کی پانچویں کتاب "

گیان چند اپنے مجموعے "اقبال کا ابتدائی کلام" میں شعر ۸ چھوڑ گئے ہیں۔ یہ شعر اس طرح ہے:
جہاں میں اگر کیمیا ہے تو یہ ہے + غریبی کے دکھ کی دوا ہے تو یہ ہے
تاہم یہ شعر روزگار فقیر اور باقیات میں موجود ہے

مزدور کا خواب باقیات ص ۲۶۳، روزگار فقیر ص ۳۲۶، ابتدائی کلام ص ۲۳۸
گیان چند نے اس نظم کو مارچ ۱۹۰۱ء کی نظموں کے ساتھ شائع کیا ہے۔
ہمارے خیال میں یہ نظم ان نظموں کے ساتھ ہی لکھی گئی جو یا تو بچوں کیلئے تصنیف کی گئیں یا انہیں دوسری زبانوں سے ترجمہ کیا گیا۔ اس نظم کی اولین اشاعت کا کوئی کھوج سراغ نہیں ملتا۔ نظم کی مذکورہ بالا تینوں اشاعتوں میں متن کا کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔ نظم کا اصل ماخذ شیخ اعجاز احمد کی وہ بیاض ہے جہاں سے یہ نظم لے کر روزگار فقیر میں شائع کی گئی۔ نظم میں خامی و کچگی پائی جاتی ہے۔

گلِ خزاں دیدہ باقیات ص ۵۱۳، نوادرِ اقبال ص ۲۱۸، ابتدائی کلام ص ۸۹
گیان چند نے اسے ۱۹۰۱ء کی نظموں میں شمار کیا ہے لیکن کوئی دلیل نہیں دی۔ ۱۹۰۱ء میں اقبال کے ہاں اتنی پختگی نہیں آئی تھی۔ نظم کی بندشیں اسے ان نظموں کے قریب تر کر دیتی ہیں جو ۱۹۰۳ء کے زمانے میں لکھی گئیں۔ گیان چند نے اختلافات متن کا جائزہ لیا ہے۔ ہم یہاں صرف انہی اختلافات کا ذکر کریں گے جن کا ذکر گیان چند نے نہیں کیا یا کیا ہے تو ہمیں بوجوہ اس سے اتفاق نہیں

شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۲ ۵ [۱]	خوشنما وہ دن ... گلستاں میں صبا گہوارہ جنباں ...	ابتدائی کلام، باقیات ابتدائی کلام	... گلستاں کو رضاں	نوادر، نیچرل شاعری [۱] " " [۲]
۱۶	... دل تھا، یہاں میں بھی	باقیاتِ اقبال	دل تھا، بیاباں میں	"
۱۸	یہ ہے افسانہ گل کا ...	باقیات + ابتدائی کلام	یہ افسانہ ہے	نوادرِ اقبال

۱۹۰۳ء کے زمانے کی نظم ہے تاہم تراکیب کی کثرت شعری تاثیر میں مانع ہے۔

۱۔ گیان چند نے "باقیات" کے متن کو ترجیح دی ہے حالانکہ اس کا ماخذ "بنی نیچرل شاعری" مرتبہ صفدر مرزا پوری ہے۔
۲۔ جنباں کے معنی حرکت کرنے والا اور رضاں جنت کی جمع ہے۔ آسائش کی مناسبت سے اس لفظ کا قرینہ موجود ہے۔

عیشِ جوانی

باقیات ص ۵۱۷، نوادر ص ۲۲۲، ابتدائی کلامِ اقبال ص ۸۳

باقیات اور نوادرِ اقبال کا ماخذ صفدر مرزاپوری کا مجموعہ نیچرل شاعری ہے۔ حیرت ہے کہ باقیات کے مرتب سے تین اشعار چھوٹ گئے۔ یہ اشعار "نوادرِ اقبال" اور گیان چند کے مجموعے "ابتدائی کلامِ اقبال" میں موجود ہیں۔ اختلافاتِ متن درج ذیل ہیں۔

شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۲	ہائے وہ راتیں کہ تھیں	ابتدائی کلامِ اقبال	.... وہ راتیں کہ تھی	نوادر + باقیاتِ اقبال
۱۲	رخ پہ بل کھاتے ہوئے	باقیات	کھائے ہوئے	" + ابتدائی کلام
۱۸	بام میں وہ چاندنی	ابتدائی کلامِ اقبال	بام پر وہ چاندنی	" + باقیات
۴	کس پہ تم بھولے ہوئے ہو	"	کس پہ تم بھولے ہوئے ہو	باقیات + نوادر

اس نظم میں جوانی کی راتوں اور مرادوں کے دنوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن اندازِ بیان میں شوخی اور بے باکی نمایاں ہے۔ بعض اشعار کو اقبال سے منسوب کرتے تامل ہوتا ہے۔ مثلاً یہ اشعار

بام پر اک ماہ سیما سے وہ سامانِ وصال + اک پری وش سے وہ ذوق لذتِ بوس و کنار
ضدیم آغوشی، شوقِ نیم جامہ کو اِدھر + اور اُدھر محوِ تغافل نازنین پردہ دار

عورت ۔ غیر مدوّن

چاند کی لے کر گولائی، سانپ کا پیچ اور خم
بیدِ مجنوں کی نزاکت، بیل کے بل کی کجی
پیارے پیارے، بھولے بھالے، دیدۂ آہو چمیں
ابر سے آنسو، صبا سے بے وفائی لے اڑا
سرد مہری یخ نے دی، سختی ملی الماس سے
طوطیٔ گلزار نے رنگینیٔ منقار دی
روزِ اوّل سے ودیعت نور کا جوبن ہوا
گندہ گندہ کر یہ مصالحہ جب اکٹھا ہو گیا

گھاس کی پتی کی ہلکی تھرتھراہٹ، بلبل و کم
بانکپن طاؤس کا، نرمی گل کہسار کی
جن پہ ہو رقصِ شعاعِ نورِ خورشید جبیں
سہم خرگوش اور چیتے سے لیا جور و جفا
نا بتاں آہنی دل کا دل سنگیں بنے
قمری بے زار نے شیرینیٔ گفتار دی
پیرِ بلبل کا اضافہ اس پہ ہلکا پن ہوا
دستِ قدرت نے بنایا ایک ڈھانچہ نور کا

آگ کا جوبن ہوا، اور نور کی صورت بنی
شکل عورت کی بنی، کیا موہنی مورت بنی

"قطرۂ اشک" کی طرح یہ نظم بھی غیر مدوّن ہے۔ محمد انور خان کی مرتبہ ایک قلمی بیاض سے ماخوذ ہے۔ گیان چند نے اسے ستمبر ۱۹۰۵ء کے قریبی زمانے میں رکھا ہے۔ مرتب بیاض نے جیسا کہ ابتدائی کلامِ اقبال (ص ۲۹۳) سے ظاہر ہے۔ متن نقل کرتے وقت بے احتیاطی سے کام لیا گیا ہے۔ گیان چند نے متن کی قیاسی تصحیح کی ہے۔ ان کی تیسری تصحیح سے ہمیں اتفاق نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہاں "مسالے" کا مقام و محل

بنو تھا نہ کہ مصالحہ ۔ لیکن علامہ کی ابتدائی تحریروں اور مکاتیب میں یہ لفظ اسی غلط املاء کے ساتھ آیا ہے ۔ چنانچہ یہ بات بہت قرینِ قیاس ہے کہ علامہ نے لفظ "مصالحہ" ہی لکھا ہو ۔ چونکہ نظم کا کوئی اور متن دستیاب نہیں لہٰذا متن کے اختلافات نہیں دیئے جا رہے ۔ نئی دریافت کی بنا پر نظم کا شمار ہم نے "غیر مدوّن کلام" میں کیا ہے ۔

یہ نظم اقبال کے عام انداز سے ہٹ کر ہے ۔ عورت کی تشکیل میں جن عناصر نے حصّہ لیا ہے ان کا ذکر کیا گیا ہے ۔ ان میں چاند کی گولائی بھی شامل ہے اور طاؤس کا بانکپن بھی ۔ "گلِ کہسار" کی نرمی بھی ہے اور بیدِ مجنوں کی نزاکت بھی ۔ گندھ گندھا کر یہ مسالہ جب اکٹھا ہوتا ہے تو عورت کا پیکر بنتا ہے ۔

؎ آگ کا جوبن ہوا اور نور کی صورت بنی + شکل عورت کی بنی کیا موہنی صورت بنی

قطرۂ اشک ابتدائی کلامِ اقبال ص ۳۰۰[1]

پانی برس کے دھوتا ہے جب چہرۂ زمیں — پھٹتا ہے آسماں پر پردہ سحاب کا

اس پردہ سے نکلتا ہے مہرِ جہاں فروز — نقشہ دکھاتا ہے صدفِ دُرِّ ناب کا

قطرے فضا میں چند معلّق ہیں آپ کے — پڑتا ہے ان پر عکس رُخِ آفتاب کا

قوسِ قزح کی چادرِ رنگیں کو اوڑھ کر — پیرِ فلک دکھاتا ہے عالم شباب کا

فرطِ طرب سے محفلِ قدرت ہے جھومتی — چھاتا ہے کائنات پہ نشہ شراب کا

سب مست ہو کے گرتے ہیں آغوشِ خواب میں
کرتے ہیں یعنی سجدہ، خدا کی جناب میں

پہلو سے اُٹھے دردِ محبت کی جب گھٹا — ہوتا ہی ہے یہ حال دلِ داغدار کا

بادل امنڈ امنڈ کے برستے ہیں آنکھ سے — دھلتا ہے چہرہ سینۂ ہنگامہ زار کا

رہتا ہے ایک قطرہ معلّق جو آنکھ میں — پڑتا ہے اس میں عکس کسی شہسوار کا

آتا ہے حسنِ قوسِ قزح جھوم جھوم کے — بندھتا ہے چرخِ دل پہ سماں خلدِ زار کا

آئینہ وار سینہ چمکتا ہے نور سے — جلوہ دکھاتا ہے، فلکِ زرنگار کا

کرتی ہیں دل میں رقصِ تمنّا کی شوخیاں
ہوتی ہیں آشکار محبت کی خوبیاں

اے طفلِ اشک! اے مری الفت کی آبرو — اے وہ کہ جس سے پایہ ہے برتر مجاز کا

مدّت سے بزمِ عشق ہے ویراں پڑی ہوئی — شعلہ بجھا ہے مشعلِ سوز و گداز کا

وقفِ خزاں ہوا چمنستانِ آبرو — نغمہ نہیں وہ بلبلِ ہنگامہ ساز کا

وہ دل کہ جس میں جلوے تڑپتے تھے رات دن — ہر تار اب شکستہ ہے اس دل گداز کا

ظلمت سرا بنی ہے شبستانِ آرزو — جلوہ نہیں جو دل میں مرے جلوہ ساز کا

آباد آ کے کر مری چشمِ خیال کو
میں تجھ سے دیکھتا ہوں کسی کے جمال کو

[1] بیاضِ محمد انور بحوالہ گیان چند "کلامِ اقبال کے دو مخطوطے" اقبالیات جولائی ۔ ستمبر ۱۹۸۷ء ۔

یہ نظم گیان چند کے توسط سے منظرِ عام پر آئی ہے، انہوں نے اسے محمد انور خان کی بیاض سے نقل کیا ہے[1] یقیناً یہ کسی رسالے یا اخبار میں شائع ہوئی ہوگی۔ گیان چند نے نظم کا زمانہ دسمبر ۱۹۰۶ء متعین کیا ہے جو زیادہ قرینِ قیاس ہے۔ نظم کسی اور جگہ شائع نہیں ہوئی لہذا اختلافِ متن کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ تاہم نظم کے تیسرے بند کے پانچویں شعر میں کوئی لفظ شاید چھوٹ گیا ہے 'نہیں' اور 'دل' کے درمیان 'جو' کا لفظ تھا۔ نئی دریافت کی وجہ سے ہم نے اس نظم کا شمار بھی علامہ کے غیر مدوّن کلام میں کیا ہے۔

قطرۂ اشک، ترکیب بند میں ہے، اگرچہ پہلے شعر میں مطلع نہیں لایا گیا۔ گیان چند اسے اقبال کا اجتہاد قرار دیتے ہیں یہ نظم سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پہنچ کر اقبال کے ہاں چار لفظی اور پانچ لفظی تراکیب کا استعمال کم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ وہ زیادہ تر تین لفظی تراکیب سے کام لیتے ہیں۔

نظم بے عنوان (غیر مطبوعہ) بیاض اوّل ص ۱۹

کیا شرار آ کے چمک اٹھا مری خاکستر میں[2]	سوز سے اپنے نفس آپ جلا جاتا ہے
کچھ متانت سی ہوئی مری روش میں پیدا[3]	دل سے وہ نقش لڑکپن کا مٹا جاتا ہے
لطف ملتا نہیں کچھ اگلے تماشاؤں میں	اب کوئی اور جنوں دل کو ہوا جاتا ہے
جس طرح نیند کی لذت میں کھلونا رنگین	طفلکِ خفتہ کے ہاتھوں سے گرا جاتا ہے
آگیا خوابِ محبت میں یونہی ہوش مجھے	ہو گئے کھیل لڑکپن کے فراموش مجھے

دورِ اوّل کے کلام میں پانچ اشعار پر مشتمل یہ نظم ہنوز 'غیر مطبوعہ' ہے۔
اس نظم کو علامہ کی بیاض سے اخذ کیا گیا ہے۔ نظم زیرِ بحث علامہ کی بیاض میں ان نظموں سے قریب تر ہے جو ۱۹۰۸ء کے زمانے میں کہی گئی تھیں۔ اس لحاظ سے ہم نے اس نظم کا زمانۂ تصنیف اواخر ۱۹۰۸ء قیاس کیا ہے۔ بیاض اوّل میں یہ نظم ص ۱۹ پر موجود ہے اور قلم زد ہے۔ نظم پر علامہ کی کوئی اصلاح موجود نہیں۔ تاہم شعر نمبر ۲ کا پہلا مصرع کچھ اور طرح لکھا تھا۔ پھر اس کے خیال کو تبدیل کرکے نئے مصرع میں بدل دیا۔

نظم گمشدہ دستانہ (غیر مطبوعہ) بیاض اوّل ص ۳۷

نسخۂ اوّل	وہ مجھ سے پوچھتے ہیں کیا اٹھا لیا تو نے	- - - - - - - - - -
	اتار کر ابھی رکھا تھا میز پر ہم نے	نظر بچا کے ہماری چھپا لیا تو نے
نسخۂ ثانی	بشر یر سا جو تبسم ہے تیری آنکھوں میں	- - - - - - - - - -
	رکھا تھا میز پر ابھی ہم نے اتار کر	تو نے نظر بچا کے ہماری اٹھا لیا
	آنکھوں میں ہے تیری جو تبسم شریر سا	- - - - - - - - - -

[1] ملاحظہ ہو عکس نظم ہذا مشمولہ رسالہ اقبالیات جولائی ستمبر ۱۹۸۲ء ص ۲۰ [2] بیاض بعنوان بانگِ درا (اوّل) قلمی بخطِ اقبال ص ۳۰ [3] اس مصرع کی ایک صورت یہ تھی کہ عمر کے میری جبیں پر ہوئے آثار نمود [4] بیاضِ مذکور

تین اشعار پر مشتمل یہ نامکمل نظم، بیاضِ اوّل میں موجود ہے، اس کے دو متن ملتے ہیں۔ ایک نقشِ اوّل، دوسرا نقشِ ثانی۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بحر اور قافیوں کی مجبوری سے سلسلۂ خیال آگے نہیں بڑھا۔ نقشِ ثانی میں بحر اور قافیہ تبدیل ہو گیا ہے۔

متروکات کی وجوہ

۱۸۹۳ء اور ۱۹۰۸ء کے درمیانی عرصہ میں لکھی جانے والی بتیس ۳۲ نظموں کو علامہ نے مکمل طور پر ترک کر دیا تھا۔ اس کی وجوہات مختلف ہیں۔ ۱۹۲۴ء میں اردو کلام کا پہلا مجموعۂ کلام مرتب کرتے وقت علامہ کے سامنے سب سے اہم مسئلہ اپنے کلام کا انتخاب تھا۔ اس وقت تک علامہ کے سامنے جو کلام موجود تھا، اس سے بانگِ درا کی ضخامت کے تین مجموعے بآسانی مرتب کئے جا سکتے تھے۔ مگر علامہ اپنے کلام کا کڑا انتخاب کرنا چاہتے تھے چنانچہ ایسی تمام نظمیں شامل نہیں کی گئیں جو یا تو کسی ہنگامی واقعے کی پیداوار تھیں یا علامہ نے انھیں کسی کی فرمائش پر لکھا تھا۔ اسی قبیل کی نظموں میں سرفہرست وہ نظم ہے جو زمانۂ طالب علمی میں سعداللہ خان لدھیانوی کے خلاف لکھی گئی تھی۔ "اسلامیہ کالج کا خطاب مسلمانوں سے"، "یتیم کا خواب ہلالِ عید سے" اور "نالۂ یتیم" فرمائشی نوعیت کی نظمیں تھیں جن کا ایک مقصد چندے کا حصول تھا۔ ان میں آفاقیت کے جوہر نہ تھے۔ ان نظموں کے بعض اشعار بہت عمدہ ہیں لیکن مرکزی خیال کی بنا پر اشعار کا انتخاب کرنا .. موزوں نہیں سمجھا گیا۔ یہی حال نظم "اشکِ خوں" کا بھی ہے۔ اقبال نے انگریزوں کی شان میں جو قصیدے لکھے، ان میں کسی کو اپنے کلام میں شامل کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ یہ مرثیہ بھی قصیدہ نما ہے اور اقبال کے ذہنی ارتقاء کے بعد کے ادوار میں کبھی بھی اقبال کیلئے باعثِ افتخار نہیں رہا۔ اس مرثیے کے بعض اشعار فکری اور فنی لحاظ سے اس قابل تھے کہ مستقل کلام میں جگہ پاتے، لیکن علامہ نے انگریز دوستی کے اس نشان کو معدوم کرنا ہی مناسب سمجھا۔

"لاٹ صاحب لعد ولیوڈرتکیرڈ کا خیر مقدم" نامی نظم بھی ایک طرح انگریزوں کا قصیدہ تھا جسے بانگِ درا میں شامل نہیں کیا گیا۔ ایسی نظمیں بھی معقول تعداد میں موجود ہیں جو خالصتاً نجی نوعیت کی ہیں اور کسی ذاتی ضرورت کی بنا پر لکھی گئیں۔ ان نظموں میں بھی آفاقیت کا عنصر مفقود ہے، اقبال کے شخصی روابط کے ضمن میں یہ نظمیں اہم حوالہ بن سکتی ہیں لیکن ان میں مستقل اہمیت کا مواد نہ ہونے کے برابر تھا۔ چنانچہ انھیں بانگِ درا میں شامل کرنا ضروری نہیں سمجھا گیا۔ ایسی نظموں میں پنجۂ فولاد، شکریہ انگشتری، ماتمِ پسر، اہلِ درد، برگِ گل، شیشۂ ساعت کی ریگ، خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

علامہ نے نصابی ضرورتوں کے لئے لکھی جانے والی نظموں کو بھی اس قابل نہ سمجھا کہ ان کے مستقل مجموعۂ کلام میں جگہ پا سکیں تاہم نمونے کے طور پر چند نظمیں بانگِ درا میں ضرور شامل کیں۔ یہ تمام نظمیں فرمائشی نوعیت کی تھیں۔ ٹیکسٹ بک بورڈ نے یہ تمام نظمیں خریدی تھیں[1]۔ لہٰذا علامہ کو یہ حق نہیں پہنچتا تھا کہ وہ اس نوعیت کے تمام کلام کو بانگِ درا میں شامل کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ جب نظم "پرندے کی فریاد" مخزن میں شائع ہوئی تو علامہ کو اس کی اشاعت کیلئے ٹیکسٹ بک بورڈ سے اجازت لینا پڑی[2]۔

---

[1] بحوالہ انٹرویو شیخ اعجاز احمد

[2] مخزن کے شمارہ فروری ۱۹۰۷ء میں نظم کے نیچے بہ اجازت ٹیکسٹ بک بورڈ لکھا ہے۔

معز نصابی کتب میں یہ نظمیں شائع ہوئیں وہاں بھی شاعر کا نام درج نہیں ہے۔ ان نظموں میں 'چاند اور شاعر' 'جہاں تک ہو سکے نیکی کرو'، 'بچوں کیلئے چند نصیحتیں'، 'شہد کی مکھی'، خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

کچھ نظموں میں جنسی معاملات کا برملا اظہار موجود تھا، لہذا ایسے کلام پر نظرِ ثانی ضروری تھی۔ نظم "عیشِ جوانی" میں علامہ نے "جنسی تجربات کو بے لاگ انداز میں پیش کیا ہے۔ بہت ممکن ہے یہ نظم کسی انگریزی نظم کا ترجمہ ہو، ورنہ ایسی نظم کو اقبال سے منسوب کرنے میں تامل ہوتا ہے۔ "تہ بجھو دیں گے دامن" میں 'دختکِ گلشن' کے نہانے کا منظر بیان کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے بانگِ درا کی بامقصد شاعری میں اس قبیل کی نظموں کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ بعض نظمیں محض اس بناء پر ترک کرنا پڑیں کہ ان کے بدلے ہوئے تصورات و افکار میں ایسے کلام کو دائمی حیثیت دینے کی ہرگز کوئی گنجائش نہ تھی۔ مثلاً نظم "صلاحِ قوم" کا مرکزی خیال محدود تصورِ قومیت کا پرچار ہے۔ قومیت کا یہ محدود تصور بعد میں ایک نئی کروٹ لیتا ہے اور وہ کشمیری قومیت کے محدود حصار سے نکل کر ہندوستانی قومیت کا پرچار کرنے لگتے ہیں۔ ۱۹۲۳/۱۹۲۴ء میں جب اقبال بانگِ درا کی نظموں کا انتخاب کرتے ہیں تو ان کا تصورِ قومیت نیل کے ساحل سے لیکر تابخاک کا شغر ملتِ اسلامیہ کو ایک لڑی میں پرونے کی فکر میں کوشاں نظر آتا ہے۔ نظم "شمع زندگانی" میں شاعر گڑگڑا کر کچھ اور مہلت مانگ رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ علامہ کے عمومی فکری میلان کے بالکل برعکس رویہ ہے۔ ایسے کلام کو بانگِ درا میں شامل کرنا ہرگز مناسب نہ تھا۔

بعض نظمیں فنی وجوہ کی بناء پر ترک کرنا پڑیں، مثلاً 'گلِ خزاں دیدہ'، اس بناء پر بانگِ درا میں شامل نہیں کی گئی کہ اس میں ثقیل تراکیب نے شعری تاثیر کو مجروح کر دیا تھا، اور یوں نظم کا مرکزی خیال واضح نہیں کیا جا سکتا تھا۔ نظم "خدا حافظ" میں صنعت گری اور طنز کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ قافیے کی مجبوری کی وجہ سے بعض الفاظ کا استعمال محلِ نظر تھا۔ بند دوم کے دوسرے مصرعے میں 'ساقی' کا لفظ اردو کا نہیں اور پھر دوسرے بند کے ایک مصرعے میں "عیسائی" کا لفظ بھی غلط انداز میں استعمال ہوا ہے۔ نظم "دین و دنیا" کے ترک کرنے کی وجہ بھی بظاہر یہی نظر آتی ہے کہ یہ ذاتی نوعیت کی نظم تھی اور اس میں مستقل اہمیت کا مواد بہت کم تھا، نظم کے طنزیہ اسلوب کی وجہ سے سنجیدہ عناصر دب کر رہ گئے تھے۔ انتخاب اور اصلاح کے عمل سے بعض اچھے اشعار منتخب کئے جا سکتے تھے لیکن چونکہ نظم ایک قطعے کی شکل میں تھی لہذا اس کا قطعیت پن متاثر ہو سکتا تھا۔ مزید برآں یہ نظم انجمن کے ایک جلسے میں بعض غلط فہمیاں پیدا کرنے کا سبب بھی بنی تھی، لہذا انہیں دوبارہ ہوا دینے کی ضرورت نہ تھی۔ شروع سے لے کر آخر تک ایک ہی قافیہ استعمال ہوا ہے لہذا بعض اشعار محض قافیہ پیمائی تک محدود ہو کر رہ گئے تھے۔ "دربارِ بہاولپور" نواب بہاولپور کا قصیدہ تھا جس پر چلبست نے رسالہ "صبحِ امید" کی اپریل ۱۹۰۳ء کی اشاعت میں متعدد اعتراضات کیے تھے۔ سب سے بڑا اعتراض یہ تھا کہ نواب بہاول عباسی کی تعریف میں بہت زیادہ مبالغے سے کام لیا گیا ہے اور اس کا اختتام غیر مناسب انداز سے ہوا ہے۔ اس کی تصنیف میں بھی فرمائشی عنصر غالب تھا۔

'مزدور کا خواب' عمدہ نظم تھی، اس کی بندشیں چست ہیں اور بظاہر کوئی وجہ ترک کرنے

کی نظر نہیں آتی۔ ممکن ہے بانگِ درا کی ترتیب کے وقت یہ نظم انہیں دستیاب نہ ہو، یا ممکن ہے کہ دوسری
دعائیہ نظموں کی طرح اسے بھی ایک فرمائشی نظم سمجھتے ہوئے بانگِ درا میں شامل کرنا مناسب نہ سمجھا
ہو۔ حاصل کلام یہ ہے کہ بیشتر نظموں کو بانگِ درا میں شامل کرنے کا فیصلہ درست تھا، لیکن اس کا
مطلب یہ نہیں کہ ان نظموں کے تمام اشعار علامہ کے شعری معیار کے مطابق نہ تھے۔ ان نظموں میں
متعدد اشعار ایسے بھی موجود ہیں جو علامہ کے دوسرے اشعار کے ہم پلّہ ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے
کہ علامہ کے متروکات کا ایک کڑا انتخاب کیا جائے، جس میں ان کے ایسے اشعار منتخب کئے جائیں
جو فکری اور فنّی لحاظ سے ان کے متداول کلام سے ہم آہنگ ہوں۔

بانگِ درا کی نظموں کے متروکہ اشعار

نوٹ :۔ نظموں کی ترتیب بانگِ درا کے مطابق ہے تاہم جن نظموں کے متروکات نہیں ہیں وہ اس جائزے میں شامل نہیں ★

نمبر شمار	نام نظم	متروکہ اشعار کی تعداد	غیر مطبوعہ	نمبر شمار	نام نظم	متروکہ اشعار کی تعداد	غیر مطبوعہ
۱	ہمالہ	۱۳	-	۲۹	رخصت اے بزمِ جہاں	۶	-
۲	گلِ رنگین	۷	۲	۳۰	طفلِ شیر خوار	۸	-
۳	عہدِ طفلی	۹	-	۳۱	تصویرِ درد	۶۲	-
۴	مرزا غالب	۳	-	۳۲	نالۂ فراق	۹	-
۵	ابرِ کوہسار	۱۸	-	۳۳	چاند	۴	-
۶	ایک مکڑا اور مکھی	۸	-	۳۴	بلال	۳	-
۷	ایک پہاڑ اور گلہری	۱۲	-	۳۵	سرگذشتِ آدم	۱۰	-
۸	ایک گائے اور بکری	۱۲	-	۳۶	جگنو	۱	-
۹	بچے کی دعا	۴	-	۳۷	صبح کا ستارہ	۲	-
۱۰	ہمدردی	۸	-	۳۸	ہندوستانی بچوں کا قومی گیت	۲	-
۱۱	ماں کا خواب	۹	-	۳۹	نیا شوالہ	۱۰	-
۱۲	پرندے کی فریاد	۹	-	۴۰	داغ	۴	-
۱۳	خفتگانِ خاک سے استفسار	۱۸	-	۴۱	ابر	۸	۲
۱۴	شمع و پروانہ	۴	-	۴۲	کنارِ راوی	۲	-
۱۵	عقل و دل	۲۸	-	۴۳	التجائے مسافر	۱۵	-
۱۶	صدائے درد	۲۰	-	۴۴	پیام	۵	-
۱۷	شمع	۱۱	-	۴۵	سوامی رام تیرتھ	۱	-
۱۸	ایک آرزو	۱۰	-	۴۶	طلبۂ علی گڑھ کالج کے نام	۵	-
۱۹	آفتابِ صبح	۶	-	۴۷	وصال	-	۱
۲۰	دردِ عشق	۸	-	۴۸	عاشقِ ہرجائی	۴	-
۲۱	گلِ پژمردہ	۱۱	-	۴۹	کوششِ ناتمام	۶	۳
۲۲	سید کی لوحِ تربت	۲۲	-	۵۰	جلوۂ حسن	۲	-
۲۳	ماہِ نو	۱۰		۵۱	تنہائی	۲	-
۲۴	انسان اور بزمِ قدرت	۲	-	۵۲	پیامِ عشق	.	۱
۲۵	پیامِ صبح	۳	-	۵۳	عبدالقادر کے نام	۵	-
۲۶	عشق اور موت	۶	-	۵۴	صقلیہ	۲	-
۲۷	زہد اور رندی	۳	-				
۲۸	موجِ دریا	۳	-				

★ متروکات کے مآخذ کی تفصیل کے لیے دیکھیے ضمیمہ ۳

دورِ اوّل (۱۸۹۳ تا ۱۹۰۸) میں بانگِ درا میں شامل ۵۷ نظموں میں سے بعض اشعار حذف کیے گئے۔ ان اشعار کی تعداد ۷۷ ہے۔ ان میں صرف سات اشعار ایسے ہیں جو غیر مدوّن ہیں۔ ذیل میں ان متروکات کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

ہمالہ - بانگِ درا : سرود ص ۸۹۔ باقیات ص ۲۷۵، ابتدائی کلام ص ۱۳۶/۳۹۴۔ مخزن اپریل ۱۹۰۱ء

گیان چند نے ابتدائی کلام میں بیشتر اختلافات درج کر دیے ہیں باقی اختلافات درج ذیل ہیں۔

اختلافِ متن

بند	پہلا مصرع	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	اسناد
I	وہ اچھالی ــــــ	.. ہر تی سے ــ	سرود رفتہ	ہر پتے سے	مخزن + ابتدائی کلام، رفتِ سفر
II	وہ اصولِ حق ـــ..	بیج جس کا ــ	نوادرِ اقبال	.. جس کی ــ	مخزن + سرود رفتہ
III	تو تو ہے	کوہِ امین ..	باقیات	کوہِ المپس	مخزن + سرود رفتہ

بند اوّل و دوم میں مناظرِ قدرت کا خوبصورت نقشہ کھینچا گیا ہے۔ شاعر کا ذہن کوہِ ہمالہ کی بلند و عریض چوٹیوں سے گوتم بدھ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جو اُن کے خیال میں "اصولِ حق کا" کا درجہ رکھتے ہیں۔ گوتم بدھ کی تعلیم "نفیِ ہستی" کی تعلیم تھی۔ اقبال کے خیال میں نفیِ ہستی کی تعلیم میں آبِ حیات کی تاثیر ہے۔

بند سوم میں ہمالہ کے پس منظر میں اقبال اپنے اسلاف کو یاد کرتے ہیں۔ انہیں "رازدانِ حقیقت" کہتے ہیں۔ کوہِ ہمالہ کا مقابلہ کوہِ طور سے کرتے ہیں، یہ بند جغرافیائی وطن پرستی کا مظہر ہے۔ "رازدانِ حقیقت" کا اشارہ گوتم بدھ کی طرف ہے۔ ظاہر ہے ۲۲/۱۹۲۳ میں بانگِ درا مرتب کرتے وقت اقبال کے خیالات میں تبدیلی آگئی تھی۔ لہٰذا ان اشعار کو بانگِ درا میں شامل کرنے کا کوئی جواز نہ تھا۔ نظم "کوہِ ہمالہ" کے شارحین کو یہ امر پیشِ نظر رکھنا چاہیے کہ یہ نظم فرمائشی تھی اور انجمنِ پنجاب کے زیرِ اثر ہونے والے ایک مشاعرے میں "کوہِ ہمالہ" کے دیے ہوئے موضوع پر فرمائشی طور پر لکھی گئی تھی۔

گلِ رنگین۔ ص ۲۴: سرود ۹۲، باقیات ص ۲۴۸، ابتدائی کلام ص $\frac{۱۰۹}{۳۴۹}$، مخزن مئی ۱۹۰۱ء
گیان چند نے اس نظم کے چار متروک بندوں کا ذکر کیا ہے، حالانکہ
چوتھا متروکہ بند کہ یہ پریشانی مگر ۔۔۔۔ الخ؛ دراصل نظم مذکورہ کے متداول متن کا
آخری بند ہے۔ اسے باقیات نہیں، اصلاحات کہا جاسکتا ہے۔ یوں نظم کے صرف تین بند متروکہ
ہیں۔ "سرودِ رفتہ" میں دو بند اور ایک شعر درج ہے۔ تیسرا بند "ترے حسنِ گلشن آرا ۔۔۔ الخ
ابتدائی کلام اور مخزن میں موجود ہے۔
اختلافِ متن

سند	صحیح متن	مشمولہ	غلط متن	مصرع	بند
مخزن	الجھیڑوں	ابتدائی کلام	الجھڑوں	ترے حسنِ گلشن ۔۔	I
"	قرار	" سہوِ کتابت	فرار	بھاگئے ۔۔۔	III

سرودِ رفتہ ص ۹۳ میں ایک اور شعر "آشنائے سوزِ فریاد ۔۔۔۔ الخ" کو متروک شعر بتایا
گیا ہے۔ یہ الگ سے کوئی شعر نہیں ہے بلکہ تیسرے متروکہ بند کا ٹیپ کا شعر ہے۔ گیان چند نے اس
متروک شعر کی جگہ کوئی اور شعر درج کر دیا ہے، جو درست نہیں۔ انہیں نظم کا ابتدائی متن
پیش کرنا چاہیے تھا۔
نظم کا ایک بند غیر مدوّن کلام میں شامل ہے جو یہ ہے:

ترے حسنِ گلشن آرا پہ جھکا جاتا ہے دل + لذّتِ نظارہ سے بے خود ہوا جاتا ہے دل
پر لگا کر صورتِ بلبل اڑا جاتا ہے دل + حلقہ ہائے موجِ نکہت میں پھنسا جاتا ہے دل
آشنائے سوزِ فریادِ دلِ مہجور ہوں
پھول ہوں میں بو مگر اپنے چمن سے دور ہوں

(مخزن مئی ۱۹۰۱ء، ص ۳۶)

"گلِ رنگین" کے تینوں متروکہ بند خوبصورت ہیں۔ بظاہر ان میں کوئی فنی خامی موجود نہیں۔
انہیں متداول کلام میں شامل کرنا چاہیے تھا۔ ممکن ہے وحدت الوجودی تصوّرات کی وجہ سے
انہیں ترک کر دیا ہو۔ شاعر اپنا اور پھول کا موازنہ کرتے ہوئے دونوں کو "ریاضِ طور کی
پتیاں" قرار دیتا ہے۔ اس کے خیال میں دونوں کی اصل ایک ہے تاہم فرق صرف یہ ہے کہ
پھول اطمینان کی دولت سے سرشار ہے جبکہ شاعر تلاش و جستجو کی تلوار کا گھائل ہے۔

عہدِ طفلی ص ۲۵: سرود ۹۳، باقیات ۲۸۰، ابتدائی کلام $\frac{۱۱۲}{۳۰۶۲}$، مخزن جولائی ۱۹۰۱ء

اختلافِ متن

بند	پہلا مصرع	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
I	ہاں اٹھا ----	--- محو رمِ آہو ----	نوادرِ اقبال	رمِ آہو	مخزن + سرود
II	ہائے وہ عالم	--- زنگِ افکارِ جہاں ----	ابتدائی کلام و باقیات	--- زنگِ افکارِ جہاں --	مخزن + سرود [1]
III	آہ اے دنیا ..	پروانہ میں ہو	رختِ سفر، سرود کتابت	پروانے میں	مخزن + سرود

شاعر عہدِ طفلی کے مزوں کو یاد کرتا ہے - بچہ ہر طرح کی منافقت سے پاک ہوتا ہے - آخری بند میں شاعر اہلِ دنیا کی نمک پاشیوں کی تکذیب کرنے کا جواز تلاش کر لیتا ہے
نظم کے زیرِ بحث متروک بندوں میں فارسی کی گراں بار ترکیبیں استعمال کی گئی ہیں - حد سے بڑھی ہوئی فارسیت ہی مذکورہ بندوں کو ترک کر دینے کا سبب بنی ہے - اس کے برعکس بانگِ درا کے لئے جن بندوں کا انتخاب کیا گیا ہے وہ نسبتاً سادہ ہیں ۔

۴- مرزا غالب ص ۲۶ ، سرود ص ۹۵ ، باقیات ص ۲۸۲ ، ابتدائی کلام ص ۱۱۹/۳۷۰ ، مخزن ستمبر ۱۹۰۱ء

ایک ہی بند متروک ہے - متن کا ایک ہی اختلاف ہے جس کا ذکر ابتدائی کلام میں موجود ہے۔ زیرِ بحث بند میں غالب کے عظمتِ فن کا اعتراف کیا گیا ہے - غالب کے تخیل کی اساس فلسفیانہ ہے - ان کے ہاں انسانی فطرت کی تشریح و تعبیر ملتی ہے اور یہی چیز اقبال کو بھاتی ہے - تعریف میں مبالغہ ذرا زیادہ ہو گیا تھا - خاص طور پر تیسرا مصرع ، شاید اسی وجہ سے اس بند کو اصل نظم میں شامل نہیں کیا گیا -

۵- ابرِ کوہسار ص ۲۷ ، سرود ۹۶ ، باقیات ص ۲۸۳ ، ابتدائی کلام ص ۱۲۱/۳۷۲ ، مخزن نومبر ۱۹۰۱ء

اصل نظم کے دس بند تھے ، چھ متروک ہو گئے - سرودِ رفتہ کے حذف شدہ بندوں میں بند ۱ کا تیسرا شعر متداول کلام میں موجود ہے ، یہ شعر ابتداء میں اسی بند میں شامل تھا لیکن جب بند حذف کیا تو یہ شعر متداول نظم کے تیسرے بند میں شامل کر لیا گیا - اس بند کا آخری شعر ترک کر دیا گیا ہے جو یہ ہے

دل لگی کوہ کے چشموں سے مجھے بھاتی ہے + زندگی اپنی اسی طرح گزر جاتی ہے

متن کے اختلافات درج ذیل ہیں

بند	پہلا مصرع	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۲	ہے مجھے ----	اٹھائے آنا	نوادرِ اقبال	اٹھاتے آنا	مخزن
۵	ڈٹ گیا ----	اکھڑ گیا	ابتدائی کلام ، سرود کتابت	ڈٹ گیا	" + سرود
۶	"	دامن جو ذرا	ابتدائی کلام + رختِ سفر	دامن جو ذرا	" + "

بند ۳ کی تضمین اور ۶ کا خیال عمدہ تھا - بند ۱ ، ۲ ، ۵ کا اسلوبِ بیان معیاری تر تھا ، تاہم بند ۲ [1]

اس قابل تھا کہ اسے متداول کلام میں شامل کیا جاتا

[1] یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ زنگ سے شیشۂ دل کس طرح صاف رہ سکتا ہے - زنگ کا اشارہ قلعی کی طرف ہے - بیاض اعجاز میں زنگ درج ہے

۶۔ ایک مکڑا اور مکھی ص ۲۹ :۔ بیاضِ اعجاز ص ۳۲۹، باقیات ص ۵۵۶، ابتدائی کلام ۱۲۷/۳۷۳،
"اردو کی پانچویں کتاب" ص ۵۳

یہ نظم "سرودِ رفتہ" میں شامل نہیں اور نہ یہ کسی رسالے میں شائع ہوئی۔ نظم کا اوّلین ماخذ "پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی کتاب" اردو کی پانچویں کتاب" ہے۔ گیان چند نے متروک اشعار کی تعداد سات بتائی ہے جو درست نہیں۔ صحیح تعداد آٹھ ہے، باقیات میں آٹھ اشعار ہیں۔ متن کا ایک اختلاف ہے جس کا ذکر گیان چند نے نہیں کیا۔ "اردو کی پانچویں کتاب" میں آخری محذوف شعر "پھنس جاتے ہیں جو سنتے ہیں ۔۔۔ ان کے دوسرے مصرعے میں لفظ "کبھی" ہے جبکہ روزگارِ فقیر اور "باقیاتِ اقبال" میں "کبھیں" درج ہے۔ گیان چند کے سامنے اوّلین ماخذ موجود نہیں تھا لہٰذا انہوں نے باقیات کے متن کو اختیار کیا ہے۔ غلطی روزگارِ فقیر کے مرتبّ نے کی ہے جس نے بیاضِ اعجاز سے متن ٹھیک نقل نہیں کیا۔

ان اشعار کو حذف کرنے کی وجہ صاف ظاہر ہے، "اسلوب بیان" ہے۔ نظم بچوّں کی رضابی ضرورتوں کے تحت لکھی گئی ہے۔ ان اشعار میں عام بول چال کے ایسے الفاظ شامل کئے گئے جو "اردو روزمرہ اور محاورہ" کی رو سے درست نہیں تھے۔ نیز فصیح نہیں تھے۔ مثلاً "ملنا ملانا"، "چکمہ دینا"، "پر کا چٹا ہونا"، "پھنس جانا" وغیرہ
آخری دو اشعار اصل میں نظم کا "نتیجہ" تھے۔ لڑکوں کو خطاب کرکے نصیحت کی گئی تھی۔ نظم میں آفاقیت پیدا کرنے کے لئے شاید ان اشعار کو بانگِ درا میں شامل نہیں کیا۔

۷۔ ایک پہاڑ اور گلہری ص ۳۱ :۔ باقیات ص ۵۲۰، ابتدائی کلام ۱۲۶/۳۷۲، بیاضِ اعجاز ص ۳۱۸
اردو کی چھٹی کتاب ص ۱۰۷

گیان چند نے محذوف اشعار کی تعداد گیارہ ۱۱ بتائی ہے حالانکہ بارہ اشعار متروک ہیں۔ نظم کا اوّلین ماخذ "اردو کی چھٹی کتاب" ہے۔ "ابتدائی کلام" میں اختلافِ متن کی نشان دہی نہیں کی گئی۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

متروکہ بند/شعر	شعر کا پہلا مصرع	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۲	مری طفیل ۔۔۔	مرے طفیل	ابتدائی کلام + روزگار	مری طفیل	بیاضِ اعجاز + اردو کی چھٹی کتاب
۵	جو برف ہے ۔۔۔	سر پہ	" + "	"سر پر"	" + "
بند ۲ شعر ۳	قلم بنا کے ۔۔۔	مصوّر مبلا دکھا سکتا	" + "	مصوّد نہ پھر دکھا سکتا	" + "

روزگارِ فقیر کے مرتب نے بیاضِ اعجاز سے متن نقل کرنے میں غلطی کی ہے۔

گیان چند نے متداول اور متروک دونوں اشعار کو ابتدائی شکل میں درج کرنے کی کوشش کی ہے چونکہ ان کے سامنے اولین متن موجود نہ تھا لہٰذا انہوں نے صحیح ترتیب سے اشعار درج نہیں کئے۔ اس نظم میں متروکہ اشعار کی نشست یہ تھی۔

محذوف اشعار نمبر	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
اصل نظم میں نشست نمبر	۴	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۵	۱۶	۱۷	۲۲	۲۳	۲۷

محذوف اشعار کو ترک کرنے کی وجوہ وہی ہیں جو پچھلی نظم میں بیان کی گئی ہیں۔ بعض اشعار رواں تھے۔ بعض اشعار میں الفاظ کے استعمال سے عامیانہ پن پیدا ہو گیا تھا جیسے "گھنٹوں"، "دبائے بیٹھے ہنسوں" (بن کی جمع)، "بن پر سبزی ہے"، "مقلم بنائے نہ لاتا اگر مری دُم کا"۔

آخری متروک شعر میں لفظ "مثل" میں حرف "ث" متحرک ہے حالانکہ اس کا صحیح تلفظ مِثْل ہے۔ غالباً یہی نقائص ترکِ کلام کا سبب بنے۔ نظم کے اولین متن میں یہ نظم دو بندوں پر مشتمل تھی۔ پہلے بند کا عنوان "بہار" اور دوسرے کا عنوان "گلہری" تھا۔ گیان چند نے اس ابتدائی شکل کو برقرار نہیں رکھا اور بندوں کے عنوان نہیں دیے۔

۸۔ ایک گائے اور بکری۔ ص۳۲: باقیات ص۵۵، ابتدائی کلام $\frac{۱۲۸}{۳۷۴}$، اردو کی چھوٹی کتاب ص۱۳۱

گیان چند نے متداول اور محذوف اشعار کو ملا کر لکھا ہے۔ ان کی ترتیب اصل ترتیب کے مطابق نہیں۔ محذوف اشعار کی اصل نظم میں نشست یہ تھی۔

متروک اشعار	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
اصل نظم میں نشست شعر	۳	۴	۱۶	۱۷	۲۰	۲۱	۲۴	۲۵	۲۶	۲۸	۳۳	۳۵

اختلافِ متن

شعر	پہلا مصرع	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سنہ
۴	ہم بھی آخر ---	اٹھا نہیں سکتے	ابتدائی کلام	اٹھو نہیں سکتے	اردو کی چھوٹی کتاب، بیاضِ اعجاز، روزگارِ فقیر
۷	اپنا غصہ ---	دُم کی چابک	" + روزگارِ فقیر	دُم کے چابک	اردو کی چھوٹی کتاب
۹	تمہیں ---	تم ہی انصاف	"	تمہیں	" + بیاضِ اعجاز

بچے کی دعا ص ۳۴ :- باقیات ص ۵۵۹ ، ابتدائی کلام ۱۳۵/۳۷۵ ، اردو کی چھٹی کتاب ص ۵۸

اس نظم کا ابتدائی عنوان تھا "خدا کے حضور میں دعا"

اختلافِ متن:

متروک شعر	پہلا مصرع	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۱	دکھ بھی آجائے	تو دل ہو نہ ـ	ابتدائی کلام	تو ہو دل نہ ـــ	اردو کی چھٹی کتاب روزگارِ فقیر

"ابتدائی کلامِ اقبال" میں آخری دو اشعار کی ترتیب درست نہیں

محذوف شعر ۱ نظم کا آخری شعر تھا ۔ متروک اشعار میں بظاہر کوئی فنی نقص موجود نہیں ۔ شاید نظم کی سلاست اور روانی کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے یہ اشعار قلمزد کر دیے ۔

ہمدردی ص ۳۵ :- روزگارِ فقیر ص ۳۹۸ ، ابتدائی کلام ۱۳۵/۳۷۵ ، اردو کی پانچویں کتاب ص ۵۸

متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں ۔ گیان چند نے متداول کلام میں محذوف اشعار کی نشست کا تعین صحیح نہیں کیا ۔ متروک اشعار میں بظاہر کوئی خامی موجود نہیں ۔

ماں کا خواب ص ۳۶ :- باقیات ص ۵۶۲ ، اردو کی پانچویں کتاب ص ۳۵ ، ابتدائی کلام ۱۳۶/۳۷۵

متن کا ایک ہی اختلاف ہے ۔ متروک شعر ۸ کے دوسرے مصرعے میں ابتدائی کلام میں "کے" لکھا ہے جبکہ اردو کی پانچویں کتاب میں لفظ "کا" موجود ہے ۔

نظم کے صرف وہی اشعار خارج کیے گئے جن سے نظم کی روانی میں کوئی فرق نہیں آتا تھا ۔ محض اختصار کے علاوہ مشمولہ کلام کی اور کوئی وجہ سامنے نہیں آتی

پرندے کی فریاد ص ۳۷ :- سرود ص ۹۸ ، ابتدائی کلام ۲۰۱/۳۹۸ ـ اردو کی چھٹی کتاب ص ۱ ، مخزن فروری ۱۹۰۷ء

گیان چند نے دس متروکہ اشعار کی نشاندہی کی ہے ۔ حالانکہ دو اشعار متداول کلام میں موجود ہیں ۔ ان اشعار کے اوّلین مصرعے درج ذیل ہیں ۔

؎ اس قید کا الٰہی دکھڑا کسے سناؤں

؎ آتی نہیں صدائیں ان کی مرے قفس میں

اس کے برعکس ایک متروکہ شعر متداول کلام میں شمار کیا ہے ۔ وہ شعر یہ ہے

؎ پھر دن پھریں ہمارے پھر سیر ہو چمن کی
اڑتے پھریں خوشی سے کھائیں ہوا وطن کی ۔

متن کے اختلافات درج ذیل ہیں -

شعر	مصرع	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
٣	تڑپا دیتی ہے----	یاد اس کی	ابتدائی کلام	گھر کی	اردو کی چھٹی کتاب
٥	جی چاہتا----	اوسان ہیں یہ جی میں[1]	"	جی چاہتا ہے میرا	"
٦	بیری کی شاخ	ویسا ہی پھر	ص ٢ "	پھر اس طرح	"
٨	پھر دن پھریں	---سیر ہو وطن کی	ص ٣ "	سیر ہو چمن کی	"
"	"	کھائیں ہوا چمن کی	ص ٤ "	کھائیں ہوا وطن کی	"

محض اختصار کی خاطر نسبتاً کمزور اور غیر ضروری اشعار قلمزد کئے - "ابتدائی کلام" میں نظم کے اشعار کی ترتیب درست نہیں -

خفتگانِ خاک سے استفسار ص٣٨ : سرود ١٠٠ ، باقیات ٢٨٨ ، ابتدائی کلام ١٢١/٣٢٧

نظم کی اوّلین اشاعت 'مخزن' کے فروری ١٩٠٢ء کے شمارے میں ہوئی جہاں نظم کے چالیس اشعار شائع ہوئے - بانگِ درا میں چھبیس ٢٦ اشعار کو شامل کیا گیا ہے - اٹھارہ اشعار حذف کر دیے گئے - سرودِ رفتہ میں انیس ١٩ اشعار شامل کئے گئے۔ ایک شعر ـ فکر اپنوں کی وہاں بھی ---- الخ اصل میں ایک شعر کی اصلاح یافتہ صورت ہے گیان چند نے اشعار کا شمار ٣١ کیا ہے لیکن ٥١ اشعار شائع کیے ہیں -
شعر ٣٦ اور ٣٩ دو بار لکھا ہے - مزید برآں شعر ـ کیا دل انساں کو ---- الخ کو متروک اشعار میں شامل کیا گیا ہے حالانکہ یہ اگلے شعر کی ابتدائی صورت ہے -
مخزن اور "ابتدائی کلام" میں شائع ہونے والے اشعار کی تعداد میں چار[٤] کا فرق ہے - اصل میں یہ چار اشعار بانگِ درا مرتب کرتے وقت نظم میں شامل کیے گئے -

اختلافِ متن

شعر	پہلا مصرع	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
١٨	ہم جیسے----	کیا تصویرِ حُسن....	ابتدائی کلام	کیا تفسیرِ حسن....	بیاضِ اعجاز
"	"	وہاں تفسیرِ حسن	"	وہاں تصویرِ حسن	مخزن "

نظم طویل تھی اسے مختصر کرنا چاہتے تھے لہٰذا اختصار کی خاطر بعض عمدہ اشعار بھی کلام سے خارج کر دیے گئے - خفتگانِ خاک سے ہم کلام ہوتے وقت شاعر اس دنیا کی کجرویوں کا گلہ کرتا ہے۔

[1] ناشر ـ اصل میں گیان چند کا ماخذ 'مخزن' ہے جہاں یہ اشعار اسی طرح درج ہیں - اس متن کو ہم اصلاح یافتہ متن کہہ سکتے ہیں

شمع و پروانہ ص ۱۰۲ :- سرود $\frac{102}{203}$ ، ابتدائی کلام $\frac{143}{376}$ ، مخزن جنوری ۱۹۰۲ء
متن کا ایک ہی اختلاف ہے۔ "ابتدائی کلام" کے متروک شعر ۲
میں گیان چند نے "تیری" لکھا ہے جبکہ صحیح متن "تیرے" ہے۔ (بحوالہ مخزن، سرود رفتہ)
حذف شدہ شعر ۱، ۲ کا مفہوم ایک حد تک شعر ۱ میں موجود تھا۔ شعر ۲ میں تعقید لفظی
کا عیب پایا جاتا ہے۔ تیسرے شعر کا مفہوم اپنے ماقبل شعر سے کچھ اس میں جوش عاشق سے۔۔
میں موجود تھا۔ چوتھے شعر کو حذف کرنے کی وجہ ابہام ہے۔

عقل و دل :- سرود رفتہ ص ۱۰۳، ابتدائی کلام $\frac{171}{382}$ ۔ پنجہ فولاد ۲۳ اپریل ۱۹۰۲ء

اختلاف متن

شعر	پہلا مصرع	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۳	کانپ اٹھتا ہے....	اٹھتا ہے۔	ابتدائی کلام	اٹھتا ہوں	بیاض اعجاز+مخزن
۷	گلشن طور....	طور میں	"	طور ہے	"

ترک کرنے کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ متداول کلام میں شامل بند اور متروکہ بند میں کوئی ربط موجود نہیں تھا۔ دوسرے
بند کے متروک اشعار کی وجہ بعض الفاظ و تراکیب مثلاً جیسے "چانونا" اور "دیدۂ پست" شعر ۲۸، ۲۸ ترک
کرنے کی وجہ صاف ظاہر ہے "تصوف اور اہل تصوف کے متعلق اقبال کے بدلتے ہوئے نظریات تھے۔

صدائے درد ص ۱۰۴ :- سرود ۱۰۶، ابتدائی کلام $\frac{176}{385}$ ، باقیات ۲۹۳

اس نظم میں ۲۹ اشعار تھے، ۲۰ اشعار حذف کر دیے گئے۔ گیان چند نے ۱۸ متروکہ اشعار کی نشاندہی کی ہے اور
دو اشعار کو چھوڑ گئے ہیں۔ متن کے جو اختلافات "ابتدائی کلام" میں درج نہیں۔ ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اختلاف متن

شعر	مصرع اولی	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۱۴	دل حزیں....	رہین رنج بے اندازہ	رخت سفر	رہین رنج	مخزن
"	"	دفتر ہے	باقیات	دفتر تھا	" + سرود
۱۵	امتیاز....	سلجھاتے ہیں	رخت سفر	الجھاتے ہیں	" "

بعض اشعار پر "ایطائے خفی" کا اعتراض بھی ہوا تھا لیکن ترک کرنے کی اہم وجوہ یہ تھیں کہ ان میں داتا گنج بخش
چشتی اور شیخ شیراز کے ساتھ نانک، بالمیک اور شنکر کا ذکر کیا گیا تھا۔ بعض اشعار میں وحدت الوجودی
تصورات موجود تھے۔ ۱۹۰۸ء کے تناظر میں دیکھا جائے تو ان مضامین کی اقبال کے ہاں کوئی گنجائش
موجود نہ تھی۔ چنانچہ ان اشعار کو ترک کر دیا گیا۔

شمع ص ۱۰۶ سرود ص ۱۰۸، ابتدائی کلام $\frac{181}{389}$ ، مخزن دسمبر ۱۹۰۲ء
دس اشعار سرود رفتہ میں اور ایک شعر روزگار فقیر ص ۲۴۸ پر موجود ہے

اختلاف متن

شعر	مصرع اولی	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۹	محمود اپنے....	عظمت آفریں	اقبال از احمد دین	غفلت آفریں	مخزن

مختلف اشعار کی بندشیں پسندیدہ تھیں۔ الفاظ "شراز" اور "چاندنا" اور بعض مسلسل تراکیب بھی محل نظر تھیں
شعر "محمود اپنے آپ کو ۔۔۔۔ الخ" میں تعقیدِ لفظی کا عیب موجود تھا، روزگارِ فقیر میں شامل محذوف
شعر میں تعقیدِ لفظی کے عیب کے علاوہ مفہوم میں بھی ابہام موجود تھا۔

ایک آرزو ص۶۷ : سرود ۱۰۹، ابتدائی کلام $\frac{۱۸۳}{۳۹۱}$ - مخزن دسمبر ۱۹۰۲ء

متن کے تمام اہم اختلافات "ابتدائی کلام" میں درج ہیں۔ گیان چند سے خود بھی ایک غلطی سرزد ہوئی ہے۔ آخری
شعر کا دوسرا مصرع یوں ہونا چاہیے ع "چوں لو بتے بہ ما شد آتش بہ جام کردند"۔ گیان چند اس مصرعے
کو موزونیت کا تقاضا کہتے ہیں[1] - لیکن خود اس کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ محذوف شعر "یوں وادیوں میں۔۔[1]"
کا متن بھی درست نہیں دیا۔ صحیح مصرع یوں ہونا چاہیے ع یوں وادیوں میں بکھرے آکر شفق کی سرخی[2]
نظم طویل تھی۔ محذوف اشعار دوسرے اشعار کی نسبت کم تر معیار کے تھے، چونکہ ان کے خارج کرنے سے
نظم کے تسلسل پر کوئی فرق نہیں پڑتا تھا چنانچہ ان اشعار کو متداول کلام میں شامل نہیں کیا۔ محذوف اشعار
۲ اور ۷ کی تشبیہات عمدہ نہ تھیں۔

اقبال کے ہاں خطابیہ لہجہ کی ابتدا اسی نظم سے ہوتی ہے یہ شعر ملاحظہ ہو ؎

سمجھیں مرے سخن کو ہندوستان والے + موزوں ہو گئے ہیں نالے سخن نہیں ہے۔

آفتابِ صبح ص۴۸ : باقیات ص۳۰۱، ابتدائی کلام $\frac{۱۷۸}{۳۸۹}$، خدنگِ نظر مئی ۱۹۰۲ء

"ابتدائی کلام" میں ۔ چوتھے شعر میں "چشم فلک" لکھا ہے جو درست نہیں۔ یہاں
"فلک" ہونا چاہیے۔ اس طرح آخری شعر کے مصرع ثانی میں لفظ "سرا" سہواً شامل نہیں ہو سکا۔ دونوں
محذوف بند خاص طور پر ان کے تیسرے اشعار بلند پایہ تھے۔ دل کو "تخم نخل طور" کہنا اچھوتا خیال ہے۔ قصص
اختصار کے علاوہ ان اشعار کو منسوخ کرنے کی وجہ سمجھ نہیں آتی۔

دردِ عشق ص۵۰ : رختِ سفر ۲۱۶، ابتدائی کلام $\frac{۲۲۲}{۴۰۷}$ - العصر مارچ ۱۹۱۳ء

متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں۔ محذوف اشعار میں ابہام موجود تھا۔ یہی عیب اشعار کے ترک کرنے کا سبب بنا

گلِ پژمردہ ص۵۱ : باقیات ص۳۰۳ - ابتدائی کلام $\frac{۱۸۶}{۳۹۲}$ - بیاضِ اعجاز ص۲۷[3] -

اختلافِ متن ۔ شعر ۱ کا ابتدائی لفظ "ہیں" ہے، رختِ سفر اور ابتدائی کلام میں "ہے" درج ہے[1]۔
محذوف اشعار میں پہلے دو اشعار میں "تری" اور "پہچانے" کا تکرار برا تھا۔ شعر ۳ میں غالباً "سرگراں ہی"
کھٹکتا ہوگا۔ شعر ۴ میں شفق کا لال جوڑا پہننا عامیانہ سی بات ہے، پانچویں شعر میں "شبنم" کو "آب گوہر"
کہنا محل نظر تھا۔ شعر ۶ اور ۷ کی بندشیں چست نہ تھیں۔ آٹھویں اور نویں شعر میں لفظ "الحذر"
اور "لو" یقیناً کھٹکتا ہوگا۔ دسویں شعر میں "ٹھنڈی آہ" کو "بادِ صبا" سے تعبیر کرنا ہونٹوں کو
"بلبل رنگین" کہنا درست نہ تھا۔

سیّد کی لوحِ تربت ص۵۳ - سرود ۱۱۰، ابتدائی کلام $\frac{۱۸۷}{۳۹۲}$، باقیات ۳۰۶، مخزن جنوری ۱۹۰۳ء

گیان چند نے جن اختلافاتِ متن کا ذکر نہیں کیا درج ذیل ہیں ۔

---

[1] ابتدائی کلام ص۳۹۳ [2] مخزن دسمبر ۱۹۰۲ ص۴۸، بیاض اعجاز ص۱۶۵ [3] بیاض اعجاز ص۲۷

شعر	مصرعِ اولیٰ	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۷	راہبر کے ساتھ	چلے گا قافلہ	رختِ سفر	چلے گا کارواں	مخزن
۱۲	وہ شجر —	خونِ زندگی	"	اقواں، زندگی	"
۱۵	خود بخود —	ابھی مئے ہے	ابتدائی کلام	ایسی لے ہے	" + بیاضِ اعجاز
۱۹	آب جوں —	آزاد و فارغ	رختِ سفر	آزاد رہا	" "

متروک اشعار میں سر سید کی زبان سے قوم کو چند نصیحتیں کی گئی ہیں۔ ان اشعار سے سر سید اور سر سید تحریک سے اقبال کی حد باقی وابستگی کا اظہار ہوتا ہے۔ اقبال زائر بن کر سر سید کی قبر پر جاتے ہیں۔ سر سید انھیں نصیحت کرتے ہیں کہ تبلیغِ دین میں ذاتی مفاد کو دخل نہیں ہونا چاہیے۔ محذوف اشعار میں اکثر بندشیں کمزور تھیں۔ فارسی کا ٹیپ کا شعر ؎ آب جوں در روغن --- الخ محض اس وجہ سے شامل نہیں کیا کہ دوسرے مصرعے میں قافیہ نہیں لایا جا سکتا تھا۔

ماہِ نو ص ۵۳ : باقیات ۳۱۱، ابتدائی کلام $\frac{۲۷۷}{۲۱۷}$، روزگارِ فقیر ص ۳۲۳

متروک شعر	پہلا مصرع	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۲	منشئ قدرت	سیاہی پر پڑا	ابتدائی کلام	پر گرا	بیاضِ اعجاز

دسویں محذوف شعر دام بافی ---۔ میں گیان چند نے "زلفِ مشکیں" کو زلفِ مسکیں لکھا ہے جو بظاہر سہوِ کتابت معلوم ہوتا ہے۔ محذوف اشعار کی بندشیں چست نہ تھیں اور بعض تراکیب عامیانہ تھیں جیسے "منشئ قدرت"، شعر ۹ ؎

ظلمتِ بیگانگی میرے وطن سے دور ہو + خاکِ ہندوستاں کا ہر ذرّہ سراپا طور ہو

وطن پرستی کے جذبات سے مغلوب ہو کر یہ شعر کہا گیا تھا لیکن بعد میں نظریہ بدل گیا۔ چنانچہ اس شعر کو مستند مجموعۂ کلام میں شامل کرنا واقعی مناسب نہ تھا۔

انسان اور بزمِ قدرت ص ۵۵ : رختِ سفر ۱۷۳، ابتدائی کلام $\frac{۲۲۰}{۲۰۹}$، بیاضِ اعجاز ص ۲۷۸

بیاضِ اعجاز میں ایک محذوف شعر ؎ نور یکساں --- الخ موجود نہیں[1]۔ رختِ سفر اور ابتدائی کلام میں دونوں متروک اشعار درج ہیں۔ متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں۔ پہلے شعر کو ترک کرنے کی معقول وجہ موجود تھی کیوں کہ اس سے اگلے شعر ؎ رتبہ تیرا ہے --- الخ میں یہی مضمون موجود تھا۔ دوسرے شعر کا مفہوم اس سے ماقبل شعر میں ایک حد تک ادا ہو گیا تھا۔ تکرارِ مضمون کی وجہ سے ان اشعار کو بانگِ درا میں شامل نہیں کیا گیا۔

پیامِ صبح ص ۵۶ : رختِ سفر ص ۱۷۷، ابتدائی کلام ص ۲۳۵، بیاضِ اعجاز ص ۲۳۹

بیاضِ اعجاز میں نظم مذکور کے صرف نو اشعار شامل ہیں۔ محذوف اشعار یہاں موجود نہیں۔ اختلافِ متن۔ حذف شدہ شعر ۱ کے دوسرے مصرعے میں گیان چند نے "اقبال از احمد دین" کی تقلید میں "شہرِ آزاد مقفولو" لکھا ہے حالانکہ صحیح متن "دروازہ مقفولو" ہے۔ پہلے مصرع میں "درِ مے خانہ" کی

[1] مخزن ستمبر ۱۹۰۳ میں یہ نظم شائع ہوئی تو یہ شعر اس میں موجود تھا

موجودگی شیرازہ کھولنے کی نہیں دروازہ کھولنے کی متقاضی تھی۔ شیرازہ کھولنا روزمرہ کے اعتبار سے درست نہیں ہے

عشق اور موت ص ۵۷ سرود ۱۱۴ [1]، ابتدائی کلام ص ۲۲۷/۲۰۹، باقیات ۳۱۳ [1]، مخزن نومبر ۱۹۰۳ء

اختلاف متن

شعر	پہلا مصرع	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۳	جو قمری کو ۔۔۔۔	صنوبر کو انعام	ابتدائی کلام و سرود رفتہ	صنوبر کا	مخزن، اقبال از احمد دین
۴	یہ گرم فغاں	گل کی فغاں تھی	ابتدائی کلام	گل کی خوشی تھی	مخزن

شعر ۱ اور ۲ عمدہ تھے۔ تیسرے محذوف شعر میں لفظ "آزادگی" محل نظر ہے۔

زہد اور رندی ص ۵۹؛ سرود ص ۱۱۳، ابتدائی کلام ص ۲۳۱/۲۱۲، باقیات ص ۳۱۴، مخزن دسمبر ۱۹۰۳ء

متن کا ایک ہی اختلاف ہے۔ تیسرے شعر میں گیان چند نے سرود رفتہ کی تقلید میں "سر مزرع اور اوپہ پانی" لکھا ہے حالانکہ صحیح متن "مری مزرعِ اور اوپہ پانی" ہے [1]۔ قافیہ "نستانی" دونوں محذوف اشعار میں موجود ہے۔ ممکن ہے "داگ کے جلسے اور "مزرع اور لو" کی ترکیب کی بنا پر ان اشعار کو ترک کر دیا ہو۔

موج دریا ص ۶۲، باقیات ۳۰۵، ابتدائی کلام ۲۶۸/۲۲۵، دکن ریویو اکتوبر ۱۹۰۲ء۔

اس نظم کا آخری بند متروک ہے۔ گیان چند کی کتاب "ابتدائی کلام" میں متن کی بعض فاش غلطیاں موجود ہیں۔

شعر	مصرع	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۲	۱	نشۂ عشق	ابتدائی کلام	کشتۂ عشق	دکن ریویو + باقیات
۴	۲	بحر کی شیدائی	"	بحر کی سودائی	" + باقیات
۳	۱	گل کا فنا ہو جانا	" سہو کتابت	گل کا ۔۔	" "

گیان چند نے لکھا ہے کہ یہ نظم "دکن ریویو" کے شمارہ نومبر، دسمبر ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی [2]۔ مزید انہوں نے یہ لکھا ہے کہ متن کا موازنہ "دکن ریویو" سے کر لیا گیا ہے۔ یہ دونوں دعوے درست نہیں ہیں۔ نظم اکتوبر ۱۹۰۲ء کے دکن ریویو میں چھپی۔ "ابتدائی کلام" کی جن اغلاط کی ہم نے اوپر نشان دہی کی ہے وہ "دکن ریویو" کے متن کو بنیاد بنا کر کی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گیان چند نے "دکن ریویو" میں شائع شدہ اس نظم کو ملاحظہ نہیں کیا۔ نظم کے ان اشعار پر زمانہ جولائی ۱۹۱۳ء میں کسی لکھنوی نقاد نے بعض اعتراضات کیے تھے، مثلاً یہ اعتراض کہ "غنچۂ آب" (شعر ۳) کی ترکیب بے معنی ہے۔ قیاس اغلب ہے کہ انہی اعتراضات کی بنا پر یہ اشعار متداول کلام میں شامل نہ کیے ہوں۔

رخصت اے بزم جہاں ص ۶۳؛ سرود ص ۱۱۳، باقیات ۳۱۵، ابتدائی کلام ۲۳۶/۲۱۶، مخزن، دکن ریویو مارچ ۱۹۰۴ء

یہ نظم سب سے پہلے کشمیری گزٹ کی فروری ۱۹۰۲ء کی اشاعت میں شائع ہوئی

شعر	پہلا مصرع	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۲	مدتوں میں	حال دل کہتا ہوں؟	ابتدائی کلام	کہتا رہا	مخزن + دکن ریویو
۵	مل کے اڑتے	گلستاں میں طیور	" و رختِ سفر	کے طیور	"

نظم کے دو اولین متن ہیں اور اتفاق سے دونوں کی اشاعت مارچ ۱۹۰۴ء کی ہے۔ دونوں متون میں ایک متن بہرحال اصلاح یافتہ ہے۔ کسی ایک متن کو دوسرے پر ترجیح دینا مشکل ہے۔ راقم الحروف کا خیال

[1] مخزن دسمبر ۱۹۰۳ ص ۲۶ [2] ابتدائی کلام اقبال ص ۲۶۹

ہے کہ مخزن کا متن اصلاح یافتہ ہے ۔ دونوں رسالوں میں
شائع ہونے والی اس نظم کے ایک مصرعے کا مقابلہ کیا جاتا ہے ۔

دکن ریویو ؏ اب مگر بادِ خموشی میں : اٹھا سکتا ہنیں

مخزن ؏ خاشی کا بار لیکن اب اٹھا سکتا نہیں

پہلے مصرعے میں تعقید تھی۔ یقیناً دوسرا مصرع اصلاح کے نتیجے میں وجود میں آیا۔ اس تحقیق کی بنا پر ہم شعر ا کے بیتین متن کی نشان دہی کر سکتے ہیں ۔ دکن ریویو میں "زخم پرکان" ہے۔ مخزن میں "تیر لگی ہے" درج ہے
دکن ریویو کا متن اوّلین ہے۔ اس پر تھوڑی سی اصلاح کے بعد مخزن میں شائع کیا

طفلِ شیر خوار ص ۶۶ : سرود ص ۱۱۴ ، باقیات ۳۱۷ ، ابتدائی کلام ص ۲۳۵ ، مخزن فروری ۱۹۰۴ء

اختلافِ متن

شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۲	نواسیرِ حلقہ....	ابتدائی کلام	نواسیرِ حلقہ	مخزن + بیاضِ اعجاز
۴	کے گرانے کا مزا	سرود	کو گرانے میں مزا	ابتدائی کلام + مخزن
۷	سبز پتے	ابتدائی کلام	پتی	بیاضِ اعجاز
۸	ہے پیے دل میں	بیاضِ اعجاز	ہے دل میں ہے	سرود + مخزن + ابتدائی کلام

"دکھ درد کا مکتب" ، "نواسیرِ حلقۂ گرداب درد" "تالیوں کا گچھا" اور "گل ناشگفتہ" جیسے الفاظ اور تراکیب کی وجہ سے شعری تاثیر غارت ہو کر رہ گئی تھی ۔ اس لئے ان اشعار کو متداول کلام میں شامل نہیں کیا گیا

تصویرِ درد ص ۶۸ : سرود ۱۱۵ ، باقیات ۳۱۹ ، ابتدائی کلام ۲۳۹/۲۱۵

اقبال کی متداول نظموں میں سب سے زیادہ اشعار (یعنی ۶۲) اسی نظم کے منسوخ کئے گئے ۔ متداول کلام کے ۶۹ اشعار کو شامل کیا جائے تو نظم کے اشعار کی مجموعی تعداد ۱۳۱ بنتی ہے ۔ متن کے اختلافات درج ذیل ہیں۔

شعر	پہلا مصرع	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۹	وضو کے واسطے..	کعبہ لیے ہم آتا ہے	سرود	آتا ہے کعبہ لے کے	رودادِ انجمن
۲۰	نفس کا ہم آئینہ ...	باندھا ہے میں نے اپنی آہیوں میں	ابتدائی کلام	باندھا ہوا ہے میں نے آہیوں میں	۸ + سرود
۳۰	قیامت ہے	شاید اپنی جا ملی ہے۔	سرود	اپنی شاید جا ملی ہے	روداد + ابتدائی کلام رختِ سفر
۳۳	-	دکھاؤں گا ۔..	ابتدائی کلام	دکھادوں گا	رودادِ انجمن ۔
۴۶	وہ حسن ...	حسن آدم آرا	سرود	عالم آرا	״
۵۷	تلاشِ حق	زہرِ محبت کو	ابتدائی کلام	زہر محبت ہو	״

محذوف اشعار کی دو وجوہ بہت نمایاں ہیں ۔ "وطن پرستی کے جذبات" اور "ہندوستان کی کشتی" ۔ بانگِ درا میں اس نظم کو شامل کرتے وقت اقبال نے اختصار کی خاطر دوسرے درجے کے تمام شعر خارج کر دیے۔ نیز جن اشعار میں جغرافیائی وطن پرستی کے جذبات شدت سے موجود تھے انہیں بھی شامل نہیں کیا۔ اس نوع کے بعض "ہلکے" خیالات کو محض اس لئے رہنے دیا تا کہ ان کے قارئین پر ان کے ذہنی ارتقا کا نقشہ واضح ہو سکے
ہندو مسلم اتحاد کے ضمن میں اشعار ملاحظہ ہوں ۔

ـــ ہوائے امتیازِ ملت و آئیں کی موجوں نے + غضب کا تفرقہ ڈالا ترے فرمن کے دانوں میں
ہوا پیکار کی آخر اجاڑے گی گلستاں کو + خدا رکھے یہ ہے اپنے پرانے ہمرا ہانوں میں
تعصب نے مری خاکِ وطن میں گھر بنایا ہے + وہ طوفاں ہوں کہ میں اس گھر کو ویراں کرکے چھوڑوں گا
اٹھا دوں گا نقابِ عارضِ محبوبِ یک رنگی + تجھے اس خانہ جنگی پر پشیماں کرکے چھوڑوں گا

بعض اشعار میں وحدت الوجودی تصورات کا شائبہ تھا۔

نہیں ممکن شناسائی ہو تجھ کو رمزِ وحدت سے + صدائے غیر سمجھا، جب سنی اپنی صدا تو نے
زباں میری ہے، لیکن کہنے والا اور ہے کوئی + مری تقریر گویا اور کی تقریر ہوتی ہے
مری ہستی، نہیں وحدت میں کثرت کا تماشا ہے + کہ خود عاشق ہوں، خود معشوق ہوں خود درد فرقت ہوں

بعض اشعار مذہبی نقطۂ نگاہ سے محلِ نظر تھے

وضو کے واسطے آتا ہے کعبہ نے کے زمزم کو + الٰہی کون سی وادی میں میں محوِ عبادت ہوں
نجف میرا مدینہ ہے، مدینہ ہے مرا کعبہ + میں بندہ اور کا ہوں، امتِ شاہِ ولایت ہوں
جو سمجھوں نور تجھ خاکِ عرب میں سونے والے کو + مجھے معذور رکھو، میں مستِ صہبائے محبت ہوں
اگر آپس میں لڑنا آج کل کی ہے مسلمانی + مسلمانوں کو آخر نامسلماں کرکے چھوڑوں گا

غرض کئی وجوہ سے ان اشعار کو منسوخ کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کے باوجود بعض اشعار اس قابل تھے کہ انہیں متداول کلام میں شامل کیا جا سکتا تھا۔ مثلاً

قیامت ہے کہ ہر ذرے سے پیدا سو مصیبت ہے + زمیں بھی اپنی شاید جا ملی ہے آسمانوں میں
دکھاؤں گا میں لے ہندوستاں رنگِ وفا سب کو + کہ اپنی زندگانی تجھ پہ قرباں کرکے چھوڑوں گا
شریکِ محنتِ زنداں ہوں گو یوسف صفت خود بھی + مگر تعبیرِ خوابِ اہلِ زنداں کرکے چھوڑوں گا
ابھی تجھ دل جلے کو ہم صفیرو اور رونے دو + کہ میں سارے چمن کو شبنمستاں کرکے چھوڑوں گا

سبق لیتا رہا افتادگی کا خاکِ ساحل سے + نہ سیکھا موجِ دریا سے علاجِ خوابِ پا تو نے
نظر اس دور میں مجھ کو ترا جینا نہیں آتا + کہ صہبائے محبت کا تجھے پینا نہیں آتا
نہیں بے نور ہے محشر میں تو کیا خاک دیکھے گا + کہ تجھ کو دیکھنا اے دیدۂ بینا نہیں آتا
بنا اس راہ میں ذوقِ طلب کو ہم سفر اپنا + اکیلے لطفِ سیرِ وادیٔ سینا نہیں آتا
تبسم سے غرض ہے پردہ داری چشمِ گریاں کی + چھپا کر بیٹھ، صبحِ عید میں شامِ محرم کو

نالۂ فراق ص ۲۷: سرود ۱۲۰، باقیات ۱ ۳۳۱، ابتدائی کلام ۲۴۸/۲۱۸ -

متن کے بعض اختلافات کا ذکر گیان چند نے کیا ہے۔ ایک اختلاف اور دیکھنے میں آیا ہے۔ وہ یہ کہ نوادرِ اقبال میں دوسرے متروک بند کے تیسرے شعر کے مصرعِ اولیٰ میں خدمت اور دوسرے شعر میں "ملاحت" لکھا ہے جو درست نہیں۔ صحیح الفاظ مدحت اور ملامت ہیں[۱]۔ محذوف اشعار میں دوسرا بند بہت عمدہ تھا تاہم بند ۱ اور ۳ میں کوئی اچھوتا خیال پیش نہیں کیا گیا تھا۔ ان دونوں بندوں کو حشو، سمجھتے ہوئے بانگِ درا میں شائع نہیں کیا گیا

[۱] سرود رفتہ ص ۱۲۰، بیاضِ اقبال ص ۲۵۸

چاند ص ۷۸: سرود ۱۲۱، ابتدائی کلام ۲۵۱، مخزن جولائی ۱۹۰۴ء
متن کے تمام اختلافات "ابتدائی کلام اقبال" میں درج ہیں۔ کوئی نیا اختلاف نہیں آیا۔ نظم میں چار اشعار ترک کئے گئے ہیں۔ پہلے دو اشعار میں غالباً خاشی افزا، اور تسکین غم آمیز لکھا ہوگا۔ چوتھے شعر میں چاند کو اپنے اندھیرے گھر میں آنے کی دعوت دی ہے اور کہا ہے کہ وہ چاندنی بھی ساتھ نہ لائے۔ یہ خواہش فضول ہے، چاند اور چاندنی لازم و ملزوم ہیں۔ "ساتھ لیکر چاندنی" والا حصہ زائد تھا۔

باطنی تکدر اور بے مزاجی کی انتہا

بلال ص ۸۰: سرود ۱۲۱، باقیات ۳۳۴، ابتدائی کلام ۲۶۱/۲۲
متروک اشعار کی تعداد تین ہے۔ متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں۔ علیؓ کے سینے میں کون سا راز تھا اسکی وضاحت شعر میں نہ کی جا سکی تھی۔

سرگزشتِ آدم ص ۸۱: سرود ۱۲۲، باقیات ۳۳۵، ابتدائی کلام ۲۶۳/۲۳
متروک اشعار کی تعداد دس ہے۔ سرود میں ایک ایسا شعر درج کر دیا گیا ہے جو بانگ درا میں موجود تھا شعر یہ تھا "سے نکالا مجھے ۔۔۔ الخ"۔ مخزن میں یہ نظم تازہ غزلیں کے عنوان کے تحت شائع ہوئی ہے۔ متروک اشعار کے متن میں "ابتدائی کلام" کا متن درست ہے۔ متن کا کوئی نیا اختلاف موجود نہیں۔ ان اشعار میں شعر میں وحدت الوجود کی تصور آ گیا تھا۔ آخری شعر میں امیر مینائی کے دیوان کی تعریف میں قدرے مبالغے سے کام لیتے ہوئے اپنے آپ کو "بت پرست" کہہ دیا تھا۔ باقی اشعار صاف تھے غالباً نظم کے دوسرے اشعار کے مقابلے کمزور سمجھتے ہوئے انہیں حذف کیا۔

صنعتِ ... عامیت لفظی

جگنو ص ۸۴: سرود ۱۲۳، باقیات ۳۳۶، ابتدائی کلام ۲۷۱/۲۵ - حذف شدہ ایک ہی شعر ہے دوسرا مصرع معیاری نہ تھا

صبح کا ستارہ - ص ۸۵: سرود ۱۲۳، باقیات ۳۳۷، ابتدائی کلام ۲۷۱/۲۵
حذف شدہ دونوں اشعار دوسرے اشعار کی نسبت کم تر درجے کے تھے۔

ہندوستانی بچوں کا گیت ص ۸۷: سرود ۱۲۴، باقیات ۳۳۸، ابتدائی کلام ۲۷۳/۲۷
آخری بند حذف کر دیا گیا۔ وجہ صاف ظاہر ہے۔ ہندوستان کو جاپان کا حرم کہا ہے۔ یہ تشبیہ درست نہیں۔ عیسائیوں کو عیسیٰ کا عاشق کہنا بھی عامیانہ سی بات تھی۔ پھر یہ خیال پیش کیا کہ اسلام کی شان و شوکت اس زمین میں دفن ہے۔ یہ نا امیدی کی ایک صورت تھی۔ ۱۹۲۴ء میں اقبال احیائے اسلام کے لئے بہت پر امید تھے لہذا ان اشعار کو منتخب نہیں کیا۔

نیا شوالہ ص ۸۸: سرود ۱۲۵، باقیات ۳۳۹، ابتدائی کلام ۲۷۶/۲۷، مخزن مارچ ۱۹۰۵ء
ابتدائی کلام کا متن، مخزن کے متن کے عین مطابق ہے۔ درج ذیل اختلافات کی نشاندہی گیان چند نے نہیں کی

شعر	مصرع	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۶	آنکھوں کی۔	نہر سی بنا دیں	نوادرِ اقبال	بہا دیں	مخزن
۸	مندر میں	ناقوس میں ملا دیں	سرود رفتہ	میں چھپا دیں	"
۹	اُگتی ہے۔	بیت اس کو	"	جس کو	"

محذوف اشعار کو بانگ درا میں شامل نہ کرنے کی وجہ صاف ظاہر ہے اکثر اشعار ایک مخصوص دور کے غماز اشعار ہیں، جب اقبال ہندو اور مسلم تہذیب کی مشترکہ بنیادیں تلاش کر رہے تھے۔

بعد میں اقبال اس نتیجے پر پہنچے کہ دونوں مذاہب کی تہذیبی اور ثقافتی اقدار ایک دوسرے سے یکسر مختلف ہیں لہٰذا انہیں ایک مرکز پر لانا غیر فطرتی بات ہوگی ۔

داغ ص۸۹ : سرود ۱۲۶ ، باقیات ۳۲۱ ، ابتدائی کلام ۲۶۸/۴۲۸

نظم کے متروکات کی تعداد چار ہے ۔ گیان چند نے متن کے ایک اہم اختلاف کو نظر انداز کر دیا ہے ۔ تیسرے شعر کے دوسرے مصرعے میں لفظ "داماں" ہے جبکہ سرودِ رفتہ میں "درماں" لکھا ہے ۔ مخزن اور ابتدائی کلام کا متن یکساں ہے ۔ صحیح لفظ "داماں" ہی ہے ۔ متروک اشعار میں داغ کے سلسلے میں کچھ مبالغہ آمیز بیانات تھے انہیں غالب اور میر کی مجموعی صفات سے متصف قرار دیا تھا ۔ یہ خیالات ۱۹۰۵ء کے تھے ۔ ۱۹۲۴ میں مجموعہ شائع کرتے وقت اقبال نے اچھی طرح محسوس کر لیا تھا کہ غالب کی شاعرانہ عظمت داغ سے کہیں بڑھ کر ہے ۔ چنانچہ ان اشعار کو ترک کرنا پڑا ۔

ابر ص۹۱ : سرود ۲۰۰ ، باقیات ص۱۹۷ ، ابتدائی کلام ص۳۵۳ ، زمانہ کانپور جون ۱۹۰۵ء

اس نظم میں سترہ (۱۷) اشعار تھے ۔ سات اشعار بانگِ درا میں شائع ہو چکے ہیں ۔ دس (۱۰) اشعار حذف کر دیے گئے ہیں ۔ گیان چند نے نظم کے صرف سولہ (۱۶) اشعار شامل کیے ہیں ۔ ان متروک اشعار میں آٹھ سرودِ رفتہ میں شائع ہو چکے ہیں ۔ دو اشعار غیر مدوّن ہیں جو یہ ہیں

شعر ۱۴: پیامِ عیش و طرب آسمان سے آیا + ثبوتِ قلّت ے لامکاں سے آیا
شعر ۵: چمن میں سرو برائے نماز اٹھا ہے + وضو کرانے کو سقائے ابر آیا ہے

اختلاف متن

شعر	پہلا مصرع	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۱۰	نشیمنوں سے نکل	ہوا سے ۔۔۔	ابتدائی کلام	ہوا میں ۔۔۔	زمانہ
۱۱	چمن میں سرو	نماز اٹھتا ہے	"	نماز اٹھا ہے	"
۲	ہوا کی ۔۔۔	ہوا کے ۔۔۔	باقیات	ہوا کی	"

"زمانہ" میں پہلے شعر میں "ترہن" لکھا ہے جو سہوِ کتابت ہے ۔ ایبٹ آباد کے جنوب میں موجود اس پہاڑی کا نام "سربن" ہے ۔ نظم کو مختصر کرنے کی غرض سے ایسے تمام اشعار خارج کر دیے جو نظم کے مرکزی خیال سے مطابقت نہیں رکھتے تھے

کنارِ راوی ص۹۴ : سرود ۱۲۷ ، باقیات ۳۲۲ ، ابتدائی کلام ۲۸۹/۴۳۱

متروک اشعار اصل نظم میں آٹھویں اور دسویں نمبر پر تھے ۔ متن کا کوئی قابلِ ذکر اختلاف موجود نہیں ۔ محذوف اشعار کا اسلوبِ بیان نظم کے دوسرے اشعار سے پوری طرح ہم آہنگ نہ تھا ۔ "نظارۂ موج" کو محلِ نظر تھا ۔

التجائے مسافر ص۹۶ : سرود ۱۲۶ ، باقیات ۳۲۳ ، ابتدائی کلام ۲۸۶/۴۳۱ ، مخزن اکتوبر ۱۹۰۵ء

اختلاف متن

شعر	پہلا مصرع	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۴	کیا ہے ۔۔۔	میرے	بیاضِ اعجاز	تیرا	مخزن ، سرود
۹	تلاش میں ۔۔	اڑا کے چمن	ابتدائی کلام	اڑا کر چمن	۱۰ + بیاضِ اعجاز

چوتھے شعر میں لفظ "تیرا" سے تعقید پیدا ہوئی ۔ آٹھویں شعر میں "کنارہ بوس" بھی محلِ نظر تھا ۔ بیشتر اشعار میں عقیدت میں غلو برتا گیا تھا ۔ مستند یہ اشعار سے

ہ ترے وجود سے روشن ہے راہِ منزلِ شوق + دیارِ عشق کا مصحف، کلام ہے تیرا
کرم کرم کہ غریب الدیار ہے اقبال + مرید پیرِ نجف ہے، غلام ہے تیرا
مرے سفینے کو تو نے کنارہ بوس کیا + اماں نہ دیتا تھا جب کرِ بیکراں مجھ کو

پیام ص ١١٣: نوادر ٦٢، روزگار فقیر ٣٢٢، تبرکات اقبال ص ٢١، ابتدائی کلام ٣٩٣/٣٤٣، مخزن فروری ١٩٠٦ء

شیخ نور محمد کے ایک خط کے جواب میں لکھی جانے والی نظم کے کئی اشعار میں متعدد اصلاحات کی گئیں۔ ابتداء میں اس نظم کے بارہ اشعار تھے، سات اشعار بانگِ درا میں شامل کئے گئے باقی پانچ اشعار حذف کر دیے گئے۔ ان میں سے "تبرکات" میں ٣ اور "روزگارِ فقیر" میں چار اشعار شائع ہوئے ہیں۔ "نوادر" میں ابتدائی نظم مکمل طور پر درج ہے۔ کتابت کی چند اغلاط کے علاوہ اس کلام میں متن کی کچھ اور اغلاط بھی موجود ہیں۔ مثلاً یہ شعر ہ

ابتدائی کلام: پابندِ یک صنم تو ہو، ہر لحظہ تو نیاز دے + پوجا کو اس روش سے تو پیرِ مغاں نیاز دے

صحیح متن: " " "" " " " تو " " + " کر " " " " ہے

مخزن میں لفظ "نماز" موجود ہے تاہم پہلی دو غلطیاں مخزن میں بھی دہرائی گئی ہیں

سوامی رام تیرتھ ص ١١٤: سرود ١٢٩، باقیات ٣١٠، ابتدائی کلام ٣٠٤

ایک ہی شعر حذف کیا گیا تھا۔ متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں۔ ترکِ شعر کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ منصور حلاج کے بارے میں اقبال کے نظریات میں تبدیلی آگئی تھی۔ اپنی غیر مطبوعہ کتاب "تاریخِ تصوف"[1] میں اقبال نے منصور حلاج کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ حلاج کو راستی پر نہیں سمجھتے تھے۔ یہاں سوامی رام تیرتھ کی برتیت میں منصور حلاج کو بطور دلیل پیش کیا گیا ہے۔ ١٩٢٤ء میں انہیں یہ دلیل کمزور لگی ہوگی اس لئے اس شعر کو ترک کر دیا گیا۔ اگرچہ آخری دور میں حلاج کے بارے میں ان کے نقطۂ نظر میں پھر تبدیلی آگئی تھی۔ جاوید نامہ، میں حلاج کے بارے میں شائع شدہ اشعار اس کے ثبوت میں پیش کئے جا سکتے ہیں

طلبۂ علی گڑھ کے نام ص ١١٤: مخزن جون ١٩٠٧ء، روزگارِ فقیر ٣٣١، باقیات ٥٦٥، ابتدائی کلام ٣١٣/٢٣٩

اختلافِ متن

شعر	مصرعِ اولیٰ	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
١	مستور سے ۔۔	مستی سے	روزگار فقیر	مستور ہے	مخزن + بیاض اعجاز
٣	جس بزم کی ۔	ساقی ہی اس کا نور ہے	ابتدائی کلام	ساقی ہے اس کا نور ہی	"
٥	فانوس کی طرح	دوام نور ہے	"	تمام نور ہے	"

اکثر متروک اشعار کی بندشیں چست نہ تھیں۔ شعرِ اول میں تراکیب کی کثرت سے فارسیت کا غلبہ بڑھ گیا تھا۔ غالباً انہی وجوہ سے یہ اشعار حذف ہوئے۔

وصال - بانگِ درا ص ١٢٠: ابتدائی کلام ٣١٩/٢٤٤، بیاضِ اول ص ٢، ٩

اس دور کی پہلی نظم ہے جس کا حوالہ اقبال کی کسی بیاض میں ملتا ہے۔ بیاضِ اول کی پہلی نظم ہے اور میونخ، جرمنی میں ستمبر ١٩٠٧ء میں لکھی گئی۔ بیاض میں اس نظم کا ایک شعر ایسا ہے جو غیر مطبوعہ ہے، تاہم اس میں ایک لفظ پڑھا نہیں گیا۔ شعر یہ ہے۔

---

[1] "تاریخِ تصوف" ناشر مکتبہ تعمیرِ انسانیت لاہور ١٩٨٥
(مرتبہ صابر کلوروی)

؎ آشکارا بہرِ چشمِ عالم پر ہوں اور پوشیدہ ہوں
یعنی مثلِ [ ] عریاں ہوں اور نادیدہ ہوں

عاشقِ ہرجائی ص ۱۳۲:- باقیات ۳۲۸ ، روزگارِ فقیر ۳۲۸ ، بیاضِ اعجاز ص ۲۹۳ ، بیاضِ اوّل ص ۳۳

پچاس ۵۰ متروکہ اشعار میں متن کا ایک ہی اختلاف ہے - دوسرے بند کے متروکہ شعر ؎ تو ذرا میری نظر ---- الخ میں لفظ "تو" تھا جبکہ روزگارِ فقیر میں "تو" لکھا ہے - روزگار کا ماخذ شیخ اعجاز احمد کی بیاض ہے جہاں لفظ "تو" درج ہے۔

کوششِ ناتمام: باقیات ۳۴۹ ، روزگارِ فقیر ۳۴۲ ، ابتدائی کلام ۳۳۱ ، بیاضِ اوّل ص ۱۱

ابتداء میں جب یہ نظم شائع ہوئی تو اس میں بارہ ۱۲ اشعار تھے - ۶ اشعار حذف ہو گئے۔ حذف شدہ اشعار میں متن کا ایک اختلاف موجود ہے - گیان چند نے شعر ۲ میں "قلبِ حزیں" لکھا ہے جبکہ بیاضِ اعجاز میں "قلبِ زمیں" درج ہے - اقبال کی بیاض بانگِ درا (اوّل) میں اس نظم کے تین اور اشعار ملتے ہیں جن کا متن ناقص ہے اور بعض الفاظ پڑھے نہیں جاتے - اشعار یہ ہیں

؎ صورتِ گرِ ازل کو بھی شاہد ہے [ ] حشر
بجلی یہ بے قرار ہے شورشِ عام کے لیے
سعیِ نمو کے نام ہیں سبزہ و غنچہ و شجر
عالم ہے زلفِ پرشکن [ ] اک بہانہ ہے
کوششِ لازوال سے زندہ جو روزگار ہو
موت سے ڈر گئے ہیں سب [ ] ہو یا قرار ہو

متروک اشعار ؎ آتی صدا یہ ---- الخ اور ؎ قلبِ زمیں سے ---- الخ کے ترک کرنے کی وجہ شکستِ ناروا کا عیب ہے۔ منسوخ شعر ۳ ، ۴ میں صوتی سقم پایا جاتا ہے - ان دو مصرعوں میں مفتعلن کی جگہ مستفعلن آ گیا ہے - عروضی اعتبار سے ایسا کرنا جائز ہے لیکن اس سے مصرعے کے ترنم پر اثر پڑتا ہے - اقبال کے ہاں صوت کا خاص خیال رکھا گیا ہے یہی عیب ترکِ اشعار کا موجب بنا ہے۔

جلوۂ حسن ص ۱۲۷: روزگارِ فقیر ۳۵۵ ، ابتدائی کلام ۳۴۶ ، بیاضِ اوّل ص ۸۲

متن کا کوئی اختلاف نہیں۔ "دودِ شعر" کی ترکیب "محلِ نظر" تھی - تا تر کو آگ لگانے والی بات بھی مبہم ہے۔

تنہائی ص ۱۱۹: ابتدائی کلام ص ۳۴۳ ، روزگارِ فقیر ۳۵۲ - متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں۔

پیامِ عشق ص ۱۲۹:- ابتدائی کلام ۳۳۰ ، ماہِ نو اقبال ۷۷ء ص ۲۲ - بیاضِ اعجاز میں اس نظم کو غزلوں میں درج کیا گیا ہے - مقطع سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسے بطورِ غزل ہی لکھا گیا - بعد میں موضوع کے تسلسل کو دیکھتے ہوئے اسے عنوان دے دیا - نظم کا منسوخ شدہ شعر ایک ہی ہے جو ماہِ نو اقبال ۷۷ء ص ۲۲ پر درج ہے اور سہواً غیر موزوں ہے - شعر یہ ہے ؎ دیارِ خامشیِ دل میں ایسا ستم کشِ دردِ جستجو ہو + کہ اپنے سینے میں آپ پوشیدہ صورتِ حرفِ راز ہو جا

عبدالقادر کے نام ص ۱۳۲: رختِ سفر ص ۱۷۹ ، ابتدائی کلام ص ۳۳۱ ، بیاضِ اعجاز ص ۱۶۸ - گیان چند نے صرف چار ۴ متروک اشعار کی نشاندہی کی ہے - اشعار کی صحیح تعداد پانچ ۵ ہے - گیان چند کا متن بیاضِ اعجاز کے مطابق ہے - متن کا مزید کوئی اختلاف موجود نہیں - متروک اشعار میں چند اشارے لیے گئے ہیں جنہیں شیخ عبدالقادر ہی سمجھ سکتے تھے - عام قارئین ان کے پس منظر سے واقف نہ ہو سکتے تھے - چنانچہ ان اشعار کو نکال کر نظم کو عمومی بنا دیا گیا۔

صقلیہ ص ۱۳۳: ابتدائی کلام ص ۳۲۷ ، سرود ۱۳۰ -

نظم میں متروک اشعار کی تعداد تین ۳ تھی - گیان چند نے صرف ایک شعر کی نشاندہی کی ہے - سرودِ رفتہ میں تینوں اشعار موجود ہیں - تاہم اس مجموعے میں موجود شعر اصلاح کی ذیل میں آتے ہیں - انہیں باقیات نہیں کہا جا سکتا۔

نظموں کا مجموعی جائزہ

پہلے دور کی نظمیں اقبال کی خلاقانہ اور فنکارانہ انفرادیت کا واضح ثبوت ہیں۔ ان نظموں میں بعض خصوصیات مشترک ہیں۔ مثلاً تفکر کی طرف رجحان ۔ اقبال اپنے گرد و پیش کے مظاہر سے ایسے نتائج اخذ کرتے نظر آتے ہیں جو زندگی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں روشنی کا معیار ثابت ہوتے ہیں۔ یہ نظمیں انگریزی شعراء کے تتبع میں لکھی گئی ہیں۔ ان میں لطافتِ بیان کے ساتھ ساتھ نزاکتِ خیال بھی پائی جاتی ہے ۔ ذوقِ استفہام ان نظموں کا نمایاں وصف ہے۔ شاعر اپنے فکری اور شعری امکانات کی دریافت میں محوِ فکر نظر آتا ہے ۔ وہ حقیقتِ حسن اور کائنات کے سربستہ رازوں کا سراغ لگانے کی کوشش کرتا ہے ۔ اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے لئے وہ نیا اسلوب بیان اپناتا ہے جس سے اس کے کلام کی دلکشی اور تاثیر میں اضافہ ہوتا ہے ۔ بعض نظموں میں رومانی لہجہ غالب ہے۔

ان نظموں کی قابلِ ذکر خصوصیت ان کا غزلیہ آہنگ ہے۔ بیشتر نظمیں ترکیب بند میں لکھی گئی ہیں جن کا ہر بند ایک بھرپور غزل کا لطف دیتا ہے اور یوں نظمیں چھوٹی چھوٹی غزلوں کا مجموعہ نظر آتی ہیں۔ 'احدیت' کے سلسلے میں اقبال کی پہلی نظم بھی غزل کے انداز میں لکھی گئی ہے ۔ "فلاحِ قوم" میں بھی شروع سے لے کر آخر تک ایک قافیہ استعمال کیا گیا ہے ۔ ایسا لگتا ہے کہ غزل کے طلسم سے شعوری طور پر گریز کے باوجود اقبال اس کے سحر سے باہر نہیں نکل سکے۔ ان نظموں میں متعدد ایسے اشعار موجود ہیں جو معیار کے اعتبار سے متداول کلام سے کم نہیں۔ ذیل میں نظموں کے چند منتخب اشعار پیش کئے جاتے ہیں تاکہ اس دور کی نظموں کے معیار کا تعین کیا جا سکے ۔

لیں گے ہم ہنگامۂ ہستی میں اب کیا بیٹھ کر + رو لیجئے جا کر کسی صحرا میں تنہا بیٹھ کر

ہر گوشۂ دل زیوں اشکوں کا دریا چاہیے + داستاں جیسی ہو ویسا سننے والا چاہیے

بے کسوں میں تابِ جورِ آسماں ہوتی نہیں + ان دلوں میں طاقتِ ضبطِ فغاں ہوتی نہیں

اس نے پہچانا نہ تیری ذاتِ پر انوار کو + جو نہ سمجھا احمدِ بے میم کے اسرار کو

بندش غم سے یتیموں کو چھڑانا چاہیے + دل کے اک دریا سخاوت کا بہانا چاہیے

عرش ہلتا ہے جب یہ روتے ہیں + کیا یتیموں کے اشک ہوتے ہیں

آج ہم حالِ دلِ درد آشنا کہنے کو ہیں + اس بھری محفل میں اپنا ماجرا کہنے کو ہیں

داغِ دل مہر کی صورت ہے نمایاں لیکن + ہے اسے شوق ابھی اور نمایاں ہوں میں

علم و حکمت کے مدینے کی کشش ہے مجھ کو + لطف دے جاتا ہے کیا کیا مجھے ناداں ہونا

ہم جو خاموش تھے اب تک تو ادب مانع تھا + ورنہ آتا تھا ہمیں حرفِ تمنا کہنا

زباں میری ہے لیکن کہنے والا اور ہے کوئی + مری تقریر گویا اور کی تقریر ہوتی ہے

راہبر کو قافلے کے ساتھ رہنا چاہیے + کیا چلے گا کارواں جب رہنما پیچھے رہے

شعاعِ نور کو تاریکیٔ جہاں میں ڈھونڈ + یہی ہے شمع اگر دل کو تو گداز کرے

سبق لیتا رہا افتادگی کا خاکِ ساحل سے + نہ سیکھا موجِ دریا سے علاجِ خواب پا تو نے

نہیں کچھ امتیازِ ماہ و تو شہرِ محبت میں + نرالا دیس ہے دستور بھی یاں کے نرالے ہیں

مکمل متروکہ غزلیں

دورِ اوّل کے کلام میں سینتالیس ۴۷ غزلیں متروکہ ہیں ۔ ان میں تقریباً ۴۶۱ اشعار موجود ہیں ۔ ذیل میں ان غزلوں کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ پیش کیا جاتا ہے ۔ غزلوں کے اہم مآخذ کا ذکر کر دیا گیا ہے ۔ باقی مآخذ کا ذکر ضمیمہ ۴ میں موجود ہے ۔

نمبر شمار	پہلا مصرع	موجودہ اشعار	[illegible]
۱	آپ تیغِ یار تھوڑا سا زنے کر دکھو دیا	۱۲	-
۲	کیا مزا بلبل کو آیا شیوۂ بے داد کا	۸	-
۳	کام بلبل نے کیا ہے مانی و بہزاد کا	۱۱	-
۴	جان دے کر تمہیں جینے کی دعا دیتے ہیں	۱۰	-
۵	بر سرِ زینت جو شمعِ محفلِ جانانہ ہے	۱۸	۱
۶	تم آزماؤ ہاں کو زباں سے نکال کے	۱۹	-
۷	تصوّر بھی جو بندھتا ہے تو خال روئے جاناں کا	۲۰	-
۸	لاکھ سرتاجِ سخن ناظمِ شرواں ہوگا	۸	-
۹	منہ سے قمری نے کہا تم کو گلِ تر کا جواب	۱۲	-
۱۰	اٹھتے اٹھتے وہ گئے بیٹھ مری محفل میں	۸	-
۱۱	خارِ صحرا نہ سہی دشت کے بیکر ہی سہی	۱۰	-
۱۲	یہ جوانی کے ولولے اے دل	۹	-
۱۳	جس کو شہرت بھی ترستی ہے وہ رسوا اور ہے	۱۵	۱
۱۴	میں تو کچھ اور ہو گیا ہے جب سے	۷	-
۱۵	مرے تپِ درد کا بیاں قصہ خواں نہ ہو	۳	-
۱۶	ترے مریض کو تپِ فرقت ہے کیا لگی	۱۰	-
۱۷	فتنے اٹھتے ہیں تیرے کوچے سے	۱۰	-
۱۸	سمجھ میں آ گئی تیرے پہیلی رازِ قدرت کی	۴	۱
۱۹	محبت کو دولت بڑی جانتے ہیں	۱۶	۱
۲۰	تم نے آغازِ محبت میں سوچا ہوگا	۸	-
۲۱	بڑا ہوتا ہے عشق شعلہ رویانِ ستم گر بھی	۱۲	-
۲۲	پاس ہے اور ڈھونڈتے ہیں اسے	۵	-
۲۳	دل کو ذوقِ دید سے جس دم شناسائی ہوئی	۷	۱
۲۴	کب ہنسا تھا جو یہ کہتے ہو کہ رونا ہوگا	۳	-
۲۵	کجی جبر و فطرت ہے اہلِ ستم کی	۴	-
۲۶	یہ جیتے ہیں تو مرتے ہیں یہ جو مرتے ہیں تو جیتے ہیں	۸	-
۲۷	گذر کیسی صنم کا ہوا بت کدے میں	۸	۱
۲۸	نہیں کچھ تذکرے دیدار کے مستوں میں اے واعظ	۸	-
۲۹	دل کی بستی عجیب بستی ہے	۹	-
۳۰	تری شکست ہی منظور تھی اسے اے دل	۲	۱
۳۱	بلا کشانِ محبت کی یادگار ہوں میں	۱۰	-
۳۲	ہے کلیجہ فگار ہونے کو	۱۱	-
۳۳	عاشقِ دیدار محشر کا تماشائی ہوا	۹	-
۳۴	کسی شعلہ رو کا دل میں میرے گذر ہوا ہے	۶	-
۳۵	چاہیں اگر تو اپنا کرشمہ دکھائیں ہم	۸	-
۳۶	لڑکپن کے ہیں دن صورت کسی کی بھولی بھولی ہے	۱۹	۱
۳۷	کھلا راز ان پر مری بے بسی کا	۳	-
۳۸	پہلے مل جاتا تھا ریاضت سے	۲	-
۳۹	حیرت نظر کو، دل کو تپش لب کو خامشی	۶	-
۴۰	تو نہاں مجھ سے مرے داغِ جگر کی صورت	۱۷	۱
۴۱	پاس والوں کو تو آخر دیکھنا ہی تھا مجھے	۲۱	-
۴۲	عبادت میں زاہد کو مسرور دیکھا	۱۳	-
۴۳	جو مضموں زندگی میں حرفِ موزوں بن کے نکلا ہیں	۲۰	-
۴۴	نظارہ کہکشاں نے مجھ کو عجیب نکتہ یہ کھل سمجھایا	۴	-
۴۵	چمن ہے اپنا دل داغدار لالوں کا	۴	-
۴۶	زلفِ دراز حسن پہ یوں طعنہ زن ہوئی	۷	-
۴۷	نظارہ ماہ کا سامانِ بے خودی ہے مجھے	۴	-

نظموں کے متروکات کے تذکرے کے بعد مکمل طور پر متروک شدہ غزلوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

غزل ع آپ تیغ یار تھوڑا سا نہ لے کر رکھ دیا۔ سرود ص ۲۳۲، باقیات ۳۸۱، ابتدائی کلام ص ۳۵

علامہ کے دستیاب ذخیرے میں یہ سب سے پہلی غزل ہے جو طرح مصرع پر لکھی گئی اور ستمبر ۱۸۹۳ء کے رسالہ "زبان دہلی ص ۲ میں شائع ہوئی۔ مصرع طرح یہ تھا ع میرے آگے شکوۂ بیجا کا دفتر رکھ دیا۔

"باقیات اقبال" میں اس [illegible] کا سنہ تحریر فروری ۱۸۹۸ء درج ہے جو غلط ہے۔ طبع اوّل میں یہ غزل موجود نہیں تھی۔ "زبان دہلی" کا مذکورہ پرچہ ہمارے سامنے موجود ہے۔ متن کے دو اختلافات درج ذیل ہیں۔ باقی اختلافات کا ذکر گیان چند نے اپنے مجموعے "ابتدائی کلام" میں کر دیا ہے۔

شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۲ ۱۲	قبر پر میرا صبا نے جسم لاغر رکھ دیا قصۂ خوان یار کو پہنچا ہے لکھ کر۔	ابتدائی کلام، سرود رفتہ باقیات اقبال نوادر اقبال	قبر میں، میرا صبا نے --- بھیجا۔	رسالہ زبان دہلی [1] رسالہ زبان دہلی [2]

علامہ نے اپنے ابتدائی زمانے کا کلام خاص طور پر ۱۹۰۱ء سے قبل کا کلام بانگ درا میں شامل ہی نہیں کیا۔ لہذا اس غزل کو بھی شامل نہیں کیا۔

غزل ع کیا مزا بلبل کو آیا شیوۂ بیداد کا سرود ص ۱۴۳، باقیات ص ۳۷۹، ابتدائی کلام ص ۳۷

یہ غزل پہلی دفعہ رسالہ "زبان دہلی" کے شمارہ نومبر ۱۸۹۳ء (ص ۳) میں شائع ہوئی۔ اس مشاعرے کا مصرع طرح یہ تھا ع خوب طوطی بولتا ہے ان دنوں صیاد کا۔ علامہ کی یہ غزل ابو الحمید آزاد، احسان الحق احسان، اختر دہلوی اور حکیم میر مہدی حسین کی غزلوں کے ساتھ مذکورہ رسالے میں شائع ہوئی۔ اس مصرع طرح پر لکھنے والے بیشتر شعراء داغ کے تلامذہ میں سے تھے۔ چند نمایاں اختلافات متن درج ذیل ہیں۔

شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۱	کیا مزہ بلبل کو آیا ---	ابتدائی کلام	مزا	سرود۔ باقیات۔ زبان دہلی

غزل ع کام بلبل نے کیا ہے مانی و بہزاد کا۔ روزگار فقیر جلد دوم، ص ۱۳۵، باقیات ص ۵۰۴، ابتدائی کلام ص ۵۵

گیان چند نے انوار اقبال (ص ۳۱۳) کے حوالے سے اس غزل کو ۱۸۹۸ء کی بتایا ہے اور نذیر نیازی کی یہ سند پیش کی ہے کہ علامہ ۱۸۹۵ء اور ۱۹۰۰ء کے درمیان لاہور سے گجرات اکثر جایا کرتے تھے [3]۔ خود گیان چند نے بھی اسے ۱۸۹۸ء کے کلام میں شامل کیا ہے ہمیں اس سے اتفاق نہیں۔ یہ غزل نومبر ۱۸۹۳ء کی زمین میں لکھی گئی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ قافیہ "صیاد" کو انہوں نے ردیف بنا لیا ہے۔ اس غزل پر اوپر والی غزل کا موڈ طاری ہے اس لحاظ سے اسے اسی زمانہ کا ہونا چاہیے۔ ڈاکٹر افتخار صدیقی نے بھی اس غزل کو بہت ابتدائی زمانے کی غزل قرار دیا ہے [4]۔

---

[1] مرنے کے بعد انسان کو قبر پر نہیں قبر میں دبایا جاتا ہے۔ [2] علامہ یائے مخلوط کو ہائے مخلوط سے ظاہر کرتے تھے۔ زبان دہلی نے اسے "بیجا" لکھا ہے جس سے نوادر اقبال کے مرتب کو سہو کا ہوا [3] ابتدائی کلام ص ۵۴ [4] عروج اقبال ص ۶۱

اوپر والا طرح مصرع ع۔ کیا مرزا بیدل کو آیا شیوۂ بیداد کا اکتوبر ۱۸۹۳ء کے رسالہ "زبان" دہلی پر دیا گیا تھا۔ اس طرح مصرع پر سعد د غزلیں نومبر کے شمارے میں شائع ہوئی تھیں۔ اس شمارے میں دسمبر کے شمارے کیلئے کوئی مصرع طرح نہیں دیا گیا تھا بلکہ دیئے ہوئے مصرعے پر مزید غزلیں شائع کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ چنانچہ دسمبر کے پرچے میں پرانے مصرعے پر غزلیں شائع ہوئیں۔ دسمبر کے شمارے میں علامہ کی کوئی غزل موجود نہیں۔ ممکن ہے زیر بحث غزل علامہ نے دسمبر کے شمارے کیلئے بھیجی ہو لیکن تاخیر سے بھیجنے یا مکمل طور پر مصرع طرح میں نہ ہونے کی وجہ سے اسے شامل نہ کیا گیا ہو۔ ہمارے خیال میں یہ غزل دسمبر ۱۸۹۳ء کی تخلیق ہے۔ "باقیات اقبال" کا ماخذ "روزگار فقیر" جلد دوم ہے جہاں سے نقل کرتے وقت دو غلطیاں سرزد ہوئیں۔ ان کا تذکرہ گیان چند کر چکے ہیں لہٰذا یہاں اس کا اعادہ بیکار ہے۔ اس کے علاوہ متن کا اور کوئی اختلاف سامنے نہیں آیا۔ آخری شعر میں 'اخلاق' کا لفظ بے محل معلوم ہوتا ہے۔ اس لفظ کے ضمن میں گیان چند کی یہ تصریح توجہ طلب ہے کہ یہ کسی شخص کا نام ہوگا۔

غزل

ع۔ جان دے کر تمہیں جینے کی دعا دیتے ہیں۔ سرود ص ۱۴۴، باقیات ص ۳۸۰، ابتدائی کلام ص ۳۷

یہ غزل سب سے پہلے گلدستہ زبان دہلی میں فروری ۱۸۹۴ء (ص ۲) میں شائع ہوئی۔ مصرع طرح یہ دیا گیا تھا ع۔ یہ اشارے مجھے پیغامِ قضا دیتے ہیں ۔ متن کا ایک ہی اختلاف قابلِ ذکر ہے۔

شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۱	پھر بھی کہتے ہیں عاشق ---	ابتدائی کلام اقبال	پھر بھی کہتے ہو کہ عاشق ---	رسالہ زبان دہلی

متذکرہ بالا تمام غزلیں بہت ابتدائی ہونے کی وجہ سے کلام میں جگہ نہیں پا سکیں۔

غزل

ع۔ بر سرِ زینت جو شمع محفلِ جانانہ ہے۔ روزگار فقیر جلد دوم ص ۲۵۰، باقیات ص ۳۸۱، ابتدائی کلام ص ۵۹

باقیات نے اس غزل کے ماخذ کا ذکر نہیں کیا لیکن یہ بات عیاں ہے کہ اسے روزگار فقیر جلد دوم سے نقل کیا گیا ہے۔ یہ غزل غیر مطبوعہ ہی اور صرف شیخ اعجاز کی بیاض میں محفوظ ہو سکی۔ روزگارِ فقیر اور گیان چند کے مجموعے "ابتدائی کلامِ اقبال" کے موازنے سے متن کا کوئی اختلاف سامنے نہیں آیا۔ "باقیاتِ اقبال" کے مصنف نے اس غزل کو ۱۸۹۶ء کی غزل قرار دیا ہے حالانکہ زمانۂ تصنیف کے متعلق روزگارِ فقیر میں کوئی اشارہ موجود نہیں۔ یہ وہی غزل ہے جو علامہ نے غلام بھیک نیرنگ کو پہلی ملاقات پر سنائی تھی[۱]۔ اقبال نے ۱۸۹۵ء میں سال سوم میں داخلہ لیا وہ ستمبر ۱۸۹۵ء میں لاہور آئے اور چند روز اپنے دوست شیخ گلاب دین کے پاس رہ کر گورنمنٹ کالج کے ہاسٹل میں مقیم ہو گئے[۲]۔ اس لحاظ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ علامہ نے یہ غزل اکتوبر یا نومبر ۱۸۹۵ء میں لکھی ہوگی۔ گیان چند کا یہ بیان درست نہیں کہ یہ نظم ۱۸۹۵ء کے نصف اوّل کی تخلیق ہے[۳]۔ ڈاکٹر افتخار صدیقی اسے ابتدائی زمانے کی تصنیف قرار دیتے ہیں[۴]۔ غلام بھیک نیرنگ نے اس غزل کے ایک بعد

[۱] معاصرینِ اقبال کی نظر میں ص ۶۳، نیرنگ یادیں چند تاثرات ص ۶۳ [۲] زندہ رود جلد اوّل ص ۱۰۷ [۳] ابتدائی کلام ص ۶۵

[۴] عروجِ اقبال ص ۵۵

شعر کا ذکر کیا ہے جو باقیات کے کسی مجموعے میں موجود نہیں ہے۔ شعر یہ ہے

ع پائے ساقی پر گرایا جب گرایا ہے تجھے + چال سے خالی کہاں یہ لغزشِ مستانہ ہے[۱]

۶ غزل

ع تم آزماؤ ہاں کو زباں سے نکال کے۔ سرود ص ۱۲۶، باقیات ص ۳۸۹، ابتدائی کلام اقبال ص ۳۹

یہ نظم شورِ محشر کے دسمبر ۱۸۹۶ء کے شمارے میں شائع ہوئی۔ بعد میں اسے رسالہ خدنگِ نظر لکھنؤ نے مئی ۱۹۰۳ء[۲] کے شمارے میں شائع کیا۔ غزل کے زمانۂ تصنیف میں خاصا اختلاف ہے۔ گیان چند نے ان تمام اختلافات کا جائزہ اپنی کتاب میں مفصل طور پر پیش کیا ہے۔ اصل میں یہ غزل اس مشاعرے کی ہے جو حکیم امین الدین کے مکان پر ۶ دسمبر ۱۸۹۵ء کو منعقد ہوا تھا[۳]۔ اس لحاظ سے نظم کا زمانۂ تصنیف دسمبر ۱۸۹۵ء قرار دیا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر افتخار صدیقی نے غزل کا صحیح زمانہ متعین نہیں کیا اور اسے ابتدائی زمانے کی تصنیف قرار دیا ہے (۱۸۹۵ - ۱۸۹۹)[۴]۔ مذکورہ بالا غزل وہی ہے جس کے ایک شعر پر ارشد گورگانی نے داد دی تھی اور یوں علامہ کی شہرت گورنمنٹ کالج لاہور کے ہاسٹل سے نکل کر ادبی حلقوں تک پہنچی۔ اس غزل کے تین اشعار "روزگارِ فقیر" میں زائد ہیں۔ غالباً یہ غیر مطبوعہ تھے۔ اختلافِ متن یہ ہے۔

شعر نمبر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند	
۹	میں نے کہا ہے دیکھی اور گالیاں	سرود	- - - اور یہ گالیاں	ابتدائی کلام	اقبال، باقیات
۷	سمجھے کچھ نہ اہو ہی عشق و جمال کے	نوادرِ اقبال	سمجھے انہوں نے او دہی ---	-	عکسِ [illegible]
۸	قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے	ابتدائی کلام، سرود	قطرے گرے تھے جو عرقِ انفعال کے	اقبال اور کشمیر ۴۶	روزگارِ فقیر ۷۳

سرود رفتہ میں سولہ[۱۶] کے بجائے تیرہ[۱۳] اشعار شائع ہوئے ہیں۔ غزل کا مکمل متن "باقیاتِ اقبال" اور "ابتدائی کلامِ اقبال" میں موجود ہے۔ "نوادرِ اقبال"، "تبرکاتِ اقبال" اور "کلیاتِ اقبال" حیدرآباد میں غزل کے کم اشعار شائع ہوئے ہیں۔ ابتدائی زمانے کا کلام ہونے کی وجہ سے اسے بانگِ درا میں شامل نہیں کیا گیا۔

۷ غزل

ع تصور بھی جو بندھتا ہے تو خالِ روئے جاناں کا۔ سرود ۱۲۵، باقیات ص ۳۸۳، ابتدائی کلام ص ۴۶

"باقیاتِ اقبال" (ص ۳۸۳) میں اس طرح غزل کا سنہ تصنیف دسمبر ۱۸۹۶ء بتایا گیا ہے۔ حکیم احمد شجاع اس غزل کو انجمن کے دوسرے مشاعرے سے منسوب کرتے ہیں اور شورِ محشر ۱۸۹۵ء میں اسے شائع شدہ بتاتے ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ غزل دسمبر ۱۸۹۵ء کے دوسرے یا تیسرے ہفتے میں سنائی گئی۔ بہت ممکن ہے کہ یہ دسمبر ۱۸۹۶ء کے "شورِ محشر" میں نہیں بلکہ دسمبر ۱۸۹۵ء میں شائع ہوئی ہو۔ "شورِ محشر" کا شمارہ دستیاب ہو تو کوئی حتمی رائے قائم کی جا سکتی ہے۔ متن کا ایک ہی اختلاف ہے جسے گیان چند نے اپنے مجموعے "ابتدائی کلامِ اقبال" ص ۴۶ ص ۴۷ پر درج کیا ہے۔ زیرِ نظر غزل ناسخ کے مصرع طرح پر لکھی گئی۔ مصرع یہ تھا

ع مرا سینہ ہے مشرق آفتابِ داغِ ہجراں کا۔ ۱۸۸۰ء میں "مشاعرہ دہلی" کے عنوان سے اسی طرح مصرع پر طرحی غزلیں مطبع صادق الانوار بہاولپور سے شائع ہوئی تھیں[۵]۔

---

[۱] نوادرِ صد سالہ اقبال نمبر ص ۲۲۰ [۳] نقوش ستمبر ۶۷ ص ۱۰ مضمون حکیم شجاع۔ پہلا مشاعرہ ۳۰ نومبر ۹۵ء کو
[۲] تبرکاتِ اقبال ص ۱۲

ہوا تھا اس میں علامہ نے کوئی غزل نہیں سنائی تھی تاہم دوسرے مشاعرے میں علامہ نے غزل سنائی تھی اور یہ مشاعرہ ایک ہفتے بعد منعقد ہوتا تھا۔ [۴] عروجِ اقبال ص ۶۵۔ [۵] صد سالہ اقبال نمبر ص ۲۲۰

[۶] صحیفۂ اقبال مرتبہ یونس جاوید طبع اول نومبر ۱۹۸۶ء

/

۸ **غزل** ع لاکھ سرتاجِ سخن ناظمِ شرواں ہوگا۔ سرودِ رفتہ ص ۱۶۴، باقیات ص ۳۴۷، ابتدائی کلام ص ۵۱

یہ غزل شیخ عبدالقادر کی فرمائش پر مومن کے مصرعِ طرح پر لکھی گئی۔ [۱] باقیاتِ اقبال کے مرتب نے اس غزل کو ۱۸۹۷ء کے لگ بھگ عیدِ رمضان کی تقریب کے دور کے قریب بتایا ہے۔ حکیم امین الدین نے احباب کی دعوت کی تھی۔ ۱۸۹۷ء کی عیدِ رمضان ۵ مارچ ۱۸۹۷ء کو ہوئی تھی اور یہ غزل عید کے فوراً بعد کی ہونی چاہیے۔ افتخار صدیقی نے اس غزل کا زمانۂ تصنیف نہیں بتایا اور اسے ابتدائی دور (۱۸۹۵-۹۸ء) کی قرار دیا ہے۔ عبدالقوی دسنوی اس غزل کو انیسویں صدی کے اواخر یا بیسویں صدی کے شروع کی غزل قرار دیتے ہیں [۱]۔ مومن کے جس طرح مصرع پر یہ غزل لکھی گئی وہ یہ تھا

ع وعدۂ وصل سے ہو دل کو تسلی کیونکر + فکر یہ ہے کہ وہ وعدے سے پشیماں ہوگا۔

ڈاکٹر عبدالحق اسے اسرارِ خودی کے بعد کے زمانے کی غزل بتاتے ہیں*۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ غزل میں "خودی" کا لفظ موجود ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی تحقیق درست نہیں۔ "خودی" کا لفظ بعد میں کسی وقت اس میں اضافہ کیا گیا۔ مجموعی حیثیت سے دیکھا جائے تو یہ غزل ۱۸۹۷ء ہی کی معلوم ہوتی ہے۔ اس غزل کے سلسلے میں اختلافِ متن کی کوئی مثال ہمارے سامنے موجود نہیں۔

۹ **غزل** ع ضد سے قمری نے کہا تم کو گلِ تر کا جواب۔ باقیات ص ۵۷۵، روزگارِ فقیر ص ۲۰۳، ابتدائی کلام اقبال ص ۵۳۔

باقیات کا ماخذ روزگارِ فقیر جلد دوم ہے جو شیخ اعجاز کی بیاض سے نقل کی گئی ہے۔ اس دور کے رسائل میں نظم کی اشاعت کا کوئی اور حوالہ نہیں ملتا۔ متن کا ایک ہی اختلاف موجود ہے، وہ یہ کہ غزل کے آخری شعر میں روزگارِ فقیر میں راحت کا لفظ موجود ہے اور خمخانۂ جاوید میں اقبال کے ہم عصر کئی شعراء کا ذکر کیا گیا ہے لیکن راحت تخلص کا کوئی شاعر موجود نہیں، شعر میں واضح طور پر اشارہ رافت بھوپالی کی طرف ہے جن کے حالات "خمخانۂ جاوید" جلد سوم (ص ۳۵۱) پر تفصیل سے درج ہیں۔ شیخ اعجاز احمد کی بیاض میں یہ لفظ رافت ہی پڑھا جاتا ہے۔ افتخار صدیقی نے اسے زمانۂ طالب علمی کی غزل قرار دیا ہے[۲]۔ گیان چند نے اس غزل کو ۱۸۹۷ء کی غزلوں کے ساتھ رکھا ہے جو زیادہ قرینِ قیاس ہے (۱۸۹۵ء - ۱۸۹۸ء)

۱۰ **غزل** ع اٹھتے اٹھتے وہ گئے بیٹھ مری محفل میں۔ روزگارِ فقیر جلد دوم ص ۲۸۱، ابتدائی کلام اقبال ص ۱۶۰، باقیات ص ۱۱۸۔ باقیات کا ماخذ روزگارِ فقیر ہے جسے شیخ اعجاز احمد کی بیاض سے اخذ کیا گیا ہے۔ یہ نامکمل غزل علامہ کے ریکارڈ میں موجود تھی جسے اعجاز احمد نے اپنی بیاض میں نقل کر کے محفوظ کر لیا۔ افتخار صدیقی صاحب اسے زمانۂ طالب علمی (۱۸۹۵ - ۱۸۹۸ء) کی غزل قرار دیتے ہیں۔ گیان چند نے اسے ۱۸۹۷ء کی غزلوں میں شمار کیا ہے۔ کسی ٹھوس دلیل اور ثبوت کے بغیر اس بیان کو درست تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ متن میں کوئی اختلاف موجود نہیں

۱۱ **غزل** ع خارِ صحرا نہ سہی دشت کے پیکاں ہی سہی۔ روزگارِ فقیر ص ۲۵۹، باقیات ص ۲۱۱، سرودِ رفتہ ص ۲۳۷، ابتدائی کلام ص ۵۸

اس غزل کے دو شعر سرودِ رفتہ میں اور ایک اضافی شعر روزگارِ فقیر ص ۲۵۹ پر موجود ہے۔ مکمل غزل

[۱] اقبالیات کی تلاش ص ۴۷ [۲] مروجِ اقبال ص ۹۶ [۳] ایضاً ص ۹۲ [۴] حیاتِ اقبال کی گمشدہ کڑیاں ص ۹۳

* اقبال کے ابتدائی افکار ص ۱۶۲

گیان چند کے مجموعے ابتدائی کلام اقبال ص۵۸ پر موجود ہے، "باقیاتِ اقبال" میں اس غزل کے نو۹ اشعار دیئے گئے ہیں۔ گیان چند اسے ۹۹-۱۸۹۸ کی غزل بتاتے ہیں۔ افتخار صدیقی اسے علامہ کا ابتدائی کلام مانتے ہیں لیکن اس کا سنہ تصنیف نہیں بتاتے جبکہ عبداللہ قریشی کا خیال ہے کہ یہ غزل ۱۸۹۷ء کے ایک مشاعرے میں سنائی گئی تھی[1] متن کے اختلافات کا ذکر گیان چند نے کر دیا ہے۔ خود گیان چند سے دو غلطیاں سرزد ہوئیں۔

شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سنہ
۳	...... مراد شتِ جنوں کیتا ہے	ابتدائی کلام ص۵۸	مرادستِ جنوں کیتا ہے	باقیاتِ اقبال، روزگارِ فقیر
۹	۔ ستم گر ہیں، فرماتے ہیں	"	ستم گر ہیں تو فرماتے ہیں	" " "

غزل ؏ یہ جوانی کے ولولے اے دل۔ روزگارِ فقیر ص۲۸۲، ۲۷۷، باقیات ص۴۲۳، ابتدائی کلام ص۵۸ "نوادرِ اقبال" میں اس غزل کے دو اشعار ہیں۔ مذکورہ بالا تینوں مجموعوں کے متن کے اختلافات کا ذکر گیان چند نے کر دیا ہے۔ "ابتدائی کلام اقبال" میں متن کی ایک خامی پیدا ہو گئی ہے۔ شعر ۶ میں ؏ اف یہ نازک مزاجیاں ...... الخ میں صحیح متن "اف رے" ہے۔ افتخار صدیقی اسے زمانہ طالب علمی کی غزل کہہ کر آگے گزر گئے ہیں جبکہ گیان چند کا قیاس ہے کہ یہ غزل ۱۹۰۰-۱۸۹۸ کے درمیان کی تخلیق ہے۔ کسی مخصوص شہادت کے بغیر اس تحقیق کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ نظم کا رنگ اسے اسی دور کی غزل قرار دیتا ہے۔

غزل ؏ جس کو شہرت بھی ترستی ہے وہ رسوا اور ہے۔ روزگارِ فقیر ص۲۴۸، باقیات ص۴۳۹، ابتدائی کلام ص۹۰ ــ رختِ سفر اور نوادرِ اقبال میں نظم کا ایک شعر ؏ یوں تو اے صیاد... ہی ملتا ہے۔ باقیات ص۴۳۹ پر غزل کے صرف سات شعر درج ہیں اور باقی آٹھ اشعار ص۵۹۴ پر درج ہیں۔ یوں گیان چند نے بھی اپنی پندرہ اشعار کا تذکرہ اپنے مجموعے میں کیا ہے۔ "باقیات" اور ابتدائی کلام کا ماخذ روزگارِ فقیر ہے جہاں اس نظم کے پندرہ ۱۵ اشعار درج ہیں لیکن درحقیقت اس نظم کے اشعار کی تعداد سولہ ۱۶ تھی، روزگارِ فقیر کے مرتب سے سہو ہوا ہے۔ بیاضِ اعجاز (ص۷۰) پر اس غزل کے سولہ ۱۶ اشعار درج ہیں، جو شعر درج ہونے سے رہ گیا ہے وہ یہ ہے:

ـــ بھیس بدلے محفلِ اغیار میں بیٹھا ہوں میں ✦ وہ سمجھتے ہیں یہ کوئی اوپرا سا اور ہے۔

ترتیب کے لحاظ سے یہ شعر تیرھواں تھا۔ ابتدائی کلام ص۹۰ پر درج غزل کا شعر ۵ ؏ یوں تو اے صیاد ساری... بعض اندازے سے اس جگہ رکھ دیا گیا ہے حالانکہ یہ غزل کا نواں شعر تھا [بیاضِ اعجاز ص۷۰]۔ ایک اور غلطی شعر ۶ میں واقع ہو گئی ہے۔ مصرع ثانی میں "باقیات" اور "روزگارِ فقیر" کی تقلید میں "ما خلقنا" لکھا گیا ہے حالانکہ بیاضِ اعجاز میں "ما عرفنا" درج ہے۔ نظم کے زمانۂ تخلیق (۱۹۰۰-۱۸۹۸ء) میں افتخار صدیقی اور گیان چند دونوں متفق ہیں۔ کسی اور شہادت سے اس کا صحیح سنہ متعین نہیں ہو سکا۔

غزل ؏ میں تو کچھ اور ہو گیا جب سے۔ روزگارِ فقیر ص۲۵۵، باقیات ص۵۸۳، ابتدائی کلام ص۵۹ شیخ اعجاز کی بیاض (ص۶۰) کے سوا یہ کہیں اور جگہ نہیں ملتی۔ متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں ہے۔

غزل ؏ مرے تپ دروں کا بیان قصہ خواں نہ ہو۔ روزگار ص۲۸۸، باقیات ص۵۸۳، ابتدائی کلام ص۵۹

[1] باقیاتِ اقبال ص۴۳۱

مندرجہ بالا تینوں مجموعوں کا اصل ماخذ شیخ اعجاز کی بیاض ہے۔ ابتدائی کلام اور اس بیاض میں دو اختلافات موجود ہیں۔ پانچویں شعر میں، باقیات نے آسماں کا لفظ لکھا ہے اور گیان چند و فقیر وحیدالدین نے "آستاں"، حالانکہ بیاض اعجاز میں یہ لفظ آشیاں ہے، ہمارے خیال میں گیان چند کا متن زیادہ قرین قیاس ہے۔ کیونکہ سرو کعبہ کی مناسبت سے "آستاں" کا لفظ زیادہ موزوں ہے۔ روزگارِ فقیر کے مرتب گیان چند نے نامکمل شعر کو بارھویں نمبر پر رکھا ہے، حالانکہ بیاض اعجاز میں یہ گیارھویں نمبر پر تھا۔ گیان چند کا یہ قیاس بھی درست نہیں کہ یہ مصرع طرح تھا جس پر گرہ نہ لگائی جا سکی، اصل صورت حال یہ ہے کہ شیخ اعجاز احمد شعر کے مصرع اولیٰ کو پڑھ نہیں سکے تھے۔

۱۶ غزل ؏ ترے مریض کو تپ فرقت ہے کیا لگی۔ روزگارِ فقیر ص ۲۹۱، باقیات ص ۵۸۵، ابتدائی کلام ص ۶۵

بیاض اعجاز سے متن یکساں۔ زمانۂ تخلیق کے بارے میں افتخار صدیقی اور گیان چند متفق ہیں۔

۱۷ غزل ؏ فتنے اٹھتے ہیں تیرے کوچے سے۔ باقیات ص ۴۲۹، ابتدائی کلام ص ۴۰، روزگار فقیر ص ۲۴۱

سرود رفتہ ص ۱۸۱۔ اس غزل کا پہلا شعر اگرچہ گلدستہ اصلاح سخن جون ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا لیکن غزل کے مضامین کی بنا پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ یہ غزل ۱۹۰۰-۱۸۹۸ء کے درمیانی زمانے کی ہے۔ افتخار صدیقی عروج اقبال میں اسے زمانۂ طالب علمی کی غزل بتاتے ہیں۔ گیان چند کا بھی یہی خیال ہے۔ روزگارِ فقیر اور شیخ اعجاز کی بیاض میں غزل کا پہلا شعر ؏ فتنے اٹھتے ہیں ــــــ الخ موجود نہیں۔

۱۸ غزل ؏ سمجھ میں آ گئی تیرے پہیلی راز قدرت کی۔ روزگار فقیر ص ۲۴۵، ابتدائی کلام ص ۷۶

شیخ اعجاز احمد کی بیاض میں اس غزل کے ۴½ اشعار درج ہیں جبکہ ابتدائی کلام اور روزگارِ فقیر میں اس غزل کے ۳½ شعر درج ہیں۔ گیان چند نے روزگار فقیر پر انحصار کیا ہے، جہاں ایک شعر نقل ہونے سے رہ گیا ہے، وہ شعر یہ ہے۔

تری قسمت بڑی ہندوستاں میں خانہ جنگی کی
یہ شے میرے وطن والوں نے ہاتھوں ہاتھ لے لی ہے

اس غزل کا ایک شعر نامکمل ہے، نامکمل شعر کا پہلا مصرع پڑھا نہیں گیا۔ بیاض اعجاز میں بھی یہ نامکمل درج ہے۔ گیان چند نے اس نظم کا زمانہ (۱۹۰۱-۱۹۰۰) متعین کیا ہے جو زیادہ قرین قیاس ہے۔ قافیے میں معمولی سے فرق کے باوجود یہ غزل اس طویل غزل سے ملتی جلتی ہے جو ۱۹۰۳ء میں لکھی گئی تھی اور جس کا پہلا مصرع یہ ہے ؏ لڑکپن کے ہیں دن، صورت کسی کی بھولی بھالی ہے۔۔۔

۱۹ غزل ؏ محبت کو دولت بڑی جانتے ہیں۔ سرود رفتہ ص ۱۶۱، باقیات ص ۳۹۵، ابتدائی کلام ص ۱۱۳

مخزن کے شمارہ جولائی اور نومبر ۱۹۰۱ء میں اس غزل کے صرف پانچ اشعار ہی شائع ہوئے ہیں۔ اصل غزل سولہ ۱۶ اشعار پر مشتمل تھی۔ شیخ اعجاز احمد کی بیاض میں پندرہ ۱۵ اشعار درج ہیں۔ غزل کے تین مقطعے ہیں، آخری شعر ؏ نئی ہو، پرانی ہو اقبال کو کیا، پر غالباً اعتراض ہوا تھا جس کی بنا پر اسے تبدیل کرنا پڑا۔ اس شعر کا حوالہ جگن ناتھ آزاد کے ایک مضمون میں بھی موجود ہے[1]۔ روزگارِ فقیر نے بیاض اعجاز احمد سے اشعار نقل کرتے وقت اصل ترتیب کا خیال نہیں رکھا۔ پہلا شعر در اصل دوسرے

[1] اقبالیات، شمارہ جولائی ستمبر ۱۹۸۹ء ص ۸۳

شعر کے بعد تھا، گیان چند نے بھی غزل کی اصل ترتیب کا سراغ نہیں لگایا۔ "باقیات" میں بھی غزل کی ترتیب درست نہیں ہے۔ شیخ اعجاز احمد کی بیاض کے مطابق اشعار کی اصل ترتیب یوں ہے۔

(۱) محبت کو دولت ---- (۲) بری چال ---- (۳) وہ کیا قدر ---- (۴) کوئی قید ---- (۵) جنون میں

(۶) جو ہے گلشن ---- (۷) کیا ماجرا ---- (۸) نرالی ہیں ---- (۹) بڑے شوخ ---- (۱۰) تری چال دیکھی

(۱۱) میں ہوں صاف ---- (۱۲) گدا گر ہو ---- (۱۳) بدلنا پڑا ---- (۱۴) عجب زندگانی ---- (۱۵) کہا میں نے

(۱۶) نئی ہو پرانی ہو ----

یہ غزل جولائی ۱۹۰۱ء میں کچکول کے عنوان کی ذیل میں شائع ہوئی۔ "کچکول" میں عموماً پہلے سے شائع شدہ اشعار کا انتخاب شائع ہوتا تھا، اس لحاظ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ غزل جولائی ۱۹۰۱ء سے بہت پہلے شائع ہوئی۔ غزل کے بعض اشعار سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابتدائی زمانے کی تخلیق ہے۔ گیان چند نے اس غزل کے ایک ایسے شعر کی نشاندہی کی ہے جو سرودِ رفتہ یا باقیات میں نہیں ملتا۔ وہ شعر یہ ہے۔

۵ عجب زندگانی ہے اقبال اپنی + نہ مر جانتے ہیں نہ جی جانتے ہیں

۲۰ غزل ع۔ تم نے آغازِ محبت میں یہ سوچا ہوگا۔ سرود ص۲۴، باقیات ص۱۲۲، ابتدائی کلام ص۸۰

"نوادرِ اقبال" کے مرتب نے اسے "بہارِ گلشن" (۱۹۰۱ء) کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ غزل ۱۸۹۹ء یا ۱۹۰۰ء کے زمانے میں لکھی گئی ہوگی، گیان چند کی تقلید میں ہم نے اسے ۱۹۰۱ء کی غزلوں میں شمار کیا ہے۔ گیان چند کے نقل کردہ متن میں بعض اغلاط موجود ہیں، مثلاً

شعر	غلط متن	مشمولہ	درست متن	سند
۵	---- ہوا کرتے	ابتدائی کلام	بنا کرتے	سرودِ رفتہ، بیاض اعجاز
۶	ان کو کہے گا	" و سرود و باقیات	ان سے کہے گا	بیاض اعجاز
۸	یہ رنگت تو نہیں	ابتدائی کلام	یہ رنگت تو نہ تھی	بیاض اعجاز، سرود، باقیات

۲۱ غزل ع۔ بڑا ہوتا ہے عشقِ شعلہ رویانِ ستمگر بھی، باقیات ص۲۹۵، ابتدائی کلام ص۱۱۵، روزگار فقیر ص۲۷۰

دوسرے تمام ماخذ میں یہ غزل مکمل نہیں ہے۔ گیان چند اور اختر صدیقی دونوں اس غزل کے ابتدائی حصے پر متفق ہیں۔ گیان چند نے اپنے مجموعے میں اسے مکمل طور پر نقل کیا ہے۔ تاہم ایک شعر (ع۱۱)

ع۔ چھپا کر حضرتِ واعظ ... الخ کی ترتیب درست نہیں۔ بیاض اعجاز میں یہ شعر چھٹے نمبر پر درج ہے۔ دو اور اغلاط بھی گیان چند کے مذکورہ مجموعے میں موجود ہیں

شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۲	--- کچھ لطف ملتا ہے	ابتدائی کلام	لطف اٹھتا ہے	بیاض اعجاز، باقیات، روزگار فقیر
۷	خدا سے چادہ گر ----	"	خدا سے چال کر جائیں	بیاض اعجاز
۱۱	واعظ نے۔	باقیات	واعظ سے	بیاض اعجاز، ابتدائی کلام

۲۲ غزل ع۔ پاس ہے اور ڈھونڈتے ہیں اسے، باقیات ص۳۹۲، روزگار فقیر ص۲۷۹، ابتدائی کلام ص۷۹

تمام ماخذ میں متن یکساں ہے تاہم ابتدائی کلام کے پہلے شعر میں "ہیں" درج ہے جبکہ صحیح مصرع یوں ہے

ع پاس ہے اور ڈھونڈتے ہیں اسے۔

۲۳ **غزل** ؏ دل کو ذوقِ دیدِ دوست جس دم شناسائی ہوئی - باقیات ص۵۹۵، روزگارِ فقیر ص۲۴۰، ابتدائی کلام ص۱۱۵

گیان چند نے اس غزل کی ذیل میں صرف ایک اختلاف کا ذکر کیا ہے - یہ اختلاف شعر اول میں ہے
بیاضِ اعجاز میں لفظ "دید" ہی ہے باقیات کا ماخذ روزگارِ فقیر ہے - تعجب ہے کہ باقیات کے مرتب سے یہ غلطی کیسے
سرزد ہو گئی - شعر۶ کا دوسرا مصرع تمام ماخذ میں یوں لکھا ہے ؏ تیری یکتائی ہی آخر میری یکتائی ہوئی -
لیکن بیاضِ اعجاز میں یہ مصرع یوں درج ہے ؏ تیری یکتائی ہی آخر میری تنہائی ہوئی -
فقیر وحیدالدین سے ایک اور شعر بھی نقل ہونے سے رہ گیا ہے - ترتیب کے لحاظ سے یہ شعر۵ پر تھا -

؎ کوچۂ یثرب کرشمہ ہے یہ کس رفتار کا + پانی پانی ابنِ مریم کی مسیحائی ہوئی

زمانۂ تصنیف کے متعلق گیان چند اور افتخار صدیقی دونوں متفق ہیں -

۲۴ **غزل** کب ہنسا تھا جو یہ کہتے ہو کہ رونا ہوگا - باقیات ص۵۵۶، ابتدائی کلام ص۱۷، رختِ سفر ص۱۰۴

غزل کے صرف تین اشعار ہیں - صرف پہلے شعر میں متن کا ایک اختلاف موجود ہے، رختِ سفر کا متن بہتر ہے -

۲۵ **غزل** ؏ کچھ جزوِ فطرت ہے اہلِ ستم کی - ابتدائی کلام ص۸۰، باقیات ص۴۹۹، روزگارِ فقیر ص۲۸۰

تمام ماخذ کا متن بیاضِ اعجاز سے یکساں ہے - ڈاکٹر افتخار صدیقی اسے زمانۂ طالب علمی کی غزل بتاتے ہیں جبکہ
گیان چند کا خیال ہے کہ یہ غزل ۱۹۰۱ء میں لکھی گئی -

۲۶ **غزل** ؏ یہ جیتے ہیں تو مرتے ہیں جو مرتے ہیں تو جیتے ہیں - باقیات ص۵۸۱، روزگارِ فقیر ص۲۹۴، ابتدائی کلام ص۱۲۶

روزگارِ فقیر اور باقیات میں اس غزل کے نو شعر درج ہیں جبکہ گیان چند غزل کا ساتواں شعر چھوڑ گئے ہیں جو
یہ ہے ؏ خدا جانے میری آنکھوں نے ---- الخ . باقیات کا ماخذ روزگارِ فقیر ہے، جبکہ اس
کے مرتب نے بیاضِ اعجاز سے استفادہ کیا ہے - "بیاضِ اعجاز" اور "روزگار" کے متن میں ایک اختلاف
ہے - دوسرے شعر کا مصرعِ اول یہ ہے ؏ بھلا جنت میں واعظ دخل کیا سامانِ عشرت کا
افتخار صدیقی اس غزل کو ۱۹۰۳ء کی قرار دیتے ہیں جبکہ گیان چند کا خیال ہے کہ یہ غزل ۱۹۰۱ء کی تصنیف ہے
کسی دستاویزی ثبوت کے بغیر اس کا فیصلہ مشکل ہے تاہم گیان چند کا بیان زیادہ قرینِ قیاس ہے

۲۷ **غزل** ؏ گذر کس صنم کا ہوا بتکدے میں - باقیات ص۵۰۰، روزگارِ فقیر ص۲۹۷، ابتدائی کلام ص۸۱

مذکورہ بالا تینوں ماخذوں میں ایک شعر کم درج ہے - روزگارِ فقیر کے مرتب سے یہ سہو ہوا ہے، وہ شعر یہ ہے

؎ وہ کہتے ہیں یوں میری میت پہ آکر + جو وحشت ہے تو پھاڑ دے اب کفن بھی

متن کا کوئی اختلاف دیکھنے میں نہیں آیا -

۲۸ **غزل** ؏ نہیں کچھ تذکرے دیدار کے مستوں میں اے واعظ - روزگارِ فقیر ص۲۹۵، باقیات ص۵۰۹، ابتدائی کلام ص۱۱۴

گیان چند نے ابتدائی کلام میں دو اختلافات کا ذکر کیا ہے اور وائے دی ہے ص۹۹ درست ہے، تاہم ابتدائی کلام
میں دو غلطیاں واقع ہو گئی ہیں - شعر۲ کے مصرع اول میں 'کوثر کو' کے بجائے 'کوثر کا' اور آخری مصرعے میں
'دگتی کو' کے بجائے 'گتی کے' ہونا چاہیے -

غزل ؏ دل کی بستی عجیب بستی ہے - سرود ص۱۵۷، ابتدائی کلام ص۱۹۰، باقیات ص۳۹۲

یہ غزل ابتدا میں مخزن مارچ ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی - گیان چند کے مجموعے میں متن کی ایک نئی غلطی

واقع ہو گئی ہے۔ شعر ۸ کے مصرعِ ثانی میں "م" نہیں "سے" ہونا چاہیے

۳۰ غزل مطلع: تری شکست ہی منظور تھی اسے اے دل۔ روزگارِ فقیر ص ۲۰۳، باقیات ص ۵۵، نوادر ص ۶۱

ابتدائی کلامِ اقبال میں اس نا مکمل غزل کے یہ اشعار موجود نہیں۔ اشعار کا رنگ اور حضرت علی[ع] کا ذکر اس غزل کو ۱۹۰۲ء کے زمانے کی غزل قرار دیتا ہے، روزگارِ فقیر اور باقیات کا ماخذ شیخ اعجاز احمد کی بیاض ہے باقیات میں اس غزل کے تین اشعار درج ہیں۔ ایک شعر ؎ جہاں سے چلتی تھی اقبال گزر...... الخ باقیات میں زیادہ ہے۔

۳۱ غزل مطلع: بلاکشانِ محبت کی یادگاریوں میں۔ روزگارِ فقیر ۲۵۸، باقیات ۷۹، ابتدائی کلام ۱۶۶

غزل کے پانچ اشعار سرودِ رفتہ ص ۱۶۳ میں موجود ہیں، جبکہ دیگر پانچ اشعار، بیاضِ اعجاز کے حوالے سے روزگارِ فقیر میں درج ہیں۔ دس اشعار کی اس غزل میں اشعار کی ترتیب درج ذیل ہے۔ گیان چند کی ترتیب درست نہیں۔

مطلع بلاکشانِ محبت (۱) کبھی نہ گوش (۲) فنا ہوئے پہ (۳) نگاہ سے نہ کہیں (۴) نشے میں مست (۵) تمہاری شوخ نگاہی (۶) نسیم صبح نہ چھیڑے (۷) کسی طرح سے (۸) تڑپ کے شانِ کریمی (۹) رہی نہ زیر (۱۰)

گیان چند نے اسے مئی ۱۹۰۲ء کی غزلیات میں شامل کیا ہے۔

۳۲ غزل مطلع: ہے کلیجہ فگار ہونے کو۔۔ سرود ۱۵۵، باقیات ۳۲۹، ابتدائی کلام ص ۱۷۰۔ گیان چند نے تمام اختلافات کو ابتدائی کلام میں درج کر لیا ہے کوئی نیا اختلاف سامنے نہیں آیا۔

۳۳ غزل مطلع: عاشق دیدارِ محشر کا تمنائی ہوا۔ سرود ص ۱۵۶، باقیات ۳۹۳، ابتدائی کلام ۱۷۹

یہ غزل پھول کے عنوان کے تحت مخزن اکتوبر ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی۔ متن کے بیشتر اختلافات کا ذکر گیان چند نے ابتدائی کلامِ اقبال میں کیا ہے (ص ۳۸۹) تاہم ایک اختلاف کی طرف اشارہ کرنا مناسب ہوگا۔ بیاضِ اعجاز میں پہلے شعر کے مصرعِ اول میں "کشتۂ دیدار" لکھا ہے جبکہ دیگر تمام ماخذ میں یہ لفظ "عاشق" ہے۔

۳۴ غزل مطلع: کسی شعلہ رو کا دل میں میرے گزر ہوا ہے۔ باقیات ص ۵۸۹، روزگارِ فقیر ۲۷۷، ابتدائی کلام ص ۱۸۰

مندرجہ بالا تمام مجموعوں کا ابتدائی ماخذ شیخ اعجاز احمد کی بیاض ہے، جہاں اس کا متن یکساں ہے۔ افتخار صدیقی اسے زمانۂ طالب علمی کی غزل قرار دیتے ہیں جبکہ گیان چند نے قیاساً اکتوبر/نومبر ۱۹۰۲ء کی تاریخ متعین کی ہے۔

۳۵ غزل مطلع: چاہیں اگر تو اپنا کرشمہ دکھائیں ہم۔ سرود ۱۸۰، باقیات ص ۳۹۷، ابتدائی کلام ص ۱۹۰

اس غزل کے پانچ اشعار مخزن جنوری ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئے۔ مکمل غزل بیاضِ شیخ اعجاز میں موجود ہے روزگارِ فقیر جلد دوم ص ۲۵۵ اور باقیات کا ماخذ یہی ہے۔ متن کا کوئی اختلاف نہیں۔ ابتدائی کلام میں ایک شعر کی ترتیب درست نہیں۔ شعر ۵ مطلع: ہر چیز منع تو ہے ۔۔ بیاضِ اعجاز میں شعر ۷ ہے۔

۳۶ غزل مطلع: لڑکپن کے ہیں دن صورت کسی کی بھولی بھالی ہے۔ باقیات ص ۴۰۳، ابتدائی کلام ص ۲۰۳

یہ غزل اپریل ۱۹۰۳ء کے مخزن میں شائع ہوئی۔ غزل امیر مینائی کی زمین میں لکھی گئی
مطلع: یہ آزادوں کی باتیں ہیں، یہ ان کی بولی ٹھولی ہے (صنم خانۂ عشق ص ۲۱۹)

گیان چند نے متن کے اختلافات کا تفصیلی ذکر کیا ہے لیکن دو مقامات پر خود گیان چند سے سہو ہوا ہے۔ شعر ۱۱ میں "آتا" لکھا ہے جبکہ بیاضِ اعجاز میں یہ لفظ "آنا" درج ہے۔ آخری شعر میں "غزل تیری" لکھا ہے، جبکہ بیاضِ اعجاز میں 'غزل میری' درج ہے۔ عالمگیر (خاص ۱۹۳۱ء) میں بھی لفظ 'میری' لکھا ہے۔ واضح ہو کہ غزل کی یہ اشاعت مکرر علامہ کی اجازت سے عمل میں آئی جس کا ثبوت نظم کا تعارفی نوٹ ہے۔ "ابتدائی کلام اقبال" میں غزل کا شعر ۲ عہ سنا ہے آج جنت میں ... الخ صحیح ترتیب میں درج نہیں اسے غزل کے آخری شعر سے ذرا پہلے ہونا چاہیے (دیکھیے بیاضِ اعجاز ص ۳۲) ۔ اس غزل کا پس منظر بیان کرتے ہوئے ملک حبیب اللہ نے لکھا ہے :۔

"جالندھر کی مشہور طوائف 'گوہی' بے حد با ادب، شائستہ، خوش مزاج اور خوش دماغ تھی۔ ایک روز ایک محفل میں شیخ عبدالقادر نے اقبال سے 'گوہی' پر شعر کہنے کو کہا تو اقبال نے ایک ہی نشست میں بیس[20] اشعار کہے۔ قافیہ ہوئی، ڈوئی، ٹوئی وغیرہ تھے ..."[1]

غلام رسول ازہر اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں

"اقبال نے یہ غزل سیالکوٹ کے رئیس اعظم آغا باقر علی خان صاحب قزلباش کے فرزند ارجمند محمد ناصر کے ختنہ کے غسلِ صحت پر پڑھی تھی اور اسے اس تقریب کا سہرا قرار دیا گیا۔ جیسا کہ اس غزل کے مقطع میں اشارہ ہے ...... تاہم غزل کے نفسِ مضمون، تیکھے پن، شوخیٔ بیان، رنگین اور بے تکلف لہجہ اور قوافی از قسم ہوئی، ڈوئی، ٹوئی اور مقطع "غزل میری نہیں ہے یہ کسی گل چیں کی جھوٹی ہے" کے ادعا سے بادی النظر میں یہ امر قرینِ قیاس معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشعار پہلے پہل نوجوان اقبال نے 'گوہی' کے ضمن میں کہے ہوں گے جو بعد ازاں حک و اضافہ اور کچھ رد و بدل کے ساتھ مذکورہ بالا تقریب سے منسوب کر دیئے گئے ہوں گے"

۳۷ غزل عہ کھلا راز ان پر میری بے بسی کا ۔ باقیات ص ۳۹۸، روزگارِ فقیر ص ۳۰۶، ابتدائی کلام ص ۲۰۷

تین اشعار کی اس غزل کا متن یکساں ہے، غزل کا صحیح زمانۂ تحریر معلوم نہیں، گیان چند کا قیاس بظاہر درست ہے۔

۳۸ غزل عہ پہلے مل جاتا تھا ریاضت سے ۔ روزگار فقیر ۳۰۸، باقیات ۵۸۲، ابتدائی کلام ۲۰۸

تمام مجموعوں کا ماخذ "بیاضِ اعجاز" ہے نیز اس کا متن یکساں ہے۔

۳۹ غزل عہ حیرت نظر کو دل کو تپش، لب کو خامشی ۔ باقیات ۵۹۰، روزگارِ فقیر ۲۷۲، ابتدائی کلام ۲۰۶

اس غزل کا اوّلین ماخذ "بیاضِ اعجاز" ہے جس کے مرتّب نے بیاض سے کلام اخذ کرتے ہوئے ایک غلطی کی ہے۔ شعر ۱۴ اصل میں یوں تھا عہ غم سے اپنی کے عشق میں ——— ... الخ

۴۰ غزل عہ تو نہاں مجھ سے مرے داغِ جگر کی صورت ۔ ابتدائی کلام ص ۲۱۰، باقیات ص ۵۱۵، روزگار فقیر ص ۲۵۶

گیان چند کے مطابق مخزن مئی ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی لیکن ہمیں مذکورہ شمارے میں یہ غزل نہیں ملی ۔ رختِ سفر (ص ۷۳) سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ غزل مخزن میں مئی ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی ۔ گیان چند نے مخزن کا شمارہ خود نہیں دیکھا شاید رختِ سفر پر بھروسہ کیا ہے ۔ رختِ سفر میں غزل کے صرف چار اشعار شائع ہوئے ہیں۔ "باقیات" میں مخزن مئی ۱۹۰۳ء کے حوالے سے نو[9] اشعار درج ہیں ۔ آٹھ مزید اشعار "دیگر" کے عنوان سے درج کئے ہیں (ص ۵۱۵) ۔ یہی سترہ[17] اشعار "ابتدائی کلام اقبال" میں درج ہیں "سرود رفتہ" میں صرف آٹھ اشعار درج ہیں۔

---

[1] غلام رسول ازہر، ستارہ اقبال ۲۳ ص ۲۵

بیاضِ اعجاز میں بھی یہ غزل درج ہے لیکن وہاں اس کے صرف چودہ [۱۴] اشعار درج ہیں۔ گیان چند نے باقیات میں شامل "دو غزلے" کو ایک غزل میں سمونے کی کوشش کی ہے، اس کوشش میں وہ اشعار کی صحیح ترتیب قائم نہیں رکھ سکے۔ صحیح ترتیب یہ تھی

ترتیبِ شعر

ابتدائی کلام شعر	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	X	
بیاضِ اعجاز شعر	۱	۴	۳	۱۳	۶	۲	۵	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	-	-	-	-	۱۴	۷	

"بیاضِ اعجاز" میں ایک شعر ایسا ہے جسے "روزگارِ فقیر" جلد دوم کے مرتب نے نقل ہی نہیں کیا۔ ترتیب کے لحاظ سے یہ شعر ۷ تھا۔ شعر یہ ہے

گالیاں ہم کو دیئے جاتے ہو کیوں خیر تو ہے + آج کچھ آپ بڑھے جاتے ہو ۔۔۔ کی صورت شاید نامکمل ہونے کی وجہ سے اسے شامل نہیں کیا۔ متن کی ایک غلطی ابتدائی کلام کے مرتب سے ہو گئی ہے بشعر ۱۰ (ص ۲۱۱) میں 'خواب' لکھ گئے ہیں حالانکہ یہ لفظ 'خون' ہے ع خون اب دل میں نہیں ۔۔۔ الخ

۴۱ **غزل** ع پاس والوں کو تو آخر دیکھنا ہی تھا مجھے، سرود ۱۴۸، باقیات ۴۱۷، ابتدائی کلام ص ۲۷۱

یہ غزل سب سے پہلے ہمیں خدنگِ نظر لکھنؤ کے شمارہ اگست ۱۹۰۳ء میں نظر آتی ہے۔ اس کے بعد یہ فتنہ و عطر میں شائع ہوئی۔ گیان چند نے متن کے اختلاف کا مفصل ذکر کیا ہے (ابتدائی کلام ص ۴۰۶) "بیاضِ اعجاز" میں یہ غزل مکمل طور پر موجود ہے تاہم بعض اشعار کی ترتیب میں فرق ہے۔ مثلاً "ابتدائی کلام" اور باقیات کا شعر ۵ ع کھل گئی چشم ۔۔۔ الخ بیاضِ اعجاز میں شعر ۶ ہے۔ اسی طرح "ابتدائی کلام" کا شعر ۱۵، ۱۶ "بیاضِ اعجاز" میں بالترتیب ۵ اور ۱۳ پر درج ہیں۔ نسخۂ اعجاز کی ترتیب درست ہے۔ اس لئے کہ یہ غزل کا ابتدائی ماخذ ہے۔

۴۲ **غزل** ع عبادت میں زاہد کو مسرور رہنا۔ سرود ۲۳۷، باقیات ۴۲۱، ابتدائی کلام ۲۱۷

مخزن میں اگست ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی۔ گیان چند اور افتخار صدیقی دونوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ یہ غزل ۱۹۰۳ء کی ہے، تاہم "نوادرِ اقبال" کے مرتب نے اسے عروسِ چمن (مرتبہ محمد دین فوق ۱۹۰۱ء) سے ماخوذ بتایا ہے، یہ مجموعہ ہمارے پیشِ نظر نہیں ہے لہٰذا کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ غزل کی اولین اشاعت کا سال (۱۹۰۱ء) درست ہے یا غلط۔ "باقیات" اور "ابتدائی کلام" میں غزل کی ترتیب یکساں ہے تاہم "بیاضِ اعجاز" میں اشعار کی ترتیب مختلف ہے۔ بیاض کی ترتیب یوں ہے۔

شعر	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	
پہلے دو الفاظ	عبادت میں	دمِ آخر بھی	جماعت میں کئے	سکھاتی ہے	تمہیں کیا	عجب شیوہ	کوئی چال	مقدور کو	نہیں عشق	نہ ہو	دکھاوے	نہ میں	وہ سو	تاز

ابتدائی کلام کے مرتب نے تفصیل سے متن کے اختلافات کا ذکر کیا ہے لیکن خود مرتب سے دو تین فاش غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔ جو یہ ہیں:-

شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
شعر ۳	مسرت کی تقسیم ۔۔۔۔	ابتدائی کلام ص ۲۱۹	مقدر کی تقسیم ۔۔۔۔۔	بیاضِ اعجاز + باقیات
مصرع ثانی ۔	نہ مغرور رکھنا نہ مغرور رہنا	،،	نہ معذور رکھنا نہ معذور رہنا	بیاضِ اعجاز [1]
شعر ۔	مرا دور رہنا	۔	۔۔۔۔۔ مجھے دور رہنا	۔۔۔ ،، + باقیات

۴۳ **غزل** ؎ جو مضموں زندگی میں حرفِ موزوں بن کے نکلے ہیں ۔ سرود ص ۲۱۱، باقیات ص ۴۳۶، ابتدائی کلام ص ۲۹۷ ۔ سب سے پہلے یہ غزل "الکشف" سیالکوٹ کے شمارہ اکتوبر ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی ۔ گیان چند نے باقیات کے متن کو "روزگارِ فقیر" کے متن پر ترجیح دی ہے، جو درست نہیں یہی وجہ ہے کہ بعض اغلاط دہرادی گئی ہیں ۔ ہمارے خیال میں "روزگارِ فقیر" کا متن زیادہ قابلِ اعتماد ہے کہ اسے شیخ اعجاز احمد کی بیاض سے اخذ کیا گیا ہے ۔ شعر ۱ اور ۶ کے سلسلے میں "روزگارِ فقیر" کا متن ہی درست سمجھا جائے گا ۔ متن کا ایک اور اختلاف بھی مجموعے میں واقع ہو گیا ہے ۔ شعر ۴ ؎ وہ منسوب لفظ ۔۔ کے دوسرے مصرع میں مرتب لفظ "میری" لکھ گئے ہیں حالانکہ صحیح لفظ "میرے" ہے جس کی تصدیق "بیاضِ اعجاز" سے بھی ہوتی ہے ۔ بیاضِ اعجاز میں اشعار کی ترتیب تمام مجموعوں سے مختلف ہے ۔

۴۴ **غزل** ؎ نظارہ کہکشاں نے مجھ کو عجیب نکتہ یہ کل سجھایا ۔ روزگارِ فقیر ۲۵۷، باقیات ۵۹۸، ابتدائی کلام ۲۹۶ ۔ گیان چند نے قیاساً اسے مارچ / اپریل ۱۹۰۶ء کی غزل قرار دیا ہے ۔ متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں ۔

۴۵ **غزل** ؎ چمن ہے اپنا دلِ داغدار نالوں کا ۔ باقیات ص ۵۸۸، روزگار ص ۲۵۵، ابتدائی کلام ص ۳۰۲ ۔ گیان چند نے اس غزل کا سنہ تصنیف قیاساً ۱۹۰۶ء بتایا ہے ۔ غزل کے تیسرے شعر سے تو یہ معلوم ہوتا ہے جیسے یہ غزل یورپ سے واپس آکر لکھی گئی ہو ۔ تمام ماخذ کا متن "بیاضِ اعجاز" سے یکساں ہے ۔

۴۶ **غزل** ؎ زلفِ دراز حسن پہ یوں طعنہ زن ہوئی ۔ سرود ۲۱۲، باقیات ۵۷۵، ابتدائی کلام کا متن درست ہے، اور اس کی تصدیق "بیاضِ اعجاز" سے ہوتی ہے ۔ اشعار کی صحیح ترتیب یوں ہے

(۱) لاکھوں طرح ۔ ـــــ (۲) زلفِ دراز ـــــ (۳) کیوں وصل ۔ ـــ (۴) حسرت بھری ۔ ـــ ـــ ـــ ۔
(۵) تابِ نظارہ ۔ ـــ ـــ ۔ ـــ (۶) اچھا ہوا ـــــ ـــ (۷) آئینہ رکھو ۔ ـــ ـــ ـــ

۴۷ **غزل** ؎ نظارہ ماہ کا سامانِ بے خودی ہے مجھے ۔ باقیات ۶۰۶، ابتدائی کلام ۳۲۹، روزگارِ فقیر ۲۹۶ ۔ گیان چند نے غزل کے تیسرے شعر کی بنا پر قیاس کیا ہے کہ یہ قیامِ یورپ میں لکھی گئی ۔ قیامِ یورپ کے ابتدائی زمانے میں لکھی گئی ہو تو ممکن ہے لیکن اگست ۱۹۰۷ء کے بعد یہ نہیں لکھی گئی ۔ کیونکہ اس دور کی بیاض میں یہ کلام موجود نہیں ۔
"بیاضِ اعجاز" سے متن اخذ کرتے وقت "روزگارِ فقیر" کے مرتب سے ایک غلطی سرزد ہوئی ہے اور اس غلطی کو دوسرے مرتبین نے بھی دہرایا ہے ۔ شعر ۳ کا مصرع اولیٰ یوں ہے :-
؎ میں اس دیار پہ توجہ کر سکتو، مصرع ۔

[1] گیان چند نے لفظ "مغرور" کے جواز کی جو دلیل دی ہے وہ درست نہیں ۔ نظم کی اصل ترتیب اس طرح ہے کہ یہ شعر، اس شعر ؎ کوئی چال اس خاکساری میں ہو گی ۔ سے پہلے درج ہے جس کا قافیہ مغرور ہے ۔ ایک قافیہ اقبال کے ہاں مسلسل استعمال نہیں ہو سکتا تھا ۔ اس بوندا کو اقبال سے منسوب نہیں کیا جا سکتا ہو کہ ادوار میں تو اقبال اس لڑکا اتنا خیال رکھتے کہ کسی غزل میں ایک قافیہ کو دوبارہ استعمال نہیں کرتے تھے

[متروکات کی وجوہ

دور اوّل کی متروکہ غزلیات کی تعداد سینتالیس[۴۷] ہے جبکہ اس دور کی صرف بیس[۲۰] غزلوں کو ہی بانگ درا میں جگہ ملی۔ اس اعتبار سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ علامہ نے ۱۸۹۳ء تا ۱۹۰۸ء کے عرصہ میں تقریباً ۶۷ غزلیں لکھیں۔ بانگ درا کی اشاعت کے وقت علامہ نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ ان کا اصل میدان غزل نہیں نظم ہے اور یہ کہ غزل میں جس قسم کی شاعری کی جاتی تھی وہ ان کے مستقبل کے ارادوں اور مقاصد سے لگا نہیں کھاتی تھی۔ غزلوں میں جن خیالات کا اظہار کیا جاتا تھا وہ غزل کے روایتی حصار کے اندر محدود تھے۔ علامہ کے پاس ایک پیغام تھا ایک مقصد تھا۔ ملّتِ اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ کا خواب ہی ان کے دنوں اور شبوں کا حاصل تھا۔ شاعری ان کے نزدیک اصلاح اور ابلاغ کا مؤثر ترین ذریعہ تھی۔ سید سلیمان ندوی کے نام ایک خط محررہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۹ء میں علامہ اپنی شاعری کا نصب العین واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"شاعری میں لٹریچر بحیثیت لٹریچر کبھی میرا مطمح نظر نہیں رہا کہ فن کی باریکیوں کی طرف توجہ کرنے کے لئے وقت نہیں۔ مقصود صرف یہ ہے کہ خیالات میں انقلاب پیدا ہو اور بس۔ اس بات کو مدِ نظر رکھ کر جن خیالات کو مفید سمجھتا ہوں ان کو ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ کیا عجب کہ آئندہ نسلیں مجھے شاعر تصوّر نہ کریں۔ اس واسطے کہ آرٹ (فن) غایت درجہ کی جانکاہی چاہتا ہے اور یہ بات موجودہ حالات میں میرے لئے ممکن نہیں۔۔۔۔" [۱]

زیرِ نظر مجموعے کی بعض غزلیات اس قابل نہ تھیں کہ انہیں مستقل مجموعے میں شامل کیا جاتا۔ چنانچہ دورِ اوّل میں نمونے کے طور پر صرف بیس[۲۰] غزلیات کو بانگ درا میں شامل کیا گیا ہے۔ ان شامل کردہ غزلوں میں بھی ایسے متعدد اشعار نکال دیئے گئے جو علامہ کی نظر میں اس قابل نہ تھے کہ مستقل مجموعۂ کلام میں شامل کئے جاتے۔ ان متروکات کا بغور جائزہ لیا جائے تو اس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے کہ علامہ غزل کے لئے کم از کم چار اشعار کو ضروری خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ جس غزل میں انھیں کم از کم چار اشعار بھی اچھے مل سکے ہیں اسے اپنے مجموعے میں شامل کر لیا ہے۔ بانگ درا میں چار[۴] اشعار پر مشتمل دو[۲] غزلیں موجود ہیں۔ علامہ کی متروکہ غزلوں میں یقیناً کسی غزل میں چار یا چار سے زیادہ عمدہ اشعار موجود نہ ہوں گے۔ اسی لئے تو انہیں پوری غزل کو ترک کرنا پڑا۔ ان غزلوں کا مطالعہ اس اصول کی روشنی میں کیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض غزلوں کو رد کرنے کی وجہ صرف یہی تھی۔ تاہم بعض غزلوں کے سلسلے میں یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ بانگ درا کے انتخاب کے وقت یہ غزلیں ان کے ریکارڈ میں موجود ہی نہیں تھیں۔ ان سینتالیس[۴۷] غزلوں کے مآخذ پر نگاہ دوڑائی جائے تو ایک اور دلچسپ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ ان میں چھبیس[۲۶] غزلوں کا اوّلین ماخذ روزگارِ فقیر جلد دوم کا وہ کلام ہے جو شیخ اعجاز احمد کی بیاض سے اخذ کیا گیا ہے۔ ان غزلوں کی کسی رسالے یا اخبار میں اشاعت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ شیخ اعجاز احمد نے ان غزلوں کو علامہ کی میز سے براہِ راست حاصل کر کے نقل کیا ہے۔ ان غزلوں کی عدم اشاعت سے ہمیں ایک اشارہ یہی ملتا ہے کہ اکیس[۲۱] غزلوں کے مقابلے میں چھبیس[۲۶] غزلیں غیر معیاری تھیں۔ اس امر کا بھی قوی امکان موجود ہے کہ بانگِ درا کے لئے انتخاب کرتے وقت یہ غزلیں علامہ کے سامنے موجود ہی نہ ہوں۔ اس بحث کا منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان غزلوں میں تمام اشعار غیر معیاری

[۱] اقبال نامہ حصہ اوّل ص۱۰۸

نہیں تھے ۔ ہر غزل میں دو بعض اشعار ضرور ایسے موجود ہوں گے جو ہر لحاظ سے معیاری کہلائے جانے کے مستحق ہوں گے ۔ ذیل میں ان غزلوں سے چند بہتر معیار اور نسبتاً کم معیار کے اشعار کا انتخاب پیش کیا جاتا ہے تاکہ علامہ کے ردّ و قبول کا کوئی معیار قائم کرنے میں مدد مل سکے ۔

عمدہ اشعار

کیا مزا بلبل کو آیا شیوۂ بیداد کا + ڈھونڈتی پھرتی ہے، اڑ اڑ کر جو گھر صیاد کا
ہوں کبھی اس شاخ پر میں اور کبھی اس شاخ پر + مارے ہیں آخر کو دم آیا مرے صیاد کا
شعلہ رشتی کالو بلی اٹھتی جہاں مجمع الست + دل اسی میخانے کا ٹوٹا ہوا پیمانہ ہے
موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لئے + قطرے جو تھے، مرے عرقِ انفعال کے
حسرت نہیں، کسی کی تمنا نہیں ہوں میں + مجھ کو دکھائیے گا ذرا دیکھو معال کے
کبھی تیرِ جنوں دل میں ترازو ہو ہی جائے گا + کبھی کام آ ہی جائے گا مرے کانٹا بیاباں کا
مضطرب اے دل نہ ہو، وہ جان تو آئے ہیں ابھی + ہم نے نالوں میں چھپا رکھا ہے محشر کا جواب
ہائے کس ناز سے آیا ہے خیالِ جاناں + چمن دل میں مرے بادِ بہار آئی
ذکر کچھ آپ کا بھی ہے ان میں + قبر میں جو سوال ہوتے ہیں

کم معیاری اشعار

ہم موت مانگتے ہیں وہ گھبرائے جاتے ہیں + سمجھے انھوں نے اور ہی معنی وصال کے (۹)
زندگی چار دہاڑے ہے تو اس کی خاطر + بوالہوس ہوگا جو شرمندۂ احساں ہوگا (۸)
روز کہتے تھے، کہیں مرتا نہیں، ہم مر گئے + دے دیا ہے آج آخر تیری مرمر کا جواب (۹)
عجب زندگانی ہے اقبال اپنی + نہ مر جانتے ہیں، نہ جی جانتے ہیں (۱۹)
نئی ہو، پرانی ہو، اقبال کو جی کیا + یہ حضرت تو بس ایک پی جانتے ہیں (۱۹)
پیتے کی کہہ رہا ہوں یاد ہوگی تجھ کو اے واعظ! + وہ خلوت اور اس خلوت میں پھر آں کارِ دیگر بھی (۲۱)
یار جانی کہیں نہیں ملتا + یوں تو ہوتے ہیں یار ہونے کو (۳۲)
جفا جو کہہ دیا میں نے، مگر تم نے برا مانا + خفا کیوں ہو گئے یہ عاشقوں کی بولی ٹھولی ہے (۳۹)
تو نہاں مجھ سے مرے داغِ جگر کی صورت + میں نہاں تجھ سے، ترے موئے کمر کی صورت (۴۰)
ولی بھی، رند بھی، شاعر بھی، کیا نہیں اقبال + حساب ہے کوئی کم بخت کے کمالوں کا (۴۵)

ان اشعار کو پڑھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ پر پیچ گلیوں سے گذر کر شاعری کی اعلیٰ منزل تک پہنچے ۔ اور اس کے لئے انھیں خاصی محنت کرنا پڑی ۔

غزلوں کے متروکات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دور کی شاعری پر پنجابی روزمرہ و محاورے کا خاصا اثر پایا جاتا تھا ۔ تعقیدِ لفظی و معنوی کی مثالیں بھی اس دور کے کلام میں بکثرت مل جاتی ہیں ۔ تشبیہیں، بعض اوقات بہت معیوبی معلوم ہوتی ہیں ۔ کلام کا بیشتر حصہ فصاحت کے درجے سے ساقط معلوم ہوتا ہے ۔ معاملہ بندی کی شاعری داغ کے اثرات کی نشاندہی کرتی ہے لیکن اس میں بعض اوقات سوقیانہ پن پیدا ہو جاتا ہے ۔

بانگِ درا کی غزلوں کے متروکہ اشعار

بانگِ درا کی دورِ اوّل کی بیس ۲۰ غزلیات میں اٹھارہ غزلوں میں سے بعض اشعار منسوخ کر دیئے گئے۔ ان اشعار کی تعداد ۹۳ ہے۔ ان میں اٹھاسی ۸۸ اشعار باقیات کے مختلف مجموعوں میں شامل ہیں جبکہ غیر مدوّن اشعار کی تعداد پانچ ۵ ہے۔ ان غزلوں کے متروکات کی تفصیل درج ذیل ہے۔ غزلوں کے ماخذ کے لیے دیکھئے ضمیمہ ۳

نمبر شمار	غزل کا پہلا مصرع	متروک اشعار کی تعداد	غیر مدوّن متروک اشعار	بانگ درا صفحہ
۱	نہ آتے ہمیں اس میں تکرار کیا تھی	۱۱	-	ص ۹۸
۲	لاؤں وہ تنکے کہیں سے آشیانے کیلئے	۶	-	ص ۹۹
۳	کیا کہوں اپنے چمن سے میں جدا کیوں کر ہوا	۲		ص ۱۰۰
۴	انوکھی وضع ہے سارے زمانے سے نرالے ہیں	۹	۱	ص ۱۰۱
۵	ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی	۷	۱	ص ۱۰۲
۶	کہوں کیا آرزوئے بیدلی مجھ کو کہاں تک ہے	۱۰	-	ص ۱۰۲
۷	جنھیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں	۳	-	ص ۱۰۳
۸	ترے عشق کی انتہا چاہتا ہوں	۹	-	ص ۱۰۵
۹	کشادہ دستِ کرم جب وہ بے نیاز کرے	۵	-	ص ۱۰۶
۱۰	سختیاں کرتا ہوں دل پر غیر سے غافل ہوں میں	۸	-	ص ۱۰۶
۱۱	مجنوں نے شہر چھوڑا، تو صحرا بھی چھوڑ دے	۲	-	ص ۱۰۷
۱۲	زندگی انساں کی اک دم کے سوا کچھ بھی نہیں	-	۱	ص ۱۳۵
۱۳	الٰہی عقلِ خجستہ پے کو ذرا سی دیوانگی سکھا دے	۱	-	ص ۱۳۵
۱۴	زمانہ دیکھے گا جب مرے دل سے محشر اٹھے گا گفتگو کا	۲	-	ص ۱۳۶
۱۵	چمک تیری عیاں بجلی میں آتش میں شرارے میں	۴	-	ص ۱۳۸
۱۶	یوں تو اے بزمِ جہاں دلکش تھے ہنگامے ترے	۲	۲	ص ۱۳۸
۱۷	مثالِ پرتوِ مے طوفِ جام کرتے ہیں	۶	-	ص ۱۳۹
۱۸	زمانہ آیا ہے بے حجابی کا عام دیدارِ یار ہو گا	۱	-	ص ۱۴۰

ذیل میں بانگِ درا میں شامل (۱۹۰۱ء تا ۱۹۰۸ء) کی غزلوں کے متروکات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ متن کے بیشتر اختلافات ڈاکٹر گیان چند نے اپنی کتاب "ابتدائی کلامِ اقبال" میں درج کئے ہیں۔ جن غزلوں کے متروکہ اشعار نہیں ہیں، انھیں نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ یہاں غزلوں کے صرف اہم مآخذ کا ذکر کیا گیا ہے۔ دیگر ماخذ کے لئے دیکھئے ضمیمہ ۳

۱۔ غزل ص ۹۸ مجھ نہ آتے ہمیں اس میں تکرار کیا تھی؟ ۔ مخزن جون ۱۹۰۱ء، ابتدائی کلام ص ۱۱۱، ۳۶۷

اصل میں سترہ اشعار کی غزل تھی جس میں بانگِ درا میں صرف چھ ۶ اشعار شامل کیے گئے۔ سات اشعار سرودِ رفتہ ص ۲۹ اور چار اشعار ص ۱۵۱ پر شائع ہوئے۔

گیان چند نے "ابتدائی کلامِ اقبال" میں اختلافات کا ذکر کیا ہے لیکن ایک شعر کے متن کے ضمن میں ہمیں گیان چند

سے اختلاف ہے۔ متروک اشعار میں پہلے شعر کا مصرع گیان چند نے یوں درج کیا ہے
مصرع کوئی یوں گیا ہے ادہر سے نکل کر ✽ حالانکہ صحیح مصرع یوں ہے
مصرع گیا ہے ادہر سے کوئی یوں نکل کر [1]
علاوہ ازیں گیان چند نے متروک اشعار کی اصل ترتیب کی نشان دہی نہیں کی۔ اشعار کی صحیح ترتیب درج ذیل ہے
شعر ۱۔ گیا ہے ادہر سے .... ۲۔ لیا مغفرت نے ..... ۳۔ چھپائی ہے اے ۴۔ ٹھہر تا ذرا شمع...
۵۔ نہ چھوڑا ... ۶۔ ہزاروں کلیجے کو ___ ۷۔ قفس میں ہے بلبل ۸۔ مرا دل بھی ___
۹۔ ترے ساتھ اڑتی ___ ۱۰۔ یہ وعدہ کسی نے ---- ۱۱۔ کہیں ذکر رہتا ....
غزل طویل تھی۔ متروک اشعار میں تعقید لفظی و معنوی کا عیب موجود تھا چنانچہ انتخاب میں کمزور اشعار کو نکال دیا گیا

۲۔ غزل ص ۹۹ : مصرع لاؤں وہ تنکے کہیں سے آشیانے کے لئے۔ سرود ۱۶۰، باقیات ص ۳۹۱

پنجۂ فولاد ۲۲ جنوری ۱۹۰۱، ابتدائی کلام ص ۱۲۰، ۳۷۱
سرود رفتہ میں غزل کے چھ متروکہ اشعار موجود ہیں۔ غزل کے ابتدائی متن سے معلوم ہوتا ہے کہ غزل کا چوتھا شعر
مصرع دل میں کوئی ___ الخ بانگ درا کی تدوین کے وقت اضافہ کیا گیا

اختلافِ متن

شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۲	نگاہی کو دیکھنا	سرود رفتہ	عالی نگاہی کو دیکھنا	بیاض اعجاز و ابتدائی کلام
۵	رونے کو ہے	رختِ سفر	رونے کے لئے	سرود + بیاض اعجاز

گیان چند نے مندرجہ بالا دو اختلافات کا ذکر نہیں کیا۔ مزید برآں غزل میں اشعار کی اصل ترتیب کی نشاندہی بھی درست نہیں کی۔ پہلا شعر عمدہ ہے۔ دوسرے شعر میں لفظ "تا ڈی" مضمون کی بلندی میں حائل ہوا ہے۔ تیسرے شعر میں لفظ "اپنے" کا استعمال درست نہ تھا۔ چوتھے اور پانچویں شعر میں عجز بیان ہے۔ آخری شعر ہمالیوں کے شخصی حوالے کی وجہ سے شامل نہیں کیا گیا

۳۔ غزل ص ۱۰۰ مصرع کیا کہوں، اپنے چمن سے میں جدا کیوں کر ہوا

ابتدائی کلام ص ۱۹۰، ۳۹۲، سرود ص ۱۶۸، باقیات ص ۹۹
غزل کے بارہ اشعار تھے جن میں دو اشعار کو ترک کر دیا گیا۔ یہ دو اشعار "باقیات" اور "سرود" میں موجود ہیں۔ "سرود رفتہ" میں دو ایسے اشعار بھی شامل کر لیے گئے جو "باقیات" کی ذیل میں نہیں آتے بلکہ بانگ درا میں شامل شعروں کی ابتدائی صورت ہیں۔ متن کا کوئی قابلِ ذکر اختلاف موجود نہیں۔
پہلے شعر ۔ موت کی ظلمت ---- الخ میں ظلمت کا جواز فراہم نہیں کیا جاسکا۔ مزید برآں لفظ "لیکن" دولخت ہو کر "شکستِ ناروا" کا عیب بھی پیدا کر رہا ہے۔ دوسرے شعر میں "ہنسی ٹھٹھے" نے شعریت کو مجروح کیا ہے۔ ویسے بھی کوئی اعلیٰ مضمون پیش نہیں کیا جاسکا۔ یہی نقص ان اشعار کو ترک کرنے کا باعث بنا

۴۔ غزل ص ۱۰۱ مصرع الو کھی وضع ہے سارے زمانے سے نرالے ہیں۔ سرود ص ۱۶۹، باقیات ص ۲۰۵، ابتدائی کلام ۳۷۰/۲۲۰

---

[1] بیاض اعجاز ص ۲۹

غزل میں کل اٹھارہ اشعار تھے۔ جن میں آٹھ اشعار بانگِ درا میں اور نو اشعار سرودِ رفتہ ص۱۶۷ میں موجود ہیں۔
اس غزل کے ایک متروکہ شعر کی نشاندہی اکبر علی خان نے کی ہے۔ وہ شعر یہ ہے
؏ کہیں جائیں تمہارے دشت پیما چھپ نہیں سکتے + خود ان کے نقش پا کہتے ہیں ان تلووں میں چھالے ہیں [ماہِ نو اقبال نمبر]

اختلافِ متن

شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۸	۔۔۔ ماہِ نو ۔۔۔	ابتدائی کلام	ماہِ نو	بیاضِ اعجاز، سرودِ رفتہ
۱۱	۔۔۔ دستور ہی یاں کے	۱۱	دستور ہی واں کے	بیاضِ اعجاز

پہلے پانچ اشعار میں معنوی اعلیٰ نہیں ہے تاہم آخری چار اشعار بندش کے لحاظ سے چست ہیں۔ انہیں ترک کرنے کی بظاہر کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

۵۔ غزل ص۱۰۲ ؏ ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی ۔ ابتدائی کلام ص۷۰۴/۱۴۶، سرود ص۱۹۶، باقیات ص۷۶
بانگِ درا میں اس غزل کے نو اشعار شامل ہیں جبکہ ابتدائی غزل سترہ اشعار پر مشتمل تھی۔ آٹھ اشعار متروکات میں شامل ہیں یہ شعر گیان چند نے جوش ملیسانی کی کتاب 'اقبال کی خامیاں' سے اخذ کیا۔
ے فکرِ معاش، عشقِ بتاں، یادِ رفتگاں + اس مختصر سی عمر میں اب کیا کرے کوئی۔
گیان چند نے متن کے تمام اہم اختلافات کا ذکر ابتدائی کلام ص۱۴۶ پر کر دیا ہے۔ ایک اور اختلاف ہمارے علم میں آیا ہے۔ شعر ۱ میں 'مجھ کو' لکھا ہے جبکہ بیاضِ اعجاز میں 'ہم کو' درج ہے۔
آٹھواں غیر مدون شعر ے فکرِ معاش، عشقِ بتاں ـــ الخ اصل میں سودا کا شعر ہے
مخزن اور بیاضِ اعجاز میں یہ شعر موجود نہیں۔ جوش ملیسانی نے غلط طور پر اسے اقبال سے منسوب کر دیا۔ اشعار میں پنجابی روزمرہ کے اثرات موجود تھے اور پھر معنوی بھی کوئی اتنا بلند تر تھا چنانچہ ان اشعار کو دوسرے اشعار کی نسبت پست سمجھتے ہوئے غزل سے خارج کر دیا۔

۶۔ غزل ص۱۰۲ ؏ کہوں کیا آرزوئے بیدلی مجھ کو کہاں تک ہے ۔ ابتدائی کلام ص۲۲۳، ۲۰۸، سرود ص۱۶۳
باقیات ص۷۷ ۔ ابتدائی غزل کے انیس ۱۹ اشعار تھے۔ بانگِ درا میں صرف نو ۹ اشعار ہیں، دس ۱۰ اشعار متروکہ ہیں۔
سرودِ رفتہ کے مرتب نے ایک شعر ایسا بھی شامل کر لیا ہے جو بانگِ درا میں موجود ہے۔ شعر یہ ہے۔
ے جرس ہوں میں صدا خوابیدہ ۔۔۔۔۔۔ الخ۔ لہٰذا صرف دس اشعار ہی متروک ہیں
"ابتدائی کلام" میں شامل غزل کے شعر ۲ میں قافیہ "تہاں" لکھا ہے۔ صحیح لفظ "کہاں" ہے۔[۱]
مشکل تراکیب نے اشعار کو پیچیدہ بنا دیا تھا چنانچہ انہیں ترک کر دیا گیا

۷۔ غزل ص۱۰۳ ؏ جنہیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں ۔ ابتدائی کلام ص۲۲۳، ۲۰۸، سرود ص۱۶۲
باقیات ص۷۳ ۔ اکیس ۲۱ اشعار کی غزل ہے جس میں تین اشعار متروکہ ہیں جو سرودِ رفتہ اور باقیات میں بھی شامل ہیں۔ متن کا کوئی اختلاف ایسا نہیں جس کا ذکر گیان چند نے نہ کیا ہو۔
"دیکھو پائی، محلِ نظر تھا اور پھر طور کا سبزے کی صورت اُگنا" خلافِ واقعہ تھا۔ ان تناقض کی بنا پر ان اشعار کو غزل سے نکال دیا گیا۔

۱۔ بیاضِ اعجاز، سرود رفتہ ص۱۶۳، ص۷۵

۸۔ غزل ص۱۰۵ مع ترے عشق کی انتہا چاہتا ہوں ۔ ابتدائی کلام ص۱۳۴ ، ۲۳۹ ، سرود ۱۶۱ ،

بانگِ درا میں غزل کے چھ اشعار ہیں جبکہ ابتدائی غزل پندرہ اشعار پر مشتمل تھی ۔ دس اشعار "سرودِ رفتہ" میں موجود ہیں ۔ ایک شعر (مع ۔ ذرا سا تو دل ہوں مگر شوخ اتنا) بانگِ درا میں موجود ہے ۔ اس لحاظ سے اس غزل کے متروکہ اشعار کی تعداد نو ہے ۔

متن کا کوئی نیا اختلاف سامنے نہیں آیا ۔ شعروں میں تخیل کی کمی متروکات کا سبب بنی

۹۔ غزل ص۱۰۶ مع کشادہ دستِ کرم جب وہ بے نیاز کرے ۔ سرود ۱۶۲ ، باقیات ۲۴۴ ،

ابتدائی کلام ص۲۵۰ ، ۱۹۰۴ ۔ ابتدائی غزل کے چودہ اشعار تھے ۔ نو بانگِ درا میں اور پانچ "سرودِ رفتہ" اور "باقیات" میں شامل ہیں ۔ متن کا ایک ہی اختلاف ہے جس کا ذکر گیان چند نے کر دیا ہے ۔

غزل قدرے طویل تھی ، لہٰذا انتخاب ضروری تھا ۔ پانچ اشعار انتخاب کی زد میں آ گئے ۔ متروک اشعار میں شعر ۲ اور ۵ عمدہ تھے لیکن اقبال کے ہاں یہ مضمون کئی اور اشعار میں آ گیا ہے ۔ باقی اشعار رندانہ شوخی کا نتیجہ تھے لہٰذا انہیں ترک کر دیا گیا ۔

۱۰۔ غزل ص۱۰۶ مع سختیاں کرتا ہوں دل پر غیر سے غافل ہوں میں ۔ سرود ۱۵۹ ، باقیات ۱۰۶ ، ابتدائی کلام ۲۶۲ ، ۲۸۲

مکمل غزل ابتدائی کلام میں شائع کی گئی ہے ۔ اس کے چودہ اشعار تھے ۔ بانگِ درا میں چھ اشعار شامل کئے ۔ باقی آٹھ اشعار متروکات میں سے ہیں جو "سرودِ رفتہ" اور "باقیات" میں موجود ہیں ۔ مخزن کا متن مستند ہے ۔

اختلافِ متن

شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۳	تجھ سے پوشیدہ ۔۔۔	ابتدائی کلام	تجھ میں پوشیدہ	بیاضِ اعجاز ، مخزن
۵	دل روزِ الست ۔۔۔	،، + رختِ سفر	دل صبحِ الست	،، + باقیات
۶	مجھ پر آ گرا ۔۔۔۔۔۔	،،	مجھ پر آ کر	،،

متروکہ اشعار کی بندشیں کمزور تھیں ۔ بعض مضامین دوسرے اشعار میں موجود تھے ۔ چنانچہ غزل کے دوسرے اشعار کی نسبت کم تر ہونے کی وجہ سے انہیں بانگِ درا میں شامل نہیں کیا گیا ۔

۱۱۔ غزل ص۱۰۷ مع مجنوں نے شہر چھوڑا تو صحرا بھی چھوڑ دے ۔ سرود ۱۶۰ ، باقیات ۵۱ ، ابتدائی کلام ص۲۸۰ ، ۱۹۰۴

ابتدائی غزل کے چودہ اشعار تھے جن میں سے بانگِ درا کیلئے بارہ اشعار منتخب کئے گئے ۔ دو اشعار متروک ہیں جو سرود میں موجود ہیں ۔ "سرودِ رفتہ" میں اشعار کی ترتیب درست نہیں ۔

ہاں اے شرابِ عشق ۔۔۔ الخ والا شعر غزل میں تیسرے نمبر پر اور میخوار دل پہ ۔۔۔ الخ تیرھویں نمبر پر تھا ۔ "رختِ سفر" ، "ابتدائی کلام اقبال" اور "نوادر" میں اشعار کی ترتیب درست ہے ۔ اشعار میں عامیانہ پن موجود تھا جو متروکات کا سبب بنا ۔

۱۲۔ غزل ص۱۰۵ مع زندگی انسان کی اک دم کے سوا کچھ بھی نہیں ۔ ابتدائی کلام ۲۹۵ ، باقیات ۵۰۲ ۔ بانگِ درا میں اس غزل کے چار اشعار ملتے ہیں ۔ غزل کا صرف ایک شعر متروکہ ہے جو صرف ابتدائی کلام میں ملتا ہے ۔ شعر یہ ہے

آنسوؤں کی سبحہ گردانی سے ہے پیری میں کام + صبح کے دامن میں شبنم کے سوا کچھ بھی نہیں

باقیات ص ۵۲ میں اس غزل کا ایک شعر درج ہے جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ متروکہ ہے حالانکہ یہ
بانگِ درا میں موجود ہے - متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں - متروک شعر میں "سجہ گردانی" کی ترکیب کھٹکتی
ہوگی - شاید اسی وجہ سے اسے اپنے کلام میں شامل نہیں کیا -

۱۳ - غزل ص ۱۳۶ ؎ زمانہ دیکھے گا جب مرے دل سے محشر اٹھے گا گفتگو کا - سرود ۱۵۹، ابتدائی کلام ۲۹۸-۲۵۷

ابتدائی نظم کے تیرہ ۱۳ اشعار تھے - ابتدائی غزل میں ۱۵ اشعار ہیں صرف دو متروکہ ہیں جو "سرود" میں موجود ہیں
متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں - متروک اشعار غزل کے منتخب اشعار کی نسبت اتنے معیاری نہ تھے کہ
بانگِ درا میں شامل کئے جاتے - "تیغ سے غازہ سیکھنا" اور "شمع اشک باری" سے وضو کا سبق سیکھنا،
عامیانہ سی بات تھی - دوسرے شعر میں بھی آدمی کے "سوزنِ رفو" کا منت پذیر ہونا کوئی عمدہ خیال نہیں -
دوسرے اشعار کی نسبت اسے کم تر درجے کا سمجھتے ہوئے ترک کر دیا -

۱۴ - غزل ص ۱۳۵ ؎ الٰہی عقلِ خجستہ پے کو ذرا سی دیوانگی سکھا دے - روزگارِ فقیر ص ۳۰۲، ابتدائی کلام ۲۹۷

ابتدائی غزل سات اشعار پر مشتمل تھی - صرف ایک شعر ترک کیا گیا - متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں - اس غزل
میں وطنیت کی نفی کی گئی ہے اور پہلی دفعہ ملت کی اساس وطن کو نہیں نظریے کو بتایا ہے - متروکہ شعر غزل
کے مجموعی آہنگ سے مختلف تھا - مغلیہ سلطنت کے زوال کو دلّی میں دفن ہونے سے تعبیر کرنا، شاعرانہ
اعتبار سے درست نہیں تھا - یہ غزل قیامِ انگلستان کے زمانے میں لکھی گئی ہے - آخری شعر سے اس کی تائید
ہوتی ہے - متروک شعر بیاضِ اعجاز میں بھی موجود ہے - گیان چند نے اگرچہ متروکہ شعر کو اندازے سے
درج کیا ہے لیکن اس کا مقام و محل درست ہے -

۱۵ - غزل ص ۱۳۸ ؎ چمک تیری عیاں، بجلی میں، آتش میں، شرارے میں - سرود ۱۵۹، باقیات ۵۰

ابتدائی کلام ۲۹۹/۴۳۶ - ابتدائی غزل کے بارہ ۱۲ اشعار تھے جن میں چار شعر ترک کر دیے گئے - یہ شعر سرود اور
باقیات میں موجود ہیں - متن کے اختلاف ابتدائی کلامِ اقبال میں موجود ہیں - گیان چند نے "مخزن" کا شمارہ
دسمبر ۱۹۰۶ء نہیں دیکھا - یہی وجہ ہے کہ وہ غزل کے اشعار کو صحیح ترتیب سے درج نہیں کر سکے - "سرودِ رفتہ" کی
ترتیب درست ہے - متروکہ اشعار اصل غزل میں بالترتیب شعر ۳، ۴، ۵ اور ۱۰ پر تھے - غزل طویل تھی،
اور مذکورہ بالا اشعار معیار کے اعتبار سے پست درجہ تھے - بندشیں چست نہیں تھیں - مفہوم میں بھی ابہام
پایا جاتا تھا، لہٰذا یہ اشعار انتخاب کی زد میں آ گئے -

۱۶ - غزل ص ۱۳۸ ؎ یوں تو اے بزمِ جہاں دلکش تھے ہنگامے ترے - باقیات ص ۵۸۶، ابتدائی کلام ۳۲۲

ابتدائی غزل میں نو ۹ اشعار تھے - بانگِ درا میں پانچ اشعار درج ہیں جبکہ گیان چند نے "ابتدائی کلام" میں سات
اشعار درج کئے ہیں - ان دو متروکہ اشعار کا ماخذ "روزگارِ فقیر" ہے، "روزگارِ فقیر" کے مرتب نے اس کلام کو
شیخ اعجاز کی بیاض سے اخذ کیا ہے - بیاضِ اعجاز میں اس غزل کے نو ۹ اشعار درج تھے، لیکن "روزگارِ فقیر" کے
مرتب نے دو اشعار نظر انداز کر دیے ہیں - یہ دو اشعار بھی اب اس غزل کے متروکات میں شامل
ہوں گے -

۱؎ کیا سناؤں قصۂ بے تابیِ ایامِ ہجر + صبحِ محشر ایک فردا میرے فرداؤں میں تھی
۲؎ اے کلیم ان کو نہ ملنے کی شکایت ہے عبث + کون سی بانکی ادا تیرے تقاضاؤں میں تھی

غزل کے مذکورہ بالا دو غیر مدوّن اشعار اصل غزل میں نمبر ۱ اور نمبر ۳ پر تھے جبکہ "باقیات" میں شامل دیگر دو اشعار ع۲ اور ع۶ پر تھے۔ متروک اشعار میں اقبال نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ جوانی میں ان کی زبردست خواہش تھی کہ وہ مالی لحاظ سے آسودہ زندگی بسر کریں۔ کلام کا انتخاب کرتے وقت اس اعتراف کا پرچار مناسب نہیں سمجھا

۱۷ غزل ص ۱۳۹ یہ مثالِ پرتو مے طوفِ جام کرتے ہیں۔ سرود ۲۵۲، باقیات ۱۵۱، ابتدائی کلام ص ۲۸۹، ۲۳۳

اصل غزل سولہ ۱۶ اشعار پر مشتمل تھی۔ دس ۱۰ اشعار بانگِ درا میں شائع ہوئے ہیں۔ گیان چند نے غزل کے اشعار کو صحیح ترتیب سے درج نہیں کیا۔ متروک اشعار کی ترتیب یہ تھی۔

ہوا جہاں کی ۴، عجب فسانہ ہے ۵، نظارہ لالہ کا ۶، لذتِ سبق ۱۲، جہاں تو ہوتی ہے ۱۳، نہ قدر ہو ۱۵

بیاضِ اعجاز میں متروکہ شعر (ع۵) "عجب فسانہ ہے ۔۔۔ الخ" میں لفظ 'فسانہ' ہے۔ جبکہ باقیات اور "ابتدائی کلام" میں 'تماشا' درج ہے۔ تماشا سننے کی نہیں دیکھنے کی چیز ہے لہٰذا یہاں لفظ 'فسانہ' زیادہ قرینِ قیاس ہے۔ متروکہ اشعار میں سے پانچ "سرود رفتہ" میں موجود ہیں۔ ایک زائد شعر "باقیات" میں موجود ہے۔ اس اعتبار سے اس غزل کے متروکہ اشعار کی تعداد چھے ۶ ہو جاتی ہے۔

۱۸ غزل ص ۱۴۰ - مارچ ۱۹۰۷ء سرود ۱۵۸، ابتدائی کلام ص ۳۱۱، ۲۸۷، باقیات ۹۴

ابتدائی غزل کے اٹھارہ ۱۸ اشعار تھے۔ سترہ ۱۷ بانگِ درا میں شامل کر لیے گئے ایک شعر ترک کر دیا گیا جو سرود میں شامل ہے۔ متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں۔

متروکہ اشعار اقبال کے بعد کے نظریات و خیالات سے ہم آہنگ نہ تھے۔ 'زبان گویا' کا مقام و محل درست نہیں تھا اور پھر 'سکوتِ مزار' کی ترکیب اقبال کے عمومی رجحانات اور خیالات سے ہم آہنگ نہ تھی۔ اس لیے اس شعر کو بانگِ درا میں شامل نہیں کیا۔

غزلوں کا مجموعی جائزہ

۱) دورِ اوّل کی متروکہ غزلوں کی تعداد ۷۴ ہے جن میں ۶۱۴ اشعار ہیں۔ یہ تعداد بانگِ درا میں شامل غزلوں کی تعداد (۲۱) سے دُگنی ہے، جنہیں متداول کلام میں شامل کیا گیا۔ تاہم ان اکیّس[۲۱] غزلوں میں تقریباً ۱۰۶ اشعار ایسے تھے جنہیں قلمزد کر دیا گیا۔ یوں غزلوں کا متروکہ سرمایہ ۵۶۸ اشعار پر مشتمل ہے۔ ان غزلوں کا تنقیدی جائزہ مجموعی حیثیت سے ہی لیا جائے گا۔ دورِ اوّل کی ان ۷۴ متروکہ غزلوں میں چودہ[۱۴] غزلیں ایسی ہیں جن کے اشعار کی تعداد بارہ[۱۲] یا بارہ سے زیادہ ہے۔ بعض غزلیں بیس[۲۰] اور اکیس[۲۱] اشعار کی بھی ہیں۔ اس نوع کی غزلوں کی چند مثالیں۔

برسرِ زینت جو شمعِ محفلِ جانانہ ہے ——— الخ ۱۹ اشعار

تصور بھی جو ہو جاتا ہے تو خالِ روئے جاناں کا ۔۔۔۔ الخ ۲۰ اشعار

صدمے قمری نے کہا تم کو گلِ تر کا جواب ۔۔۔ الخ ۱۴ اشعار

محبت کو دولت بڑی جانتے ہیں ۔۔۔ الخ ۱۴ اشعار

لڑکپن کے ہیں دن صورت کسی کی بھولی بھولی ہے ——— الخ ۲۰ اشعار

تو نہاں مجھ سے مرے داغِ جگر کی صورت ——— الخ ۱۸ اشعار

پاس والوں کو تو آخر دیکھنا ہی تھا مجھے ——— الخ ۲۱ اشعار

جو مضموں زندگی میں حرفِ موزوں بن کے نکلا ہیں ——— الخ ۲۰ اشعار

اس سے دو نتیجے اخذ کئے جا سکتے ہیں۔ اوّل یہ کہ اقبال کو اظہار بیان پر بڑی قدرت حاصل ہے۔ زمین خواہ کیسی ہی ہو، قافیہ چاہے کتنا مشکل کیوں نہ ہو ان کی طبیعت ابرِ گوہر بار ہے کہ اشعار موتیوں کی طرح غزل کی لڑی میں پروئے جا رہے ہیں۔ ان اشعار کو علامہ کی نظموں کے پہلو بہ پہلو رکھ کر دیکھا جائے تو ان کی قادر الکلامی کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ تاہم اس زود گوئی کے نتیجے میں اشعار کا مجموعی معیار ضرور متأثر ہوا ہے۔ بعض اشعار محض قافیہ پیمائی تک محدود ہو کر رہ گئے ہیں۔ دوسرا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اقبال روایت کی پوری پابندی کرتے ہیں۔ اقبال کے زمانے کے بیشتر شعراء طویل اشعار پر مشتمل غزلیں لکھا کرتے تھے۔ اقبال نے ابتداء میں جن دو شاعروں یعنی داغ اور امیر مینائی کا اثر قبول کیا ہے وہ دونوں زود گو تھے۔ امیر مینائی کے دیوان "صنم خانۂ عشق" میں دو غزلے اور سہ غزلے ملتے ہیں اور بعض غزلوں میں بائیس سے بھی زیادہ اشعار ہیں۔

ان غزلوں میں بعض غزلیں یقیناً ایسی ہیں جو متداول کلام میں شامل غزلوں سے معیار میں کسی طرح بھی کم نہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ اپنے پہلے مجموعۂ کلام "بانگِ درا" کے لیے انتخاب کے وقت انہوں نے پہلے سے طے کر رکھا تھا کہ وہ ابتدائی دور کی بہت کم غزلوں کو شامل کریں گے، اس لئے کہ یہ غزلیں روایتی تھیں اور علامہ کی مقصدی شاعری کے مقابلے میں ان کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ اس امر کا بھی امکان ہے کہ اس دور کی کئی غزلیں انتخاب کے وقت ان کے سامنے موجود نہ ہوں۔ بانگِ درا کی غزلوں کے مطالعے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس غزل میں کم از کم چار[۴] اشعار بھی عمدہ نکل سکے ہیں اسے انتخاب میں شامل کیا گیا ہے۔ زیرِ بحث سینتالیس[۴۷] غزلوں میں متعدد غزلوں میں چار یا چار سے زیادہ معیاری اشعار موجود ہیں۔ خاص طور پر درج ذیل غزلیں:۔

۱۔ لاکھوں سرتاج سخن ناظم سخنوراں ہو گا۔
۲ تم آزماؤ ہاں کو زباں سے نکال کے
۳ عاشق دیدار محشر کا تمنائی ہوا
۴ محبت کو دولت بڑی جانتے ہیں
۵ تو نہاں مجھ سے مرے داغ جگر کی صورت
۶ عبادت میں زاہد کو مسرور رہنا
۷ تم نے آغاز محبت میں یہ سوچا ہوگا
۸ یہ جوانی کے ولولے اے دل
۹ بے حجابی بھی ہے تو ایسی ہے
۱۰ جو معنون زندگی میں حرف موزوں بن کے نکلے ہیں
۱۱ لاکھوں کی طرح کے لطف ہیں اس اضطراب میں

ان غزلوں میں چھوٹی بحر میں لکھی ہوئی غزلیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ سادگی اور سلاست ان غزلوں کا ایک امتیازی وصف ہے۔

دور اوّل کی زیر بحث غزلوں میں بعض غزلیں ایسی ہیں جن کے اشعار کی تعداد چار یا اس سے بھی کم ہیں انہیں نامکمل غزلیں ہی کہا جا سکتا ہے۔ بوجوہ انہیں مکمل نہ کیا جا سکا۔ اس دور کی غزلوں میں ایک غزل کا خاص طور پر ذکر کیا جاتا ہے جس کا پہلا مصرع ہے۔ ع کام بلبل نے کیا ہے مانی و بہزاد کا

"صیاد کا" اس غزل کا ردیف ہے لیکن قافیہ موجود نہیں۔ علاوہ ازیں مطلع میں "صیاد" موجود نہیں ہے، بلکہ اس کا قافیہ "بہزاد" موجود ہے۔ قافیے کے قائم مقام جو الفاظ لائے گئے ہیں ان میں بھی تکرار ہے۔ مثلاً دو مسلسل اشعار میں دلِ او اور پھر نگر کے الفاظ کا تکرار ہے۔ بعد کی شاعری میں اقبال نے اس امر کا بطور خاص خیال رکھا ہے کہ کسی غزل یا نظم میں قافیے کی تکرار نہ ہونے پائے۔ اسے اقبال کا "تجربہ" کہنا بھی درست نہیں ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ علامہ نے قافیے کے استعمال میں آزادی کا ثبوت دے کر بڑی جرأت کا مظاہرہ کیا ہے اور روایتی پابندیوں کو توڑنے کی کوشش کی ہے۔ قافیے کے ضمن میں ماہرین فن نے بہت کچھ لکھا ہے۔ ایک وقت میں کلام اقبال پر اس سلسلے میں خاصے اعتراضات بھی کیے گئے ہیں اور بعض اعتراضات کے جوابات بھی اقبال نے دیے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ اس ضمن میں وہ بعض پابندیوں کو ناروا سمجھتے ہیں اور کسی قدر آزادی کے قائل ہیں غزل کا درج ذیل شعر روایت سے انحراف کی عمدہ مثال پیش کرتا ہے۔ یہ شعر اس غزل کا ہے جس کا مطلع یہ ہے

ع تصور بھی جو بندھتا ہے تو خال روئے جاناں کا +

غزل کے قافیے ہیں، ہجراں، بیاباں، افشاں، زنداں، درباں وغیرہ۔ لیکن اس غزل کا یہ شعر ملاحظہ کیجیے

۔ حیا مانع رہی لیکن ادھر جذب محبت کا + کسی نے اٹھ کے آخر روزنِ دیوار سے جھانکا

ان غزلوں کے بیشتر اشعار قافیہ پیمائی کا نمونہ ہیں۔ تعقید لفظی کا عیب کئی اشعار میں پایا جاتا ہے جو ان کے متروک قرار دینے کا سبب بھی بنا ہے۔ اس تعقید کو اقبال کی زود گوئی کا ثمرہ سمجھنا چاہیے ۔

ضد ہے قمری نے کہا تم کو گل تر کا جواب + کہتی ہے بلبل نہیں سرو صنوبر کا جواب

ے لہو کی بوندیاں لالے کی کلیاں بن کے پھوٹی ہے + مگر زیرِ زمیں کھیلی ترے کشتوں نے ہولی ہے

اس عیب کے علاوہ بعض اشعار میں عامیانہ پن بھی ہے۔ یہ عیب غیر فصیح الفاظ کے استعمال سے پیدا ہوا ہے۔ اس دعوے کے ثبوت میں چند اشعار پیش کئے جاتے ہیں۔

ے قمریوں نے باغ میں دیکھا ہے اس خوش قد کو کیا + ہے چھری ان کے لئے پتہ ہر اک شمشاد کا

کام بلبل نے کیا ہے مانی و بہزاد کا + برگِ گل پر اس نے فوٹو لے لیا صیاد کا

روز کہتے تھے کہیں مرتا نہیں ہم مر گئے + دے دیا ہے آج آخر تیری مرمر کا جواب

بڑی عادت ہے یہ ہر روز بگڑ جانے کی + اب تلک آپ کو اے جان نہ یاری آئی

یار جانی کہیں نہیں ملتا + یوں تو ہوتے ہیں یار ہونے کو

اس دور کی غزلوں کو نظموں کے ہم پہلو رکھ کر دیکھا جائے تو ایک نمایاں فرق محسوس ہوتا ہے وہ یہ کہ نظموں کی نسبت غزلوں میں تراکیب کی بھرمار نہیں ہے۔ جو تراکیب موجود ہیں وہ دو لفظی یا سہ لفظی ہیں جو غزل میں ثقالت پیدا کرنے کا موجب نہیں بنتیں۔ ویسے بھی غزل کی زبان اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ مفہوم میں کوئی پیچیدگی نہ ہو اور طرزِ ادا میں سادگی کی روش کو اپنایا جائے۔ اقبال غزل کے اس مزاج سے باخبر ہیں۔ ان غزلوں میں ہمیں "عشق شعلہ رویان ستم گر" کی قسم کی تراکیب کم ہی دکھائی دیتی ہیں تاہم صرف ایک غزل میں کبھی تو شوخی سماعت سے گزر سا ہو گیا میں ایسی ترکیب استعمال کی گئی ہے جس کی مثالیں ابتدائی نظموں میں بہت مل جاتی ہیں۔ اس غزل کا یہ شعر ے

کسی طرح سے مری بام تک رسائی ہو + فغانِ خاک نشینانِ کوئے یار ہوں میں

ان غزلوں میں تین لفظی تراکیب کے اختراع کی بعض خوبصورت مثالیں دیکھنے میں آتی ہیں، مثلاً "رشکِ صد ویرانہ"، "چاکِ دامنِ یوسف"، "پردۂ انوارِ حق"، "داغِ جگرِ گل" وغیرہ۔ تراکیب کے سلسلے میں اقبال کی اختراعات کا ذکر دورِ اول کے کلام کے مجموعی جائزے میں کیا جائے گا۔ یہاں بعض تشبیہات کا ذکر کرنا شاید بے محل نہ ہو۔ اس ضمن میں بھی اقبال نے فن کاری کا ثبوت دیا ہے۔ مثلاً درجِ ذیل اشعار ملاحظہ کیجئے:

ے ہو گیا میری جبیں سے بت پرستی کا ظہور + خطِ پیشانی، رگِ سنگِ درِ مے خانہ ہے

مے پرستی بھی نہاں ہے گردشِ تقدیر میں + خطِ پیشانی مرا گویا خطِ پیمانہ ہے۔

مہر و خورشید و انجم دوڑتے ہیں ساتھ ساتھ اس کے + فلک کیا ہے کسی معشوقِ بے پروا کی ڈولی ہے

بعض تشبیہات شعر کے ابلاغ اور تاثیر میں اضافہ نہیں کرتیں اور کہیں کہیں ایسی تشبیہات بھی استعمال ہوئی ہیں جو ذوقِ سلیم پر گراں گزرتی ہیں۔ مثلاً یہ شعر ملاحظہ ہو ے

تو نہاں مجھ سے مرے داغِ جگر کی صورت + میں نہاں تجھ سے ترے موئے کمر کی صورت

غزلوں میں روایتی مضامین کی بھرمار ہے۔ مجازی عشق کے اشعار بڑی کثرت سے موجود ہیں۔ تاہم ان میں بھی بعض اشعار میں خاصی ندرت ہے۔ اس طرح کے اشعار میں تغزل کی بجائے تفکر کا عنصر غالب ہے جو اقبال کے شعری امکانات کی نشان دہی کرتا ہے۔ مثلاً یہ اشعار ے

تڑپ کے شانِ کریمی نے لے لیا بوسہ + کہا جو سر کو جھکا کر گناہ گار ہوں میں

جیتے جی سر نہ جھکائیں گے کسی کے آگے + مجھ پہ احسان نہ ہو گا تو یہ احساں ہو گا

حسرت نہیں کسی کی تمنا نہیں ہوں میں + مجھ کو نکال دیں گا ذرا دیکھ بھال کے

؎ جستجو اپنی جستجو ہی نہ تھی + ورنہ ڈھونڈیں تو کیا نہیں ملتا
میں تو اس عاشق کے ذوقِ جستجو پر مر مٹا + تا عرفا کعبہ کے جو تیرا تمنائی ہوا
گدا گر ہو اور بال ہوں سر کے لمبے + مسلمان اس کو ولی جانتے ہیں
زندہ کیا جو لب نے تو مارا نگاہ نے + یعنی بقا کے ساتھ ہے قیدِ فنا لگی

بعض اشعار روایتی ہیں اور مجازی عشق کے ترجمان ہیں۔ مثلاً ؎

آدمی کام کا نہیں رہتا + عشق میں یہ بڑی خرابی ہے
عشق کی راہ و رسم الٹی ہے + یاں خموشی زبان ہے گویا
ندامت حضرتِ واعظ کی ہو گی دیدنی قابل + قیامت میں جو سن لی تو نے یارب اپنے جنوں کی
مجھے صیاد تہہِ دام پھڑک جانے دے + میں نہ گلشن میں رہوں گا تو مرے پر ہی سہی

اس طرح کے اشعار میں داغ اور امیر مینائی کا رنگ جھلک رہا ہے۔

؎ حسیں ہم نے دیکھے ہیں دنیا میں لاکھوں + غضب ہے مگر آپ کا سادہ پن بھی
حضرتِ ناصح کو اس محفل میں لے جا کر کہا + ہاں بتا اب میں ہوں دیوانہ کہ دیوانہ ہے تو
کہتے ہیں ہنس کے جائیے ہم سے نہ بولئے + قربان جاؤں طرزِ بیانِ ملال کے

بعض اشعار میں تغزل کی رچی ہوئی کیفیت ملتی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ کیجیے ؎

برا ہو بدگمانی کا اسی پر آنکھ دبتی ہے + نگہباں جانتے ہیں وہ مجھے اپنے نگہباں کا
بگڑے حیانہ شوخیٔ رفتار سے کہیں + چلتے ہیں وہ اپنا دوپٹہ سنبھال کے
جب کہا آپ ستم گر ہیں تو فرماتے ہیں + آپ کہتے ہیں ستم گر تو ستم گر ہی سہی
تم نے سمجھا تو ہے اس گھر کو ہمارا لیکن + اب ہمارا ہے کوئی دن میں تمہارا ہو گا
آئینہ رکھ کے سامنے زلفیں سنبھال تو + تیری بلا سے کوئی رہے پیچ و تاب میں

بحیثیتِ مجموعی اقبال کی غزلیں بیان کی حلاوت، جذبے کی صداقت اور زبان کی لطافت کی وجہ سے ایک مخصوص مقام رکھتی ہیں اور ان کے شعری امکانات کی نشان دہی کرتی ہیں۔

قطعات و رباعیات

قطعات و رباعیات

نمبر شمار	قطعات و رباعیات	تعداد اشعار	
		مدوّن	غیر مدوّن
	قطعات و رباعیات قطعات بسلسلہ کشمیر		
۱	گلستاں میں آ کے اختر مل گئے	۲	-
۲	ظلم سہتے ہیں وطن اپنا نہ جن سے چھٹ سکا	۲	-
۳	موتی عدن سے لعل ہوا ہے یمن سے دور	۲	-
۴	سو تدابیر کی اے قوم یہ ہے اک تدبیر	۲	-
۵	سامنے ایسے گلستاں کے کبھی گر نکلے	۲	-
۶	پنجۂ ظلم و جہالت نے برا حال کیا	۲	-
۷	بت پرستی کو میرے پیشِ نظر لاتی ہے	۲	-
۸	کشمیر کا چمن جو مجھے دلپذیر ہے	۲	-
۹	دیر کی شانِ بقا خطۂ کشمیر میں دیکھو	۲	-
۱۰	ترجمہ از ڈانک :- دل شمعِ صفتِ عشق	۳	-
۱۱	(رباعی) واعظ ترے فلسفے سے ہوں میں حیران	۲	-
۱۲	مدینے کی خاک : قطرے کے منہ سے نام جو تیرا نکل گیا	۲	-
۱۳	صحنِ گلشن سے ہوں گو میں آشیاں برباد دور	۲	-
۱۴	قطعہ - اے کہ تیرے آستانے پر جبیں گستر قمر	۴	-

مقالے میں ان قطعات و رباعیات کے اہم مآخذ کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ مآخذ کی مزید تفصیل ضمیمہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

زیرِ نظر دور (۱۸۹۳ تا ۱۹۰۸ء) میں علامہ نے کچھ قطعات بھی لکھے، ان قطعات کا تحقیقی جائزہ درج ذیل ہے

قطعات بسلسلۂ کشمیر:۔ سرودِ رفتہ ص۲۲۵، ۲۲۵، باقیات ص۱۲ ، ۲۷۰، ابتدائی کلام ص۴۹ ۔

کشمیر کے سلسلے میں لکھے جانے والے ان نو قطعات میں ۱۸ اشعار شامل ہیں۔ ان میں سے ابتدائی آٹھ قطعات کشمیری گزٹ میں ۱۵ ستمبر ۱۹۰۱ء کو شائع ہوئے۔ یہی آٹھ قطعات بیاضِ اعجاز میں بھی موجود ہیں[1] آخری قطعہ "ع دہر کی شانِ بتاخطۂ کشمیر میں دیکھو" سرودِ رفتہ (ص۲۲۵) اور باقیات ص۲۷۰ میں موجود ہے۔ علامہ نے یہ واقعات عالبًا کشمیری مسلمانانِ لاہور کے پہلے جلسے فروری ۱۸۹۶ء میں پڑھے تھے، عبدالقوی دسنوی نے ۱۸۹۷ء کا سنہ دیا ہے لیکن کوئی دلیل نہیں دی[1]۔ گیان چند نے ان قطعات کے سلسلے میں متن کے اختلافات اپنی کتاب "ابتدائی کلام ص۲۷۳" پر دیے ہیں تاہم درج ذیل امور گیان چند کے بیان پر اضافہ ہیں ۔

قطعہ نمبر	مصرع	منقولہ	صحیح متن	سند
۴	در مطلب سے اخوت کی صدف میں پنہاں	ابتدائی کلام ۴۹ ۔ سرود ۲۲۵	۔۔۔ اخوت کے صدف ۔۔۔ ..	بیاضِ اعجاز ص۱۲۳
۹	ذرّے ذرّے سے بپا اک حسن کا طوفان ہوا	ابتدائی کلام ص۵۰	ذرّے ذرّے میں ہے ۔۔	سرود ص۲۲۵

ترجمہ از ڈرمنڈ | باقیات ص۱۹۷، رختِ سفر ص۱۵۶، ابتدائی کلام ص۲۳۴، ۴۱۳

یہ قطعہ سب سے پہلے مخزن جنوری ۱۹۰۴ء میں شائع ہوا۔ مخزن کے مذکورہ شمارے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قطعہ انہوں نے اپنے ایک دوست عبدالغفور کی فرمائش پر لکھا۔ یہ وہی صاحب ہیں جن کی بیاض سے علامہ نے "بانگِ درا" مرتب کرتے وقت استفادہ کیا۔ ڈرمنڈ کون ہیں؟ یہ سوال ہنوز جواب طلب ہے۔ ڈاکٹر اکبر حسین قریشی نے بھی اپنے مقالے "تلمیحات و اشاراتِ اقبال" میں بھی اس نام سے لاعلمی کا اظہار کیا ہے[2]۔ مختلف مآخذ میں متن کے دو اختلافات پائے جاتے ہیں جن کا ذکر گیان چند نے اپنے مجموعے میں کیا ہے[3]

رباعی | ع واعظ ترے فلسفے سے ہوں میں حیران ۔ تبرکاتِ اقبال ص۲۰، ابتدائی کلام ص۲۸۲

ابتدا میں یہ قطعہ زمانہ کی جون ۱۹۰۵ء کی اشاعت میں شائع ہوا۔ "باقیات" کے کسی اور مجموعے میں یہ نہیں ملتی۔ متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں ۔

مدینے کی خاک | باقیات ص۲۷۰، ابتدائی کلام اقبال ص۲۸۸، ۴۳۲، روزگارِ فقیر ص۳۱۱

گیان چند نے اس قطعہ کی تاریخ تصنیف ستمبر ۱۹۰۵ء لکھی ہے[4] اس نظم کا ایک شعر "ع اللہ رے خاکِ پاکِ مدینہ کی آبرو"، انگلستان کے سفر کے دوران ۷ ستمبر ۱۹۰۵ء کو عدن کے پاس سے گزرتے وقت کہا گیا۔ یہ شعر مولوی انشاء اللہ خان کے نام اس خط میں درج ہے جو ۱۲ ستمبر ۱۹۰۵ء کو لکھا گیا[5]

---

[1] اقبال انیسویں صدی میں ص۳۹ [2] تلمیحات و اشاراتِ اقبال ص۱۲۳، ص۵۷

[3] ابتدائی کلام ص۴۱۳ [4] ابتدائی کلام اقبال ص۲۸۸

[5] خطوطِ اقبال ص۹۲

متن کا ایک اختلاف موجود ہے۔ دوسرے شعر کے مصرع اوّل میں گیان چند نے "روزگارِ فقیر" کی تقلید میں "خاص" کا لفظ لکھا ہے اور قیاس کیا ہے کہ "روزگارِ فقیر" کے مرتب نے اسے "بیاضِ اعجاز" سے لیا ہوگا۔ یہ قیاس درست ہے، ایسا کرتے وقت مرتّب نے لفظ 'خاک' کو 'خاص' لکھ دیا اور یہی غلطی گیان چند نے بھی دہرا دی۔ بیاضِ اعجاز میں یہ مصرع یوں درج ہے ع غلطی ہے خاکِ پاکِ مدینہ کی خاک کو

قطعہ ع محنِ گلشن سے یوں گو میں آشیاں برباد دور۔ باقیات ص۹۳، روزگارِ فقیر ص۳۱۱، ابتدائی کلام ص۳۳۳

گیان چند کا خیال ہے کہ دوسرا شعر اقبال کا نہیں بلکہ انہوں نے تضمین کی ہے۔ موصوف پہلے شعر سے یہ نتیجہ بھی اخذ کرتے ہیں کہ یہ شعر قیامِ یورپ کے زمانے میں کہا گیا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ "ابتدائی کلامِ اقبال" میں انھوں نے اس قطعہ کو دسمبر ۱۹۰۶ء کے کلام میں شامل کیا ہے۔ متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں۔

قطعہ ع اے کہ تیرے آستانے پر جبیں گستر قمر۔ باقیات ص۱۹۸، ابتدائی کلام ص۳۲۹

ان سب کا ماخذ عطیہ فیضی کی کتاب "اقبال" ہے، جہاں اس قطعہ کا عکس شائع ہوا ہے قطعہ میں ۹ جون ۱۹۰۸ء کی تاریخ درج ہے۔ متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں۔

بیاضِ اعجاز میں یہ قطعہ ہزہائی نس بیگم صاحبہ کی کتاب "سیرِ یورپ" سے لیا گیا ہے، جہاں بیگم صاحبہ نے لکھا۔

"کئی مہمانوں نے دستخطوں کی کتاب میں اپنے دستخط اور عبارتیں لکھیں۔ مسٹر اقبال نے اس روز یہ شعر فی البدیہہ کہہ کر میری کتاب میں درج کر دیے۔"

متروکات کی وجوہ

(۱) کشمیر کے ضمن میں قطعات نکالنے کے ساتھ ساتھ علامہؒ نے "فلاحِ قوم" جیسی عمدہ نظم بھی اپنے کلام میں شامل نہیں کی۔ یہ اشعار ذہنی ارتقاء کے اس دور کا نمونہ ہیں جب علامہؒ کشمیری برادری کی ترقی کے خواہاں تھے اور محدود تصورِ قومیت رکھتے تھے۔

(۲) "ترجمہ از ٹینی سن" بھی دوسری فرمائشی نظموں کی طرح خارج کر دی۔ اس ترجمے نے اصل خیال کے تأثر کو اجاگر نہیں کیا۔

(۳) رباعی عمدہ ہے، شاید بانگِ درا کی ترتیب کے وقت موجود نہ ہو۔

(۴) ان قطعات کا موضوع بھی ہنگامی نوعیّت کا ہے۔ یہ کلام آفاقی قدروں کا حامل نہ تھا لہٰذا انتخاب کی زد میں آیا اور بانگِ درا میں شائع نہیں کیا جا سکا۔

قطعات و رباعیات کا مجموعی جائزہ

دورِ اوّل میں قطعات و رباعیات کی تعداد چودہ[۱۴] ہے جن میں اشعار کی تعداد ۳۱ ہے۔ ان میں صرف ایک رباعی ہے جس کا پہلا مصرع یہ ہے ؎ واعظ ترے فلسفے سے ہوں میں حیران

ان قطعات میں نو[۹] قطعات کشمیر سے متعلق ہیں جن میں کشمیر کے جنت نظیر ہونے اور اس کی تاریخی حیثیت کا بیان ہے۔ کشمیر سے اپنے آبائی تعلق کو بیان کرتے ہوئے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ انہوں نے اپنے چمن سے دور آشیانہ بنالیا ہے۔ ان قطعات میں کشمیریوں پر غیر مسلم حکمرانوں کے جور و استبداد کا ذکر خاص طور پر ہوا ہے اور اس کی آزادی کی آرزو کی گئی ہے۔ اقبال کے خیال میں کشمیر پر اللہ تعالیٰ کی تجلی کا پرتو ہے اور دلیل یہ دی گئی ہے کہ 'عرش' اور 'کشمیر' کے اعداد برابر ہیں۔ کشمیریوں کی تعلیمی ترقی اور باہمی اتحاد پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔

٭ ترجمہ از ڈائنگ' میں اللہ تعالیٰ کی ہستی پر کامل بھروسے کو ظاہر کیا گیا ہے اور یہ تلقین کی ہے کہ انسان کے ہر کام میں نیک نیتی کا عنصر شامل ہونا چاہیے۔ خیالات علامہ کے اپنے نہیں ہیں تاہم اس ترجمے سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ ادیان کے تقابلی مطالعے سے انہیں خاص دلچسپی تھی۔

'مدینے کی خاک' بہت عمدہ قطعہ ہے، جس میں مدینہ کی عظمت کا ذکر کرتے ہوئے یہ کہا گیا ہے کہ احترامِ رسول ﷺ میں سورج بھی سر کے بل مدینہ سے گزرتا ہے۔ یہ قطعہ اقبال کے عشقِ رسول ﷺ کا مظہر ہے اور اس دور کے عمومی نعتیہ آہنگ سے قریب تر بھی۔

آخری قطعہ ؎ اے کہ تیرے آستانے پر جبیں گستر قمر — فی البدیہہ قطعہ ہے، جو انگلستان کے زمانے میں ۹ جون ۱۹۰۸ء کو عطیہ فیضی کی بڑی بہن نازلی بیگم کی ڈائری میں درج کیا گیا۔ اس میں بعض نادر تشبیہات کے علاوہ یہ خیال بھی پیش کیا گیا ہے کہ 'عطیہ فیضی' اور ان کی بہن کی بدولت ان کے ظلمت خانہ میں روشنی ہی روشنی ہے۔

ہنگامی حالات اور تقاضوں کے تحت لکھے ہوئے یہ قطعات اعلیٰ پائے کی شاعری کا نمونہ نہ سہی، اس دور میں اقبال کے مخصوص رجحانات اور میلانات کا اشاریہ ضرور ہیں۔ ذہنی ارتقا کی مختلف کڑیاں ملانے میں ان کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔

دورِ اوّل کے باقیات کا تنقیدی جائزہ

دورِ اوّل کے کلام کی تفصیل درج ذیل ہے

	تعداد	تعداد اشعار
مکمل نظمیں	۳۳	۱۲۵۹
بانگِ درا کی نظموں کے متروکہ اشعار	-	۲۷۰
مکمل غزلیں	۴۷	۶۶۲
بانگِ درا کی غزلوں کے متروکہ اشعار	-	۱۰۱
قطعات و رباعیات	۱۴	۳۱
کل اشعار		۲۳۲۳

اس دور کے متداول کلام میں اشعار کی تعداد ۱۱۵۵ ہے - اس لحاظ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ۶۹٪ کلام بانگِ درا میں شامل نہیں کیا گیا - گوشوارہ (ضمیمہ ۵) پر یک نظر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں متروکات کا تناسب باقی تمام ادوار سے زیادہ ہے -

باقیات کے تمام ذخیرے میں دورِ اوّل کے متروکہ کلام کی اہمیت سب سے زیادہ ہے - اس لئے اس کلام سے ہمیں اقبال کی ابتدائی شاعری کے بارے میں بعض نئی معلومات حاصل ہوتی ہیں - فکرِ اقبال کے تدریجی ارتقا کے تعین میں اس دور کا کلام ہماری بڑی معاونت کرتا ہے - اقبال کے بعض رجحانات اور میلانات کا صحیح اندازہ اس کلام کو پڑھ کر ہوتا ہے - اس کلام کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں :

اس کلام کے مطالعے سے اقبال کی شخصیت کے بعض گوشے بے نقاب ہوتے ہیں، مثلاً مولوی میر حسن سے علمی اکتساب ؎

مجھے اقبال اس سید کے گھر سے فیض پہنچا ہے + پلے جو اس کے دامن میں وہی کچھ بن کے نکلے ہیں

ایک شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں داغ نے علامہ اقبال کو حیدر آباد آنے کی دعوت دی تھی ؎

یہی ہے جو شوقِ ملاقاتِ حضرت + تو دیکھیں گے اک بار ملکِ دکن بھی

اقبال کی شخصیت کے بعض تضادات کا ذکر بھی اس دور کے کلام میں موجود ہے مثلاً یہ اشعار ؎

کوئی کہتا ہے کہ اقبال ہے صوفی مشرب + کوئی سمجھا ہے کہ شیدائے حسیناں ہوں میں

ولی بھی، رند بھی، شاعر بھی، کیا نہیں اقبال + حساب ہے کوئی کم بخت کے کمالوں کا

اقبال کی نہ پوچھو تلون مزاجیاں + میخانے میں کبھی ہے، کبھی خانقاہ میں

اقبال کا گجرات کے مشاعروں میں جانا، لاہور کے شعراء کا حسد کرنا، ارشد، راقب اور سرکشن پرشاد کا اقبال کی شاعری کو پسند کرنا، ان کا احساسِ تنہائی اور یہ خواہش کہ وہ مالی لحاظ سے آسودہ ہوں، شیخ عطا محمد کے احسانات کا اعتراف اس دور کے کلام میں موجود ہے۔

شاعری کی ابتدا میں بعض شعراء کے اثرات قبول کرنے کے شواہد بھی ملتے ہیں
ان شعراء میں داغ، امیر مینائی، غالب، تسلیم لکھنوی اور نسیم دہلوی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ داغ کے اثرات زبان پر ہیں، نعتیہ شاعری، امیر مینائی کے اثرات کا نتیجہ ہے۔ فارسیت اور تراکیب سازی میں غالب کے اثرات نمایاں ہیں۔ دہلی اور لکھنؤ کے دبستانوں سے الگ رہ کر اپنی حیثیت منوانے کی خواہش تسلیم لکھنوی اور نسیم دہلوی کی تقلید کا نتیجہ ہے۔

؎ اقبال لکھنؤ سے نہ دلّی سے ہے غرض + ہم تو اسیر ہیں خمِ زلفِ کمال کے

بیدل، آتش اور ناسخ کے مطالعہ کے اثرات بھی موجود ہیں۔ ڈپٹی نذیر احمد کا اثر نظم "دین و دنیا" سے واضح ہے، بعض اشعار میں مذہبی اور تقلیدی اعتبار سے اجتہادی تصورات کا پرتو موجود ہے، جنہیں سرسید کا اثر کہا جا سکتا ہے۔ حالی کی شاعری سے بھی اقبال نے اثر قبول کیا ہے۔ نظم 'محنت' اور 'مزدور کا خواب' پر حالی کے اثرات نمایاں ہیں۔ سوامی رام تیرتھ کی صحبتوں اور ہیگل و فلاسفی کے مطالعے کے نتیجے میں اقبال کے ہاں "ویدانتی" رجحانات بھی پیدا ہوئے ہیں۔ اقبال کی وسیع المشربی اور تصورِ خودی کے ڈانڈے بھی سوامی رام تیرتھ کی تعلیمات سے جا ملتے ہیں۔ سوامی رام سعی و عمل پر بہت زور دیتے ہیں[۱] اور وحدت الوجود کا پرچار کرتے ہیں۔ دورِ اوّل کے کلام میں یہ دونوں پہلو موجود ہیں ؎

فکرِ انساں کا ہے تلاشِ کمال + جستجو چاہیے مثالِ قمر
باغِ ہستی میں پریشاں مثلِ بو رہتا ہوں میں + زخمیٔ شمشیرِ ذوقِ جستجو رہتا ہوں میں
؎ مری ہستی نہیں وحدت میں کثرت کا تماشا ہے + کہ خود عاشق ہوں، خود معشوق ہوں، خود دردِ فرقت ہوں

دورِ اوّل کے باقیات کا ایک نمایاں وصف "تفضیلِ علیؓ" کے اشعار ہیں۔ بانگِ درا کی نظم 'زہد اور رندی' میں اقبال نے کسی مولوی کی زبانی اس اعتراض کا ذکر کیا ہے کہ اقبال کی طبیعت میں تشیّع پایا جاتا ہے۔ اس دور کے اشعار کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اعتراض میں خاصا وزن موجود تھا۔ اگرچہ اقبال نے حضرت علیؓ کے ذکر کے ساتھ ساتھ حضرت عمر فاروقؓ اور صدیق اکبرؓ کا ذکر بھی کیا ہے، پھر بھی ان کی حضرت علیؓ سے عقیدت، درجہ انتہا تک پہنچی ہوئی ہے۔ بانگِ درا کے لئے انتخاب کرتے وقت اقبال نے اس نوع کے بیشتر اشعار کلام سے خارج کر دیئے۔ تفضیلِ علیؓ کے ضمن میں چند اشعار ؎

ہوں مریدِ خاندانِ خفتۂ خاکِ نجف + موجِ دریا آپ لے جائے گی ساحل پر مجھے
پوچھتے کیا ہو مذہبِ اقبال + یہ گنہ گار بوترابی ہے
ہمیشہ وردِ زباں ہے علی کا نام اقبال + کہ پیاس روح کی بجھتی ہے اس نگینے سے

حضرت علیؓ اور شہیدانِ کربلا سے عقیدت کے پہلو بہ پہلو 'عشقِ رسولؐ' میں ڈوبے ہوئے اشعار بھی خاصی تعداد میں موجود ہیں۔ عابد علی عابد نے رسولِ پاکؐ، ائمہ اطہار، صحابۂ کرام اور اولیائے کرامؒ سے اقبال کی عقیدت کو یورپ کا فیضان بتایا ہے[۲] جو درست نہیں۔ عابد صاحب کے پیشِ نظر اقبال کا متروکہ کلام نہیں تھا، ورنہ وہ یہ حکم نہ لگاتے۔ اقبال کی نعت گوئی کے بعض محرکات خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

---

[۱] "The law of nature is that you should not stand still, in any position you should go on, march on and on."

[۲] شعرِ اقبال ص ۲۲۹

صوفیانہ ماحول، امیر مینائی اور خاقانی شروانی کے کلام کا مطالعہ، ہر دو شعراء کے ہاں متعدد نعتیہ قصائد ملتے ہیں۔ اس دور کے کلام میں دو مستقل نعتیں بھی ملتی ہیں۔ اس کے لئے کئی نظموں میں نعتیہ اشعار ملتے ہیں، جیسے "فریادِ امت"۔ ؎

یہ گل و گلزار صدقہ، آتیِ یثرب کا ہے + دیکھنا اے باغباں غنچہ نہ مرجھائے کوئی

قابِ قوسین بھی، دعویٰ بھی عبودیت کا + کبھی چلمن کو اٹھانا کبھی پنہاں ہونا

اڑکے اے اقبال سوئے بزمِ یثرب جائے گا + روح کا طائرِ عرب کی شمع کا پروانہ ہے

اقبال نے اپنی خلاقی سے نعت کو بہت وسعت دی اور اسے اظہارِ عقیدت تک ہی محدود نہیں دکھا بلکہ اسے تاریخی واقعات تک پھیلا دیا ہے۔ براہِ راست اندازِ تخاطب سے گریز کرتے ہوئے بالواسطہ اندازِ بیان اپنایا ہے اور یوں نعت گوئی کو نئے امکانات سے روشناس کیا ہے۔

دورِ اوّل کے باقیات میں بعض اشعار سے اقبال کے قادیانی مذہب کے متعلق نقطۂ نظر کی وضاحت ہوتی ہے۔ اقبال کی اوّلین نظم بھی قادیانیت سے متعلق ہے۔ اس نظم سے اس مذہب کے بارے میں اقبال کے حسنِ ظن کا اظہار ضرور ہوتا ہے لیکن یہ یاد رہے کہ یہ نظم ۱۸۹۷ء کی ہے، اس وقت مرزا نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ سیالکوٹ کے حامد شاہ اقبال کو بھی مرزا کی بیعت کرنے کی دعوت دیتے ہیں جس کا جواب علامہ چالیس اشعار پر مشتمل نظم "پیامِ بیعت کے جواب میں" کی صورت میں دیتے ہیں۔ اس نظم کے یہ دو اشعار ملاحظہ ہوں

؎ بھائیوں میں بگاڑ ہو جس سے + اس عبادت کو کیا سراہوں میں

بُت پرستی تو ایک مذہب ہے + کفر غفلت کو جانتا ہوں میں

۱۹۰۲ء کے ایک شعر میں اقبال مرزا کے دعوائے نبوت کو رد کرتے نظر آتے ہیں۔ اس متروکہ شعر سے قادیانیت کے متعلق علامہ کے نقطۂ نظر کی اچھی طرح وضاحت ہو جاتی ہے ؎

اے کہ بعد از تو نبوت شد بہ ہر مفہوم شرک + بزم را روشن ز نورِ شمعِ عرفاں کردۂ

اقبال کے نقطۂ نظر سے اس شرک میں ظلّی یا بروزی ہر طرح کی نبوت آجاتی ہے

زیرِ بحث دور کے کلام میں پنجابی الفاظ اور روزمرہ کا اثر بھی موجود ہے۔ اقبال نے اپنے ایک مضمون "اردو زبان پنجاب میں" یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ جہاں اردو میں بدیسی زبانوں کے الفاظ کا استعمال ہوا ہے، وہاں ہندوستان کی مقامی زبانیں خصوصاً پنجابی زبان کے الفاظ استعمال کرنے کی بھی اجازت ہونی چاہیے۔ اقبال کا دور اس اجتہاد کے لئے موزوں نہ تھا، چنانچہ اقبال کے اس نظریے کو کچھ زیادہ پذیرائی حاصل نہیں ہوئی۔ درج ذیل اشعار میں پنجابی زبان کے اثرات واضح طور پر محسوس کئے جا سکتے ہیں۔

؎ رقص موجوں کا جاکے دیکھیں گے + بھیج دی ہے جہاز کو ساقی

اقبال عشق نے مرے سب بل دیے نکال + مدت سے آرزو تھی کہ سیدھا کرے کوئی

حرم ہم پر کبھی ہوتا ہے جو وہ بت اقبال + حضرت داغ کے اشعار سنا دیتے ہیں

دورِ اوّل کے کلام کا بنیادی وصف "فارسیت" ہے۔ کہیں تضمین کا استعمال کیا ہے تو کہیں فارسی محاورات کا اردو ترجمہ کر دیا ہے۔ بعض اشعار کا ایک مصرع اردو میں اور دوسرا فارسی میں ہے

مثلاً "اشک خوں" کا یہ شعر ملاحظہ کیجئے

ع وکٹوریہ نہ مرد کہ نامِ نکو گذاشت + ہے زندگی ہی جسے پروردگار دے

بعض مصرعے ملے جلے ہیں

ع تیرے ہاتھوں کوئی جوبائے مے تسکیں نہ ہو + ایمن از مارِ زمینِ گلستاں گل چیں نہ ہو

طویل نظموں کے ٹیپ کے کئی اشعار فارسی کے ہیں۔ یہ خصوصیت اقبال کے متداول کلام میں بھی شروع سے لیکر آخر تک پائی جاتی ہے۔ اس رجحان کی ابتداء نالۂ یتیم کے ایک بند کے اس شعر سے ہوتی ہے :

ع دوستی از کس نے بینیم یاراں را چہ شد + دوستی کو آخر آمد، دوستداراں را چہ شد

نظم "خدا حافظ" میں پورا شعر فارسی میں ہے۔ "سپاس جناب امیرؓ" کے نام سے ایک طویل فارسی نظم بھی باقیات میں شامل ہے جو یورپ جانے سے قبل لکھی گئی۔ ان شواہد کی روشنی میں شیخ عبدالقادر کا یہ بیان محلِ نظر ہے کہ اقبال نے قیامِ یورپ کے زمانے میں فارسی اشعار لکھنا شروع کیا تھا[۱]

دورِ اوّل کے کلام کی فارسیّت کی بڑی وجہ اقبال کی تراکیب ہیں۔ تین لفظی اور چار لفظی تراکیب تو بڑی بے تکلفی سے استعمال کرتے ہیں، تاہم پانچ لفظی تراکیب بھی خاصی تعداد میں موجود ہیں۔ بعض مصرعوں میں ایک آدھ لفظ کو چھوڑ کر پورے کا پورا مصرع اضافت کے دھاگے میں پرویا ہوا نظر آتا ہے، مثلاً :

ع اے شمعِ بزمِ ماتمِ سلطانۂ جہاں

ع اے گدائے شعاعِ پرتوِ مہر

ع گریۂ آدم سرشت دودمانِ اہلِ درد

پانچ لفظی تراکیب کی مثالیں :۔ 'اصولِ حق نمائے نفسِ ہستی'، 'بیاضِ ہستیٔ کون و مکاں'، 'دخترِ دوشیزۂ لیل و نہار'، 'وارفتگیٔ شوقِ یارانِ زلیخا'، 'شعاعِ ماہ شبِ اوّلِ طرب'، 'زیب دہ تختِ صوبۂ پنجاب'۔

چار لفظی تراکیب :۔ 'لالہ ہائے شعلہ پوش'، 'منت کشِ چشمِ تماشائی'، 'نشانِ رکوعِ سورۂ نور'، 'منت پذیرِ نالۂ یتیم'، 'سامانِ طرازِ ظلمتِ شب'، 'ممنونِ آبِ دیدۂ گریاں'، 'دوس گاہِ رموزِ وفا'، 'صدائے مرغِ بے ہنگام'۔

تین لفظی تراکیب :۔ 'تلخیٔ اشکِ یتیمی'، 'زیرِ دامانِ افق'، 'خلوت گاہِ مینا'، 'بوستانِ غیرتِ فردوس'، 'خوگرِ ہنگامۂ تقدیر'، 'سرِ دوشِ غبار'، 'خاکسترِ پروانۂ دل'، 'ستم گوشِ باغباں'، 'حیرتِ سوزنِ رفو'، 'مہرِ عالم تاب'، 'تماشہ گاہِ طفلی'، 'خاکِ درِ میخانہ'، 'معجزِ کلکِ تصوّر'، 'سبزۂ مزرعِ نوخیز'۔

اقبال کی ان ترکیبوں پر بیدل اور غالب کے اثرات نمایاں ہیں۔ درج ذیل تراکیب غالب کے اثرات کو ظاہر کرتی ہیں۔

طالعِ وارژوں، نازِ سوزِ دروں، دہ شکر انیز دبے چوں، دل خو کردۂ حسرت وغیرہ

دورِ اوّل کے کلام میں اقبال کے اسلوب کی چند دیگر خصوصیات بھی نمایاں ہو کر ہمارے سامنے آتی ہیں۔ ان میں سب سے نمایاں خصوصیت 'تغزل' ہے۔

---

[۱] دیباچہ بانگِ درا

تغزل محض عاشقانہ جذبات کے اظہار کا نام نہیں ہے بلکہ یہ اسلوبِ بیان کی اس خوبی کا نام ہے جو حُسنِ ادا اور رمز و ایما کی آمیزش سے جنم لیتی ہے اور جس کے نتیجے میں موضوع اور ہیئت کے درمیان ایک خوشگوار قسم کی ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے۔ تغزل کی یہ کیفیت صرف غزل کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ نظموں میں بھی اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہے۔ اقبال کا مزاج بنیادی طور پر غزل کا مزاج ہے لیکن ان کی روح نظم کی ہے ہیئت کے اعتبار سے ان کی نظموں پر غزل کا گمان ہوتا ہے لیکن خیال کا تسلسل انہیں نظم کا پیکر عطا کرتا ہے۔ یوں اقبال کے ہاں نظم اور غزل کے صنفی امتیازات ختم ہو کر رہ جاتے ہیں۔ نظموں کے لئے ترکیب بند کا انتخاب بھی اقبال کے اسی مزاج کی نشان دہی کرتا ہے۔ دوسری طرف "بالِ جبریل" کی بیشتر غزلوں کو موضوع کی یکسانیت کی بنا پر ایک نام (عنوان) دیا جا سکتا ہے۔ یہ اقبال کی خلاقانہ طبیعت کا زبردست ثبوت ہے کہ غزل خیالات کی پابند رہتی ہے لیکن خیال غزل کا پابند نہیں ہوتا۔

باقیات کی روشنی میں اسلوبِ اقبال کا دوسرا نمایاں پہلو، ان کی ڈرامائیت اور خود کلامی ہے۔ ایلیٹ نے اعلیٰ شاعری کی تین بنیادی خصوصیات کا ذکر کیا ہے، "خود کلامی، خطابیہ لہجہ اور ڈرامائیت"۔ اقبال کے ہاں یہ تینوں آوازیں موجود ہیں۔ اقبال اپنی نظموں میں ڈرامائی فضا بندی، اندازِ تخاطب، مکالمے اور کرداروں کی پیکر تراشی کی مدد سے اس کیفیت کو پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اس کیفیت کو پیدا کرنے کے لئے اقبال بعض اوقات دو متضاد کرداروں کو سامنے لاتے ہیں جن کی وجہ سے ان کی سیرتوں کے نقوش کو ابھارا جاتا ہے۔ دورِ اوّل کی نظم "چاند اور شاعر"، "عبداللہ و زبیر" اس نوع کی نظمیں ہیں۔ کہیں مکالمہ نگاری خود کلامی میں بدل جاتی ہے، جو اقبال کے احساسِ تنہائی کی آئینہ دار ہے۔ اقبال کے ہاں حرفِ ندا "اے" کا استعمال بکثرت ہوا ہے جو ان کے خطابیہ لہجے کا آئینہ دار ہے۔

اسلوبِ اقبال کی ایک اور اہم خصوصیت "موسیقیت" ہے۔ متروک کلام میں الفاظ کے انتخاب اور تال میل سے موسیقیت جنم لیتی ہے۔ قافیہ و ردیف اور بعض الفاظ اور حروف کی تکرار بھی اس کیفیت کو ابھارتے نظر آتے ہیں۔ کلامِ اقبال کی یہ بلند آہنگی اقبال کے ہاں ایک نئے صوتی نظام کا پتہ دیتی ہے جس کے سوتے قرآنِ کریم کی بکثرت تلاوت سے پھوٹتے دکھائی دیتے ہیں۔

اقبال کے زیرِ بحث کلام میں "رومانیت" کے عناصر بھی وافر مقدار میں موجود ہیں۔ ان کے ہاں "روایت کا احترام" اور "تجربہ پسندی" ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ ماضی سے پیار کرنا اور اسے یاد کرنا اسی کا نتیجہ ہے۔ دورِ اوّل کے باقیات سے کلامِ اقبال کے بعض فنی پہلوؤں سے متعلق بھی ہماری معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔

اقبال ابتدائے شاعری میں الفاظ کے اندر معانی کی تلاش میں مصروف کار نظر آتے ہیں۔ اس کی خوبصورت مثال اوّلین نظم "سلسلۂ الحدیث" ہے جس میں سعد اللہ لدھیانوی کے اشعار کو موتی کہا ہے لیکن "ی" کے بغیر۔ اقبال کی تاریخ گوئی بھی اسی ذیل میں آتی ہے۔ ان کے ہاں صنائع و بدائع کا استعمال بھی بکثرت ملتا ہے لیکن یہ صنعتیں اتنی بے ساختگی سے برتی گئی ہیں کہ جب تک ان کی طرف خاص طور پر توجہ نہ مبذول کرائی جائے، ان کا احساس ہی نہیں ہوتا مثلاً،

صنعتِ تضاد:۔ ؎ ہم کو اقبال مصیبت میں مزا ملتا ہے + ہم تو اس بات پہ ہنستے ہیں کہ رونا ہوگا
زاہدِ تنگ نظر نے مجھے کافر جانا + اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلمان ہوں میں

؎ آئی ادھر نشاط ادھر غم بھی آگیا + کل عید تھی تو آج محرم بھی آگیا

صنعتِ تجنیس۔ ؎ بڑے کام کی چیز ہے کام کرنا + جہاں کو اسی کام سے رام کرنا

پھر سامنے قطر کے بندھا آس کا سماں + تھی آس، آس پاس گیا یاس کا سماں

صنعتِ قلب۔ میرے رونے پہ ہنس رہا ہے تو + تیرے رونے کو رو رہا ہوں میں

صنعتِ ایہام۔ ہر چیز منع تو ہے مگر اے طبیبِ عشق + لیکن پڑھے جو ضعف تو غش بھی نہ کھائیں ہم

اقبال کے ہاں تضمینات اور تلمیحات کا استعمال بھی بکثرت ہوا ہے۔ تضمین ایک طرف ان کے پسندیدہ شعراء کی نشان دہی کرتی ہیں تو دوسری طرف اقبال کی فکری پرواز کا رخ متعین کرتی ہیں۔ اقبال تضمین کے لئے ایسے اشعار منتخب کرتے ہیں جن میں نکتہ آفرینی اور باریک بینی موجود ہو۔ اقبال کی تلمیحات کا ماخذ قرآن اور تاریخ اسلام ہے۔ یہ تلمیحات اقبال کی شاعری کے مقصد کو آگے بڑھانے میں معاون ہوتی ہیں۔ اقبال خود کہتے ہیں۔

"میری تہذیب مرکب تہذیب ہے۔ اس کی روح عربی ہے مگر اس کا لباس ترک و تاتار، خوالسادو اصفہان نے تیار کیا ہے۔ میں جو اردو لکھتا ہوں وہ میری تہذیب کی نمائندگی کرتی ہے اور میں اس کو چھوڑ نہیں سکتا۔ شانِ جلالت، رعب اور دبدبہ اسکے اوصافِ خاص ہیں۔ میں ہندی سے متاثر نہیں ہوں میرے الفاظ کا ذخیرہ عرب سے اور پھر سمرقند و بخارا سے ماخوذ ہے۔"[1]

اقبال کی تلمیحات اس تہذیب کی مرہونِ منت ہیں۔ دو مثالیں بطورِ خاص درج کی جاتی ہیں۔

؎ سنتا ہوں قصۂ ارنی کوہِ طور پر + کیا جانے کیا سمایا ہے میری نگاہ میں

جواب ملتا ہے لولاک ما عرفناکا + کوئی جو عجز کے دامن کو یاں دراز کرے

دورِ اوّل کے باقیات میں علم بیان سے واقفیت کا وافر شعور موجود ہے۔ اقبال کی تشبیہات رومانی ہیں اور شام اور صبح کے مناظر سے ماخوذ ہیں۔ ان میں جمال آفرینی کا عنصر غالب ہے۔ شاعر لفظوں کے انتخاب میں ذہانت کا ثبوت دیتا ہے۔ شاعر کی تخلیقی فکر کے دھاروں کا رخ متعین کرنے میں ان کا مطالعہ بہت مفید ہو سکتا ہے۔ چند مثالیں۔

؎ گل سے رخساروں پہ قطرے یوں پسینے کے عیاں + جس طرح وقتِ سحر پھولوں پہ شبنم آشکار

اے قمر کیا خامشی افزاء ہے تیری روشنی + رات کے دامن میں گویا ہے سحر سوتی ہوئی

ظلمت جھلک رہی ہو اس طرح چاندنے میں + جوں آنکھ میں سحر کی سرمہ لگا ہوا ہو

ہے رواں نجمِ سحر، جیسے عبادت خانے سے + سب سے پیچھے جائے کوئی عابدِ شب زندہ دار

اقبال کی شعری تاثیر کا راز وہ جمالیاتی ادراک ہے جو زندگی کی راکھ میں چنگاریاں سلگاتا ہے۔ استعارہ اس مقصد کے لئے بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ اسلوبِ اقبال کی بنیاد تشبیہ نہیں استعارہ ہے۔ اس کے ڈانڈے ایک طرف تشبیہہ سے ملتے ہیں تو دوسری طرف علامت سے۔ اس کی وجہ دراصل وہ غزلیہ آہنگ ہے جو اقبال کی شاعری میں رمز و ایما کی کیفیت پیدا کرتا ہے۔

سی ڈے لیوس نے اپنی کتاب 'The Poetic Image' میں استعارے کی تین خصوصیات گنوائی ہیں۔ ندرت، اختصار اور جذباتی اپیل۔ اقبال کے استعارے ان خصوصیات سے متصف ہیں "برہنہ گفتن کو کمالِ گویائی عطا کرنا اقبال کا خاصہ ہے

[1] بحوالہ مسائلِ اقبال ص ۵۶

اور اس میں استعاروں اور علامتوں کا بڑا ہاتھ ہے۔ اقبال کے چند استعارے ملاحظہ کیجیے۔

ع تو وہ مطلع ہے سرِ دیوانِ عالم کے لئے + خامۂ قدرت نے آبِ زر سے لکھا ہے جسے

مل کے رہتی ہیں تہ دامانِ دریا مچھلیاں + یعنی وہ چاندی کے طائر بے پر وبے آشیاں

لیلیٰ معنی کا محمل اس کی نثر دل پذیر + نظم اس کی شاہدِ روزِ ازل کی پردہ دار

اقبال کے کلام میں مثنوی، رباعی، قطعہ، غزل، مسمط، ترکیب بند، مستزاد اور قصیدہ کی اصناف کا استعمال ہوا ہے۔ لیکن ان کی پسندیدہ اصناف غزل، مثنوی، مسدس اور ترکیب بند ہیں۔ غزل کی ہیئت میں لکھی ہوئی نظمیں اشعار کی تعداد کے لحاظ سے زیادہ ہیں۔ ترکیب بند کا استعمال نسبتاً زیادہ ہوا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اقبال کا مزاج غزل سے بہت قریب ہے۔ نالۂ یتیم، ابرِ گہربار اور برگِ گل مسدس کی ہیئت میں ہیں۔ جبکہ اشکِ خوں، یتیم کا خواب اور "اسلامیہ کالج کا خطاب" ترکیب بند میں ہیں۔ اقبال کے بعض ترکیب بندوں میں یہ اہتمام نظر آتا ہے کہ وہ ہر بند میں اشعار کی تعداد برابر رکھتے ہیں۔ مثلاً "اسلامیہ کالج کا خطاب"، جس کے ہر بند میں گیارہ اشعار ہیں۔

نظم "خدا حافظ" اور "میں اور میری قوم" میں نیا تجربہ کیا گیا ہے کہ ترکیب بند کے شروع میں ایک شعر ٹانک دیا گیا ہے جس کا قافیہ دوسرے اشعار سے مختلف ہے۔

باب ۴

دورِ دوم (۱۹۰۹ء تا ۱۹۲۴ء) کے باقیات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

اقبال کا دورِ دوم کا بیشتر کلام باقیات کے مختلف مجموعوں مثلاً سرودِ رفتہ اور باقیاتِ اقبال میں شامل ہے۔ ہمارے نزدیک یہ مدوّن کلام ہے۔ اس دور کا کچھ کلام ایسا بھی ہے جو ابھی تک باقیات کے کسی مجموعے میں نہیں آسکا۔ یہ کلام یا تو غیر مطبوعہ ہے یا کسی نہ کسی کتاب یا رسالے میں شائع ہو چکا ہے۔ لیکن باقیات کے مرتبین کی نگاہوں سے اوجھل رہا ہے۔ تحقیق اور تنقید کی حد تک تو ہم نے علامہ کے تمام متروکہ کلام کا جائزہ لیا ہے تاہم مقالے میں ہم نے صرف غیر مدوّن یا غیر مطبوعہ کلام کو ہی شامل کیا ہے۔ ذیل میں ایسے تمام کلام کی فہرست دی جارہی ہے جو ہمارے مقالے کے موضوع کے دائرہ کار میں آتا ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ اس کلام کو زمانی ترتیب سے درج کیا جائے۔

(ا) مکمل متروکہ نظمیں *

نمبر شمار	نام نظم	غیر مدوّن / غیر مطبوعہ	تعداد اشعار	
			مدوّن	غیر مدوّن
۱	علم	غیر مدوّن	-	۲۰
۲	شکوہ	—	۳۰	۱
۳	ہمارا تاجدار	—	۳	—
۴	نعت:۔ نگاہ عاشق کی	ایک شعر غیر مدوّن	۱۶	۱
۵	پیش کش بہ	—	۱۲	۱
۶	قربانیِ خلیل	غیر مطبوعہ	—	۳۵
۷	نظم بے عنوان:۔ منظورِ شناسیت کا.....	″	—	۹
۸	نظم بے عنوان:۔ کہا یہ ایک...	″	—	۸
۹	نظم بے عنوان:۔ عجیب چیز ہے....	″	—	۳
۱۰	میدانِ جنگ	″	—	۳
۱۱	عبداللہ اور زبیر	″	—	۶
۱۲	نظم بے عنوان:۔ خورشِ غرور سے....	″	۴	—
۱۳	شمشیرِ برطانیہ	غیر مطبوعہ	-	۲۴

نمبر شمار	نام نظم	مدوّن / غیر مدوّن	تعداد اشعار	
			مدوّن	غیر مدوّن تا مجموعہ
۱۴	پنجاب کا جواب	—	۲۷	-
۱۵	ایک ویدِ منتر کا ترجمہ	—	۳	—
۱۶	معراج	—	۱۱	—
۱۷	نوعِ انسان کی محبت	—	۶	—
۱۸	جوہرِ ایمان	—	۹	—
۱۹	خطاب بہ مسلم	—	۶	—
۲۰	نظم بے عنوان:۔ عشقِ صادق ہے...	غیر مدوّن	—	۵
۲۱	کلاہِ لالہ رنگ	—	۱۸	—
۲۲	قصیدہ نواب حیدر آباد	غیر مدوّن	—	۱۲
۲۳	نعت:۔ جبرِ مقربان سرِ گیسوؤں والے آقا	″	—	۱۲
۲۴	دُعا	-	-	-
۲۵	نظم بے عنوان:۔ مژدۂ عزیزوں کو...	—	۲۲	—

* متروک نظموں کے ماخذ کی تفصیل کے لیے دیکھیے ضمیمہ ۴

اقبال کے دورِ دوم کا جائزہ درج ذیل عنوانات کے تحت لیا گیا ہے۔

(ا) مکمل متروکہ نظمیں (ب) بانگِ درا کی نظموں کے متروکہ اشعار (ج) مکمل متروکہ غزلیں
(د) بانگِ درا کے دورِ دوم کی غزلوں کے متروکہ اشعار (ھ) ظریفانہ شاعری (و) قطعات و رباعیات

اس دور کا کلام گیان چند کی کتاب "ابتدائی کلام" میں موجود نہیں ہے۔ کوشش یہ کی گئی ہے کہ اس کلام کا جائزہ زمانی ترتیب سے لیا جائے نظموں کی سنِ تحریر کے متعلق زیادہ تر قیاس سے کام لیا گیا ہے۔ شیخ اعجاز احمد کی بیاض اور اس دور کے کلام کے متعلق علامہ کی قلمی بیاض سے ایک حد تک نظموں کے سنِ تحریر کے متعلق قیاس کیا جا سکتا ہے۔ نظموں کی اوّلین اشاعت کو بھی پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ خوش قسمتی سے ۱۹۰۸ء کے بعد کا کلام علامہ کی قلمی بیاضوں میں موجود ہے جس سے اختلافِ متن کے متعلق حتمی فیصلے کئے جا سکتے ہیں۔ جہاں ضرورت محسوس کی گئی ہے وہاں نظموں کی دیگر اشاعتوں سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

بانگِ درا میں شامل نظموں اور غزلوں کے متروکات کے صرف مآخذ اور تعداد کا ذکر کیا گیا ہے اور بوجہ اختصار ان متروکات کی وجوہ کا تعین نہیں کیا گیا ہے۔ متروکات کے تحقیقی جائزے میں صرف اہم مآخذ کا ذکر کیا گیا ہے۔ باقی ماخذات کا ذکر ضمیمہ (و، ب) میں موجود ہے۔ یہ دونوں اشارے الفبائی ترتیب سے مرتب کئے گئے ہیں۔ ہر نظم کے زمانۂ تصنیف اور پس منظر سے بھی بحث کی گئی ہے۔ اس دور کے صرف غیر مدون یا غیر مطبوعہ باقیات کو ہی ضمیمہ نمبر ا (ب) میں شامل کیا گیا ہے۔ اس ضمیمے میں شامل متروکہ کلام کا وافر حصہ ہماری کوشش کے نتیجے میں منظرِ عام پر آ رہا ہے۔

علم:۔ انوارِ اقبال ص ۳۰۶

تو ہی ہے اے علم ہر جازینۂ بامِ عروج
تیری برکت سے ہوا آفاق میں نامِ عروج

رہنمائے منزلِ مقصد ہے تو سب کے لئے
تو نسیمِ صبح ہے ہر غنچۂ لب کے لئے

تیرے ہی زیرِ قدم ہے خسروی کی افسری
دہر میں قائم ہے تیرے دم سے شانِ قیصری

تیری پابوسی سے پہنچے آدمی افلاک پر
سرکشی تجھ سے گراتی ہے بشر کو خاک پر

کنجِ آسائش میں گنجِ شائگاں تجھ سے ملے
عالمِ فانی میں عمرِ جاوداں تجھ سے ملے

تیرے دم سے نت نئی ایجاد ہے آفاق میں
تیرے ہر جلوے کی ہر دم یاد ہے آفاق میں

خوش نصیبی، شوکت و حشمت ترا انعام ہے
تیرا اک خادم ہے یاں اقبال جس کا نام ہے

اہلِ عالم کے لئے تو مونس و غمخوار ہے
تیری ہی برکت سے یاں ہر اک کا بیڑا پار ہے

تیرا دامن جس نے تھاما وہ ٹھکانے لگ گیا
تیری پابوسی میں پنہاں ہیں رموزِ لا فتیٰ

تو ہے اک شانِ یداللہ خلق کے ہر کام میں
فتح و نصرت ہے تری برکت سے ہر ایام میں

جو ترے باغِ معانی کی ہوا کھاتا نہیں
باغِ عالم میں کبھی نشوونما پاتا نہیں

اے چراغِ بزمِ ہستی محفل آرائے جہاں
تجھ سے روشن ہے بیاضِ ہستیِ کون و مکاں
تو ہے اک شمعِ برادرِ حقیقت کے لئے
اک چراغِ نور ہے اہلِ طریقت کے لئے
امتیازِ نیک و بد تیرے سوا ہوتی نہیں
تجھ سے محکم ہے جہاں میں رشتۂ دنیا و دیں
عاشقانِ حق کو تو ہے دیدۂ عین الیقین
حاشیہ بردار ہیں تیرے جہاں میں ہر کہیں
تجھ سے قائم ہے جہاں میں عزت و شانِ ہنر
وہ شجر ہے تو کہ ہے جس کا بہت میٹھا ثمر
تو ہے کانِ عقل و دانش مخزنِ حکمت ہے تو
زینتِ انساں ہے تو زیور ہے تو عزت ہے تو
پایۂ نازِ سخنور، زینت افزائے سخن
تو ہے تجھ سے ہی فزوں ہے رونقِ ہر انجمن
فی الحقیقت نوعِ انساں کا تو اک استاد ہے
سچ تو یہ ہے تیری برکت سے جہاں آباد ہے

ہر کہ شد شیدائے حسنت عاقل و فرزانہ شد
ہر کس از حکم تو در بزمِ جہاں دیوانہ شد [۱]

؛ یہ نظم "انوارِ اقبال" کے علاوہ کہیں اور نہیں ملی - "انوارِ اقبال" کے مرتب نے یہ نظم کہاں سے حاصل کی؟ اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا تاہم اس نظم کے کلامِ اقبال ہونے پر کوئی شک نہیں کیا جا سکتا۔ نظم کے ساتویں شعر میں اقبال نے اپنا ذکر بھی کیا ہے۔ نظم کے زمانۂ تحریر کے متعلق کوئی داخلی یا خارجی شہادت موجود نہیں ہے۔ نظم کا اسلوب اس کے دورِ دوم کا کلام ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اُنیس (۱۹) اشعار کی اس نظم میں متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں۔ چونکہ یہ نظم باقیات کے کسی باقاعدہ مجموعے میں شامل نہیں لہٰذا ہم نے اسے علامہ کے غیر مدوّن کلام میں شامل کیا ہے۔

اِس نظم میں اقبال کا اصلاحی رنگ نمایاں ہے۔ جسے حالی کا اثر بھی کہا جا سکتا ہے۔ نظم میں فارسی تراکیب کی بھرمار نہیں۔ دورِ اول کی بعض نظموں کی طرح یہ نظم بھی درسی تقاضوں کے تحت لکھی گئی ہے۔

(۲) شکریہ:- سرودِ رفتہ ص ۱۶۹، باقیات ص ۱۹۹، روزگارِ فقیر ص ۲۷۸

مخزن کے شمارہ جون ۱۹۱۰ء میں جب یہ نظم شائع ہوئی تو نظم کے ساتھ علامہ کا اپنا لکھا ہوا وضاحتی نوٹ بھی موجود تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ کشن پرشاد کی نوازشات کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔ جو پرشاد نے اُن پر سفرِ حیدر آباد کے دوران کی تھیں۔ شیخ عبد القادر نے مخزن میں شائع کرتے وقت اس نظم پر طویل نوٹ لکھا تھا۔ اس نظم کے نو اشعار "نویدِ صبح" کے عنوان سے بانگِ درا (ص ۱۵۲) میں شائع ہوئے۔ باقی تیس (۳۰) اشعار متروکہ کلام میں شامل ہیں۔ متن کے اہم اختلافات درج ذیل ہیں۔ سرودِ رفتہ کے مرتب نظم کا بارہواں شعر: ع جس کے بلبل عندلیبِ عقل ...... چھوڑ گئے ہیں۔

قصیدے کے مقطع میں اقبال نے اعتراف کیا ہے کہ وہ شاد کے احسانات کا بدلہ چکا رہے ہیں ورنہ امیروں کی مدح سرائی ان کا شعار نہیں۔ نظم کا اسلوب پرشکوہ ہے اور فارسی تراکیب کی کثرت ہے۔ قصیدہ اسی طرح کی زبان کا تقاضا کرتا ہے۔ متن کے اختلاف درج کیے جاتے ہیں۔

---

[۱] انوارِ اقبال ص ۳۰۱

نمبر شمار	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۲۰	اس کی تقریروں سے روشن	سرودِ رفتہ	... تقریروں سے رنگین ...	بیاضِ اعجاز احمد + بیاضِ بانگِ درا اوّل
۲۸	غنچۂ گل کے لئے ...	سرودِ رفتہ	غنچۂ دل کے لئے ...	بیاضِ بانگِ درا اوّل + مخزن جون ۱۹۰۱ء
۳۵	بے خطا کاری کا ڈر ...	نوادرِ اقبال	ہو خطا کاری ...	بیاضِ بانگِ درا + مخزن
۲۷	خاکساری جو ہر آئینۂ قیمت ہمہ	باقیات	آئینۂ عظمت ...	سرود + بیاضِ بانگِ درا + مخزن

اس نظم کا درج ذیل آخری شعر قلمزد کر دیا گیا تھا ؎

کیوں نہ ہو اس شاہ کو زیبا پر ایسا ہی وزیر ذات ہو جس کی شہنشاہان عالم کا وقار

(۳) **ہمارا تاجدار**:۔ باقیات ص۲۰۶، تبرکات ص۳۹

یہ نظم سب سے پہلے "زمانہ کانپور" کے شاہی نمبر میں دسمبر ۱۹۱۱ء اور صوفی کے شمارہ دسمبر ۱۹۱۱ء میں شائع ہوئی۔ بعد میں جنوری ۱۹۱۲ء میں مخزن میں بھی چھپی۔ اقبال کی قلمی بیاض میں اسے سرے سے شامل ہی نہیں کیا گیا۔ یہ نظم جارج پنجم کی دہلی کے مقام پر تاج پوشی کے موقع پر ہونے والے دربار کی یادگار کے طور پر لکھی گئی۔ نظم کے صرف تین۳ اشعار ہیں۔ سرودِ رفتہ میں یہ نظم موجود ہیں۔ نظم میں متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں۔

(۴) **نعت**:۔ ع نگاہ عاشق کی تاڑ لیتی ہے پردہ میم کو اٹھا کر۔ سرود ص۶۳، رختِ سفر ص۸۶، باقیات ص۱۲۸

یہ نعت کی ۱۰ اپریل ۱۹۱۲ء کی زمیندار کی اشاعت میں شائع ہوئی۔ "سرود" کا متن "باقیات" کی نسبت بہتر ہے۔ جس کی تصدیق شیخ اعجاز احمد کی بیاض سے بھی ہوتی ہے۔ "سرودِ رفتہ" میں جو اغلاط موجود ہیں اُن کا ذکر کیا جاتا ہے۔

شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۵	دیارِ مغرب میں آ ہی پہنچے ...	سرودِ رفتہ	... جا ہی پہنچے	بیاضِ اعجاز
۸	تیرے ثنا گر ...	سرودِ رفتہ + باقیات	۔ ثنا گو ...	بیاضِ اعجاز + رختِ سفر
۱۴	... میری لحد میں شمع ...	سرودِ رفتہ	میری لحد پہ شمع	باقیاتِ اقبال + بیاضِ اعجاز

اس نظم کا ایک شعر کسی مجموعے میں شامل نہیں ہے۔ عبدالقوی دسنوی نے "تلاش و تاثر" ص۱۹۷ پر اسکی نشاندہی کی ہے۔ وہ شعر یہ ہے ؎

اڑا کے لائی ہے اے صبا تو جو بو کسی زلف عنبریں کی
ہمیں سے اچھی نہیں یہ باتیں خدا کی رہ میں بھی کچھ دیا کر [1]

"پردۂ میم" کی مخصوص ترکیب یہاں بھی موجود ہے بعض اشعار بہت عمدہ ہیں مثلاً یہ اشعار ؎

تیرے ثنا گو عروسِ رحمت سے چھیڑ کرتے ہیں روزِ محشر + کہ اس کو پیچھے لگالیا ہے گناہ اپنے دکھا دکھا کر

یہ بے پردہ داری تو بے پردہ در ہے مگر شفاعت کا آسرا ہے + دبک کے محشر میں بیٹھ جاتا ہوں دامنِ تر میں شفیع چھپا کر

۵۔ پیش کش بہ باقیات ۵۲۹، روزگارِ فقیر ص۳۰۹، ابتدائی کلام ص۳۷

نظم کا اولین ماخذ بیاضِ بانگِ درا (اوّل) ہے جہاں اس کا عنوان "Dedication to ......" ہے۔ روزگارِ فقیر کے مرتب "پیش کش بہ ..." کا عنوان درج کرتے ہیں جو علامہ کا تجویز کردہ عنوان نہیں۔ علامہ نے نظم کے انتساب کو پردۂ اخفا میں رکھا ہے۔ بیاضِ اقبال میں یہ نظم "...... کی گود میں بلی دیکھ کر" کے فوراً بعد درج ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ انتساب ایک آسٹریلن خاتون کے نام ہے جس کا نام "فراؤ گوٹسیمن" تھا یہ خاتون رنجیت سنگھ کی پوتی دلیپ بمبا سنگھ کی

[1] "تلاش و تاثر" کا متن درست نہیں۔ صحیح متن کے لیے دیکھیے "معاصرین اقبال کی نظر میں" ص۳۷۹

معیت میں
شالامار باغ کی ایک پارٹی میں علامہ سے ملی تھی[1] شیخ اعجاز احمد نے اپنی بیاض میں اس نظم کا ایک قلم زد شعر "درد کے پانی سے ..... الخ" بھی شامل کیا لیکن ایک ایسا شعر نظر انداز کر گئے جسے علامہ نے قلم زد نہیں کیا تھا۔ چنانچہ اس نظم کا یہی ایک شعر ہے جو ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ شعر یہ ہے ؎

خندہ ہے ہر طلسمِ غنچہ تمہیدِ شکست — تو تبسم سے مری کلیوں کو نا محرم سمجھ

یہ نظم بیاضِ اقبال میں "..... کی گود میں بلی دیکھ کر" کے ساتھ درج ہے لہٰذا ہم نے اسے ۱۹۱۱ء کے زمانے میں لکھی ہوئی نظموں میں شمار کیا ہے۔ گیان چند نے اس نظم کو "ابتدائی کلام" میں ۱۹۰۷ء کی نظموں میں شامل کیا ہے جو درست ہیں۔ متن کے اختلافات درج ذیل ہیں:

شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۳	..... سرسبزی کشتِ سخن	ابتدائی کلام + روزگارِ فقیر + باقیاتِ اقبال	سرسبز یہ کشتِ سخن	بیاضِ اقبال + بیاضِ شیخ اعجاز احمد
۵	ہے ترے دم سے سرور آباد	"	... دم سے سرور آباد	"

یہ نظم ایک مخصوص دور میں اقبال کے ان جذبات کا آئینہ دار ہے جن کے سوتے حسن و عشق سے پھوٹتے ہیں۔ شلاً یہ شعر ملاحظہ کیجئے ؎

ہے ترے نورِ خفی سے محفل افروزی مری + تیرے قدموں پہ تصدق ہے جگر سوزی مری

۶:۔ **قربانیٔ خلیل** بیاض اول ص۲۷

افق پر ہویدا ہوئی شانِ صبح — ہوئے محوِ تسبیح مرغانِ صبح
فلک پر ملائک نے ہو کر بہم — کیا سورۂ نور کو پڑھ کے دم
یہ پڑھتا تھا دشتِ عرب کا سکوت — فسبحان حی الذی لا یموت
اٹھے بزم سے محفل آرائے شب — چھپی اپنے محمل میں لیلائے شب
ستارے مٹے، اوس رونے لگی — زمیں سے بغل گیر ہونے لگی
چھلکتے تھے شبنم سے پھولوں کے جام — مثالِ سکوں تھا ہوا کا خرام

سہانی ہے کیسی سحر کی گھڑی
سحر ہے دعا کے اثر کی گھڑی

وہ معمارِ کعبہ خلیلِ خدا

وہ ہر چشم درخشاں کہ وقتِ مقال — دکھاتی تھی پیغمبری کا جلال
وہ دستِ توانا کہ تھا بت شکن — نمایاں تھے پیری کے اس پر شکن
زباں آشنائے سرودِ نیاز — قدم چومتی تھی قبائے دراز
قدا[illegible] تھا منت پذیر دعا — نگاہوں میں زلفِ شرابِ رضا
وہ رخسار وہ صبح پیری کا نور — چمک جس کی ہو سرمۂ چشمِ طور
خموشی سے پیدا محبت کا سوز — ہوئی جس سے توحید عالم فروز
جبیں پر رہا نور پر تو فگن — ہوا جس سے شعلوں میں پیدا چمن

[1] ذکرِ اقبال ص۹۰

جو ہے خالقِ دہر، اول دہر بھی
جو ہے بحر اور بحر کی لہر بھی
جو کثرت میں آکر بھی تنہا رہا
نہاں ہو کے پردوں میں رہا
رہی یے کلی جس کو سیماب وار
ہلا ہیم احمد میں جس کو قرار
ہوا جسم بے سایہ بن کر عیاں
بنی جس سے خاکِ عرب آسماں
سمایا نہ جو وہم و ادراک میں
درخشاں ہوا شانِ لولاک میں
کہیں اس سے آبادیٔ بزمِ قیس
کہیں خیرہ کرتا ہے چشمِ اویس
کہیں قہرِ فاروق، وعظِ علی
کہیں نعرۂ انتی انتی
عَلَم پر کہیں بن کے چمکا ہلال
جلایا کہیں اس نے رخِ بلال
کہیں طور پر حسن نرانی سے کام
کہیں کوہِ فاراں پہ دیدارِ عام

اسی سے تھا روشن یقینِ خلیل
اسی کی امیں تھی جبینِ خلیل

غرض وہ مسم آسمانِ رضا
رہا دیر تک محوِ ذکرِ خدا
نظر کو اٹھائے سوئے آسماں
ہوا اپنے خیمے کی جانب رواں
یہ کہتا تھا اے خالقِ مہر و ماہ
کرم کی مرے حال پر ہو نگاہ
کھٹکتا تھا دل میں، مگر خارِ فکر
جبیں سے نمایاں تھے آثارِ فکر
رہے دل مرا غیر سے بے خبر
مجھے مستِ صہبائے تسلیم کر
ترے حسن کی آنکھ طالب رہے
محبت ترے دل پہ غالب رہے
فدا نام پر تیرے سر تھے کروں
رہِ منزلِ امتحاں طے کروں
ضعیفی میں تجھ سے نہ ہوں شرمسار
قدم ہو تری راہ میں استوار
یونہی محوِ ذکرِ خدا آگیا
قریبِ درِ خیمۂ ہاجرا

پکارا کھڑے ہو کے اے اسمٰعیل
ذبیحِ خدا، نورِ چشمِ خلیل

اس غیر مطبوعہ نظم کا واحد ماخذ علامہ اقبال کی وہ بیاض ہے جس کا تعارف ہم نے "بیاضِ اوّل" کے نام سے کرایا ہے۔ بیاض میں اس نظم کے مقام و محل سے اس کا زمانۂ تصنیف ۱۹۱۱ء متعین کیا گیا ہے۔ اس نظم کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ کے سامنے ایک طویل نظم لکھنے کا منصوبہ تھا لیکن وہ اس کے پینتیس[۳۵] اشعار ہی لکھ سکے۔

یہ نظم مثنوی کے انداز میں لکھی گئی ہے۔ اقبال غالباً ابراہیم خلیل اللہ سے شہدائے کربلا تک کے واقعات کو طویل نظم کی صورت میں پیش کرنا چاہتے تھے لیکن بوجوہ اس نظم کو مکمل نہیں کر سکے۔ نظم میں نورِ محمدی کو کائنات کے مختلف مظاہر میں شناخت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہیں یہ قہرِ فاروق میں دکھائی دیتا ہے اور کہیں اس کا جلوہ وعظِ علیؓ کی صورت میں نمایاں ہوتا ہے۔

۱۔ اس مصرعے کی ابتدائی صورت یہ تھی کہ وہ محوِ خوردِ جہانِ رضا۔

۷۔ نظم بے عنوان : بیاض، متفرق

منظور شکایت کا نرالا مجھے ڈھب ہے
شوخی مری ایسی ہے کہ مسجودِ ادب ہے

ڈر ایسا ہے اقبال کو اصنامِ حسن کا
گلشن میں سمیٹے ہوئے دامانِ طلب ہے

سچ وہ ہے نہ بولیں تو خدا ہوتا ہے ناخوش
بولیں تو غضب یہ ہے کہ بندوں کا غضب ہے

مسجد سے سوئے چرچ گریزاں ہے دل اپنا
شاید یہ کسی مِس کی محبت کا سبب ہے

دل صورتِ آئینہ مصفّا ہوں تو کیا خوب
لاہور کی بستی کو یہ پیغام طلب ہے

پیغام کا مفہوم تو آساں ہے سمجھنا
پر اس کو مسلمان نہ سمجھیں تو غضب ہے

دکھلا بھی دیے آنکھ کو یورپ کے تماشے
کم بخت کو پھر بھی ہوسِ مُلکِ عرب ہے

اس صدر سے ہو فخر نہ اسلام کو کیوں کر
یہ فقر وہی فخرِ شہنشاہِ عرب ہے

اس بزم میں اللہ کی باتیں کرو اقبال
یہ لیگ کا جلسہ ہے، یہ اسلام کلب ہے۔

نظم ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ آخری شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شاید لیگ کے کسی جلسے کے لیے فی البدیہہ لکھی گئی۔ اس نظم میں بعض اشعار قابلِ توجہ ہیں۔ مثلاً

سچ وہ ہے نہ بولیں تو خدا ہوتا ہے ناخوش   بولیں تو غضب یہ ہے کہ بندوں کا غضب ہے۔

۸۔ نظم بے عنوان : بیاضِ دوم ص ۳۰

کہا یہ ایک مرے مہرباں نے کل مجھ سے
پلٹ گئے ہیں خیالات ہر مسلماں کے

غضب کیا ہے زمیندار کے ایڈیٹر نے
سکھائے قطرے کو انداز اس نے طوفاں کے

کمال گو اسے لیڈر گری میں ہے لیکن
شراب پیتے ہیں لیڈر ظفر علی خاں کے

یہ عرض میں نے کیا آپ کو شکایت کیا
کہ لیڈر آپ کے عامل ہیں حکمِ قرآں کے

شعار ان کا وہی جو شعارِ ملّت ہے
زباں کے سچے ہیں پکّے ہیں عہد و پیماں کے

نشانِ سجدہ سے ہے گل [عجیب] ان کی جبیں
گواہ ہیں یہ ولیکن سرشتِ انساں کے

فروغِ مے سے نہیں چہرہ آشنا ان کا
دلوں میں رکھتے ہیں روشن چراغ ایماں کے

یہ سن کے بولے مرے مہرباں جزاک اللہ
- - - - - - - - -

نظم غیر مطبوعہ ہے۔ بیاض میں ان اشعار کی نشست سے زمانۂ تحریر کے متعلق قیاس کیا جا سکتا ہے۔

۹۔ نظم بے عنوان : بیاضِ دوم ص ۳۰

عجیب چیز ہے مغرب کی زندگی جس سے
دماغ ہوتا ہے، دل آشنا نہیں ہوتا

ہزاروں دوست ہیں پر اس طرح سے جیتا ہوں
جہاں میں جیسے کوئی آشنا نہیں ہوتا

نماز پڑھتا ہوں اور بے نماز ہوں اقبال
یہ فرض وہ ہے کہ مجھ سے ادا نہیں ہوتا

ناممکل نظم کے یہ تین اشعار بھی غیر مطبوعہ ہیں - ان اشعار میں ذاتی حالات و احساسات کی ہلکی سی جھلک موجود ہے۔

(۱۰) **میدانِ جنگ** بیاضِ سوم ص ۲۱

ہر ذات کا نتیجی تھی پسِ پردۂ وفات — ڈرنے لگے مشیمۂ قدرت میں ممکنات
برہم ہوئے تو لعدِ ترکیبِ سالمات — نکلے نتیجہ کیا نہ رہے جب مقدسات

گردوں سمٹ کے نقطۂ موہوم ہو گیا
موجود ایک آن میں معدوم ہو گیا

یہ نظم بھی بظاہر ناممکل سی نظر آتی ہے۔ اور ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ نظم کی لسّت سے اس کا زمانہ تصنیف ۱۹۱۴ء متعین کیا گیا ہے۔ اس امر کا امکان بھی موجود ہے کہ یہ نظم کسی اور نظم کا حصہ ہو۔

(۱۱) **عبداللہ و زبیر** بیاضِ سوم ص ۱۹

زبیر: میداں میں جوانانِ حجازی ہیں صف آرا ....الخ
پیرو تری تدبیر کی تقدیر نہیں کیا — تو قلبِ کلیسا کے لئے تیر نہیں کیا
تو صاحبِ شمشیرِ جہانگیر نہیں کیا — تو خوگرِ ہنگامۂ تکبیر نہیں کیا

کیا تجھ سے سپہ عہدِ وفا توڑ گئی ہے
خیموں کی حفاظت کے لئے چھوڑ گئی ہے

عبداللہ: ہے اے زبیر تیری سلامت بجا درست — سمجھا ہے تو نے مجھ کو [ ] کارواں میں سست
بے شک بعید ہے یہ مسلماں کی شان سے — میداں میں آئے اور ڈرے امتحان سے

دنیا میں اس کی چشمِ فسوں گر کی دھاک ہے
ہر شاہزادہ اس کے لئے سینہ چاک ہے

"میدان جنگ" کی طرح یہ نظم بھی غیر مطبوعہ ہے اور ناممکل معلوم ہوتی ہے۔ لعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نظم ۱۹۱۴ء کی تصنیف ہے۔ نظم اسلوب کے اعتبار سے دورِ اوّل کی نظم "چاند اور شاعر" سے مماثلت رکھتی ہے۔ نظم میں سوال وجواب کا انداز اختیار کیا گیا ہے۔

(۱۲) **نظم بے عنوان:** ع جوش نمود سے ہوا حسن بہار بے حجاب ؛ چار اشعار کی اس نظم کا زمانۂ تصنیف ۱۹۱۵ء ہے - نظم "روزگارِ فقیر" جلد دوم اور اقبال کی قلمی بیاض اوّل میں موجود ہے۔ یہ نظم شیخ اعجاز احمد کی بیاض میں بھی پائی جاتی ہے۔

(۱۳) **شمشیر برطانیہ:** بیاضِ اعجاز ص ۲۴۵ ؛ نظم کا واحد ماخذ شیخ اعجاز احمد کی بیاض ہے۔ تعجب ہے کہ "روزگارِ فقیر" کے مرتب نے اسے اپنے مجموعے میں شامل نہیں کیا۔ غالباً مرتب مذکور کے نزدیک اس کی اشاعت سے علامہ کے وقار کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہوگا - آٹھ بندوں کی اس نظم میں ۲۴ اشعار ہیں۔ نظم جنگ عظیم اوّل کے دوران میں لکھی گئی - راقم نے اس کا زمانۂ تصنیف ۱۹۱۵ء متعین کیا ہے - یہ افواجِ انگلستان کا ایک طرح سے قصیدہ ہے - اس نظم کو غیر مطبوعہ نظموں میں شمار کیا گیا ہے

شمشیرِ برطانیہ (بتقریبِ فتح پارڈے برگ)

اے دمِ شمشیرِ انگلستان تجھے صد مرحبا
ہیں ترے خم میں نہاں صد حلقۂ دامِ فنا

تیرا جوہر "انا الغیر" کی دیتا ہے صدا
زیب دیتا ہے اگر کہیے تجھے کشور کشا

اے تفِ قہرِ الٰہی ؛ موت کا ارماں ہے تو.
جوشِ سودائے عدو کے واسطے درماں ہے تو

تیری تیزی کی ہے مُلّاحانِ اندلس کو خبر
لے گئی دہشتِ اجل میں جن کو تو بن کر خضر

جب پڑی بوتا پہ تیری چشمِ جوہر کی نظر
چبھ گئی دل میں تڑپ کر مثلِ نوکِ نیشتر

تجھ کو گرمانے سے پہلے کچھ کروگر پوچھتا:
سبزۂ میدانِ واٹرلو سے جا کر پوچھتا

صورتِ خورشیدِ خاور آتشِ سوزاں ہے تو
برق صورت اوجِ استقلال پر خنداں ہے تو

یوں نکلتی ہے کہ گویا موت کا ارماں ہے تو
قطرۂ خونِ عداوت سے گہر افشاں ہے تو

دیدۂ ہمت میں تو مثلِ مہِ امید ہے.
ہر چمک تیری دلیلِ آمدِ صد عید ہے

کہہ رہا ہے خاکِ افریقہ کا ہر ذرہ ابھی
فتح ایسی دیدۂ خورشید نے دیکھی نہ تھی.

خرمنِ دشمن پہ تو بجلی کی صورت جا پڑی
مرغِ جاں کو مرغِ بسمل کی طرح تڑپا گئی

دیدۂ عالم پہ جوہر آشکارا ہے ترا.
گرمیٔ شورِ قیامت اک شرارا ہے ترا

موجِ اعدا کی ہوا ہو کر پریشاں ہو گئی
صبر کی صورت یہ جمعیت گریزاں ہو گئی.

فتح پہ تیری ہلال آسا درخشاں ہو گئی
شام بھی اپنی مثالِ صبحِ خنداں ہو گئی.

خرمنِ آرامِ اعدا کو جلا کر چھوڑنا.
اس مہِ نو کو مہِ کامل بنا کر چھوڑنا.

شاہدِ مقصد کے جوبن پر ابھار آنے کو ہے
شیشۂ جانِ رقیباں پر غبار آنے کو ہے

از پئے تسلیم ہر شہر و دیار آنے کو ہے
یہ ترشح ہے ابھی ابرِ بہار آنے کو ہے

خود بخود جنباں ہے لب اپنا مبارک باد پر:
دل اچھلتا ہے خوشی سے غیر کی افتاد پر

فوجِ اعدا میں بپا ہنگامۂ محشر رہے
تیرا ہر جوہر شرابِ موت کا ساغر رہے

تیرا رتبہ تیغِ ماہِ نو سے بالاتر رہے
بن کے زردی مہر ترا رخسارِ دشمن پر رہے.

خم رہے دشمن کی گردن تیرے خم کے سامنے۔
اور رہیں بدخواہ بے دم تیرے دم کے سامنے

واسطے تیرے بنے ہر سنگِ راہ سنگِ فساں
خونِ ہر دشمن کا رشکِ موجۂ سیلِ رواں

روشناسِ آسماں ہوں فتح و نصرت کے نشاں
دے ترنم کی صدا ہر بلبلِ ہندوستاں

پہلوئے دشمن میں دل لذتِ کشِ صد چاک ہو.
نام انگلستان کا بالاتر از افلاک ہو

نظم میں "نپولین بونا پارٹ" کا ذکر ہے۔ 'کروگر' ایک جرنیل کا نام ہے۔ نظم میں موجود "واٹرلو"
کا لفظ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کا موضوع برطانیہ کی وہ جنگ ہے جو نپولین بونا پارٹ کے ساتھ لڑی
گئی تھی۔ واٹرلو کی جنگ ۱۸ جون ۱۸۱۵ء کو لڑی گئی تھی*۔ ممکن ہے ۱۹۱۵ء میں انگریزوں کی طرف سے
اس جنگ میں فتح کی خوشی میں صد سالہ برسی منائی گئی ہو۔ قرین قیاس ہے کہ کسی ایسی ہی تقریب
میں علامہ اقبال سے اس امر کی فرمائش کی گئی ہو کہ وہ اس تاریخی جنگ کی یاد میں منعقد ہونے
والی تقریب میں نظم پڑھیں۔ اس صورت میں نظم کا زمانۂ تصنیف جون/جولائی ۱۹۱۵ء قرار پاتا ہے۔

نظم ایک طرح انگریزوں کا قصیدہ ہے جسے وقتی مصلحتوں اور تقاضوں کے تحت لکھا گیا ہے۔
یہی وجہ ہے کہ اس کا اندازِ بیان پرشکوہ ہے۔ نظم میں اقبال کا میلان ترکیب بند کے بجائے مسدس کی طرف
ہو گیا ہے۔

۱۴) پنجاب کا جواب :- سرودِ رفتہ ص۵۵، باقیاتِ اقبال ص۲۰۶، تبرکاتِ اقبال ص۲۸

سب سے پہلے وکیل امرتسر میں ۱۱ مئی ۱۹۱۸ء کو شائع ہوئی۔ یہ نظم پنجاب کے گورنر مائیکل اوڈوائر کی
فرمائش پر لکھی گئی تھی۔ گورنر موصوف نے نواب ذوالفقار علی خان کے ذریعے کہلوایا تھا[1]۔ علامہ نے یہ نظم
مئی ۱۹۱۸ء کو ہونے والے دربار میں یونیورسٹی ہال لاہور میں پڑھی تھی۔ متن کے نمایاں اختلافات درج ذیل ہیں[2]:-

شعر نمبر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
بند نمبر۲ شعر نمبر۲	سرمایۂ سفر	تبرکاتِ اقبال	سرمایۂ ظفر	سرود رفتہ + بیاض اعجاز
بند نمبر۳ شعر نمبر۲	..... کاروبارِ اتم	"	کاروبارِ امم	"
بند نمبر۵ شعر نمبر۲	..... جنگاہ میں ہے مرد	"	..... میں ہیں مرد	"

جنگ میں بھرتی کے لیے لوگوں کو آمادہ کرنے کی غرض سے انگریزوں کی سرپرستی میں مشاعرے ہوتے تھے۔
یہ نظم اسی طرح کے ایک مشاعرے کے لیے لکھی گئی۔ ویسے تو نظم کے تمام اشعار فنی لحاظ سے عمدہ ہیں لیکن یہ اشعار
خصوصیت سے بہت عمدہ ہیں اور موثر بھی ہے

ہندوستاں کی تیغ ہے فتاحِ ہشت باب — خوں خوار، لالہ بار، جگر دار، برق تاب
بے باک، تابناک، گہر پاک، بے حجاب — دل بند، ارجمند، سحر خند، سیم ناب

یہ تیغ دل نواز اگر بے نیام ہو
دشمن کا سر ہو اور نہ سودائے خام ہو۔

(۱۵) وید منتر کا ترجمہ :- باقیات اقبال ص۲۲۱، روزگار فقیر ص۳۱۸ :- یہ الترو وید، سوکت ۱۷
اور منتر ۱۶ کا ترجمہ ہے[3]۔ یہ نظم سب سے پہلے رسالہ زمانہ کانپور میں اپریل ۱۹۱۹ء میں
"محبت کا شرر" کے عنوان سے شائع ہوئی۔ علامہ کی قلمی بیاض میں بھی یہ موجود ہے۔ متن کا کوئی اختلاف نہیں۔

یہ نظم ظاہر کرتی ہے کہ اقبال پر ویدانتی فلسفے کے اثرات دوسرے دور میں بھی موجود ہیں۔ نظم کا بنیادی
موضوع "محبت اور بے خوفی" ہے۔ اقبال کے غیر متداول کلام میں اس موضوع پر متعدد اشعار موجود ہیں یہ
اشعار نظم کا مرکزی خیال پیش کرتے ہیں۔

"ورق الٹیے"

[1] مظلوم اقبال ص۱۲۱۔ [2] [3] دیکھیے اگلا صفحہ۔ * Acedmic American Encyclopaedia p. 65

روشن میرے سینے میں محبت کا شرر ہو　　دل خوف سے آزاد ہو بے باک نظر ہو۔

(۱۶) معراج :- باقیاتِ ص۲۲۷، سرودِ رفتہ ص۶۳، نظم کا سنہ تصنیف ۱۹۱۹ء ہے۔ یہ سب سے پہلے کشمیری میگزین کی اشاعت ۲۱ جنوری ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی۔ بعد میں نومبر ۱۹۱۹ء میں اسے ماہنامہ "العزیز" بٹالہ نے بھی شائع کیا۔ اختلافِ متن درج ذیل ہیں:

شعر نمبر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۵	اک جست ہی میں طے ہیں	سرودِ رفتہ	اک جست ہی میں طے	باقیاتِ اقبال طبع سوم
۶	روح الامیں بھی شوق سے	"	. . . . شوق میں	نوادرِ اقبال + جہانِ اقبال

نعتیہ نظم ہے۔ حضورؐ کا معراج اس کا بنیادی خیال ہے۔ پورے سفر کی روداد موثر انداز میں پیش کی گئی ہے۔ درج ذیل دو اشعار نظم کا حاصل ہیں۔

اک جست ہی میں طے ہیں دو عالم کی وسعتیں　　اور رشتۂ زمان و مکاں کٹ گیا ہے آج۔

یہ رات وہ ہے جس پہ کرے رشک دِن کا نور　　سایہ ہر ایک سایۂ بالِ ھما ہے آج۔

(۱۷) نوعِ انساں کی محبت :- باقیات ص۵۲۷، روزگارِ فقیر ص۳۱۷، ابتدائی کلام ص۲۷۵

نظم کا اولین ماخذ شیخ اعجاز احمد کی بیاض ہے۔ گیان چند نے اسے اپنی کتاب "ابتدائی کلامِ اقبال" میں ۱۹۰۸ سے قبل کے کلام میں شامل کیا ہے جو درست نہیں۔ بیاضِ اعجاز میں اس نظم . . . پر ۱۹۲۰ کا سنہ درج ہے۔ نظم کے مندرجہ بالا تمام ماخذ میں متن کا کوئی اختلاف دیکھنے میں نہیں آیا۔

(۱۸) جوہرِ ایماں :- سرودِ رفتہ ص۴۲، باقیاتِ اقبال ص۲۳۶، نوادرِ اقبال ص۴۲۔ نظم کے سنہ تصنیف کا صحیح علم نہیں۔ ہم نے اس نظم کے اسلوب کی وجہ سے اسے ۱۹۲۰ء کا کلام قرار دیا ہے "سرودِ رفتہ" میں نظم کا پانچواں شعر مکمل نہیں دیا گیا۔ اس کا دوسرا مصرع یہ تھا:

جوشِ توحید سے ہر قطرے کو طوفاں کردے

متن کا اختلاف درج ذیل ہے:

شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۸	تری تسخیر تو ابلیس کو سوزاں کردے	سرودِ رفتہ	تیری تسخیر تو ابلیس کو لرزاں کردے	باقیات طبع سوم + نوادر

سلاست کے اعتبار سے یہ عمدہ نظم ہے۔ اسے متداول کلام سے خارج کرنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ خودی کا مضمون غالباً پہلی بار اس نظم میں پیش ہوا ہے۔ ؎

پردۂ جہل اٹھا اپنی خودی سے غافل　　اس کی پوشیدہ خدائی کو نمایاں کردے

بقیہ حاشیہ۔ [سابقہ صفحہ]

۷ یہ درست نہیں کہ علامہ نے یہ نظم ۱۵ دسمبر ۱۹۱۸ء کو پڑھی جیسا کہ حنیف شاہد نے اپنی کتاب "مفکرِ پاکستان" میں ص۲۲ پر لکھا ہے۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۱۸ء والے مشاعرے میں علامہ نے "شعاعِ آفتاب" کے چند شعر پڑھے تھے۔

۸ اس اشلوک کا ترجمہ یہ ہے: "ہمیں نہ دوستوں سے خوف ہو نہ دشمنوں سے، نہ ہم رشتہ داروں سے ڈریں نہ کسی غیر سے داب کھائیں۔ نہ ہمیں دن میں کچھ دھڑکا رہے نہ رات کو، کاش سب جہات میری دوست ہوجائیں" [بحوالہ محبِ وطن اقبال ص۴۲]

(۱۹) خطاب بہ مُسلم :۔ سرودِ رفتہ ص۶۵ ، باقیاتِ اقبال ص۲۳۲ ، نوادرِ اقبال ص۲۷ :۔ اس نظم کو بھی اندازے سے یہاں رکھ دیا گیا ہے۔ صحیح سنہ تصنیف کا علم نہیں۔ چھ اشعار کی اس نظم میں متن کے اختلافات درج ذیل ہیں:

سند	صحیح متن	مشمولہ	غلط متن	شعر
سرود + باقیات	اپنی قسمت کا یہاں آپ ہی مختار ہے تو	نوادرِ اقبال	اپنی قوت کا یہاں آپ ہی پہلا دیے تو	۱
سرود + باقیات	.... تو سنگ بھی تجھ سے بہتر	نوادرِ اقبال	ہو یقیں مردہ تو سنگ تجھ سے بہتر ہے ہزار	۵

یہ نظم غزل کے انداز میں لکھی گئی ہے۔ ایک آدھ شعر کے علاوہ بیشتر اشعار معیاری ہیں۔ مسلمانوں کو توحیدِ خالص کی طرف لانے اور ان میں یقینِ کامل پیدا کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

(۲۰) نظم بے عنوان: (غیر مدوّن)

عشقِ صادق ہے مجھے ترکی و ایران کے ساتھ — دل کے ہمراہ یہ ہے، وہ ہے مری جاں کے ساتھ
ہند میں دور کی نسبت ہے مرا کو سے مجھے — سلسلہ ملتا ہے اس کا عربستان کے ساتھ
وقعتِ خاص ہے کابل کی بھی میرے دل میں — رشتہ مذہب کا ہے وابستہ ہر افغان کے ساتھ
جو مسلمان ہے دنیا میں مرا بھائی ہے — میں مسلمان ہوں کہتا ہوں یہ ایمان کے ساتھ
بول بالا رہے اسلام کا دنیا میں صدا — وعظ توحید و رسالت کا ہو قرآن کے ساتھ

یہ نظم ہنوز غیر مدوّن ہے۔ اور اسے ایک قلمی بیاض سے اخذ کر کے اکبر علی خان نے ماہِ نو اقبال ۷۷ء میں (ص۳۴۴) شائع کیا ہے۔ پانچ اشعار کی یہ نظم اپنے مضمون کے لحاظ سے اقبال کے مخصوص رنگ کی حامل ہے۔

(۲۱) کلاہِ لالہ رنگ :۔ نظم کا واحد ماخذ باقیاتِ اقبال طبع سوم ص۲۳۰ ہے۔ اس کا سنہ تصنیف ۱۹۲۲ء کا قریبی زمانہ ہے۔ نظم کی اوّلین اشاعت کا علم تو نہیں تاہم اس کا ایک شعر "خضر راہ" میں موجود ہے جو ۱۹۲۲ء میں انجمن کی اسٹیج پر پڑھی گئی۔ شاید اس نظم کا محرک ترکوں کی وہ تحریک ہے جس میں قومی لباس کو ترک کرنے پر زور دیا گیا تھا۔ نظم کے متن میں کوئی اختلاف موجود نہیں۔

(۲۲) قصیدہ نواب حیدر آباد :۔ بارہ اشعار کا یہ قصیدہ حیدر آباد (انڈیا) آرکائیوز کے پرانے ریکارڈ سے سید شکیل احمد نے دریافت کیا۔ اس نظم کے ہمراہ ایک خط بھی تھا جو انجمن حمایت اسلام کے سیکرٹری حاجی شمس الدین کی امداد کی نسبت نواب حیدر آباد کو لکھا گیا تھا۔ اس عرضی پر علامہ اقبال کے علاوہ سر فضل حسین، سر ذوالفقار علی اور علامہ کے دستخط تھے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ نظم ۲۸ شوال ۱۳۴۱ھ (مطابق ۱۳ جون ۱۹۲۲ء) کو لکھی گئی۔ اس سے متاثر ہو کر نواب صاحب نے حاجی شمس الدین کا سو روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر کیا تھا۔[1] یہ قصیدہ ابھی تک غیر مدوّن ہے اور علامہ کے متروکہ کلام کے ضمن میں ایک نئی دریافت ہے۔ ذیل میں یہ قصیدہ درج کیا جاتا ہے۔

---

[1] اقبال ریویو (حیدر آباد: انڈیا) اپریل-جون ۱۹۸۴ء ص۶۵

ایک دن ناکام رہ کر محنتِ جانکاہ میں — محو تھا میں شکوہ ہائے قسمتِ کوتاہ میں
ناگہاں آئی دکن سے اک صدائے جاں فزا — جس نے کچھ تسکین بخشی اندوہِ جانکاہ میں
چارہ عیسیٰ نفس ہے گوش بر آوازِ درد — کام کیا شور و فغاں کا عہدِ آصف جاہ میں
دورِ عثمانی میں فریادِ گدا ہے باریاب — بلکہ تر منعم سے گوشِ التفاتِ شاہ میں
کاوشِ جاں کا سکوں اس محشرِ آفات میں — ہے اگر ممکن کہیں تو ظلِ ظلُ اللہ میں
اس کی چشمِ فیض میں یکساں ہیں پنجاب و دکن — فرقِ قرب و بعد کیا جود و کرم کی راہ میں
آبیاری اس کی ہے سرسبزیٔ کشتِ امید — قدردانی ثمرہ نخلِ کوششِ جانکاہ میں
اس کی بزمِ مملکت میں ہے بہ کیفِ جام جب — خلق اسے محبوب وہ محبوب خلق اللہ میں
اس کے حاجت مند کو کیا حاجتِ طولِ سخن — ہے اثر طومار کا جب قصۂ کوتاہ میں
ہیں فلک کی انجمن میں جب تک انجم محوِ رقص — اور باقی ہے ضیاء فانوسِ مہر و ماہ میں
تیرا طالع ساطع و لامع رہے خورشید وار — یوں ہی ضو گستر رہے گردونِ بخت و جاہ میں
باغِ عالم میں گلِ اقبال مشک افشاں رہے — خار کی مانند کھٹکے دیدۂ بدخواہ میں

یہ قصیدہ ایک مصلحت کے تحت لکھا گیا ہے یہ دو اشعار قصیدے کا حاصل ہیں۔

اس کی چشمِ فیض میں یکساں ہیں پنجاب و دکن — فرقِ قرب و بعد کیا جود و کرم کی راہ میں
باغِ عالم میں گلِ اقبال مشک افشاں رہے — خار کی مانند کھٹکے دیدۂ بدخواہ میں

(۱۴۳) نعت :-

تیرے قربان میرے گیسوؤں والے آقا — اب تو بردِ یمنی رخ سے ہٹا لے آقا
بے کسوں اور غریبوں کی دعا لے آقا — نکل آ لے کے ملائک کے رسالے آقا

جلوہ افروز ہو یوں حیرتِ دوراں ہو کر
کفر بھی سجدہ میں جھک جائے مسلماں ہو کر

آنے والے عجب انداز عجب شان سے آ — نئے اعجاز دکھا اور نئے سامان سے آ
شام سے جلوہ نما ہو کے خراساں سے آ — آ خدا کے لئے آ اب کسی عنوان سے آ

بکُشا پردۂ رخسار بصد ناز بیا
در لباسِ بشری جانبِ ما باز بیا

ناز چاہیئے

ہاتھ میں تیغ بھی ہو رایتِ اسلام بھی ہو — جسم پر جامۂ نوری بھی ہو احرام بھی ہو
آبِ کوثر بھی تیرے ساتھ ہو اور جام بھی ہو — تشنہ لب روس بھی ہو چین بھی ہو شام بھی ہو

سب کہیں واہ رے ذی شانِ رسالت تیری
ہم کہیں واہ رے اسلام صداقت تیری

تو بھی ہو ساتھ تیرے حلقۂ اصحاب بھی ہو — یعنی انجم بھی ہوں اور جلوۂ مہتاب بھی ہو
فوجِ عشاق ہو ہنگامۂ احباب بھی ہو — پیچھے پیچھے تیری امت بصد آداب بھی ہو

کلمۂ طیبہ سے کون و مکاں گونج اٹھے
اشہد ان محمد سے جہاں گونج اٹھے

یہ نعت ہنوز غیر مدون ہے۔ یعنی

باقیات کے کسی مجموعے میں شامل نہیں۔ چار بندوں پر مشتمل یہ نظم چودھری نور احمد انور کی تالیف "خزینۂ رحمت" میں شامل ہے [۱] کتاب کی اشاعت ۱۹۲۴ء میں ہوئی۔ نظم پر مصنف کے طور پر اقبال کا نام درج ہے اور نام کے ساتھ "سر" کا خطاب درج ہے۔ علامہ کو "سر" کا خطاب یکم جنوری ۱۹۲۳ء کو ملا تھا [۲] لہٰذا یہ نعت ۱۹۲۳ء یا ۱۹۲۴ء میں لکھی گئی۔ نظم کا اسلوب بھی پختگی کے دور کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

مسدس کے رنگ میں لکھی ہوئی اس نظم میں مسلمانوں کو جذبۂ جہاد پر آمادہ کرنے اور احیائے اسلام کے لیے جدو جہد کرنے کی ترغیب دی ہے۔ نظم مکمل نہیں ہے اس لیے بھرپور تاثر پیدا نہیں کر سکی

زبینی

(۲۴) **دعا:** یہ نظم مولوی حافظ سید جلال الدین احمد جعفری زبینی کی کتاب "نظم ملت" میں شامل ہے [۳] کتاب پر سنہ اشاعت درج نہیں ہے۔ بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب ۱۹۲۴ء کے لگ بھگ شائع ہوئی۔ کتاب میں نظم "دعا" کو علامہ اقبال سے منسوب کیا گیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نظم پر اقبال کے "شکوہ" اور "جواب شکوہ" کا اثر موجود ہے لیکن یہ علامہ سے غلط طور پر منسوب ہوگئی ہے۔ اصل میں اس کے مصنف آغا حشر کاشمیری ہیں [۴] یوں ایسی نظموں کی تعداد جو علامہ سے غلط طور پر منسوب ہوگئی ہیں، چار ہو جاتی ہے۔

(۲۵) **نظم بے عنوان:** باقیاتِ اقبال طبع سوم ص ۵۳۲، روزگارِ فقیر ص ۳۲۸؛ باقیات کا ماخذ روزگارِ فقیر ہے۔ اس مجموعے کے مرتب فقیر سید وحید الدین نے یہ نظم شیخ اعجاز احمد کی بیاض سے اخذ کی ہے۔ مذکورہ بیاض میں یہ نظم ص ۳۵۶ پر موجود ہے۔ نظم کی پختگی کے پیش نظر اس کلام کو ۱۹۲۳ء کے کلام کے ساتھ رکھا گیا ہے۔ باقیاتِ اقبال کے مرتب نے نقل کرتے ہوئے ایک غلطی کی ہے۔ موصوف، چھٹے شعر میں لفظ "بڑا" لکھ گئے ہیں۔ حالانکہ یہ لفظ "بڑا" ہے۔ ساتواں شعر چونکہ "روزگارِ فقیر" میں نامکمل درج ہوا ہے۔ لہٰذا اسے شامل نہیں کیا گیا۔ اسی طرح باقیات کے مرتب نے دوسرے بند کے دسویں شعر میں "صورتِ بہار" لکھا ہے حالانکہ شیخ اعجاز کی بیاض کے مطابق صحیح ترکیب "صورتِ شرار" ہے۔ روزگارِ فقیر کا متن بیاض کے مطابق ہے۔ تاہم اس کے مرتب نے پہلے بند کا آخری شعر درست طور پر نقل نہیں کیا۔ بیاضِ اعجاز میں مذکورہ شعر کا دوسرا مصرع یوں درج ہے ؎

تشنۂ سرِ راہے کہ داشتم دارم

---

[۱] بہ اہتمام لالہ فتح چند صاحب، بی۔ اے۔ لکشمی آرٹ اسٹیم پریس سنہ اشاعت ۱۹۲۴ء
اس نعت کی طرف توجہ حضور کے رشید اختر اور محمد نعیم مغل نے دلائی۔ جس کے لیے مقالہ نگار دونوں حضرات کا شکر گزار ہے۔

[۲] مکتوب بنام گرامی ص ۱۸۷ (۷ جنوری ۱۹۲۳ء)

[۳] شائع کردہ مطبع انوار احمدی، الٰہ آباد

[۴] تجلیاتِ حشر، سید محمد طفیل احمد بدر امروہوی۔

ترکِ کلام کی وجوہ

زیرِ نظر دور کے کلام کو ترک کرنے کے اسباب بھی وہی ہیں جن کا ذکر دورِ اوّل میں ہوا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں ادوار کے کلام پر نظرِ ثانی کا عمل ایک ہی وقت یعنی ۱۹۲۴ء کو انجام کو پہنچا۔ نجی نوعیت کی تمام نظمیں کلام سے خارج کر دی گئیں یا ایسی نظمیں جن میں وقتی تحریکات کے زیرِ اثر عقیدے کا رنگ آ گیا تھا۔ ان نظموں میں "شکریہ" "ہمارا تاجدار" "شمشیرِ برطانیہ" "پنجاب کا جواب" اور "قصیدہ نواب حیدر آباد" خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ "شکریہ" کے اشعار کشن پرشاد کی ان نوازشات کا جواب تھا جو موصوف نے علامہ اقبال کے سفرِ حیدر آباد کے ضمن میں ان پر کی تھیں۔ "ہمارا تاجدار" "پنجاب کا جواب" دونوں فرمائشی نظمیں تھیں اور بعض وقتی مصلحتوں اور ہنگامی تحریکات کے زیرِ اثر لکھی گئی تھیں۔ "شمشیرِ برطانیہ" میں بھی جنگِ عظیم اوّل میں برطانوی فتوحات پر اظہارِ مسرت کیا گیا تھا۔ "قصیدہ نواب حیدر آباد" انجمن حمایتِ اسلام کے ایک پُرجوش اور مخلص سیکرٹری شمس الحسن کی امداد کے لئے لکھا گیا تھا۔ ظاہر ہے اس طرح کا کلام مستقل مجموعۂ کلام میں جگہ پانے کے لائق نہ تھا۔

بعض نظمیں نامکمل ہونے کی وجہ سے وحدتِ تاثر کی حامل نہ تھیں۔ چونکہ غیر مدوّن کلام بہت زیادہ تھا اور نامکمل نظمیں مکمل کرنے کی انہیں فرصت نہ تھی۔ لہٰذا انہوں نے کڑے انتخاب سے کام لیا۔ اِن نظموں میں بیشتر منظومات وہ ہیں جو ہنوز غیر مطبوعہ ہیں۔ ان نظموں میں "قربانیِ خلیل" "میدانِ جنگ" اور "عبداللہ اور زبیرؓ" خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ان میں وہ نظمیں بھی شامل ہیں جو بلا عنوان ہیں اور اس جائزے میں نمبر ۷، ۸، ۹، ۱۲، ۲۰ اور ۲۲ کے تحت شامل ہیں۔ ان نظموں کے اکثر اشعار فکری اور فنی لحاظ سے علامہ کے متداول کلام کے ہم پلہ ہیں، لیکن نامکمل ہونے کی وجہ سے وحدتِ تاثر کے حامل نہیں، ایسے کلام کا کڑے انتخاب میں آنا لابدی تھا۔ نظم "علم" فکری و فنی لحاظ سے ایک عمدہ نظم ہے۔ اس کا واحد ماخذ بشیر احمد ڈار کا مرتبہ مجموعۂ مکاتیب "انوارِ اقبال" ہے۔ مرتب نے کہیں بھی اپنے ماخذ کی طرف اشارہ نہیں کیا۔ اس امر کا قوی امکان موجود ہے کہ یہ نظم نصابی ضرورتوں کے تحت فرمائشی طور پر لکھی گئی ہو۔ علامہ نے اس نوع کی بیشتر نظموں کو اپنے کلام میں شامل ہی نہیں کیا۔ یہ نظم اوّلاً کس نصابی کتاب میں شائع ہوئی تھی؟ یہ امر ابھی تحقیق طلب ہے۔ اس امر کا امکان موجود ہے کہ ۱۹۲۳ء میں بانگِ درا کے کلام کی تدوین کے وقت یہ نظم ان کے پیشِ نظر ہی نہ ہو۔

زیرِ نظر دور کے کلام میں دو متروک نعتیں بھی شامل ہیں، جن کا ذکر نمبر ۱۷ اور ۲۳ کے تحت کیا گیا ہے۔ نظم "معراج" میں بھی نعتیہ رنگ نمایاں ہے۔ ان نظموں کے بعض اشعار یقیناً اس قابل تھے کہ انہیں مستقل مجموعۂ کلام میں جگہ دی جائے۔ لیکن نظمیں اپنی موجودہ صورتوں میں علامہ کے معیارِ شعری سے فروتر تھیں۔ فکری لحاظ سے یہ نظمیں اقبال کے کلام کے نعتیہ آہنگ سے قریب تر ضرور ہیں لیکن ان میں فنی پختگی کی کمی ہے۔

نظم "پیشکش" بھی نجی نوعیت کی نظم ہے۔ اس دور کے کلام پر مشتمل علامہ کی ذاتی بیاض میں یہ نظم "Dedication to ..." کے عنوان سے درج ہے۔ علامہ نے نام کی نسبت کو پردہ اخفا میں رکھا ہے۔ چونکہ یہ نظم بیاض میں اس نظم کے ساتھ درج ہے جس کا عنوان ہے "..... کی گود میں بلی دیکھ کر" لہٰذا قرینِ قیاس ہے کہ

اس کا محرک بھی وہی خاتون ہے جس نے ان سے یہ نظم لکھوائی[۱] نظم "پھول کا تحفہ عطا ہونے پر" بھی انہی دو نظموں کے ساتھ لکھی گئی "نظم پیش کش پہ" خالصتاً نجی تاثر کی حامل ہے۔ فنی لحاظ سے یہ نظم عمدہ ضرور ہے لیکن اس پر ہوش کی نسبت جوش غالب ہے۔ لہٰذا اسے ترک کرنا ہی مناسب تھا۔

نظم "وید منتر کا ترجمہ" وید کے اشلوک کا ترجمہ ہونے کی وجہ سے محل نظر تھی۔ ۱۹۱۲ء کے بعد کی اسلامی رنگ کی شاعری میں اس نظم کو شامل کرنے کی گنجائش نہ تھی۔ بیسویں صدی کے ابتدائی چند برسوں میں سوامی رام تیرتھ اور ہندو وادانہ فلسفہ کے زیر اثر علامہ کے کلام میں کچھ ایسے عناصر شامل ہو گئے تھے جو ان کی اسلامی شاعری سے لگا نہیں کھاتے تھے چنانچہ ان اشعار کی تطہیر ضروری تھی۔ یہ نظم بھی غالباً اسی وجہ کی بنا پر بانگ درا میں شامل نہیں کی گئی "نوع انسان کی محبت" بظاہر مکمل نظر آتی ہے لیکن اس نظم کا مرکزی خیال نمایاں نہیں ہو سکا۔ مختلف حصوں کا ربط کمزور ہے۔ اور نظم ایک حد تک فکری انتشار کا شکار نظر آتی ہے۔ ممکن ہے یہی ریزہ خیالی اسے ترک کرنے کا موجب بنی ہو۔

نظم "خطاب بہ مسلم" اور "جوہر ایمان" علامہ کی اسلامی طرز کی شاعری کی نمائندہ نظمیں ضرور ہیں لیکن ان خیالات کا اعادہ دوسری کئی نظموں میں ہوا ہے۔ اول الذکر فنی لحاظ سے ایک کمزور نظم ہے۔ تاہم دوسری نظم کو مناسب ترامیم اور اصلاح کے عمل سے بہتر بنایا جا سکتا تھا معلوم نہیں ایسا کیوں نہیں کیا گیا؟ نظم "کلاہ لالہ رنگ" بھی اسی قبیل کی نظم ہے جس میں تحریک کی ناکامی کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ نظم کا محرک وہ واقعہ ہے جب ترکوں نے اپنے قومی لباس کو ترک کر کے مغربی لباس اختیار کر لیا تھا۔ نظم کا ایک ایک شعر مسلمان قوم کے زوال کا مرثیہ ہے۔ نا امیدی پوری نظم پر چھائی ہوئی ہے۔ ۱۹۲۲ء اور ۱۹۲۳ء کے زمانے میں اقبال احیائے اسلام کے لئے بہت زیادہ پر امید ہو گئے تھے۔ "طلوع اسلام" انکی رجائیت کی بہترین مثال ہے۔ بانگ درا کی ترتیب و تدوین کا کام انہی ایام میں شروع ہوا۔ چنانچہ ایسی نظم کا جس پر حزنیہ لہجہ غالب ہو، اپنے مستقل مجموعہ کلام میں شامل کرنا ہرگز مناسب نہ تھا۔

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ اشعار کو ترک کرنے کی معقول وجوہ موجود ہیں۔ علامہ کے پیش نظر اپنے پہلے اردو مجموعہ کلام کی ایک خاص ضخامت تھی۔ چنانچہ دستیاب کلام سے کڑا انتخاب کیا گیا۔ بعض نظمیں یقیناً رسائل میں اشاعت ان کی نگاہوں سے اوجھل رہی ہوں گی۔ اپنے کلام کے انتخاب اور اصلاح کا یہ عمل علامہ کے اس زبردست حاسۂ انتقاد کا منہ بولتا ثبوت ہے جس نے علامہ کی شاعری کو اول درجے کی شاعری بنا دیا

بحیثیت مجموعی دیکھا جائے تو دورِ دوم کی نظمیں فنی لحاظ سے دورِ اول کی نظموں سے بہتر ہیں۔ ان میں بیشتر قصائد ہیں۔ جو وقتی اور ہنگامی ضرورتوں اور مصلحتوں کے تحت لکھے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں نامکمل نظموں کی تعداد بھی اچھی خاصی ہے۔ قصائد میں اقبال نے اپنی شانِ خودداری کو برقرار رکھا ہے۔ کوئی قصیدہ ایسا نہیں جو ذاتی مفاد کے نقطۂ نظر سے لکھا گیا ہو۔ وہ قومی مفاد کو ذاتی مفاد پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس دور کے کلام کے موضوعات وہی ہیں جو زیرِ بحث دور کے متداول کلام میں موجود ہیں۔ بعض اشعار میں عشقِ رسول کی لہریں بدستور موجود ہیں۔ اقبال کے ذہنی ارتقا کی کڑیاں تلاش کرنے میں ان نظموں کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔

---

[۱] یہ امر اب پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے کہ ان نظموں کا محرک، رنجیت سنگھ کی پوتی راجکمار دلیپ سنگھ اور اس کی انگریز بیوی کی بیٹی شہزادی ممبا اور اس کی دوسری بہن سہیلی گو شمین تھی۔ موخر الذکر کا نام علامہ اقبال کی بیاض میں موجود اس نظم کے عنوان کے طور پر بھی درج ہے۔

بانگِ درا کے دورِ دوم کی نظموں کے متروکہ اشعار

ذیل میں بانگِ درا میں شامل دورِ دوم کی نظموں کے متروکہ اشعار کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ اس جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ اقبال نے اس دور کی ۳۵ نظموں میں بعض اشعار منسوخ کیے۔ ان اشعار کی تعداد ۱۵۹ ہے۔ ان میں ۸۹ اشعار باقیات کے مختلف مجموعوں میں موجود ہیں اور باقی ۷۰ اشعار ہنوز غیر مطبوعہ ہیں۔ اس جائزے میں تمام غیر مطبوعہ اشعار شامل ہیں۔ تاہم مدون اشعار کے مآخذ کا صرف حوالہ دے کر ان پر بحث کی گئی ہے۔ نظموں اور ان کے متروکہ اشعار کی تفصیل درج ذیل ہے۔ بانگِ درا کی ان نظموں کے مآخذ کی تفصیل اشاریہ ۳ (ضمیمہ) میں دیکھی جا سکتی ہے۔

نمبر شمار	نظم	بانگِ درا کا صفحہ نمبر	اشعار کی تعداد: مدون	اشعار کی تعداد: غیر مدون / غیر مطبوعہ
۱	بلادِ اسلامیہ	۱۴۵	۹	×
۲	گورستانِ شاہی	۱۴۹	۷	×
۳	فلسفۂ غم	۱۵۵	×	۱
۴	پھول کا تحفہ	۱۵۸	۴	×
۵	قطعہ	۱۶۲	۲	×
۶	شکوہ	۱۶۳	×	۹
۷	رات اور شاعر	۱۷۲	۱	-
۸	بزمِ انجم	۱۷۳	۷	۲
۹	سیرِ فلک	۱۷۵	۲	۱
۱۰	نصیحت	۱۷۶	۴	۱۰
۱۱	انسان	۱۷۹	۲	۱
۱۲	غرۂ شوال	۱۸۱	۳	۱
۱۳	شمع اور شاعر	۱۸۳	۱	۱۵
۱۴	مسلم	۱۹۵	×	۱
۱۵	حضورِ رسالت مآب میں	۱۹۷	۱	×
۱۶	جوابِ شکوہ	۱۹۹	۱۲	۸
۱۷	تعلیم اور اس کے نتائج	۲۰۹	×	۲
۱۸	دعا	۲۱۲	۱	۱

نمبر شمار	نظم	بانگِ درا کا صفحہ نمبر	اشعار کی تعداد: مدون	اشعار کی تعداد: غیر مدون / غیر مطبوعہ
۱۹	عید پر شعر لکھنے کی فرمائش کے جواب میں	۲۱۳	۲	-
۲۰	فاطمہ بنت عبداللہ	۲۱۴	۴	-
۲۱	محاصرۂ ادرنہ	۲۱۶	۶	-
۲۲	شبلی و حالی	۲۲۲	×	۲
۲۳	والدہ مرحومہ کی یاد میں	۲۲۶	۱۱	۸
۲۴	شعاعِ آفتاب	۲۳۷	۱	×
۲۵	عرفی	۲۳۸	-	۲
۲۶	نانک	۲۳۹	۳	-
۲۷	مسلمان اور تعلیمِ جدید	۲۴۲	-	۱
۲۸	پھولوں کی شہزادی	۲۴۳	-	۲
۲۹	تضمین بر شعرِ صائب	۲۴۴	-	۱
۳۰	فردوس میں ایک مکالمہ	۲۴۴	-	۱
۳۱	مذہب	۲۴۸	۳	-
۳۲	پھول	۲۴۹	-	۱
۳۳	میں اور تو	۲۵۲	۳	-
۳۴	دریوزۂ خلافت	۲۵۴	۱	-
۳۵	خضرِ راہ	۲۵۵	۱	-

۱۔ بلادِ اسلامیہ بانگ درا ص ۱۶۵ ، سرود ۱۳۱، باقیات ۳۵۳، بیاضِ اعجاز ۱۶۸/۲۶۵ ، بیاضِ اول ص ۲۹

اختلاف متن

شعر	پہلا مصرع	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۵	گو مٹانا۔۔۔	گر مٹانا	رختِ سفر	گو مٹانا۔	بیاضِ اول ص ۱۹
۸	نالہ کرتی۔۔۔	خاموش ہوتی۔۔	" کلیات جیبی[illegible]	خاموش سوتی۔	"
۱۰	دورِ گردوں۔۔۔	ریا آم کے	سرودِ رفتہ	کی	"

اِس نظم کے نو اشعار سرودِ رفتہ میں موجود ہیں۔ متروکہ اشعار کا نظم کے عنوان سے تعلق کم تھا لہذا یہ اشعار انتخاب کی زد میں آ گئے۔

۲۔ گورستانِ شاہی ص ۱۶۹ ، سرود ص ۱۳۲، باقیات ۳۵۵ ، بیاضِ اول ص ۴۳

سرودِ رفتہ میں اس نظم کے سات اشعار درج ہیں۔ ساتواں شعر ؎ زندگی کی مے سے ۔۔۔ ۱۰ الخ اگرچہ نظم کے گیارھویں بند کے آٹھویں شعر کی ابتدائی شکل ہے لیکن اصلاح اتنی زیادہ ہے کہ اسے ہم نے مستقل شعر کے طور پر شمار کیا ہے۔ متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں۔ متروک اشعار نظم کی تاثیر میں اضافے کا سبب نہیں تھے چنانچہ انہیں حذف کرنے کے باوجود نظم کے تسلسل میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوا۔

۳۔ فلسفۂ غم ص ۱۵۵ ۔ سرود ص ۱۳۴، باقیات ۳۶۰ ، بیاضِ اول ص ۶۹

یہ نظم جولائی ۱۹۱۰ء کے مخزن میں شائع ہوئی۔ اس نظم کے ساتھ علامہ کا ایک نوٹ بھی موجود تھا۔ سرودِ رفتہ میں اس نظم کا ایک متروک شعر درج کیا گیا ہے لیکن اسے متروک شعر نہیں کہا جا سکتا بلکہ اس کا شمار "اصلاحات" میں ہوگا۔ یہ شعر تیسرے بند کا چوتھا شعر تھا۔ تاہم بیاضِ اقبال میں جو ایک شعر ایسا ضرور موجود ہے جو باقیات کی ذیل میں آتا ہے اور ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ شعر درجِ ذیل ہے :-

خواب سے ہم کو جرس جس دم جگا سکتی نہیں
عقل کی مشعل رہِ منزل دکھا سکتی نہیں۔

یہ شعر بند ششم کا دوسرا شعر تھا۔ عقل کے موضوع پر ایک شعر پہلے سے بند میں موجود تھا لہذا اس شعر کو شامل نہیں کیا۔

۴۔ پھول کا تحفہ عطا ہونے پر ص ۱۵۸ باقیات ص ۳۵۷ ، بیاضِ اول ص ۷۷

بیاضِ اقبال میں اس نظم کا عنوان "fal Gottesman" تھا۔ یہ ایک آسٹریلین خاتون تھی جو رنجیت سنگھ کی پوتی کے ساتھ شالامار باغ میں اقبال سے ملی تھی۔ اِس نظم کے چار اشعار متروک ہیں جو باقیات میں شامل ہیں۔ پہلا شعر پہلے بند کا ٹیپ کا شعر تھا جبکہ باقی تین اشعار نظم کا تیسرا بند تھے۔ اس بند کو مکمل طور پر منسوخ کر دیا۔ باقیات کے مرتب نے چوتھے منسوخ شعر کا متن درست نہیں لکھا۔ بیاضِ اقبال میں یہ مصرع یوں درج ہے۔ ؎ فسردگی کا مرے گھر میں تجھ کو کیا غم ہے ؟

۵۔ قطعہ ص ۱۶۲ رختِ سفر ص ۱۸ ، بیاضِ اعجاز ص ۱۷

رختِ سفر میں اس قطعہ کے تین متروک اشعار شامل ہیں۔ صحیح تعداد دو ہے۔ بیاضِ اعجاز میں یہ قطعہ "غزل ناتمام" کے عنوان سے درج ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ مطلع نہ ہو سکنے کے باعث اسے قطعہ بنا دیا گیا۔ رختِ سفر میں متروک اشعار کی صحیح ترتیب درج نہیں۔ ؎ تباہیٔ کیا زندگی ۔۔۔۔ الخ غزل میں چوتھا

اشعار میں قطعہ کا سا تسلسل [illegible]

شعر تھا جب کہ ؎ فریب تہذیب ..... الخ غزل کا پانچواں شعر تھا۔ رخت سفر اور بیاض اعجاز کا متن یکساں ہے۔

۶۔ **شکوہ** ص ۱۶۳ سرود ص ۱۳۴، بیاض دوم ص ۹

سرود رفتہ میں کوئی شعر نہیں دیا بلکہ ایک شعر میں اصلاح کا ذکر کیا گیا ہے۔ اقبال کی مذکورہ بیاض میں اس نظم کے تین بند شامل تھے۔ جنہیں قلم زد کر دیا گیا۔ تینوں بندوں کے غیر مطبوعہ اشعار درج ذیل ہیں۔

بند ا۔ پہلے رہنے کو محل رکھتے تھے اب گھر بھی نہیں۔ ایسے ششدر ہیں کہ سر رکھنے کو اک در بھی نہیں۔
پھوڑ یئے کس کو یہاں دوش پہ اب سر بھی نہیں۔ یہ میسر ہو تو پھر ہاتھ میں پتھر بھی نہیں۔
ہیں مسجد تو ڈریں طعنۂ اغیار سے کیا۔
توڑ سکتے ہیں بت خانے کی دیوار سے کیا۔

تھے اشاعت پہ کمر بستہ غریب اور امیر غافل اس کام سے رہتے تھے نہ سلطان نہ وزیر
شہر دشمن میں تہہ خنگ میں ہو کر جو اسیر وال بھی مقصود وہی خدمت دیں کی تدبیر
ذوق تبلیغ سے بے چین رہا کرتے تھے
اہل زنداں کو مسلمان کیا کرتے تھے۔

صنعت غنچہ ہے تدبیر ہماری دل گیر ہو نہ تقدیر مساعد تو کرے کیا تدبیر۔
مدر سے بنتے ہیں پوری نہیں ہوتی تعمیر زندہ ہم خاک ہوں تقدیر ہی کہتی ہے بہ میر
دل کو تسلیم کی خو ڈال کے بہلائیں گے
بے نیازی تری عادت ہے تو سہہ جائیں گے۔

۷۔ **رات اور شاعر** ص ۱۶۷ روز گار فقیر ص ۳۵۳، بیاض اول ص ۶۷

"روز گار فقیر" میں نظم کا صرف ایک متروک شعر شامل ہے۔ یہ شعر ترتیب کے لحاظ سے ساتواں شعر تھا اور دوسرے بند "شاعر" میں شامل تھا۔ اقبال کی قلمی بیاض سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شعر اصل نظم کے لکھنے کے بہت بعد میں اضافہ کیا گیا۔ لیکن بانگ درا میں اسے شامل نہیں کیا۔ متروکہ شعر اپنے سیاق و سباق میں صحیح مفہوم پیدا نہیں کرتا تھا۔ غالباً اسی بنا پر اسے منسوخ کیا گیا۔ متن کا کوئی اختلاف دیکھنے میں نہیں آیا۔

۸۔ **بزم انجم** ص ۱۷۳ روز گار فقیر ص ۳۲۶، باقیات ۳۵۸، بیاض اول ص ۲۱

متروک اشعار میں پہلا شعر بند ۱ کا چوتھا شعر تھا۔ دوسرے اشعار آخری بند کے حذف شدہ اشعار ہیں جن کی تعداد سات ہے۔ شعر ۵ بالائے رنگ ..... الخ اقبال کی بیاض میں موجود نہیں ہے۔ تاہم بیاض اعجاز میں یہ شعر موجود ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ شعر بعد میں اضافہ کیا گیا۔ اقبال کی قلمی بیاض میں دو اشعار اور ہیں جو متداول کلام میں موجود نہیں ہیں۔ ترتیب کے لحاظ سے یہ آخری بند کے پہلے دو اشعار تھے۔ ان کا متن درج ذیل ہے۔

؎ مخفی چمن تھا گل میں، پنہاں تھا گل کلی میں ذوق نظارہ ہوتا اے کاش آدمی میں
بستی میں دم نہ لینا الفت پہ جان دینا پوشیدہ ہے یہ نکتہ شبنم کی زندگی میں

یوں اس نظم کے متروک اشعار کی تعداد نو ۹ ہو جاتی ہے۔

۹۔ **سیرِ فلک** ص ۱۷۵ — روز گارِ فقیر ص ۳۵۵، باقیات ۳۶۰، بیاضِ اول ص ۳۸

اِس نظم کا ایک متروک شعر باقیات میں اور ایک "روز گارِ فقیر" میں درج ہے جبکہ اقبال کی قلمی بیاض میں بھی ایک ایسا شعر موجود ہے جو متداول کلام میں موجود نہیں۔ یوں متروکہ اشعار کی تعداد تین ہو جاتی ہے غیر مطبوعہ شعر درج ذیل ہے۔

موج زن جوشِ کوثر و تسنیم
اور کناروں پہ خیمہ زن مے نوش

اصل نظم میں ان اشعار کا محلِ وقوع یہ تھا۔

بند ۲۔ شعر ۲۔ موج زن جوش ۔۔۔ الخ غیر مطبوعہ
شعر ۵۔ ظلمت افزا ۔۔۔۔ الخ باقیات
شعر ۸۔ خنک ایسا کہ ۔۔۔۔ الخ روز گارِ فقیر

باقیات میں شامل شعر کا پہلا مصرع ابتدا میں یوں تھا

تھا اتنا ظلمت فزا مقام اس کا

موجودہ اصلاح بیاض میں موجود ہے۔ نظم مذکور کے دوسرے بند میں متعدد اصلاحات ہوئیں۔ چار اشعار بعد میں اضافہ کئے گئے۔ متروک اشعار کے قافیے متداول کلام میں موجود ہیں۔ بانگِ درا کے لئے انتخاب کرتے وقت ممکن حد تک کوشش کی گئی کہ ایک ہی قافیے والے اشعار کو نظم یا غزل میں شامل نہ کیا جائے چنانچہ یہ اشعار بھی اسی اصول کے تحت بانگِ درا میں شامل نہیں کیے گئے۔

۱۰۔ **نصیحت** ص ۱۷۶ — سرور م ۱۳، باقیات ۳۶۰، بیاضِ دوم ص ۱۳

"سرودِ رفتہ" میں چار اشعار شائع ہوئے ہیں جبکہ بیاضِ اقبال میں اس سے علاوہ بھی دس اشعار ہیں۔ گویا متروک اشعار کی تعداد چودہ بن جاتی ہے۔ سرودِ رفتہ میں شائع شدہ اشعار میں متن کا ایک ہی اختلاف قابلِ ذکر ہے۔ تیسرے شعر "مجھ میں اوصاف ضروری ۔۔۔۔ الخ" کے دوسرے مصرعے میں "تجھ" لکھا ہے جو غلط ہے۔ بیاض میں یہاں لفظ "تم" درج ہے۔

اصل نظم میں ان اشعار کی نشست بالترتیب ۱۶، ۱۷، ۱۸ تھی۔ غیر مطبوعہ اشعار یہ ہیں۔

			شعر
بند ۱	بزمِ ملت کو ہے مرغوب یہی راگ اگر	تو بھی پردے سے نکل اور پہن لے پشواز	۱۳
	قوم را نبض شناسی کن و قارورہ بہ بین	چند روز ے ہمیں وضع حکیمانہ بساز	۱۵
بند ۲	عرض کی میں نے کہ حضرت یہ بہانے ہیں سبھی	ہوسِ قید ہو بلبل کو تو صیاد بہت	۱۹
	حسن ہی مائلِ تسخیر نہیں ہے ورنہ	شہر میں ملتے ہیں ارزاں دلِ ناشاد بہت	۲۰
	راہ زن کے لئے لازم ہے رہے گرمِ تلاش	بستیاں دشت میں مل جاتی ہیں آباد بہت	۲۱
	دل ہی سینے میں نہیں تیرے تو کیا اس کا علاج	ورنہ لاہور میں بھی ہیں ستم ایجاد بہت	۲۲
	آنکھ ہی قمریٔ نالاں کی نہیں حسن شناس	اُگ گئے ہیں باغ کے ہر گوشے میں شمشاد بہت	۲۳
	یہ نہیں مصر کہ ہو ایک ہی یوسف جس میں	تو خریدار تو بن پہلے پری زاد بہت	۲۴
	حکم ہی کوہ کنی کا نہیں دیتا کوئی	پھرتے ہیں تیشہ بکف شہر میں فرہاد بہت	۲۵

ہے غلط شکوہ کہ ملتا نہیں استاد کوئی
سیکھنا چاہے جو اقبال تو استاد بہت (۲۶)

اقبال نے اپنے بیشتر جوابات حذف کر دیے اور صرف ایک دلیل پیش کی کہ انہیں قوم فروشی کا ڈھب نہیں آتا
اقبال یہ احساس دلانا چاہتے ہیں کہ قوم فروشی کا عیب سارے عیبوں سے بڑھ کر ہے اور اس بات پر فخر کا
اظہار کیا ہے کہ وہ اس عیب سے پاک ہیں۔

۱۱۔ **انسان ص ۱۷۹** بیاض اول ص ۱۲

اس نظم کا ایک ہی شعر متروک ہے جو بیاض میں موجود ہے شعر یہ ہے ؎

ہیں اس کی محبت سے لبریز تری آنکھیں — اس باغ کا ہر ذرہ شبنم کو ترستا ہے

دونوں مصرعوں میں باہمی ربط کمزور ہونے کی وجہ سے شعر چست نہیں تھا لہذا اپنے کلام سے خارج کر دیا۔

۱۲۔ **غرہ شوال ص ۱۸۱** سرود ۱۳۵، باقیات ۳۶۳، بیاض اول ص ۸۵۔

ابتدا میں اس نظم میں بائیس[۲۲] اشعار تھے۔ اٹھارہ بانگ درا میں شائع ہو چکے ہیں۔ تین اشعار "سرود رفتہ"
میں اور ایک شعر بیاض اقبال میں موجود ہے۔ گویا باقیات کی تعداد چار ہے۔ سرود رفتہ میں موجود تین اشعار
میں متن کا ایک ہی اختلاف قابل ذکر ہے۔ اقبال از احمد دین میں دوسرے شعر ؎ رہ گئے اپنی کہن دانی --- الخ
میں لفظ "عید" لکھا ہے حالانکہ "کہن دانی" کی مناسبت سے لفظ "صید" درست ہے۔ سرود رفتہ کا متن یہی ہے
نظم کا غیر مطبوعہ شعر یہ ہے۔ ؎

اے مہ نو ہم کو تجھ سے الفت دیرینہ ہے — سرگزشت ملت بیضا کا تو آئینہ ہے۔
[بند ۳ شعر ۳]

۱۳۔ **شمع اور شاعر ص ۱۸۳** سرود ۱۳۵، باقیات ۳۶۴، بیاض دوم ص ۱۵

سرود میں صرف ساتویں بند کا شعر[۱] دیا گیا ہے جبکہ بیاض میں اس کے علاوہ پندرہ اشعار موجود
تھے۔ یوں متروکہ اشعار کی تعداد سولہ ہو جاتی ہے غیر مطبوعہ سولہ[۲۹] اشعار درج ذیل ہیں۔

بند ۲۔ جل رہی ہوں میں تو اپنی انجمن کے واسطے — نغمہ پیرا تو بھی ہو اپنے قمر کے واسطے۔

بند ۴ رازق اقوام عالم تھا کبھی جن کا کرم — ایک عالم کی زباں پر ان کے افسانے رہے۔
بت کدے دنیا کے ویراں کر دیے اس نے مگر — بت شکن کے دل کی لبتی میں صنم خانے رہے۔

بند ۵۔ داغ نو سے سینۂ مسلم گلستاں ہو گیا — چھوٹی چھوٹی مشعلیں لالوں کی روشن ہو گئیں۔

بند ۶۔ دور پھر محفل میں چلتا ہے مئے شیراز کا — ہاتھ ہے مستوں کا اور داماں [ ] ہو خرقہ پوش
محو تعلیم تپش ہیں میرے ہر ذرے اگر — سوز آہنگ محبت سے ہو تو آتش فروش

بند ۷ شرط ہستی ہے زمانے میں مذاق انقلاب — ہے وہی خم جو کبھی خنجر کبھی ابرو ہوا۔

بند ۸۔ دیکھ تو اپنی پرانی مے میں کیفیت ہے کیا — جام دل کو بادۂ نو سے ذرا بے گمانہ کر
تو نے جو دیکھا ہے کیوں اوروں کو دکھلاتا نہیں — آپ بھی دیوانہ ہو اوروں کو بھی دیوانہ کر

بند ۹۔ جادہ تو، رہرو بھی تو، رہبر بھی تو، منزل بھی تو — بحر تو الیاس تو، کشتی بھی تو، ساحل بھی تو،

بند ۱۰۔ ہم نے مانا قطرۂ مے پہ نہیں ہستی تری — فخر اس قطرے پہ کر یہ شوکت طوفاں بھی ہے۔
تو یہ کہتا ہے کہ بیماری ہے میری لاعلاج — مجھ کو یہ دعویٰ کہ تیرے درد کا درماں بھی ہے۔

بند ۱۱۔ خون گل چیں سے کلی رنگیں قبا ہو جائے گی — یہ کلی آزاد احسان صبا ہو جائے گی
صبح نکلے گی تو یہ شبنم ہوا ہو جائے گی — برگ گل پر موج بو اک دن فدا ہو جائے گی۔

متروک اشعار میں بیشتر اشعار دوسرے اشعار کی نسبت معیاری نہ تھے چنانچہ نظم کو زیادہ موثر بنانے کے لئے متعدد اشعار ترک کر دیے گئے۔

۱۴۔ **مسلم** ص ۱۹۵۔ بیاضِ اوّل ص ۹۷، ۱۰۵، بیاضِ اعجاز ص ۱۹۰

نظم کا ایک ہی شعر متروک ہے جو بیاضِ اقبال میں موجود ہے شعر یہ ہے ؎

شعر ۳ سینۂ سوزاں ترا فریاد سے معمور ہے۔ نالہ عادت ہے تری، رونا ترا دستور ہے۔

نظم مذکور میں یہ شعر تیسرے نمبر پر تھا۔

۱۵۔ **حضورِ رسالت مآب میں** ص ۱۹۷۔ سرود ۱۳۶، باقیات ۳۶۵، بیاضِ اوّل ص ۸۴

متروک شعر نظم کے پہلے بند سے نکالا گیا۔ ترتیب میں یہ شعر ۳ تھا۔ متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں۔

۱۶ **جوابِ شکوہ** ص ۱۹۹ سرود ۱۳۶، باقیات ۳۶۶، بیاضِ دوم ص ۴۳

سرودِ رفتہ میں بارہ ۱۲ اشعار ہیں۔ جبکہ آٹھ اشعار اس کے علاوہ ہیں جو اقبال کی قلمی بیاض میں موجود ہیں اور ابھی تک شائع نہیں ہوئے۔ غیر مطبوعہ اشعار درج ذیل ہیں۔

بند I شعر ۳ اُڑ کے آواز مری تا بہ فلک جا پہنچی۔ گلِ شاعر کی مہک عرش تلک جا پہنچی۔

بند ص ۲۰۰ ہاتھ بے زور...

کیسی تہذیب کی بو جا کہیں تعلیم کی ہے۔ قوم دنیا میں یہی احمدؐ بے میم کی ہے۔

اگلا بند۔ کشورِ ہند میں ہے علیہ ناکام کا بُت عرستاں میں شفاخانۂ اسلام کا بُت

اور لندن میں عبادت کدۂ سام کا بُت لیگ والوں نے تراشا ہے ترے نام کا بُت

بند ص ۲۰۲ کون ہے تارک....

یادِ ایّامِ سلف فخر اب وجد بے کار مثلِ تابانیٔ شمع سرِ مرقد بے کار

ایک اگر کام کا تم میں ہے تو یک صد بیکار دہر کی فرد میں تم ہو صفتِ بد بیکار

بند ص ۲۰۴ تیس زحمت کشی....

آخری شعر شوقِ تحریر مضامیں میں گھلی جاتی ہے بیٹھ کر پردہ میں بے پردہ ہوئی جاتی ہے۔

بند ص ۲۰۷ عقل ہے تیری...

ہو نہ افسردہ اگر بل گئی تعمیر تری رازِ توحید! حکومت نہیں تغییر تری

۱۷۔ **تعلیم اور اس کے نتائج** ص ۲۰۹ بیاضِ سوم ص ۱۴، بیاضِ اعجاز ص ۲۴۷

نظم سے غیر مطبوعہ اشعار کی تعداد دو ۲ ہے۔ نظم کی اصل ترتیب میں یہ اشعار شعر ۲ اور ۴ کے مقام پر تھے۔ اشعار یہ ہیں۔

شعر ۲ کفر کے ہاتھ گرو ہے یہ متاعِ نایاب ہر قدم پر رہِ منزل میں ہے افتاد بھی ساتھ

شعر ۴ دانۂ نخلِ تمنا جو زمیں سے پھوٹا خاکِ گلشن سے دگی برقِ فلک زاد بھی ساتھ

۱۸۔ **دعا** ص ۲۱۲۔ روزگارِ فقیر ص ۳۵۳، بیاضِ اعجاز ص ۳۲۷، بیاضِ اوّل ص ۹۰

ایک شعر "روزگارِ فقیر" میں اور ایک بیاضِ اوّل میں موجود ہے۔ شعر یہ تھا ؎

نظارہ یوسف کو دیں نذر لہو اپنا وارفتگیٔ شوقِ یارانِ زلیخا دے۔

نظم کی اصل ترتیب میں یہ شعر بارہویں نمبر پر تھا جبکہ "روزگارِ فقیر" میں شامل شعر ساتویں نمبر پر تھا۔

۱۹۔ **عید پر شعر لکھنے کی فرمائش کے جواب میں** ص ۲۱۳ باقیات ۳۶۹، روزگارِ فقیر ۳۵۲، بیاضِ اول ص ۲

"روزگارِ فقیر" میں ایک ہی متروکہ شعر ہے۔ جبکہ باقیات میں دونوں اشعار موجود ہیں۔ یہ نظم چونکہ ایڈیٹر ذوالقرنین بدایوں کی فرمائش پر لکھی گئی تھی اس لئے اس میں لفظ 'نظامی' آیا ہے۔ متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں۔ ترک کرنے کی وجہ ظاہر ہے 'نظامی' کا شخصی حوالہ ہے۔ دوسرے شعر میں حد سے بڑھی ہوئی نارسیت غالباً شعر کو منسوخ کرنے کا سبب بنی ہے۔

۲۰۔ **فاطمہ بنت عبداللہ** ص ۲۱۴ سرود ۱۳۷، رختِ سفر ۱۳۴، بیاضِ اول ص ۱۷

تمدن جون ۱۹۱۳ء میں جب یہ نظم شائع ہوئی تو اس کا عنوان "یادِ فاطمہ" تھا۔ سرودِ رفتہ میں حذف شدہ اشعار میں ایک شعر ایسا بھی شامل کر لیا گیا ہے جو اصلاح کی ذیل میں آتا ہے۔ وہ شعر یہ ہے ؎ یعنی نوزائیدہ ...... الخ رختِ سفر میں دو اشعار زاید ہیں۔ ایک شعر تو بہرحال وہ ہے جو بانگِ درا میں شائع ہو چکا ہے یعنی ؎ "یہ سعادت ...... الخ" تاہم ایک شعر ؎ موت کے اندیشۂ جانکاہ ...... الخ واقعی محذوف شعر ہے۔ سرودِ رفتہ میں ایک اور شعر بھی موجود ہے جو یہ ہے ؎ ہے ابھی جن کے لیے ...... الخ۔ اس لحاظ سے محذوف اشعار کی تعداد چار ہو جاتی ہے۔ اصل نظم میں ان متروک اشعار کی نشست یہ تھی۔

ہے عبادت آفریں ...... شعر ۳
موت کے اندیشۂ جانکاہ ... شعر ۴
سینۂ ملت ...... شعر ۶
ہے ابھی جن کے لیے .. شعر ۱۴

"رختِ سفر اور سرودِ رفتہ" میں شامل متروک اشعار کا متن بیاضِ اقبال کے مطابق ہے۔

۲۱۔ **محاصرہ ادرنہ** ص ۲۱۶ سرود ۱۴۱، باقیات ۳۷۰، بیاضِ اعجاز ۲۱۵

محاصرہ ادرنہ کے چھے متروک اشعار سرودِ رفتہ میں موجود ہیں۔ نظم مذکور اقبال کی بیاضوں میں موجود نہیں اور نہ کسی رسالے یا اخبار میں اس کی اشاعت کا کوئی سراغ مل سکا ہے۔ سرودِ رفتہ کے مرتب نے بھی اس نظم کا ماخذ نہیں بتایا۔ "بیاضِ اعجاز" میں یہ نظم موجود ہے جس میں نظم کے صرف دس اشعار شائع ہوئے ہیں۔ ان میں متروک اشعار کی تعداد چار ہے۔ سرودِ رفتہ میں دو اشعار زاید ہیں۔ بیاضِ اعجاز میں شامل نظم، نظم کی اولین صورت ہوگی بعد میں اس میں دو اشعار کا اضافہ کرکے اسے شائع کیا گیا ہوگا۔ "سرودِ رفتہ" میں متن کے کچھ نقائص موجود ہیں۔ اختلافِ متن درج ذیل ہیں۔

شعر	پہلا مصرع	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۲	اقبال اس پیمبر ...	امی کے ہیں فدا	سرودِ رفتہ	اتی کے ہیں فدا	بیاضِ اعجاز
۴	امت کا جس ...	نبیؐ کی حروف	"	بنیؐ کے حروف	"

متروک اشعار متداول کلام کی نسبت کم معیاری تھے۔ نظم میں ایک واقعہ بیان کرنا مقصود تھا چنانچہ زاید اشعار خارج کر دیے گئے۔

۲۲۔ **شبلی و حالی** ص ۲۲۲ بیاضِ سوم ص ۲، بیاضِ اعجاز ص ۲۷۴

اِس نظم کے دو اشعار قلم زد کر دیے گئے چونکہ یہ غیر مطبوعہ ہیں لہٰذا انہیں یہاں درج کیا جا رہا ہے۔

شعر۲۔ معنی شناسِ قصۂ اقوامِ روزگار — گردوں کو جانتی ہے ترے کارواں کی گرد
خالی مگر بساطِ عمل ہو گئی تری — یہ کیا ہوا کہ ایک بھی باقی نہیں ہے فرد

۲۳۔ **والدہ مرحومہ کی یاد میں** ص ۲۲۶۔ روز گارِ فقیر ص ۳۵۴، سرود ص ۱۳۸، بیاضِ سوم ص ۲۳، بیاضِ اعجاز ص ۳۹۲

سرودِ رفتہ میں اس نظم کے گیارہ منسوخ اشعار درج ہیں جبکہ بیاضِ اقبال میں سات اشعار مزید درج ہیں۔
سات غیر مطبوعہ اشعار درج ذیل ہیں۔

بند ۱ شعر۱۔ فطرت اِس عاشق کی ہے محرومِ تابِ اختیار — ورنہ شاخِ سنگ رس کرتی نہ پیدا برگ وبار
بند۳، شعر۲ بندشِ امروز و فردا سے رہا کرتی ہے یہ — عہدِ طفلی سے مجھے پھر آشنا کرتی ہے یہ
شعر۳ ہو گئی کاشانۂ فطرت سے حکمت گوشہ گیر — چشمِ بینا پھر تاثر کی ہوئی فرماں پذیر
بند۵، شعر۱۲ رفتی و از اشکِ بلبل بر چمن طوفاں گذشت — روز بر گل چوں چراغانِ شبِ باراں گذشت
بند ۶ شعر۲۔ تن کے اجزا ہیں اگر فانی تو فانی ہم نہیں — قطعِ دست و پا سے احساسِ دنا کچھ کم نہیں۔
شعر۳ عام اِس ہوا میں ہے، گو موت کی غارت گری — ایک راحت بھی نہیں آمیزشِ غم سے بری
بند ۸، شعر۳۔ موت کا دکو اس کی دنیا میں جو ہے عام اِس قدر — آدمی قدرت کو ہے سمجھا ہوا بیداد گر۔
بند ۱۰ آخری شعر راہ پیماؤں کا خمیازہ کہتے ہیں اسے — عشق کے دشت آشنا جمازہ کہتے ہیں اِسے

"سرودِ رفتہ" میں شامل نظم کے متروکہ اشعار میں متن کے اختلافات درج ذیل ہیں۔

شعر	پہلا مصرع	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۵	ہم سمجھتے ہیں...	جورِ پیکر گر	رختِ سفر	جور	بیاضِ اعجاز
۸	کیسی قیمت خیز..	کا ہے مدفن	سرودِ رفتہ	کا مدفن ہے	"
۱۰	طفلکِ ہشش روزہ	پٹتا ہوا	٥	لیٹا ہوا	"

ان اشعار کی بندشیں کمزور تھیں۔ بعض اشعار زاید تھے اس لئے انہیں حذف کرنے کے باوجود نظم کے تسلسل پر کوئی فرق نہیں پڑا ہے تاہم متروک اشعار میں فلسفہ کا عمق اور خیالات کی وہی گہرائی پائی جاتی ہے جو دوسرے اشعار کا خاصہ ہے۔

۲۴ **شعاعِ آفتاب** ص ۲۳۷ سرود ۱۳۹، باقیات م ۳۷، بیاضِ سوم ص ۵۵۔

نظم کا صرف ایک شعر ترک کیا گیا۔ متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں۔

۲۵۔ **عرفی** ص ۲۳۸ بیاضِ سوم ص ۹، بیاضِ اعجاز ۲۹۷

اس نظم کے صرف دو اشعار حذف کئے گئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

شعر۵ کہاں وہ دل کہ تاثیرِ نوا سے موم ہو جائیں — کہاں وہ دیدۂ گریاں کہاں وہ اشکِ عنابی
نہ ہو محفل میں حسِ باقی تو لطفِ نغمہ ریزی کیا — گراں ظلمت پرستوں پر ہے سورج کی جہاں تابی

اشعار بھرتی کے تھے۔ انہیں منسوخ کرنے کا بظاہر کوئی جواز نظر نہیں آتا۔

۲۶۔ **نانک** ص ۲۳۹ باقیات ۳۷۵، بیاضِ اعجاز ۲۹۷۔

نظم کے متروک اشعار کی تعداد تین ہے جو "باقیات" میں موجود ہیں۔ "بیاضِ اعجاز" میں بھی یہ اشعار موجود ہیں۔ ترتیب کے لحاظ سے یہ اشعار نظم کے آخری تین اشعار تھے۔ متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں۔

۲۷۔ **مسلمان اور تعلیم جدید** ص ۲۴۲ ۔ بیاض سوم ص ۴۸، بیاض اعجاز ص ۲۷۰

بیاض کے مطابق یہ نظم ۲۸ جون ۱۹۱۵ء کو لکھی گئی۔ نظم کا دوسرا شعر قلمزد کر دیا گیا۔ یہ شعر ہنوز غیر مطبوعہ ہے لہذا یہاں درج کیا جاتا ہے ؎

جو راہ پیما دشت کے آفات سے مائل رہے۔ اب تک وہ اپنی شومئی تقدیر پر ہے نوحہ گر۔

۲۸۔ **پھولوں کی شہزادی** ص ۲۴۳ ۔ بیاض سوم ص ۴۶، بیاضِ اعجاز ص ۲۶۵ ۔

متروک اشعار کی تعداد دو ہے۔ دونوں غیر مطبوعہ ہیں اور اقبال کی قلمی بیاض میں موجود ہیں۔ اشعار یہ ہیں

بند I شعر ۳، یہاں کی شام روشن ہے چراغ لالہ و گل سے یہ تابانی نہیں دیکھی ہے میں نے صبح خنداں میں

بند II شعر ۲ اسی سے اہلِ بینش پر ہویدا ہے مقام اس کا بچھا سکتا ہے گردوں میں گلستاں میں زمیں بن کر

۲۹۔ **تضمین بر شعر صائب** ص ۲۴۴ بیاض سوم ص ۴۹، بیاض اعجاز ۲۶۸

نظم کے چھٹے شعر کو کلام سے خارج کر دیا گیا۔ شعر یہ ہے۔

کسی ہوا میں کرے سینۂ لبریز کو خالی اگر تڑپا رہا ہے تجھ کو ذوقِ نغمہ پیرائی۔

۳۰۔ **فردوس میں مکالمہ** ص ۲۴۴ بیاض سوم ص ۳۷، بیاض اعجاز ۲۷۳

متروک شعر اصل نظم میں "پانی نہ ملا ..... الخ" والے شعر سے پہلے درج تھا اسے غیر مطبوعہ ہونے کی وجہ سے یہاں درج کیا جاتا ہے۔

جو قلب خیالات اجابت کا محل ہو اس قلب پہ اسلام کو ہو سکتا ہے کیا ناز

۳۱۔ **مذہب** ص ۲۴۸ بیاض سوم ص ۵۱ باقیات ۳۷۶، بیاض اعجاز ۲۶۸

نظم مذکورہ ۲ جولائی ۱۹۱۵ء کو لکھی گئی۔ باقیات میں نظم کے تین متروک اشعار درج ہیں متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں۔

۳۲۔ **پھول** ص ۲۴۹ بیاضِ اول ص ۸۳، بیاضِ اعجاز ص ۱۶۶

نظم کا ایک شعر غیر مطبوعہ ہے۔ ترتیب کے لحاظ سے یہ شعر ساتواں تھا۔ شعر یہ ہے۔

چمن میں زندگی کو لذتِ ہنگامہ لازم ہے۔ کوئی دم تو بھی مانندِ عنادل ہائے و ہو کر لے

۳۳۔ **میں اور تو** ص ۲۵۲ ۔ روزگارِ فقیر ۳۴۹، باقیات ۵۶۶، بیاضِ اعجاز ۲۵۲، بیاض چہارم ص ۲

"روزگارِ فقیر" اور "باقیات" میں شامل تین متروکہ اشعار کا ماخذ "بیاضِ اعجاز" ہے۔ اقبال کی بیاض چہارم میں بھی تمام اشعار موجود ہیں۔ اس بیاض سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نظم مارچ ۱۹۱۷ء میں لکھی گئی۔ فکرِ اقبال کے نمو، بلکہ ارتقا میں اس نظم کی اور اس تاریخ کی بے حد اہمیت ہے۔ روزگارِ فقیر اور باقیات میں شامل ان اشعار کا متن بیاض کے مطابق ہے۔

۳۴۔ **دریوزہ خلافت** ص ۲۵۴ بیاض چہارم ص ۸، بیاضِ اعجاز ص ۳۵۱

نظم کا پہلا شعر ابتدا میں یہ تھا۔

بُت آزمایا ہے غیروں کو تو نے مگر آج ہے وقت خویش آزمائی

۳۵۔ **خضرِ راہ** ص ۲۵۵ ۔ روزگارِ فقیر ص ۳۵۴، بیاضِ اعجاز ص ۳۶۰

نظم کا ایک ہی شعر ہے جو متروکات میں شامل ہے اور روزگارِ فقیر میں درج ہے۔

متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں ۔

مکمل متروک غزلوں کا جائزہ

دورِ دوم کی متروکہ غزلوں کی تعداد دورِ اوّل کی غزلوں کی نسبت بہُت کم ہے۔ صرف تیرہ ۱۳ غزلیں منسوخ کی گئی ہیں۔ متروک غزلوں میں اشعار کی تعداد ۸۰ ہے۔ صرف ایک شعر غیر مطبوعہ ہے۔

اشعار میں اختلافِ متن اور ترک کی وجوہ پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ ان غزلوں کے اہم مآخذ کی نشان دہی کر دی گئی ہے۔ تاہم دیگر مآخذ کی تفصیل مقالے کے ضمیمہ میں دی گئی ہے۔ جہاں تمام متروک غزلیں قافیے/ردیف کی الفبائی ترتیب سے درج ہیں۔

ان غزلوں کی تفصیل اور متروکہ اشعار کی تعداد درج ذیل ہے۔

(ج) مکمل متروکہ غزلیں		تعدادِ اشعار	
نمبر شمار	غزل کا پہلا مصرع	مدون	غیر مدون/غیر مطبوعہ
۱	عیاں ستارے ہویدا فلک زمین پیدا	۷ + ۶	–
۲	پر لگا کر جانبِ منزل اڑا جاتا ہوں میں	۷	–
۳	حلقۂ زنجیر کا ہر جوہر پنہاں نکلا	۳	–
۴	طور پر تو نے جو اے دیدۂ موسیٰ دیکھا	۴	–
۵	دیکھو اے غافل یہ دنیا جائے آسائش نہیں	۳	–
۶	دل ترے شوق میں جب درد سے بے تاب ہوا	۹	–
۷	جہاں زندگی ہے وہاں آرزو ہے۔	۸	–
۸	ٹوٹ کر آئینہ سکھلا گیا اسرارِ حیات	۷	–
۹	کھول دروازۂ خلوت گہِ ناز اے ساقی	۷	۱
۱۰	قدسیوں کو رشک اس جمعیتِ خاطر پہ ہے	۴	–
۱۱	نقش ہے تقدیر ترے خامۂ تدبیر کا	۲	–
۱۲	حقیقت میں روحِ ابد ہے فسانہ	۱۰	–
۱۳	میرے نالے تو ایسے تھے کہ پتھر بھی پگھل جاتے	۲	–

۱: **غزل** :- ع عیاں ستارے، ہویدا فلک زمین پیدا : باقیات ص ۵۹۷ / ۱۹۰۱ ، روزگار فقیر ص ۲۸۶ ،
تیرہ[۱۳] اشعار کی اس نظم کے چھے[۶] اشعار "روزگار فقیر" کے ذریعہ منظر عام پر آئے ۔ جگن ناتھ آزاد نے
شمع (دہلی) ۱۹۷۷ء کے ایک شمارے میں اس غزل کے بارے میں دعویٰ کیا تھا کہ یہ ہنوز غیر مطبوعہ ہے حالانکہ اس
وقت تک یہ نظم باقیات کے دو مجموعوں میں شائع ہو چکی تھی ۔ نظم کا اوّلین ماخذ "بیاض اعجاز" ہے ۔ نظم کا یہ شعر
اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ یہ غزل یورپ سے واپسی پر ۱۹۰۹ء میں لکھی گئی ہے

پھر آیا دیس میں اقبال بعد مدت کے — پس از سہ سال ہوا گم شدہ نگیں پیدا

نظم میں ایک ہی اختلاف دیکھنے میں آیا ہے ، شعر نمبر ۴ کا دوسرا مصرع "بیاض اعجاز" میں اس طرح لکھا ہے ع

میرے وطن میں ابھی ہے کہیں نہیں پیدا

بظاہر باقیات کا متن زیادہ درست معلوم ہوتا ہے ۔

۲: **غزل** :- ع پریشاں ہو کر جانب منزل اڑا جاتا ہوں میں ۔ باقیات ص ۵۹۳ ، روزگار فقیر ۳۶۶ ، سات اشعار
کی اس غزل کا اوّلین ماخذ بھی "بیاض اعجاز" ہے ۔ ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی اسے زمانہ طالب علمی کی غزل کہتے ہیں
یہ بات درست نہیں ہے ۔ غزل کی پختگی دوسرے دور کی غزل ہونے پر دلالت کرتی ہے ۔

۳: **غزل** :- ع حلقہ زنجیر کا ہر جوہر پنہاں نکلا ۔ نوادر اقبال ص ۹۵ ، روزگار فقیر ص ۳۱۹ ؛ نوادر اقبال میں
اس نظم کا ماخذ سرور قادری کا مرتبہ مجموعہ "آئینہ مشاعرہ" بھوپال بتایا گیا ہے ۔ "بیاض اعجاز" میں اس
مشاعرے کے انعقاد کی تاریخ ۱۸۔ اگست ۱۹۱۰ء بتائی ہے ۔ یہ مشاعرہ غالب کی یاد میں منعقد ہوا تھا ۔ اس لیے
غالب کا طرح مصرع دیا گیا تھا ۔ مولوی محمد اسماعیل کے مکان پر منعقد ہونے والے اس مشاعرہ میں اقبال نے بھی شرکت
کی تھی[۲] متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں ۔

۴: **غزل** :- ع طور پر تو نے جو اے دیدہ موسیٰ دیکھا ۔ باقیات ص ۵۳۴ ، چار[۴] اشعار کی اس غزل کا واحد ماخذ
"باقیات اقبال" ہے ۔ گیان چند اسے قیام یورپ کے بعد کی غزل بتاتے ہیں[۳] راقم کے خیال میں یہ غزل ۱۹۱۰ء
میں لکھی گئی ۔ متن کا کوئی اختلاف دیکھنے میں نہیں آیا ۔

۵: **غزل** :- ع دیکھ اے غافل یہ دنیا جائے آسائش نہیں ۔ روزگار فقیر ص ۳۱۰ ، باقیات ص ۶۰ ، گیان چند
کا بھی اس امر پر اتفاق ہے کہ یہ غزل قیام یورپ کے بعد کی غزل ہے ۔ اشعار کی پختگی ۱۹۱۲ء کی غزل ہونے
پر دلالت کرتی ہے ۔ اس غزل کا اوّلین ماخذ "بیاض اعجاز" ہے ۔ جہاں دوسرے شعر میں متن کا ایک
اختلاف موجود ہے ۔ دوسرے شعر کا دوسرا مصرع شیخ اعجاز احمد کی بیاض میں یوں درج ہے ع

دیکھتا تھا جام سے ہر چیز کا انجام جم

---

۱ عروج اقبال ص ۲

۲ اقبال اور بھوپال ص ۶۳

۳ ابتدائی کلام ص ۳۳۹

۶: غزل :- ع دل ترے شوق میں جب درد سے بے تاب ہوا۔ باقیات ص۴۳۰، نوادر اقبال ص۶۹، سرود ص۱۵۱

غزل کے نو۹ اشعار ہیں۔ نوادرِ اقبال نے اسے کلیاتِ اقبال (حیدر آباد) کے حوالے سے شامل کیا ہے۔ اس غزل میں خود اور عقل وعشق کے مضامین اس کے ۱۹۱۵ء- ۱۹۱۶ء کے زمانے کا کلام ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ متن کے متعدد اختلافات دیکھنے میں آئے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۲	جوشِ ایمان	نوادرِ اقبال + جہانِ اقبال	جوشِ ایماں	ترکیب، سرود رفتہ
۵	نورِ ایماں	سرود رفتہ + باقیات	نورِ عرفاں	جہانِ اقبال + نوادرِ اقبال
۷	ہے زلزلہ	باقیات	ہو زلزلہ	سرود + نوادرِ اقبال
۸	شہنشاہِ عشق	سرود	شہنشاہ جہاں	جہانِ اقبال + نوادرِ اقبال
۹	پر ضرورت ہوئی پوری تو خدا	سرود + باقیات	جو ضرورت ہوئی بس پوری خدا	نوادرِ اقبال + جہانِ اقبال

۷: غزل :- ع جہاں زندگی ہے وہاں آرزو ہے۔ سرود رفتہ ۱۵۲، باقیات ص۴۱۳، گیان چند نے اس غزل کو اپنی کتاب "ابتدائی کلام اقبال" میں شامل کیا ہے۔ اور اس کا زمانہ تصنیف ۱۹۰۳ء قیاس کیا ہے[1] گیان چند کا یہ بیان درست نہیں۔ یہ غزل ابتدائی زمانے کی نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اس میں ایک جگہ لفظ خودی آیا ہے۔ لہٰذا ہمارے خیال میں یہ غزل ۱۹۱۵ء کے بعد کے زمانے کی ہے۔ "نوادرِ اقبال" میں غزل کا آخری مصرع درست طور پر نقل نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں۔

۸: غزل :- ع ٹوٹ کر آئینہ سکھلا گیا اسرار حیات، روزگار فقیر ص۲۹۶، باقیات ص۵۸۶، سات اشعار کی اس غزل کا اوّلین ماخذ بیاض اعجاز ص۶۸ ہے۔ گیان چند نے اسے قیام یورپ کی بعد کی غزل بتایا ہے۔ لیکن صحیح سنہ تحریر نہیں کیا۔ اس کی تصدیق علامہ کی قلمی "بیاض چہارم" سے بھی ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے اس غزل کا سنہ تحریر ۱۹۱۸ء قرار پاتا ہے۔ متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں۔

۹: غزل :- ع کھول دروازۂ خلوت گر ناز اے ساقی، روزگار فقیر ص۳۰۲، باقیات ص۵۹۲، دوسری کئی غزلوں کی طرح اس کا اوّلین ماخذ بھی "بیاض اعجاز" ہے۔ جہاں سے "روزگار فقیر" کے مرتب نے اسے نقل کیا۔ "باقیات" کے مرتب کا ماخذ "روزگار فقیر" ہے۔ چونکہ یہ غزل علامہ کی بیاض چہارم میں موجود ہے اور اس بیاض کا تمام کلام ۱۹۱۸ء کے بعد کا ہے۔ اس لحاظ سے راقم نے اسے اوپر والی غزل کے ساتھ رکھا ہے۔ بیاض مذکورہ میں غزل کی نشست کے اعتبار سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس غزل کا زمانہ تصنیف ۱۹۱۹ء یا ۱۹۲۰ء ہے۔ "بیاض چہارم" میں اس غزل کا ایک ایسا شعر درج ہے جو "باقیات" اور "روزگار فقیر" میں درج نہیں۔ شعر درج ذیل ہے ؎

صورتِ سنگ میں ہے جلوہ رعنی مستور   آنکھ کھلتی ہے تو، پوچھا ہے مجاز اے ساقی

متن کا ایک اختلاف قابل ذکر ہے۔ شعر نمبر ۵ کا دوسرا مصرع "روزگار فقیر" کے مرتب نے بیاض اعجاز سے درست طور پر نقل نہیں کیا۔ چنانچہ یہ غلطی باقیات کے مرتب نے دہرا دی ہے۔ صحیح مصرع یوں ہے ع

مے وہے خوارہ و مینا ہے مجاز اے ساقی

---

[1] ابتدائی کلام ص۳۳۶

اس مصرع کی تصدیق علامہ کی قلمی بیاض (چہارم) سے بھی ہوتی ہے۔

۱۰:- غزل:- ع قدسیوں کو رشک اس جمعیتِ ~~پر~~ غاطر پہ ہے۔ روز گارِ فقیر ص۳۰۸، چار اشعار کی اس غزل کا اوّلین ماخذ "بیاض اعجاز" ہے۔ جہاں سے "روزگارِ فقیر" کے مرتب نے اسے نقل کیا۔ اس بیاض میں غزل کی نشست سے اس کا زمانۂ تصنیف ۱۹۲۰ء قرار پاتا ہے۔ متن کا کوئی اختلاف دیکھنے میں نہیں آیا۔

۱۱:- غزل:- ع نقش ہے تقدیر تیرے خامۂ تدبیر کا، روز گارِ فقیر ص۳۰۶ - نامکمل غزل کے دو اشعار ہیں۔ جنہیں روز گارِ فقیر کے مرتب نے بیاضِ اعجاز سے حاصل کیا۔ اشعار کا زمانہ تصنیف معلوم نہیں۔ تاہم گیان چند نے بھی اس غزل کو قیام یورپ کی تصنیف قرار دیا ہے[۱]۔ اشعار کی پختگی کے پیشِ نظر ہم نے اسے یہاں رکھا ہے۔ متن کا ایک اختلاف قابلِ ذکر ہے۔ روزگار فقیر کے مرتب نے آخری مصرعے میں "محبوب" لکھا ہے حالانکہ شیخ اعجاز احمد کی بیاض میں یہ لفظ "معشوق" ہے۔ فقیر سید وحید الدین اس تصرف کے مجاز نہیں تھے۔

۱۲:- غزل:- حقیقت میں وردِ ابد ہے فسانہ، سرود رفتہ ص۱۵۳، باقیات ص۳۵۰، غزل میں خودی کی حفاظت اور فرنگی دنیا کے فسوں کا ذکر کیا گیا ہے جو اسے دوسرے دور کی غزلوں میں شامل کرتا ہے۔

متن کے اختلافات درج ذیل ہیں۔

شعر نمبر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۳	تجھ	نوادرِ اقبال	مجھ	سرودِ رفتہ
۴	شاطرانہ	نوادرِ اقبال	ساحرانہ	سرودِ رفتہ
۶	فسانہ	باقیات	خزانہ	سرودِ رفتہ

۱۳:- غزل:- ع میرے نالے تو ایسے تھے کہ پتھر بھی پگھل جاتے۔ روزگار فقیر ص۳۰۶، باقیات ص۵۰۳ کسی نامکمل غزل کے ان دو اشعار کا ماخذ اوّلین "شیخ اعجاز احمد" کی بیاض ہے۔ متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں۔ اس کا سنہ تصنیف معلوم نہیں لیکن "بیاض اعجاز" میں یہ ان اشعار کے قریب درج ہے جو ۱۹۱۹ء یا ۱۹۲۰ء کے زمانے کی تخلیق ہیں۔

غزلوں کے متروکات کی وجوہ

دورِ دوم کی زیرِ نظر غزلوں کو متروک قرار دینے کی وجوہ ان وجوہ سے مختلف نہیں ہیں جن کا ذکر دورِ اوّل کی غزلوں کے متروکات کے ضمن میں کیا جا چکا ہے۔ ان تیرہ ۱۳ غزلوں میں بارہ ۱۲ غزلیں ایسی ہیں جو اقبال کی بیاضوں میں نہیں پائی جاتیں جبکہ نو ۹ غزلیں ایسی ہیں جن کا اوّلین ماخذ "روزگارِ فقیر" ہے۔ "روزگار فقیر" نے یہ غزلیں شیخ اعجاز احمد کی بیاض سے نقل کیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ علامہ کے پاس ان غزلوں کا ریکارڈ موجود نہیں تھا۔ ممکن ہے بانگِ درا کی ترتیب سے پہلے ہی انہیں ضائع کر دیا گیا ہو۔ غزل نمبر ۳، ۵، ۱۱ اور ۱۳ مکمل نہیں کی جا سکی تھیں۔ علامہ کا مجموعی رویّہ یہ رہا ہے کہ وہ غزل کے لئے چار ۴ اشعار ضروری خیال کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے مذکورہ بالا غزلیں غزل کی تعریف پر پوری نہ اترتی تھیں۔ باقی غزلوں کے ترک کرنے کی وجوہ یہ ہو سکتی ہیں ←

غزل نمبر۱: اگرچہ تیرہ[۱۳] اشعار پر مشتمل ہے لیکن اس میں مشکل سے تین شعر یا چار، ایسے نکل سکتے تھے جنہیں بانگ درا میں شامل کیا جا سکتا۔ ان اشعار میں سے بعض اشعار علامہ کے فلسفیانہ مسلک کے خلاف تھے مثلاً یہ شعر

شبِ سیاہ میں تو ہے مہ منیر ہیں تو کہیں نہاں ہے ترا حسن اور کہیں پیدا

۱۹۲۳ء میں علامہ وحدت الوجودی تصورات کو کیسے پسند کر سکتے تھے؟ مزید براں غزل میں ایسے اشعار بھی خاصی تعداد میں موجود ہیں جن میں "محبت" کے بارے میں عامیانہ خیالات کو پیش کیا گیا ہے۔ اس کے نتیجہ میں اس غزل کے اشعار میں فلسفیانہ گہرائی پیدا نہیں کی جا سکی۔ **غزل نمبر۲:** میں معیاری اشعار کی تعداد دو یا تین سے زیادہ نہ تھی۔ لہٰذا یہ غزل بھی اقبال کے کڑے انتخاب کی زد میں آ گئی۔ **غزل نمبر۶:** میں تین چار اشعار عمدہ نکل سکتے تھے۔ لیکن مطلع اور مقطع غالباً پسند نہیں آیا۔ **غزل نمبر۷:** بحیثیت مجموعی زیادہ معیاری نہ تھی۔ ساتویں شعر میں وحدت الوجودی خیال موجود ہے۔ **غزل نمبر۸:** کے اشعار نمبر ۳، ۴، ۵ اور ۶ بہت عمدہ تھے۔ چنانچہ اس غزل کو ترک کرنے کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ شاید مطلع اور مقطع کی وجہ سے اس غزل کا انتخاب نہیں ہو سکا۔ **غزل نمبر۹:** میں ایک دو کے علاوہ کوئی شعر ایسا نہ تھا جو بانگ درا کی شاعری کے معیار پر پورا اترتا۔ **غزل نمبر۱۰:** میں مطلع اور مقطع عمدہ تھے اور ایسے اشعار کی کمی بھی نہیں تھی جو علامہ کے معیار کے مطابق ہوں۔ اس لئے اگر انتخاب کر لیا جاتا تو پانچ[۵] چھے[۶] اشعار کی غزل شامل کی جا سکتی تھی۔ اس امر کا قوی امکان ہے کہ انتخاب کے وقت یہ غزل علامہ کے سامنے موجود ہی نہ ہو۔

غزلوں کا مجموعی جائزہ

دورِ دوم کی متروکہ غزلوں کی تعداد ۱۳ ہے۔ انہیں پڑھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ابھی بدلتے ہوئے نظریات نے کوئی مستقل قالب اختیار نہیں کیا۔ چنانچہ دورِ اول کے بعض رجحانات بھی اس دور میں موجود ہیں۔ اس ضمن میں اس غزل کی طرف اشارہ کرنا مناسب ہوگا جس کا پہلا مصرع ہے

عیاں ستارے ہویدا فلک زمیں پیدا اس غزل میں ہندوستان میں بسنے والی اقوام کے باہمی اتفاق پر زور دیا گیا ہے۔ غزل کے بعض اشعار سے وحدت الوجودی تصورات کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ تاہم تصورات کے ساتھ ساتھ بعض ایسے اشعار بھی موجود ہیں جو علامہ کے بدلتے ہوئے تصورات سے ہم آہنگ ہیں ان میں تلمیحات کا استعمال بھی ہے۔ بعض غزلیں دو یا تین اشعار پر مشتمل ہیں جنہیں ہم نامکمل غزلیں کہیں

بانگِ درا کے دورِ دوم کی غزلوں کے متروکہ اشعار

بانگِ درا میں شامل دورِ دوم (۱۹۰۹ء - ۱۹۲۴ء) کی صرف پانچ غزلوں میں ترمیمات ہوئیں ۔ نو اشعار منسوخ کیے گئے ۔ ان غزلوں کے متروکہ اشعار کی فہرست درج ذیل ہے ۔

نمبر شمار	پہلا مصرع	بانگِ درا صفحہ	مدوّن	غیر مدوّن / غیر مطبوعہ
۱	اے بادِ صبا کملی والے سے جا کہیو پیغام مرا	۲۷۷	–	۱ مصرع
۲	یہ سرودِ قمری وبلبل فریبِ گوش ہے	۲۷۸	۴	–
۳	نالہ ہے بلبلِ شوریدہ ترا خام ابھی	۲۷۸	۲	–
۴	پردہ چہرے سے اُٹھا انجمن آرائی کر	۲۷۹	۱	–
۵	کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں	۲۸۰	۱	۱

ان غزلوں کے متروکات کا جائزہ درج ذیل ہے ۔ اس جائزے میں غزلوں کے صرف اہم مآخذ کا ذکر کیا گیا ہے ۔ تفصیل ضمیمہ ۳ میں دیکھی جا سکتی ہے ۔

۱:- **غزل** بانگِ درا صفحہ ۲۷۷ : ع اے بادِ صبا کملی والے سے جا کہیو پیغام مرا ، بیاضِ اعجاز صفحہ ۳۰ ، بیاضِ اقبال اوّل صفحہ ۹۲

ہر دو ماخذوں میں ایک مصرع زائد ہے ۔ شاید علامہ اس شعر کو مکمل نہ کر سکے ۔ مصرع یہ ہے ؎

ساقی بھی گیا ، محفل بھی گئی ، صہبا بھی گئی ، مینا بھی گئی [یہ مصرع آخری شعر سے پہلے تھا]

۲:- **غزل** بانگِ درا صفحہ ۲۷۸ ع یہ سرودِ قمری وبلبل فریبِ گوش ہے ۔ روزگارِ فقیر صفحہ ۲۹۳ ، بیاضِ اعجاز ، بیاضِ اقبال اوّل صفحہ ۹۲ ۔ غزل میں دس۱۰ اشعار تھے ۔ چھے۶ اشعار بانگِ درا میں اور چار۴ اشعار روزگارِ فقیر میں درج ہیں ۔ متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں ۔

۳:- **غزل** بانگِ درا صفحہ ۲۷۸ ع نالہ ہے بلبلِ شوریدہ ترا خام ابھی ، باقیات صفحہ ۴۴۹ ، سرودِ رفتہ ۱۵۵ ، بیاضِ اعجاز صفحہ ۲۳ ۔ غزل میں گیارہ اشعار تھے جن میں سے دو متروک قرار دیے گئے ۔ یہ اشعار رختِ سفر صفحہ ۱۰۳ ، نوادرِ اقبال صفحہ ۲۹۶ اور سرودِ رفتہ میں شامل ہیں ۔ متن کا کوئی قابلِ ذکر اختلاف موجود نہیں ۔

۴:- **غزل** بانگِ درا صفحہ ۲۷۹ ع پردہ چہرے سے اُٹھا انجمن آرائی کر ، روزگارِ فقیر صفحہ ۳۱۹ ، اس غزل کا ایک ہی متروکہ شعر ہے جو روزگارِ فقیر میں درج ہے ۔ بیاضِ اقبال (متفرق) میں اس شعر کی ایک صورت یوں درج ہے ۔ شاید یہ ابتدائی شکل ہو ؎

دل کو یک بین و یک اندیش تو کرے پہلے پھر جو ہو ذوقِ نظر آنکھ کو ہر جائی کر

۵:- **غزل** بانگِ درا صفحہ ۲۸۰ ع کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں ، رختِ سفر صفحہ ۔ اس غزل کے دو اشعار شیخ اعجاز احمد کی بیاض (صفحہ ۔) پر درج ہیں ۔ رختِ سفر میں صرف ایک شعر درج ہے ؎

کوئی جا کے مسلمِ خستہ جاں کو سنائے میرا پیام یہ جو وطن ہے دشمنِ آبرو تو اماں ہے ملکِ حجاز میں

بیاضِ اعجاز میں دوسرا شعر ، ترتیب کے لحاظ سے ساتویں نمبر پر ہے ۔ شعر درج ذیل ہے ؎

مجھے کیا بتائیے ہم نشیں ہمیں موت میں جو مزا ملا نہ ملا مسیح و خضر کو بھی وہ نشاطِ عمرِ دراز میں

حیرت ہے کہ " روزگارِ فقیر " کے مرتب نے بیاضِ اعجاز سے استفادہ کرنے کے باوجود اس شعر کی نشاندھی نہیں کی ۔

* ترک کا سبب ظاہر ہے لفظ " خضر " میں ' ض ' متحرک ہو گیا تھا ۔ یہی وجہ ہے کہ اس شعر کو غزل میں شامل نہیں کیا ۔

املا اور تلفظ کے لحاظ سے خَضِر اور خِضر دونوں صحیح ہیں (اردو دائرۂ معارف ، جلد ۸ صفحہ ۹۲)

قطعات و رباعیات

دوسرے دور کے قطعات و رباعیات کی تعداد نو[۹] ہے۔ ان میں بائیس[۲۲] اشعار ہیں۔ ان قطعات میں تین[۳] ہنوز غیر مطبوعہ ہیں۔

نمبر شمار	عنوان	پہلا شعر	مدون اشعار	غیر مدون / غیر مطبوعہ
۱	رباعی	پتھر ہے اگر علم سے بے گانہ ہے	–	۲
۲	بنائے قومیت	تو مفلس ہیں تو تجھ سے کیا کام ؟	۲	–
۳	طاہر شام	لبریز ہے سرود سے تیرے سکوتِ شام	۲	–
۴	–	اے حبابِ بحر اے پروردۂ دامانِ موج	۳	–
۵	–	بجلی کی زد میں آتے ہیں پہلے وہی طیور	۳	–
۶	–	گم گشتۂ کنعاں ہے اے خوگرِ زنداں تو	–	۲
۷	مکافاتِ عمل	ہر عمل کے لئے ہے ردِ عمل	۴	–
۸	جلیانوالہ باغ امرتسر	ہر زائرِ چمن سے یہ کہتی ہے خاکِ باغ	۲	–
۹	رباعی	گردوں کو کوئی زیر کر سکتا ہے ؟	–	۲

ذیل میں ان قطعات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

۱: رباعی :- ع پتھر ہے اگر علم سے بیگانہ ہے - ماہِ نو اقبال نمبر۷۷، ص۳۵۶، اکبر علی خان نے خورشید الحسن کی بیاض سے نقل کر کے ماہِ نو میں شائع کی، خورشید الحسن کا ماخذ کیا ہے - اس کا علم نہیں ہو سکا۔ تاہم یہ رباعی ضرور کسی جگہ شائع ہوئی ہوگی - باقیات کے کسی مجموعے میں شامل نہیں - لہٰذا غیر مدون ہے - اشعار یہ ہیں۔

پتھر ہے اگر علم سے بے گانہ ہے۔ بے عقل ہے، بے ہوش ہے، دیوانہ ہے۔
کیا لہو و لعب میں آبرو پائے گا نادان چھلکنے کو یہ پیمانہ ہے۔

۲: بنائے قومیت :- ع تو مفلس ہیں تو تجھ سے کیا کام ؛ باقیات ص۲۰۷، بیاضِ اعجاز ص۱۳۸، علامہ نے یہ رباعی ۱۶- اپریل ۱۹۱۲ء کو انجمن حمایتِ اسلام کے ستائیسویں[۲۷] سالانہ اجلاس میں نظم شمع اور شاعر سنانے سے پہلے پڑھی - بیاضِ اعجاز میں یہ قطعہ موجود ہے لیکن دوسرا مصرع اسی طرح درج ہے ع

گر جیب میں زر نہیں تو زن سے کیا کام

۳: طاہر شام :- ع لبریز ہے سرود سے تیرے سکوتِ شام ، روزگارِ فقیر ص۳۴۷، باقیات ص۲۷۱، مذکورہ بالا ماخذ کے علاوہ یہ بیاضِ اعجاز ص۲۰۷ اور بیاضِ اقبال اوّل ص۹۸ پر بھی موجود ہے - باقیات میں اس کا عنوان "سکوتِ شام" درج ہے - جو درست نہیں - متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں - قطعے کی بیاضِ اقبال میں نشست کے پیشِ نظر اس کا زمانۂ تصنیف ۱۹۱۲ء متعین کیا گیا ہے۔

۱۴۔ **قطعہ**:۔ ع اے حبابِ بحر اے پروردہ دامانِ موج ، نوادرِ اقبال ص۲۹۶ ، کلیاتِ اقبال حیدرآباد ص۲۲
تین اشعار پر مشتمل اس قطعے کا ماخذ حیدرآباد سے چھپنے والا کلیات ہے۔ زمانہ تصنیف غالباً ۱۹۱۵ء ہے۔

۱۵:۔ **قطعہ**:۔ ع مجلس کی خدمت میں آتے ہیں پہلے وہی ملیور ، تبرکاتِ اقبال ص۲۶ ، روزگارِ فقیر ص۲۰۹ ، باقیات ص۶۰۷
ان اشعار کا اوّلین ماخذ تبرکاتِ اقبال اور بیاضِ اعجاز ہے۔ اکبر علی خان نے "چند نوادر" کے نام سے اسے ماہِ نو کے اقبال نمبر ۱۹۷۷ء (ص۳۵) میں شائع کرایا۔ اولاً یہ اشعار مخزن کی فروری ۱۹۱۷ء کی اشاعت میں منظرِ عام پر آئے ان اشعار کے ساتھ مدیر کا نوٹ تھا "ذیل میں ترجمانِ حقیقت ڈاکٹر اقبال کے دو تین شعر درج کیے جاتے ہیں جو انہوں نے ۲۷ جنوری ۱۹۱۷ء کو بزم اردو کے جلسہ میں سنا کر حاضرین پر بے خودی طاری کر دی (ایڈیٹر مخزن)"

۱۶۔ **قطعہ**:۔ ع گم گشتہ کنعاں ہے ، اے خوگرِ زنداں تو ، انوارِ اقبال ص۵۹۶ ، اس کا واحد ماخذ "انوارِ اقبال" ہے۔ معلوم نہیں اس مجموعے کے مرتب نے یہ قطعہ کہاں سے نقل کیا؟ بہرحال دو اشعار کا یہ قطعہ باقیات کے کسی مستقل مجموعے میں موجود نہیں۔ لہٰذا غیر مدون ہے۔

گم گشتۂ کنعاں ہے اے خوگرِ زنداں تو ۔۔۔ ہستی کے خیاباں میں ہر پھول زلیخا ہے۔
چاہے تو بدل ڈالے ہیئت چمنستاں کی ۔۔۔ تو ہستیٔ بینا ہے، دانا ہے، توانا ہے۔

یہ قطعہ کشن پرشاد کے نام خط محررہ یکم اکتوبر ۱۹۱۳ء میں بھی درج ہے۔ اس سے اس کا زمانۂ تصنیف بھی معلوم ہوتا ہے۔

۱۷: **مکافاتِ عمل**:۔ ع ہر عمل کے لیے ہے ردِ عمل ، رختِ سفر ص۱۳۵ ، باقیات ص۲۳۰ ، نوادرِ اقبال ص۱۹۴ ، رسالہ نظام کی فروری ۱۹۱۹ء اور انتخاب لاجواب کی ۲۸ فروری ۱۹۱۹ء کی اشاعت میں شائع ہوا۔ اس لحاظ سے اس قطعے کا زمانہ تحریر ۱۹۱۹ء قرار پاتا ہے۔ متن کا ایک اختلاف موجود ہے۔ رختِ سفر میں پہلے شعر کا دوسرا مصرع یوں درج ہے کہ

دہر میں عیش کا جواب ہے نیش ، جو ظاہر ہے درست نہیں۔

۱۸: **جلیانوالہ باغ امرتسر**:۔ نوادرِ اقبال ص۲۹۴ ، رختِ سفر ص۱۵۹ ، باقیاتِ اقبال ص۲۳۱
ع ہر زائرِ چمن سے یہ کہتی ہے خاکِ باغ ، باقیاتِ اقبال کے مرتب نے پہلے مصرعے میں "خاکِ پاک" لکھا ہے جو درست نہیں۔ صحیح ترکیب "خاکِ باغ" ہے جس کی تصدیق "نوادرِ اقبال" اور "رختِ سفر" سے ہوتی ہے۔ بیاضِ اعجاز میں بھی "باغ" درج ہے۔

۱۹:۔ **رباعی**:۔ ع گردوں کو کوئی زمیں کر سکتا ہے ، بیاضِ اقبال سوم ، اقبال کی یہ رباعی ہنوز غیر مطبوعہ ہے تاہم بیاض مذکورہ سے اسے قلمزد کر دیا گیا تھا ۔ اشعار درج ذیل ہیں۔

گردوں کو کوئی زمین کر سکتا ہے ۔۔۔ حکمت جو ہے مشین کر سکتا ہے۔
ٹکڑے ٹکڑے وہ چین کر سکتا ہے ۔۔۔ جو ایک کو تین تین کر سکتا ہے۔

اس رباعی کی بازگشت علامہ کے اس ظریفانہ قطعہ میں موجود ہے جو بانگِ درا (ص۲۸۳) میں موجود ہے اس قطعہ کا پہلا مصرع یہ ہے کہ مشرق میں اصول دین بن جاتے ہیں۔

ترک کرنے کی وجوہ:-

قبل ازیں جن قطعات و رباعیات کا ذکر کیا گیا ہے ان میں چھے قطعات اور تین رباعیات ہیں۔ انہیں ترک کرنے کی وجوہ بھی وہی ہیں جن کا ذکر دوسرے کلام کے ضمن میں کیا جا چکا ہے۔ یہ قطعات و رباعیات کسی ہنگامی واقعے کی پیداوار تھیں اور فنی لحاظ سے اس قابل نہ تھیں کہ انہیں بانگ درا میں شامل کیا جاتا۔ بانگ درا میں اس طرح کا کوئی قطعہ شامل ہی نہیں کیا گیا۔ تاہم بعض قطعہ نما نظمیں بانگ درا میں ضرور شامل کی گئیں۔

قطعات و رباعیات کی تعداد نو ہے جن میں تین رباعیاں ہیں جو رباعی کے مخصوص اوزان میں ہیں۔ ان کے موضوعات سبق آموز ہیں روایت کے برعکس ان کے آخری مصرعے خاصے سست ہیں جن کی وجہ سے وہ تاثر پیدا نہیں ہو سکا جو رباعی کے ساتھ مخصوص ہے۔

"ظاہرِ شام" میں فطرت کی منظر کشی کے عمدہ نمونے فراہم کیے گئے ہیں۔ قطعہ بمہ اے حبابِ بحر اے پیرورِ دامانِ موج میں شاعر یہ خیال پیش کرتا ہے کہ ایک دفعہ مر جانے کے بعد ہمیشہ کی زندگی ہو گی اور پھر کبھی مرنا نہیں ہو گا۔ قطعہ بمہ بجلی کی زد میں آتے ہیں پہلے وہی طیور میں بعض خوبصورت باتیں کی گئی ہیں مثلاً دنیا میں رہنے کے لیے طویل المعیاد منصوبے نہیں بنانے چاہییں۔ دوم یہ کہ اگر انسان کے اندر تمنا جوان ہو تو زندگی بہتر انداز میں گزاری جا سکتی ہے، آخری شعر میں ایک اہم بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جو لوگ زندگی میں سود و زیاں کے چکر میں پڑ جاتے ہیں انہیں موت جلد آ لیتی ہے۔ قطعہ بمہ تم گشتۂ کنعاں ہے.... الخ میں خودی کی وسعتوں کا ذکر کیا گیا ہے اور انسان کو صانع قرار دیا گیا ہے۔

اقبال کی ظریفانہ شاعری

دورِ دوم کے غیر مدوّن / مختر قطعات کی تعداد تیس[۳۰] ہے۔ ان میں تراسی[۸۳] اشعار ہیں۔ چھیاسٹھ اشعار باقیات کے مختلف مجموعوں میں پہلے سے موجود تھے۔ سترہ[۱۷] اشعار کا اضافہ ہم نے کیا ہے۔ ان غیر مدوّن اشعار کا اہم ماخذ اقبال کی بیاضیں ہیں۔ اس کلام کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	پہلا مصرع	مدون اشعار	غیر مدون/غیر مطبوعہ
۱	اخبار میں یہ لکھتا ہے لندن کا پادری	۴	—
۲	بختِ مسلم کی شبِ تار سے ڈرتی ہے سحر	۲	—
۳	ہند کی کیا پوچھتے ہو اے حسینانِ فرنگ	۶	—
۴	عمل عاشقوں کے ہیں بے طور سارے	۳	—
۵	جنابِ شیخ کو بلواؤ خاص لندن کی	۳	—
۶	بنی خوب جن کے ہاتھوں	۳	—
۷	مندمل زخمِ دلِ بنگال آخر ہو گیا	۲	—
۸	گاندھی سے ایک روز یہ کہتے تھے مالوی	۶	—
۹	کہی اچھی نقیبِ انجمن نے	۲	—
۱۰	اتنی خدمت کی ہے خلق اللہ کی	۴	—
۱۱	دستور تھا کہ ہوتا تھا پہلے زمانے میں	۲	—
۱۲	انساں ہوئے مہذب لیکن مزہ تو جب ہے	۲	—
۱۳	محنت و سرمایہ دنیا میں صف آرا ہو گئے	۳	—
۱۴	ہے قوم جسم سلطنت اس میں ہے مثلِ روح	۷	—
۱۵	آساں ہے اب تو ہندو و مسلم کا اتحاد	۳	—
۱۶	ہر محکمے میں عہدے تقسیم ہوں برابر	۲	—
۱۷	یوں مسئلہ زبان کا حضرت نے حل کیا	۲	—
۱۸	اقبال نے مزاج جو پوچھا تو شیخ نے	۲	—
۱۹	اغراض مختلف کی ہے پیکار ہند میں	۲	—
۲۰	ممکن نہیں کہ ایک ہی بازار میں چلیں	۲	—
۲۱	ووٹوں پہ منحصر نہیں کونسل کی ممبری	۲	—
۲۲	انساں نے سیکڑوں جم و دارا کیے پسند	۲	—
۲۳	باہر ہوئے جاتے ہو کیوں جامے سے؟	—	۲ غیر مدون
۲۴	اک ینگ پارٹی ہے اس انجمن میں ایسی	—	۳ غیر مطبوعہ
۲۵	کچھ یونیورسٹی میں ڈوبا، جو باقی تھا بلقان گیا	—	۲ غیر مطبوعہ
۲۶	ہاتھوں سے اپنے دامنِ دنیا نکل گیا	—	۲ 〃
۲۷	مضمون اگر کہے بنگالی اخباروں میں چھپواتے ہیں	—	۲ 〃
۲۸	اسمِ اعظم کا وہ ذکرِ صبح گاہی اب کہاں	—	۲ 〃
۲۹	جامع و مانع کوئی تعریفِ مسلم چاہیے	—	۲ 〃
۳۰	ہندوستاں میں جزوِ حکومت ہیں کونسلیں	—	۲ 〃

مکمل ظریفانہ قطعات

۱۔ قطعہ ؎ اخبار میں یہ لکھتا ہے لندن کا پادری ۔ سرود ص۲۲۹، باقیات ص۵۹، رختِ سفر ۱۴۲

کتاب "ترانۂ قوم" میں اس قطعے کا عنوان یوں درج ہے "بلّی کا چوہے کو پیام اتحاد"

متن کا ایک ہی اختلاف ہے۔ آخری مصرعہ "رختِ سفر" نے یوں لکھا ہے

؎ چوہے کو بلّی دیتی ہے پیغام اتحاد ۔ یہ مصرع درست ہیں ہے۔ بیاضِ چہارم (ص۸) میں

یہ شعر یوں درج ہے ؎ یہ بات سن کے خوب کہا شاہنواز نے

بلّی چوہے کو دیتی ہے پیغام اتحاد ۔ سرود اور باقیات میں مصرع اولیٰ غلط درج ہے۔

۲۔ قطعہ ؎ بختِ مسلم کی شبِ تار سے ڈرتی ہے سحر۔ سرودِ رفتہ ص۲۲۹ باقیات ص۶۰ بیاضِ سوم ص۵۷

رختِ سفر اور باقیات میں "یہ شب دیدہ آہو" کے بجائے "شبِ دیدۂ آہو" لکھا ہے جو درست ہیں۔ سرود کا متن

بیاضِ اقبال کے عین مطابق ہے۔

۳۔ قطعہ ؎ ہند کی کیا پوچھتے ہو اے حسینانِ فرنگ ، سرود ص۲۲۹، باقیات ص۶۰ ؛ بیاضِ چہارم ص۶

پنجاب میں مسلمانوں کا کوئی انگریزی اخبار نہ تھا "تحریکِ خلافت" کے دوران اس کی کمی شدت محسوس کی گئی

لاہور کے چند مسلم نوجوانوں نے "مسلم آؤٹ لک" جاری کرنے کا فیصلہ کیا تو علامہ نے اس موقع پر یہ اشعار کہے [1]

چھ اشعار کے اس قطعہ میں متن کا ایک ہی اختلاف ہے۔ پانچویں شعر میں "کی" کے بجائے "کے" ہونا چاہیے [2]

۴۔ قطعہ ؎ مکمل عاشقوں کے ہیں بے طور سارے ، سرود ۲۳۰، باقیات ۶۱، بیاضِ چہارم ص۶

تیسرا مصرع سرودِ رفتہ میں غلط طور پر درج ہے۔ بیاضِ اقبال کے مطابق یہ مصرع یوں ہونا چاہیے ۔

؎ سلامت مجھے میرا فیجی، یوگنڈا

۵۔ قطعہ ؎ پٹّی خوب حسن کے ہاتھوں نفیس ، سرود ۲۳۱، باقیات ۶۱، بیاضِ اجازت ص۳۶۷

تین اشعار کے اس ظریفانہ قطعے میں متن کا کوئی اختلاف موجود ہیں۔

۶۔ قطعہ ؎ جنابِ شیخ کو بلواؤ خاص لندن کی ، سرود ۲۳۱، باقیات ۶۲، بیاضِ سوم ص۵

متن کا کوئی اختلاف موجود ہیں

۷۔ قطعہ ؎ مندمل زخمِ دلِ بنگال آخر ہوگیا۔ سرود ۲۳۳، باقیات ۶۳

۱۹۱۱ء میں جارج پنجم نے تقسیمِ بنگال کی تنسیخ کا اعلان کیا اور دارالخلافہ کلکتہ سے دہلی لائے گویا بنگالیوں کو

جوتی مل گئی لیکن اُن کی پگڑی چھن گئی۔ سرودِ رفتہ میں اس قطعے میں "دھوتی" لکھا ہے۔ صحیح لفظ "جوتی" ہے۔ [3]

مزید براں تیسرے مصرعے میں یعنی "تو" لکھا ہے۔ صحیح لفظ "آج" ہے۔

۸۔ قطعہ ؎ کہا گاندھی سے اک روز یہ کہتے تھے مالوی سرود ۲۳۲، باقیات ۶۵

یہ قطعہ "زمیندار" کی ۱۳ نومبر ۱۹۲۱ء کی اشاعت

میں شائع ہوا۔ متن کے اختلافات درج ذیل ہیں۔

---

[1] اقبال کے ہم نشین ص ۱۳۹۔ [2] بیاضِ چہارم ص۶

[3] عکس قطعہ ہذا مشمولہ "اقبال" از عطیہ بیگم ص۱۲۱

صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح کر دیا گیا

موزوں ہیں

شعر	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۳	اور ادھر زرہ	ذکرِ اقبال	اور زرہ ادھر	سرودِ رفتہ، بیاضِ اعجاز
"	عرض تو تھا	علیاتِ اقبال حیدرآباد	عرض ہو چلا	"

۹۔ قطعہ کہی اچھی نقیبِ انجمن نے۔ سرود ۲۳۳، باقیات ۲۶۶

انجمن حمایتِ اسلام میں تفرقہ بازی کے نتیجے میں دو سیکریٹری میر شمس الدین اور شیخ عبدالعزیز کام کر رہے تھے۔ اشارہ اسی طرف ہے۔ متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں۔

۱۰۔ قطعہ: ع انہی خدمت کی ہے خلق اللہ کی۔ سرود ۲۳۳، باقیات ۴۶۶ بیاض چہارم ص ۶

متن کا ایک ہی اختلاف ہے۔ سرودِ رفتہ میں تیسرے شعر میں "کب ہیں" لکھا ہے۔ جب کہ بیاض میں "کب ہے" درج ہے۔

۱۱۔ قطعہ ع دستور تھا کہ ہوتا تھا پہلے زمانے میں | سرود ۲۳۴، رختِ سفر ۱۵۱، بیاض سوم ص ۱۰

بیاضِ اقبال میں پہلا مصرع یوں درج ہے

ع عہدِ کہن میں اور تھے اقسام خوف کے۔

۱۲۔ قطعہ ع انساں ہوئے مہذب لیکن سزہ تو جب ہے | سرود ۲۳۴، باقیات ۴۶۷ بیاض سوم ص ۲

بیاضِ اقبال کے مطابق چوتھے مصرعے میں "سمجھائی" کے بجائے "سمجھا میں" ہونا چاہیے۔

۱۳۔ قطعہ ع محنت و سرمایہ دنیا میں صف آرا ہو گئے۔ باقیات ۴۶۳۔

یہ قطعہ سب سے پہلے صوفی دسمبر ۱۹۲۱ء میں "لشکرِ یاجوج ماجوج" کے عنوان سے شائع ہوا۔

متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں۔

۱۴۔ قطعہ ع ہے قوم جسم سلطنت اس میں ہے مثلِ روح۔ باقیات ۴۶۸، روزگارِ فقیر ۳۱۳

سات اشعار کا یہ قطعہ "زمانہ کانپور جولائی ۱۹۲۰ء میں شائع ہوئے۔ متن کا کوئی قابلِ ذکر اختلاف موجود نہیں۔

۱۵: قطعہ ع آساں ہے اب تو ہندو مسلم کا اتحاد باقیات ۴۶۸، روزگارِ فقیر ۳۱۲

اولاً یہ قطعہ سخن سنج لکھنؤ کی اشاعت اکتوبر ۱۹۲۰ء میں شائع ہوا۔

۱۶۔ قطعہ ع ہر محکمے میں عہدے تقسیم ہوں برابر: باقیات ۴۶۹، روزگار ۳۱۲، بیاض سوم ص ۲

رختِ سفر میں تیسرے مصرعے میں لفظ "پولس" کے بجائے پولیس لکھا ہے جو درست نہیں۔

چوتھے مصرعے میں "افسر" کی جگہ پہلے لفظ نوکر لکھا تھا۔ اس پر اصلاح کرتے ہوئے "افسر" بنایا۔

۱۷ قطعہ ع یوں مسئلہ زبان کا حضرت نے حل کیا۔ باقیات ۴۶۹، روزگارِ فقیر ۳۱۵، بیاض سوم ص ۱۰

متن کا کوئی خاص اختلاف موجود نہیں تاہم "باقیات" میں آخری مصرعے میں سنس "Census" کو سنسر لکھا ہے

۱۸ قطعہ ع اقبال نے مزاج جو پوچھا تو شیخ نے باقیات ۴۷۰، روزگارِ فقیر ۳۱۳

باقیات میں "چندہ" کی جگہ "جندہ" لکھا ہے جو درست نہیں۔

۱۹۔ **قطعہ** : اغراض مختلف کی ہے پیکار ہند میں — باقیات ۲۷۰، روزگار فقیر ۳۱۳، بیاض سوم ص ۶

متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں۔

۲۰۔ **قطعہ** : ممکن نہیں کہ ایک ہی بازار میں چلیں۔ — باقیات ۲۷۰، روزگار فقیر ۳۱۴، بیاض سوم ص ۱۰

شعر لکھے ہیں۔ اگرچہ خلط انتخاب کی علامت نظر آتی ہے۔ متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں۔

---

۲۱ **قطعہ** : دونوں پہ سحر نہیں کونسل کی ممبری: — باقیات ۲۷۱، روزگار فقیر ۳۱۴، بیاض سوم ص ۹

"باقیات" کا متن بیاض کے متن سے یکساں ہے۔

---

۲۲ **قطعہ** : انساں نے سیکڑوں جم و دارا کیے پسند — باقیات ۲۷۱، روزگار ۳۱۵، بیاض سوم ص ۱۴

قطعے کا تیسرا مصرع ابتدا میں یوں لکھا : ۔

دریا رواں ، ہوا ہے بڑے ہی سکوں کے ساتھ

مصرعے میں جھول تھا لہٰذا اس مصرعے کی اصلاح کے بعد یوں کر دیا : دریائے ہست و بود کی رفتار ہے وہی۔

---

۲۳ **قطعہ** : باہر ہوئے جاتے ہو کیوں جامے سے : — اوراق گم گشتہ ص ۳۷

یہ قطعہ غیر مدوّن ہے۔ لہٰذا درج کیا جاتا ہے ؎

باہر ہوئے جاتے ہو کیوں جامے سے ——— پوچھو کسی پنڈت سے نہ علاّمے سے

میں تم کو بتاتا ہوں یونیورسٹی کیا ہے ——— پتلون کی تکرار ہے پاجامے سے

سر آغا خان کی صدارت میں برکت علی محمڈن ہال میں ایک اجلاس ہوا۔ ان دنوں اخبارات میں علی گڑھ یونیورسٹی کا بہت چرچا تھا۔ علامہ نے اس رباعی میں یونیورسٹی کے مطالبے پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے مندرجہ بالا قطعہ لکھا۔

۲۴۔ **قطعہ** : اک لیگ پارٹی ہے اس انجمن میں ایسی — بیاض سوم ص ۱

یہ ظریفانہ قطعہ ہنوز غیر مطبوعہ ہے اور علامہ کی بانگ درا کی ایک بیاض سے ماخوذ ہے۔ اشعار یہ ہیں۔ ؎

اک لیگ پارٹی ہے اس انجمن میں ایسی ——— کہنا ہے انجمن بھی نادان انجمن بھی

یہ عرض ہے جنابِ نواب سے کہ جن سے ——— قائم یہ انجمن ہے اور شانِ انجمن بھی

کالج کے نوجواں جو بگڑے تھے مل گئے ہیں۔ ——— محتاجِ مشورت ہیں پیرانِ انجمن بھی

۲۵۔ **قطعہ** : کچھ یونیورسٹی میں ڈوبا جو باقی تھا بلقان گیا۔ — بیاض سوم ص ۱، بیاض اعجاز ص ۱۱۴

دو اشعار کا یہ ظریفانہ قطعہ ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ اشعار یہ ہیں۔

کچھ یونیورسٹی میں ڈوبا جو باقی تھا بلقان گیا۔

کیا تم سے کہیں، اپریل میں جلسہ سالانہ بھی آتا ہے۔

پر جیب ہماری خالی ہے اب چندوں سے کچھ کام نہیں۔

یاں کہتا ہے یہ کہا ہے بہر لقایا لیگ کا وی پی آتا ہے۔

۲۶۔ **قطعہ** : ہاتھوں سے اپنے دامنِ دنیا نکل گیا۔ — بیاضِ اعجاز ص ۱۱۴

یہ دو اشعار بھی شیخ اعجاز احمد کی بیاض سے ماخوذ ہیں۔

ہاتھوں سے اپنے دامنِ دنیا نکل گیا ——— رخصت ہوا دلوں سے خیالِ معاد بھی

قانونِ وقف کے لئے لڑتے تھے شیخ جی ——— پوچھو تو وقف کرنے کو ہیں جائیداد بھی۔

۲۷: **قطعہ** مضمون انوکھے بنگالی اخباروں میں چھپوا تے ہیں۔ بیاض سوم ص ۸

قطعہ غیر مطبوعہ ہے، لہٰذا اس کا متن درج کیا جاتا ہے۔

مضمون انوکھے بنگالی اخباروں میں چھپواتے ہیں۔ سرکار رعیت پرور ہے کیوں ناحق شور مچاتے ہیں
ہے خوب صفائی شہروں کی اور پارک بھی بنتے جاتے ہیں۔ گو پیٹ میں اپنے خاک نہیں پر تازہ ہوا تو کھاتے ہیں

۲۸: **قطعہ** اسمِ اعظم کا وہ ذکرِ صبح گاہی اب کہاں؟ بیاض سوم ص ۹

قطعہ مذکورہ کے دونوں غیر مطبوعہ اشعار درج ذیل ہیں ؎

اسمِ اعظم کا وہ ذکرِ صبح گاہی اب کہاں شیخ کے دل میں اگر کچھ ہے تو حُبِّ جاہ ہے۔
ذکرِ حق مسلم کے گھر سے ہوگیا رخصت مگر ایک طوطے کی زبان پر پاک ذات اللہ ہے۔

۲۹: **قطعہ** جامع و مانع کوئی تعریفِ مسلم چاہیے (غیر مطبوعہ) بیاض اقبال سوم ص ۹

اشعار یہ ہیں۔

جامع و مانع کوئی تعریفِ مسلم چاہیے ذہن میں میرے اصولِ منطق و قانون ہے۔
فوجداری میں تو ہوتا ہے عموماً مستغیث ہو تنازع کوئی دیوانی تو وہ مدفون ہے

۳۰: **قطعہ** ہندوستاں میں جزوِ حکومت ہیں کونسلیں۔ بیاض اعجاز ص ۱۳۱ بیاض سوم ص ۵۵

یہ اشعار بھی غیر مطبوعہ ہیں۔ ؎

ہندوستاں میں جزوِ حکومت ہیں کونسلیں آغاز ہے ہمارے سیاسی کمال کا
ہم تو فقیر تھے ہی ہمارا تو کام تھا سیکھیں سلیقہ اب امراء بھی سوال کا

بانگِ درا کے ظریفانہ قطعات کے متروک اشعار

بانگ درا میں شامل ظریفانہ قطعات میں سے صرف دو قطعات میں اصلاحات ہوئیں اور بعض اشعار منسوخ کیے گئے۔ ان اشعار کی تعداد دو ہے۔ ان اشعار کا جائزہ درج ذیل ہے۔

قطعہ مشرق میں اصول دین بن جاتے ہیں۔ بانگ درا ص ۲۸۳، بیاض سوم ص ۱۳

اس قطعے کا پہلا شعر یہ تھا۔ ؎

ہندی ناداں ہیں کہ چلاتے ہیں
یورپ سے برابری کی ٹھہراتے ہیں۔ [غیر مطبوعہ]

قطعہ تھا ئے ایک روز ہوئی اونٹ سے یوں گرمِ سخن بانگ درا ص ۲۸۸، روزگارِ فقیر ص ۳۱۶ بیاض سوم ص ۱۲

یہ قطعہ بیاض اعجاز ص ۱۲۱ سے ماخوذ ہے۔ اس کا عنوان "ایک گائے اور اونٹ" تھا۔ اس نظم سے درج ذیل ایک شعر ترک کیا گیا۔ ابتدائی ترتیب میں یہ شعر دسویں نمبر پر تھا۔ شعر یہ ہے۔

جان بلب ہے تو نکلتا ہے ...... الخ۔ شعر مذکور مدوّن ہے اور "روزگارِ فقیر" ص ۳۱۶ پر شامل ہے۔

ظریفانہ کلام کا تنقیدی جائزہ

پس منظر

اردو شاعری میں طنزیہ اور مزاحیہ اشعار کا اضافہ کرنے والوں میں، سودا، جعفر زٹلی، انشاء، مصحفی اور جرأت کو اولیت کا درجہ حاصل ہے۔ لیکن ان شعراء کا مزاحیہ کلام، ہجو اور ابتذال کی حدوں کو چھوتا ہوا نظر آتا ہے۔ غالب اور نظیر اکبر آبادی نے ایک حد تک سنجیدگی اور وقار کو ملحوظ خاطر رکھا اور اس میں سوچ اور فکر کو شامل کرکے اسے صحیح راستے پر ڈالا۔ غالبؔ شاعری اور نثر دونوں میں طنز ومزاح کے عمدہ نمونے فراہم کئے۔ نظیر اکبر آبادی نے اس صنف پر خصوصی توجہ دی۔ ان کی زبردست قوتِ مشاہدہ نے اپنی مزاح نگاروں کی صف میں لا کھڑا کیا۔ اس طرح کی کئی کوششیں بعض دوسرے شعراء کی طرف سے بھی ہوئیں۔ لیکن اس صنف سخن کو ابھی حالی اور اکبرالہ آبادی کا انتظار تھا۔ حالی نے مقصدی شاعری کا آغاز کیا تو انہیں اس صنفِ سخن میں خاصے امکانات نظر آئے۔ انہوں نے مزاح کے بجائے طنز کا راستہ اختیار کیا مگر حالی کی سنجیدگی گہری مقصدیت اور طبعی شرافت نے اپنی اس کمال اور مرتبہ تک نہ پہنچنے دیا جو اکبرالہ آبادی کے لئے مقدر بن چکا تھا۔ اکبرالہ آبادی نے ایک ایسے وقت میں جنم لیا جب ہندوستان پر انگریزوں کا اقتدار مستحکم ہو چکا تھا۔ چنانچہ ہر شعبہ زندگی میں انگریزوں کی بھونڈی تقلید فیشن کا درجہ اختیار کر چکی تھی۔ مشرقی اقدار کا خاتمہ ہوا جا رہا تھا۔ مغربی تہذیب کے زہریلے اثرات سیاست، مذہب اور تعلیم کے میدان میں پھیل رہے تھے۔ اکبرالہ آبادی نے ہندوستانی معاشرے میں پھیلے ہوئے اس سرطان کی بروقت تشخیص کی اور اپنی شاعری کے ذریعے اس کا علاج کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے اس صنفِ سخن کو اپنی توجہ کا مستقل مرکز بنا لیا اور یوں اردو شاعری میں پہلا باقاعدہ مزاح نگار ہونے کا شرف حاصل کیا۔ اقبال کی طبیعت میں شروع ہی سے شگفتگی موجود تھی۔ کلام داغ کے مطالعے سے اور مہمیز ملی۔ کلام اقبال میں ہمیں سب سے پہلے ان کی نظم "دین و دنیا" ۱۹۰۲ء میں طنز و مزاح کے عناصر دکھائی دیتے ہیں۔ "زہد اور رندی" "نصیحت" اور "دریوزہ خلافت" میں طنزیہ اشعار کی مثالیں بکثرت مل جاتی ہیں۔ اقبال کی غزلوں کے اشعار میں بھی طنزیہ عناصر کی کمی نہیں۔ شکوہ اور جواب شکوہ تک پہنچتے پہنچتے اقبال کی طنزیہ شاعری میں کافی پختگی آچلی ہے۔ ان کی طنزیہ شاعری کا لہجہ قریب قریب اس شعر سے عیاں ہوجاتا ہے ؎

موچی دروازے میں ہیں فخر اطبائے زماں   ان سے امید شفا لیکن خیال خام ہے

یورپ کی رنگینیوں نے بھی حسِ مزاح کو جلا بخشی۔ عطیہ فیضی نے ۱۵-اپریل ۱۹۰۷ء کی ڈائری میں اقبال کی شگفتگی کا حال ان الفاظ میں بیان کیا ہے: "آج اقبال کے لئے میں نے ایک ٹی پارٹی ترتیب دی جس میں مس سلوسٹر اور مس لیوی جیسی مشہور خواتین بھی شریک تھیں جنہوں نے علم، ادب اور فلسفہ کے امتحانات پاس کئے تھے۔ اور ایم مینڈل اور ہیر سیتھ روز جیسے وائلن اور پیانو کے ماہر بھی شریک تھے۔ اقبال کی ظرافت کا کیا پوچھنا ہے۔ ہر ایک کی ہجو میں اشعار کہتے اور ایک غزل بھی لکھ کر اس وقت دی۔ ان خواتین

نے بھی خوب ہی عالمانہ اور ظریفانہ جواب دیئے ......[1]

اقبال کے خطوط اور بعض مضامین میں بھی طنز و مزاح کے وافر عناصر موجود ہیں - مدیر "بجنور" کو ایک خط میں لکھتے ہیں : " دردِ نقرس نے پائے قلم اور پائے عمل دونوں کو تنگ کر رکھا ہے زمانے کی سوانح بیماریوں میں بھی جمہوریت کی روح پھونک دی ہے - دانہ نقرس کو کہ امراء کی بیماری ہے ہم فقیروں سے کیا کام - بہرحال خدا کا شکر ہے ؎

محنت میں گو فقیر مرض میں امیر ہوں ... یہ بھی تیرا کرم ہے کہ نقرس دیا مجھے " [2]

بالِ جبریل میں بھی طنزیہ شاعری کے نمونے بکثرت موجود ہیں - نظم "ملا اور بہشت" اور "جبریل و ابلیس" خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں - ضربِ کلیم میں طنز و تشنیع کے نشتر اقبال کے دیگر مجموعوں کی نسبت زیادہ ہیں - ان کا یہ فن خاص طور پر اُس حصے میں زیادہ نمایاں ہو کر سامنے آیا ہے جو "سیاسیاتِ مشرق و مغرب" کے عنوان سے شامل ہے - اقبال کو اپنی طبیعت کے اس انداز کا بخوبی احساس تھا - کہتے ہیں ؎

کیا چھپے گا غنچے سے کوئی ذوقِ شکر خند ... ہر حال میں میرا دلِ بے قید ہے خرم

کہ ہے ظریف و خوش اندیشہ و شگفتہ مزاج ○ ٹھہر سکا نہ کسی خانقاہ میں اقبال

اکبر الہ آبادی کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اور پھر ان کے رنگِ سخن نے اقبال کو بھی طنزیہ شاعری کی طرف راغب کیا اور انہوں نے نظموں اور غزلوں میں اِکا دُکا اشعار کہنے کی بجائے طنزیہ شاعری کے مستقل نمونے تخلیق کئے - اس اندازِ شاعری کی ابتدا ء ۱۹۱۱ء کے لگ بھگ ہوتی ہے اور اکبر الہ آبادی کے انتقال ۹ ستمبر ۱۹۲۱ء کے ذرا بعد تک جاری رہتی ہے - بیشتر قطعات ۱۲-۱۹۱۱ء، ۱۵-۱۹۱۴ء اور ۲۱-۱۹۲۰ء کے زمانے میں تحریر کئے گئے ہیں - اکبر الہ آبادی سے اقبال کی عقیدت کا آغاز ۱۹۱۱ء سے ہوتا ہے جب وہ ایک خط میں اکبر الہ آبادی کو اپنا پیر و مرشد تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں : " میں آپ کو اُسی نگاہ سے دیکھتا ہوں جس نگاہ سے کوئی مرید اپنے پیر کو دیکھے اور وہی محبت و عقیدت اپنے دل سے رکھتا ہوں " [3]

۱۹۱۱ء اور ۱۹۱۸ء کے درمیانی عرصہ میں اقبال کے مزاحیہ قطعات کی تعداد تقریباً ڈیڑھ درجن تک پہنچ جاتی ہے - ۱۹۱۲ء میں انجمن حمایتِ اسلام کے ایک اجلاس میں اقبال اپنے عام انداز سے ہٹ کر مزاحیہ اشعار پیش کرتے ہیں ان اشعار کی تمہید میں وہ کہتے ہیں : " یہ چند ٹکڑے ہیں جو پبلک کی ضیافتِ طبع کے لئے پیش کرتا ہوں - بعض تازے اور بعض تو ان میں چوبیس گھنٹے کے تلے ہوئے ہیں مگر بعد ان ٹکڑوں کے ایک ترلقہ ہوگا " [4] "ترلقہ" والی نظم "خطاب بہ جوانانِ اسلام" تھی - جو بعد میں "اکبری اقبال" نام کے مجموعے کی زینت بنی [5] اکبری اقبال کا پس منظر یہ ہے کہ انجمن حمایتِ اسلام کے فروری ۱۹۱۴ء کے سالانہ اجلاس میں چند مزاحیہ قطعات اور ایک نظم پڑھی جس کا کچھ حصہ ۲۹ اپریل ۱۹۱۴ء کے "زمیندار" میں شائع ہوا - مزید براں سادہ قطعات زمانہ کانپور کی

---

[1] اقبال از عطیہ بیگم مترجم ضیاء الدین احمد برنی ص ۹۹

[2] ...

[3] خط بنام اکبر الہ آبادی ، محررہ ۱۴- اکتوبر ۱۹۱۱ء مشمولہ اقبالنامہ جلد دوم ص ۳۵

[4] اقبال درونِ راز ، عبد اللطیف اعظمی ص ۴۲

[5] گیان چند کا یہ بیان درست نہیں ہے کہ یہ نظم در اصل وہ غزل تھی جس کا پہلا مصرع یہ ہے ؏

ہم مشرق کے مسکینوں کا دل مغرب میں جا اٹکا ہے

جولائی ۱۹۱۴ء کی اشاعت میں شائع ہوئے - ان کی نسبت پنجاب کے بعض اخبارات میں ایک بحث چل نکلی اور اسے اقبال کے عمومی رنگ سے جدا اور اکبر کے رنگ کے قریب تر بتاتے ہوئے اقبال کو اکبر کے مقابلے میں پوچ گو شاعر قرار دیا[1] اسی طرح کے تبصروں اور مضامین میں غلط فہمیاں پیدا کی جانے لگیں تو اقبال کو، اکبر الہ آبادی کے نام ایک خط لکھ کر اپنی پوزیشن کی وضاحت کرنا پڑی۔

"عام لوگ شاعرانہ انداز سے بے خبر ہوتے ہیں - ان کو کیا معلوم کہ کسی شاعر کی داد دینے کا بہترین طریق یہ ہے کہ اگر داد دینے والا شاعر ہو تو جس کو داد دینا مقصود ہو، اس کے رنگ میں شعر لکھے یا بالفاظ دیگر اس کا تتبع کر کے اس کی فوقیت کا اعتراف کرے میں نے بھی اسی خیال سے چند اشعار آپ کے رنگ میں لکھے ہیں مگر عوام کے رجحان و بدمذاقی نے اس کا مفہوم کچھ اور ہی سمجھ لیا اور میرے اس فعل سے عجیب وغریب نتائج پیدا کر لئے - سوائے اس کے کیا کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سمجھ عطا کرے ......"[2]

اکبری اقبال، خواجہ حسن نظامی کے دیباچے کے ساتھ ۱۸۱۸ء میں شائع ہوئی - فضل الٰہی مرغوب نے اسے مرغوب ایجنسی لاہور کے زیر اہتمام شائع کیا[3] اس مجموعے میں اقبال کے پندرہ[15] قطعات اور دو نظمیں شائع ہوئی ہیں ایک نظم بعد میں "خطاب بہ جوانانِ اسلام" کے عنوان سے بانگ درا میں شامل کی گئی - ان قطعات میں فارسی قطعہ بھی تھا جو پانچ اشعار پر مشتمل تھا - ۱۹۲۴ء میں بانگ درا کی اشاعت کے وقت مزاحیہ کلام کے انتخاب میں اسی مجموعے کو سامنے رکھا گیا - غالباً ان کے پاس اپنے مزاحیہ قطعات کا ریکارڈ موجود نہیں تھا - اس کا ثبوت یہ ہے کہ بانگ درا میں شامل ظریفانہ کلام کی ترتیب وہی ہے جو اکبری اقبال میں موجود ہے - تاہم ان قطعات میں علامہ نے فارسی قطعہ اور چھ[6] دیگر قطعات کو حذف کر دیا - ویسے تو بانگ درا سے لے کر ارمغانِ حجاز تک کے تمام متداول کلام میں سنجیدہ شاعری کی تہہ میں طنز کی زیریں موجیں ملاوتی ہوئی نظر آتی ہیں - لیکن علامہ کی سنجیدہ شاعری نے اس پہلو کو نمایاں نہیں ہونے دیا تاہم طنزیہ شاعری میں اقبال کا کل سرمایہ ساٹھ[60] قطعات یعنی ۱۷۷ - اشعار ہیں - ان میں تیس[30] قطعات (کل ۹۴ اشعار) بانگ درا کے آخر میں ظریفانہ کلام کے تحت شائع کر دیے گئے جبکہ تیس[30] قطعات (کل ۸۳ اشعار) بانگ درا میں جگہ نہیں پا سکے - گویا علامہ نے اس سرمایہ کا نصف حصہ قلم زد کر دیا - ان تیس[30] قطعات میں ۲۲ قطعات باقیات کے مستقل مجموعوں میں پہلے سے موجود تھے جبکہ ایک قطعہ ابھی تک غیر مدون شکل میں موجود ہے - راقم نے علامہ کی بیاضوں سے سات غیر مطبوعہ قطعات اخذ کئے ہیں - اقبال کے جو طنزیہ قطعات ہم نے مقالے میں شامل کئے ہیں ان میں نمبر ۵ اور نمبر ۹ زمانہ کانپور کے جولائی ۱۹۱۴ء کے شمارہ میں شائع ہوئے - جبکہ قطعہ نمبر ۸ زمیندار کی ۱۳ نومبر ۱۹۲۱ء کی اشاعت میں شائع ہوا - قطعہ نمبر ۱ مئی / جون ۱۹۲۰ء کے صوفی میں شائع ہوا - ان قطعات میں بیشتر نومبر ۱۹۲۱ء اور مئی ۱۹۲۲ء کے درمیانی عرصہ میں زمیندار میں شائع ہوتے رہے - اقبال کی بیاض سے معلوم ہوتا ہے کہ سات غیر مطبوعہ قطعات کا زمانہ تصنیف ۱۹۲۱ء اور ۱۹۲۲ء کا درمیانی عرصہ ہے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اقبال کی طنزیہ شاعری کا وافر حصہ ۱۹۱۱ء اور ۱۹۲۲ء کے درمیانی عرصہ کی تصنیف ہے -

---

[1] مخزن، لاہور، اگست ۱۹۱۴ء مضمون، سلطان احمد

[2] اقبال نامہ دوم ص۴۶

[3] کتابیاتِ اقبال ص۱۱

تنقیدی جائزہ

دوسرے دور کے کلام کو جو چیز پہلے دور سے ممتاز کرتی ہے وہ اس دور کا ظریفانہ کلام ہے۔ اقبال اکبر الہ آبادی سے متاثر ہوتے ہیں اور ان کے رنگ میں لکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اقبال کے متروکہ کلام میں اس رنگ میں خاصے اشعار موجود ہیں۔ ان کی تعداد ۸۳ بنتی ہے اس کے مقابلے میں متداول کلام میں ظریفانہ اشعار کے عنوان کے تحت ۹۲ اشعار موجود ہیں۔ گویا علامہ نے تقریباً نصف اشعار قلم زد کر دیے۔

اقبال کی ظریفانہ شاعری کے حسن و قبح پر بحث کرنے کے لیے اکبر اور اقبال کی فنی مماثلتوں کا ذکر ضروری ہے۔ اس مماثلت کی بڑی وجہ یہ ہے کہ دونوں ایک ہی زمانے میں کے درد مند دل رکھنے والے حساس شاعر تھے۔ دونوں کے درمیان مقاصد اور خیالات کا اشتراک تھا۔ انگریزوں کی حکومت ہو یا مرعوبیت، قومی تہذیب کے انحطاط کا مسئلہ ہو یا مغربی تہذیب کی بالادستی کا خدشہ، دونوں کی سوچ کا محور ایک تھا۔ دونوں دینی جذبے کے ساتھ ساتھ ملّی احساس بھی رکھتے تھے۔ جدید تعلیم کے نقائص، پردہ اور تعلیم نسواں، غرضیکہ بیشتر موضوعات پر دونوں کا نقطہ نظر یکساں تھا۔ اقبال اکبر الہ آبادی کو اپنا مرشد تسلیم کرتے تھے۔ چنانچہ علامہ کے طنزیہ قطعات کا اکبر الہ آبادی کی شاعری سے موازنہ کیا جائے تو ہمیں دونوں کے موضوعات، ذخیرہ الفاظ اور اسالیب میں حیرت انگیز حد تک مماثلت دکھائی دیتی ہے۔ مثال کے طور پر یہ اشعار ملاحظہ کیجئے:

اقبال۔	موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے + قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے
اکبر	حلقے نہیں ہیں زلف کے حلقے ہیں جال کے + ہاں اے نگاہِ شوق ذرا دیکھ بھال کے
اقبال۔	سوا میں جینے سے بیزار جب تو فرمایا + کہاں سے لاؤ گے بندوق خودکشی کے لیے
اکبر۔	کہتا ہے یہ دل کہ خودکشی کی ٹھہرے + خیر اس کو بھی مان لیں تو بندوق کہاں

اکبر کی طرح اقبال بھی پیشن گوئیاں کرتے ہیں، دونوں داغ سے متاثر ہوئے، دونوں نے تاریخی قطعات کہے دونوں نے اپنے دور کی سیاسی صورت حال کو خوبصورتی سے پیش کیا ہے۔ تاہم دونوں میں اختلاف کے کچھ پہلو بھی ہیں مثلاً موضوعات کے تنوع اور یکسانیت کے باوجود دونوں کی فکری سطح میں خاصا بُعد ہے اقبال کی فکری سطح اکبر سے بلند ہے۔ پھر اکبر کے سماجی شعور اور مغربی تہذیب کے مشاہدے میں بھی زیادہ گہرائی موجود ہیں۔ اکبر ہنگامی حالات سے شاذ ہی ابھرنے کی کوشش کرتے ہیں، اکبر تدھرتے ہیں لیکن اقبال جھنجھوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اقبال نے ایک حد تک اکبر کی تقلید کی کوشش ضرور کی اور اسی وجہ سے انہیں مطعون بھی کیا گیا لیکن اپنے فلسفیانہ مزاج، سنجیدہ افکار اور عالمانہ لہجے کی وجہ سے وہ اس رنگ میں اتنے کامیاب نہ ہو سکے۔ اقبال کی جدّت طبع نے نئی زمینوں کا راستہ دکھایا اور پھر انہوں نے ایک ایسا طرزِ سخن ایجاد کیا جس نے اپنے دور اور آنے والے زمانے پر دور رس اثرات چھوڑے۔

کسی مفکر کا قول ہے کہ مزاح نگار ہرن کے ساتھ بھاگتا ہے جبکہ طنز نگار کتوں کی مدد سے شکار کھیلتا ہے۔ یعنی مزاح نگار زندگی کی چھوٹی چھوٹی ناہمواریوں کو اپنے سینے سے لگائے پھرتا ہے اور ان

طنز سماج، فرد کی ناہمواری اور معاشرے کی بے لگامی سے جنم لیتا ہے۔ کائنات اور زندگی کے کئی مسائل اس کی زد میں آ جاتے ہیں۔ ربِ کائنات سے اقبال کی چھیڑ چھاڑ کہا ہے صنم' کہا ہے ناز بن جاتی ہے۔ اقبال کی اس جودتِ طبع میں اور حریفانہ تخاطب میں گدگداہٹ بھی ہے اور خندۂ سحر کی صباحت بھی۔ اکبر کی طرح نہ تو وہ ظرافت کی پھلجڑیاں چھوڑتے ہیں نہ اکبر کی طرح پتھر برساتے ہیں۔ وہ فلسفہ و فکر کی پوری سنجیدگی کے ساتھ کچھ اس طرح طنز کرتے ہیں کہ کلام کے ادبی محاسن کو نقصان نہیں پہنچتا۔ ان کا فنی شعور اکبر کی نسبت ایک وسیع منظر سے ابھرتا ہے جس کے اجزائے ترکیبی شائستگی، بلند آہنگی اور شوخی قرار دیے جا سکتے ہیں اقبال کے بتیس ۳۲ ظریفانہ قطعات میں یہ خصوصیات کئی مقامات پر موجود ہیں۔

صوفی و ملا، شیخ و زاہد اردو شعرا کے ہاں ہمیشہ ملامت کا نشانہ بنے رہے ہیں ان کے قول اور فعل میں کے تضاد پر بہت کچھ اظہارِ خیال کیا گیا ہے۔ اقبال کی طنزیہ شاعری میں اس طرح کے نمونے بکثرت مل جاتے ہیں۔ فرق ہے تو صرف یہ کہ اس طنز میں اقبال کا خلوص اور ان کا ہمدردانہ لہجہ حاوی ہے۔ ؎

ہے اندھیرے میں فقط مولوی صاحب کی نمود + بن کے شمس العلما چمکے ہیں جگنو کی طرح

جنابِ شیخ کو بلواؤ خاص لندن کی + عجیب نسخہ ہے یہ خود فراموشی کے لیے۔

اسمِ اعظم کا وہ ذکرِ صبح گاہی اب کہاں + شیخ کے دل میں اگر کچھ ہے تو حبِ جاہ ہے۔

طنز نگاری فقط اللہ ہو اللہ ہو کا نام نہیں یہ ایک بڑے دماغ کا اضطراب ہوتا ہے۔ اقبال کی طنزیہ شاعری اجتماعی مقاصد کے تابع نظر آتی ہے ان کا طنز ان کے پیغام کی طرح وسعت اور ہمہ گیری لیے ہوئے ہے۔ وہ اپنی غیر معمولی ذہانت، ذکاوت اور قوتِ مشاہدہ سے کام لیتے ہوئے اپنے عہد کے مسائل پر کچھ اس انداز سے اظہارِ خیال کرتے ہیں کہ اپنے عہد کے ترجمان معلوم ہوتے ہیں۔ ظریفانہ قطعات کا بیشتر مواد عہدِ اقبال کے سیاسی مسائل سے ماخوذ ہے۔ سیاسی تحریکوں نے اقبال کے قلم کو جلا بخشی ہے ؎

ہند کی کیا پوچھتے ہو اے حسینانِ فرنگ + دل گراں ہمت سبک، دوسٹ فزوں، روزی تنک،

وہ ٹوں پہ منحصر ہیں کونسل کی ممبری + عہدے ہیں یہ جدید، جدید امتحان ہے۔

گاندھی سے ایک روز یہ کہتے تھے مالوی + کمزور کی کمند ہے دنیا میں نارسا

اقبال کو اپنی تہذیب اور دین کی حقانیت کا پختہ یقین ہے۔ تعلیمِ جدید کے پرجوش حامی ہیں لیکن اس کے منفی پہلوؤں سے بھی باخبر ہیں ؎

بے علم مذہبی کے ہیں اخلاق نادرست + اس کی خرابیوں سے تو دل پاش پاش ہے۔

کہتا تھا کوئی یونیورسٹی کے ہال میں + ڈگری دلا کے دین سے بے گانہ کر دیا۔

ذکرِ حق مسلم کے گھر سے ہو گیا رخصت مگر + ایک طوطے کی زباں پر پاک ذات اللہ ہے۔

میں تم بتاتا ہوں یونیورسٹی کیا ہے + بیلوں کی تکرار ہے یا جامے سے

اقبال کے طنزیہ قطعات میں اقبال کی انگریز دشمنی جا بجا دکھائی دیتی ہے وہ اس کی پالیسیوں پر کھل کر تنقید کرتے ہیں کیس کیس برطانوی حکومت، مغربی تہذیب کی علامت کے طور پر دکھائی دیتی ہے

؎ ہیں بار صاحب کے ٹیبل پہ اس کو + اگر روپ دھارے لبکٹ کا دھارے خطائی

اقبال کے ستھرے اور فقرہ بازی انہیں اعلیٰ درجے کے طنز نگاروں کی صف میں شامل کرتی ہے۔ لندن کے پادری جب ترکوں کی ارمنوں پر مظالم کی داستان سنا کر مسلمانوں کی مدد کے طلب گار ہوتے ہیں

تو اقبال اس صورتِ حال پر یوں تبصرہ کرتے ہیں کہ

بٹّی جو ہے کو دیتی ہے پیغامِ اتحاد

یا تقسیم بنگال کے خلاف بنگالی بابوؤں کے احتجاج کی بنا پر جب تقسیم کا فیصلہ منسوخ کر دیا جاتا ہے تو بنگالی اس پر بہت خوش ہوتے ہیں لیکن اس اعلان کے ساتھ ہی دارالخلافے کو کلکتہ سے دہلی منتقل کر دیا جاتا ہے اس تبدیلی پر اقبال کا تبصرہ ان کی ذہانت اور ذکاوت کا مظہر بن جاتا ہے جب وہ کہتے ہیں کہ

مل تھئی بابو کو جُوتی اور پگڑی چھِن گئی۔

الغرض اقبال کے زیرِ بحث طنزیہ قطعات ایک مخصوص دور میں اقبال کی سوچوں اور ان کی دلچسپیوں کے غماز ہیں۔ ان کا مطالعہ نہ صرف اقبال کے فن کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے بلکہ اس سے اقبال کے عہد کو سمجھنے میں بھی مدد ملتی ہے۔

دورِ دوم کی شاعری کا مجموعی جائزہ

اس دور کے متروکات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ متداول اور غیر متداول کلام مواد، ہیئت اور اسلوب کے اعتبار سے یکساں ہے فرق صرف اتنا ہے کہ متداول جو کلام پر فن کی گرفت مضبوط ہے جبکہ غیر متداول کلام میں بندشِ الفاظ ذرا کمزور ہے۔ اس کلام سے یہ بھی عیاں ہوتا ہے کہ شاعر اقبال اب شاعرِ پیامبر بن چکا ہے جس میں بصیرت، عرفان اور اپنے عہد کا شعور زیادہ اجاگر ہو گیا ہے۔ اس کے تفکر میں ایک پختگی سی آ گئی ہے اور اس کے تہذیبی، عمرانی، اور سیاسی شعور میں کمال درجے کی بالیدگی پیدا ہو چکی ہے۔ اس سے بھی اہم تر بات یہ ہے کہ اس کے جذبات اور احساسات کو ایک فلسفیانہ اساس میسر آ گئی ہے۔ زندگی اور شاعری کے بارے میں اس کے نصب العین نے اپنی منزل پا لی ہے اب وہ دیدہ بینار کھتا ہے۔ اس کی آنکھ اب اپنے باطن میں جھانکنے کے بجائے کائنات سے قلب میں جھانکتی ہے۔ ملتِ بیضا کے دکھ اس کے قلب کو مضطرب کیے دیتے ہیں اور وہ ملتِ اسلامیہ کے احیا کی تمنا کو سینے میں پالنا شروع کر دیتا ہے۔ مغربی تہذیب کی

←

چمک دمک، جنگِ عظیم کا المیہ، طرابلس اور بلقان کی جنگیں، ترکی اور خلافت تحریک اس کی فکر کے لیے خام مواد فراہم کرتی نظر آتی ہیں۔ عشقِ مجازی کے آب و رنگ سے اس کی آستین ضرور آلودہ ہے لیکن دامن تر نہیں۔ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ وہ محض عارف نہیں عاشق کے درجے تک پہنچ جاتا ہے۔

اس دور کے موضوعات کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کا رخ جارحانہ وطن پرستی سے ملّتِ اسلامیہ کی طرف مڑ گیا ہے۔ وطن پرستی کے رجحانات ملت کے درد میں ڈھل گئے ہیں۔ مسلمان قوم کی برتری کا احساس ہونے لگا ہے۔ ان کی شاعری رفتہ رفتہ سرگزشتِ ملت بنتی جا رہی ہے۔ اقبال کا شعر ہے ؎ کہیں تہذیب کی پوجا، کہیں تعلیم کی ہے + قوم دنیا میں یہی احمدِ بے میم کی ہے۔

دورِ دوم کے کلام میں وسیع المشربی کے میلانات دب گئے ہیں ایسا لگتا ہے کہ شاعر یقین و گمان کی آویزش سے نکل کر عرفانِ حق کی منزل پر پہنچ گیا ہے۔ تاہم وہ وحدت الوجودی تصورات سے ابھی پوری طرح چھٹکارا نہیں پا سکا۔ چنانچہ کہتا ہے ؎

شبِ سیاہ میں تو ہے مہ منیر میں تو + کہیں نہاں ہے ترا حُسن اور کہیں پیدا

خدا جو دے مجھے قدرت تو کیا کروں پہلے + کروں صنم کدہ اک کعبے کے قریں پیدا۔

اس دور کا ایک اہم رجحان اقبال کا فلسفۂ خودی ہے۔ پہلے دور میں خودی کی نفی کی گئی ہے۔ اگرچہ کہیں کہیں "ہستی کے احساس" کی جھلک بھی دکھائی دیتی ہے لیکن صحیح معنوں میں یہ نظریہ دوسرے دور ہی میں تشکیل پاتا ہے۔

؎ کر نہ تقدیر کے شکوؤں سے خودی کو رسوا + بہر تدبیر عیاں عالمِ اسباب ہوا۔

خودی نے عطا کی مجھے خود شناسی + ترا حسن دائم مرے روبرو ہے۔

نہ ہو جب تلک دل میں ایمان کامل + خودی بھی فسانہ خدا بھی فسانہ

پہلے دور کی طرح اس دور کے کلام پر بھی بعض شعرا کا اثر نمایاں ہے۔ حافظ کے ساتھ ساتھ اب رومی سے استفادے کا پہلو زیادہ نمایاں دکھائی دیتا ہے تاہم ترکیب سازی میں غالب کا اثر بدستور موجود ہے۔

پہلے دور کے مقابلے میں اس دور کے کلام میں موسیقیت کچھ زیادہ ہے۔ متقدمین میں میر اور مصحفی کے علاوہ کسی شاعر نے موسیقیت سے کام نہیں لیا۔ اقبال نے اس میدان میں بھی اپنی انفرادیت کو منوایا ہے۔ اقبال کے درج ذیل شعر پر مصحفی کا اثر واضح طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے ؎

قافلے والے بڑھے جاتے ہیں اے واماندگی + صورتِ نقشِ قدم بیٹھے رہا جاتا ہوں میں

مصحفی کا شعر یہ ہے ؎ رہا کچھ آسرا رستے میں منزل پر پہنچنے کا + نظر آتی رہی جب تک کہ گردِ کارواں مجھ کو۔

اس دور کے مترو کات میں اقبال کی رومانی طبیعت کی تصویر بھی نظر آتی ہے۔ اشعار کی زیریں سطح فن کار اور پیغام بر شاعر میں کشمکش محسوس کی جا سکتی ہے کبھی کبھی خوش تخلیق میں فن کار پیغامبر شاعر پر غالب آجاتا ہے۔ اس دور کے کلام میں بھی اقبال مناظرِ فطرت میں حسنِ ازل کا جلوہ تلاش کرتے نظر آتے ہیں۔

شیطان کے متعلق بعض تصورات بھی اسی دور میں نمو پاتے ہیں۔ شاہین کا تصور بھی ۱۹۱۲ء کے آس پاس لکھی جانے والی نظموں میں پہلی دفعہ سامنے آتا ہے اقبال کے اس دور کے کلام میں فارسی کی بھرمار نہیں ہے۔ اقبال زیادہ تر تین لفظی تراکیب سے کام لیتے نظر آتے ہیں۔ تاہم اضافت اور عطف کے مشترکہ استعمال سے ترکیب بنانے کے رجحان میں اضافہ ہوتا ہے۔ نظموں میں فارسی اشعار کا استعمال

بدستور کیا جارہا ہے اردو میں دل کا بخار نہیں نکلتا تو فارسی کی طرف داغب ہو جاتے ہیں

"اردو اشعار لکھنے سے دل برداشتہ ہوتا جاتا ہوں۔ فارسی کی طرف میلان ہوتا جاتا ہے اور وجہ یہ کہ دل کا بخار اردو میں نکال نہیں سکتا" ؎۱

غزلوں میں اشعار کی تعداد کم ہونے لگی ہے تاہم ان میں وحدتِ فکر نے ایک طرح کی یک رنگی پیدا کر دی ہے۔ اقبال کا مخصوص اندازِ فکر اور نظریہ حیات ایک نئی آواز اور لہجے کا احساس دلاتا ہے۔ ۱۹۱۷ء کے آس پاس لکھی گئی غزلیں بالِ جبریل کی غزلوں کی نقیب معلوم ہوتی ہیں۔ فنی اعتبار سے غزل اور نظم کے درمیانی فاصلے کم ہو رہے ہیں۔ بندوں کی ترتیب اور اصنافِ سخن کے انتخاب اور امتزاج میں اقبال کا زبردست لسانی شعور کارفرما نظر آتا ہے۔ نظموں کے مزاج میں داخلیت کا عنصر بھی نمایاں ہو رہا ہے۔ خارجی حقائق اقبال کے ذاتی احساس اور جذبات کے آئینے میں منعکس ہونے لگتے ہیں اور خطابیہ لہجہ آہستہ آہستہ غالب آنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ان کی شاعری واقعات کی شاعری بنتی جا رہی ہے۔

فرد اور معاشرے کی اصلاح، نیز اسلامی اقدار کے تحفظ کا احساس اقبال کو اکبر الہ آبادی کے قریب لے آتا ہے۔ اپنے عہد کے تیز بیں تضادات سے اقبال کی آگہی اکبر کی نسبت زیادہ پختہ نظر آتی ہے اقبال کا طنز پورے عہد کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ اس دور کی شاعری میں تیسرے دور کی شاعری کے کچھ نقوش بھی تلاش کیے جا سکتے ہیں۔ اور یہی احساس ہوتا ہے کہ قافلہ شوق نے اپنا رُخ حجاز کی طرف کر لیا ہے۔

دورِ اوّل کی طرح دورِ دوم میں بھی اچھے اشعار کی کمی نہیں بلکہ تناسب کچھ زیادہ ہی ہے اس دور کے چند منتخب اشعار پیش کیے جاتے ہیں۔

دورِ دوم کے منتخب اشعار

کی وزیر شاہ نے وہ عزت افزائی مری + چرخ کے انجم مری رفعت پہ ہونے تھے نثار

سمجھو تو موت ایک مقامِ حیات ہے + قوموں کے واسطے یہ پیامِ حیات ہے

میں نخل ہوں وفا کا محبت ہے پھل مرا + اس قول پر ہے شاہدِ عادل عمل مرا

پر لگا کر جانبِ منزل اڑا جاتا ہوں میں + سب سے آگے صورتِ بانگِ درا جاتا ہوں میں۔

ہے محبت میں وہ قوت کہ بنے سنگ بھی موم + حسنِ اخلاق سے کافر کو مسلماں کر دے

تیری ہستی ہی پہ موقوف ہے نظمِ عالم + دستِ قدرت کا بنایا ہوا شہکار ہے تو

ایک ہی گردشِ ساغر میں کیا تو نے تمام + ورنہ تھا محبت کا دراز اے ساقی

دل کو تسلیم کی خو ڈال کے بہلائیں گے + بے نیازی تری عادت ہے تو سہہ جائیں گے۔

ہے خبر تاروں میں لیکن آمدِ خورشید کی + ظلمتِ شب میں نظر آئی کرن امید کی

نہ ہو محفل میں جس باقی تو لطفِ نغمہ ریزی کیا + گراں ظلمت پر ستوں پر ہے سورج کی جہاں تابی

باب ۵

دورِ سوم (۱۹۲۵ء تا ۱۹۳۸ء) کے باقیات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

مکمل متروک نظمیں

دورِ سوم (۱۹۲۵ء تا ۱۹۳۸ء) کی مکمل متروک نظموں کی تعداد بتیس[۳۲] ہے ان میں سے صرف ایک نظم "خود کلامی" مدون کلام میں شامل ہے جبکہ "ایکس شاعر" کے فرضی نام سے لکھی جانے والی بارہ[۱۲] نظمیں ہنوز غیر مدون ہیں غیر مطبوعہ نظموں کی تعداد انیس[۱۹] ہے۔ ان نظموں کے متروک اشعار کی تعداد ۱۳۸ ہے۔ نظم 'خود کلامی' کے علاوہ تمام نظمیں غیر مدون ہیں۔ لہٰذا ان کا متن بھی دیا جا رہا ہے

ان نظموں کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ لینے سے قبل ذیل میں ان کی فہرست دی جا رہی ہے۔ نظموں کے اہم مآخذ کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ تفصیل مقالے کے ضمیمہ ۴ میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

		تعدادِ اشعار	
		غیر مطبوعہ	مدون
۱	خود کلامی	-	۱۲
۲	نظم بے عنوان	۴	-
۳	زمین و زمانہ ؂۱	۸	-
۴	خطاب بہ فرزندِ آدم	۵	-
۵	عورت	۳	-
۶	برطانیہ	۲	-
۷	غلاموں کی تبلیغ	۲	-
۸	وحدتِ عرب	۲	-
۹	تورانی تحریک	۲	-
۱۰	صلائے عام	۴	-
۱۱	تبلیغِ جہاد	۲	-
۱۲	صوفی	۳	-
۱۳	درویشی	۳	-
۱۴	حجاب ؂۲	۳	-
۱۵	حیاتِ ابدی	۲	
۱۶	توبہ	۲	

		تعدادِ اشعار	
		غیر مطبوعہ	غیر مدون
۱۷	انگلیس و عرب	۲	-
۱۸	آزادیِ شمشیر	۲	-
۱۹	خرد مندانِ دوزخ کے مقولے	۴	-
۲۰	اقبال کا غلاموں سے خطاب	-	۳
۲۱	مرزا محمود حسین		۶
۲۲	پنج ہزار ہنی		۳
۲۳	Come to me		۴
۲۴	لا الٰہ الا فرنگی		۸
۲۵	اتحاد پارٹی		۸
۲۶	اتحادی		۵
۲۷	ایک مکالمہ		۴
۲۸	احرار اور اتحادِ ملت		۷
۲۹	سوراج کا خوف		۷
۳۰	اتحادی حکومت کی مثلث	-	۶
۳۱	ڈیرہ تا سروپ: بھائی پرمانند جی		۳
۳۲	اتحاد پارٹی اور منصبِ وزارت		۷

؂۱ یہ نظم مجلہ تحقیق جلد ۲: شمارہ ۴ [۱۹۸۰ء] میں شائع ہو چکی ہے۔ دیکھیے شمارہ مذکورہ معنون بعنوان "بالِ جبریل کا متروک کلام" از ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی۔

؂۲ مشمولہ اورینٹل کالج میگزین شمارہ خاص حصہ دوم مارچ ۱۹۸۳ء: معنون بعنوان "علامہ اقبال کا کچھ غیر مطبوعہ کلام" از ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی

ذیل میں ان بتیس[۳۲] نظموں کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا جا رہا ہے چونکہ بیشتر کلام غیر مدوّن ہے اور اشعار کی تعداد بھی نسبتاً کم ہے لہذا یہ مناسب سمجھا گیا ہے کہ متروکات کی وجوہ الگ عنوان کے تحت دینے کے بجائے نظموں کے تحقیقی جائزے کے ساتھ ہی بیان کر دی جائیں۔

۱۔ ایک خود کلامی: [A SOLILOQUY] نوادرِ اقبال ص ۲۵۹، رختِ سفر ص ۱۴۳

یہ نظم سب سے پہلے عطیہ بیگم کی کتاب "IQBAL" میں شائع ہوئی۔ بارہ[۱۲] اشعار پر مشتمل یہ نظم ۱۹۳۱ء میں ایوانِ رفعت (بمبئی) میں لکھی گئی۔ عطیہ فیضی کے بیان کے مطابق اقبال نے یہ اشعار ایک خاتون کی خوش الحانی سے متاثر ہو کر کہے۔ نوادرِ اقبال اور رختِ سفر میں شامل نظم اغلاط سے پُر ہے متن کے اختلافات درج ذیل ہیں۔

شعر نمبر	مصرع	غلط متن	مشمولہ	صحیح متن	سند
۱	دوم	حیراں ہیں	نوادرِ اقبال	حیران ہیں	عکس مشمولہ IQBAL، رختِ سفر از عطیہ بیگم
۵	اوّل	نے دوست نہ غم خوار تے...	رختِ سفر	نہ دوست نہ	عکس
۷	دوم	بلبل سے جب...	رخت / نوادر	بلبل سے اب...	"
۱۰	اوّل	اے مالک	نوادرِ اقبال	اے سالک	"

اس نظم کا صحیح پس منظر معلوم نہیں ہو سکا۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ شہدائے کربلا کی توصیف میں یہ اشعار لکھے گئے ہیں۔ ممکن ہے خوش الحانؔ خاتون نے بھی اسی مضمون کے اشعار گائے ہوں۔ نظم کے آخری شعر میں صنعت تجنیس کا عمدہ استعمال ہوا ہے ؎

وان پہنچوں جہاں عرش بھی پایہ نہیں رکھتا
ہمسایہ میں اُس کا ہوں جو سایہ نہیں رکھتا

اس نظم کو اپنے کلام میں شامل نہ کرنے کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ یہ پرائیویٹ نوعیت کی تھی

۲۔ نظم بے عنوان: بیاض ہنجم ص ۱۷

یہ عالمِ گِل یہ عالمِ دل + دونوں کی ہے اپنی اپنی منزل
وہ سُست قدم یہ تُند رو ہے + دونوں کے لیے سفر ہے مشکل
یہ راز نہ کھل سکا کسی پر + کیوں کر ہوئے ہم سفر دل و گِل

منزل گِل کی مماتِ جاوید
منزل دل کی حیاتِ جاوید

اس نظم میں "عالمِ گِل" اور "عالمِ دل" کا موازنہ کرتے ہوئے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ عالمِ گِل فنا ہونے والا ہے لیکن 'دل' کو حیاتِ دوام حاصل ہے۔ اقبال اس بات پر حیرت کا اظہار کرتے ہیں کہ دونوں کا مزاج ایک دوسرے سے یکسر مختلف ہے اسکے باوجود زندگی کے سفر میں دونوں ہم سفر ہیں۔

اس نظم کے پہلے مصرعے کی تقطیع یوں کی جاسکتی ہے

یہ عال	م گل	یہ عا	لمِ دل
مف عول	مفا	علن	فعو لن

بحر ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف الآخر

لیکن آخری شعر میں بحر مختلف ہوگئی ہے۔ پہلے مصرعے کی تقطیع یوں کی جاسکتی ہے۔

من زل گل	کی مما	ت جا وید
مف عو لن	فا علن	مفا عیل

بحر ہزج مسدس اخرم اشتر مقصور الآخر

اس مصرعے میں تسکینِ اوسط کے استعمال سے اجتماعِ بحور کا تجربہ کیا گیا ہے۔ قواعد کی رو سے ایسا کرنا جائز ہے [1]
اقبال بالِ جبریل کی غزل ع ۳۱ کہ ہر چیز ہے محوِ خود نمائی میں بھی یہ تجربہ کر چکے ہیں۔ خصوصاً چوتھے شعر سے

تارے آوارہ و کم آمیز　　　تقدیرِ وجود ہے جدائی

قطع نظر اس عروضی تجربے کے اس ترکیب بند کے آخری شعر میں منزل اور گل کے درمیان اضافت ضروری تھی۔ اسی طرح دوسرے مصرعے کہ منزل دل کی حیات جاوید میں منزل اور دل کے درمیان اضافت ہونی چاہیے تھی۔ لیکن اس بحر میں اضافت لانے سے مصرع کسی دوسری بحر میں چلا جاتا ہے۔ اگر اضافت یہاں نہ ہوتی تو اسے 'ممات' اور 'جاوید' نیز 'حیات' اور 'جاوید' کے درمیان ہونا چاہیے تھا۔ اس صورت میں مضمون غارت ہوجاتا۔ چنانچہ اس نقص کی وجہ سے پوری نظم کو متروک قرار دینا پڑا اگر مضاف اور مضاف علیہ کا مقام بدل دیا جاتا یعنی اس طرح کر دیا جاتا گل کی منزل، دل کی منزل تو نقص دور ہوجاتا لیکن علامہ کے پیشِ نظر کچھ اور امور بھی ہوں گے جن کی بنا پر اسے اپنے کلام سے خارج کرنا زیادہ مناسب سمجھا گیا۔

۳۔ زمین و زمانہ　　　بیاض پنجم ص ۲۱

جہاں میرے اسرار سے بے خبر ہے　　　حوادث کی میں اک لحد ہوں پرانی
کوئی حد ہے میری شکم خواریوں کی　　　مرا لقمہ ہر امتِ باستانی
مری خاکِ خاموش میں مل گئے ہیں　　　ستم ہائے تدریجی و ناگہانی
مری خاک میں نادری کا زمانہ　　　مری خاک میں قہرِ چنگیز خانی
اِدھر سرنگوں کاخ و کو رومیوں کے　　　اُدھر سرنگوں رایتِ گور گانی
لپیٹے ہوئے اپنے اپنے کفن میں　　　یہ فرعونِ اول وہ فرعونِ ثانی
وہ انبارِ جمشید کی استخوانی　　　یہ مُشتِ گلِ رستمِ سیستانی

برونِ زمیں جلوۂ چند روزہ
درونِ زمیں، ظلمتِ جاودانی

"زمین و زمانہ" کے عنوان سے جو نظم بال جبریل کی بیاض میں موجود ہے اصل میں اس کے دو بند تھے۔ پہلا بند 'زمین' کے عنوان سے اور دوسرا بند 'زمانہ' کے عنوان سے لکھا گیا۔ دوسرے بند کو تو بال جبریل میں شامل کر لیا گیا لیکن پہلے بند کو ترک کر دیا گیا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ دونوں بندوں کی بحر مختلف ہے　　علاوہ ازیں 'زمین' اور 'زمانہ' کا باہمی ربط زیادہ واضح نہیں کیا جاسکا تھا۔ دو مختلف نظموں کے ملاپ کا یہ تجربہ زیادہ کامیاب نہ ہوسکا۔ نظم کو ترک کرنے کی دوسری وجہ اس کی بعض نامانوس تراکیب

[1] اوزانِ اقبال: از حفیظ صدیقی ص ۱۵۳

بھی ہیں۔ شلاً ستم ہائے تورجی و ناگہانی، قہرِ چنگیز خانی، مشتِ گلِ رستم، سیستانی وغیرہ۔ اقبال نے آخری دور میں نسبتاً سادہ تراکیب استعمال کی ہیں۔ موجودہ نظم بجائے خود خوبصورت نظم ہے اور عمدہ خیال پیش کرتی ہے لیکن اسے نظم 'زمانہ' کا پیوند بنانا درست نہ تھا۔

اس نظم میں تلمیحات کا استعمال کثرت سے ہوا ہے۔ ان کے پردے میں انسان کے عروج وزوال کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ تاریخ کی ان نامور ہستیوں کا ذکر کیا گیا ہے جو اب زمین کا پیوند بن چکی ہیں زمین کی 'شکم خواریوں' کا یہ تذکرہ دل دوز بھی ہے اور عبرت انگیز بھی۔

۴۔ خطاب بہ فرزندِ آدم   بیاض پنجم ص ۲۳

تری نے میں ہے نغمۂ جبرئیل   ترا دل کلیم و مسیح و خلیل
ترا دل کشائندہ کائنات   ترا دل ربائندہ کائنات
ستاروں سے اونچی تری مشتِ خاک   متاعِ دو عالم تری جانِ پاک
تو ہے حاملِ پیچ و تابِ وجود   مفسّر ہے تیری کتابِ وجود
جہاں با جہات اور تو بے جہات   جہاں بے ثبات اور تو باثبات

اس نظم میں اس جہانِ بے ثبات میں ایسی ہستی کا ذکر کیا گیا ہے جسے دوام حاصل ہے وہ ہے انسان۔ تمام کائنات کو انسان کے زیرِ نگیں دکھایا گیا ہے اور انسان کو اپنی بے پناہ صلاحیتوں کا عرفان حاصل کرنے کا سبق دیا گیا ہے لیکن موجودہ صورت میں یہ نظم وہ تاثر نہیں چھوڑ سکی جو اقبال کی دوسری نظموں کا خاصا ہے، اس نظم پر غالباً اقبال مزید اضافہ کرنا چاہتے تھے جو نہ ہو سکا۔ اس امر کا امکان بھی موجود ہے کہ اسے "ساقی نامہ" کا جزو بنانا چاہتے ہوں لیکن وہاں اس کی گنجائش نہ بن سکی ہو۔ ورنہ ان اشعار میں بظاہر کوئی نقص نہیں ہے کہ انہیں ترک کیا جاتا۔

۵۔ عورت   بیاض ہفتم ص ۲

طریقِ صوفی و ملّا بدل گیا لیکن   خدا کے مست قلندر کی شوخیاں نہ گئیں
کل اس نے اپنے مریدانِ خاص سے یہ کہا   ملا نہ مجھ کو کوئی مردِ زن شناس کہیں۔
سرورِ بادہ سے ہوتی ہے آشکار عورت   سرورِ بادہ اگر ہے تو "ہاں" نہیں تو "نہیں"

اس نظم میں 'خدا کے مست قلندر' کی شوخیوں کا ذکر کیا گیا ہے جس کا خیال ہے کہ عورت 'سرورِ بادہ' کے طفیل ہی 'آشکار' ہو سکتی ہے۔ ضربِ کلیم میں اس نوع کی کئی نظمیں موجود ہیں لیکن یہ قطعہ نما نظم خیال کے اعتبار سے بلند نہیں۔ 'مردِ زن شناس' جیسی پھبتی کی مثالیں اس دور کے کلام میں ناپید ہیں اور پھر آخری مصرعے میں "نہیں" کی تکرار بھی نظم کا ایک عیب ہے۔ شاید انہی وجوہ کی بنا پر اس نظم کو ضربِ کلیم میں شامل نہیں کیا گیا۔

۶۔ برطانیہ   بیاض ہفتم ص ۳

سنا ہے میں نے کہ برطانوی پشیماں ہیں   ہمیں نئی مدنیّت سے آشنا کر کے
نہ عقدہ کھول سکے ہیں یہ آئرستاں کا   نہ وحشتِ ہند کو بہتر کر سکے ہیں وا کر کے

نظم میں آئرلینڈ کے حوالے سے حکومتِ برطانیہ کے سیاسی تضادات کو موضوع بنایا گیا ہے۔ اقبال اس شعر میں یہ کہنا چاہتے تھے کہ انگریز ہندوستانیوں کو چند بنیادی حقوق دے کر سخت پشیمان ہیں اور اب کسی طرح انہیں واپس

نہیں رکھتے۔ باوجود کوشش کے علامہ 'لیکن' کا لفظ نہیں لا سکے۔ اسی طرح 'رخت وا کرنا' بھی محل نظر تھا۔ چونکہ قطعے میں مضمون صاف طور پر ادا نہیں ہو سکا تھا لہذا اسے ترک کر دیا۔

۷: غلاموں کی تبلیغ بیاض ہفتم ص ۲

کر رہا ہے پیر کی دوں فطرتی کو آشکار + مرد محکومی کا یہ دارو کہ حاکم ہو مرید

اپنا مذہب حکمراں کے سامنے کرتا ہے پیش + بندۂ محکوم آزادی سے ہو کر نا اُمید

اِس شعر کی ابتدائی صورت یہ تھی

فاش تر کرتا ہے اے پیر حرم تیرا مرض + مرد محکومی کا یہ نسخہ کہ حاکم ہو مرید

ایسی راہیں سوجھتی ہیں بندۂ محکوم کو + اپنی آزادی سے ہو جاتا ہے جب وہ نا اُمید

اِس نظم میں بندۂ محکوم کی تبلیغی کوششوں پر طنز کیا گیا ہے جس نے آزادی سے مایوس ہو کر تبلیغ شروع کر دی ہے۔ اور اپنے آقا کو 'مرید' بنانے پر تلا ہوا ہے۔ 'پیر کی دوں فطرتی' سے ساتھ غلاموں کی نفسیات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ نظم کو ترک کرنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ مضمون اقبال کی ایک اور نظم "اشاعتِ اسلام فرنگستان میں" میں زیادہ بہتر انداز سے ادا ہو گیا تھا۔ لہذا تکرار مناسب نہیں تھی۔

۸: وحدتِ عرب بیاض ہفتم ص ۲

یہ فلسطینی وہ شامی یہ عراقی وہ عرب + مشتملیں یورپ کے عیاروں کی آساں ہو گئیں۔

میں نے دیوارِ حرم پر لکھ دیا غالب کا شعر + "ملتیں جب مٹ گئیں اجزائے ایماں ہو گئیں"

اس نظم کا تیسرا مصرع پہلے یوں لکھا تھا۔

شعرِ غالب میں نے دیوارِ حرم پر لکھ دیا

لیکن بالکل ابتدا میں ترکیب کے آ جانے سے مصرعے میں ثقالت پیدا ہو رہی تھی لہذا اس پر اصلاح دیتے ہوئے موجودہ مصرع لکھا۔ نظم میں عربوں کے نفاق کو موضوع بنایا گیا ہے۔ دوسرے شعر کے مصرعِ اولیٰ میں اقبال دیوارِ حرم پر غالب کا ایک شعر لکھنے کا ذکر کرتے ہیں لیکن حوالہ غالب کے ایک مصرعے میں کا دیتے ہیں۔ دونوں اشعار کا باہمی ربط بھی خاصا کمزور ہے اور یہی عیب اس کے ترک کرنے کا سبب بھی بنا ہے۔

۹: تورانی تحریک بیاض ہفتم ص ۲

نسلِ تتری چینی و عثمانی و روسی + لیکن نہیں نومید مری جان پُر امید

مذہب نہ سہی وحدتِ اقوام کی بنیاد + کہتا ہے لشپ بھی کہ یہ تثلیث ہو توحید

چوتھا مصرع ابتدا میں یوں لکھا۔

تھم دونوں کا ہے فتویٰ کہ یہ تثلیث ہو توحید

اس نظم کا موضوع بھی 'وحدتِ اقوام' ہے۔ 'نسل تتری' کی ترکیب علامہ کے مزاج کے خلاف ہونے کے ساتھ نقصِ روانی کا عیب بھی پیدا کر رہی تھی اور پھر نظم کا مرکزی خیال بھی واضح شکل میں سامنے نہیں آ سکا تھا۔

۱۰ صلائے عام بیاض ہفتم ص ۵

[ملاحظہ کیجئے اگلا صفحہ]

صلائے عام ہے مشرق کے تشنہ کاموں کو | درخشِ آب ہوں میں جلوۂ سراب نہیں
مری نوا نے دیا اس شرر کو ذوقِ نمود | کہ تیری خاک میں ہے اور بے حجاب نہیں
اسی محیط سے طوفاں مرا الجھتا ہے | کہ جس کی موج سبک خیز و بے حباب نہیں
زرِ برِ نام، طلوع و غروب کا پابند | مرے زمانے کے لائق یہ آفتاب نہیں

اس نظم میں مشرق کو یہ پیغام دیا گیا ہے کہ وہ ان کے افکار سے روشنی حاصل کرے۔ خیال بہت عمدہ تھا لیکن نظم مجموعی طور پر وحدتِ تاثر پیش نہیں کر سکی۔ بعض نامانوس تراکیب مثلاً "درخشِ آب" اور "زرِ برِ نام" نے بھی ابلاغ میں رکاوٹ پیدا کی۔

۱۱۔ تیغِ جہاد بیاضِ ہفتم ص ۷

ہے دم بدم تغیر احوالِ زندگی میں | رہتی نہیں ہمیشہ میروں کے گھر میں میری
نخچیر اب کہاں ہے اس نیلگوں فضا میں | فطرت سکھا رہی ہے شاہیں کو موش گیری

نظم میں قادیانیوں کے تیغِ جہاد کے "فتوی" پر گرفت کی گئی ہے۔ اس نظم کا خیال بھی اچھا تھا لیکن مفہوم کی پوری وضاحت نہیں ہو سکی۔ علاوہ ازیں "موش گیری" کی ترکیب بھی نامانوس تھی۔

۱۲ صوفی بیاضِ ہفتم ص ۵

لاہوت سے محروم ہے یہ تارکِ ناسوت | بے چارے کے ہاتھوں میں نہ ناسوت نہ لاہوت
ہنگامۂ امروز کا مغرور سپاہی | آنکھوں میں ہے کچھ کچھ نشۂ عالمِ جبروت
حق اور صنم خانۂ باطل کا پجاری | اللہ یہ مومن ہے کہ مومن کا ہے تابوت

نظم کے شعر ۲ کا مصرع ثانی وزن میں نہیں ہے۔ اقبال نے لفظ 'جبروت' کی جگہ پہلے 'عاروت' لکھا تھا۔ آخری شعر ابتدا میں یوں تھا ؎

جبروت مجاہد کا نہیں اُس کی جبیں پر۔۔۔۔ الخ

نظم میں صوفی کو 'ہنگامۂ امروز' کا مغرور سپاہی کہہ کر بہت عمدہ خیال پیش کیا ہے۔ اور یہ بتایا گیا ہے کہ اب وہ بجی تصوّرات کا پجاری بن کر رہ گیا ہے اُس میں ذوقِ عمل فنا ہو گیا ہے۔ عمدہ خیال کے باوجود بندش سست تھی تیسرے شعر میں "حق" کے ساتھ 'پجاری' کا لفظ زیب نہیں دیتا حق پرستی یا حق پرست کا محل تھا۔ "نشۂ عالم جبروت" میں ہمزہ اور 'ع' کے اجتماع سے صوتی تنافر پیدا ہو گیا ہے۔ یہ تمام نقائص نظم کو متروک قرار دینے کا باعث بنے

۱۳۔ درویشی بیاضِ ہفتم ص ۹

گلہ رکھتا ہوں میں بھی اُس مسلماں کش مسلماں سے
فرنگی نے بہت مہنگی خریدی جس کی بے کیشی
خوش اسلوبی سے کہہ سکتا ہوں اپنا ماجرا لیکن
نہیں ہے زخم کھا کر آہ کرنا شانِ درویشی
مقام ایسے بھی مردانِ خدا کو پیش آتے ہیں
کہ خاموشی ہے بہتر گفتگو روباہی و میشی

شعر ۳ کا مصرع اولیٰ ابتدا میں یوں تھا

ہے مقام ایسے بھی ہیں اہلِ نظر کی زندگانی میں

اس قطعہ کا آخری مصرع مبہم ہے جسے کوشش کے باوجود بہتر نہیں بنایا جاسکا۔
'زود یابی و مستی' کا خاموشی سے تعلق واضح نہیں ہوسکا۔ قطعہ کا آخری مصرع ہونے کی وجہ سے اسے زوردار ہونا چاہیے تھا لیکن ایسا نہیں ہوسکا چنانچہ اس نظم کو ترک کرنا پڑا۔

۱۴: حجاب

بیاض ہفتم ص ۱۰

فروغِ طبعِ نسوانی، خود آرائی و پیدائی اسی سے عالمِ تہذیب کی بڑھتی ہے پہنائی

رہے حد میں تو روشن ہے اسی سے شبستانِ حیات + گذر جائے اگر حد سے تو ہے فطرت کی رسوائی

نہ ہو بے قید، بے قیدی فسادِ زندگانی ہے یہ فطرت ہے تو زینت کا چھپانا عین دانائی

نظم میں عورت کی بے حجابی کو فسادِ زندگانی کہا ہے۔ عورت متعین حدود میں رہے تو یہ زندگی کو خوبصورت اور روشن بنا سکتی ہے ورنہ فطرت کی رسوائی کا موجب بنتی ہے۔

قرآن میں آیا ہے کہ عورت اپنے زیب و زینت کے اعضا چھپائے[1]۔ یہی پردے کا مقصد اولیٰ ہے زینت چھپانے سے علامہ کی مراد یہی تھی لیکن عجز بیان نے 'روزمرہ' میں خرابی پیدا کردی لفظ 'بے قیدی' بھی غالباً کھٹکا ہوگا۔

سورۂ نور کی آیت میں لفظ زینت "۳۱"

۱۵ حیاتِ ابدی

بیاض ہفتم ص ۱۳

دل مرا فقر کے اسرار سے بیگانہ نہیں گرچہ رکھتا نہیں میں سر پہ کلاہِ نمدی

عقل کہتی ہے جسے سلسلۂ شام و سحر اسی پردے میں ہے پوشیدہ حیاتِ ابدی

اس نظم میں اقبال نے یہ فلسفہ پیش کیا ہے کہ شام و سحر کے تسلسل ہی میں حیاتِ ابدی کا راز پوشیدہ ہے۔ عمدہ خیال ہے لیکن 'کلاہِ نمدی' کی ترکیب غیر فصیح ہے۔ بظاہر اسے ترک کرنے کی کوئی اور وجہ سمجھ میں نہیں آتی

۱۶، توبہ ۰

بیاض ہفتم ص ۱۴

یہ رمز غریب ہے کہ جس سے ہے اہلِ صفا کا سینہ روشن

پوشیدہ گناہ میں ہے توبہ زیتون میں جس طرح ہے روغن

۰ اسرائیلی تصوف: ایک مقولہ۔

نظم کا یہ حاشیہ خود اقبال کا لکھا ہوا ہے۔ حاشیے کا نشان ۰ قرآنی آیات کا نشان ہے۔
ضرب کلیم کی بیاض سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ اس نظم کو 'مذہب' کے زیر عنوان شائع ہونے والی نظموں میں شامل کرنا چاہتے تھے لیکن شاید یہودی فلاسفی کا بیرچار پسندیدہ فعل نہیں سمجھا اور قطعہ ترک کردیا۔

۱۷ انگلیس و عرب

بیاض ہفتم ص ۱۷

دنیا میں اگر ہے حقِ دیرینہ کوئی چیز انگلیس سے شکوہ ہے بجا اہلِ عرب کا

حق رکھتے ہیں گر خاکِ فلسطیں پہ یہودی ہسپانیہ پر ورنہ وہی حق ہے عرب کا

اس نظم میں اقبال انگریزوں کی ایک کمزور دلیل کو طنز کا نشانہ بناتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر وہ فلسطین، پر یہودیوں کا حق اس لیے تسلیم کرتے ہیں کہ یہ یہودیوں کا پرانا ملک ہے تو وہ ہسپانیہ پر مسلمانوں کا حق کیوں تسلیم نہیں کرتے۔ اس قطعہ میں کئی خامیاں موجود تھیں۔ آخری مصرعے میں لفظ 'ورنہ'

[1] ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا۔ (سورہ نور آیت ۳۱)

بھی 'محل نظر' ہے یہاں ایک ایسا لفظ آنا چاہیے تھا جو "کیوں نہیں" کا مفہوم پیدا کرتا۔ ثانئے مخففی آخری مصرعے میں چار دفعہ آئی ہے جس سے روانی میں نقص واقع ہوا ہے۔ آخری مصرعے میں قافیہ بھی پہلے شعر کے دوسرے مصرعے کے موافق نہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ "شکستِ ناروا" کا عیب پیدا ہو گیا ہے۔ 'ورنہ' مصرعے میں 'دولت' ہو جاتا ہے۔ شاید انہی خامیوں کی بنا پر اس قطعے کو ضربِ کلیم میں شامل نہیں کیا۔

۱۸: آزادیٔ شمشیر بیاض ہفتم ص ۲۳

عصرِ حاضر کی نبوت کے علم داروں کا — تھا یہ ارشاد کہ منسوخ ہوا حکمِ جہاد

کون فطرت کے تقاضوں کو دبا سکتا ہے — شرعِ انگریز نے کر ڈالی ہے شمشیر آزاد

شعرِ اوّل کا مصرعِ ثانی اصل میں یوں تھا ؎ تھی یہ تعلیم کہ منسوخ ہوا حکمِ جہاد

اس نظم میں قادیانیوں کے اس فتوے پر گرفت کی گئی ہے کہ اب اسلام کو جہاد کی کوئی ضرورت نہیں رہی نظم کے بین السطور قادیانیوں اور انگریزوں کے گٹھ جوڑ کا ثبوت بھی فراہم کر دیا ہے۔ جس زمانے میں یہ قطعہ لکھا گیا اُس زمانے میں اقبال قادیانیوں کے خلاف عملی جدوجہد میں معروف تھے اور پنڈت جواہر لال نہرو کے خلاف قادیانی مسئلے پر ختمِ نبوت کا کامیاب دفاع کر رہے تھے۔

۱۹: خردمندانِ دوزخ کے مقولے بیاض ہشتم ص ۲۳

بند نمبر ۱ — نُبت بشر ہیں گو مشرق کے انداز غزل خوانی — مگر اس ساز کے ہر تار میں ہے مرگِ پنہانی

نکلوائے گئے جنت سے شاعر ہند و ایراں کے — خدا نے خوب کی اپنے فرشتوں کی نگہبانی

بند نمبر ۲ — چھپانہ آنکھ سے اپنی زمیں کے ہنگامے — بلند تر ہے ستاروں سے گو سرودِ ترا

شبیہہ حور و جناں، عالمِ خیال میں کھینچ — مگر نہ بھول کہ دوزخ میں ہے وجود ترا

یہ نظم بظاہر دو قطعات پر مشتمل ہے۔ دونوں قطعات کی بحر جدا ہے۔ ایک نظم میں دو بحروں کو اکٹھا کرنے کی مثالیں اس دور میں اور بھی موجود ہیں۔ ارمغانِ حجاز کی بیاض کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ اس نظم میں تین بند لانا چاہتے تھے لیکن تیسرا بند نہ لکھا جا سکا اور یوں یہ سلسلہ آگے نہ بڑھ سکا لہٰذا نظم کو ترک کر دیا گیا۔

دونوں بندوں کی بحر مختلف ہے۔ پہلا مقولہ بحرِ ہزج میں ہے اور دوسرا رمل میں۔ دونوں مقولوں کا تعلق اقبال کے نظریۂ شعر و فن سے ہے۔ پہلے مقولے میں جنت سے نکالے جانے کا تصور خلافِ واقعہ ہے۔ شاعر یہ کہنا چاہتا ہے کہ ایران اور ہندوستان کے غزل گو شعراء کو جنت سے نکالا جائے گا لیکن اس فعل کو ماضی میں متشکل کر دیا گیا۔ دونوں مقولوں کا باہمی ربط بھی مفقود ہے۔ دوسرے مقولے میں بھی ان شعراء کو مطعون کیا گیا ہے جو زمین کے ہنگاموں سے منہ موڑ کر خیالی محبوباؤں کے سراپے کھینچنے میں اپنی توانائیاں صرف کر رہے ہیں آخری مصرعے میں پھر وہی پہلے والا عیب پیدا ہو گیا ہے کہ شاعر نے حالتِ مستقبل کو حال پر قیاس کیا ہے۔ مجازِ مرسل کی اس شکل کا استعمال درست ہے لیکن اس سے علامہ کا دعویٰ موثر ثابت نہیں ہو سکا چونکہ شاعری کے بارے میں اقبال کے نظریات زیادہ واضح اور موثر انداز میں دوسرے اشعار میں بیان ہو چکے تھے لہٰذا اس نامکمل نظم کو ارمغانِ حجاز میں شامل کرنے کا کوئی جواز نہ تھا۔

۲۰ اقبال کا غلاموں سے خطاب

اخبار ایمان ۹ جنوری ۱۹۳۷ [غیر مدون]

دورِ محکومی میں راحت کفر، عشرت ہے حرام — دوستوں کی چاہ، آپس کی محبت ہے حرام
علم ناجائز ہے، دستارِ فضیلت ہے حرام — انتہا یہ ہے، غلامی کی عبادت ہے حرام

سایۂ ذلت سے مومن کا گزرنا ہے حرام
صرف جینا ہی نہیں ہے بلکہ مرنا ہے حرام

ہفت روزہ اخبار "ایمان" کی ۹ - ۱۶ جنوری ۱۹۳۷ء کی اشاعت میں شائع ہونے والے یہ تین اشعار اقبال کی کسی بیاض میں موجود نہیں۔ محکومی کے نقصانات پر اقبال "ضرب کلیم" میں کئی جگہ اظہار خیال کر چکے تھے خصوصاً نظم "غلاموں کی نماز" (ضرب کلیم ص ۱۵۸) میں اپنی خیالات کا اظہار کیا گیا ہے حتیٰ کہ دونوں نظموں کے قافیے بھی یکساں ہیں۔ لہٰذا مضمون کے تکرار کو ناپسند کرتے ہوئے ان اشعار کو ارمغان حجاز میں شامل کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

اس نظم میں اقبال کا لہجہ بہت سخت ہے۔ غلامی کی مذمت میں وہ اس حد تک آگے نکل جاتے ہیں کہ انہیں غلامی کی عبادت بھی حرام معلوم ہونے لگتی ہے۔ ممکن ہے ترک کلام کا ایک سبب یہی متشددانہ رویہ ہو۔

قلمی نام سے لکھی جانے والی نظمیں

دورِ سوم کی نظموں کے اس جائزے کے آخر میں اب ہم علامہ اقبال کی ان نظموں کا ذکر کرتے ہیں جو انہوں نے دیگیس شاعرؔ کے فرضی نام سے "احسان" اخبار میں شائع کیں

۲۱ میرزا محمود اور سر فضل حسین

سامنے دونوں کے ہے دین و سیاست کی بساط — لائے ہیں دونوں کھلاڑی اپنی اپنی کیجیتن
نقطۂ فائے فرنگی سے ہے دونوں کی کشود — یہ وہی نقطہ ہے جس سے عین ہو جاتا ہے غین
انتشارِ ملت بیضا ہے دونو کی غرض — متحد کیوں کر نہ ہوں محمود اور فضل حسین
لذت و حرکت سے گو محروم ہیں دونو مگر — نحو انگلش میں روا ہے التقائے ساکنین
یہ ہوائے قادیاں تھی یا ہوائے کوہسار — بجھ گئی افسوس بے چارے ظفر کی لالٹین
اب حرم قادیاں میں ہے بٹالہ بھی شریک — لازم آیا مولوی پر سجدہ سوئے قبلتین

اِس نظم کا اور اگلی تین نظموں کا پس منظر جاننے کے لئے اخبار "جے ہند" لاہور کی ۲۰ جون ۱۹۲۵ء کی اشاعت میں شائع ہونے والی اس خبر کا مطالعہ مفید ہوگا جو مذکورہ اخبار کے ڈلہوزی کے نامہ نگار کے حوالے سے شائع ہوئی

> "ڈلہوزی کانگرس کے صدر شیخ غلام رسول نے جلسۂ عام میں تقریر کرتے ہوئے کہا ان دنوں ڈلہوزی میں سر فضل حسین کی کوٹھی بکروٹہ ہاؤس میں مولانا ظفر علی خان مالک روزنامہ زمیندار لاہور اور سر فضل حسین کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا ہے قادیان کے خلیفہ بشیر الدین محمود بھی ان دنوں ڈلہوزی میں مقیم ہیں۔ مجھے یقین ہے

کہ سرفضل حسین اور قادیان کے خلیفہ مرزا محمود اور مولانا ظفر علی خان کا بغیر کسی اطلاع اور پروگرام کے یکایک ڈلہوزی پہنچنا کسی سیاسی غرض سے خالی نہیں سمجھنا چاہیے خطرہ ہے کہ آئندہ ان خفیہ ملاقاتوں کے نتائج میں سیاسی اعتبار سے پنجاب میں کوئی نیا طوفان نہ اٹھے۔" [1]

زیرِ نظر نظم کے نظم میں اقبال کا اشارہ سرفضل حسین اور مرزا محمود کے اسی گٹھ جوڑ کی طرف ہے۔

۲۲۔ پنج ہزاری نبی

محمود نے چھیڑا جو نبوت کا فسانہ — کہنے لگا سرفضل کا اک تازہ حواری
کھانے کو میسر تھا نہ پینے کو میسر — اللہ کے نبیوں نے یونہی عمر گذاری
اللہ سے بہتر ہے خداوندِ فرنگی — ہر صوبے میں ہیں جس کے نبی پنج ہزاری

۲۳: Come to me

سوئے کوہسار اڑ گیا مولوی — بڑے بول نے جب کہا "کم ٹو می"
کوئی مفتیٔ شہر سے پوچھتا — یہ کفرِ خفی ہے کہ شرکِ جلی
"مرا او را رسد کبریا و منی — کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی"
مگر سادگی سے یہ سمجھا ظفر — کہ نوشیدنی ہے بٹالے کی ٹی

سرفضل حسین نے ظفر علی خان کو تار کے ذریعے یہ پیغام بھیجا تھا:

"If you want Shaheed Ganj Mosque, Come to me"

نظم کا عنوان اسی پیغام سے ماخوذ ہے۔ نظم میں سرفضل حسین کو بڑبولا یعنی 'لاف زنی کا عادی' کہا ہے تیسرا شعر غالباً سعدی کا ہے۔

۲۴: لاالہ الاّ فرنگی

ہو گئی ہے مادیانِ قادیاں اس پر سوار — دیکھ کہاں ہے وہ سوارِ مادیانِ قادیاں
اللّوا کیوں اس قدر اس کی اشاعت میں ہوا — ٹیچی ٹیچی نے اڑا لی "ارمغانِ قادیاں"
لو فرنگی کی اولوالامری سے باز آیا پسر — کس قدر بدلے زمین و آسمانِ قادیاں
خیرِ اب پنجاب کی مجھ کو نظر آتی نہیں — ہے بٹالے کے گلے میں ریسمانِ قادیاں
اس قدر پنجاب میں بام وزارت ہے بلند — چور چڑھتے ہیں لگا کر نردبانِ قادیاں
لاٹ سے روٹھے گئے نہرڈت کے استقبال کو — دیکھ کس روزن سے نکلا ہے دمانِ قادیاں
نیشنل کور، طوافِ شملہ، و منع جہاد — خود غلام احمد نہ سمجھا چیستانِ قادیاں
لاالہ الاّ فرنگی، کلمۂ دینِ بروز — "الفرنگی اکبر" آوازِ اذانِ قادیاں

اس نظم میں بعض اشارے وضاحت طلب ہیں مثلاً "ٹیچی ٹیچی"۔ یہ اشارہ مرزا غلام احمد کے 'فرشتۂ خاص' کی طرف ہے جو نام نہاد طور پر ان کی جیبیں نوٹوں سے بھر دیتا تھا۔ اس ضمن میں غالباً علامہ کے پیشِ نظر ظفر علی خان کا یہ شعر ہو گا ؎

یہ ہے ٹیچی ٹیچی کی بروقت بخ + جو ہے میری تھیلی زر انباشتہ [2]

---

[1] بحوالہ تحریکِ مسجد شہید گنج از جانباز مرزا ص ۲۹ [2] چمنستان، نظم محررہ ۵ ستمبر ۱۹۳۶ء

ارمغانِ قادیان" ظفر علی خان کی کتاب ہے۔ "زمیندار" اخبار ۳۰ ستمبر ۱۹۳۴ء کے مطابق یہ کتاب اکتوبر ۱۹۳۴ء میں شائع ہونا تھی لیکن بوجوہ اس کی اشاعت میں التوا ہوا۔ ظفر علی خان کا یہ شعر اسی کتاب کے بارے میں ہے۔

؎ تم کو گر منظور ہے سیرِ جہانِ قادیاں اے مسلمانو خریدو "ارمغانِ قادیاں" [۱]

نظم کے پہلے شعر میں بھی ظفر علی خان کے درج ذیل شعر کی بازگشت موجود ہے۔

؎ میں نے دی اس کو لگام اور ہو گیا اس پر سوار

ورنہ کس کو مانتی تھی "مادیانِ قادیاں" [۲]

۲۵ اتحاد پارٹی

زبان و بیاں ہر دو نابالغانہ سول کے مضامیں ہیں "نور احمدانہ"

ابھی تازہ پرواز ہیں اتحادی مناسب ہے ان کے لیے "آشیانہ"

کوئی 'یونین' سے جواں ممبروں کو سنا دے مرا نکتۂ عارفانہ

کہ چوہوں کو غفلت مناسب نہیں ہے طریقے ہیں بلّی کے گوراپیانہ

بٹالے میں بھی رنگ ہے قادیاں کا کہ ہے 'کم ٹو می' کی ندا ملہمانہ

مسلمان مانگیں کلیسا سے فتویٰ موحد چلیں جادۂ مشرکانہ

مری کشتِ ویراں کو اللہ کافی کہ بادل برستے ہیں "بے آبیانہ"

اُلٹ دے خدا کون اس بساطِ کہن کو زمانہ زمانہ، زمانہ، زمانہ

اتحاد پارٹی 'یونینیٹ پارٹی' کا نام ہے۔ تیسرے شعر میں یونین کا اشارہ بھی اسی پارٹی کی طرف ہے پہلے شعر میں 'نور احمد' کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو 'سول' کے نامہ نگار تھے اور حکومتِ افغانستان کے ایجنٹ کے طور پر بھی کام کرتے تھے۔ دوسرے شعر میں سید مراتب علی شاہ کی کوٹھی "آشیانہ" کی طرف اشارہ ہے۔ پانچویں شعر میں بٹالے کا ذکر ہے، کیوں کہ سر فضل حسین بٹالے کے رہنے والے تھے۔ پانچویں شعر میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ظفر علی خان نے یہ اعلان کیا تھا کہ ہمیں پنجاب ہائی کورٹ میں مقدمہ دائر کر دینا چاہیے کہ مرزائی مسلمان نہیں۔ کلیسا سے فتویٰ مانگنے کا یہی مطلب ہے۔

۲۶ اتحادی

بوڑھے وویٹر نے کہا اپنے جواں بیٹے سے یہی بندے ہیں خداوندِ فرنگی کو پسند

ہم فقط اُشترک و خادؤ و خرو پرکلاو میش اتحادی ہیں گورنر کی سواری کے سمند

سن کے بیٹے نے کہا آپ بجا کہتے ہیں مرتبے ان کے ہیں سرکار کے نزدیک بلند

جبولِ زر لعنت کی بخشی ہے فرنگی نے انہیں میرے تہبند میں ہیں ایک نہیں سو پیوند

خواجگی اُن کی مسلّم ہے زمانے میں مگر "خواجگانند کہ نان از کفِ مزدور برند"

اس نظم میں یونینیٹ پارٹی کے لیڈروں کی خوشحالی اور عوام کی بدحالی کا ذکر کیا گیا ہے۔

---

[۱] نگارستان، نظم محررہ ۱۱ اپریل ۱۹۳۶ء

[۲] ایضاً

۲۷ ایک مکالمہ

اتحادی: دین و مذہب سے نہیں اپنی سیاست کو غرض — سارے پنجاب کی بہبود ہے اپنا مقصود
کفر و دیں اگلے زمانے کی سخن سازی ہے — ہیں سبھی ایک کہ ہے سب کا فرنگی معبود

راجہ نریندر ناتھ، وہی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد وہی محراب ہمن — وہی دیرینہ امام اور وہی ذوقِ سجود
وہی چھوٹو سے چھٹیے" وہی سر فضل حسین — اندریں چشمہ یہاں آبِ رواں ہست کہ بود'

'چھوٹو' سے مراد سر چھوٹو رام ہیں جو ہندوؤں کے مشہور لیڈر تھے۔

۲۸ احرار اور اتحادِ ملت

ذرا سن لو بزرگان، باہم آویز کے قصے — بڑے لوگوں کے اشغالِ عداوت بیز کے قصے
ادھر ناگفتنی احرار کی مسجد سے بیزاری — ادھر اک عقدۂ مشکل ہیں دستاویز کے قصے
ادھر ہیں خالصہ جی کی رضا جوئی کے افسانے — ادھر ایمائے فتنہ خواہیٔ انگریز کے قصے
یہ کہتے ہیں غلط ہے آپ کا دعوائے فریادی — سناتے ہیں ادھر وہ حیلۂ پرویز کے قصے
یہ کہتے ہیں مسلمانوں کو مسجد مل نہیں سکتی — عبث ہیں سب یہ تحریکِ جنوں آمیز کے قصے
یہ کہتے ہیں تمہاری عافیت کوشی ہے غداری — ڈراتے ہیں تمہیں سکھوں کی تیغِ تیز کے قصے
مریضِ قوم کو یہ ڈاکٹر نسخہ نہیں دیتے — انڈیلے جا رہے ہیں کان میں پرہیز کے قصے

دوسرے شعر میں دستاویز کا ذکر ہے۔ اصل میں یوں ہوا کہ ۱۹۲۲ء میں خلافت کمیٹی کے سیکریٹری جنرل ملک لعل خان اور سکھوں کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا تھا جس کے مطابق یہ مسجد مسلمانوں کے قبضے میں دی گئی تھی لیکن نامعلوم وجوہ کی بنا پر مسلمان اس مسجد پر اپنا قبضہ مستحکم نہ کر سکے یہ دستاویز ملک لعل خان کے پاس تھی۔ جب مسجد کا دعویٰ عدالت میں دائر کرنے کا فیصلہ کیا گیا تو اس دستاویز کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ملک لعل خان نے یہ دستاویز دفتر 'زمیندار' میں پہنچا دی کسی طرح یہ ظفر علی خان کے صاحبزادے اختر علی خان تک پہنچی۔ جنہوں نے چند ٹکوں کے عوض سکھوں کے حوالے کر دیا ۱؎

نظم کے پانچویں شعر میں ایک قول کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ظفر علی خان نے عطاء اللہ شاہ بخاری کے خیالات کو اس شعر میں منظوم کیا ہے۔

؎ امرِ محال ہے کہ یہ مسجد ہو واگزار — برطانیہ کا فیصلہ پتھر کی ہے لکیر۔

۲۹ سوراج کا خوف

کہتا ہے یہ اڑ جائے گی ہندو کی ثقافت — ڈرتا ہے وہ لٹ جائے گی مسلم کی شرافت
اندیشہ اسے یہ ہے کہ مٹ جائے گی ہندی — اردو پہ اسے فکر ہے آ جائے گی آفت
یہ ٹام کی ٹوپی کو کہے رام کی چھتری — انگریز کے سائے میں بنائے وہ خلافت
چنتا ہے "سیتا" بھی اسی خوان کے ریزے — لبِ خوان پہ کھاتا ہے "تلارام" ضیافت

۱؎ تحریکِ مسجد شہید گنج ص ۱۹۰

ایمائے فرنگی ہو تو مسکین ہیں دونوں — آپس کا جو قصّہ ہو تو کچھ رحم نہ رافت
قوموں کو لڑانے میں ہے لیڈر کی ترقی — پیشہ ہے جو پرچار تو بیوپار صحافت
ایوانِ تمسخر ہے مسلماں کا تدبّر
ہندو کی سیاست ہے کہ دوکانِ ظرافت

نظم کے دوسرے شعر میں ہندی کے مٹ جانے کا خوف ظاہر کیا گیا ہے
اس شعر میں ناگپور میں "اکھل بھارتیہ سہتیہ پریشد" کے نام سے ہونے والی کانفرنس کی صدائے بازگشت سنائی دیتی ہے جو ہندی کی حمایت میں منعقد ہوئی تھی۔ اس اجلاس میں گاندھی نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔[1]

۳۰۔ اتحادی حکومت کی مثلث

اِدھر یونین نے سکندر نکالا — اُدھر ہندوؤں نے سندر سنبھالا
وہاں خالصہ جی کی محفل کو دیکھو — جگندر سی لونے کیا ہے اجالا
توقع دلاتی ہے تجنیسِ خطی — مثلث یہ بن جائے گی لامحالہ
کہا میں نے اے نکتہ رس اتحادی — دوارا ہو مکتب ہو یا پاٹھ شالا
کھلے گا اگر تو گورنر کے ہاتھوں — پڑا ہے غلامی کا ان سب پہ تالا
گلے میں اٹک جائے گا — بن کے کانٹا
وزارت کا عہدہ — نہیں تر نوالا

پہلے شعر میں راجہ نرندر ناتھ کی طرف اشارہ ہے۔ تجنیس خطی کی صنعت مذکورہ بالا تین ناموں سکندر، نرندر اور جگندر میں ہے۔

۳۱: دیوتا سروپ بھائی پرمانند جی

ڈرتے نہیں ہیں استری جاتی کے قہر سے — دیوی پروف بن گئے ہیں دیوتا سروپ
ہندو کی رگ میں خونِ شجاعت ہے موجزن — گویا وہ دال چھوڑ کے پینے لگا ہے سُوپ
بھائی جی ہو گئے کسی آسیب کا شکار — سنگاپش آکے مالوی ہندو سبھا کی دھوپ

۳۲ اتحاد پارٹی اور منصب وزارت

چودھری سر شہاب الدین جو پہلے اسپیکر تھے انہیں وزیر تعلیم بنا دیا گیا۔

پنجاب میں ہوتی ہے مناصب کی تجارت — تو آج صدارت ہوئی قربانِ وزارت
وہ "تین ہزاری" تھا یہ ہے "پانچ ہزاری" — دی چودھری صاحب کو سکندر نے بشارت
عہدوں کے لیے لڑتے ہیں سر فضل کے پیرو — محنت کہیں مرحوم کی جائے نہ اکارت
جس طرح سے ممکن ہو جماعت کو بچاؤ — سودا وہ کرو جس میں نہ ہو بیم خسارت
کس ڈھونگ پہ نازاں ہو تم اے یونینسٹو — اک جھونکے میں اڑ جائے گی کاغذ کی عمارت
ہے ملک سے اور قوم سے کیا تم کو سروکار — جب تم کو نچاتی ہے فرنگی کی اشارت
پنجاب کی تقدیر کے مالک ہیں وہ جن کو
نے دیں کی بصیرت ہے نہ دنیا کی بصارت

---

[1] انقلاب لاہور: ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء

تنقیدی جائزہ

گزشتہ صفحات میں فرضی نام سے لکھی جانے والی بارہ[12] نظموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ نظمیں پہلی بار منظر عام پر آرہی ہیں اور ایک مخصوص پس منظر میں لکھی گئی ہیں لہذا ان کا جائزہ قدرے تفصیل سے لیا جائے گا لیکن پہلے اس امر کی تحقیق ضروری ہے کہ آخر کن دلائل کی بنا پر ہم اس کلام کو اقبال کا کلام کہہ سکتے ہیں۔

اردو ادب کی تاریخ میں فرضی ناموں سے لکھنے کی متعدد مثالیں موجود ہیں ۱۹۳۶ء کے لگ بھگ اقبال کو بھی ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ سیاسیات پنجاب پر بے لاگ تبصرہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے "ایکس شاعر" کا فرضی نام اختیار کیا۔ اس کے ثبوت میں چند معاصرانہ شہادتیں پیش کی جاتی ہیں۔ علامہ اقبال کے ایک ہم نشین 'م۔ ش' ایک مضمون میں لکھتے ہیں۔

"اخباروں میں روزنامہ احسان اور اخبار نویسوں میں مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس دور میں موخر الذکر کی وساطت سے مقدم الذکر میں حضرت علامہ کا سیاسی کلام 'ایکس شاعر' کے قلمی نام سے شائع ہوا کرتا تھا۔" [1]

ایک اور معاصرانہ شہادت وقار انبالوی کی ہے۔ لکھتے ہیں

"۱۹۳۵ء میں مسجد شہید گنج کا جھگڑا کھڑا ہوا اتفاق سمجھئے یا کسی سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ کہ ان ہی دنوں کرپان سے پابندی اٹھ گئی ... شاہی مسجد میں تحریک شہید گنج کی مجلس عمل کا مرکز تھا اور ایک صاحب مولا بخش نامی اس کے ڈکٹیٹر تھے۔ انہیں حکومت نے گرفتار کر لیا علامہ اقبال مرحوم نے "ایکس شاعر" کے نام سے ایک قطعہ لکھا جو "احسان" میں شائع ہوا۔ اس قطعہ کا دوسرا شعر ذہن میں محفوظ ہے۔

ہو گئی آزاد جب لاہور میں سکھوں کی کرپانیں۔
مسلمانوں کے مولا بخش کو سرکار نے پکڑا [2]

مولا بخش کے معنوی تصور اور اس کی دلالت التزامی ملاحظہ ہو" [3]

ایم ایس ناز اور عبدالسلام خورشید نے بھی لکھا ہے کہ علامہ اقبال "ایکس شاعر" کے قلمی نام سے لکھا کرتے تھے [4]

راقم نے قلمی نام ۵ سے لکھی گئی جن بارہ[12] نظموں کا سراغ لگایا ہے وہ میاں عبدالرشید کی ذاتی ڈائری میں درج ہیں۔ اس ڈائری کے سرورق پر عنوان "تاثرات" درج ہے ڈائری کا آغاز ۲ مئی ۱۹۳۶ء کو ہوتا ہے اس ڈائری میں جہاں میاں صاحب نے یہ نظمیں درج کی ہیں وہاں "سیاسیات پنجاب" کا عنوان بھی قائم کیا ہے اور

---

[1] اقبال ریویو جولائی ۶۷ ص ۹۶

[2] میاں عبدالرشید نے ایک ملاقات میں بتایا کہ یہ شعر اقبال سے غلط طور پر منسوب ہو گیا ہے۔ کرپان پر پابندی پہلے اٹھائی گئی تھی۔

[3] "ہندو مسلم اخبارات کی چشمکیں"۔ ہفت روزہ ندائے ملت لکھنؤ ۱۲ اپریل ۱۹۶۷ء

[4] اخبار نویسی کی مختصر تاریخ ص ۲۶۸، صحافت پاکستان و ہندوستان میں ص ۲۵۵

اس کی ذیل میں یہ نوٹ دیا ہے۔

"کوئی صاحب ایکس شاعر کے نام سے لکھتے ہیں معلوم نہیں کون ہیں۔ لیکن اچھے کہنہ مشق شاعر معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے اندازِ بیان میں ایک خاص قسم کا وقار پایا جاتا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ اقبال ہیں۔ بعض دفعہ اقبال سے ان کی مشابہت بھی بہت زیادہ ہو جاتی ہے لیکن یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا [عبدالرشید]"

میاں صاحب کا یہ تاثر ابتدائی نوعیت کا ہے بعد میں انہیں بھی یقین ہو گیا تھا کہ ایکس شاعر، علامہ اقبال کا قلمی نام ہے میاں صاحب لکھتے ہیں۔

"علامہ اقبال نے علالت کی بنا پر پنجاب مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ سے استعفیٰ دے دیا مگر ایکس شاعر کے نام سے 'سیاسیات پنجاب' پر ہلکے پھلکے انداز میں طبع آزمائی فرماتے رہے۔ ان کے یہ اشعار 'سیاسیات پنجاب' کے عنوان کے تحت روزنامہ احسان لاہور میں شائع ہوتے تھے۔" [1]

میاں عبدالرشید نے ایک انٹرویو میں راقم الحروف کو بتایا کہ جس زمانے میں یہ نظمیں شائع ہوا ہی تھیں بعض نکتہ شناس حضرات کو معلوم تھا کہ یہ علامہ اقبال کی ذہنی کاوش کا نتیجہ ہیں۔ مشہور صحافی اور اقبال شناس م۔ش نے ایک ملاقات میں بتایا کہ میکش علامہ کے پاس آ کر بیٹھ جاتے اور مختلف سیاسی امور پر تبادلہ خیالات ہوتا۔ اس گفتگو کے نتیجے میں علامہ ارتجالاً چند ایک اشعار ارشاد کرتے۔ جنہیں میکش نقل کر کے احسان اخبار میں شائع کرا دیتے۔

جہاں تک ان متروکات کے زمانۂ تحریر کا تعلق ہے پہلی نو نظمیں ڈائری میں ۲۲ جون ۱۹۳۶ء کے اندراج کے بعد کی ہیں جبکہ باقی تین نظمیں ۲۷ مارچ ۱۹۳۷ء کے اندراجات کے بعد درج کی گئی ہیں۔ اس سے ان نظموں کے زمانۂ تحریر کے بارے میں قیاس کیا جا سکتا ہے۔ "احسان" اخبار میں قلمی نام سے کلام شائع ہونے کی تصدیق علیم اختر کے ان مضامین سے بھی ہوتی ہے جو اپریل ۸۴ء میں "جنگ" اور "مشرق" میں شائع ہوئے ان مضامین کے حوالے سے حال ہی میں جانباز مرزا نے اپنی کتاب "تحریک مسجد شہید گنج" میں احسان اخبار سے علامہ کی ایک نظم نقل کی ہے جس کا عنوان ہے "لا الہ الا فرنگی"۔ [2] 'احسان' اخبار میں اس نظم کی اشاعت کی تاریخ ۲۹ جون ۱۹۳۶ء بتائی گئی ہے۔ اس سے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ زیرِ بحث غیر مدوّن کلام کی ابتدائی تین نظمیں "مرزا محمود اور فضل حسین" "پنج ہزاری" اور 'Come to me' ۲۶ اور ۲۹ جون ۱۹۳۶ء کے درمیانی عرصہ میں لکھی گئیں۔

ان اشعار کے زمانۂ تصنیف سے متعلق کچھ اشارے ان نظموں کے اندر بھی موجود ہیں۔ لیکن پیشتر اس کے کہ ان داخلی شہادتوں کی بنا پر ہم ان کے زمانۂ تصنیف کا تعین کریں اس دور کے سیاسی حالات کا ایک جائزہ پیش کر دیا جائے جو ان اشعار کی تصنیف کا محرک بنے۔

---

[1] "علامہ اقبال اور مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ"۔ نوائے وقت ۲۰ اپریل ۱۹۸۴ء

[2] کتاب مذکور: صفحہ ۳؛ شائع کردہ مکتبۂ تبصرہ

۱۹۳۵ء میں میاں فضل حسین نے وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل سے سبکدوش ہونے کے بعد یونینسٹ پارٹی کی تشکیلِ نو کی۔ ۲۹ فروری ۱۹۳۶ء کو محمد علی جناح لاہور آئے لیکن اقبال سے ان کی ملاقات نہ ہو سکی کیونکہ وہ بغرضِ علاج بھوپال گئے ہوئے تھے۔ ۲۹ اپریل ۱۹۳۶ء کو جناح پھر لاہور آئے اور سر فضل حسین سے ملاقات کی [۱] اور انہیں یونینسٹ پارٹی توڑ کر مسلم لیگ بورڈ کی تشکیل کی دعوت دی لیکن میاں صاحب نے انکار کر دیا۔ ان کا خیال تھا کہ غیر مسلم گروپ کو اپنے ساتھ ملائے بغیر پنجاب میں وزارت بنانا ممکن نہیں ہوگا اور چونکہ مسلمان ممبران کے متحد رہنے کی کوئی ضمانت نہیں اس لئے وہ چودھری چھوٹو رام کا تعاون حاصل کرنے پر مجبور ہیں۔

۶ مئی ۱۹۳۶ء کو قائدِ اعظم نے جاوید منزل میں علامہ اقبال سے ملاقات کی اور انہیں پارلیمنٹری بورڈ تشکیل دینے کی درخواست کی جسے علامہ نے قبول کر لیا۔ ۱۲ مئی کے اجلاس میں انہیں پنجاب مسلم لیگ کا دوبارہ صدر منتخب کر لیا گیا۔[۲] ۲۱ مئی ۳۶ء کو قائدِ اعظم نے مرکزی پارلیمانی بورڈ کے قیام کا اعلان کیا۔ اقبال کا نام بھی اس میں شامل تھا۔ چنانچہ ۸ جون ۳۶ء کو برکت علی اسلامیہ ہال میں مسلم لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا جس میں انتخابی منشور کی منظوری دی گئی۔ 'مجلسِ اتحادِ ملت' کے لیڈر اس بورڈ سے مستعفی ہو گئے۔ ظفر علی خان کا خیال تھا کہ چونکہ اتحادِ ملت مکمل آزادی پر یقین رکھتی ہے اور مسلم لیگ درجۂ نو آبادیات کو قبول کئے ہوئے ہے لہٰذا وہ مسلم لیگ کا ساتھ نہیں دے سکتے۔

سر فضل حسین کے برعکس سر سکندر حیات مسلم لیگ کے لئے اپنے دل میں نرم گوشہ رکھتے تھے۔ اصل وجہ یونینسٹ پارٹی کے اندرونی اختلافات تھے وہ فضل حسین کو اپنے راستے سے ہٹانا چاہتے تھے۔ راجہ نریندر ناتھ شہری ہندوؤں کے لیڈر تھے سر سکندر حیات کی ان سے ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں۔ درپردہ وہ اس کوشش میں لگے رہتے تھے کہ سر فضل حسین کے مقابلے میں ایک موثر گروپ کی تشکیل کر سکیں۔ ساتھ ہی انہوں نے احمد یار خان کے ذریعے اقبال کو اپنا ہم نوا بنانے کی کوشش کی۔ احمد یار خان ۲۲ جون ۱۹۳۶ء کو علامہ سے ملے [۳] اور یونینسٹ پارٹی اور مسلم لیگ کے درمیان مفاہمت کا ایک فارمولا پیش کیا۔ اقبال کے ۲۵ جون ۳۶ء کے خط بنام جناح سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پر امید تھے کہ سر سکندر حیات ان سے آملیں گے لیکن حالات نے ایک غیر متوقع کروٹ لی۔ سر فضل حسین جو تبدیلِ آب و ہوا کی غرض سے ڈلہوزی گئے ہوئے تھے ۲۹ جون ۳۶ء کو لاہور واپس آئے اور چند روز بیمار رہ کر ۹ جولائی ۳۶ء کو انتقال کر گئے۔ ۲۲ جولائی کو سر سکندر حیات کو پارٹی کا نیا لیڈر منتخب کر لیا گیا۔[۴] اور یوں مفاہمت کی کوشش سرد پڑ گئیں۔ علامہ یونینسٹ پارٹی کی بعض اصلاحات کو سراہنے کے باوجود اس سے اختلاف رکھتے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ یہ ہندو، مسلمان، سکھ زمینداروں کی مشترکہ پارٹی تھی جس کی وجہ سے شہری اور دیہاتی حلقے الگ الگ ہو گئے تھے۔ نجی محفلوں میں بھی اقبال یونینسٹ پارٹی اور سر فضل حسین پر تنقید کرتے رہتے تھے [۵] فضل حسین کے انتقال پر جن کے پاس وزارتِ تعلیم کا قلمدان تھا چودھری چھوٹو رام کو وزیرِ تعلیم بنانے کی تجویز پیش ہوئی لیکن چھوٹو رام نے قبول نہ کی اور چودھری سر شہاب الدین کو وزیرِ تعلیم بنایا گیا [۶] وہ اگلی وزارت تک کام کرتے رہے۔ اس عہدے پر ان کا انتخاب ۲۲ جولائی کے بعد ہی عمل میں آیا ہوگا۔

---

[۱] زندہ رود جلد سوم ص ۵۲۶

[۲] ذکرِ اقبال ص ۱۹۹ میں ۳۰ مئی ۱۹۳۶ء کی تاریخ درج ہے جو غلط ہے۔

[۳] ذکرِ اقبال ص ۲۰۰

[۴] سرگزشت: عبدالمجید سالک ص ۲۰۱ ؛ چند یادیں چند تاثرات ص ۵۱

[۵] سرگزشت اقبال ص ۲۰۲

[۶] روزنامہ انقلاب ۱۳ نومبر ۳۶ء ص ۱۲

۱۳ اگست ۱۹۳۶ء کو علامہ نے صوبائی پارلیمانی بورڈ کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا تاہم وہ بدستور مسلم لیگ کے صدر رہے اپنی کی ایما پر قائداعظم محمد علی جناح انتخابی مہم شروع کرنے کے لئے لاہور تشریف لائے۔ نومبر/دسمبر ۱۹۳۶ء میں علامہ اقبال نے لیگی امیدواروں کی تائید میں بار بار اعلان کئے جو روزنامہ احسان میں بالالتزام شائع ہوتے رہے۔ انتخابی مہم ۱۸ جنوری سے ۲۸ جنوری ۱۹۳۷ء کے درمیان جاری رہی۔ لاہور میں ۲۳ جنوری کو اور جالندھر میں ۲۷ جولائی کو پولنگ ہوئی ؎۱ ملک برکت علی اس حلقے سے منتخب ہوئے۔ سر سکندر حیات نے پانچ افراد کی کابینہ بنائی اس میں دو مسلمان، دو ہندو اور ایک سکھ شامل تھا۔ چھوٹو رام اور راجہ نرندر ناتھ اس کابینہ میں شامل تھے۔ ۸ اپریل ۱۹۳۷ء کو پنجاب اسمبلی کے اسپیکر کا انتخاب ہوا۔ اقبال کی خواہش تھی کہ چودھری شہاب الدین کے مقابلے میں ڈاکٹر سیف الدین کچلو کو کھڑا کیا جائے لیکن چودھری شہاب الدین اسپیکر منتخب ہو گئے۔ زیر بحث کلام کی آخری نظم اسی موقع پر لکھی گئی۔

انتخابات کے بعد آہستہ آہستہ مسلم لیگ کے لئے راستہ ہموار ہوتا گیا۔ سر سکندر حیات ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۷ء کو علامہ سے ملے اور سکندر جناح میثاق کے مطابق لیگ اور یونینسٹ پارٹی کے تعلقات پر اظہارِ خیال ہوا۔ ۱۹۳۷ء ہی میں ظفر علی خان بھی جنہوں نے اس سے پہلے 'مجلسِ اتحادِ ملت' بنائی تھی اپنی جماعت کو چھوڑ کر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے ؎۲ اس اثنا میں مسلم لیگ کی تنظیم نو کے علاوہ اقبال کی توجہ دو اور امور پر بھی مرتکز رہی پہلا مسئلہ مسجد شہید گنج کا تھا۔ مسجد کے انہدام کے بعد اس کی بازیابی کے لئے لاہور ہائی کورٹ میں اپیل دائر کر دی گئی تھی۔ ۲۵ مئی ۱۹۳۶ء کو یہ مقدمہ خارج کر دیا گیا۔ اور مسجد پر سکھوں کا قبضہ بحال کر دیا گیا۔ ؎۳

ظفر علی خان اور بعض سرکردہ مسلمان لیڈروں کی خواہش تھی کہ یہ مقدمہ پریوی کونسل میں دائر کیا جائے جب کہ میاں فضل حسین نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ اس سلسلے میں فی الحال بالکل خاموش رہیں شاید ان کا خیال تھا کہ بعد میں جدید اصلاحات کے تحت حکومت قائم ہونے پر کسی مرحلہ میں سکھوں اور انگریزوں سے سودا بازی کی جا سکے گی ؎۴

دوسرا مسئلہ جو آخری دور میں علامہ کی توجہ کا مرکز بنا رہا پنجاب میں قادیانی فتنہ تھا۔

محمد الیاس برنی کے نام خط محررہ ۲۷ جون ۱۹۳۶ء میں لکھتے ہیں

"آپ نے مرزا محمود کا تازہ بیان پڑھا ہوگا جس میں وہ لکھتے ہیں کہ پیغمبر قوموں کو آزادی دلانے کے لئے آتے ہیں نہ کہ غلامی سکھانے کے لئے۔ اس بنا پر اپنے پیروؤں کو سیاست میں حصہ لینے کی تاکید کی ہے" ؎۵

ایک اور خط میں سید سلیمان ندوی کو لکھتے ہیں۔

الحمدللہ اب قادیانی فتنہ پنجاب میں رفتہ رفتہ کم ہو رہا ہے مولانا ابوالکلام آزاد نے بھی دو تین بیان چھپوائے ہیں۔ مگر حال کے روشن دماغ علما کو ابھی بہت کچھ لکھنا باقی ہے۔ اگر آپ کی صحت اجازت دے تو آپ بھی اس پر ایک جامع و نافع مضمون شائع فرمائیے۔

؎۱ انقلاب ۲۶ جنوری ۱۹۳۷ء
؎۲ 'مفکرِ پاکستان' از حنیف شاہد
؎۳ چند یادیں چند تاثرات جلد دوم ص ۲۵
؎۴ سرگزشت اقبال ص ۳۸۸
؎۵ اقبال نامہ جلد اول ص ۲۱۶

میں بھی تیسرا بیان انشاءاللہ جلد لکھوں گا۔ اس کا موضوع ہو گا "بروز"۔ لفظ 'بروز' سے متعلق اگر کوئی نکتہ آپ کے ذہن میں ہو یا کہیں صوفیا کی کتابوں میں اس پر بحث کی گئی ہو تو اس کا پتہ دیجیئے"۔[1]

اقبال کے زیرِ بحث متروکہ کلام میں ان تمام تحریکات اور واقعات کا اثر موجود ہے۔ اس کلام کی ابتدائی پانچ نظمیں سر فضل حسین کی وفات (۹ جولائی ۱۹۳۷ء) سے قبل لکھی گئیں۔ آخری نظم یقیناً سر فضل حسین کی وفات کے بعد لکھی گئی۔ اس لئے کہ اس میں سر فضل حسین کو مرحوم لکھا گیا ہے۔ اس نظم کے زمانۂ تحریر سے متعلق ایک اور داخلی شہادت خود نظم کے عنوان میں موجود ہے۔ یہ نظم چودھری شہاب الدین کے اسپیکر سے وزیرِ تعلیم بننے پر لکھی گئی۔ یہ واقعہ ۸ اپریل ۱۹۳۷ء کا ہے لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کا زمانۂ تصنیف ۸ اپریل یا اسکے بعد کی کوئی تاریخ ہے۔

پہلی نظم میں ایک اور اشارہ بھی موجود ہے۔ یہاں اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ سر فضل حسین کے اس بیان پر کہ وہ مسجد شہید گنج واپس دلا سکتے ہیں' ظفر علی خان ڈلہوزی میں سر فضل حسین سے ملنے گئے۔ مسجد شہید گنج کی بازیابی کی اپیل عدالت نے ۲۵ مئی ۱۹۳۶ء کو خارج کی۔ سر فضل حسین ۲۹ جون تک ڈلہوزی میں مقیم رہے۔ لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ نظم جون ۱۹۳۶ء ہی میں لکھی گئی ہو گی۔ دوسری اور تیسری نظم بھی قریبی زمانے کی تخلیق معلوم ہوتی ہیں۔ جب کہ چوتھی نظم کے بارے میں حلیم اختر نے لکھا ہے کہ یہ ۲۹ جون ۱۹۳۶ء کے اخبار میں شائع ہوئی تھی۔

زیرِ بحث نظموں میں دو حوالے اور بھی موجود ہیں جن کی تصریح ضروری ہے۔ تیسری نظم میں پنڈت نہرو کے استقبال کا ذکر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ قادیانی حضرات پنڈت نہرو کے استقبال کے لیے اسٹیشن پر گئے تھے۔ اصل میں جب پنڈت نہرو نے دسمبر ۱۹۳۵ میں علامہ کے بیانات کے جواب میں قادیانیوں کے حق میں تین مضامین لکھے تو لاہور آمد پر ان کا زبردست استقبال ہوا تھا۔ قادیانی اخبار "الفضل" کے مطابق استقبال کے لئے پہلے سے باقاعدہ تیاری کی گئی تھی۔ قادیان اور سیالکوٹ سے پانچ سو کارکن منگائے گئے۔ ان کا جھنڈیوں سے زبردست استقبال کیا گیا اور ان کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے۔ یہ واقعہ جنوری/فروری ۱۹۳۶ء کا ہے۔ اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ نظم زیرِ بحث فروری ۱۹۳۶ء کے بعد کی تصنیف ہے۔

دوسرا حوالہ پانچویں نظم "اتحاد پارٹی" میں موجود ہے۔ پہلے شعر میں سول اینڈ ملٹری گزٹ اور نور احمد کا ذکر کیا گیا ہے۔ نور احمد اس اخبار میں "مسلم کارسپانڈنٹ" کے نام سے ہر ہفتے یونینسٹ پارٹی کی قصیدہ خوانی اور مسٹر جناح کی مذمت کرتے تھے۔ سید نور احمد نے اپنی صحافتی زندگی کا آغاز "مسلم آؤٹ لک" سے کیا تھا۔ پھر وہ ملٹری گزٹ میں آ گئے۔

اس تمام بحث سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ زیرِ بحث بارہ[12] نظمیں جون ۱۹۳۶ء اور اپریل ۱۹۳۷ء کے درمیانی عرصے کی تصنیف ہیں اور ان کے مصنف حضرت علامہ اقبال ہی ہیں۔

———*———

نظموں کے متروک اشعار

بالِ جبریل، ضربِ کلیم اور ارمغانِ حجاز میں شامل نظموں میں سے صرف بتیس[۳۲] نظموں سے کچھ اشعار خارج کر دیے گئے تھے۔ ان نظموں کی فہرست اور متروک اشعار کی تعداد کا گوشوارہ پیش کیا جاتا ہے۔ ان نظموں میں نظم نمبر ۱، ۳، ۴، ۶، ۸، ۱۶، ۲۲، ۲۹، ۳۷ کے کچھ اشعار ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے شائع کر دیے ہیں[۱]۔ بیشتر کلام ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ نظموں کے متروکہ اشعار کی تعداد ۱۱۰ ہے۔ چونکہ تمام اشعار ابھی غیر مدون ہیں لہٰذا ان کے متن کو بھی مقالے کا جزو بنایا جا رہا ہے۔ (زیرِ بحث نظموں کے مآخذ کی تفصیلات کے لیے دیکھیے ضمیمہ ۳)

نمبر شمار	نام نظم	مجموعہ	غیر مطبوعہ اشعار	غیر مدون	نمبر شمار	نظم	مجموعہ	غیر مطبوعہ اشعار	غیر مدون
۱	لینن خدا کے حضور	بالِ جبریل	۲		۱۷	قُم باذن اللہ	ضربِ کلیم	۳	
۲	فرشتوں کا گیت	"	۱		۱۸	عورت	"	۳	
۳	ذوق و شوق	"	۳۶		۱۹	خلوت	"	۱	
۴	جاوید کے نام	"	۱		۲۰	مسجد قوتِ اسلام	"	۱	
۵	ایک نوجوان کے نام	"	۱		۲۱	اہرامِ مصر	"	۱	
۶	ساقی نامہ	"	۲۵		۲۲	کارل مارکس کی آواز	"	۱	
۷	زمانہ	"	۱		۲۳	سیاستِ افرنگ	"	۱	
۸	روحِ ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے	"	۲		۲۴	اسرارِ غلامی	"	۳	
۹	پیر و مرید	"	۲		۲۵	ابی سینیا	"	۱	
۱۰	ملائے حرم	ضربِ کلیم	۱		۲۶	سلطانیٔ جاوید	"	۲	
۱۱	جہاد	"	۱		۲۷	مسولینی	"	۱	
۱۲	ہندی اسلام	"	۱		۲۸	گلہ	"	۱	
۱۳	مردانِ خدا	"	۱		۲۹	محراب گل کے افکار	"	۶	
۱۴	فقر و راہبی	"	۱		۳۷	ابلیس کی مجلسِ شوریٰ	ارمغانِ حجاز	۳	
۱۵	پنجابی مسلمان	"	۱		۳۱	آوازِ غیب	"	۱	
۱۶	اشاعتِ اسلام فرنگستان میں	"	۱		۳۲	مسعود مرحوم	"	۱	

لہ مجلہ تحقیق جلد ۲ شمارہ ۴، [۱۹۸۰ء] ص ۳۱

اورینٹل کالج میگزین شمارہ خاص: مارچ ۱۹۸۳ء

۱۔ لینن خدا کے حضور: کلیات ص ۳۹۸ ، بیاض پنجم ص ۱۱

شعر ۱۳ ۔ سرمایہ پرستی نے کیا خوار جہاں کو ۔ یہ چیز ہے قوموں کے لیے مرگِ مفاجات

شعر ۱۴ ۔ کابینہ پریشاں متزلزل ہے کرنسی ۔ تو قادر و عادل ہے تو لا دورِ مکافات

دوسرے شعر کی ایک شکل یہ بھی تھی :

خطرے میں ہے یورپ کے تدبر کا سفینہ ۔ مشرق میں ہیں سب منتظرِ روزِ مکافات

پہلے شعر کا مفہوم بالِ جبریل کی اس نظم کے موجودہ تیرہویں شعر میں آ گیا ہے اسی طرح دوسرے شعر کا مفہوم بھی زیادہ بہتر انداز میں نظم کے متداول متن میں شعر ۱۴ کی صورت میں موجود ہے لہٰذا ان اشعار کو نظم میں شامل کرنے کا کوئی جواز نہ تھا۔

۲۔ فرشتوں کا گیت : کلیات ص ۴۰۱ بیاض پنجم ص ۱۱

شعر ۱ ۔ چرخ ہے کج خرام ابھی اور ستارہ خام ابھی ۔ ہے یہ طلسمِ آب و گِل پیکرِ ناتمام ابھی ۔

دوسری اصلاح ۔ نقشِ گر ازل ترا نقش ہے ناتمام ابھی ۔ بے ادبی معاف ہو تیرا ہنر ہے خام ابھی

متداول نظم کے پہلے شعر کی ابتدائی صورتیں معلوم ہوتی ہیں۔ کیوں کہ ان ۲ مفہوم شعر مذکورہ میں موجود ہے۔

۳۔ ذوق و شوق : کلیات ص ۴۰۳ بیاض پنجم ص ۲۴

بند اوّل ۔ شوق یگانہ رو مرا ہم سفروں سے بے نیاز ۔ آپ ہی کارواں ہوں میں، آپ ہی میرِ کارواں

منزلِ یار سامنے اور یہ کیفیت مری ۔ خونِ دل و جگر میں ہے ڈوبی ہوئی مری فغاں

از نمِ دل حکایتے است از نمِ دیں حکایتے است

آہِ جگر گداز من ، سوز ـــ درونِ ملتے است

بند دوم (۱) قوم کے ضمیر کا چارۂ کار کچھ نہیں ۔ اس کی نگاہ نابصیر، اس کی حیات بے ثبات ۔

(۲) عشق کے ہاتھ سے گیا سلسلۂ تجلیات ۔ رہزنِ دینِ غزنوی مغربیوں کے سومنات

(۳) حلقۂ ذوق و شوق میں آج وہ دیدہ ور کہاں ۔ جن کی نظر میں تھے کبھی پردگیانِ کائنات

(۴) ملتِ بے نظام ہے آج وہ ملتِ نجیب ۔ جس کی نماز تھی کبھی عکسِ نظامِ کائنات

(۵) عشق نہ ہو تو عقل سے راہبری کی کیا امید ۔ عشق کی آگ کے بغیر مردہ تمام کلیات

بند سوم ۔ دیر و مغاں سے اٹھ گئے رند جو تھے کہن سبو ۔ خانقہوں میں رہ گئی اہلِ ہوس کی ہائے و ہو

(۱) وارثِ علمِ انبیاءؑ لیتے ہیں دہریوں سے درس ۔ اب ہے خدا کے ہاتھ میں اہلِ حرم کی آبرو

(۲) اس کا گناہ گار ہوں، تجھ سے بھی شرمسار ہوں ۔ صاحبِ اختیار ہے، میرے معاملے میں تو

(۳) گرچہ نوائے شوق بھی رخصتِ شب کی ہے دلیل ۔ صبحِ الم کی ہے شفق مردِ شہید کا لہو

(۴) اے کہ ترا وجود تھا جوہرِ تعمیرِ حیات [1] ۔ نکلے تری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ و بو

(۵) تو ہے تجلیٔ وجود، تو ہے تجلیٔ شہود ۔ رازِ نیاز ما رمیت سوز و گدازِ عبدہٗ [2]

---

[1] مصرعِ اولیٰ وزن میں نہیں ہے۔

[2] مصرعِ ثانی اس آیتِ قرآنی سے ماخوذ ہے " ما رمیتَ اذ رمیتَ ولٰکنّ اللہَ رمیٰ "

بند چہارم۔ علم و ہنر کی جدتیں، پا بہ رکاب ہیں تمام ذکر ہے سوز سے تہی فکر سفینۂ در سراب
فیضِ نظر کہاں کہ جو نقشِ کہن ابھار دے محو دلوں سے ہو گیا حرف جو تھا درونِ تاب
حلقۂ بزمِ راز میں گرمیِ ہائے و ہو نہیں
میرے سوا یہاں کوئی رندِ کہن سبو نہیں۔

بند پنجم عجمیانِ بے زبان عشق کے فیض سے کلیم ترک و تتار کو دیا اس نے درونۂ عرب
عشقِ غیور اگر اسے ذوقِ خودی عطا کرے سنگِ گراں کو توڑ دے ریزۂ شیشۂ حلب
غفلتِ یک نفس خطا، دوریِ جاوداں سزا میرے گناہ بھی عجب میرے عذاب بھی عجب

بند ششم علم کے زخم خوردہ کو علم سے بے نیاز کر عقل کو مے گسار کر عشق کو نے نواز کر
صورتِ ریگِ بادیہ، میرے غموں کا کیا حساب درد کی داستاں نہ پوچھ، دستِ کرم دراز کر
پیرِ حرم خدا فروش، مفتیِ دیں حرم فروش رندِ دہن دریدہ کو محرمِ حرفِ راز کر
ارض و سما کی طاقتیں، تیرے جنود ہیں تمام پیرِ مسافرِ امم اپنی سپاہ ساز کر
طبعِ زمانہ تازہ کر جلوۂ بے حجاب سے شب کو سیہ رکاب کر روز کو دیر باز کر
اپنی سپاہ ساز کر، ایک بھی شہرِ دل نہ چھوڑ ایک بھی شہرِ دل نہ چھوڑ، سینوں میں ترک و تاز کر
تجھ کو خبر بھی ہے کہ ہے ربطِ دل و نظر میں کیا یا لبِ بام اٹھا نقاب، یا درِ بستہ باز کر
جامِ جہاں نما بھی دے دستِ جہاں کشا بھی دے صدق بھی دے، صفا بھی دے، وحدتِ مدعا بھی دے

بند ہفتم۔ مشرقیوں کو پھر وہی جذبِ قلندرانہ دے جذبِ قلندرانہ دے، زورِ غضنفرانہ دے
معجزۂ نگاہ سے پست کو پھر بلند کر طفلکِ خیمہ دوز کو ہیبتِ نادرانہ دے
چوبِ کلیم کر عطا سحرِ فرنگیانہ توڑ سوزِ دروں زیادہ کر قوتِ قاہرانہ دے
غرب میں فتنۂ یہود، شرق میں جنبشِ ہنود مومنِ پاک باز کو عزمِ پیمبرانہ دے
ہیں جو فسونِ فرنگ ان سے نگہ نہ رکھ دریغ اور فقیہہ شہر کو شیوۂ دلبرانہ دے
فقر سے ننگ و عار کچھ مردِ غیور کو نہیں نانِ جویں قبول ہے ضربتِ حیدرانہ دے
آب و ہوائے شہر سے شعلۂ زندگی ضعیف خوگرِ کوہ و دشت کو طبعِ غضنفرانہ دے
چشمِ کرشمہ ساز کھول معجزۂ نگاہ دیکھ
بزم میں ایک بار پھر گرمیِ لا الٰہ دیکھ

اختلافِ متن

بند ۲، شعر ۲ دوسرے مصرعے کی ابتدائی صورتیں یہ تھیں

(۱) جس کی دو رکعت صلوٰۃ، شرحِ نظامِ کائنات

(۲) جس کی صلوٰۃ با امام، شرحِ نظامِ کائنات

بندِ سوم : اس بند کے تمام اشعار بیاضِ بالِ جبریل میں قلم زد کر دیے گئے سوائے شعر ۲ اور ۶ کے
ایسا لگتا ہے کہ علامہ ابتدا میں ان اشعار سے مطمئن تھے لیکن مسودہ تیار کرتے وقت ان اشعار کو بھی
قلمزد کر دیا گیا۔

بندِ چہارم: تینوں اشعار بالِ جبریل کی بیاض میں نہیں ملتے لیکن مسودے میں موجود ہیں۔
یقیناً یہ اشعار بعد میں اضافہ کئے گئے لیکن پسند نہ آنے کی وجہ سے حذف کر دیے گئے۔

بندِ ششم: شعر ۲ کو پہلے بند چہارم میں شامل کیا تھا یہ شعر ان دو اشعار کی باہمی آمیزش سے وجود میں آیا۔

دستِ کرم دراز کر، درد کی داستاں نہ پوچھ — علم کے زخم خوردہ کو علم سے بے نیاز کر

صورتِ رنگِ بادیہ، میرے نموں ۲ کیا حباب — عقل کو مے گسار کر، عشق کو نے نواز کر

شعر ۵ کے مصرعِ اولیٰ کی ایک صورت یہ تھی ہے

فقرِ ابوذری کے ساتھ، قوّتِ مرتضٰی بھی دے

شعر ۸ ابتدائی صورت یہ تھی۔

چرخ کی آستیں میں ہیں بدر و حنین اور بھی — خواجۂ امتانِ شرق، اپنی سپاہ ساز کر

بندِ ہفتم، شعرِ اوّل میں ابتدائی متن یہ تھا۔

(i) راہ نشیں فقیر کو طرحِ قلندرانہ دے
(ii) راہ نشیں فقیر کو عظمتِ فقیرانہ دے۔ عظمتِ فقیرانہ دے خوئے قلندرانہ دے
(iii) مشرقیوں کو پھر وہی خوئے قلندرانہ دے۔

شعر ۳ مصرعِ ثانی پہلے یوں لکھا ہے

طفلکِ خیمہ دوز کو ہیبتِ نادرانہ دے

شعر ۶ یہ شعر بعد ۲ اضافہ ہے کیونکہ بیاض بالِ جبریل میں موجود نہیں۔ شعر ۷ اور ۸
مسودے میں موجود نہیں۔

نظم "ذوق و شوق" کے دو بند مکمل طور پر حذف کر دیے گئے تھے جبکہ باقی پانچ بندوں میں سے تقریباً بیس[۲۰]
اشعار ترک کئے گئے۔

بند ۳ کے پانچویں شعر کا مفہوم اور چوتھے شعر کا قافیہ 'لہو' بھی اسی بند کے پانچویں شعر میں آ گیا تھا
اس لیے خیال کے تکرار کو ناپسند کرتے ہوئے اس شعر کو منسوخ کر دیا گیا۔

بند ۴: کا پہلا شعر یہاں سے خارج کر دیا گیا لیکن قدرے تغیر کے ساتھ بند ۱ میں شامل کر دیا گیا۔
ایسا لگتا ہے کہ شعر علامہ کو پسند تھا مگر زیرِ بحث بند میں اسے نامناسب سمجھا گیا۔

بند ۶ اور ۷ کے بعض اشعار اعلیٰ پائے کے ہیں۔ غالباً اختصار کے پیشِ نظر ان بندوں کو نکال دیا گیا
"ذوق و شوق" کے ان ۳۶ متروکہ اشعار میں بیشتر فنی لحاظ سے عمدہ ہیں۔ ان کے مضامین بھی قابلِ قدر ہیں
اصل نظم کی تفہیم میں یہ اشعار خاصے مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ ترک کئے جانے والے بیشتر اشعار
فلسطین سے واپس آ کر لکھے گئے اس لئے ان کی خاص اہمیت بھی ہے۔

۴. جاوید کے نام، ص ۷۔ بیاض پنجم ص ۱۲

ع بلند ہے تری ہمت تو فکرِ روزی کیا ۔۔۔ نہیں ہے لقمۂ شاہیں نصیب کرگس و زاغ

"لقمۂ شاہیں" کی ترکیب مناسب نہ تھی۔ اس خیال کو زیادہ بہتر انداز میں متداول نظم کے تیسرے شعر میں ادا کر دیا گیا تھا لہٰذا اس شعر کو نظم میں بحال رکھنے کی ضرورت نہ تھی۔

۵. ایک نوجوان کے نام ص ۱۱۱ بیاض پنجم ص ۳

بند اول شعر ۵: کھلی ہیں میری آنکھیں تن بدن بیدار ہے میرا ۔۔۔ مگر سینے میں دل بے لذتِ کردار ہے میرا

جب یہ نظم لکھی گئی تو اس کے پہلے بند میں چار اشعار اور دوسرے میں تین اشعار تھے۔ ایک بات علامہ کے پیش نظر یہ ہوتی کہ ہر بند میں اشعار کی تعداد برابر ہو، چنانچہ پہلے بند سے ایک ایسا شعر نکالنا ضروری تھا جو نسبتاً کمزور ہو۔ پیش نظر شعر دوسرے اشعار سے اس لحاظ سے مختلف تھا کہ اس میں نوجوانوں کو خطاب کرنے کے بجائے اپنی طرف اشارہ کر دیا گیا تھا۔ شعر کے دوسرے مصرعے میں لفظ 'لذّت' کا کوئی جواز پیدا کرنا بھی ضروری تھا جو نہ کیا جا سکا۔ غالباً انہی نقائص کی بنا پر یہ شعر حذف کر دیا گیا۔

۶. ساقی نامہ، ص ۱۴۷ بیاض چہارم ص ۳

بند اول: صبا فرشِ نسریں بچھانے لگی ۔۔۔ زمیں سے ستارے اُگانے لگی

شعر ۲: نسیمِ سحر گُل کھلانے لگی ۔۔۔ چٹانوں پہ مخمل بچھانے لگی

شعر ۴: زمیں یاسمن سے ہے مہتاب خیز ۔۔۔ پہاڑوں کے چشمے ہیں سیماب خیز

یہ کہتا ہے دل سے پرندوں کا گیت ۔۔۔ محبت میں ہارے ہوئے کی ہے جیت

وہ پانی چمکتا دمکتا ہوا ۔۔۔ اُبلتا، پگھلتا، سرکتا ہوا۔

پلٹتا، اُچٹتا، سمٹتا ہوا ۔۔۔ بڑے چھوٹے نالوں میں بٹتا ہوا۔

اچھلتا، پھسلتا، سنبھلتا ہوا ۔۔۔ بڑے پیچ کھا کر نکلتا ہوا۔

بند دوم: چمک ایشیا کے گلوں میں نہیں ۔۔۔ ہوا ان پرانی رگوں میں نہیں۔

ادب اس کا ہے خانۂ بے خروش ۔۔۔ نہیں جس میں باقی مے تند جوش۔

بند سوم شعر ۲: قلم مجھ کو مانندِ شمشیر دے ۔۔۔ زباں وہ کہ پیغمبر کا دل چیر دے

شعر ۵: تمنّا کو سینوں میں بیدار کر ۔۔۔ نگاہوں کو دانائے اسرار کر

بند چہارم "حیات"

شعر ۴: یہ شمشیر، شمشیر ہے جان بھی ۔۔۔ یہ جوہر ترا تن بھی ہے جان بھی ؟

۵ یہ ذوقِ نمو سے شجر بن گئی ۔۔۔ گرہ کھا کے تخم و ثمر بن گئی۔

۶ اُجالا جو سمٹا تو اختر بنا ۔۔۔ ذرا اور سمٹا تو گوہر بنا۔

۷ الجھتی ہے پیچاکِ ایام میں ۔۔۔ خوش اپنے بنائے ہوئے دام میں

۸ وہی خاک کی مورتوں میں اسیر ۔۔۔ مگر ہر کہیں ایک اور بے نظیر ؟

۹ لپکتی، مہکتی، چہکتی ہے یہ ۔۔۔ جھپٹتی، پلٹتی، کڑکتی ہے یہ

۱۰ جو تیری تمنا ہے میری نہیں ۔۔۔ جو میری نظر ہے، وہ تیری نہیں۔

بند ششم

تماشائے بیداری و خواب دیکھ — سمندر میں پہنچا کر گرداب دیکھ

خودی کی ہوئی بے خودی سے نمود — یہ ہے حاملِ کار بود و نبود

یہ معمارِ زندانِ نزدیک و دور — اُسی کی چمک سے فروغِ شعور

خرد اس کے گھر کی پرانی کنیز — خودی کی غلامی سے ناچیز، چیز

یہ کار آزما ہے، بڑی سخت کوش — نفس اس کے امروز و فردا و دوش

سرودِ جہاں کی بم و زیر یہ — بجاتی ہے طنبورِ تقدیر یہ۔

بند ہفتم

یہ عالم حجابِ نگاہِ خودی — یہ انبارِ گِل سنگِ راہِ خودی

سیماب آفریں

بند اول شعر ۱ میں دوسرے مصرعے میں "سیماب خیز" کی جگہ "سیماب ریز" لکھا۔

بند سوم شعر ۵: کے پہلے مصرعے کو بند سوم کے چھٹے شعر میں استعمال کیا

بند ۴ شعر ۲ میں 'حق کھلانے' کے دو مطلب نکلتے تھے، شاید اسی وجہ سے یہ شعر ترک کر دیا۔ اس بند کے باقی اشعار بند سے ہم آہنگ نہ تھے۔ اگرچہ شعر عمدہ تھے، لیکن ان میں شاید غیر شعوری طور پر اکبر الٰہ آبادی کی نظم 'پانی کی روانی' کا رنگ جھلک رہا تھا۔ لہذا انہیں ترک کر دیا گیا۔

بند دوم کے اشعار کا مضمون بھی دوسرے اشعار کے مضامین کے معیار کا نہ تھا جبکہ بند سوم میں اسطرح کا مضمون ادا ہو گیا ہے۔

بند چہارم کے ان اشعار کو ترک کرنے کی وجہ بظاہر معلوم نہیں ہوتی۔ تاہم یہ اشعار بلحاظ معیار بند کے دوسرے اشعار کی نسبت پست تھے۔ شعر ۵ کا خیال بند ۴ میں آ چکا تھا۔

بند ششم کے اشعار انفرادی طور پر عمدہ ہیں۔ لیکن بند کی عمومی فضا میں ان کی گنجائش کم تھی۔ علامہ نے اس بند میں اختصار کے پیشِ نظر دوسرے درجے کے اشعار نکال دیے

بند ہفتم۔ عالم کو کسی اور جگہ "حجاب خودی نہیں" کہا گیا تھا اپنے معروف نظریات کے برعکس ہونے کی وجہ سے اس مضمون کو ترک کرنا پڑا۔

زمانہ ص ۲۱

بیاض پنجم ص ۲۱

شعر ۳: حکیم نادان کی خود فریبی، رصد نشینی، ستارہ بینی — ضمیر میرا وہ جانتا ہے نگاہ ہے جس کی عارفانہ

شعر میں ابہام تھا چنانچہ اسی قافیے کو ایک دوسرے شعر میں استعمال کرتے ہوئے اسے خوبصورت بنا دیا۔

روحِ ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے۔ ص ۲۲

بیاض پنجم ص ۲

بند سوم

اس جنتِ ارضی کی ہے تعمیر تجھی سے — مٹی کی پلٹ جائے گی تقدیر تجھی سے

ہے عقلِ فرومایہ کو جہانگیر تجھی سے — تقدیر ہے زنجیریِ تدبیر تجھی سے

محنت کش و خوں ریز و کم آزار تری خیر۔

تیسرے اور چوتھے مصرعے میں تراکیب کے استعمال نے ابہام پیدا کیا ہے اور یوں علامہ کا خیال ٹھیک طور پر ادا نہیں ہو سکا۔ تاہم آخری مصرعے کو نظم کے آخری بند میں قدرے تغیر کے ساتھ استعمال کر لیا اور باقی اشعار حذف کر دیے۔

پیر و مرید، ص ۴۲۶ مسودہ بال جبریل

مرید ہندی: یا کہ ہے کوئی مقامِ پُرخطر جس میں کھو جاتی ہے سالک کی نظر

پیر رومی: ما رہا مانند کوراں می زنیم لاجرم قندیل ہا را بشکنیم۔

اس شعر کے حذف کرنے کی وجہ معلوم نہیں ہوسکی۔ دوسرا شعر رومی کا ہے۔ یہ بند کلیات ص ۴۲۸ کا دوسرا بند تھا۔

ملائے حرم ص ۴۸۶ بیاضِ ہفتم ص ۶

گہن کا خوف نہ بیمِ غروب ہے جس کو ترے جہاں میں وہی آفتاب ہے لبِ بام

بیمِ غروب سی ترکیب نامانوس تھی۔ دونوں مصرعوں کا باہمی ربط مضبوط نہیں۔ مفہوم میں ابہام پیدا ہوجانے کی وجہ سے اس شعر کو ترک کر دیا۔

جہاد: کلیات ص ۴۹۰، بیاضِ ہفتم ص ۱۲

شعر ۵: میں تو بہا کی نکتہ رسی کا ہوں معترف جس نے کہا فرنگ سے ترکِ جہاد کر

اصل نظم کے پہلے چار اشعار میں قادیانیوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اقبال نے "قادیانی نبوت" اور ایرانی "نبوت" کا موازنہ کرنے کی کوشش کی ہے اور بہائیت کو مرزائیت پر ترجیح دی ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے قادیانیوں کی طرح ہندوستانیوں کو ترکِ جہاد کی تلقین کرنے کے بجائے انگریزوں کو جنگ و جدال اور ان کے پنجۂ خونیں کی تباہ کاریوں کو جہاد سے تعبیر کیا ہے جو درست نہیں تھا، نیز یہ کہ علامہ فرقہ واریت سے اجتناب برتتے تھے۔ اس لئے انہوں نے ہر دو مذاہب کی تعلیمات بغیر نام لئے بیان کر دیں اور ایک عمومی رنگ پیدا کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آخری شعر خارج کر دیا، کیونکہ اس میں لفظِ "بہا" آ گیا تھا۔ بلاشبہ ایسا کرنے سے عمومیت تو پیدا ہوگئی لیکن شارحینِ اقبال کے لئے ایک مشکل پیدا ہوگئی کہ نظم کا اصل پس منظر ان کی نگاہوں سے اوجھل ہوگیا۔ یہاں اس امر کی وضاحت فروری ہے کہ اس نظم کا ابتدائی عنوان "بہاء اللہ" تھا

ہندی اسلام ص ۴۹۷، مسودہ بال جبریل،

آخری شعر: اقبال کی یارب یہ نوائے سحری ہے یا پنجۂ شہباز میں نخچیر کی فریاد

بظاہر اس شعر میں دو نقص نظر آتے ہیں۔ اول تو "نوائے سحری" نے ضعفِ خاتمہ کا عیب پیدا کر دیا ہے۔ "پنجۂ شہباز" کی ترکیب سے "فاشزم" کا پہلو نمایاں ہونے کا خدشہ تھا اور اس ضمن میں علامہ پر فاشسٹ ہونے کا الزام لگ بھی چکا تھا۔ لہذا اس شعر کو ترک کرنا پڑا۔

مردانِ خدا ص ۵۰۵ بیاضِ ہفتم ص ۵

شعر ۲: نہ غم سے ہے نہ خوشی سے نمود ہے جس کی نگاہِ حُر میں وہ آنسو ہے دُرِ شہواری

متروک شعر کا مفہوم نظم کے شعرِ اول میں آ چکا ہے۔ اس لئے تکرارِ مضمون سے بچنے کے لئے اس شعر کو ترک کر دیا۔ نظم کا ابتدائی عنوان "مردانِ آزاد" تھا۔

فقر و راہبی، ص ۵۱۲ بیاضِ ہفتم ص ۹

نگاہِ فقر میں تیری خودی کا ہے یہ عیار جہاں نہیں ہے فقط رنگ و بو کی طغیانی

پنجابی مسلماں، کلیات ص ۵۲۳ بیاض ہفتم ص۸

۔ آخری شعر: ہمیگانہ نہیں ذوقِ شہادت سے و لیکن   مرنے کی ملے فیس، تو مرتا ہے بہت جلد

اس نظم کا پس منظر قادیانی فتنہ ہے۔ 'مرنے کا معاوضہ' کو 'مرنے کی فیس' کہا ہے۔ طنزاً ایسا لکھنے میں شاید ہرج نہ ہو لیکن عقلاً ناممکن۔ طنز بیان کچھ زیادہ ہی گہرا ہو گیا تھا۔ شعر کو حذف کرنے کی ایک وجہ شاید یہ بھی ہو کہ ایک طرف پنجابی مسلمان کو 'قادیانی فتنے' سے متاثر دکھایا گیا ہے اور دوسری طرف اس کے اندر "شہادت کا ذوق" دکھایا گیا ہے۔ معاوضہ لے کر مرنا 'شہادت' نہیں 'خودکشی' ہوتی ہے۔

اشاعتِ اسلام فرنگستاں میں ص ۵۲۴ ؛ بیاض ہفتم ص۸

آخری شعر: فرنگیوں میں اشاعت زمانہ سازی ہے   یہ پیشا طرانِ سیاست کی مہرہ بازی ہے۔

اس شعر کی ابتدائی صورت یہ تھی۔

۔ یہ مسجدیں یہ اشاعت، زمانہ سازی ہے   یہ خوگرانِ سیاست کی مہرہ بازی ہے۔

صاف واضح ہے کہ اس شعر میں اشارہ قادیانیوں کی طرف ہے۔ 'فرنگیوں میں اشاعت' سے کوئی بات نہیں بنتی۔ یہاں 'اشاعتِ اسلام' ہونا چاہیے تھا جو شعری پابندیوں کی وجہ سے نہیں آسکا۔ متروکہ شعر میں لفظ 'اشاعت' سے مراد 'اشاعتِ اسلام' ہے جو عنوان دیکھے بغیر سمجھ میں نہیں آتا۔ شعر میں اشارہ احمدی "مبلغوں" کی طرف ہے جو غیر مسلموں میں 'اسلام' کی تبلیغ کر رہے تھے۔ نظم میں دو قوتوں کا ذکر کیا گیا ہے 'انگریز' اور 'قادیانی' چنانچہ نظم کا مرکزی خیال ابھرنے نہیں پایا۔ اصل نظم 'ترکیب بند' کی ہیئت میں تھی چنانچہ آخری شعر کو کلام سے خارج کر دیا گیا۔

قم باذن اللہ ص ۵۲۷ بیاض ہفتم ص۳

شعر ۳: طلسم موت کو جو پاش پاش کرتی ہے   وہ چیز نالۂ موزوں ہے قم باذن اللہ

شعر ۴: بدن کی قبر میں دل جس سے زندہ و روشن   کسی کا نالۂ موزوں ہے قم باذن اللہ

شعر ۵: جبیلِ اشہب قبوراں کا منتظر کب سے؟   سکوتِ وادیٔ جیحوں ہے قم باذن اللہ

یہ اشعار مسودہ مرتب کرتے وقت قلمزد ہوئے۔
پہلے دو شعر فی الاصل ایک ہی شعر کے دو علیحدہ علیحدہ متن ہیں۔ "نالہ موزوں" سے علامہ کا مافی الضمیر واضح نہیں ہو سکا تھا۔ اصل نظم میں جو "پیغام" موجود ہے، یہ اشعار اس سے عاری ہیں اور محض بھرتی کے معلوم ہوتے ہیں۔ دوسرے شعر میں "سکوتِ وادیٔ جیحوں" کی ترکیب بھی اپنے مفہوم کو زیادہ واضح نہیں کر سکی "بدن کی قبر" بھی شاید کھٹکا ہوگا۔

مدرسہ، کلیات ۵۵۵ بیاض ہفتم ص ۱۷، ۱۹

(۱) تیرے استاد کہ ہیں قلب و نظر سے محروم   (i) کرتے ہیں خاک میں سب عقدِ ثریا کی تلاش
(ii) خاک کے ڈھیر میں کرتے ہیں ثریا کی تلاش

(۲) قوتِ مرد ہے خوابیدہ حریفوں کے بغیر   زندگی موت ہے کھو دیتی ہے جب ذوقِ خراش

(۳) تو ہراساں ہے حریفوں کی فراوانی سے   اور رہتی ہے مجھے تازہ حریفوں کی تلاش

شعر ۳ نظم کا آخری شعر تھا۔

(و) اقبال نے اس شعر کا قافیہ شعر ۶ میں استعمال کر دیا تھا، جہاں بات پوری وضاحت سے ادا ہو گئی تھی اور پھر مضمون بھی کچھ ایسا نہ تھا کہ اسے شعر میں ضرور لایا جاتا۔ لہذا اسے ترک کر دیا۔

(ب) 'مٹی' اور 'بادل' کا تعلق واضح نہیں ہو سکا تھا۔ علامہ کا اشارہ غالباً تخلیقِ کائنات کے اس سائنسی نظریے کی طرف تھا جس میں کہا گیا ہے کہ "بادلوں کی صورت میں مٹی کے ذرات نے زمین اور دیگر ستاروں کی شکل اختیار کی۔" بہرطور مفہوم میں ابلاغ کی کمی نے شعر کو ترک کرنے پر آمادہ کیا۔

(ج) اصل محاورہ "میدان مارنا" تھا اسے "مارا ہر میدان" باندھا گیا ہے۔ چنانچہ اسے خلافِ روزمرہ سمجھتے ہوئے نظم سے نکال دیا۔

(د) اگر 'لالہ' کے لیے یہ لازم کر دیا جائے کہ وہ کسی ندی [اہلِ دل] کے کنارے اُگے اور اس سے غذا حاصل کرے تو پھر اسے "خود رو" کہنا محلِ نظر ہے شاید یہی نقص شعر کو ترک کرنے کا موجب بنا ہو

(ہ) اس شعر کا قافیہ علامہ نے ایک اور شعر [ع۳] میں استعمال کر دیا تھا۔ شعر ۳ نسبتاً عمدہ لگا چنانچہ زیرِ بحث شعر کو ترک کر دیا گیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ شعر، شعر ۳ سے کسی طرح بھی کم تر نہیں تھا بلکہ ہمارے خیال میں زیادہ بہتر ہے۔ ترک کی بظاہر اور کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

(و) یہ شعر بھی مضمون اور بندش کے اعتبار سے اس قابل نہ تھا کہ ترک کیا جاتا۔ 'محراب گل افغان کے افکار' میں ہر بند میں چار یا پانچ اشعار رکھے گئے ہیں۔ لیکن اس بند میں اشعار کی تعداد چھے ہو گئی تھی۔ چنانچہ انتخاب کرنا پڑا۔ اتفاق سے یہی شعر انتخاب کی زد میں آ گیا اور متروک قرار دے دیا گیا۔

<u>ابلیس کی مجلسِ شوریٰ</u> ص ۶۴۷[1] بیاض ہشتم ص ۱۹

پانچواں مشیر: شعر ۶ — قدر کیا جانے تری وہ پیرکِ عرشِ بریں — سادہ دل بندوں میں جو مشہور ہے پروردگار

" شعر ۷ — عالمِ افکار میں مثلِ سرافیل اس کا صُور — عالمِ کردار میں یزداں فریب، آدم شکار

ابلیس، اپنے مشیروں سے

شعر ۸ — تربیت جس کی کرے میری نگاہِ تند و تیز — کون کر سکتا ہے، اس تہذیب کو بے آبرو

شعر ۷ کو ترک کرنے کی وجہ فنی بھی ہے اور فکری بھی۔ لفظ "صُور" 'سرافیل' سے دور چلا گیا تھا۔ اقبال "صورِ سرافیل کی مانند" کہنا چاہتے تھے۔ جسے وہ کامیابی سے نظم نہیں کر سکے اور یوں ایک طرح کی تعقید پیدا ہو گئی ہے۔ دوسرے مصرعے میں "یزداں فریب" کی ترکیب بھی قابلِ غور ہے۔ شعر میں اشارہ 'کارل مارکس' کی طرف ہے جس کے بارے میں علامہ کہہ چکے تھے "نیست پیغمبر ولیکن در بغل دارد کتاب" علامہ یہ کہنا چاہتے تھے کہ کارل مارکس کے افکار میں اتنی تاثیر ہے کہ اس پر الہامی کلام کا گمان ہوتا ہے۔ "یزداں فریب" کی ترکیب علامہ کے مفہوم کو پوری طرح واضح نہیں کر رہی تھی بلکہ اس سے اور ہی مفہوم برآمد ہوتا تھا۔ یعنی "خدا کو دھوکہ دینے والی" یا 'خدا کو بھانے والی'۔ مقام و محل کے اعتبار سے یہ شعر "مقدمے" کو آگے بڑھانے میں زیادہ معاون نہیں تھا۔ چنانچہ اس شعر کو خارج کرنے کے باوجود نظم کی روانی میں کوئی فرق نہیں آیا۔

ایک حد تک اس شعر کا مفہوم اس نظم کے شعر ۲ میں آ گیا تھا۔ لہٰذا نئے شعر کی گنجائش موجود نہ تھی۔

خلوت: ص ۵۵۵ بیاض ہفتم ص ۵

اس دور میں مانندِ پرکاہ ہے انساں — جس کے لئے ہر مہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

شعر مکمل نہیں کیا جا سکا، لہٰذا اس پر بحث نہیں کی جا سکتی۔

مسجدِ قوتِ اسلام ص ۵۶۷ بیاض ہفتم ص ۸

شعر ۵ عرق آلود ہے تیری قوت و سنگینی سے — وہ مسلماں کہ عدم سے ہے بتر جس کا وجود

اس شعر کو مسودہ تیار کرتے وقت مسترد کر دیا گیا۔

لفظ عَرَق میں را بالفتح ہے لیکن یہاں 'ر' ساکن ہو گیا ہے جس سے مصرعے کی بحر تبدیل ہو جاتی ہے۔ اسی نقص کی بنا پر علامہ نے 'عرق آلود' کو "خون آلود" میں بدل دیا۔ شعر تو منسوخ کر دیا لیکن شعر کا مفہوم ظفر نظم ۳ میں بیان کر دیا گیا ہے۔

اہرامِ مصر: ص ۵۸۷ بیاض ہفتم ص ۱۹، ۲۰

فطرت کی اطاعت کا ہے خوگر تو ہنر، ہیچ — آزاد اگر ہے، تو یہ سب کچھ ہے دگر، ہیچ۔

اس شعر کے پہلے مصرعے کی ایک صورت یہ تھی کہ

تقلید کا خوگر ہے ہنرور کا ہنر، ہیچ

شعر کا مفہوم زیادہ بہتر طریقے سے نظم کے آخری شعر میں آ گیا تھا لہٰذا اس شعر کو برقرار رکھنے کا کوئی جواز نہ تھا۔

کارل مارکس کی آواز: ص ۵۹۹

شعر ۳۔ فرنگ کا علم و فن ہے خونی، تجھے بھی خونی بنا رہا ہے — کہ تیری عقلِ بہانہ جو سے گناہ اپنے چھپا رہا ہے۔

'گناہ' اور 'خونی' کے الفاظ محل نظر تھے، 'خونی' کا کوئی جواز مہیا کرنا تھا جو نہ کیا جا سکا

سیاستِ افرنگ ص ۶۰۴

شعر اول:۔ خدا لگے کون و مکاں تجھ سے بڑھ گیا انگریز — کہ اس کی 'کُن' سے ہیں پیدا فقط امیر و مویش

اس شعر سے سوئے ادب کا پہلو نکلتا تھا۔ چنانچہ اس کی جگہ نیا شعر لکھ دیا گیا جواب بمنزا بر موجود ہے۔ نئے شعر میں "سیاستِ افرنگ" کو خدا سے بڑھ کر نہیں بلکہ اس کا حریف قرار دیا گیا ہے

اسرارِ غلامی ص ۶۰۵ (بعنوان خواجگی) ، بیاض ہفتم ص ۱۹

نظم کی ابتدائی صورت یہ تھی

محرم اس راز کے شاید حکما میں بھی نہیں — تجھ کو معلوم ہے کیوں بندہ ہے بندے کا غلام

دورِ حاضر میں بھی حاکم وہی سجادہ و تخت — میرے نزدیک نہیں اس میں تعجب کا مقام

اس میں پیری کی کرامت ہے نہ میری کا ہے زور — رہے محکوم کہ خوگر ہیں اطاعت کے عوام

'سجادہ و تخت' میں ضعفِ تالیف کا عیب پایا جاتا تھا، اور پھر آخری مصرعے میں تعقیدِ لفظی کا عیب بھی موجود تھا۔ نظم کا مرکزی خیال زیادہ موثر انداز سے پیش نہیں کیا جا سکا تھا چنانچہ مصرعوں کو آگے پیچھے کر کے نسبتاً بہتر انداز سے مفہوم بیان کر دیا گیا۔ خیال کی مناسبت سے نیا عنوان "خواجگی" پہلے عنوان سے بہتر ہے۔

ابی سینیا: ص ۶۰۷ بیاض ہفتم ص ۲۱

بند ۴، جب سے ہوا ہے دین وسیاست میں افتراق غارت گری جہاں میں ہے اقوام کی معاش

کرتا ہے تازہ قافلے ہر راہزن تلاش

یہ بند عمدہ تھا لیکن نظم کا بند ۲ زیادہ خوبصورت تھا۔ لہذا اس بند کو برقرار رکھنے کا کوئی جواز نہ تھا۔

سلطانیٔ جاوید ص ۶۱۰ ، بیاض ہفتم ص ۲۰

چالاک ہیں یورپ کے حکیمانِ سیاست ان شعبدہ بازوں کے طریقے ہیں دلاویز

دستور نوی کیا ہے؟ یہی نکتۂ باریک فرہاد، نگہبانِ ملوکیت، پرویز

ان اشعار کا مفہوم زیادہ بہتر انداز سے متداول نظم کے شعر ۲ اور ۳ میں ادا ہو گیا تھا۔ چنانچہ ان اشعار کو ترک کرنا پڑا۔

مسولینی ص ۶۱۱ بیاض ہفتم ص ۲۲

شعر ۵:۔ جس جنوں نے تم سے چھنوائی ہے افریقہ کی خاک ہے وہی آزار میرا، ہے وہی تیرا علاج

اس شعر میں افریقہ، خصوصاً ابی سینیا پر مسولینی کے حملے کا ذکر ہوا ہے لیکن دوسرے مصرعے میں اس کی مناسب سے وضاحت نہیں ہو سکی۔ اسی طرح مصرعِ اولیٰ میں "خاک چھاننا" کو 'خاک چھنوائی' باندھا ہے جو فصاحت کے خلاف ہے۔ شعر کا مفہوم پانچویں شعر میں زیادہ بہتر طریقے سے ادا ہو گیا ہے لہذا اس شعر کو ترک کر دینا ہی مناسب تھا۔

گلہ، ص ۶۱۳ بیاض ہفتم ص ۱۶

شعر ۳: شہروں کی شبِ تار میں تہذیب کا اُلّو پوچھو تو اسے تیرا نشیمن بھی کہیں ہے؟

"تہذیب کا اُلّو" محلِ نظر تھا اور یہی عیب شعر کو متروک قرار دینے کا سبب بھی بنا۔

محراب گل افغان کے افکار ص ۶۲۶ بیاض ہفتم ص ۲۳ تا ۲۵

بند ۵: شعر ۲ (ا) تہذیبِ فرنگی سے خدا تجھ کو بچائے شام اس کی ہے روشن نہ سحر صاحبِ پرتو

بند ۷ (ب) جس مٹی نے اپنے اندر پایا اپنا آپ چاند ستارے اس مٹی کے ذرّوں پر قربان

اپنی خودی پہچان

او غافل افغان

(ج) جس ملّت پر فاش ہوئے ہیں وحدت کے اسرار اس ملّت کے فرزندوں نے مارا ہر میدان

اپنی خودی پہچان

او غافل افغان

بند ۱۲: شعر ۲ (د) دل ہاتھ نہیں آتا ہے صحبتِ اہلِ دل یہ لالۂ خود رو ہے اُگتا ہے کنارِ جو

شعر ۵ (ہ) زور اس کا یدِ الٰہی حق اس کا شہنشاہی جو مردِ خدا توڑے بُت خانۂ رنگ و بو

بند ۲۰: (و) آتا نہیں راس ان کو نظارۂ سرو و گل پلتے ہیں گلشن میں شیرانِ نیستانی

دوسرا شعر تھا۔ تربیت جس کی کرے میری نگاہِ تند و تیز ...... الخ

فنی لحاظ سے عمدہ شعر تھا۔ اسے ترک کرنے کی وجہ فنی نہیں لگتی ہے۔ مقام و محل کے اعتبار سے یہ شعر نظم میں چوتھے نمبر پر تھا۔ بند کی ابتدا میں ابلیس کا یہ دعویٰ، کہ شیطانی تہذیب کو کوئی چیز بے آبرو نہیں کر سکتی اس لیے کہ اس کی تربیت میں "میری نگاہ تند و تیز" کی کارفرمائی ہے۔ یہ امر شیطان کے اس خوف سے متناقض ہے کہ ابلیسی نظام کو اگر کوئی خطرہ ہے تو صرف اسلام سے۔

آوازِ غیب ص ۶۶۹ بیاض ہشتم ص ۵۳

پیدا تو کیا ہم نے تجھے خاک سے لیکن ہیں تیرے مقابل میں فرشتے بھی "عرق ناک"

اس شعر میں اقبال ایک حدیث "ما عرفناک حق معرفتک" کے مفہوم کو استعمال کرنا چاہتے تھے لیکن بحر کے مخصوص سانچے میں اس کی گنجائش نکل نہیں سکی۔ چنانچہ پورا شعر ترک کر دیا۔

مسعود مرحوم ص ۶۶۶ بیاض ہشتم ص ۱۵

بند ۸ سطر ۱ حکایتِ غم فرقت بیاں کروں کیوں کر "نوا فزوں ست نہ اندازۂ بریشم عود"

دوسرا مصرع نظیری کا ہے۔ تضمین موقع محل کی نسبت سے عمدہ نہ تھی چنانچہ شعر کو منسوخ کر دیا۔ اس کی جگہ وہ شعر لکھ دیا جو اب مذکورہ نظم میں چوتھے نمبر پر ہے۔

مجموعی جائزہ

ارمغانِ حجاز کے اس غیر مطبوعہ کلام پر بحیثیتِ مجموعی نظر دوڑائی جائے تو یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ علامہ نے اپنے مجموعے سے ان اشعار کو نکال دیا جن کی بندشیں چست نہیں تھیں اور ان میں عیب تنافر بھی پایا جاتا تھا یا صوتی اعتبار سے ان کے ذوقِ سماعت پر گراں گزرتا تھا۔ بعض اشعار سوءِ ادب کا پہلو رکھتے تھے۔ ایسے اشعار کو بھی ترک کر دیا جن کا مفہوم دوسرے اشعار میں زیادہ بہتر طریقے سے آ گیا تھا۔ بعض اشعار کے ترک کرنے کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی لیکن اس کا تعلق شاعر کے ذوق سے ہے اور یہ معاملہ ہر شاعر کا انفرادی معاملہ ہوتا ہے۔ جسے نقدِ شعر کی اصطلاحات کے ذریعے شناخت کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس کلام سے اتنی بات بہر حال واضح ہوتی ہے کہ علامہ کا حاسۂ انتقاد نہایت عمدہ تھا اور انہوں نے بیک وقت شعر کے فنی پہلوؤں پر بھی توجہ دی اور اپنے مقصد کو بھی ملحوظِ خاطر رکھا۔ اور کہیں بھی مقصد کو شعریت پر قربان ہونے نہیں دیا۔

غزلوں کے متروک اشعار

اِس دور میں کوئی مکمل غزل متروک ہیں۔ بال جبریل کی تینتیس ۳۳ اور ضربِ کلیم کی دو غزلوں کے بعض اشعار ہی متروک کلام کی ذیل میں آتے ہیں اِن اشعار کی تعداد اڑتالیس ہے۔ کچھ اشعار غیر مطبوعہ ہیں تاہم بعض اشعار ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی مجلۂ تحقیق میں شائع کرا چکے ہیں۔[1]

ذیل میں غزلوں کی فہرست اور ان کے متروک اشعار کی تعداد ما حوشوارہ پیش کیا جاتا ہے۔ غزلوں کی ترتیب بال جبریل اور ضربِ کلیم میں شامل مکمل غزلوں کی ترتیب کے مطابق ہے۔

نمبر شمار	غزل نمبر/صفحہ	مجموعہ	غیر مطبوعہ اشعار	غیر مدون اشعار
۱	غزل عـ۴	بال جبریل	۱	-
۲	" عـ۵	"	۱	-
۳	" عـ۶	"	۳	-
۴	" عـ۱۰	"	۱	-
۵	" عـ۱۴	"	۱	-
۶	" عـ۱۵	"	۱	-
۷	" عـ۱	"	۴	-
۸	" عـ۳	"	۱	-
۹	" عـ۷	"	۱	-
۱۰	" عـ۸	"	۱	-
۱۱	" عـ۱۱	"	۱	-
۱۲	" عـ۱۳	"	۱	-
۱۳	" عـ۱۷	"	۱	-
۱۴	عـ۲۰	"	۱	-
۱۵	عـ۲۵	"	۱	-
۱۶	عـ۲۶	"	۲	-
۱۷	عـ۲۹	"	۱	-
۱۸	عـ۳۰	"	۱	-
۱۹	غزل عـ۳۲	بال جبریل	۲	-
۲۰	" عـ۳۴	"	۱	-
۲۱	" عـ۳۵	"	۱	-
۲۲	" عـ۳[illegible]	"	۲	-
۲۳	" عـ۳	"	۱	-
۲۴	" عـ	"	۲	-
۲۵	" عـ۴۲	"	۱	-
۲۶	" عـ۴۴	"	۱	-
۲۷	" عـ۴۶	"	۳	-
۲۸	" عـ۴۷	"	۱	-
۲۹	" عـ۵۴	"	۱	-
۳۰	" عـ۵۵	"	۱	-
۳۱	" عـ۵۶	"	۱	-
۳۲	" عـ۵۷	"	۱	-
۳۳	" عـ۵۹	"	۱	-
۳۴	" کلیات صـ۵۱۳	ضربِ کلیم	۱	-
۳۵	" " صـ۵۲۸	"	۲	-
۳۶				

[1] جلد ۲، شمارہ ۴، [۱۹۸۰ء]

غزل ۴ کلیات ص ۳۰۰ بیاض پنجم ص ۱۹

کس کی نمود سے ہے یہ شام وسحر ہیں سخت کوش

مرکب روزگار پر بار گراں ہے تو کہ میں۔

مصرع اولیٰ میں ایک اصلاح یوں کی کہ تو کفِ خاکِ بے بصر؛ میں کفِ خاکِ خود نگر

دوسرا مصرع عمدہ تھا لیکن پہلے مصرعے میں لفظ 'سخت کوش' ابہام پیدا کرتا تھا۔ لہذا اس شعر کو قلم زد کر دیا گیا۔

غزل ۵ ص ۳۰۱ بعنوان 'دعا' بیاض پنجم ص ۵

وہ نغمہ دے کہ میری لحد میں ہو جس کا شور

آخری شعر

خواہاں نہیں ہیں نغمۂ مرغِ بہار کا

'نغمہ' اور 'شور' میں تناقص تھا۔ علامہ پہلے مصرعے میں 'ہنگامہ' کا مفہوم پیدا کرنا چاہتے تھے۔ لیکن لفظ 'شور' سے یہ مقصد پورا نہ ہو سکا۔ ابتدائی صورت میں یہ شعر اس شعر کے بعد تھا ؎

کر پہلے مجھ کو زندگیٔ جاوداں عطا پھر ذوق وشوق دیکھ مرا انتظار دیکھ۔

اِس شعر میں 'حیاتِ جاوداں' کی خواہش ہے جبکہ زیرِ بحث شعر میں 'لحد' کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک ہی غزل میں دو متضاد مضامین کی موجودگی اچھا تاثر پیدا نہیں کرتی۔ واضح ہو کہ اس غزل کو پہلے "دعا" کا عنوان دیا گیا تھا اس شعر کو قلمزد کرتے ہوئے نئے قافیہ ردیف میں ایک شعر لکھا اور غزل کو ترکیب بند بنا دیا: یوں ہیئت کے اعتبار سے اس غزل کو غزل کہنا مشکل ہے۔

غزل ۶ ص ۳۰۲ نوائے صبح گاہی نے جگر خوں کر دیا میرا

بیاض پنجم ص ۱۳

شعر ۳۔ یہ برقِ بے محابا پھر مرا حاصل نہ بن جائے

شعر ۵ وہ دل لاہوتیوں نے درسِ استغنا دیا جس کو

کسی معشوقِ بے پروا کا پھر محمل نہ بن جائے

شعر ۷ فضا اک اور ہی عالم کی ہو گی سامنے میرے

مگر ڈر ہے کہ یہ بھی پردۂ محمل نہ بن جائے

شعر ۳ کے مصرع اولیٰ میں "نوائے صبح گاہی" کی تشبیہ برق سے دی گئی ہے جو درست نہ تھی۔ 'برق' کے لیے کوئی 'جواز' ہونا چاہیے تھا۔ "برق کا حاصل بننا" بھی محلِ نظر تھا۔

شعر ۵ میں "استغنا" کا کوئی جواز نہ تھا۔

شعر ۷ 'پردۂ محمل' کی ترکیب نے ابلاغ میں رکاوٹ پیدا کر دی۔ اقبال نے 'محمل' کے قافیے کو غزل کے پانچویں شعر میں استعمال کر دیا تھا اور یوں ان دو اشعار کی غزل میں گنجائش مشکل تھی۔ لہذا یہ شعر ترک کرنا پڑا۔

غزل ۱۰ ص ۳۰۶ تسلی دوں تو دل کی نا امیدی اور بڑھتی ہے

بیاض پنجم ص ۹ عتاب آمیز تھی خلوت میں بھی تیری شکر خندی

خلوت میں سٹراسٹ کیسے تبدیل ہو جاتی ہے؟ اس امر کی وضاحت شعر میں موجود نہ تھی۔ علامہ اپنا مافی الضمیر واضح نہیں کر سکے۔ اسی عجز بیان کے باعث شعر کو ترک کرنا پڑا۔ اس شعر کے بارے میں دلچسپ بات یہ ہے کہ اسے بیاض میں قلم زد نہیں کیا گیا۔

غزل ۱۴ ص ۳۱۰ ڈھونڈ کریں کھا کر خرد بھی پا گئی اپنی مراد (بیاض پنجم ص ۲)
تھی وہ بیداری جسے خوابِ گراں سمجھا تھا میں۔

شعر میں لفظ 'بیداری' کی وضاحت نہیں ہوسکی۔ اس شعر کے اسلوب کی بازگشت غزل کے پانچویں شعر میں موجود تھی لہذا اس شعر کو ترک کردیا گیا۔

غزل ۱۵ ص ۳۱۱ تیرے بھی صنم خانے، میرے بھی صنم خانے (مسودہ بال جبریل)
یاں تیرے بتوں میں ہے اک جلوۂ یزدانی

دونوں مصرعوں کا باہمی ربط مفقود تھا۔ مفہوم واضح نہیں ہو رہا تھا۔ اقبال نے غزل کے آخری شعر سے
تیرے بھی صنم خانے، میرے بھی صنم خانے دونوں کے صنم خاکی، دونوں کے صنم فانی میں
میں اس خیال کو زیادہ خوبصورتی سے ادا کردیا ہے۔

غزل ۱۷ ص ۳۱۲ شعر اول نظر آئی نہ مجھ کو بو علی سینا کے دفتر میں (مسودہ بال جبریل)
بند ۲ وہ حکمت جو کبوتر کو کرے شاہیں سے بے پروا

شعر ۶ بدن کو اصلِ جاں سمجھا، حکیمانِ فرنگی نے
حکیم غزنوی کہتا ہے "آں دون است واں والا"

لفظ "بے پروا" کا استعمال محلِ نظر تھا۔ اس کے بجائے لفظ "بے خوف" یا "شاہیں" کا مترادف کوئی لفظ لایا جاتا تو لفظی مناسبت پیدا ہوسکتی تھی۔ مضمون عمدہ تھا مگر فنی وجوہ کے پیشِ نظر شعر ترک کردیا گیا۔ دوسرے شعر میں حکیم سنائی کے اس شعر سے استفادہ کیا گیا تھا ؂
مکن در جسم و جاں مسکن کہ آں دون است واں والا
قدم زیں ہر دو بیروں نہ نہ آنجا باش و نے ایں جا

غزل ۱۷ ص ۳۱۴ شعر ۵ غلاموں کے لئے دستورِ جمہوری! معاذ اللہ (مسودہ بال جبریل)
بند ۳ غرض یہ ہے غلام اپنی غلامی سے ہو بے پروا

شعر ۶ خودی کو گرچہ قدرت نے چھپا رکھا ہے پردوں میں
کسی مردِ خدا میں ہو بھی جاتی ہے کبھی پیدا

جمہوریت کی حقیقت کے بارے میں علامہ کا شعر خوبصورت تھا سے حذف کرنے کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ شعر ۶ میں علامہ کے معروف فلسفۂ 'خودی' سے تضاد پیدا ہوگیا تھا۔ اقبال نے اکثر مقامات پر خودی کو 'فاش' لکھا ہے لیکن یہاں کچھ اس طرح کا مفہوم برآمد ہوتا ہے کہ 'خودی' پردوں میں چھپی ہوئی ہے اور کبھی کبھی کسی مردِ خدا کے اندر ظاہر بھی ہو جاتی ہے۔

غزل ۲۳ ص ۳۱۹ مہ و ستارہ پہ ناداں کمند ڈال اپنی (مسودہ بال جبریل)
کہ تیری خاکِ پریشاں کی زد میں ہے گردوں

یہ شعر مسودے میں شامل کیا گیا۔ بیاض میں موجود نہیں۔ اس شعر کے قافیے اور کسی حد تک مضمون کو بھی زیادہ خوبصورت انداز میں چھٹے شعر میں بیان کردیا گیا تھا۔ اس لئے علامہ نے تکرارِ مضمون کو ناپسند کرتے ہوئے اس شعر کو ترک کردیا۔

غزل ۷ کلیات ص ۳۲۲ شعر ۶۔ من کی دنیا میں ہوائیں خوشگوار و بے غبار (مسودہ بال جبریل)
اور اس مٹی کی دنیا میں نہ شہر اچھا نہ بن

اس خیال کو زیادہ عمدہ طریقے سے غزل کے چوتھے شعر میں ادا کر دیا گیا تھا اس لیے اس خیالی شعر کو ترک کر دیا۔

غزل ۸ ص ۳۲۳ کبھی رہ جائے گی افرنگ کی فولاد کاری بھی (بیاض پنجم ص ۱۱)
کہ ہر ملت پہ آتا ہے زمانہ شیشہ سازی کا

اس شعر میں پہلے 'فولاد کاری' کی جگہ 'خاراشگافی' کا لفظ لکھا۔ اس شعر کا قافیہ زیر بحث غزل کے پانچویں شعر میں استعمال کر دیا گیا۔ شعر کا مفہوم بھی آ گیا ہے، لہذا اس شعر کی ضرورت نہ تھی۔

غزل ۱۱ ص ۳۲۶ شعر ۶۔ اگرچہ میری جبیں پر نہیں نشانِ سجود (مسودہ بال جبریل)
ہزار شکر کہ یاروں کو مل گئی توفیق

رہنماؤں کی بے عملی کا خیال چوتھے شعر میں زیادہ خوبصورتی سے ادا ہو گیا تھا، قافیہ بھی ایک ہے۔ اقبال غزل میں قافیے کو دہرانا پسند نہیں کرتے۔ انہی وجوہ کی بنیاد پر شعر کو ترک کر دیا۔

غزل ۱۳ ص ۳۲۸ شعر ۷ ابوتراب ہے خیبر کُشا و مرحب کش (بیاض پنجم ص ۱)
کہاں وہ حوصلہ تجھ میں کہ تو ہے ابن تراب

اس شعر کو بیاض پنجم بال جبریل میں قلم زد نہیں کیا بلکہ آخری مسودے میں شامل کرنے کے بعد اسے حذف کیا۔ 'ابنِ تراب' سے علامہ کی مراد مٹی کا 'پتلا' تھی، لیکن 'ابوتراب' کے حوالے سے ذہن حضرت علیؑ کے فرزند کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ خلط مبحث کے اندیشے سے، نیز "ابن تراب" کی نامانوس ترکیب کے باعث اس شعر کو غزل میں شامل نہیں کیا۔

غزل ۱۷، ص ۳۳۲ عجب کیا ہے کہ کرے آب و ہوائے جرمنی پیدا بیاض پنجم، ص ۱۷
کوئی رومی کہ افرنگی سے کہہ دے حرفِ تبریزی

یہ شعر بیاض میں قلمزد نہیں لیکن متداول کلام میں بھی شامل نہیں کیا گیا۔ پوری نظم میں اس سفر یورپ کی صدائے بازگشت موجود ہے جو گول میز کانفرنس کی غرض سے کیا گیا تھا۔ علامہ نے رومی اور تبریزی کی علامتیں استعمال کی ہیں لیکن رومی اور حرفِ تبریزی میں تعلق کو واضح نہیں کر سکے۔ شمس تبریز مولانا روم کے روحانی اُستاد تھے۔ علم ظاہر و باطن' کے موضوع پر جو مکالمہ شمس تبریز اور رومی کے درمیان ہوا تھا اس کا اطلاق 'افرنگ' پر کیسے ہوگا؟ اس کی وضاحت موجود نہیں۔ لہذا یہ شعر حذف کر دیا گیا۔

غزل ۲۰ ص ۳۳۵ ہے یہ منزل ہی دل پذیر ایسی بیاض پنجم ص ۲۰
اے مسافر ترا قصور نہیں۔
"منزل" کی وضاحت نہ ہو سکی تھی۔ ناچار شعر قلم زد کر دیا گیا۔

غزل ۲۵ ص ۳۴۰ شعر ۹۔ نگہ بلند ادا دل نواز، جاں پُرسوز بیاض پنجم ص ۱۳
یہی ہے اور جوانوں کی 'دلبری' کیا ہے؟

اس شعر کا قافیہ 'دلبری' زیر بحث غزل کے چوتھے شعر میں آ چکا ہے اور اس شعر کے مضمون سے کہیں بہتر مضمون پیدا ہو گیا ہے۔ شعر تو ترک کر دیا گیا لیکن اس کا پہلا مصرع غزل ۲۶ میں شامل کر لیا گیا۔ وہاں مضمون کی بلندی اور بندش کی چُستی کی وجہ سے شعر ایسا خوبصورت بن گیا کہ ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر گیا۔

غزل ۲۶ ص ۳۴۱ شعر ۲۔ مری نوانے کیا مجھ کو آشکار ایسا رہی نہ بات کوئی میرے رازداں کے لیے
بیاض پنجم ص ۱۹ شعر ۶۔ اگرچہ موج ہے تو سیلِ تُند رو بن جا ذرا گراں بھی تو ہو بحرِ بیکراں کے لیے۔

پہلے شعر میں کوئی فنی نقص نہیں ہے۔ اشعار کے انتخاب کے وقت اسے کم تر سمجھ کر اپنے مجموعے میں شامل نہیں کیا۔ شعر ۶ میں عمدہ خیال پیش کیا گیا تھا۔ دوسرا مصرع خاص طور پر نہایت عمدہ تھا۔ چونکہ اس شعر کا قافیہ شعر ۵ میں استعمال ہو گیا تھا اور وہاں مضمون نے شعر کو بلند کر دیا تھا اس لیے یہاں اس شعر کا کوئی جواز نہ تھا۔

غزل ۲۹، ص ۳۴۴ تہذیب کے پردے میں تعلیم ہوس ناکی بیاض پنجم ص ۱۹
نازل ہوا مغرب پر فطرت کا عتاب آخر

یہ شعر بیاض میں حاشیے پر بڑھایا گیا تھا لیکن اسے بالِ جبریل میں شامل نہیں کیا۔ اس شعر میں کوئی نقص موجود نہیں۔ شعر کو ترک کرنے کی بظاہر کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔

غزل ۳۰ ص ۳۴۵ شعر ۵۔ تیرا کوئی راہبر نہ میرا (بیاض پنجم ص ۱۸)
ہوا کوئی ہم سفر نہ میرا

یہ غزل بحرِ متقارب مثمن اثلم سالم الآخر فعلن فعولن، فعلن، فعولن (کہ ہر شے مسافر، ہر چیز راہی) میں لکھی گئی تھی لیکن زیرِ بحث شعر بحر سے خارج ہو گیا تھا۔ اس شعر کی تقطیع یوں ہو گی۔

تے را	کوئی را	ہبر	نُ مے را
فعلن	فعو لن	تیل	فعولن
ہوا	کوئی ہم	سفر	نُ مے را

غزل ۳۲ ص ۳۴۶ شعر ۴۔ اقبال مدرسوں نے دانش تو عام کر دی نایاب ہو گیا ہے جذبِ قلندرانہ
بیاض پنجم ص ۱۱ شعر ۷۔ مُلائے کم نظر نے اُمّت میں پھوٹ ڈالی تسبیحِ مصطفےٰؐ ہے صدیوں سے دانہ دانہ

'جذبِ قلندرانہ' کا قافیہ شعر ۶ میں استعمال ہو چکا تھا۔ اس لیے اس شعر کو ترک کر دیا۔ ساتویں شعر میں "تسبیحِ مصطفےٰ" کا دانہ دانہ ہونا' ذم کا پہلو رکھتا تھا لہٰذا شعر ترک کر دیا گیا۔

غزل ۳۴ ص ۳۴۸ شعر ۳ اس پیکرِ خاکی میں بنتی ہے خودی جس دم (بیاض پنجم ص ۱۲)
نخچیر زبوں اس کا، دنیا کی شہنشاہی۔

تعقیدِ لفظی نے قدرے ابہام پیدا کر دیا تھا "خودی کا بننا" بھی محلِ نظر ہوا ہو گا۔ مضمون اتنا عمدہ نہ تھا اس لئے شعر ترک کر دیا گیا۔

غزل ۳۵ ص ۳۴۹: شعر ۲ دلوں میں کچھ حرارت سی مجھے معلوم ہوتی ہے۔ بیاض پنجم ص ۱۲
کوئی پھر لے کے شاید وعدۂ دیدارِ عام آیا۔

شعر میں بظاہر کوئی نقص موجود نہیں۔ ممکن ہے غزل کی مجموعی فضا سے ہم آہنگ نہ سمجھتے ہوئے اسے ترک کر دیا ہو

غزل ۳۶ ص ۳۵۰ شعر ۳۔ وہی جامِ رحیق اب تک وہی اہلِ طریق اب تک وہی تریاق ہے لیکن نہیں تاثیرِ تریاقی
بیاض پنجم ص ۱۲ شعر ۵ جدا تہذیبِ حاضر سے ہے اندازِ مسلمانی وہ ہے گفتارِ آفاقی یہ ہے کردارِ آفاقی

تریاق کا "جامِ رحیق" یا 'اہلِ طریق' سے تعلق واضح نہیں کیا جا سکا تھا اور یوں علامہ کا اصل خیال ابہام کا شکار ہو گیا تھا۔ شعر ۵ میں 'تہذیبِ حاضر' کو 'گفتارِ آفاقی' اور 'اندازِ مسلمانی' کو 'کردارِ آفاقی' کہا گیا ہے

غزل ۳۸، ص ۳۵۱، وطن کے سومناتی کو بتوں کا کام دیتے ہیں (مسودہ بال جبریل)

کہیں اخبار "فرعونی" کہیں آثار "شاپوری"

شعر میں جو علامتیں استعمال کی گئی ہیں ان کی مناسب وضاحت موجود نہ تھی اس لئے شعر ترک کر دیا۔

غزل ۴۰، ص ۳۵۳، جہاں اِس سے خوش تر ابھی اور بھی ہیں ابھی اے مسافر سفر اور بھی ہیں

بیاض پنجم ص ۱۰ گذر اِس صنم خانۂ رنگ و بو سے دِلِ محبت کے مندر ابھی اور بھی ہیں۔

وہاں تیرے عشق کے امتحاں اور بھی ہیں۔

ایسا لگتا ہے کہ ابتدا میں اس غزل کے قافیے "سفر، مندر اور خوش تر" وغیرہ تھے

لیکن بعد میں اس کا قافیہ تبدیل کر دیا۔ چنانچہ قافیے کی تبدیلی کی وجہ سے ان اشعار کی گنجائش موجود نہ تھی: تاہم نئی غزل میں

آخری مصرع شامل کر لیا گیا۔

غزل ۴۲، ص ۳۵۵. شعر ۱۔ علی کے علم پہ حجت تھی ذوالفقارِ علی (بیاض پنجم ص ۹)

غرض کہ دعویٔ صوفی ہے بے قیاس و دلیل

پہلے اس شعر کو قلم زد کر دیا لیکن مسودے میں اسے بحال کر دیا۔ تاہم بال جبریل میں اسے شامل نہیں کیا۔

صوفی اپنی تائید میں حضرت علیؓ کے اقوال پیش کرتا ہے لیکن حضرت علیؓ نرے صوفی (زاہدِ خشک) ہی نہ تھے۔ ضرورت پڑنے پر تلوار کے جوہر بھی دکھاتے تھے لہذا صوفیا کی "رہبانیت" بے دلیل ہے۔ یہاں صوفی کے دعوے کی وضاحت کما حقہٗ نہیں ہو سکی۔ مضمون اچھا تھا لیکن ذہن مشرکین کے اس الزام کی طرف راجع تھا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ غالباً اسی نقص کی وجہ سے یہ شعر خارج کر دیا گیا۔

غزل ۴۴، ص ۳۵۶ اشک جو سیلِ حوادث کو دِگرگوں کر دے (بیاض پنجم ص ۹)

ابھی گردیدہ کسی دیدۂ نمناک میں ہے

"وہ آنسو جو اُمتِ مسلمہ پر گذرنے والے پے در پے حادثات کو روک دیں ابھی کسی آنکھوں میں نہیں ڈھلے" اس مضمون کو ادا کرنے کے لئے "دیدۂ نمناک" کا سہارا لیا گیا۔ لیکن لفظ "گردیدہ" نے ابلاغ میں رکاوٹ ڈال دی۔ یہ معلوم نہیں ہوسکتا تھا کہ یہ "دیدۂ نمناک" تھا کس کا؟ اور اِس سے حوادث کا رُخ کس طرح موڑا جا سکتا ہے؟

غزل ۴۶: ص ۳۵۸: شعر ۵ اگر رفیقِ خرد ہو نگاہِ قلبِ سلیم تو ڈوب کر ابھرآتی ہے کشتیٔ ادراک

بیاض پنجم ص ۷ شعر ۷ مری نوا میں ہے ناداں مغنوں کے پاس نہیں وہ سحرِ خوشی کہ میسّر ہو بے عصارۂ تاک

"نگاہِ قلبِ سلیم" کی ترکیب کے علاوہ عقل و خرد کے متعلق علامہ کے معروف نظریے پر بھی زد پڑتی تھی۔ مزید براں اس مفہوم کو زیادہ بہتر انداز میں غزل کے چھٹے شعر میں بیان کر دیا تھا لہذا اِس شعر کو خارج کر دیا گیا۔

ایضاً ص ۳۵۸. شعر ۹ نمیں نہ ہو کہ جہاں کے ہیں آخری وارث طفیلیانِ سرِ خوانِ خواجۂ لولاک

اِس شعر میں امتِ رسولؐ کے لئے "طفیلیانِ سرِ خوانِ خواجۂ افلاک" کی پانچ لفظی ترکیب استعمال کی گئی ہے جو ذوقِ سلیم پر گراں گذرتی ہے۔ علاوہ ازیں اس شعر کا مفہوم زیادہ بہتر طریقے سے موجودہ غزل کے آخری شعر میں ادا ہو گیا تھا۔ اس لئے اس شعر کو ترک کر دیا گیا۔

غزل ۴۷: ص ۳۵۹ شعر ۲ یا عقل کی محرومی یا دل کی جہاں گیری یا حیلۂ روباہی یا حملۂ شیرانہ

بیاض پنجم ص ۶ شعر ۳، یا شیوۂ درویشی، یا ہمتِ سلطانی یا سطوتِ سلطانی یا طرحِ فقیرانہ

پہلے مصرعے میں غالباً "عقل کی محرومی" کھٹکتا ہو گا تاہم دوسرے شعر کے ترک کرنے کی وجہ یہ تھی کہ دونوں مصرعوں میں قریب قریب ایک ہی خیال کو دہرایا گیا۔ غزل کے اسلوب کا تقاضا تھا کہ دوسرے مصرعے میں دو مختلف امور کا تذکرہ کیا جاتا۔

غزل ۵۴، ص ۳۶۵ اگرچہ پاؤں میں اک تار رہ گیا باقی (بیاض پنجم ص۸)

بچا گئی مجھے صیاد کی کہن دامی

اس شعر کی ابتدائی صورت یہ تھی، سہ اگرچہ پاؤں میں اک تار رہ گیا باقی ۔ خوش آ گئی مجھے صیاد کی کہن دامی

اقبال نے اس شعر میں 'پاؤں کے ایک تار' کا جو کنایہ استعمال کیا ہے اس کی وجہ سے شعر میں ابہام پیدا ہو گیا تھا

غزل ۵۵، ص ۳۶۶ خدا سے روٹھ گیا میں کہ تاسمانِ ازل (مسودہ بال جبریل)

مجھے بھی دیتے تھے فرِّ قباد و کے خسرو

اس شعر کا قافیہ غزل کے آخری شعر میں بہتر طور پر آ گیا تھا علاوہ ازیں "خدا سے روٹھ گیا" اور "فرِّ قباد و کے خسرو" کے ٹکڑے بھی غزل کے مجموعی لہجے سے ہم آہنگ نہ تھے پھر 'تاسم' کی جمع 'تاسمان' تو انتہائی غریب تھی۔

غزل ۵۶ ص ۳۶۶ شعر۲ ہے کوئی اور جگہ منزلِ ہنگامۂ شوق (مسودہ بال جبریل)

خانقاہیں بھی ہیں خاموش مساجد بھی خموش۔

"ہے کوئی اور جگہ" کا ٹکڑا مبہم تھا۔ 'منزلِ ہنگامۂ شوق' کی تصریح کے بغیر بات بھی نہیں بنتی تھی۔ مصرع اولیٰ استفہامیہ بھی بن سکتا تھا جس سے مفہوم کچھ کا کچھ ہو جاتا۔

غزل ۵۷ ص ۳۶۷ میں مروّت سے رہینِ رہِ جبریل رہا (مسودہ بالِ جبریل)

وہ یہ سمجھا مری پرواز میں ہے کوتاہی۔

متروک شعر کا قافیہ زیرِ بحث غزل کے تیسرے شعر میں اچھی طرح آ گیا تھا۔ 'رہینِ رہِ جبریل' کی ترکیب بھی کھٹکتی ہوگی۔ 'کہن دامی' کی ترکیب بھی اردو کی حد تک نامانوس تھی۔

غزل ۵۹ ص ۳۶۹ رہروِ جاں باز کی غیرتِ مردانہ دیکھ (مسودہ بالِ جبریل)

کر نہیں سکتا قبول راحلہ و زادِ راہ

'راہ' کا قافیہ تیسرے شعر میں بہتر طور پر آ گیا تھا۔ ورنہ بظاہر اس شعر میں کوئی خامی نظر نہیں آتی۔

غزل ص ۵۱۳ (ضربِ کلیم) شعر۳۔ معجزۂ اہلِ فکر حجت و برہاں کا کھیل (مسودہ بالِ جبریل)

معجزۂ اہلِ ذکر حجت و برہاں سے دور

چونکہ اس غزل کے شعر ۲ میں 'اہلِ فکر و ذکر' کا فرق بیان کر دیا گیا تھا لہٰذا علامہ نے بخوفِ تکرار اسے حذف کر دیا۔

غزل ص ۵۲۵

(مسودہ بالِ جبریل) شعر۴ اہلِ صفا کی صحبت ہے اکسیر ہوتے ہیں اس سے عقل و نظر پاک

شعر۵ تلخی ہے شاید میرے ثمر میں اس کے زہر میں ہے تاثیرِ تریاک

شعر۴ عمدہ ہے۔ اسے ضربِ کلیم میں شامل نہ کرنے کا کوئی جواز نظر نہیں آتا۔ تاہم دوسرے شعر میں لفظ 'زہر' قابلِ توجہ ہے یہ لفظ 'زہْر' ہے نہ کہ "زہَر"۔ جیسا کہ زیرِ بحث شعر میں نظم ہوا ہے۔ دوسرے مصرعے میں "لیکن" کا مفہوم پیدا کرنا ضروری تھا جسے شعری پابندیوں کی وجہ سے پیدا نہ کیا جا سکا۔ اسی عجزِ بیاں کی وجہ سے شعر کو ترک کر دیا گیا۔

قطعات ورباعیات

تیسرے دور میں قطعات ورباعیات کی تعداد پچیس ۲۵ بنتی ہے ان میں قطعہ ۲ کے علاوہ تمام قطعات ہنوز غیر مدوّن ہیں۔ ۲۱ تا ۲۵ غیر مطبوعہ ہیں۔ اشعار کی کل تعداد پچاس ۵۰ ہے۔ ان قطعات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ لینے سے قبل ذیل میں ان کی فہرست درج کی جاتی ہے۔

نمبر	پہلا مصرع	مجموعہ نظم	تعداد اشعار (جز قطعہ)	نمبر شمار	پہلا مصرع	مجموعہ نظم	جز قطعہ/ رباعی تعداد اشعار
۱	مسلم کی نبض دیکھ کے کہنے لگا طبیب	بال جبریل	۲	۱۴	سراپا بندہ تقلیدِ وطن تھا	ارمغان حجاز	۲
۲	قطعہ روح الذہب [مدون]	"	۲	۱۵	کہوں میں کیا تجھے سب کچھ خبر ہے	"	۲
۳	برتر ہے مہر وماہ وثریا سے شانِ مرد	"	۲	۱۶	حدیثِ وحدتِ وصل وجدائی	"	۲
۴	غافل مری نوائے پریشاں میں ڈوب جا	"	۲	۱۷	بنا خیر الامم تیرے کرم سے	"	۲
۵	مرے سینے میں تھا سویا ہوا دل	"	۲	۱۸	حرم سے ہیں مسلماں ناامید آج	"	۲
۶	بیابانوں میں سیلِ بے کراں دیکھ	ارمغان حجاز	۲	۱۹	حوادث سے ہوں جو خونیں جگر میں	"	۲
۷	کرے میری نگاہِ نکتہ بیں کیا۔	"	۲	۲۰	فروغِ طلعتِ روح الامیں بخش	"	۲
۸	رہ ورسمِ مقامِ دلبری سیکھ	"	۲	۲۱	ترے ہندی مسلماں کی کہانی	"	۲
۹	سکوں سے کس قدر بے گانہ ہے موج	"	۲	۲۲	یہ کیسا آسماں کیسی زمیں ہے ؟	"	۲
۱۰	نہ وہ ذوقِ رحیلِ صبح گاہی۔	"	۲	۲۳	ہوا میں جانبِ یثرب روانہ	"	۲
۱۱	تری تقدیر کا صیدِ زبوں میں	"	۲	۲۴	عجب ہے زندگی کا کارخانہ	"	۲
۱۲	مجھے فقر یداللہی عطا کر	"	۲	۲۵	کہوں کیونکر امیرِ کارواں سے	"	۲
۱۳	عطا کر طاقتِ آہ وفغاں اور	"	۲		ـ	ـ	ـ

قطعہ

مسلم کی نبض دیکھ کے کہنے لگا طبیب — تیرا مرض ہے قلتِ سرمایۂ حیات
رخصت ہوئی ہے زندگیٔ ساوہ و عرب — کچھ رہ گیا اگر تو عجم کے تعلقات

یہ قطعہ رسالہ صوفی کے شمارہ اگست ۱۹۲۹ء میں شائع ہوا اور ہنوز باقیات کے کسی مجموعے میں شامل نہیں ہے۔ اِس امر کا امکان ہے کہ یہ قطعہ دوسرے دور کا ہو، ہم نے اس کے سنہ اشاعت کی وجہ سے تیسرے دور میں شامل کیا ہے۔ اِس قطعے کا اسلوب ان مزاحیہ قطعات سے ملتا جلتا ہے جو بانگِ درا میں "ظریفانہ کلام" کے عنوان کے تحت شامل ہیں بال جبریل میں اس نوع کے قطعات موجود نہیں۔ فنی لحاظ سے یہ ایک کمزور قطعہ ہے۔ "ساوہ" عراق کے ایک شہر کا نام ہے اس کا ملک "عرب" کے ساتھ میل درست نہ تھا۔ مزید براں چوتھا مصرع زوردار ہونا چاہیے تھا۔ لیکن یہاں ایسا نہیں۔ غالباً انہی وجوہ کی بنا پر اس قطعے کو بالِ جبریل میں شامل نہیں کیا۔

قطعہ: خبث روح الذہب — باقیات ص ۲۵۲ — سرودِ رفتہ ص ۲۰۹

اِس قطعہ کو حکیم محمد حسن قرشی نے اپنے ایک مضمون میں اس طرح نقل کیا ہے۔[۱]

ہے دو روحوں کا نشیمن یہ تنِ خاکی مرا — ایک میں ہے سوز و مستی ایک میں ہے تاب و تب
ایک جو اللہ نے بخشی مجھے صبحِ ازل — دوسری وہ آپ کی بھیجی ہوئی "خبث روح الذہب"

حکیم نابینا کی دوا "خبث روح الذہب" کی تعریف ہے جس سے دردِ گردہ میں تکلیف سے نجات ملی۔ اس قطعہ کا ذکر سید نذیر نیازی نے بھی کیا ہے۔ نیازی صاحب کا متن اور حکیم محمد حسن قرشی کا متن یکساں ہے[۲]

یہ قطعہ ہنگامی حالات کی پیداوار تھا اور اس قابل نہ تھا کہ اسے مستقل مجموعہ کلام میں شامل کیا جاتا۔ یوں بھی اپنے مجموعوں کے لئے کلام کا انتخاب کرتے وقت اقبال نے اس طرح کے بیشتر شخصی حوالے حذف کر دیے۔ اسی اصول کے تحت اِس قطعہ کو بھی اپنے کلام میں شامل نہیں کیا۔

جہاں تک اس قطعہ کے زمانۂ تحریر کا تعلق ہے اقبال کے بعض خطوط سے اس کا تعین ممکن ہے۔ خان نیاز الدین خان کے نام خط محررہ ۱۵ جون ۱۹۲۸ء سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ دردِ گردہ کا علاج کرانے کے لئے جون کے وسط میں دہلی گئے تھے[۳] اس علاج سے انہیں اتنا فائدہ ہوا کہ پھر انہیں اس کی تکلیف نہیں ہوئی؛ سید نذیر نیازی کے نام خط محررہ ۲۹ دسمبر ۱۹۳۴ء کا یہ حصہ قابلِ توجہ ہے

"دردِ گردہ اور نقرس کا حال تو حکیم صاحب کو خود ہی معلوم ہے۔ دردِ گردہ کا پھر دورہ نہیں ہوا۔ جب سے ان کا علاج کیا ہے۔ آج چھ سال ہو گئے ہیں.... "[۴]

اِس لحاظ سے اس قطعہ کا زمانۂ تصنیف ۱۹۲۸ء قرار پاتا ہے۔

قطعہ: — بیاضِ ہفتم ص ۵

برتر ہے مہر و ماہ و ثریا سے شانِ مرد — یہ آب و گِل کا کھیل نہیں ہے جہانِ مرد
مرنے سے خوف کیا کہ ہے ارشادِ مصطفیٰ[۵] — دنیا میں موت مرد کی ہے پاسبانِ مرد

علامہ نے "حیات و ممات" کا نظریہ پیش کرتے ہوئے اپنی تائید میں "قولِ رسول" نقل کیا ہے۔ لیکن اس طرح کی کوئی حدیث موجود نہیں ہے۔[۵] غالباً اس امر کی تحقیق کے بعد علامہ نے اس قطعہ کو ترک کر دیا۔ ویسے بھی اقبال کے ہاں اِس موضوع پر بکثرت اشعار مل جاتے ہیں لہذا تکرارِ مضمون بھی ناپسند ہوا ہوگا۔

---

[۱] بحوالہ انوارِ اقبال ص ۳۰۹ — [۲] "اقبال کی آخری علالت" مشمولہ رسالہ "اردو" اقبال نمبر طبع جدید ص ۳۰۵
[۳] مکاتیب اقبال بنام نیاز الدین ص ۵۵ — [۴] مکتوباتِ اقبال بنام سید نذیر نیازی ص ۱۳۲
[۵] : غالباً یہ حضرت علیؓ کا قول ہے۔

قطعہ: بیاض ہنجم ص۲۱ غافل مری نوائے پریشاں میں ڈوب جا میں نے دیا ہے تیری خودی کا تجھے سُراغ
دل تیرا کر دیا متزلزل فرنگ نے لرزا ہوا ہے تو صفتِ شعلۂ چراغ

لرزا ہوا ہے خلافِ روزمرہ تھا۔ متزلزل کا لفظ آہنگ کے اعتبار سے درست نہ تھا۔ پہلے مصرع میں " نوائے پریشاں " میں ڈوب جانے کا مشورہ دیتے ہیں حالانکہ ان کے ہاں عموماً ڈوب کر اُبھرنے کا تصوّر ملتا ہے۔ تیسرے مصرعے میں ضعفِ خاتمہ کا عیب پیدا ہو گیا تھا۔ قرینِ قیاس ہے کہ اپنی خامیوں کی بدولت اس قطعہ کو ترک کر دیا۔

رباعی: بیاض ہنجم ص۱۸
مرے سینے میں تھا سویا ہوا دل اسے کھویا تو یوں گویا ہوا دِل
محبّت صبحِ روشن زندگی رات فقط بیدار ہے، کھویا ہوا دِل

پہلے تین مصرعوں کی اٹھان رباعی کے مزاج کے عین مطابق ہے لیکن چوتھا مصرع جس میں فلسفے کا نچوڑ پیش کیا جاتا ہے خاصا کمزور ہے نیز مضمون کی بلندی بھی مفقود ہے۔ رباعی میں لفظ 'کھویا' نے بھی ابہام پیدا کیا ہے۔ یہ لفظ دو مقامات پر استعمال ہوا ہے۔ دوسرے مصرعے میں اس سے مُراد خدا یا محبوب کا کھو دینا ہے جبکہ تیسرے مصرعے میں 'کھویا' سے مُراد دل کا کھو جانا ہے۔ دوسرے مصرعے سے ایک مفہوم یہ بھی نکلتا ہے کہ " دل کو جب کھو دیا تو وہ بولا "۔ غالباً اپنی وجوہ سے اس رباعی کو منسوخ کر دیا۔

ارمغانِ حجاز کی متروک رباعیات

ارمغانِ حجاز کی بیس[۲۰] رباعیات متروک قرار دے دی گئیں۔ ان رباعیات کا تنقیدی جائزہ لینے سے پہلے انہیں اس ترتیب سے درج کیا جاتا ہے جس ترتیب سے یہ بیاضِ ارمغانِ حجاز میں درج ہیں۔

رباعی ۱: بیاض ہشتم ص۲۱ بیابانوں میں سیلِ بے کراں دیکھ فرنگی کا رواں در کارواں دیکھ
بڑی ہے تیری شانِ بے نیازی مسلمانوں کی بے پروائیاں دیکھ

۲ " " ص۲۵ کرے میری نگاہِ نکتہ بیں کیا کھلیں اسرارِ ایمان و یقیں کیا
مُسلّم کجروی میری ولیکن یہ تیرا آسماں کجرو نہیں کیا

۳ " " رہ و رسمِ مقامِ دلبری سیکھ خدائی چھوڑ کر پیغمبری سیکھ
نوائے کافر نواز و مومن آزار محمدؐ سے مسلماں پروری سیکھ

۴ سکوں سے کس قدر بیگانہ ہے موج شکوہِ بحر کا پیمانہ ہے موج
نگہ دکھو مجھ کو اے بحرِ پُر آشوب کہ دریا کا متاعِ خانہ ہے موج

۵ " " نہ وہ ذوقِ رحیلِ صبح گاہی نہ وہ رہبر نہ وہ منزل نہ راہی
زیاں کس کا ہے؟ تیرا یا کہ میرا نہ میں باقی نہ تیری پادشاہی

۶ " " تری تقدیر کا صید زبوں میں عجب مشکل ہے میری کیا کہوں میں
کروں تسلیم کیا تقصیر اپنی گواہِ عصمتِ ابلیس ہوں میں

۷ " " مجھے فقرِ ید اللّہی عطا کر نوا ہائے سحر گاہی عطا کر
مرے مولا فقیرانِ حرم کو فقیری میں شہنشاہی عطا کر

نمبر	حوالہ	مصرع اول	مصرع ثانی
۸	بیاض ہشتم ص ۲۵	عطا کر طاقتِ آہ و فغاں اور	نہ کر اس ناتواں کا امتحاں اور
		فرنگی سے کروں دریوزۂ رزق	خدا مومن کا تو، روزی رساں اور
۹	"	سراپا بندۂ تقلید و ظن تھا	پرستارِ اساطیرِ کہن تھا
		طبیعت میں ہے شیخ اک برہمن	حرم جب دیر تھا یہ برہمن تھا
۱۰	"	کہوں میں کیا تجھے سب کچھ خبر ہے	عرب ہو یا عجم، خونیں جگر ہے
		[ ] ہیں شام و فلسطیں	مسلمانِ ہند کا بے چارہ تر ہے۔
۱۱	"	حدیثِ وحدتِ وصل و جدائی	بہت برتر ہے ادراک و نظر سے
		گہر دریا کی گہرائی میں ہے گم	جدا ہے آبِ گہر، آبِ گہر سے
۱۲	"	بنا خیر الامم تیرے کرم سے	ہوا خوار و زبوں کس کے ستم سے
		وہ صوفی جس کے خونِ گرم کی بوند	فزوں قیمت میں ہے، تیرے حرم سے
۱۳	" ص ۲۶	حرم سے ہیں مسلماں نا امید آج	کلیسا مست ہیں پیر و مرید آج
		نہ چھیڑ افسانۂ سرمستیٔ دوش	نہ کر ذکرِ جنید و بایزید آج
۱۴	"	حوادث سے ہوں گو خونیں جگر میں	ابھی رکھتا ہوں تابِ یک نظر میں
		غلامِ پیر ہوں اس میں حذر کیا	اگر بیٹھا رہوں، بیرونِ در میں
۱۵	"	فروغِ طلعتِ روح الامیں بخش	شکوہِ فقر و سلطانِ مبیں بخش
		مرے مولا! مسلماں کو پھر اک بار	مقامِ لا اُحبّ الآفلیں بخش
۱۶	ص ۲۷	ترے ہندی مسلماں کی کہانی	یہ کافر کیا کہے اپنی زبانی
		غلامی، بے یقینی، خود فروشی	مبارک باد مرگِ ناگہانی
۱۷	"	یہ کیا آسماں، کیسی زمیں ہے؟	جہاں مومن فقیرِ رہ نشیں ہے
		چمن کے خار و خس سرسبز و سیراب	نصیبِ لالہ شبنم نہیں ہے۔
۱۸	"	عجب ہے زندگی کا کارخانہ	حقیقت آج کی کل کا فسانہ
		نہایت شب کی ہے صبحِ جہاں تاب	غنیمت ہے تگاپوئے زمانہ
۱۹	"	کہوں کیوں کر امیرِ کارواں سے	کدھر جاتا ہوں آیا ہوں کہاں سے
		وہ راز آخر مدینے میں ہوا فاش	چھپایا تھا جسے سارے جہاں سے
۲۰	"	ہوا ہیں جانبِ یثرب روانہ	یہ پیری یہ سرودِ عاشقانہ
		مثالِ مرغکِ صحرا سرِ شام	اڑا جاتا ہوں سوئے آشیانہ

رباعیات کا تنقیدی جائزہ

اقبال کی یہ بیس رباعیات ایسی اشعار کی کڑیاں ہیں جو ارمغان حجاز میں ص ۲۹ تا ص ۳۳ موجود ہیں۔ ہیئت کے اعتبار سے انہیں رباعی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ یہ رباعی کے مخصوص وزن میں نہیں۔ تاہم انہیں علامہ کا شعوری اجتہاد ہی کہا جائے گا کہ انہوں نے رباعی کے لئے بحر ہزج مسدس کو اختیار کیا۔

تقریباً تیس ۳۰ رباعیات میں سے علامہ نے صرف گیارہ کا انتخاب کیا۔ ترک کردہ بیس ۲۰ رباعیات ۸ جنوری ۱۹۳۸ء کو لکھی گئیں۔ [1]

پہلی تین رباعیوں میں ناز و نیاز کی کیفیت سے زیرِ اثر بیان میں ایک شوخی پیدا ہو گئی ہے جو مجاز میں تو شعر کا حسن دوبالا کر سکتی ہے لیکن حقیقت کے باب میں اس کے ڈانڈے سوءِ ادب سے جا ملتے ہیں۔ پہلی رباعی میں خدا کی بے نیازی کا مقابلہ بندے کی بے نیازی سے ہو گیا ہے۔ دوسری رباعی بندش اور روانی کے اعتبار سے درست بھی ہے اور خوبصورت بھی لیکن اقبال چونکہ اس مفہوم کو اپنے دوسرے اشعار میں پیش کر چکے تھے اس لئے اسے اپنے کلام میں شامل نہیں کیا۔ مثلاً بالِ جبریل کا یہ شعر ملاحظہ کیجئے ؎

اگر کج رو ہیں انجم، آسماں تیرا ہے یا میرا مجھے فکرِ جہاں کیوں ہو، جہاں تیرا ہے یا میرا

تیسری رباعی میں پہلا دوسرا اور چوتھا مصرع روانی کے اعتبار سے عمدہ ہے لیکن تیسرے مصرعے میں تراکیب کی کثرت نے شعر کی سلاست کو مجروح کر دیا ہے۔ شاعر ان مسلمانوں کو ملعون کرنا چاہتا ہے جو کافروں کے لئے تو اپنے دل میں نرم گوشہ رکھتے ہیں لیکن مسلمانوں کے لئے ان کا وجود باعثِ آزار ہے۔ چوتھی رباعی کا پہلا شعر بُت چُست ہے۔ موج کو "شکوہِ بحر کا پیمانہ" قرار دینا شاعرانہ تخیّل کا خوبصورت اظہار ہے۔ مگر دوسرے شعر میں "متاعِ خانہ" کی ترکیب پھنس پھنس ہے اور پھر لفظ 'ہے' کے ساتھ اس کا اجتماع 'عیبِ تنافر' پیدا کر رہا ہے۔ اسی طرح دوسرے شعر کی ابتدا میں "نگاہ رکھو مجھ کو" اردو روزمرہ کے خلاف تھا۔ یہ فارسی ترکیب "نگاہ دار مرا" کا ترجمہ ہے۔ اس مصرع میں شاعروں کی بات کو بیان کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی اور باقی کے تینوں مصرعوں سے اس کا ربط خاصا کمزور ہے۔ پانچویں رباعی کا موضوع بھی تخیّل کی اعلیٰ مثال نہیں بن سکا۔ چھٹی رباعی میں پھر وہی سوءِ ادب والی بات در آئی ہے اور ایسا خیال پیش کیا گیا ہے جس پر حاکمہ ہو سکتا ہے۔ عظمتِ ابلیس کا تصوّر فلسفیانہ تصوّر تھا اور یہ اسلام کے نظریۂ ابلیس سے متصادم ہے۔

ساتویں رباعی فنی لحاظ سے خوبصورت رباعی تھی لیکن اس کا مفہوم کوئی نیا نہیں تھا۔ کئی اور اشعار میں یہ مفہوم ادا ہو چکا تھا۔ آٹھویں رباعی کا دوسرا شعر پہلے شعر کے مقابلے میں پھنس پھنسا تھا۔ "خدا مومن کا تو" میں تعقید لفظی کا عیب موجود تھا اور پھر "دریوزۂ رزق" کی ترکیب بھی کھٹکتی ہو گی اور اس کے ساتھ 'کروں' کا لفظ روزمرہ و محاورہ کے خلاف تھا۔

گیارھویں اور چودھویں رباعی میں بھی علامہ کا مفہوم صحیح طور پر ادا نہیں ہو سکا تھا اور عیبِ تنافر بھی تھا (آبِ بحر کی ترکیب میں)۔ اسی طرح "غلامِ پیر" کی ترکیب بھی نامانوس تھی۔ پندرھویں رباعی فنی اور فکری لحاظ سے اس قابل تھی کہ کلام میں شامل کی جاتی۔ البتہ سولھویں رباعی میں 'یہ' کا استعمال درست نہیں تھا۔ شاعر کی اپنی ذات بھی 'یہ' کا ہدف بن جاتی ہے۔ رباعی ۱۷ میں مسلمانوں کی حالتِ زار پر خدا سے شکوہ کیا ہے لیکن لالہ و شبنم کے درمیان "میں" کے لفظ کی ضرورت تھی۔ شاید آخری مصرعے میں اقبال یہ کہنا چاہتے تھے کہ لالہ کے نصیب میں 'شبنم' بھی نہیں لیکن موجودہ مصرع میں یہ خیال بطریقِ احسن ادا نہیں ہو رہا تھا اس لئے اس مصرع کو ترک کر دیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ خیال علامہ کے ہاں نیا نہیں تھا۔ اس طرح کا مضمون علامہ کے کئی اردو اور فارسی اشعار میں آ چکا تھا۔

رباعی ۱۸ اور ۲۰ میں بظاہر کوئی فنی سُقم نظر نہیں آتا شاید ان اشعار میں انہیں تخیّل کی وہ بلندی محسوس نہیں ہوئی جو ان کی شاعری کا طرۂ امتیاز تھی۔ رباعی ۱۹ میں کوئی ایسا قرینہ موجود نہیں جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ شاعر کا اشارہ کس راز کی طرف تھا۔

تیسرے دور کے باقیات کا مجموعی جائزہ

تیسرے دور کے باقیات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	تعداد	تعداد اشعار
مکمل نظمیں ،	۳۲	۱۳۸
نظموں کے متروکہ اشعار	-	۱۰۸
غزلوں کے متروکہ اشعار	-	۷۷
قطعات و رباعیات	۲۵	۵۰
کل اشعار		۳۷۳

اِس جائزے میں وہ بارہ[۱۲] نظمیں بھی شامل ہیں جو علامہ اقبال نے قلمی نام سے لکھیں۔ تیسرے دور کے متروکہ اشعار میں شعر کو فلسفہ اور فلسفے کو شعر بنانے کا رجحان نمایاں ہے۔ تغزل کی بھرپور کیفیت" اور رمزیہ اندازِ بیان نے فلسفہ و حکمت سے بھرپور اشعار کو نِرا فلسفہ ہونے سے بچا لیا ہے۔ غزلوں کے متروکات میں پروازِ تخیل بھی ہے اور اندیشۂ دانا کو جنون آمیز کرنے کا وصف بھی۔ زبان کے اعتبار سے دیکھا جائے تو فارسیت کا غلبہ بڑھ گیا ہے۔ اس کا اظہار فارسی شاعری کے مخصوص اوزان" اور قافیہ و ردیف سے ہوتا ہے۔ زیادہ تر تراکیب دو لفظی یا تین لفظی ہیں۔ ضربِ کلیم کی متروکہ نظمیں ہیئت کے اعتبار سے قطعہ نما ہیں جو دو یا تین اشعار پر مشتمل ہیں۔ چنانچہ یہ نظمیں بڑی حد تک "اقوالِ زریں" بن کر رہ گئی ہیں۔ ان نظموں کو پڑھ کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ شاعر اپنی وہ منزلیں گم کر بیٹھا ہے جو طلوعِ اسلام" سے "مسجد قرطبہ" تک کے سفر میں طے کی تھیں۔

اِن اشعار میں اپنے عہد کے فکری اور سیاسی رجحانات سے بے اطمینانی کا احساس نمایاں ہے۔ رباعیات میں بعض ناتمام اور شکستہ خوابوں کی دنیا آباد ہے۔ قلمی نام سے لکھی جانے والی نظموں میں اپنے عہد کی تحریکوں اور واقعات کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ اظہار و بیان کی بعض نارسائیوں اور خامیوں کے باوجود ۳۷-۱۹۳۶ کی پنجاب کی سیاست کا جو نقشہ ان اشعار میں کھینچا گیا ہے وہ نہیت بے ساختہ ہے۔ اپنے عہد کی سیاست، ادب اور معاشرت پر اقبال کی تنقید میں حکیمانہ رنگ پایا جاتا ہے۔ علامہ کی آرزوئیں اور ان کی امیدیں ان اشعار کے زیریں سطح صاف طور پر محسوس کی جا سکتی ہیں۔

تیسرے دور سے متعلق باقیات میں اقبال کے مخصوص نظریات کی جھلک بھی نمایاں ہے۔ اس دور کے تمام کلام میں طنز کے عناصر موجود ہیں۔ مغربی تہذیب، مدرسے، خانقاہیں، شیخ اور مُلّا، انگریز اور سرمایہ دار سب طنز کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں۔ یہ وہ دور ہے جب اقبال نے قادیانیوں کے خلاف جہاد شروع کیا۔ چنانچہ بعض اشعار میں اس کی صدائے بازگشت سنائی دیتی ہے۔ قادیانیوں کی یورپ میں تبلیغ کو ایک سیاسی چال قرار دیتے ہیں۔ ؎

فرنگیوں میں اشاعت زمانہ سازی ہے + یہ شاطرانِ سیاست کی مہرہ بازی ہے

خانقاہوں اور مساجد کی "خاموشی" بھی طنز کا نشانہ بنتی ہے۔ ؎

ہے کوئی اور جگہ منزلِ ہنگامۂ شوق - خانقاہیں بھی ہیں خاموش مساجد بھی خموش

تہذیبِ مغربی اس لیے لائقِ اعتنا نہیں کہ یہ فکر کو وسوسوں میں مبتلا کرتی ہے۔ ؎

علم و ہنر کی حدیثیں، پا بہ رکاب ہیں تمام + فکر ہے سوز سے تہی فکر سفینہ در سراب

اقبال دشت کی زندگی کو شہر کی زندگی پر ترجیح دیتے ہیں۔ اپنے آپ کو بھی اسی طرزِ زندگی کا خوگر کہا ہے۔

آب و ہوائے شہر سے شعلۂ زندگی ضعیف + خوگرِ کوہ و دشت کو طبع غضنفرانہ دے

ان متروکات میں عشق اور عقل کے مضامین بھی اسی طرح موجود ہیں ؎

عشق نہ ہو تو عقل سے راہبری کی کیا امید + عشق کی آگ کے بغیر مردہ تمام کلیات

مدرسوں اور ملاؤں پر اقبال کا طنز ملاحظہ ہو ؎

ملائے کم نظر نے امت میں پھوٹ ڈالی + تسبیح مصطفےٰ ہے صدیوں سے دانہ دانہ

اقبال مدرسوں نے دانش تو عام کر دی + نایاب ہو گیا ہے جذب قلندرانہ

عظمت آدم کا موضوع متعدد اشعار میں آیا ہے۔ وہ انسان کو خودی کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر تسخیر کائنات کا فریضہ سرانجام دینے پر اکساتے ہیں ؎

ستاروں سے او نچی تری مشت خاک + متاع دو عالم تری جان پاک۔

قوموں کی غارت گری کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ انہوں نے دین کو سیاست سے جدا کر دیا ہے ؎

جب سے ہوا ہے دین و سیاست میں افتراق + غارت گری جہاں میں ہے اقوام کی معاش

اقبال کی تمام تعلیمات کا محور ملت اسلامیہ کے احیا کا جذبہ ہے۔ ضرب کلیم کی شاعری میں پیغمبرانہ منصب کے احساس نے شاعری کو خاصا نقصان پہنچایا ہے۔ رمز و کنایہ کے مقابلے میں 'برہنہ گفتن' کو ترجیح دی گئی ہے جسے 'نغمۂ جبریل اور بانگ اسرافیل' کی ترکیبوں سے واضح کرنے کی کوشش کی ہے

بیشتر تلمیحات تاریخ اسلام سے ماخوذ ہیں۔ تشبیہ کا استعمال کم ہے اس کی جگہ استعارے نے لے لی ہے اس دور کے متروک کلام میں بھی ایسے اشعار موجود ہیں جو معیار کے اعتبار سے متداول کلام سے کسی طرح بھی کم نہیں۔ ان اشعار میں 'ذوق و شوق' اور 'ساقی نامے' کے اشعار خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ذیل میں چند منتخب اشعار پیش کیے جاتے ہیں:

فضا اک اور ہی عالم کی ہو گی سامنے میرے + مگر ڈر ہے کہ یہ بھی پردۂ محمل نہ بن جائے

نظر آئی نہ مجھ کو بو علی سینا کے دفتر میں + وہ حکمت جو کبوتر کو کرے شاہیں سے بے پروا

مہ و ستارہ یہ ناداں کمند ڈال اپنی + کہ تیری خاک پریشاں کی زد میں ہے گردوں

اشک جو سیل حوادث کو دگرگوں کر دے + ابھی گردیدہ کسی دیدۂ نمناک میں ہے

علم کے زخم خوردہ کو علم سے بے نیاز کر + عقل کو نے گدا رکر، عشق کو نے نواز کر

صورت رنگ بادیہ میرے غموں کا کیا حساب + درد کی داستاں نہ پوچھ دست کرم دراز کر

جام جہاں نما کو بھی دے دست جہاں کشائی دے + صدق بھی دے صفائی دے وحدت مدعائی دے

جو ب کلیم کر عطا سحر فرنگیانہ توڑ + سوز دروں زیادہ کر قوت قاہرانہ دے

قلم مجھ کو مانند شمشیر دے + زباں وہ کہ پتھر کا دل چیر دے

تمنا کو سینوں میں بیدار کر + نگاہوں کو دانائے اسرار کر

رہے حد میں تو روشن ہے شبستان حیات اس سے + گزر جائے اگر حد سے تو ہے فطرت کی رسوائی

دل ہاتھ نہیں آتا بے صحبت اہل دل + یہ لالۂ خود رو ہے اگتا ہے کنار جو

باب ۶

متفرقات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

۱:- علامہ اقبال کی تاریخ گوئی

فنِ تاریخ گوئی کی ابتدا

اصطلاح میں تاریخ سے مراد وہ الفاظ ہیں جن کی مدد سے کسی واقعہ کے ظہور میں آنے کو عیسوی ہجری یا کسی ملک میں مروّج تقویم کے حوالے سے ظاہر کیا جا سکے۔ اس مقصد کے لیے جُمل کا قاعدہ اختیار کیا جاتا ہے۔ اور یوں تاریخ برآمد ہوتی ہے۔

فنِ تاریخ گوئی کی ابتدا کب ہوئی؟ اس سوال کا ٹھیک ٹھیک جواب دینا مشکل ہے۔ اس فن پر لکھی جانے والی کتب بھی اس سوال کا جواب دینے سے قاصر ہیں۔ اردو میں یہ فن فارسی کے ذریعے آیا۔ بظاہر ایسا لگتا ہے کہ اس فن کے موجد عرب ہیں، لیکن حقائق اس کے برعکس ہیں۔ تاریخ گوئی کی بنیاد حروفِ ابجد پر ہے۔ تمام حروف کی قیمتیں مقرر ہیں۔ ان حروف کی تعداد اٹھائیس[۲۸] ہے۔ ان کی قیمتیں عربوں نے مقرر نہیں کی تھیں۔ ان کے ہاں تو حروفِ ابجد کی ترتیب اس ترتیب سے یکسر مختلف ہے، جس میں مختلف حروف کی قیمتیں مقرر ہیں۔ عربی حروفِ تہجی کی موجودہ ترتیب چوتھی صدی عیسوی میں اختیار کی گئی[۱] جو یوں ہے۔

ا۔ ب ت ث ج ..... الخ؛ ابنِ مقلہ (متوفی ۳۲۸ھ / ۹۳۲ء) نے بچوں کی سہولت کے لیے حروفِ ابجد کو نئی ترتیب دی[۲]۔ اگر عرب ان حروف کی قیمتیں مقرر کرتے تو قدیم مروّجہ ترتیب کو ہی پیشِ نظر رکھتے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ عربوں سے بہت پہلے عبرانی اور آرامی زبانوں میں حروفِ ہجا کی یہی ترتیب موجود تھی۔ فرق یہ تھا کہ ان حروف کی تعداد بائیس[۲۲] تھی۔ اس کا ثبوت وہ قدیم لوح ہے جو رائس شمرہ (مغربی شام) سے ملی ہے۔ اس میں یہ بائیس[۲۲] حروف موجودہ ترتیب کے مطابق ہی درج ہیں[۳]۔ یونانیوں نے نہ صرف انہی حروفِ ابجد کو اختیار کیا بلکہ ان کی تعداد میں دو کا اضافہ بھی کیا۔ عرب میں عباسی دورِ خلافت میں مختلف یونانی علوم کو جب عربی زبان میں منتقل کیا گیا تو یہ علم عربوں میں رائج ہوا۔ انہوں نے اس پر یہ اضافہ کیا کہ چار نئے حروف کا اضافہ کیا اور ان کی قیمتیں مقرر کیں[۴]۔

حروفِ ابجد کی ترتیب کے متعلق معروف روایات کا جائزہ لیتے ہوئے نیاز فتح پوری لکھتے ہیں۔

"حقیقت یہ ہے کہ عربوں نے حروفِ ہجا عبرانی اور آرامی زبان سے حاصل کیے اور چونکہ وہاں ترتیب یہی تھی جو ابجد، ہوّز وغیرہ میں پائی جاتی ہے۔ اس لیے عربوں نے بھی اسے بجنسہٖ لے لیا

۱؎ ENCYCLOPAEDIA BRITANNICA: VOL I ص ۶۱۸

۲؎ فنِ تحریر کی تاریخ: ص ۲۱۱

۳؎ دائرہ معارفِ اسلامیہ جلد اوّل ص ۳۳۷؛ ابجد کی ایجاد کے متعلق ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ حروف زبورِ مقدس کے بائیس[۲۲] ابواب سے اخذ کیے گئے ہیں اور ہر فصل کا پہلا حرف لے کر ترتیبِ ابجد قائم کی گئی ہے

[بحوالہ رسالہ زمانہ جوبلی نمبر: مضمون علم الکتابت ص ۲۰، مصنفہ مولوی عبدالرزاق (البرامکہ)]

۴؎ اسلم جیراجپوری کا خیال ہے کہ عربوں نے عبرانی کے بائیس حروف پر چھے[۶] حروف کا اضافہ کیا اور یہ نئے حروف ث، خ، ذ، ض، ظ اور غ، سریانی حروف پر نقطے لگا کر بنائے گئے۔ [نوادرات: ص ۲۲۱] مولانا عبدالرزاق اسے حضرت علیؓ کے شاگرد ابوالاسود دؤلی سے منسوب کرتے ہیں جنہوں نے "ثخذ" اور "ضظغ" کے کلمات ایجاد کر کے حروف کی قیمتیں ایک ہزار تک پہنچا دیں (زمانہ کانپور فروری ۱۹۲۸ء)

بعد کو البتہ اس ترتیب میں بلحاظ اسلوب تحریر و مخارج کچھ فرق ہوگیا"۔[1]

عرب کے بعض روشن خیال علمائے صرف و نحو مثلاً "المُبرّد" اور "السیرافی" بھی ابجد کے عربی الاصل ہونے پر متفق ہیں[2]۔ اس کی تصدیق عربی حروف تہجی سے یونانی، لاطینی اور انگریزی حروفِ تہجی کے موازنے سے ہوتی ہے یونانی حروف کی عربی حروف سے مماثلت ملاحظہ کیجیے۔

QRST	'ABCD	EFZ	KLMN
ت ش ر ق	د ج ب ا	ز و ہ	ن م ل ک
قرشت	ابجد	ہوز	کلمن

ابجد کی ایجاد کا سہرا فنیقی قوم (PHOENICIAN) کے سر ہے۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا کے مطابق اس کی ابتدا ۱۷۰۰ اور ۱۵۰۰ قبل مسیح میں کنعان اور فنیقیہ میں ہوئی[3]۔ چین اور جاپان کے علاوہ دنیا کی بیشتر اقوام مثلاً عبرانی، عربی، یونانی، رومن، ہندوستانی نے اپنے حروفِ ابجد کی بنیاد اس پر رکھی۔ فنیقی قوم سامی النسل تھی اور بحرِ روم کے مشرقی ساحل پر فلسطین کے شمال میں تقریباً ۲۰۰ میل لمبے اور ۳۵ میل چوڑے علاقے میں آباد تھی۔ ان کی زبان عربی سے مشابہ تھی۔ یونانیوں کی تاریخ ۱۵۰۰ قبل مسیح سے شروع ہوتی ہے۔ جب یہ قوم یونان میں وارد ہوئی تو فنِ تحریر سے ناآشنا تھی۔ اس نے فنیقی تاجروں سے لکھنا سیکھا۔ مشہور مورخ ہیرو ڈوٹس لکھتا ہے

"فنیقیوں نے یونانیوں میں بہت سے مفید علوم کو رواج دیا۔ خصوصاً حروف تہجی۔ میری رائے میں پہلے اہلِ یونان ان سے ناواقف تھے"[4]

عرب کی قدیم تاریخ میں بعض واقعات ایسے ضرور ملتے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کی آمد سے پہلے یہود ولُغادی حساب جمل سے آشنا تھے۔ شاہ عبدالعزیز نے اپنی تفسیرِ عزیزی پارہ الم (مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی) میں حروفِ مقطّعات پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے

"امام بخاری نے ابن عباس کی ایک روایت کا ذکر کیا ہے کہ ایک دن ابو یاسر بن اخطب یہود کی جماعت کے ساتھ آنحضرت کے قریب سے گذرا جبکہ حضورِ مقبول سورہ بقرہ کی تلاوت فرما رہے تھے۔ وہ بھاگا بھاگا اپنے بھائی حسن بن اخطب یہودی کے پاس گیا۔ یہ شخص یہودیوں کا عالم تھا۔ اُسے کہنے لگا کہ آج میں نے محمدؐ کی زبان سے ایک عجیب بات سُنی ہے۔ وہ قرآن میں حروف الف، لام، میم پڑھ رہے تھے حسن کہنے لگا کہ کیا واقعی تو نے یہ الفاظ اپنے کانوں سے سُنے ہیں۔ ابو یاسر کا جواب اثبات میں سن کر میں اُچھل پڑا اور یہودیوں کی جماعت کو ہمراہ لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ کیا واقعی یہ حرف جبریل علیہ السلام آپ کے پاس لائے ہیں۔ آنحضرت نے جواب دیا ہاں! اس پر یہودی اپنے ہمراہیوں سے کہنے لگا کہ کسی پیغمبر کو آج تک اپنی مدتِ حکومت اللہ نے نہیں بتائی اس پیغمبر پر یہ میعاد ظاہر کر دی گئی ہے اور پھر کہنے لگا کہ الف، لام، میم کے اعداد گِن لو ۷۱ بنتے ہیں"

---

[1] نگار (لکھنؤ) معلومات نمبر، جنوری/فروری ۱۹۵۸ صہ ۱۰۴ بحوالہ نگار تاریخ گوئی نمبر جنوری ۱۹۸۲، صہ ۹

[2] دائرہ معارف اسلامیہ جلد اول صہ ۳۳۷

[3] ENCYCLOPAEDIA BRITANICA: VOL I صہ ۶۱۸

[4] "فنِ تحریر کی تاریخ" صہ ۲۶۲

حروفِ ابجد کی قیمتوں کے تعین کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ عبرانیوں اور یونانیوں نے شروع شروع میں گنتی کے لیے حروف کو استعمال کیا۔ عبرانی ابجد میں باؔئیس[۲۲] اور یونانی میں چوبیس[۲۴] حروف تھے۔ ان حروف کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ پہلے حصّے سے اکائیوں، دوسرے سے دہائیوں اور تیسرے حصّے سے سیکڑوں کا کام لیا جانے لگا۔ انہی حروف کو مختلف ترتیب سے جوڑ کر ہزاروں اور لاکھوں کا حساب کیا جاتا تھا۔ لیکن ایسا کرنے میں بڑی دقتیں پیش آتی ہوں گی۔ کیونکہ اعداد اور الفاظ یکساں تھے اور انہیں ایک دوسرے سے تمیز کرنا مشکل تھا۔[۱] حروف سے اعداد منسوب کرنے کی تحریک غالباً بابلی مذہب کے زیرِ اثر ہوئی۔ کیونکہ انہوں نے اپنے دیوتاؤں سے بعض اعداد مخصوص کر رکھے تھے[۲] مولانا محمد عبدالرزاق مصنف البرامکہ کا یہ دعویٰ درست نہیں کہ حسابِ جمل عربوں کی ایجاد ہے[۳]۔ تاہم اِس میں کوئی شک نہیں کہ عرب رصدگاہوں میں ہندسوں کی جگہ اعداد سے ضرور کام لیتے تھے

رومیوں کو بھی گنتی کے معاملے میں مشکلات درپیش تھیں۔ انہوں نے لکیروں کا طریقہ ایجاد کیا۔ ایک کے لیے ایک لکیر، پانچ کے لیے V کا نشان، دس کے لیے X، پچاس کے لیے L اور سو کے لیے C کی علامت مقرر کی گئی۔ پانچ سو کے لیے D، اور ہزار کے لیے M کا حرف استعمال کیا گیا۔ یہ طریقہ ایک حد تک دورِ جدید میں بھی رائج ہے۔[۴]

ابتدا میں عرب بھی گنتی کے لیے بعض حروف کو استعمال کرتے تھے، مثلاً انتیس[۲۹] کے لیے تسعہ وعشرون کا لفظ لکھتے تھے۔ لیکن بعد میں جب عربوں کا ہندوؤں سے میل جول بڑھا تو گنتی کے لیے اعداد کا طریقہ پسند کیا گیا۔ یہ تبدیلی عباسی عہد میں واقع ہوئی۔ مسلمانوں نے اسے زیادہ ترقی یافتہ بنایا[۵]

حروفِ ابجد کی ترتیب اس طرح ہے کہ پہلے نو[۹] حروف اکائی کے لیے، اگلے نو[۹] حروف دہائیوں کے لیے، اسکے بعد کے نو[۹] حروف سیکڑوں کے لیے اور آخری حرف "غ" ایک ہزار کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ اگرچہ ہندی اعداد کے رواج کے بعد گنتی کے لیے حروف کا یہ طریقہ ترک کر دیا گیا۔ لیکن اسطرلابوں علم نجوم (فال، رمل، جفر) عملیات و تعویزات اور طلسمات میں اس کا استعمال رائج رہا۔ تعویز نویسی کی رسم دراصل یونانیوں سے شروع ہوتی ہے، بہت بعد میں مسلمانوں نے قرآنی آیات اور اسمائے الٰہی کو اعداد میں منتقل کر کے اس رسم کو اور آگے بڑھایا۔[۶] شمالی افریقہ میں آج بھی بعض عامل ٹونے ٹوٹکوں میں حروف کی عددی قیمتوں کا استعمال کر رہے ہیں۔[۷]

تاریخی قطعات میں حروف کی قیمتوں کا استعمال کب ہوا؟ اس سوال کا حتمی جواب مشکل ہے۔ عربوں اور ایرانیوں کے علاوہ کسی اور قوم میں اس روایت کا سراغ نہیں ملتا۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ خود

---

[۱] طنزیات و مقالات: سیّد محفوظ علی بدایونی ص ۵۹

[۲] فنِ تحریر کی تاریخ از محمد اسحاق صدیقی ص ۱۲۸

[۳] رسالہ زمانہ جوبلی نمبر: فروری ۱۹۲۸ ص ۹۹

[۴] طنزیات و مقالات ص ۶۰

[۵] مسلمانوں کے سائنسی کارنامے: پروفیسر طفیل ہاشمی ص ۱۶۳

[۶] فنِ تحریر کی تاریخ ص ۲۳۷

[۷] دائرۂ معارف اسلامیہ جلد اوّل ص ۳۳۷

عربوں کا بھی اس فن کے ارتقا میں کوئی خاص حصّہ نہیں ہے۔ عربی شعراء میں اشعار کی صورت میں تاریخ گوئی کی مثالیں ناپید ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ عربی زبان میں یادگار موقعوں پر تاریخیں الفاظ یا عبارت کی صورت میں کہی جاتی ہوں۔ عربی شاعری کے تذکروں یا تاریخوں میں تاریخی قطعات کی کوئی مثال ہمیں نہیں ملی۔ شمال مشرقی ایران کے کُرت خاندان کے ایک سلطان ملک شمس الدین محمد کی تخت نشینی ۷۲۹ھ/۱۳۲۹ء پر جمال الدین محمد بن حسام نامی شاعر کا ایک قطعہ ضرور ملتا ہے[۱] لیکن اس شاعر کا عربی الاصل ہونا مشکوک ہے پروفیسر براؤن نے اپنی کتاب "ادبیات ایران" میں اس کا ذکر کیا ہے[۲]

عربی کی طرح قدیم فارسی شاعری میں بھی حساب جمل کے قاعدے سے تاریخ کہنے کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ تاہم پانچویں صدی ہجری میں صوری طرز سے تاریخی قطعات لکھنے کا رواج موجود تھا۔ ان تاریخی قطعات میں متعلقہ تاریخ کا ذکر واضح انداز میں کر دیا جاتا تھا عہد غزنویہ اور عہد سلجوقیہ کے ایک شاعر علی بن احمد اسدی نے اپنی مشہور کتاب "گرشاسپ نامہ" کی تاریخ تصنیف کا اظہار یوں کیا ہے۔

ز ہجرت بدور سپہری کہ گشت
شدہ چار صد سال و پنجاہ و ہشت[۳] [۴۵۸ھ]

علی بن احمد اسدی کے بعد آٹھویں صدی ہجری کے اوائل تک بے شمار شعرا نے اس طرح کی تاریخیں لکھی ہیں۔ جن میں سنائی (وفات ۵۷۶ھ) نظامی گنجوی، صدر الدین علی ابن نصیر الدین طوسی، ہندو شاہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ خود امیر خسرو کو بھی اپنی کتاب "قران السعدین" کے سال تکمیل کے اظہار کے لئے صوری تاریخ کا سہارا لینا پڑا۔ یہ کتاب ۶۸۸ھ میں مکمل ہوئی تھی۔[۴]

صوری تاریخوں کے ساتھ ساتھ اس دور میں ایک اور طرح کی تاریخ کا بھی رواج رہا۔ اور وہ یہ کہ شعر میں بعض اعداد کا ذکر کیا جائے اور ضرب تقسیم کے عمل سے مطلوبہ تاریخ کی طرف اشارہ کر دیا جائے محمد علی جویا مراد آبادی نے اسے صنعتِ ریاضی کا نام دیا ہے[۵] اسی طرح کی قدیم ترین مثال فردوسی کے ہاں ملتی ہے

ز ہجرت شدہ پنج ہشتاد بار
کہ گفتم من ایں نامہ شاہوار [۸۰ × ۵] = (۴۰۰ھ)

اس طرح کی تاریخوں کا رواج بھی ساتویں صدی کے آغاز تک رہا بعد میں 'معنوی تاریخوں' نے اس کی جگہ لے لی

---

۱ وہ تاریخ یہ ہے۔ أَضَاءَتْ بِشَمْسِ الدِّينِ كُرْتَ زَمَانُنَا + وَأُجْرِيَ فِي بَحْرِ الْمُرَادَاتِ فُلْكُهُ
وَحِينَ نَجِيبُ تَارِيخَ مُبْدَاءِ مُلْكِهِ + يُوَافِقُ قَوْلَ النَّاسِ خَلَّدَ مُلْكَهُ ۷۲۹ھ

۲ ادبیاتِ ایران جلد چہارم مترجمہ داؤد رہبر ص ۲۶۲ ؛
کیسری مہاس نے اس طرح کی ایک اور تاریخ کا حوالہ دیا ہے۔ ایک عربی مورخ نے فتح قسطنطنیہ کا مادہ تاریخ "بلدۃ طیبۃ" (۸۵۷) سے نکالا ہے [ضبط التاریخ بالاحرف (عربی) از جعفر نقدی ۔ بحوالہ "تاریخ گوئی کی تاریخ" مشمولہ رسالہ صحیفہ اپریل ۶۷ ص ۵۶

۳ ادب نامہ ایران، مرزا مقبول بیگ بدخشانی ص ۸۱

۴ ۔ ایضاً ،

۵ : رسالہ دانش شمارہ ۵ ۔ ۱۹۸۷ : مضمون ڈاکٹر انصار اللہ نظر

چھٹی صدی عیسوی کے وسط میں فنِ تاریخ گوئی ایک قدم اور آگے بڑھتا ہے۔ جمل کے قاعدے سے ایک بے معنی مادہ نکالا جاتا ہے۔ اور اس کے نظم کرنے کے بجائے اسکے حروف دے دیے جاتے ہیں اس طرح کی قدیم ترین تاریخ ہمیں خاقانی کے یہاں قصیدے کے ایک شعر میں مل جاتی ہے۔ جو اس نے موصل کے وزیر جمال الدین اصفہانی کی مدح میں لکھا۔ شعر یہ تھا۔

در سنہ 'ثا' 'نون' 'الف' بہ حضرت موصول
داندم تا 'نون' 'الف' سزائے صفاہاں [1]

مادۂ تاریخ 'ثنا' ہے، جسکے اعداد ث + ن + ا = ۵۰۰ + ۵۰ + ۱ = ۵۵۱ھ ہیں۔ تاریخ گوئی کا یہ انداز غالباً سنسکرت کے تاریخ گوئی کے طریقہ "کاٹاپایا" سے ماخوذ ہے۔ سنسکرت میں الفاظ بائیں سے دائیں لکھے جاتے ہیں، لیکن اعداد دائیں سے بائیں لکھے جاتے ہیں۔ خاقانی نے بھی اس تاریخ میں سیکڑہ کا ہندسہ پہلے لیا ہے اس کے بعد دہائی اور آخر میں اکائی کو لیا ہے، ایک شاعر نے شیخ سعدی شیرازی کے انتقال (۶۹۱ھ) کی تاریخ بھی اسی طرح نکالی ہے

شبِ آدینہ بود و ماہِ شوال
ز تاریخ غرب خ - ص - ا سال
۶۰۰ + ۹۰ + ۱ = ۶۹۱ھ [2]

خاقانی کے بعد نظامی کے یہاں بھی یہ طریقہ برتا گیا ہے۔ ان تاریخوں میں مادۂ تاریخ کا واقعے سے کوئی تعلق نہیں جوڑا جاتا۔ دو یا دو سے زیادہ الفاظ سے ایک ایسا مادۂ تاریخ نکالنا جو واقعے کی نوعیت کی طرف بھی اشارہ کرے، ذرا بعد میں شروع ہوا۔ اس ضمن میں قدیم ترین تاریخ ۶۵۶ھ کی ہے۔ جو محقق طوسی کی ہے۔ موصوف نے عباسی خلیفہ مستعصم باللہ کے تاتاریوں کے ہاتھ قتل ہونے کی تاریخ لفظ 'خون' سے نکالی ہے۔ جس کے عدد ۶۵۶ھ ہیں۔ [3]

اسکے بعد کی تاریخ ۷۰۵ھ / ۱۳۰۵ء کی ہے۔ ایران کا ایک بادشاہ اولجائیتو جب ۲۱ جولائی ۱۳۰۵ء کو تخت نشین ہوا تو اس کی تاریخ فارسی کی ایک شاعر رشید الدین (سے ۳۰۳) نے اس طرح کہی۔

عقد کن از روِ حساب جمل + یک بیک حرف شاہِ خربندہ
تا بدانی کہ ہست معنی آں + سایۂ خاص آفرینندہ

'شاہ خربندہ' کے اعداد (۷۰۵) "سایۂ خاص آفرینندہ" کے برابر ہیں۔ بچپن میں اس بادشاہ کا نام خربندہ ہی تھا [4]

بالکل اس کے قریبی زمانے کی ایک اور معنوی تاریخ ہمیں ۷۲۵ھ کی ملتی ہے۔ ہندوستان کے فارسی گو شاعر مُلا شہاب معما نے امیر خسرو کی تاریخ وفات اس شعر سے نکالی تھی۔

سہ شد عدیم المثل یک تاریخ او + واں دگر شد "طوطیِ شکر مقال" [5]

---

[1] رسالہ دانش شمارہ ۵، ۱۹۸۶ بعنوان ڈاکٹر العارالتہ نظر
[2] زمانہ: جوبلی نمبر فروری ۱۹۲۸ء ص ۱۰۲
[3] صحیفہ، اپریل ۶۷، تاریخ گوئی کی تاریخ از کسری منہاس ص ۵۷، سے ۳۰۳ ب "جامع التواریخ" کا مصنف پیدائش ۱۲۴۷ء
[4] ادبیاتِ ایران جلد چہارم، ص ۲۶
[5] شعر العجم جلد دوم ص ۲۰

آٹھویں صدی اور پھر نویں صدی ہجری کے فارسی کے شاعروں میں اس طرز کی تاریخوں کا رواج بکثرت نظر آتا ہے۔ خواجو کرمانی (وفات ۷۵۳ھ) اور ابن یمین کے ہاں کافی مثالیں مل جاتی ہیں۔ خواجو نے اپنی مشہور مثنوی "ہمای و ہمایوں" کی تاریخِ تکمیل (۷۳۲ھ) لفظ 'بذل' سے نکالی۔ دسویں صدی ہجری اور بعد کے زمانے میں اس فن نے اتنی مقبولیت حاصل کی کہ شاید ہی کوئی ایسی کتاب موجود ہو جس کے آخر میں مصنف یا کسی اور شخص کی لکھی ہوئی تاریخ موجود نہ ہو اس ضمن میں، کیپٹن منظور حسین شمس العلما ذکاء اللہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔

"حضرت نظامی علیہ الرحمۃ کے زمانے سے پیشتر شعراء کے کلام میں تاریخوں کا پتہ نہیں نہیں چلتا۔ زیادہ فروغ اس کو حضرت جامی کے زمانہ میں ہوا، ان کے بعد بہت سے شعراء کے کلام میں قواعد منضبط ہوئے، جس کے بعد ان میں کوئی ترمیم و تغیر و تبدل نہیں ہوا"۔ [1]

اردو شاعری کے دکنی دور میں تاریخ گوئی کی کوئی مثال ہمیں نہیں ملی، لیکن جب دکنی شاعری پر فارسی کے اثرات پڑنے شروع ہوئے تو اس کا رواج عام ہوا۔ آشفتہ لکھنوی نے محمد جعفر روحی کو ہندوستان کا پہلا تاریخ گو شاعر قرار دیا ہے، جس نے اورنگ زیب کے عہد (وفات ۱۱۱۸ھ) میں ہجری سنہ میں تاریخ کہی تھی [2] آشفتہ لکھنوی کا یہ بیان درست نہیں ہے، تاریخ گوئی کا رواج اس سے پہلے پڑ چکا تھا [3] اورنگ زیب سے بہت پہلے ایک شاعر نے ہمایوں بادشاہ کے چھت سے گر کر وفات پانے کی تاریخ [4] "ہمایوں بادشاہ از بام افتاد" سے برآمد کی تھی۔ اس مصرعے سے ۹۶۲ھ کی تاریخ برآمد ہوتی ہے۔ شمالی ہند کے شعرا میں تاریخ گوئی کی پہلی مثال جعفر زٹلی کے ہاں ملتی ہے۔ میر تقی میر بھی اس فن سے آشنا معلوم ہوتے ہیں۔ میر درد نے اپنے والد خواجہ ناصر عندلیب کی تاریخ وفات کو "وارثِ علم امامین و علی" سے نکالی تھی [5] ذوق اور سودا نے بھی بکثرت تاریخیں لکھی ہیں۔ غالب جیسا جدت پسند شاعر بھی تاریخ گوئی کے میدان میں ابھر کر سامنے آیا ہے۔ غالب کے کلیات اردو و فارسی نیز مکاتیب میں کوئی چالیس قطعاتِ تاریخی کی مثالیں دیکھنے میں آتی ہیں [6] غالب کے بعد تو تاریخ گوئی اپنے عروج تک جا پہنچتی ہے۔ ناسخ، مومن، منیر، مصحفی، فضلی، شاہ تراب، امیر مینائی نے متعدد تاریخیں کہی ہیں۔ اقبال کے استاد، داغ نے فنِ تاریخ گوئی میں بڑی مہارت کا ثبوت دیا۔ ان کے تلامذہ [5] میں، اس علم سے واقفیت رکھنے والے شعراء کی خاصی بڑی تعداد موجود ہے۔ داغ کے ایک شاگرد حکیم مہدی حسین رضوی آثم نے تو اس فن پر باقاعدہ کتاب لکھی، جس کا نام "گلبنِ تاریخ" ہے۔ نام بجائے خود تاریخی ہے جس سے ۱۳۱۳ھ کے اعداد برآمد ہوتے ہیں۔ یہ کتاب ایک طرح کی لغت ہے، جس میں بتیس ہزار عمدہ مادے جمع کیے گئے ہیں۔ اس موضوع پر چھپنے والی تمام کتابوں میں یہ سب سے زیادہ ضخیم ہے۔

---

[1] فنِ تاریخ گوئی: بحوالہ 'تاریخی خزانہ' مصنفہ حافظ فیروز الدین ککے زئی

[2] 'ادبی دنیا' فروری/مارچ ۱۹۳۲ء مضمون 'فنِ تاریخ گوئی' از آشفتہ لکھنوی

[3] ڈاکٹر وحید قریشی، ہمایوں کے زمانے کو، اس فن کا نقطہ عروج سمجھتے ہیں۔ (فنِ تاریخ گوئی (دیباچہ) ص۱

[4] ہفت روزہ "لیل و نہار" ۱۵ جنوری ۱۹۶۱ ص۲۵: مضمون غلام دستگیر نامی

[5] نقوش، معنوی ادب نمبر ص۱۴۰ ؛ [6] "صحیفہ" اکتوبر ۶۸ء ص۱۵۱ : مضمون "غالب کی تاریخ گوئی" از کسری منہاس

ہمارے لیے یہ بات ہمیشہ تعجب کا باعث رہی ہے کہ ایران والوں نے اس فن کی طرف خاطر خواہ توجہ نہیں دی۔ فارسی لٹریچر میں تاریخ گوئی کے موضوع پر کوئی مستقل کتاب نظر نہیں آتی۔ تاہم اس فن نے ہندوستان آکر خاصی ترقی کی۔ اردو میں اس موضوع پر سب سے پہلی باقاعدہ کتاب منشی حسین علی فرحت دہلوی کی تصنیف کردہ "اُمّ التاریخ" ہے جو ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء میں شائع ہو کر منظرِ عام پر آئی[1]۔ اگرچہ منشی رام پرشاد شاہ آبادی نے ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۵ء میں 'کانِ تاریخ' کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی لیکن بوجوہ اس کتاب کی اشاعت معرضِ التوا میں پڑی رہی اور ۱۲۹۴ھ / ۱۸۶۵ میں شائع ہو سکی۔ کتاب کا نام بھی تاریخی ہے اور اس سے ۱۲۸۲ کے اعداد برآمد ہوتے ہیں۔ "اُم التاریخ" (۱۸۷۲ء) کی اشاعت سے لے کر فنِ تاریخ گوئی (۱۹۷۲ء) مصنفہ کیپٹن منظور حسین کے سو برسوں میں اردو میں فنِ تاریخ گوئی پر کوئی اکتیس[31] کتابوں کے نام معلوم ہو سکے ہیں۔ اسکے علاوہ صنائع و بدائع کے موضوع پر لکھی جانے والی متعدد کتب میں اس فن پر سرسری طور پر بحث کی گئی ہے۔ ان تمام ماخذات کا تذکرہ کسرٰی منہاس نے اپنے مضمون "لغات تاریخ گوئی" مشمولہ صحیفہ دس سالہ قومی ترقی نمبر اور فرمان فتح پوری نے نگار کے 'فنِ تاریخ گوئی نمبر' (سالنامہ ۱۹۸۲ء) میں کیا ہے۔ لہٰذا یہاں ان کا ذکر غیر ضروری ہے۔ تاہم اس امر کا تذکرہ نامناسب نہ ہوگا کہ فاضل محققین کی نظر سے درج ذیل کتب نہیں گذریں

(۱) تاریخی خزانہ : حافظ فیروزالدین ککے زئی۔ مطبوعہ اسلامیہ سٹیم پریس لاہور: ۱۹۰۸ء

(۲) معلم تواریخ منشی اودھم سنگھ امرتسری خادم التعلیم پریس لاہور ۱۹۱۲ء

(۳) عندلیب تواریخ سید مسعود حسن ادارہ انیس اردو الہ آباد ۱۹۶۳

(۴) ساون تواریخ محمد زبیر فاروقی شوکت الہ آبادی کراچی ۱۹۸۵

(۵) فن تاریخ گوئی رتن پنڈوری ناشر دفتر ماہنامہ شان ہند نئی دہلی۔ س۔ ن

اس فن کو زندہ رکھنے میں محسن کاکوروی، عزیز لکھنوی، صبا متھراوی، جوہر مراد آبادی، سیماب اکبر آبادی، جلال لکھنوی، حامد حسن قادری، سید مسعود حسین رضوی ادیب، سید انور علی شاد[2]، خلیفہ سید محمد محسن متین، رئیس امروہوی مرحوم مفتی غلام سرور[3]، حفیظ ہوشیار پوری، حاجی سرحدی اور کسرٰی منہاس کی مساعی بھی قابلِ ذکر ہیں۔

فنِ تاریخ گوئی کے ارتقا میں ہم نے علامہ اقبال کا ذکر مصلحتاً نہیں کیا۔ علامہ کی شاعری کے اس پہلو پر ہم تفصیل سے روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔ اقبال کی تاریخوں کی تعداد چالیس[4] ہے۔ غالب کی طرح اقبال

---

[1] لغاتِ تاریخ گوئی از کسرٰی منہاس: مشمولہ۔ صحیفہ دس سالہ قومی ترقی نمبر، اکتوبر ۱۹۶۸ء ص ۱۵۱

[2] ادبی دنیا، شمارہ ششم دور پنجم، ص ۱۶۹، مضمون۔ آغا محمد باقر نبیرہ آزاد

[3] "تنقیح تاریخ" ان کی مشہور کتاب ہے، جس میں متعدد تاریخیں فراہم کی گئی ہیں۔ (صحیفہ مارچ/اپریل ۱۹۶۸ ص ۸)

[4] اقبال کی دو اور تاریخوں کا سراغ ملا ہے۔ جہاں آرا شاہنواز اپنی آپ بیتی "Father & daughter a political Autobiography" مطبوعہ نگارشات لاہور ۱۹۷۱ء ص ۳۶ پر لکھتی ہیں۔

"I was married to Mian Shah Nawaz on 14th April 1911. Allama Iqbal who had been a great friend of Shah Nawaz, since college days, wrote a "tarikh" on the wedding"

حفیظ ہوشیار پوری نے جب بیگم صاحب سے اس ضمن میں استفسار کیا تو معلوم ہوا کہ 'مادۂ تاریخ' کا مسودہ کہیں گم ہو گیا ہے اور ان کے ذہن میں محفوظ نہیں [بحوالہ روزنامہ آفاق، ۲۱ اپریل ۱۹۶۰ء مضمون تاریخ گو اقبال از حفیظ ہوشیار پوری دوسری تاریخ جاوید اقبال کی پیدائش ۱۹۲۴ء کا مادہ "ظفر الاسلام" ہے۔ قرینِ قیاس ہے کہ یہ مادہ تاریخ بھی خود علامہ نے نکالا ہو گا" [بحوالہ مہک اقبال نمبر ۱۹۷۷ ص ۱۸]

بھی اس فن سے کوئی خاص طبعی مناسبت نہیں رکھتے تھے۔ احباب کے تقاضوں اور بعض مجبوریوں کی بنا پر اپنی تاریخیں نکالنا پڑتی تھیں۔ اس فن سے علامہ کی دلچسپی کس طرح پیدا ہوئی؟ اس ضمن میں عبدالمجید سالک کا یہ بیان قابلِ توجہ ہے۔

"قیامِ لاہور کے زمانے میں ایک دفعہ اقبال تعطیلات کی وجہ سے سیالکوٹ گئے ہوئے تھے کہ سرسید احمد خان کے انتقال کی خبر آئی۔ مولانا میر حسن سے سرسید سے تعلقات بہت گہرے تھے، انہیں بے حد صدمہ ہوا۔ وہ کالج جا رہے تھے۔ راستے میں اقبال بھی مل گئے آپ نے فرمایا "سرسید فوت ہو گئے ہیں ذرا تاریخِ وفات کی فکر کرنا" اقبال ایک شناسا کی دوکان پر بیٹھے تھے، تھوڑی دیر فکر کرنے کے بعد سید ذکی شاہ سے کہنے لگے" تاریخِ وفات ہو گئی ہے۔ جاؤ ابھی شاہ صاحب کو سنادو" تاریخ تھی 'اِنی متوفیک و رافعک اِلیَّ ومطہرک" ذکی شاہ نے یہ تاریخ شاہ صاحب (مولانا میر حسن) کو جاکر سنائی تو انہوں نے فرمایا 'بہت خوب ہے۔ میں نے بھی ایک تاریخ نکالی ہے "غفرلہ" [1]

عبدالمجید سالک کی اس روایت سے فن تاریخ گوئی سے علامہ کی دلچسپی کی وجہ بھی معلوم ہو جاتی ہے۔ علامہ نے اس سلسلے میں یقیناً مولوی میر حسن سے اکتسابِ فیض کیا ہوگا، مولوی میر حسن کی تاریخ گوئی سے دلچسپی کے ضمن میں، عبداللہ چغتائی کی یہ روایت قابلِ توجہ ہے" مولوی میر حسن کے صاحبزادے ذکی شاہ کی روایت ہے کہ ان کے والد نے ان کا تاریخی نام 'احمد مختار' رکھا تھا۔ خود میر حسن کا تاریخی نام "رونق بخش" ان کے سالِ پیدائش ۱۲۵۸ھ مطابق ۱۸ اپریل ۱۸۴۴ء کی دلالت کرتا ہے [2] پھر سرسید احمد خان کی وفات کا برجستہ مادۂ تاریخ اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ تاریخ گوئی اس خاندان کا خاصہ تھی۔

اس فن سے علامہ کی واقفیت کی ایک وجہ اور بھی ہو سکتی ہے۔ وہ یہ کہ علامہ نے اوائل عمری میں فارسی شعرا کا بکثرت مطالعہ کیا تھا۔ اپنے پی۔ ایچ۔ ڈی کے مقالے کی تکمیل کے دوران بھی علامہ نے فارسی ادب کا خاصا مطالعہ کیا تھا۔ اور پھر علامہ آغاز شاعری میں، شاعری کے جس دبستان سے متاثر ہوئے اس کے بیشتر نمائندہ شاعر اس فن سے طبعی مناسبت رکھتے تھے۔ خود داغ کو بھی اس فن پر کامل دسترس حاصل تھی، اسکے ثبوت میں ان کے دیوان، خصوصاً "یادگارِ داغ" کو پیش کیا جاسکتا ہے ۱۹۰۱ء میں جب فوق نے پیسہ اخبار کی ملازمت ترک کر کے اپنا اخبار "پنجۂ فولاد" جاری کیا تو داغ نے درجِ ذیل قطعہ تاریخ لکھا۔

ہوا ہے پنجۂ فولاد جاری + خریدارو نیا اخبار دیکھو
سنا دو مصرعِ تاریخ اے داغ + یہ نو اخبارِ جوہردار دیکھو
۱۹۰۱ء

واضح ہو کہ علامہ نے بھی اس موقع پر ایک نظم لکھی تھی [3]

---

[1] ذکرِ اقبال: عبدالمجید سالک ص ۱۹ (سرسید کی وفات ۲۷ مارچ ۱۸۹۸ء کو ہوئی۔
[2] روایاتِ اقبال ص ۳۰
[3] مجلہ شعلِ راہ (مرے کالج) جنوری ۱۹۶۸ء ص ۲
[4] باقیاتِ اقبال ص ۹۶

اقبال کی بیشتر تاریخیں ہنگامی ضرورت کی تکمیل کے پیشِ نظر کہی گئی ہیں۔ علامہ نے مشغلے کے طور پر کبھی اس فن کو اختیار نہیں کیا۔ ارمغان حجاز میں علامہ ان لوگوں پر نہایت خوبصورت انداز میں طنز کرتے ہیں جو ان سے تاریخ کہنے کی فرمائش کرتے رہتے تھے ؎

تو گفتی از حیاتِ جاوداں گوی + بہ گوشِ مردۂ پیغامِ جاں گوی

ولے گویند ایں ناحق شناساں + کہ تاریخِ وفاتِ ایں و آں گوی [1]

اسکے باوجود دلچسپ امر یہ ہے کہ ذہنی ارتقا کے ساتھ ساتھ تاریخ گوئی سے علامہ کی دلچسپی کم نہیں ہوتی۔ تاریخی قطعات کے دریافت شدہ ذخیرے سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ نے سب سے پہلی تاریخ ۱۸۹۶ء میں کہی اور آخری تاریخِ وفات سے تقریباً ایک سال قبل یکم مارچ ۱۹۳۷ء کو لکھی [2] یہ تاریخ سر راس مسعود کی دختر نادرہ مسعود کی ولادت پر کہی گئی۔ اپنی تمام تر مقصدی شاعری کے باوجود وہ محسناتِ شعری سے غافل نہیں رہے۔ کشن پرشاد کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں

"۔۔۔ زیادہ کیا عرض کروں۔ سوائے اس کے کہ خدائے قادر قیوم نے "کشن پرشاد" کو "ذوالمنن" کا ہم عدد کیا ہے۔ اقبال پر بھی نظرِ عنایت رہے اور اوقاتِ خاص[1] اس شرمندۂ عقبیٰ کو یاد رکھا جائے" [3]

"۔ خواجہ حسن نظامی نے آپ کا نام خماری شاہ رکھا۔ آپ کے مناسبِ حال ہے۔ مگر میں' آپ کو "جلال بخاری" کہتا ہوں کہ 'کشن پرشاد' کا ہم عدد ہے" [4]

جلال بخاری اور کشن پرشاد کے اعداد ۱۸۷۷ ہیں۔ یہ محض تفنن کے طور پر کہا' تاریخ کہنی مقصود نہ تھی۔

علامہ اقبال کے متداول کلام اور باقیاتِ کلام اقبال میں متعدد ایسے قطعات ملتے ہیں جو [5] تاریخی موقعوں پر لکھے گئے ہیں۔ لیکن ان سے کوئی تاریخ برآمد نہیں ہوتی۔ ان میں سر راس مسعود مولانا محمد علی جوہر' جسٹس شاہ دین کی وفات پر لکھے جانے والے قطعات شامل ہیں۔ جشنِ پانی پت اور سر ذوالفقار کے وزیر اعظم مقرر ہونے پر کہے جانے والے قطعات بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔

جملہ چالیس[۴۰] قطعات میں سے اقبال نے بائیس[۲۲] قطعات مختلف اشخاص کی تاریخِ وفات پر کہے ہیں۔ نو[۹] قطعات سے کتابوں کا سالِ اشاعت معلوم ہوتا ہے۔ تین تاریخیں عمارتوں کی تعمیر سے متعلق ہیں۔ تین تاریخیں بعض تاریخی واقعات کی طرف اشارہ کرتی ہیں اور ایک تاریخ تہنیت کے موقع پر نکالی گئی ہے۔ اس کے علاوہ دو موقعوں پر علامہ نے بچوں کے تاریخی نام رکھے۔ جملہ تاریخی قطعات میں صرف آٹھ[۸] قطعات ایسے ہیں جو اردو میں کہے گئے ہیں۔ بیشتر تاریخیں فارسی اشعار کی صورت میں ہیں۔ ان کی تعداد اکیس[۲۱] ہے ان میں دو[۲] تاریخیں ایسی بھی ہیں جن میں مادۂ تاریخ قرآنی آیات سے اخذ کیا گیا ہے۔ چار تاریخیں اس کے علاوہ ہیں جن سے آیات کی

---

[1] ارمغان حجاز (فارسی) ص ۱۴۶ [2] ڈاکٹر عبدالغفار شکیل کا یہ بیان کہ "۔۔۔ جہاں تک تحقیق ہو سکی ہے' علامہ اقبال کی نکالی ہوئی قدیم ترین تاریخ سر سید علیہ الرحمۃ کی وفات کے سانحۂ عظیم سے متعلق ہے" درست نہیں ہے (مضمون اقبال کی تاریخ گوئی: مشمولہ "اقبال کے مضامین" خلیق انجم ص ۴۶) [3] شاد اقبال ص ۱۷ خط محررہ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۶ء [4] صحیفہ اقبال نمبر ۵۳ ص ۱۲۵ خط بنام شاد محررہ ۱۹ جون ۱۹۱۵ [5] یہ قطعہ علامہ نے دراصل اپنے مزار کے لیے لکھا تھا لیکن جولائی ۱۹۳۷ میں راس مسعود کے انتقال پر' اسے مرحوم کے مزار کے لیے موزوں سمجھا گیا۔

صورت میں قرآن مجید سے تاریخ اخذ کی گئی ہے۔ صرف سات تاریخیں ایسی ہیں جو تراکیب یا الفاظ کی صورت میں ملتی ہیں۔ تاریخ گوئی کے ضمن میں علامہ کی ایک اور خصوصیت بھی نمایاں ہوتی ہے۔ چالیس تاریخوں میں سے تیس[۳۰] تاریخوں سے، ہجری سنین اور دس[۱۰] تاریخوں سے عیسوی سنین برآمد ہوتے ہیں۔ [لے]

علامہ کی تیرہ[۱۳] تاریخوں میں دو اشعار اور گیارہ[۱۱] میں تین اشعار استعمال ہوئے ہیں۔ فقروں یا مصرعوں کی شکل میں تاریخوں کی تعداد بھی گیارہ[۱۱] ہے۔ ایک شعر والی دو اور پانچ اشعار والی تاریخوں کی تعداد صرف ایک ہے۔ ایک تاریخی قطعہ اڑھائی اشعار پر مشتمل ہے اور ایک قطعہ میں اشعار کی تعداد گیارہ[۱۱] ہے۔

اقبال کی تاریخوں کے ضمن میں ایک اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اکیس[۲۱] تاریخیں انھوں نے ایسی لکھی ہیں جو سالم فقرے یا مصرعے کے اعداد جمع کرنے سے برآمد ہوتی ہیں۔ اسکے علاوہ سولہ[۱۶] تاریخیں ایسی ہیں جو مصرعے میں موجود بعض مخصوص الفاظ سے نکلتی ہیں۔ صرف تین تاریخیں ایسی ہیں جن میں دو الگ الگ مصرعوں کے الفاظ سے تاریخ برآمد کی ہے۔ ان تاریخوں میں ایک تاریخ میں دو مادہ تاریخ لائے گئے ہیں۔ لیڈی شہاب الدین کے قطعۂ تاریخ میں تو اقبال نے ہجری اور عیسوی تاریخوں کو یکجا کردیا ہے۔

"معلم تاریخ" کے مصنف اودھم سنگھ نے اپنی کتاب میں تاریخ گوئی کی باسٹھ[۶۲] صنعتوں کا ذکر کیا ہے، لیکن علامہ کی بیشتر تاریخیں سادہ ہیں۔ یعنی خط کشیدہ الفاظ کے اعداد جمع کرنے سے تاریخ برآمد ہو جاتی ہے۔ تاہم پانچ تاریخوں میں اقبال کمال مہارت کا ثبوت دیتے ہوئے صنعتیں استعمال کرتے ہیں۔ مختلف اشاروں سے تاریخ نکالنے کا طریقہ سمجھادیا گیا ہے۔ کہیں ضرب سے اور کہیں جمع یا تفریق سے سال کے اعداد برآمد ہوتے ہیں۔

اقبال کی بیشتر تاریخیں اس دور سے تعلق رکھتی ہیں جب آپ کا کلام فنی اور فکری پختگی کے دور سے گزر رہا تھا۔ ۱۹۲۴ء سے پہلے لکھی ہوئے قطعات کی تعداد تینتیس[۳۳] ہے۔ صرف سات تاریخیں آخری دور سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان میں ۱۹۳۵ء کے بعد لکھی جانے والی صرف ایک تاریخ ہے جو ۱۹۳۷ء میں لکھی گئی۔ اس جائزے سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ فکری پختگی کے ساتھ ساتھ علامہ کی اس فن سے دلچسپی کم ضرور ہو جاتی ہے۔ لیکن وہ ختم نہیں ہوتی۔ حتیٰ کہ وفات سے ایک سال پہلے وہ سرراس مسعود کی بیٹی کی تاریخ پیدائش رقم کرتے ہیں۔

لے اس مقالے میں ہم نے جا بجا ہجری اور عیسوی سنین کی تطبیق کی ہے۔ یہاں اس امر کی وضاحت بے حد ضروری ہے کہ اس ضمن میں ہمارا ماخذ ابوالنصر محمد خالدی کی مرتبہ کتاب "تقویم ہجری و عیسوی" ہے جو انجمن ترقی اردو کراچی نے شائع کی ہے۔

تاریخی قطعات

تاریخ گوئی میں علامہ اقبال کا کل سرمایہ چالیس[۴۰] قطعات ہیں۔ ان میں گیارہ تاریخیں ایسی ہیں جن کے مادے منظوم نہیں کیے گئے۔ انتیس[۲۹] قطعات میں اکیس[۲۱]، فارسی میں اور نو[۹] آٹھ[۸] قطعات اردو میں لکھے گئے ہیں فارسی قطعات میں اشعار کی تعداد چھیالیس[۴۶] اور اردو قطعات میں بتیس[۳۲] ہے۔ ذیل میں ان قطعات کی فہرست دی جا رہی ہے۔ یہ تمام قطعات متداول کلام میں شامل نہیں کیے گئے۔

نمبر شمار	قطعۂ تاریخ	تعداد اشعار	اردو/فارسی	نمبر شمار	قطعہ تاریخ	تعداد اشعار	اردو/فارسی
۱	"مختصر العروض" کی تاریخ	۱۱	اردو	۲۱	وفات نواب وقار الملک	۲	فارسی
۲	سرسید احمد خان کی تاریخِ وفات	آیت	–	۲۲	جسٹس شاہ دین ہمایوں	۲	"
۳	"	آیت	–	۲۳	"	۱	"
۴	امیر مینائی کی وفات	آیت	–	۲۴	تاریخِ وفات سید نادر حسین	۳	"
۵	مثنوی عقدِ گوہر یا موتیوں کا ہار	۳	فارسی	۲۵	ذوالفقار گنج لدھیانہ	۲	"
۶	"	۲	"	۲۶	تاریخ دِتا گنج بخش	۲	"
۷	"	۳	اردو	۲۷	تاریخ شکستِ یونان	مادہ ★	–
۸	"	۳	"	۲۸	تاریخ آزادیِ ترکستان	" ★	–
۹	"	۳	"	۲۹	تاریخ فتح سمرنا	۱	فارسی
۱۰	"	۲	"	۳۰	پیر سید حیدر شاہ	۲	"
۱۱	شالامار باغ کی سیر	۲	فارسی	۳۱	کشن پرشاد کے صدرِ اعظم ہونے پر	۲	"
۱۲	محمد محبوب خان حامد کی وفات پر	۲ ★	"	۳۲	میاں احمد یار دولتانہ کی وفات	۲	"
۱۳	داغ دہلوی کی وفات	مادہ	–	۳۳	تاریخِ وفات مختار بیگم	۳	"
۱۴	سلطان اسماعیل جان کی وفات	۲	فارسی	۳۴	تاریخ وفات پروفیسر براؤن	۳	"
۱۵	کلامِ فوق	۳	اردو	۳۵	تاریخ وفات مولوی میر حسن	آیت ★	–
۱۶	وفات ظہیر دہلوی	مادہ	–	۳۶	والدِ ماجد کے انتقال پر	۲	فارسی
۱۷	وفات شیخ عبد الحق	۳	فارسی	۳۷	منشی محبوب عالم پیسہ اخبار	۲	"
۱۸	شبلی نعمانی	مادہ	–	۳۸	وفات لیڈی شہاب الدین	۳	"
۱۹	تاریخی نام کشن پرشاد	"	–	۳۹	تاریخِ وفات سردار بیگم	۲	اردو
۲۰	کوتوالی لاہور کی تعمیر کی تاریخ	" ★	–	۴۰	نادرہ مسعود کی پیدائش پر	۵	"

★ یہ تاریخیں ہنوز غیر مدوّن ہیں اور باقیات کے کسی مجموعے میں شامل نہیں

تاریخی قطعات کا تحقیقی جائزہ

ان تاریخی قطعات میں شاعری کی اہمیت ثانوی ہے۔ اصل اہمیت ان مادوں کی ہے جو موقع محل کی مناسبت سے اخذ کیے گئے ہیں۔ ان تاریخوں کا جائزہ زمانی ترتیب سے لیا جائے گا۔ جو قطعات باقیات کے مجموعوں میں موجود ہیں ان کا حوالہ ہی کافی سمجھا گیا ہے

۱: مختصر العروض کی تاریخ (۱۸۹۶ء) باقیات اقبال طبع سوم ص ۴۷۷

"مختصر العروض" اورینٹل کالج لاہور کے استاد مولانا ابوسعید محمد شعیب کی تصنیف ہے جو ۱۳۱۳ھ بمطابق ۱۸۹۶ء میں شائع ہوئی۔ مولانا صاحب عربی کے استاد تھے اور اپنی خوش مذاقی اور وسیع المشربی کی وجہ سے ہندو مسلم طلبہ و اساتذہ میں مقبول تھے[۱]۔ یہ قطعہ پہلی بار رسالہ 'اردو' کراچی کے شمارہ ۳، ۱۹۶۹ء (ص ۳۷) میں شائع ہوا۔ باقیات اور رسالہ اردو کا متن یکساں ہے۔

۲: سرسید احمد خان کی تاریخِ وفات ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۸ء سرود رفتہ ص ۲۱۷، باقیات ص ۴۷۹

ان دونوں مجموعوں کا ماخذ منشی وجاہت حسین جھنجھانوی کی کتاب "قومی ماتم" ہے۔ مادۂ تاریخ سورہ آل عمران کی آیت ۵۵ سے ماخوذ ہے۔ سرسید احمد خان کا انتقال ۲۸ مارچ ۱۸۹۸ء کو ہوا تھا۔

۳: ایضاً سرود ۲۱۷، باقیات ۴۷۹۔ اس مادہ تاریخ میں "بِکل امراض" چاہیے تھا لیکن اس طرح ۱۳۱۷ حاصل ہورہا تھا لہذا علامہ نے عربی قاعدے کی رو سے الف گرا کر "بِکُلِ مراض" کر دیا۔ پہلے مادہ تاریخ پر بعض حضرات نے اعتراض کیا تھا چنانچہ اقبال نے دوسرا مادۂ تاریخ نکالا۔

۴: امیر مینائی کی وفات: ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ سرود ص ۲۱۷، باقیات ص ۴۸۳

امیر مینائی ۲۱ فروری ۱۸۲۹ء کو پیدا ہوئے اور ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۰ء کو انتقال کر گئے۔[۲] مذکورہ بالا دونوں مجموعوں میں تاریخِ وفات ۱۷ نومبر ۱۹۰۰ درج ہے جو درست نہیں۔ مادہ سورہ الشعراء پارہ ۱۹، آیت ۸۲ سے ماخوذ ہے

۵: مثنوی عقدِ گوہر یا موتیوں کا ہار ۱۳۱۷ھ/۱۳۱۸ھ، ۱۹۰۰/۱۹۰۱۔ باقیاتِ اقبال ص ۴۸۰

قطعہ (الف) ہمہ مرحبا اے ترجمانِ مثنویٔ معنوی

باقیات کا ماخذ پیرزادہ محمد حسین عارف صدیقی جج ہائی کورٹ جموں و کشمیر (پیدائش ۱۸۵۶ء: وفات ۱۹۲۸ء) کی کتاب 'موتیوں کا ہار' ہے۔ ۱۶۵ اشعار پر مشتمل اس کتاب میں مولانا روم کی کوئی ایک صد حکایتوں کا منظوم ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔ اقبال کے علاوہ منشی محرم علی چشتی اور ارشاد بنی قریشی کی تاریخیں بھی کتاب میں موجود ہیں۔ متن کا کوئی اختلاف دیکھنے میں نہیں آیا۔ تاریخی مادہ پارہ ۱۳ کی سورہ الرعد کی آیت ۱۰ سے ماخوذ ہے۔

۶: ایضاً باقیات اقبال ص ۴۸۰

قطعہ (ب) ہمہ کتابِ مولوی معنوی را

باقیاتِ اقبال میں اس قطعہ کا دوسرا شعر درج ہیں۔ جو یہ ہے ؎

---

[۱] عروجِ اقبال ص ۱۰۱

[۲] معاصرینِ اقبال کی نظر میں ص ۲۰

زباں رالغش از بیتر غفلت + معصوں چوں طائرِ بام حرم کرد[1]

ضرورتِ شعری کے تحت علامہ نے زلبتانِ عجم (شعر ۳) کو 'زلبتانے عجم' استعمال کیا ہے۔ کیونکہ پہلی صورت میں دس علاد کم ہو جاتے ہیں۔ "موتیوں کا ہار" میں 'زلبتانِ عجم' ہی درج ہے۔ متن کا ایک اور اختلاف بھی دیکھنے میں آیا ہے۔ وہ یہ کہ شعر اوّل میں دوسرے مصرعے میں "شفیقِ ما" کو "شفیقے ما" لکھا ہے جو ظاہر ہے درست نہیں۔

۷: ایضاً باقیاتِ اقبال ص ۸۰ ، قطعہ (ج) ؎ بزمِ سخن میں اہلِ بصیرت کا شور ہے

'سرِ اعدا' سے مراد عدد ایک ۱ ہے۔ مصرعے کے اعداد ۱۹۰۱ سے ایک تفریق کرنے سے صحیح تاریخ یعنی ۱۹۰۰ برآمد ہوتی ہے۔ 'موتیوں کا ہار' اور باقیات کا متن یکساں ہے۔

۸: ایضاً باقیات ص ۸۰

قطعہ (د) ؎ میرے مخدوم و مکرم نے لکھی ایسی کتاب

متن یکساں ہے، اقبال ابتدا میں 'سے' کے بجائے 'کو' کا استعمال کرتے تھے۔

۹: ایضاً باقیات ص ۸۰

قطعہ (ہ) ؎ روح فردوس میں رومی کی دعا دیتی ہے۔

متن یکساں۔ پہلے مصرعے میں تعقیدِ لفظی کا عیب پایا جاتا ہے، دوسرے شعر میں پانچ لفظی ترکیب اقبال کے دورِ اوّل کے مخصوص رجحان کی ترجمان ہے۔

۱۰ ایضاً باقیات ص ۸۰

قطعہ (و) ؎ غیرتِ نظمِ ثریا ہے یہ نظمِ دلکش۔

باقیاتِ اقبال میں "موتیوں کے ہار' کی تقلید میں سنہ ۱۹۰۰ درج ہے حالانکہ اس مادے سے ۱۹۰۱ء کا سنہ برآمد ہوتا ہے۔ اہلِ فارس کی تقلید میں علامہ نے لفظ "دانائی" ہمزہ کے بغیر لکھا ہے

'عقدِ گوہر' سے مندرجہ بالا چھے قطعات کے بارے میں عجیب بات یہ ہے کہ ان سے دو مختلف سنہ برآمد ہوتے ہیں یعنی ۱۹۰۰ء اور ۱۹۰۱ء دوسرے حضرات کی تاریخوں کی بھی یہی کیفیت ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ کتاب کی اشاعت میں تاخیر کی وجہ سے دو دفعہ تاریخیں طلب کی گئیں۔

۱۱: کتاب: "شالامار باغ کی سیر" ۱۹۰۱ء سرودِ رفتہ ص ۲۱۶ ، باقیات ص ۸۲

باقیات طبع اوّل میں یہ قطعہ موجود نہیں۔ تاہم دوسرے ایڈیشن میں یہ شامل ہے۔ جس کتاب پر کی تاریخ لکھی گئی ہے، اس کے مصنف منشی محمد دین فوق تھے۔

۱۲: محمد محبوب خان حامد کی وفات پر۔ ۱۹۰۳ء [غیر مدوّن]

چوں چراغِ خانداں محبوب خان + گشت از دنیا سوئے جنت رواں

گفت اقبالِ حزیں سالِ رحیل + راہ عقبیٰ[1] یافتہ با عزوشاں

۱۳۲۱ھ

یہ تاریخ "گنجینۂ ماتم آثار" مرتبہ ابوالاحسن ڈاکٹر محمد عبدالغفور مظہر (۱۹۰۴ء) میں درج ہے۔ ڈاکٹر نجیب خان محبوب حامد سرہٹ (مظفر پور) کے رہنے والے تھے۔ ان کا انتقال ۱۷ جولائی ۱۹۰۳ کو ہوا[2]

ہ[1] مصرعِ اولیٰ میں "از بیتر غفلت" سے معنف کی تنقیص ظاہر ہوتی ہے اور یہ وزن سے گر رہا ہے۔ شاید یہاں "بیتر غفلت" ہو گا
[مصرع ثانی میں لفظ معصوں (ہمزہ کے ساتھ) ہونا چاہیے

ہ[2] اقبال ریویو جولائی ۱۹۸۳ ص ۱۲۷

۱۳: داغ دہلوی کی وفات: ۱۹۰۵ء [1] — باقیات ص ۴۸۳، سرودِ رفتہ ص ۲۱۷

اس مادۂ تاریخ کے بارے میں دلچسپ بات یہ ہے کہ سیّد جالب دہلوی نے داغ کے انتقال کی خبر سن کر "نواب مرزا داغ" (۱۳۱۲ھ) کی تاریخ نکالی تھی۔ لیکن بعد میں یہ خبر جھوٹی نکلی۔ دس سال بعد جب داغ کا واقعی انتقال ہوا تو اقبال نے 'مرزا' کو 'میرزا' میں بدل دیا اور یوں جالب دہلوی کا مادۂ تاریخ سب سے برجستہ مادہ کہلایا۔ [2]۔ اولاً یہ تاریخ مخزن مارچ ۱۹۰۵ء کے شمارے میں شائع ہوئی تھی۔

۱۴: سلطان اسمٰعیل جان کی وفات ۱۹۰۷ — سرودِ رفتہ ص ۲۲۲، باقیات ص ۴۸۷

سلطان کا سلسلۂ نسب چوتھی پشت میں احمد شاہ ابدالی سے ملتا ہے۔ محکمہ پولیس میں سپرنٹنڈنٹ تھے مرحوم کے صاحبزادے شہزادہ اسد جان سے علامہ کے تعلقات تھے۔ سلطان موصوف کو لاہور ہی میں دفن کیا گیا۔ [3] متن کا کوئی اختلاف موجود نہیں۔

۱۵: کلامِ فوق: ۱۹۰۹ء — باقیات ص ۴۸۵، سرود ص ۲۱۶

فوق کا پہلا مجموعہ کلام ہے جو ستمبر ۱۹۰۹ء میں شائع ہوا۔ اس مجموعہ میں 'اور پھر سرودِ رفتہ میں بھی' مادۂ تاریخ "کمالِ نظر فوق" درج ہے جس سے ۱۳۲۷ھ کے اعداد برآمد ہوتے ہیں۔ اسی بنا پر حفیظ ہوشیارپوری نے ۲۱ اپریل ۱۹۵۲ء کے روزنامہ آفاق میں لکھا

"یہ مادۂ تاریخ درست معلوم نہیں ہوتا علامہ مرحوم کو اعداد شمار کرنے میں غلطی ہوئی ہے"

کسری منہاس نے اپنے مضمون "اقبال اور تاریخ گوئی" مطبوعہ نقوش اقبال نمبر ستمبر ۱۹۷۷ء میں حفیظ صاحب کی تردید کرتے ہوئے بتایا کہ صحیح مادۂ تاریخ "کمالِ نَفرِ فوق" ہے جس سے ۱۳۲۷ کے اعداد برآمد ہوتے ہیں۔ 'نفر' کے معنی ہیں 'تازگی' خوبی۔

۱۶: وفات ظہیر دہلوی: ۱۹۱۱ء — سرود ص ۲۱۸، باقیات ص ۴۸۶

ظہیر دہلوی کا انتقال ۱۹ مارچ ۱۹۱۱ء کو ہوا تھا [4]

۱۷: قطعہ تاریخ وفات شیخ عبدالحق مرحوم ۱۹۱۳ء — سرود ص ۲۲۱، باقیات ص ۴۸۶

یہ قطعہ وفات ۲۱ جولائی ۱۹۱۲ء کو لکھا گیا تھا۔ [5] شیخ عبدالحق علامہ کے قریبی دوستوں میں سے تھے۔ سرودِ رفتہ میں مادہ تاریخ "زغفران آشکار" بتایا گیا ہے۔ 'ز' مادے کے اندر موجود نہیں۔ مدیر عکس سے معلوم ہوتا ہے کہ مادے میں نون غنہ نہیں بلکہ 'ن' ہے۔ تاہم باقیات اقبال میں متن درست دیا گیا ہے۔

۱۸: تاریخ وفات شبلی نعمانی ۱۹۱۴ء — باقیات ص ۴۹۵

شبلی کا انتقال ۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء کو ہوا تھا۔ علامہ کا یہ مادۂ تاریخ سب سے پہلے ۳ دسمبر ۱۹۱۴ء کے زمیندار اخبار میں شائع ہوا۔ لیکن مادہ تاریخ میں لفظ "والا نژاد" کتابت نہ ہو سکا۔ ندوہ کے مولوی سیّد علی کے توجہ دلانے پر اقبال نے وضاحت کی اور اصل مادے کی ... کی' جو ۱۱ دسمبر ۱۹۱۴ء کے "زمیندار" میں شائع ہوا تھا، وضاحت کی۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ نے یہ قطعہ مولانا عمادی کی تحریک پر لکھا تھا۔ جنہوں نے

---

[1] تاریخ وفات ۱۴ فروری ۱۹۰۵ از اکبر حیدری کاشمیری

[2] نگار پاکستان کراچی ستمبر ۱۹۸۵ مقالہ "سیّد جالب دہلوی"

[3] مآثر لاہور جلد دوم منشی محمد الدین فوق. بحوالہ سرودِ رفتہ ص ۲۲۲

[4] سرودِ رفتہ ص ۲۱۸

[5] عکس مطبوعہ اقبال ریویو جنوری ۱۹۷۰، ص ۸۹

۱۹۔ تاریخی نام فرزندِ کشن پرشاد ۱۹۱۲ء باقیات ص۲۹۶

یہ مادۂ تاریخ کشن پرشاد کے نام خط محررہ ۶ جون ۱۹۱۲ء میں درج ہے۔ [۱]

۲۰۔ کوتوالی لاہور کی تعمیر کی تاریخ ۱۹۱۵ء [غیر مدوّن]

دلّی دروازہ (لاہور) کے باہر ایک کوتوالی تعمیر ہوئی تھی۔ یہ مادہ کوتوالِ شہر میاں غلام رسول کی فرمائش پر نکالا گیا تھا۔ [۲] مادہ یہ تھا۔

عمارتِ فرخ فرجام

۱۹۱۵ء

۲۱۔ وفات نواب وقار الملک ۱۹۱۷ء سرودِ رفتہ ص۲۲۳، باقیات ص۲۸۷

نواب صاحب کا انتقال ۲۸ جنوری ۱۹۱۷ کو ہوا تھا [۳]۔ سرودِ رفتہ اور باقیاتِ اقبال میں اس قطعہ کی ذیل میں وقار الملک اور کالبش کو بالترتیب "وقارِ ملک اور 'رقالبش' لکھا ہے جو درست ہیں۔ علی گڑھ میگزین جہاں یہ قطعہ پہلی بار چھپا ہے' متن درست ہے۔ [۴]

۲۲۔ جشن میاں محمد شاہ دین ہمایوں کی وفات پر (۱۹۱۸ء)

قطعہ (ا) ہمہ در گلستانِ دہر ہمایونِ نکتہ سنج سرود ص۲۱۷، باقیات ص۲۸۸

شاہ دین ہمایوں کا انتقال ۲ جولائی ۱۹۱۸ کو ہوا۔ قطعہ کا عکس انوارِ اقبال ص۲۴۷ [۵] اور میاں بشیر احمد کی مرتب کردہ کتاب "Justice Shah Din, his life & Writings" میں موجود ہے۔ باقیات میں اس قطعہ کے دوسرے مصرعے میں "رمید" کے بجائے "رسید" لکھا ہے جو درست نہیں قطعے کے تیسرے مصرعے میں بھی تاریخ وفات کا مادہ موجود ہے:

"عندلیبِ خوش آہنگ سالِ فوت" کے اعداد ۱۳۳۶ ہیں۔ اقبال کے تمام تاریخی قطعات میں یہ اس نوع کا واحد قطعہ ہے جس میں دو تاریخیں نظم کی گئی ہیں۔ اس موضوع پر لکھنے والوں کی نظر اس پہلو کی طرف نہیں گئی۔ حتیٰ کہ عبداللہ قریشی نے بھی "حیاتِ جاوداں" میں اس کا ذکر نہیں کیا۔

۲۳۔ ایضاً قطعہ (ب) ہمہ چو سالِ فوتِ ہمایوں ...... الخ سرود ص۲۱۸، باقیات ص۲۸۹

باقیاتِ اقبال میں اس قطعے کے دوسرے مصرعے میں 'زمیت' کا لفظ درج ہے جو غلط ہے۔ صحیح متن 'زہشت' ہے [۵]۔ اولاً یہ قطعہ 'ہمایوں' لاہور کے جوبلی نمبر بابت ۱۹۲۷ء میں شائع ہوا

۲۴۔ قطعہ تاریخ وفات سیّد نادر حسین تحصیلدار بھیرہ ۱۹۱۹ء سر باقیات ص۲۸۹

سیّد نادر حسین، لاہور کے ایک مشہور معالج ڈاکٹر محمد حسین شاہ کے بھائی تھے۔ ان سے علامہ کے خاندانی روابط تھے۔ یہ اقبال کے میٹرک کے زمانے میں ہم جماعت تھے۔ انہوں نے اپنے بھائی کی وفات کا قطعہ تاریخ خود لکھ کر علامہ کو بغرض اصلاح بھیجا جو انہیں پسند نہ آیا چنانچہ اقبال نے خود ایک قطعہ لکھا [۶]۔ اقبال نے اس مادۂ تاریخ کو الہامی قرار دیا ہے [۷]۔ خطوطِ اقبال مرتبہ رفیع الدین ہاشمی میں آخری مصرعے میں 'بیز بیدے' لکھا ہے [۸] جو درست نہیں۔

---

[۱] صحیفہ اقبال نمبر ۷۳ء ص۱۲۶   [۲] صحیفہ مارچ/اپریل ۱۹۷۸ء

[۳] اقبال اور علی گڑھ ص۱۸۹   [۴] علی گڑھ نمبر ۵۵-۱۹۵۴ء ص۱۳۷

[۵] عکس انوارِ اقبال ص۲۴۷   [۶] صحیفہ مارچ/اپریل ۷۸ء ص۲۳ روزگارِ فقیر جلد اول ص۱۹۲

[۷] خطوطِ اقبال ص۱۳۷ خط محررہ ۷ فروری ۱۹۱۹   [۸] ایضاً

۲۵: ذوالفقار گنج لدھیانہ ۱۹۲۱ء — سرود ص۲۱۵، باقیات ۹۰ء

سر ذوالفقار علی خان وفات ۱۹۳۳ء علامہ کے دوست تھے۔ موصوف نے لدھیانہ میں ایک سرائے تعمیر کی تھی۔ فیض لدھیانوی کے مطابق اس قطعہ کا تیسرا مصرع پتھر پر یوں کندہ ہے

ہمہ وز فلک ایں مصرع چوں شبنم چکید" یہاں مُصرع' کی 'ع' تقطیع میں گر جاتی ہے جو ایک عیب ہے سالک صاحب کا کہنا ہے کہ اس قطعہ میں مُصرع' کی جگہ 'تاریخ' کا لفظ ہے[۱] اور یہی قرینِ قیاس بھی ہے

۲۶ تاریخ مسجد داتا گنج بخش ۱۹۲۱ء — سرود ص۲۲۲، باقیات ۹۰ء

یہ مسجد لاہور کے ایک رئیس میاں نظام الدین رسول کٹھ والا نے ۱۹۲۱ء میں از سرِ نو تعمیر کرائی تھی اور اس کے دروازے پر اقبال کا قطعہ کندہ کرایا تھا[۲]۔ مادۂ تاریخ قرآن کے پارہ ۱۵/سورہ بنی اسرائیل کی آیت اول سے ماخوذ ہے۔ شعری ضرورت کے تحت 'بٰرکنا' کو بارکنا لکھا ہے۔

۲۷: تاریخ شکستِ یونان [غیر مطبوعہ]

خاتمۂ خسروی
۱۹۲۲ء

علامہ اقبال نے یہ قطعہ چودھری محمد حسین کے نام خط محررہ ۲ اکتوبر ۱۹۲۲ میں لکھا ہے۔ یہ خط اور قطعہ ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔[۳]

۲۸ تاریخ آزادیٔ ترکستان: ۱۹۲۲ء [غیر مطبوعہ]

غیب بینیٔ انور[۴]
۱۳۴۱ھ

۲۹ تاریخ فتح سمرنا ۱۹۲۲ء — سرود ص۲۲۱، باقیات ۹۲ء

اس مادۂ تاریخ کا ذکر سب سے پہلے گرامی کے نام خط محررہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۲ء میں ملتا ہے۔[۵] مولانا گرامی نے اس شعر پر ایک شعر اپنی طرف سے اضافہ کر کے قطعہ مکمل کیا تھا۔ سرود رفتہ اور باقیاتِ اقبال میں یہ قطعہ اسی صورت میں ملتا ہے۔ لہٰذا اسے ہم اقبال کا قطعۂ تاریخ نہیں کہہ سکتے۔ اقبال کا اپنا لکھا ہوا قطعہ یوں تھا۔

شاخِ ابراہیم را نامِ مصطفٰے + سالِ فتحش "اسمِ اعظم مصطفٰے"
۱۳۴۲ء

یہ تاریخ اس اہم واقعے کی یادگار کے طور پر لکھی گئی جب اگست ۱۹۲۲ء میں اتاترک مصطفٰے کمال نے یونانیوں کو سمرنا سے نکال کر اسے فتح کیا تھا۔

۳۰ قطعہ وفات پیر سید حیدر شاہ ۱۹۲۲ء — سرود رفتہ ص۲۴۶، باقیات ص۹۴ء

پیر حیدر شاہ صاحب ۳ صفر ۱۲۵۵ھ (۱۸۳۸ء) کو پیدا ہوئے۔ جلال پور ضلع جہلم کے متقی بزرگ تھے ۷ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ مطابق ۶ جولائی ۱۹۰۸ کو انتقال کیا۔ اس قطعہ کا عکس صحیفہ مارچ/اپریل

---

[۱] اقبال کے ہم نشین، مرتبہ: صابر کلوروی ص۱۷۷ — [۲] صحیفہ جنوری/مارچ ۱۹۸۵

[۳]: "چودھری محمد حسین اور علامہ اقبال" مقالہ ایم اے پنجاب یونیورسٹی ۱۹۸۴، از ثاقب نفیس

[۴] ایضاً — [۵]: مکاتیب اقبال بنام گرامی ص۲۲۱

۱۹۷۷ء میں شائع ہوا ہے۔ عکس دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سرود اور باقیات دونوں کا متن درست نہیں ہے۔ باقیات کے دونوں مجموعوں میں "اُمین" کو "زمین" اور "رسید و" کو "رسیدہ" لکھا ہے۔ [۱]

۳۱۔ مہاراجہ کشن پرشاد کے صدرِ اعظم ہونے پر۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء — سرودِ رفتہ ص ۲۲۰، باقیات ص ۹۱

ان دونوں مجموعوں میں مادہ تاریخ سے ۱۳۵۰ کا سنہ برآمد ہوتا ہے جو غلط ہے - مادۂ تاریخ سے ۱۳۴۱ برآمد ہوتا ہے اور شاد اقبال ص ۱۱۸ ۱۳۴۱ھ ہی درج ہے۔ علاوہ ازیں لفظ "گفت" مادہ تاریخ میں شامل نہیں ہے اسے واوین سے باہر ہونا چاہیے۔ اقبال نے یہ قطعہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۲ء کے خط میں شاد کو ارسال کیا تھا۔ اور یہی اس کی تاریخ تحریر بھی ہے۔ کشن پرشاد ۲۷ نومبر ۱۹۲۶ء کو وزارت کے عہدے پر فائز ہوئے تھے۔ علامہ نے محض اخباری اطلاعات پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ قطعہ لکھ دیا تھا۔ اسی قطعہ کی بنا پر بعض حضرات نے کشن پرشاد کے عہدہ وزارت پر فائز ہونے کا سال ۱۹۲۲ء لکھا ہے جو ظاہر ہے درست نہیں۔ [۲]

۳۲۔ تاریخِ وفات بیگم میاں احمد یار دولتانہ ۱۹۲۴ء — باقیات ص ۹۱

موصوفہ کا انتقال ۳۰ جمادی الاوّل، (۸ جنوری ۱۹۲۴ء) کو لاہور میں ہوا۔

۳۳ تاریخِ وفات مختار بیگم ۱۹۲۴ء — سرود ص ۲۱۹، باقیات ص ۹۲

اقبال کی اس بیگم کا انتقال ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو زچگی کے وقت لدھیانہ میں ہوا

سرودِ رفتہ میں تاریخِ وفات ۲ اکتوبر ۱۹۲۴ء درج ہے جو غلط ہے۔ باقیات اور سرود کا ماخذ حفیظ ہوشیارپوری کا وہ مضمون معلوم ہوتا ہے جو "آفاق" میں شائع ہوا تھا۔ یہ غلطی اس مضمون میں بھی موجود ہے۔ بیوی کی وفات پر اقبال نے مولانا گرامی کو بھی لکھا تھا کہ وہ کوئی قطعہ لکھیں۔ شاید وہ ایسا نہیں کر پائے۔ شیخ اعجاز احمد کے مطابق علامہ نے یہ قطعہ لدھیانہ میں بیوی کی وفات کے دوسرے یا تیسرے دن کہا۔ [۳] سرودِ رفتہ میں "بشہادت" کو "بہ شہادت" لکھا ہے جس سے 'ہ' کے پانچ اعداد بڑھ جاتے ہیں۔ نظیر لدھیانوی اس قطعہ کا پس منظر یوں بیان کرتے ہیں۔

"۔۔۔۔ (یہ قطعہ) ان کی قبر کے سرہانے سنگِ مرمر پر کندہ تھا۔ علامہ نے قبر کے قریب ایک کمرہ بھی تعمیر کرایا جس میں ایک 'حافظ' کو مقرر کیا جو بیگم کے مزار پر قرآن خوانی کرتا تھا۔ علامہ حافظ کی تنخواہ اپنی جیب سے بھیجتے تھے۔ افسوس کہ ۱۹۴۷ء کے بعد نہ وہ قبرستان رہا نہ بیگم اقبال کی خوبصورت قبر کا نشان باقی رہا۔ ہندوؤں نے اس قبرستان کو جس میں ہزاروں پختہ اور کچی قبریں تھیں ہموار کر دیا اور وہاں ایک بستی تعمیر کر دی ۔۔۔۔ کتبے کے اوپر یہ الفاظ درج تھے۔ "المبطعون شھید"

قطعہ تاریخِ وفات اہلیہ ڈاکٹر سر محمد اقبال بیرسٹر ایٹ لا لاہور
کہ بروز سہ شنبہ (۲۱ اکتوبر ۱۹۲۴ء) بمقام لودھیانہ وفات یافت [۴]

اس قطعے کا عکس مقالے کے ضمیمہ ع ۲ میں شامل کیا گیا ہے۔

"سخن پاکِ مصطفیٰ" سے اشارہ مشہور حدیث "المبطعون شھید" کی طرف ہے۔ سرود اور باقیات میں مادہ تاریخ میں "بہ شہادت" درج ہے جو غلط ہے اس طرح پانچ اعداد کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ صحیح لفظ "بشہادت" ہے۔ دیکھئے عکس منذکورہ

---

[۱] ڈاکٹر عبدالغنی کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ نے یہ قطعہ ۹ دسمبر ۱۹۲۱ء اور ۱۵ مئی ۱۹۲۳ء کے درمیانی عرصہ میں کسی وقت لکھا۔ یہ قطعہ ملک محمد الدین ایڈیٹر صوفی کی فرمائش پر لکھا گیا تھا۔ جو ان کی کتاب "ذکرِ حبیب" میں موجود ہے
[بحوالہ رسالہ شاہین اقبال نمبر دسمبر ۷۸ء ص ۶۹، صحیفہ شمارہ ۱۳، ۱۹۶۰ ص ۶۳]

[۲] مثال کے طور پر دیکھیے "اقبال اور حیدرآباد" از نظر حیدرآبادی ص ۲۰۵

[۳] مظلوم اقبال ص ۳۵۴

[۴] امروز اقبال ایڈیشن ۹ نومبر ۱۹۸۳ء

۳۴ ، تاریخِ وفات پروفیسر ای جی براؤن ۱۹۲۶ء سرود ص۲۱۹ ، باقیات ص۹۳

ڈاکٹر براؤن کا انتقال ۶ جنوری ۱۹۲۶ء کو ہوا۔ باقیات اور سرود رفتہ میں پہلے مصرے میں لفظ 'براؤن' ہے جو غلط ہے۔ علامہ نے یہاں لفظ 'برؤن' لکھا تھا۔[۱] اقبال نے یہ قطعہ اسرار اللہ خوش نویس سے لکھوایا تھا۔ عبدالرحمٰن چغتائی نے اس کی نقاشی کی اور ڈاکٹر نکلسن کو بھیجا گیا۔[۲]

۳۵ : تاریخِ وفات مولوی میر حسن ۱۹۲۹ء [غیر مدوّن]

درج ذیل مادہ پارہ ۱۷ سورہ انبیا کی آیت ۱۰۷ سے ماخوذ ہے۔

ما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین

= ۱۳۴۸

اس قطعہ کا ذکر سب سے پہلے ذکرِ اقبال (ص۲۸۹) میں ہوا۔ مولوی میر حسن کا انتقال ۲۵ ستمبر ۱۹۲۹ء کو ہوا تھا۔

۳۶ : والد ماجد کے انتقال پر ۱۹۳۰ء سرود ص۲۱۵ ، باقیات ص۹۳

اقبال کے والد صاحب کا انتقال ۱۷ اگست ۱۹۳۰ء کو ہوا۔ عبداللہ چغتائی نے لکھا ہے کہ علامہ نے اپنے والد کی تاریخِ وفات " آغوشِ نور" سے برآمد کی اس لیے کہ ان کے والد کا نام نور محمد تھا[۳] یہ بیان سراسر مغالطے پر مبنی ہے۔ والد کے قطعہ تاریخ میں تاریخ "آغوشِ نور" سے نہیں "آغوشِ لحد" سے نکلتی ہے۔ اس ضمن میں عبداللہ چغتائی کا یہ بیان بھی محلِ نظر ہے کہ اقبال نے اپنی والدہ کی تاریخِ وفات " رحلتِ مخدومہ" سے نکالی تھی۔ علامہ نے والدہ کی یاد میں ایک نظم ضرور لکھی لیکن کوئی قطعہ نہیں لکھا۔ جس مادہ تاریخ کا چغتائی صاحب ذکر کرتے ہیں وہ اکبر الہ آبادی نے لکھا تھا۔

اس قطعہ تاریخ کی خاص بات یہ ہے کہ ایک ہی مصرعے میں دو مادہ ہائے تاریخ درج ہیں۔

۳۷ : وفات منشی محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار ۱۹۳۳ سرود ص۲۲۰ ، باقیات ص۹۴

منشی صاحب کا انتقال ۲۳ مئی ۱۹۳۳ کو ہوا[۴]

۳۸ : وفات لیڈی شہاب الدین ۱۹۳۵ء باقیات ص۹۴

چودھری سر شہاب الدین کی بیگم کا انتقال ۱۲ مارچ ۱۹۳۵ء کو ہوا

۳۹ : تاریخِ وفات سردار بیگم ، والدہ جاوید اقبال ۱۹۳۵ء سرود ص۲۲۲ ، باقیات ص۹۵

ان بیگم صاحبہ کا انتقال ۲۳ مئی ۱۹۳۵ کو ہوا[۵] اور ایمپرس روڈ لاہور کے قبرستان میں دفن ہوئیں

۴۰ : نادرہ مسعود کی پیدائش پر ۱۹۳۷ء باقیات ص۹۶

سر راس مسعود کی اس بیٹی کی پیدائش یکم مارچ ۱۹۳۷ء کو ہوئی۔ باقیات میں تیسرے شعر میں 'راحت وجاں' لکھا ہے جو غلط ہے اصل لفظ 'راحتِ جاں' ہے۔[۶] "روزگارِ فقیر" جلد اول ص۳۸۳ پر اس قطعے کے نیچے 'بھوپال' درج ہے جس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ یہ قطعہ شاید بھوپال کے قیام کے زمانے میں لکھا گیا۔ یکم مارچ ۱۹۳۷ء کو اقبال لاہور میں موجود تھے۔

---

[۱] مکاتیبِ اقبال بنام گرامی ص۱۴۶ [۲] تاریخ گو اقبال ' از حفیظ ہوشیار پوری مشمولہ

[۳] اقبال کی صحبت میں ص۲۲۵

[۴] روزگارِ فقیر جلد اوّل ص۱۹۸ [۵] ذکرِ اقبال ص۱۹۵

[۶] روزگارِ فقیر جلد اوّل ص۱۶۴ ، نقوشِ اقبال ص۳۸۳ ۔

ترکِ کلام کی وجوہ

اقبال نے ان چالیس قطعات میں سے کوئی قطعہ بھی اپنے متداول کلام میں شامل نہیں کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تمام کام فرمائشی نوعیت کا تھا اور بعض ہنگامی ضرورتوں کی پیداوار تھا۔ ان قطعات میں شخصی حوالے بہت زیادہ تھے۔ اقبال نے کلام کے انتخاب کے وقت اس طرح بیشتر حوالے حذف کر دیے صرف وہی حوالے برقرار رکھے جو قومی اہمیت کے حامل تھے۔

قطعاتِ تاریخی کی شاعری 'آورد' کی شاعری ہوتی ہے۔ شاعر پہلے مادہ تلاش کرتا ہے اس کی مناسبت سے بحر تلاش کر کے ایک مصرع لکھتا ہے۔ تب اس زمین میں قطعہ مکمل کرتا ہے۔ متعدد نمونے تخلیق کرنے کے باوجود اقبال طبعاً اس نوع کی شاعری کو پسند نہیں کرتے تھے۔ وہ شعر کو مقصدیت کے ترازو سے تولتے تھے اور فکر کی کسوٹی پر پرکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ دو تین قطعات کے علاوہ علامہ کے ذاتی کاغذات میں کوئی قطعہ تاریخ موجود نہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اقبال کی بیاضوں میں ایک قطعہ بھی درج نہیں یہ تمام قطعات شاعری کی سلطنت سے خارج کر دیے گئے۔

---x---

(ج) اقبال کی تاریخ گوئی کا تنقیدی جائزہ

علامہ کی جن تاریخوں کا ابھی ذکر کیا گیا ہے ان کا بنظرِ عمیق مطالعہ کیا جائے تو علامہ کی تاریخ گوئی کی درج ذیل خصوصیات نمایاں طور پر سامنے آتی ہیں۔

الف ممدودہ علامہ نے اپنی تاریخوں میں بیشتر مقامات پر الف ممدودہ کا ایک ہی عدد محسوب لیا ہے۔ مثلاً ذوالفقار گنج (۱۹۲۱ء) والدکی وفات (۱۳۲۹ھ) اور بیگم احمد یار دولتانہ (۱۹۲۷ء) کی تاریخوں میں۔

الف ممدودہ کے اعداد کے متعلق ماہرین میں اختلاف رہا ہے۔ غرائب الجمل[1] کے مصنف نواب عزیز جنگ ولا، معاونِ تواریخ کے مصنف محمد زبیر شوکت الہ آبادی، عندلیب تاریخ کے مصنف سید مسعود حسن مسعود[2]، گلبنِ تاریخ کے مصنف میر مہدی حسن الم حیدر آبادی[3]، معلم تاریخ کے منشی اودھم سنگھ، امیر اللغات کے مولف امیر مینائی، اور افادۂ تاریخ کے مصنف جلال لکھنوی اسی خیال کی تائید کرتے ہیں[4] اور الف ممدودہ کا ایک عدد ہی شمار کرتے ہیں۔ لیکن اسکے برخلاف عمل کرنے والے تاریخ گوؤں کی مثالیں بھی مل جاتی ہیں۔ اس کی وجہ شاید یہ رہی ہے کہ شروع میں الف ممدودہ کے لیے مد (~) کی علامت کا رواج نہیں تھا۔ اور اسے دو الف کے طور پر لکھا جاتا تھا۔ اہل ایران بھی اسے دو الف کے ساتھ لکھتے رہے ہیں۔ قاطع برہان، بہار عجم، اور فرہنگ انندراج کے مولفین نے الف ممدودہ کو دو الف ہی سے لکھا ہے۔[5] صاحبِ ملخص تسلیم بھی الف ممدودہ کے دو عدد لینے کا مشورہ دیتے ہیں۔[6] لیکن بیشتر ثقہ حضرات ایک عدد لینے کے حق میں ہیں۔ شاید اسی لیے فرمان فتح پوری بھی الف ممدودہ کا ایک عدد شمار کرتے ہیں۔[7]

الف ممدودہ کے اعداد کی قیمت کا مسئلہ اگرچہ متنازعہ ہے اور اس سلسلے میں علامہ کی تاریخ گوئی پر کوئی حرف نہیں آتا۔ لیکن جب علامہ امیر مینائی (۱۳۱۸ھ) کا قطعہ لکھتے ہیں تو اپنے عمومی رویے کے خلاف الف ممدودہ کے دو عدد لیتے ہیں۔

الف خنجری الف خنجری یا الف مقصورہ کے متعلق علامہ کا عمومی رویہ یہ رہا ہے کہ وہ الف خنجری کا ایک عدد لیتے ہیں۔ مثلاً مسجد داتا گنج بخش (۱۹۲۱ء)، تاریخ فتح سمرنا (۱۹۲۲ء)۔ "عندلیب تاریخ" کے مصنف اسے زیر کی حرکت کے برابر تصور کرتے ہیں۔ اس لیے وہ اسے شمار نہیں کرتے۔[8] صاحب غرائب الجمل[9]، فرمان فتح پوری اور منشی اودھم سنگھ[10] اس کے حق میں نہیں ہیں کہ الف خنجری کا کوئی عدد لیا جائے۔ اس ضمن میں ہمیں علامہ کی تائید میں کوئی خاص مثال نظر نہیں آئی۔ شاید اسی احساس کے تحت آخر آخر میں علامہ نے الف خنجری کا کوئی عدد محسوب نہیں کیا۔ مثلاً سید میر حسن کی تاریخ وفات اور منشی محبوب عالم کے قطعہ تاریخ وفات میں[11]

---

[1] بحوالہ نقوشِ اقبال نمبر اول ص ۳۸۹ [2] ایضاً ص ۳۳-۳۴ (کتابِ مذکور)

[3] صحیفہ دس سالہ قومی ترقی نمبر اکتوبر ۶۸ ص ۱۶۶-۱۶۸ [4] نقوش، جون ۱۹۶۰، ص ۱۰۲ مضمون "تاریخ گوئی کے متنازعہ مسائل" از کسریٰ منہاس [5] نقوش اقبال نمبر اول ص ۳۹۰ [6] ایضاً ص ۳۸۹ [مشہور تاریخ گو خلیفہ سید محمد محسن بیتن بھی دو عدد کے حق میں ہیں [ادبی دنیا ص ۱۸۱، دور پنجم شمارہ ششم)۔ صاحب ملخص تاریخ مولوی سید اقتدار احمد صاحب ساحر سہوانی، شیخ نظام الدین مصنف مجمع الصنائع کی مثال دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد کے قطعہ تاریخِ وفات میں الف ممدودہ کے دو عدد لیے ہیں۔ [ملخص تاریخ ص ۴۹]

[7] نگار: تاریخ گوئی نمبر سالنامہ ۱۹۸۲ء [8] کتاب مذکور ص ۳۲-۳۴ [9] بحوالہ نقوشِ اقبال نمبر اول ص ۳۸۹

[10] محبوب علی خان کے قطعہ تاریخ وفات (۱۹۰۳ء) میں بھی علامہ الف خنجری کا کوئی عدد نہیں لیتے (۱۱) معلم تاریخ ص ۲۷

حروفِ مشدّد

تاریخ گوئی میں حروف کی مکتوبی حیثیت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے قیمتوں کا تعیّن کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں اس اصول کو متفقہ طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ حروفِ مشدّد کا بالکل لحاظ نہیں رکھا جائے گا۔ جس حرف پر شد یعنی (ّ) ہو وہ ایک ہی حرف شمار ہوگا۔ علامہ کے ہاں تاریخی قطعات کے مختلف نمونوں کو پیشِ نظر رکھا جائے تو یہ بات واضح طور پر ہمارے سامنے آتی ہے کہ وہ بھی اس عمومی اصول کی پیروی کرتے ہیں۔ تاہم ایک جگہ وہ خود اپنے عمومی عمل کے خلاف مشدّد حرف کو دو حروف کے برابر شمار کرتے ہیں۔ ہماری مراد مختصر العروض کی تاریخ سے ہے جس میں لفظ اللّٰہ میں وہ دو لام شمار کرتے ہیں۔ تاہم یہ امر پیشِ نظر رکھنا چاہیے کہ یہ علامہ کی سب سے پہلی تاریخ ہے جو انہوں نے اس وقت کہی جب وہ بی اے کے طالب علم تھے۔[1]

ہمزہ

ہمزہ کوئی الگ حرف نہیں ہے۔ اس لیے اس کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ ماہرینِ فن نے صرف اسی وقت اسے 'ی' کے برابر تصوّر کیا ہے جب یہ درمیان میں آئے۔ مثلاً خدائی، رسائی میں (ءی) کے بیس عدد محسوب ہوں گے۔ خلیفہ سید محسن متین اپنے برادرِ نسبتی "آغا دلہن" کی بیگم کی تاریخِ وفات یوں لکھتے ہیں۔ ع "دولہا سے اپنے ہوگئی آغا دلہن جُدا"

۱۳۳۰ھ

یہاں 'ہوگئی' میں ہمزہ کو 'ی' تصوّر کرتے ہوئے دس عدد محسوب کرتے ہیں۔[2] شوکت الہ آبادی بھی اسے 'ی' کے قائم مقام سمجھتے ہیں۔[3]

علامہ کے تمام تاریخی قطعات میں صرف ایک موقع پر ہمزہ کا استعمال ہوا ہے۔ ہماری مراد مثنوی عقدِ گوہر کی تاریخ سے ہے۔ علامہ کا مادۂ تاریخ "یہ خضرِ رہِ دانائی ہے" ہے۔ یہاں علامہ ہمزہ کا کوئی عدد نہیں لیتے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ اس امر میں صاحب "ام التواریخ" کی تقلید کرتے ہیں۔ جن کے نزدیک لفظ دانائی کو دانای لکھا جا سکتا ہے۔ موصوف نے "دانای" کے ۶۶ اعداد شمار کیے ہیں۔[4]

تائے مدوّرہ

تائے مدوّرہ (ۃ) کی قیمت میں بھی خاصا اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض اسے تائے قرشت (ت) سمجھتے ہوئے ۴۰۰ اعداد محسوب کرتے ہیں۔[5] بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ دراصل ہائے ہوز ہے۔ لہٰذا اس کے صرف پانچ اعداد لئے جائیں۔[6] امام بخش صہبائی نے اس مسئلے پر سیر حاصل گفتگو کرتے ہوئے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اگر یہ اسلوبِ عربی میں ہو تو ۴۰۰ اعداد مراد لیے جائیں لیکن اگر یہ فارسی اسلوب میں ہو تو اس کے صرف پانچ عدد شمار کیے جائیں۔[7] علامہ اقبال اس ضمن میں بالکل الگ اور جُدا مسلک رکھتے ہیں۔ سید میر حسن کی تاریخِ وفات وہ ایک آیت سے یوں نکالتے ہیں۔

"ما ارسلنٰک الّا رحمۃ للعالمین"

---

[1] صحیفہ مارچ، اپریل ۷۸ء ص۱۲: مضمون حیاتِ جاوداں: عبداللہ قریشی: صاحبِ "عندلیبِ تاریخ" لفظ 'اللّٰہ' کے ۲۶ اعداد محسوب کرتے ہیں (ص۲۳، ۷۲)

[2] ادبی دنیا ص۱۸۱ شمارہ ششم دور پنجم مضمون آغا محمد باقر۔

[3] معاونِ تواریخ از شوکت الہ آبادی ص۱۸

[4] نقوشِ اقبال نمبر اوّل ص۳۹۱

[5] 'نگار' تاریخ گوئی نمبر ص۱۷ [6] عندلیبِ تاریخ ص۳۳-۳۴ [7] نقوش۔ جون ۱۹۲۰ ص۱۰۷

یہاں وہ 'رحمتہ' میں 'ت' اور 'ہ' کو الگ الگ حروف تصور کرتے ہوئے ان کی قیمت ۴۰۵ کے برابر سمجھتے ہیں۔ اس طرح کی مثال ہمیں کسی دوسرے شخص کے ہاں نظر نہیں آتی۔

اس تجزیے کے اختتام پر دو اور پہلوؤں کی نشاندہی خلافِ محل نہ ہوگی۔ بعض اوقات علامہ اضافت کو 'ے' میں بدل دیتے ہیں۔ مثلاً 'عقدِ گوہر' کی ایک تاریخ میں "خیابانے زلستانِ عجم" میں وہ 'زلستانِ عجم' کو 'زلستانے عجم' تصور کرتے ہوئے قیمت نکالتے ہیں۔ اسی طرح وہ 'نژاد' کی 'ژ' کو 'ی' سے نہیں، بلکہ 'ز' کے قائمقام سمجھتے ہوئے قیمت کا تعین کرتے ہیں۔ [1]

بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ علامہ تاریخ گوئی میں اس فن کے اصولوں کی سختی سے پیروی نہیں کرتے۔ وہ حروف کی قیمتوں کا تعین زیادہ تر تقطیع (علمِ عروض) کے اصولوں پر قیاس کرکے کرتے ہیں۔ تاریخ گوئی کے فن کی باریکیوں پر انہوں نے کم توجہ دی ہے۔ جہاں ان کی روش اپنی عمومی روش سے جدا ہو جاتی ہے وہاں وہ تاریخ گوئی کی لغات پر بھروسہ کرتے ہوئے عمومی روش سے ہٹ جاتے ہیں۔

تاریخی قطعات کی نوعیت

ماہرینِ فن نے طرح طرح کی موشگافیوں سے تاریخوں کو دلچسپ بنایا ہے۔ اس میں شعرا نے مختلف اقسام کی صنعتوں کو برتا ہے۔ علامہ نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ جس شاعر کے ہاں آمد ہی آمد ہو وہاں 'آورد' کی اس انتہائی شکل کو علامہ کیسے اختیار کر سکتے تھے۔؟

علامہ کی بیشتر تاریخیں فنی اعتبار سے سادہ تاریخوں کی ذیل میں آتی ہیں۔ صاحب "عندلیب تواریخ" لکھتے ہیں۔

> "۔۔۔۔ پورے مصرعے میں، جس میں تعمیہ اور 'تخرجہ' نہ ہو فنی اعتبار سے
> بہتر و کامیاب مادۂ تاریخ سمجھا جاتا ہے۔ تاریخ گوئی کا کمال یہ ہے کہ مادۂ تاریخ
> بے تکلف اور حشو سے پاک ہو" [2]

علامہ کے تاریخی مادے اس اصول پر پورا اترتے ہیں۔ چالیس تاریخوں میں صرف پانچ تاریخوں میں تعمیہ اور تخرجہ کے ذریعے تاریخیں کہی گئی ہیں۔ دو تاریخیں تعمیہ کے ذریعے اور ایک تاریخ "تخرجہ" کے ذریعے اور دو تاریخیں 'ضرب' کے طریقے سے نکالی گئی ہیں۔

تعمیہ میں اصل مصرعے پر بعض الفاظ کے ذریعے اضافہ کیا جاتا ہے۔ "مختصر العروض" کی تاریخ اسی ذیل میں آتی ہے۔ پہلے فصاحت، بلاغت، لیاقت اور ذہانت کا دل یعنی 'ا' کے چار اعداد لیے گئے ہیں۔ پھر 'ادب' کے اعداد (۷) جمع کرکے آخری مصرعے میں شامل کیے گئے ہیں اور یوں ۱۸۹۶ کے اعداد برآمد ہوئے ہیں۔

دوسری تاریخ "کتاب" شالامار باغ کی سیر" کی ہے۔ آخری مصرعے سے ۱۸۵۱ کے اعداد برآمد ہوتے ہیں۔ جبکہ تیسرے مصرعے میں "سرِ نازش" یعنی 'ن' کے اعداد جمع کرنے کا اشارہ کیا گیا ہے۔ اور یوں ۱۹۰۱ کی تاریخ برآمد ہوتی ہے۔

[1] ملاحظہ کیجیے۔ اسی باب میں علامہ کا قطعہ "تاریخ وفاتِ شبلی"

[2] ص 19۔ مصنفہ خان بہادر سید مسعود حسن صاحب مسعود۔

کبھی کبھی شاعر بعض اشاروں سے کچھ گھٹانے کا مشورہ دیتا ہے۔ اسے 'تخرجہ' کہتے ہیں۔ اس طرح کی ایک ہی مثال ہمیں علامہ کے ہاں ملتی ہے۔ اور وہ ہے "مثنوی عقدِ گوہر" کی تاریخ (نمبر ۷ ج) جس میں 'سرِ اعدا' کے کاٹنے کا اشارہ کیا گیا ہے۔ یعنی آخری مصرعے کے اعداد ۱۹۰۱ سے ایک عدد نکالنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔ اور یوں اصل تاریخ ۱۹۰۰ برآمد ہوتی ہے۔

"ضرب" کے قاعدے سے تاریخ نکالنے کی صرف دو مثالیں علامہ کے ہاں ملتی ہیں۔ دونوں مثالوں کا تعلق جسٹس میاں محمد شاہ دین ہمایوں کی وفات سے ہے۔ پہلی تاریخ میں "علامہ فصیح" کے اعداد کو چار سے ضرب دینے کا اشارہ موجود ہے۔ دوسری تاریخ میں "المومن" کے الفاظ (۱۶۷) کو آٹھ سے ضرب دینے کا اشارہ واضح طور پر موجود ہے۔ جس سے ۱۳۳۶ھ کی تاریخ برآمد ہوتی ہے۔

اس جائزے سے ایک اور حقیقت بھی بے نقاب ہوتی ہے اور وہ یہ کہ یہ 'تکلف' بھی زیادہ تر علامہ کے ابتدائی دور کی تاریخوں میں برتا گیا ہے۔ بعد کی تاریخوں میں معروف طریقوں سے تاریخ نکالی گئی ہے۔ جملہ تاریخوں میں صرف دو تاریخیں ایسی ہیں جو 'مادۂ تاریخ' کے سنین کے مطابق نہیں لکھی گئی ہیں۔ شیخ عبدالحق کی تاریخ ان کی وفات کے سال ۱۹۱۳ء کے بعد ۱۹۱۴ء میں لکھی گئی ہے۔ ایک اور تاریخ پیر سید غلام حیدر شاہ کی ہے جن کا انتقال ۶ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ مطابق ۶ جولائی ۱۹۰۸ء کو ہوا تھا علامہ نے بعد میں رسالہ صوفی کے ایڈیٹر ملک محمد الدین کی فرمائش پر ۱۹۲۲ء میں کسی وقت کہی۔[1]

علامہ نے 'ابتدائی دور کی تاریخوں میں زیادہ سرگرمی دکھائی ہے۔ مختصر العروض کی تاریخ (۱۸۹۶ء) میں علامہ نے گیارہ اشعار استعمال کیے ہیں۔ 'مثنوی عقدِ گوہر' کے چھ قطعات میں کل سترہ اشعار استعمال ہوئے ہیں۔ لیکن وقت کے ساتھ علامہ کی دلچسپی کم ہوتی جاتی ہے اور وہ بسا اوقات ایک دو اشعار یا ایک مصرعے سے پوری تاریخ نکالنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

علامہ کی بیشتر تاریخوں میں ان کے ذاتی احساسات و جذبات ہی قوتِ محرکہ کے طور پر کام کرتے ہیں ہمارے تجزیے کے مطابق فرمائشی قسم کی تاریخوں کی تعداد بارہ سے زیادہ نہیں ہے لہٰذا یہ کہنا کہ علامہ فرمائشوں سے مجبور ہو کر ہی اس طرف مائل ہوتے تھے درست معلوم نہیں ہوتا

اس امر پر تو ہم بعد میں روشنی ڈالیں گے کہ علامہ کے "مادۂ تاریخ" ان کی اپنی ذہنی ورزش کا نتیجہ ہیں یا انہوں نے اس ضمن میں تاریخ گوئی کی لغات سے استفادہ کیا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ علامہ کے بیشتر مادہ ہائے تاریخ بے ساختہ ہیں اور بڑی خوبصورتی اور فن کاری سے انہیں نظم کیا گیا ہے

درج ذیل تاریخوں کو مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ نمبر ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۵، ۱۷، ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۹، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۹، ۴۰۔ لیڈی شہاب الدین کی تاریخ میں تو علامہ کمالِ فن کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ایک ہی قطعۂ تاریخ سے وہ ہجری اور عیسوی دونوں سنین برآمد کر لیتے ہیں۔ قرآنی آیات سے نکالی ہوئی تاریخیں بھی لاجواب ہیں۔ آیت کا انتخاب بہت سوچ سمجھ کر کرتے ہیں۔ جو اس شخصیت کے حال کے مطابق ہوتی ہے۔ علامہ کی نکتہ سنج طبعیت کی اس سے زیادہ خوبصورت مثال اور کیا ہو گی کہ وہ مشہور شاعر امیر مینائی کی تاریخِ وفات قرآن کی

---

[1] رسالہ صوفی دسمبر ۱۹۲۲ء ص ۲۲۔ مضمون "محمد حسین امین آبادی"

کی سورہ الشعراء کی ایک آیت سے نکالتے ہیں۔ ۱؎
علامہ کے بعض 'مادہ ہائے تاریخ' قرآنی آیات سے ماخوذ ہیں اور حسب حال ہیں۔

* مسجد داتا گنج بخش کی تاریخ نکالتے وقت ان کا ذہن پارہ ۱۵ کی اس ابتدائی آیت کی طرف جاتا ہے سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصٰی الذی بٰرکنا حولہ' لنریہ من آیٰتنا۔

* اپنی بیوی مختار بیگم کے انتقال کا مادہ اس مشہور حدیث "المبطون شہیدٌ" کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

* اسی طرح جب وہ اپنی بیوی (والدہ جاوید) کا قطعہ وفات لکھتے ہیں تو 'مازاغ' کا اشارہ قرآن کی اس آیت کی طرف ہے۔ "مازاغ البصر وما طغٰی"

* مولوی میر حسن کی تاریخِ وفات سورہ انبیا کی آیت ۱۰۶ سے نکالی ہے۔

تاریخی مادوں کو نظم کرنے میں بھی انہوں نے خاصی مہارت کا ثبوت دیا ہے۔ تصنع اور بناوٹ کے پہلو بہت کم ہیں وقت کے ساتھ ساتھ فنی پختگی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

اقبال جیسے مقصدی شاعر کے بارے میں یہ بات ہمیں حیرت میں ڈالتی ہے کہ وہ مادۂ تاریخ کی تلاش میں غلطاں رہتے ہیں۔ اصل میں ایسے کاموں سے ان کی طبیعت لگاؤ نہیں کھاتی تھی۔ بعض وجوہ سے وہ تاریخ نکالنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ اس سلسلے میں وہ تاریخ گوئی کی لغات سے استفادہ کرتے رہتے تھے۔ اس کا ثبوت ہمیں علامہ کے بعض قطعات سے بھی ملتا ہے۔ مثلاً وہ صاحبِ "ام التواریخ" کی تقلید میں داناکی کے ۶۲ اعداد لیتے ہیں اسی طرح وہ اپنی اہلیہ (والدہ جاوید اقبال) کی تاریخ "سرِ مازاغ" سے نکالتے ہیں اور یہ مادۂ تاریخ "گلبنِ تاریخ" مصنفہ میر مہدی حسین الم (ص ۵۵۸) اور آئینۂ تواریخ مصنفہ حکیم حافظ الٰہی بخش شائق (ص ۳۰) اور ام التواریخ مرتبہ حسین علی فرحت (ص ۳۳۲) میں موجود ہے۔ ۲؎

تاریخ گوئی کی اپنی لغات کا کمال ہے کہ بعض تاریخی مصرعوں میں توارد ہوا۔ مثلاً داغ کی وفات پر متعدد حضرات نے تاریخیں کہی تھیں اور دلچسپ بات یہ ہے کہ کئی تاریخوں میں "نواب میرزا داغ" آیا ہے اسی طرح کی مثالیں ہمیں شبلی اور علامہ اقبال کی تاریخ ہائے وفات میں بھی نظر آتی ہیں۔
عبداللہ قریشی اس ضمن میں رقمطراز ہیں۔

"..... مگر اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ ہجوم مصائب کی گھٹا ٹوپ تاریکی میں اقبال ان کتابوں کی ورق گردانی کرتے رہے ہوں گے قطعاً خلافِ واقعہ ہے" ۳؎

عبداللہ قریشی کا بیان محض جذباتی ہے اور تحقیق کی ٹھوس بنیاد پر قائم نہیں۔ علامہ ہجومِ مصائب کی اپنی گھٹا ٹوپ تاریکیوں" میں اسطرح کی کتب سے مدد لینے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ اس ضمن میں عبداللہ چغتائی کا بیان توجہ طلب ہے۔

" پروفیسر براؤن کا قطعہ علامہ نے کیمبرج یونیورسٹی کی درخواست پر لکھا۔ جب یہ خط علامہ کو ملا تو انہوں نے اسی وقت راقم سے تاریخ نکالنے والی کتاب منگوا کر ایک قطعہ تیار کیا" ۴؎

۱؎ سرسید مرحوم کی زندگی کے اس پہلو کو مدِنظر رکھا جائے کہ ان پر متعدد الزام لگائے گئے تھے تو علامہ کی تاریخ بے حد معنی خیز معلوم ہوتی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے "وہی موت دینے والا ہے" وہی درجات بلند کرنے والا اور پاک کرنے والا ہے (الزاموں اور بہتانوں سے) سورہ آلِ عمران ۲؎ بحوالہ صحیفہ مئی، جون ۱۹۶۸ء، ص ۷۲
۳؎ ایضاً ص ۷۶ ۴؎ اقبال کی صحبت میں ص ۲۰۱

یہ کتاب "آئینہ تواریخ (مرتبہ الٰہی بخش شائق) ہی ہو سکتی ہے، کیونکہ "مخلص تاریخ" اور "ام التواریخ" میں یہ مادہ موجود نہیں۔ آئینہ تواریخ میں یہ مادہ ص ۴۲۵ پر موجود ہے۔

اقبال کے زمانے تک تاریخ گوئی کی اپنی کتابوں کا چلن تھا۔ علامہ کے تاریخی مادوں کا ان کتب سے موازنہ کرنے سے بعض دلچسپ حقائق منکشف ہوتے ہیں علامہ نے اپنی تاریخوں کے لیے جو مادے بعینہٖ اخذ کیے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مادہ	ماخذ (۱) آئینہ تواریخ ص ۳۶۶	(۲) مخلص تاریخ ص ۵۵۲	(۳) ام التواریخ ص ۳۵۰
(۱) مادہ تاریخ وفات سلطان اسمٰعیل جان			
(۲) قطعہ تاریخ وفات شیخ عبدالحق	" ص ۳۶۷	" ص ۵۵۵	" ص ۳۵۱
(۳) وفات شاہ دین ہمایوں کا مادہ تاریخ	؎۱	" ص ۱۶۰	" ص ۱۲۳
(۴) ایضاً	"	" ص ۶۰	× ص ۱۶۷
(۵) تاریخ شکست یونان	×	" ص ۶۶۲	" ص ۴۷۰
(۶) قطعہ وفات پیر سید حیدر شاہ	آئینہ تواریخ ص ۳۶۶	" ص ۵۵۲	" ص ۳۵۰
(۷) تاریخ وفات ای۔ جی براؤن	" ص ۴۲۵	×	×
(۸) تاریخ وفات مولوی میر حسن	" ص ۳۶۹	×	×
(۹) والدہ ماجدہ کے انتقال پر	" ص ۳۶۹	مخلص تاریخ ص ۵۵۶	ام التواریخ ص ۳۵۲
(۱۰) والدہ جاوید اقبال کے انتقال پر	" ص ۳۷۰	" ص ۵۵۸	" ص ۳۵۵

کبھی یہ بھی ہوا ہے کہ علامہ نے دو مختلف ٹکڑوں کو جوڑ کر مادۂ تاریخ نکالا ہے اور یہ دو بامعنی ٹکڑے بھی انہوں نے تاریخ گوئی کی لغات سے منتخب کیے ہیں۔ ایسے مادہ ہائے تاریخ حسبِ ذیل ہیں۔

مادہ	دو ٹکڑے	ماخذ
(۱) کتابچہ شالامار باغ کی سیر:	(i) باغ جاں فزا (ii) تصویر	(i) ام التواریخ ص ۳۱۲، ۲۱۹ (ii) مخلص تاریخ ص ۲۹۲، ۳۳۲ (iii) آئینہ تواریخ، لفظ تصویر ص ۲۵۶
(۲) کلام فوق کی تاریخ	(i) کمال (ii) نفر	(i) مخلص تاریخ ص ۴۹ (ii) آئینہ تواریخ ص ۳۳۶ [۹۱ کی ذیل میں صرف لفظ کمال]
(۳) وفات ظہیر دہلوی		(i) ام التواریخ ص ۶۰ (ii) مخلص تاریخ ص ۵۶ (iii) آئینہ تواریخ ص ۴۶
(۴) تاریخی نام فرزند کشن پرشاد		(i) ام التواریخ ص ۴۶ (ii) مخلص تاریخ ص ۴۸ (iii) آئینہ تواریخ ص ۱۹۹
(۵) وفات نواب وقارالملک	لفظ انجام لفظ بخیر صرف لفظ انجام	(i) مخلص تاریخ ص ۲۹ (ii) " ص ۹۱ (iii) آئینہ تواریخ ؎۲
(۶) تاریخ آزادی ترکستان	صرف لفظ "غیب بینی"	(i) مخلص تاریخ ص ۵۵۶
(۷) کشن پرشاد کے صدرِ اعظم ہونے پر	لفظ "جان سلطان"	(i) ام التواریخ ص ۸۸ (ii) مخلص تاریخ ص ۸۳ (iii) آئینہ تواریخ ص ۹۶
(۸) تاریخ وفات بیگم احمد یار دولتانہ		(i) ام التواریخ: عدد ۱۵۲ کی ذیل میں (ii) مخلص تاریخ ص ۵۲ (iii) آئینہ تواریخ ص ۱۵۲ صرف لفظ آسمان

؎۱ عدد ۱۳۳۴ کی ذیل میں ؎۲ کتاب مذکورہ میں لفظ "بخیر" موجود نہیں۔

(۹) تاریخ وفات مختار بیگم	ام التواریخ ص ۲۸۱، گلبنِ تاریخ ص ۱۲۱، آئینۂ تواریخ ص ۳۰۳، ص ۱۵۹ [1]
(۱۰) وفات منشی محبوب عالم	ام التواریخ ص ۵۷ (صرف لفظ میلے)
(۱۱) وفات لیڈی شہاب الدین	گلبنِ تاریخ ص ۱۱۶ (صرف لفظ نبرپی)
(۱۲) نادرہ مسعود کی پیدائش پر	ام التواریخ ص ۱۲۸ [صرف لفظ باسعادت]
	گلبنِ تاریخ ص ۲۶۱ "
	آئینۂ تواریخ ص ۲۰۹ "

اس ضمن میں علامہ کا طریقِ کار یہ رہا ہے کہ وہ اپنے ممدوح کے نام کے اعداد نکال لیتے ہیں اور مطلوبہ سنہ سے یہ اعداد نکال کر اسے لغات میں تلاش کرتے ہیں۔ اس عدد کے ذیل میں جو بھی مناسب لفظ یا ترکیب ملے وہ لے لیتے ہیں۔ ایسے موقع پر وہ دو امور کا بطورِ خاص خیال رکھتے ہیں اول وہ لفظ یا ترکیب خلاف محل نہ ہو، دوم یہ کسی بحر میں آتا ہو، مثال کے طور پر تاریخ آزادیٔ ترکستان (۱۳۴۱ھ) میں انور پاشا کا حوالہ ناگزیر تھا۔ انور کے (۲۵۷) اعداد کو ۱۳۴۱ سے منہا کرنے کے بعد ۱۰۸۴ اعداد رہ جاتے ہیں۔ آئینۂ تواریخ اور گلبنِ تاریخ میں ان اعداد کی ذیل میں جو الفاظ اور تراکیب درج ہیں ان میں علامہ کو "غیب بینی" کی ترکیب پسند آجاتی ہے اور وہ لفظ "انور" سے جوڑ کر "غیب بینیٔ انور" کا مادہ اخذ کر لیتے ہیں جس کے اعداد جمل کے قاعدے کے مطابق ۱۳۴۱ھ ہی بنتے ہیں۔ یہی صورت ہمیں نواب وقار الملک کے مادۂ تاریخ میں بھی نظر آتی ہے۔ مہاراجہ کشن پرشاد کے فرزند کا تاریخی نام رکھتے وقت وہ اس نام کے ساتھ صرف 'عالم پناہ' کا لفظ بڑھا دیتے ہیں اور یہ مادہ انہیں مطلوبہ عدد کی ذیل میں لغات میں مل جاتا ہے۔

۱۹۰۱ء تک لکھے جانے والے پہلے دس مادہ ہائے تاریخ لغت کی کسی کتاب میں موجود ہیں۔ جبکہ ۱۹۲۲ء کے بعد کے تمام مادے (تعداد ۱۳) کسی نہ کسی لغت سے ماخوذ ہیں۔ ۱۹۰۱ء اور ۱۹۲۲ء کے دوران سترہ [17] تاریخیں کہی گئی ہیں جن میں سے نو [9] تاریخیں لغت کی کتابوں سے ماخوذ ہیں۔ یوں گویا چالیس مادوں میں سے بائیس [22] مادے ماخوذ ہیں جبکہ صرف اٹھارہ مادے بظاہر طبع زاد معلوم ہوتے ہیں۔ تاہم اس امکان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ ان مادوں کے ضمن میں علامہ کا ماخذ کوئی اور کتاب ہو جس تک ہماری رسائی نہ ہو۔ اس ضمن میں اقبال کے قریبی دوست منشی محمد دین فوق کا یہ بیان قابلِ توجہ ہے "سر سید احمد خان، امیر مینائی اور بعض اور اکابر کی تاریخیں انہوں نے خود قرآن کریم سے اخذ کیں۔۔۔۔ ظہیر دہلوی کی وفات (۱۹ مارچ ۱۹۱۱ء) کے سلسلے میں منعقد ہونے والے ماتمی جلسے میں، جس کے آپ صدر بھی تھے، وہیں بیٹھے بیٹھے تاریخ نکالی، تاریخ شالا مار باغ بھی فی البدیہہ کہی تھی۔" [2]

ان حقائق سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ علامہ ۱۹۰۷ء کے بعد خاص طور پر تاریخی مادوں کی لغات پر بھروسہ کرتے تھے۔ جوں جوں ان کی مصروفیات بڑھتی گئیں، علامہ تاریخ گوئی سے نفور اور ان لغات پر تکیہ کرنے پر مجبور ہوتے گئے۔ عجیب و غریب اور برجستہ مادوں کی تلاش ان کا مشغلہ بن سکی۔ اس ضمن میں 'گلبنِ تاریخ' اور آئینۂ تواریخ ہی علامہ کا ماخذ ہیں۔ یہاں اس امر کی وضاحت غالباً بے محل نہ ہوگی کہ تینوں کتابوں میں بیشتر مادے مشترک ہیں اور نقل در نقل کی دلچسپ مثال پیش کرتے ہیں۔

---

[1] ام التواریخ میں مادے کا دوسرا ٹکڑا "منزل کرد" موجود نہیں ہے۔ [2] بحوالہ قلمی ڈائری، از منشی محمد دین فوق مملوکہ عبداللہ قریشی

۲ بدیہہ گوئی/فردیات

بدیہہ گوئی اور فردیات کے عنوان سے اس باب میں ان اشعار پر گفتگو کی جارہی ہے جو کسی سلسلہ خیال کی کڑی نہیں ہیں بلکہ کسی فیضانی لمحے کی یادگار ہیں جو بطور خاص علامہ سے متعلق سوانحی کتب میں محفوظ ہو گئے ہیں۔

بدیہہ گوئی، قریب قریب برجستہ گوئی کے مترادف ہے۔ ناقدین نے اس کی تعریف یوں کی ہے

"ایسے چبھتے جملے کہ جو صورتِ حال سے مطابق ہوں اور برموقع بھی۔ لیکن ان کا مطلب جداگانہ ہو اور کسی کی اعلیٰ خیالی کو ڈھیر کر کے رکھ دیں" [1]

بدیہہ گوئی 'آمد' سے مختلف چیز ہے۔ 'آمد' ایسی کیفیت کا نام ہے جس میں شاعر کسی شعوری کوشش کے بغیر ہی شعر پہ شعر کہتا چلا جاتا ہے۔ ایسے اشعار میں بلا کی سادگی اور روانی ہوتی ہے۔ ان اشعار میں جو خیالات ادا کیے جاتے ہیں وہ پہلے سے شاعر کے لاشعور میں محفوظ ہوتے ہیں۔ کوئی مخصوص واقعہ، خیال جذبہ بلکہ اکثر اوقات کوئی کیفیت آمد کا سبب بن جاتی ہے۔ آمد کے لیے یہ ضروری نہیں کہ شعر اس صورت میں وارد ہوں کہ ان میں فنی بہتری کی گنجائش بالکل موجود نہ ہو۔ علامہ کی بیاضوں اور مسودات سے معلوم ہوتا ہے کہ آمد کی کیفیت میں کہے ہوئے اشعار کو علامہ نے خوب سے خوب تر بنانے کے لیے اصلاحات کیں۔

آمد کے اشعار اور بدیہہ گوئی میں ایک بنیادی فرق بھی ہے۔ آمد کے برعکس بدیہہ گوئی میں سنجیدگی اور متانت کم، سطحیت زیادہ ہوتی ہے۔ اسطرح کے اشعار بجلی کا لپکا ہے کہ پل بھر میں اپنی جھلک دکھا کر غائب ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان اشعار کو علامہ نے اپنے مجموعوں میں شامل نہیں کیا۔

علامہ کے کلام میں بعض قطعات اور اشعار فرمائشی نوعیت کے ہیں۔ انہیں بدیہہ گوئی میں شامل نہیں کیا گیا۔ اس لیے کہ ان اشعار کی تصنیف میں شاعر کی شعوری کوششوں کو دخل ہوتا ہے۔ علامہ کے تاریخی قطعات بھی اسی ذیل میں آتے ہیں۔ باقیات اقبال میں طرح مصرع پر لکھی جانے والی غزلوں اور دیگر فرمائشی نظموں کی تعداد بھی اچھی خاصی ہے۔

"فردیات" کے عنوان کے تحت وہ اشعار پیش کیے جا رہے ہیں جو سنجیدہ ہیں اور شعوری کاوش کا نتیجہ معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے مطالعے سے ایک اور تاثر بھی ابھر کر سامنے آتا ہے وہ یہ کہ بعض اشعار کسی گم شدہ غزل یا نظم کا حصہ تھے اور اب اصل نظم یا غزل سے بچھڑے ہوئے ہیں۔ یہ جائزہ دو ذیلی عنوانات کے تحت لیا جائے گا، بدیہہ گوئی اور فردیات۔ واضح ہو کہ طنز و مزاح کی ذیل میں آنے والے اشعار اس جائزے میں شامل نہیں ہیں ان کا ذکر دوسرے دور کے کلام کے ساتھ کیا گیا ہے۔

بدیہہ گوئی

ایک دفعہ مولوی میر حسن کسی کام کے لیے گھر سے باہر نکلے، احسان نامی ایک بچہ ان کے ہمراہ تھا۔ شاہ صاحب نے فرمایا "اقبال اسے گود میں اٹھا لو" اقبال نے اسے اٹھا تو لیا مگر تھوڑی دور چل کر تھک گئے۔ چنانچہ انہوں نے 'احسان' کو کسی دکان کے تختہ پر کھڑا کر دیا اور خود سستانے لگے۔ شاہ صاحب بہت آگے نکل چکے تھے، اقبال کو نہ پا کر لوٹے

[1] طنز و مزاح کا تنقیدی جائزہ: خواجہ عبدالغفور ص ۸۷

اور ان کے قریب پہنچ کر کہا۔ ؎ اقبال! اس کی برداشت بھی دشواری ہے"

اقبال کے منہ سے بے اختیار نکلا " تیرا احسان بہت بھاری ہے" [1]

۲:- علامہ نے اپنے استاد میر حسن کے بیٹے سید محمد تقی کے کبوتر بازی کے شوق پر درج ذیل شعر کہا۔

دل میں آئی جو تقی کے تو کبوتر پالے + جمع لالا کے کیے 'لال' ہرے مٹیالے

اِن میں ایسے ہیں جو ہیں پہروں کو اڑنے والے + ...

اب یہ ہے حال کہ آنکھیں ہیں کہیں پاؤں کہیں + پاؤں کے نیچے نامعلوم زمیں ہے کہ نہیں۔ [2]

۳:- ۱۹۰۲ یا ۱۹۰۱ء میں علامہ نے انجمن حمایتِ اسلام کے جلسے میں جب یہ دیکھا کہ انجمن کی دو پارٹیاں باغبان پورہ اور مزنگ، ایک دوسرے پر طعن کرتی ہیں تو آپ نے بطورِ طنز یہ کہا۔

؎ دو عملی میں ٹھہرا ہے آشیاں ہمارا (*) [3]

۴:- ۱۹۰۱ء میں انجمن حمایتِ اسلام کے انیسویں اجلاس میں مولانا الطاف حسین حالی تشریف لائے۔ لیکن حالی کی آواز تمام مجمع تک پہنچ نہیں پا رہی تھی۔ چنانچہ علامہ اقبال سے نظم پڑھنے کی درخواست کی گئی۔ علامہ نے حالی کی نظم پڑھنے سے پہلے یہ رباعی پڑھی

مشہور زمانے میں ہے نامِ حالی + معمور مئے حق سے ہے جامِ حالی

میں کشورِ شعر کا نبی ہوں گویا + نازل ہے مرے لب پہ کلامِ حالی [4]

۵:- اقبال کی بدیہہ گوئی کا ذکر عطیہ فیضی نے اپنی ڈائری میں ۲۲ جون ۱۹۰۷ء کے اندراج کے تحت یوں کیا ہے

"(آج) میرے یہاں ایک تقریب کا انتظام کیا گیا۔ جس میں ممتاز اور نامور ہندوستانی اور انگریز شریک تھے۔ ڈاکٹر انصاری نے چند گانے سنا کر ہم کو محظوظ کیا۔ لارڈ سنہا کی صاحبزادیوں "کمولا" اور "رمولا" نے موسیقی سے مسرور کیا اور اقبال نے چند مزاحیہ اشعار سنائے جو فی البدیہہ کہے گئے تھے اور جن میں موجود ہر اہم مہمان کے بارے میں ان کی خصوصیت کے متعلق مبالغہ آمیز طریقہ سے تبصرہ کیا گیا تھا۔ جنہیں سن کر ہم سب نے خوب ہی قہقہے اڑائے [5] رات کھانے پر ہمارے یہاں ایک مہمان آئیں۔ جن کے بال بہت خوبصورت اور سنہری تھے اور چونکہ وہ بہت نوعمر تھیں اس لیے ان کے رخساروں پر نرم نرم سنہری روئیں زیادہ نمایاں تھے۔ اقبال نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے اردو کا یہ شعر پڑھا۔ ؎

اسکے عارض پر سنہری بال ہیں
ہو طلائی استرا اس کے لیے۔

بذلہ سنجی کے اس سحر انگیز مظاہرے پر میں کھل کھلا کر ہنس پڑی" [6]

۶:- نواب زادہ خورشید علی خان (پیدائش ۲۶ جنوری ۱۹۰۹ء) کی سالگرہ کی محفل میں اقبال شریک تھے جب علامہ جانے لگے تو میزبان نے کہا "جیل سنگھ سے کہو موٹر لائے اب ہم جاتے ہیں"۔ نواب ذوالفقار علی خان

(*) یہ مصرع وزن میں نہیں ہے۔ 'دو عملی' کی جگہ کوئی اور لفظ ہوگا۔ موجودہ مصرع میں لفظ "دو عملی" میں 'م' مشدد ہو جاتا ہے

[1] زندہ رود جلد اول ص ۶۱، روزگارِ فقیر جلد اول ص ۵۸ [2] بحوالہ میاں محمد شفیع، ہمایوں اپریل ۵۳ (شعر کا چوتھا مصرع موصوف کو یاد نہیں رہا) [3] اقبال کی صحبت میں: عبداللہ چغتائی ص ۵۷ [4] سرودِ رفتہ ص ۲۰۱، روایاتِ اقبال (ص ۹۰) میں 'نازل' کی جگہ 'جاری' لکھا ہے جو درست نہیں۔ [5] اقبال از عطیہ بیگم: ترجمہ ضیاالدین ص ۲۹ [6] ایضاً ڈائری ۳ ستمبر ۱۹۰۷ء

نے انہیں ٹھہرنے کا مشورہ دیا۔ علامہ نے فرمایا "اچھا ذرا ٹھہر کر چلے جائیں گے اور یہ شعر پڑھا ؎

غنیمت ہے نواب صاحب کی محفل
گھڑی بھر میں اس جا نہ ہم ہیں نہ تم ہو۔ [۱]

۷۔ نواب زادہ خورشید علی خان کے حوالے سے ایک شعر کا ذکر عبدالمجید سالک نے ذکر اقبال میں کیا ہے۔ لکھتے ہیں
"کوٹھی زر افشاں (کوئنز روڈ) لاہور کے سبزہ زار پر یوکلپٹس کے درخت تھے جن سے گوند نکلا کرتی تھی۔ نواب زادہ جن کی عمر اس وقت کوئی نو دس سال کی ہوگی، دن بھر ان درختوں سے گوند کھرچ کھرچ کر ڈبوں میں بھرا کرتے تھے۔ نواب زادہ کا بیان ہے کہ علامہ ہماری موٹر کار میں آتے اور اترتے ہی مجھے بلاتے، چھوٹے میاں کیا کر رہے ہو؟ میں کہتا گوند نکال رہا ہوں تو فرماتے "چھوٹے میاں نے گوند نکالی درخت سے" میں کہتا بس آپ کی شاعری ایک ہی مصرعے پر ختم ہو گئی فرماتے ہاں بھئی ابھی تو ایک مصرعہ ہوا ہے۔ میں روز شکایت کرتا کہ آپ کیسے شاعر ہیں دوسرا مصرع ہی نہیں کہہ سکتے۔ ایک دن تشریف لائے تو فرمایا۔ لو چھوٹے میاں آج ہم نے دوسرا مصرع بھی کہہ دیا ؎

چھوٹے میاں نے گوند نکالی درخت سے
اور ہو گی ان کی شادی کسی نیک بخت سے [۲]

۸۔ دوستوں کی نوک جھونک کی صورت میں علامہ نے متعدد اشعار برجستہ طور پر کہے تھے لیکن انہیں ضبطِ تحریر میں لایا نہ جا سکا اس سلسلے کی ایک روایت میاں بشیر احمد ایڈیٹر ہمایوں کی ہے لکھتے ہیں:
"والد بزرگوار کے کاغذات میں ایک پرزہ نکلا جس کے ایک طرف ایک دعوت کی تقریب میں اقبال نے میز کی ایک طرف سے اپنی دو شعر لکھ کر بھیجے اور جواب میں والد نے اسی زمین میں یہ شعر لکھا۔ دو دوستوں میں خوب نوک جھونک ہوئی۔ ان اشعار کے نقل کرنے کا یہ موقع نہیں" [۳]
حیدر آباد دکن سے ظفریاب ایک رسالہ "ادیب" نکالتے تھے یہ رسالہ ماہانہ تھا۔ اس کے مئی ۱۹۱۱ء کے شمارے میں ایک مضمون "نورتن" کے نام سے شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں صاحب مضمون نے مختلف ادباء کے اشعار اور اقوال جمع کیے ہیں۔ اقبال کا ایک شعر بھی اس میں درج ہے وہ یہ ہے۔ ؎

ہر چند تو ہے منع ہمیں اے طبیب عشق
کیا ضعف ہو زیادہ تو غش بھی نہ کھائیں ہم [۴]

۹۔ میر حسن کے صاحبزادے علی نقی نے پنجاب کے گورنر سر میلکم ہیلی کی دعوت کی تو علامہ نے ایک شعر لکھ کر علی نقی کو دیا۔ جنہوں نے خوشخط لکھوا کر اس تقریب میں گورنر کو پیش کیا شعر یہ تھا ؎

پنجاب کی کشتی کو دیا اس نے سہارا
تابندہ ہمیشہ رہے ہیلی کا ستارہ [۵]

اس شعر میں ڈاکٹر صاحب نے یہ رعایت رکھی تھی کہ مشہور ستارہ شناس 'ہیلی اڈمنڈ' کی پنجاب کے گورنر سے نسبت تلاش کی گئی تھی۔

---

[۱] روایات اقبال ص ۱۵۶
[۲] ذکر اقبال ص ۲۶۶
[۳] ملفوظات اقبال از محمود نظامی طبع اول ص ۲۹
[۴] روزنامہ جنگ ۲۳ اپریل ۱۹۶۷، رسالہ نیرنگ 'اقبال ۷۷' ص ۱۶۱
[۵] باقیات اقبال ۵۰۲

(۳۹) یو پی کے علی بہادر حبیب اللہ انگلینڈ سے واپس آئے تو علامہ نے پوچھا "کیوں بھئی ولایت ہو آئے"
اس سوال کے جواب میں حبیب اللہ صاحب فخریہ انداز میں بولے
"جی ہاں! میں تو آٹھ سال کی عمر ہی میں انگلینڈ چلا گیا تھا۔ اس جواب کو سن کر ڈاکٹر صاحب
کی رگِ ظرافت پھڑکی۔ ان سے رہا نہ گیا۔ مسکرا کر کہا پھر تو آپ کو یوں کہنا چاہیے۔ ؎

"میموں کے سائے میں ہم، پل کر جواں ہوئے ہیں" ؎۱

۱۰:- اقبال نے ایک خط میں گرامی کو لکھا
"دردِ نقرس نے پائے قلم اور پائے عمل دونوں کو لنگ کر رکھا ہے۔ زمانے کی ہوا بیماریوں
میں بھی جمہوریت کی روح پھونک رہی ہے۔ ورنہ نقرس کو کہ امراء کی بیماری ہے ہم فقیروں سے
کیا کام بہرحال خدا کا شکر ہے ؎

یہ بھی ترا کرم ہے کہ نقرس دیا مجھے
صحت میں گو فقیر، مرض میں امیر ہوں ؎۲

۱۱:- شیخ اعجاز احمد کی روایت ہے
"ایک مرتبہ مسلمانوں کے ایک پبلک جلسہ میں ان کا فی البدیہہ کہا ہوا ایک شعر بھی سننے کا اتفاق ہوا۔
یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں اسلامیہ کالج میں پڑھتا تھا۔ ریواز ہاسٹل کے قریب برکت علی محمڈن ہال میں یہ
جلسہ ہوا تھا۔ جس میں شمولیت کے لیے آنے والوں کے لیے ہال میں جگہ ناکافی تھی۔ اس لیے شور اتنا تھا کہ کان پڑی
آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ منتظمین بہت کوشش کر رہے تھے کہ سامعین خاموش ہوں تو جلسہ کی کاروائی شروع
کی جائے لیکن ان کی کوشش ناکام ہو رہی تھی۔ آخر چچا جان سے کہا گیا کہ وہ سامعین کو خاموش ہو جانے کے
لیے کہیں۔ وہ کھڑے ہوئے۔ شور کچھ کم ہوا۔ انہوں نے یہ شعر پڑھا تو سامعین بالکل خاموش ہو گئے۔

؎ شور اتنا ہے کہ قصابوں کی ہو جیسے برات
آئیے لاہور کے لوگوں کا جلسہ دیکھئے ؎۳

اقبال کا یہ شعر علامہ تاجور نجیب آبادی نے بزم ادب سناتن دھرم کالج لاہور کے دوسرے یادگار مشاعرے
منعقدہ ۱۲ فروری ۱۹۴۵ء کی روداد بہ عنوان "بزم ادب کا ممتاز مشاعرہ" میں بھی نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں
"آج سے ۲۵، ۲۶ سال پہلے لاہور کے ایک مشاعرے میں عوام کی بے راہروی اور شور و غوغا دیکھ کر
علامہ مرحوم نے جلسے ہی میں فی البدیہہ یہ شعر پڑھا تھا" ؎۴ اس بیان کی روشنی میں مندرجہ بالا شعر کا زمانہ
تصنیف ۱۹۱۸ یا ۱۹۱۹ء متعین ہوتا ہے۔

؎۱ روزگارِ فقیر جلد اول ص ۸۶
؎۲ مکاتیبِ اقبال بنام گرامی ص ۲۹ ؎۳ ملفوظِ اقبال ص ۱۲۵، روزگارِ فقیر (ص ۳۱۲) کے مرتب
نے بھی اس شعر کو نقل کیا ہے ان کے بقول یہ شعر آغا حشر کاشمیری کی پہلی دفعہ لاہور آمد کے موقع پر بزم ادب کی استقبالیہ
مجلس میں پڑھا گیا۔ ؎۴ صحیفہ اقبال ع ۷۳ ص ۲۱۲۔

۱۲:- ڈاکٹر صاحب کے محلے میں اکبر خان نامی ایک شخص بوٹوں کی دکان کرتا تھا۔ اِن کے صاحبزادے کی شادی تھی۔ رنڈی ایک غزل گا رہی تھی، ردیف تھی "نظر آئے"۔ گھر آئے۔ علامہ نے اسی زمین میں ایک پرزے پر یہ شعر لکھ کر رنڈی کے حوالے کیا۔ جس نے اسی لے میں یہ شعر بھی پڑھ دیا ؎

ہے میری زباں پر یہ دعا چور ہو ایسا
اکبر کی دکان پر نہ کوئی شوز نظر آئے۔

یہ سن کر محفل بے اختیار ہنس پڑی اور اکبر خان خفیف ہو گئے۔ [1]

۱۳:- ایک دفعہ والدہ جاوید اقبال سیالکوٹ آئی ہوئی تھیں۔ لاہور سے حضرت علامہ کا خط آیا تو انہوں نے اِس میں ایک پہیلی بھی لکھی اور ساتھ یہ شرط لگائی کہ اگر آپ بوجھ سکیں تو سب کو مٹھائی کھلائیں۔ حسنِ اتفاق سے وہ نہ بوجھ سکیں اور سب نے مزے سے مٹھائی کھائی۔ پہیلی یہ تھی ؎

وہ ایسی پارسا ہے ہر قدم سجدے میں رہتی ہے
زباں خاموش رکھتی ہے مگر ہر بات کہتی ہے۔ جواب [قلم] *

۱۴:- اقبال کو آموں سے خاص رغبت تھی اکبر الہ آبادی الہ آباد سے آموں کے ٹوکرے بطورِ تحفہ اقبال کے لیے بھیجا کرتے تھے ایک دفعہ لنگڑا آم کا ایک پارسل بھیجا گیا۔ علامہ نے رسید کے طور پر یہ شعر اکبر الہ آبادی کو لکھ کر بھیجا۔ ؎

اثر یہ تیرے اعجازِ مسیحائی کا ہے اکبر
الٰہ آباد سے لنگڑا چلا لاہور تک پہنچا۔ [2]

۱۵:- دھمتوڑ (ایبٹ آباد) کی مشہور شخصیت فقیرا خان جدون نے اسرارِ سرحد نامی ایک اخبار نکالا جس پر علامہ اقبال نے یہ شعر کہا۔

نکالا ہے فقیرا خاں نے اخبار
کرے گا منکشف اسرارِ سرحد۔ [3]

۱۶:- نواب نثار علی خان قزلباش رئیسِ اعظم لاہور کے چھوٹے بھائی تکمیلِ تعلیم کے بعد جب لندن سے واپس وطن آئے تو نواب صاحب نے اظہارِ مسرت کے لیے احباب کو ہلیٹ وسیع پیمانے پر ایک پر تکلف دعوت دی۔ اس دعوت میں اقبال کے علاوہ ظفر علی خان اور سید محسن شاہ بھی شریک ہوئے۔ ظفر علی خان اور علامہ اقبال نے سید محسن شاہ سے کہا کہ دعوت کے اختتام پر وہ انہیں ہمراہ لے جائیں۔ لیکن دعوت کے بعد محسن شاہ موٹر سمیت غائب تھے۔ اس موقع پر ظفر علی خان نے ارتجالاً چند اشعار موزوں کیے۔ ؎

کر نہیں سکتی ہمارا انتظار + بے وفا موٹر ہے محسن شاہ کی

علامہ اقبال نے یہ اشعار سُن کر کہا کہ موٹر کی بے حیائی پر یوں کہنا چاہیے۔ کہ

بے حیا موٹر ہے محسن شاہ کی۔

چنانچہ ظفر علی خان نے شعر کو یوں مکمل کیا ؎

غیر سے نہیں لیکہ اس کی رسم وراہ + بے حیا موٹر ہے محسن شاہ کی [4]

---

[1] روایت خواجہ برکت علی، "روایات اقبال" ص ۱۸۲
[2] علامہ اقبال اور اکبر الہ آبادی از ڈاکٹر وحید [illegible] شاہین مشمولہ صحیفہ اقبال نمبر ۱۹۷۸ ص ۱۹۷
[3] م بشیر صاحب نے ایک انٹرویو میں راقم الحروف سے یہ روایت بیان کی
[4] محسن شاہ کی موٹر، "چمنستان" ظفر علی خان ص ۱۳۵ - ۱۳۶
* [illegible] دیوان حافظ ص ۹۳

۱۷ :- متحدہ ہندوستان میں جب مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات کے نتیجے میں صوبائی اور مرکزی اسمبلی کے انتخابات کا وقت آیا تو کسی من چلے نے ووٹروں کے پھانسنے اور دعوتوں کے پروگراموں پر طنز کرتے ہوئے ایک مصرع موزوں کر دیا تھا۔ ووٹ حاضر ہے اگر چائے کی پیالی مل جائے ۔ یہ مصرع پورے لاہور میں زبان زد خاص و عام ہو گیا۔ ڈاکٹر صاحب کے سامنے بھی کسی نے ازراہِ تفنن یہ مصرع دہرا دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے مصرع سنتے ہی برجستہ یہ شعر کہا۔ ؎

چلبلی، شوخ طرحدار شرابی مل جائے۔
نوجواں مرتے ہیں جس پر وہی "بالی" مل جائے۔ [۱]

اس زمانے میں لاہور کے رؤسا اور نوجوان طبقے میں شہر کی مغنیہ "اقبال بیگم عرف بالی کی بڑی دھوم تھی۔ علامہ نے اس برجستہ شعر میں "حصول ووٹ" کو حصولِ طوائف کے برابر قرار دیا۔

۱۸ :- نواب بھوپال کے ایک اعلیٰ افسر اقبال حسین خان نے علامہ کے سفر بھوپال (مئی ۱۹۳۱ء) کے دوران علامہ کو اپنی نظم کے یہ تین اشعار سنائے۔

کوئی تمنا بھری نظر سے چھپے، بھلا، کیوں نقاب کیسا؟ + ضیاء العفت اگر سلامت، حجاب کیسا، جاب کیسا۔
نعل گیتی کیوں یہ بہکی باتیں، قدم ترے کیسے لڑکھڑائے + نسیم کوچہ سے کس کے آئی؟ بہک رہا ہے گلاب کیسا۔
کسی کی مست انکھڑیوں میں واعظ، حلاکت تلطف کی پیٹے پائی + تجھے مبارک تری نصیحت، مری خطا کا حساب کیسا۔

یہ اشعار سن کر علامہ پر ایک کیفیت سی طاری ہو گئی۔ علامہ نے فرمایا آپ نے اپنی غزل کے مطلع کے دونوں مصرعوں میں ایک ہی بات ادا کی ہے۔ غزل کا مطلع یکھیے۔ ارشاد ہوا ؎

نگاہ بے پردہ سوز میری، نقاب کیسا حجاب کیسا
تمہاری ان پردہ بندیوں کا، گلا ہے تم کو جواب کیسا۔ [۲]

---

۱۹ :- ایوانِ رفعت، بمبئی میں جہاں عطیہ فیضی کی دعوت کی ایک پارٹی میں بہت سے لوگ شریک تھے علامہ نے ایک کاغذ طلب کیا اور ایک شعر لکھ کر عطیہ فیضی کے حوالے کیا۔ ؎

عالم جوشِ جنوں میں ہے، روا کیا کیا کچھ
کہیے کیا حکم ہے؟ دیوانہ بنوں یا نہ بنوں

عکسی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شعر ۱۰ ستمبر ۱۹۳۱ء کو لکھا گیا تھا۔ [۳]

---

۲۰ :- وائسرے کے دربار پر طنز کرتے ہوئے ایک دفعہ یہ شعر کہا۔

؎ کیا خوب یہ عالم ہے، ادھر مد ہے ادھر جذر
اک ہاتھ میں دستور ہے اک ہاتھ میں ہے نذر [۴]

---

۲۱ :- حکیم یوسف حسن کا بیان ہے۔

" ایک دن میں نے علامہ سے گذارش کی کہ نیرنگِ خیال کے لیے کوئی نظم دیجیے۔" انہوں نے فرمایا نئی چیز کوئی نہیں ہے۔ میں نے یاد دلایا کہ "جب میں پہلی مرتبہ حاضر ہوا تھا تو آپ نے حاضرین کو ایک شعر سنایا تھا ؎

یہ نیڈت یہ شیخ یہ ملا یہ لالے
یہ سب پیٹ ہیں اور ہم تر نوالے

---

[۱] روزگارِ فقیر جلد اول۔ ص ۱۰۱ [۲] بہ روایت اقبال حسین خان "اقبال اور بھوپال" ص ۲۶
[۳] نگار لکھنؤ ۔ جولائی ۱۹۵۰ء نمبر میں بھی یہ شعر شائع ہوا ہے۔ علامہ نیاز فتح پوری نے اس شعر میں بعض خامیاں تلاش کی ہیں۔
[۴] سالنامہ احسان لاہور ۱۹۳۷ء بحوالہ باقیاتِ اقبال طبع سوم ص ۲۴۳

:- اس کے بعد کچھ اور شعر ہوئے ہوں گے؟ کہنے لگے اور کوئی شعر نہیں ہوا وہی ایک ہے۔ پھر تھوڑی دیر بعد فرمایا
اچھا لکھو پھر درج ذیل اشعار لکھوائے ؎

یہ مکتب یہ اسکول یہ پاٹھ شالے + یہ تکیے یہ مندر یہ گرجے شوالے
یہ پنڈت یہ شیخ یہ مُلّا یہ لالے + یہ سب پیٹ ہیں اور ہم ترنوالے
غریبوں کا دنیا میں اللہ والی۔

وطن کیا ہے اک فوجِ سرمایہ داری + بڑے سیٹھ ہیں قوم کے یہ بھکاری
وہ دیکھو چلی آرہی ہے سواری + نئے جال لائے پرانے شکاری
غریبوں کا دنیا میں اللہ والی۔

حکیم یوسف حسن نے یہ دونوں بند نیرنگِ خیال لاہور کے سالنامہ ۱۹۲۸ء میں بعنوان "علامہ اقبال کا تازہ ارشاد" شائع کیے۔ لیکن اس سے پہلے یہ بند ۲۱ دسمبر ۱۹۲۷ء کے اخبار "کشمیری" میں شائع ہو چکے تھے۔ یہ اشعار ان دنوں کی یادگار ہیں جب ۱۹۲۷ء میں علامہ اقبال اپنے معروف انگریزی خطبات تیار کر رہے تھے [۱]

۲۳:- غالباً ۱۹۲۹ کا واقعہ ہے کہ سیالکوٹ کی انجمن اسلامیہ کا سالانہ اجلاس تھا جس کی صدارت علامہ اقبال کر رہے تھے جلسے میں کسی خوش الحان نعت خوان نے مولانا احمد رضا صاحب کی ایک نظم سنانا شروع کر دی جس کا ایک مصرع یہ تھا ؎ رضائے خدا اور رضائے محمد
نظم کے بعد علامہ اقبال اپنی صدارتی تقریر کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور ارتجالاً ذیل کے دو اشعار ارشاد فرمائے

تماشا تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش + لگائے خدا اور بجھائے محمدؐ
تعجب تو یہ ہے کہ فردوسِ اعلیٰ + بنائے خدا اور لبائے محمدؐ [۲]

۲۴:- بدیہہ گوئی کے تحت دو ایسی نظمیں پیش کی جا رہی ہیں جو مولانا ظفر علی خان اور علامہ اقبال کی مشترکہ کوشش ہیں۔ پہلی نظم کے سلسلے میں مولانا ظفر علی خان رقم طراز ہیں۔
"اقبال کے مزاج میں ظریفانہ رنگ بھی بہت تھا۔ بے تکلف دوستوں کی محفل میں، وہ خوب کھُل کھیلتے تھے اور ایک ایک نشست میں کئی کئی لطیفے کہہ ڈالتے تھے۔ وہ اکبر الہ آبادی کے مزاحیہ کلام کو بہت پسند کرتے تھے اور اکثر ان کے رنگ میں لکھا کرتے تھے۔ مجھے اس قسم کے کلام کا صرف ایک مصرع یاد ہے ؎ الہ آباد سے لنگڑا چلا لاہور تک آیا
کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ اقبال بیٹھے بیٹھے ایک آدھ مصرع کہہ دیتے اور مجھ سے کہتے کہ میں باقی نظم مکمل کر دوں۔ اس طرح ایک مرتبہ ہم دونوں نے ایک مشترکہ نظم کہی۔ جس میں آدھے شعر اقبال کے اور آدھے میرے تھے۔ یہ واقعہ ۲۱ جولائی ۱۹۱۱ کا ہے نظم کا موضوع اس دور کے غدار اور ضمیر فروش تھے۔ اولاً یہ نظم زمیندار میں ۲۸ اپریل ۱۹۵۰ء میں شائع ہوئی۔ ظفر علی خان کے مجموعۂ کلام بہارستان (ناشر مکتبہ کاروان کچہری روڈ لاہور) ص ۸۵ میں بھی یہ شامل ہے ان اشعار کے بارے میں غلام رسول مہر رقمطراز ہیں۔
"قیاس کی بنا پر یہ فیصلہ کرنا آسان نہیں کہ ان میں مولانا اور علامہ کے شعر کون کون سے ہیں لیکن دونوں کے انداز فکر اور اسلوبِ بیان کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے بڑی حد تک وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ نظم کے اشعار ۲، ۵، ۶، ۷، ۱۰، ۱۱ اور ۱۳ علامہ مرحوم کے معلوم ہوتے ہیں اور باقی مولانا ظفر علی خان کے"

۱۔ باقیاتِ اقبال طبع سوم ص ۵۳۶، اوراقِ گم گشتہ ص ۵۳ ۲۔ نوادرِ اقبال ص ۲۵، بشریات اقبال ص ۹۴
۳۔ اقبال کے ہم صفیر: ایم ایس ناز ص ۳۹

ذیل میں اس نظم کے صرف وہی اشعار درج کیے جاتے ہیں جو علامہ اقبال کے معلوم ہوتے ہیں۔

نہیں ہے بہرِ اظہارِ وفا لازم نمود اصلاً + کہ بحرِ شعر میں پانی نہیں مطلق مگر رَو ہے۔ ۱؎
حصولِ جاہ و عزت جس وفاداری کا مقصد ہو + وہ جنسِ ناروا گندم نہیں، گندم نما جو ہے۔
ملے گی تشنۂ عزت کو کب اعزاز کی چُسکی + ہمیشہ جون کا ہے اور یہ سرگرمِ تگ و دو ہے۔
نہیں ہوتے ہیں لیڈر ان میں پیدا قابلیت سے + مسلمانوں میں یہ مخلوق مثلِ سبزہ خود رو ہے۔
خوشامد نے جلا ڈالا ہے خودداری کے خرمن کو + ذرا سی شمع ہے کم بخت اور کتنی بڑی لَو ہے۔
پرانی روشنی میں دیکھ لو ہے پختگی کیسی۔
کہ پہلے دن سے مہر و ماہ میں تامُ وہی ضو ہے ۲؎

۲۵۔ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار اپنی کتاب " اقبال ایک مطالعہ" (ص ۱۶۹) میں چند اشعار درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں
" یہ سفر ظفر علی خان کا ۱۰ جولائی ۱۹۱۲ء کی ایک قطعہ بند نظم کا ہے جو ان کے مجموعہ کلام " بہارستان" میں شامل ہے اور جس کا عنوان ہے " چند حسرت آفریں حقیقتیں" کل پندرہ شعر ہیں۔ ظفر علی خان نے اس نظم پر یہ نوٹ دیا تھا کہ یہ اشعار ان کی اور اقبال کی مشترکہ کاوشِ سخن کا نتیجہ ہیں"

ڈاکٹر صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے، بہارستان کا نوٹ موصوف کے خیالات کی تائید نہیں کرتا۔ اس نظم پر ظفر علی خان کا نوٹ اسطرح ہے۔

" ستارہ صبح میں پیروں اور صوفیوں کی جو خبر لی گئی تھی وہ تمام تر آپ ہی کے مشورے سے تھے صبح و شام ملاقاتیں ہوتیں۔ بہت سے موضوع زیرِ بحث آتے اور عموماً ان ہی مباحث کا نتیجہ "ستارہ صبح" کی منظوم نظمیں ہوتیں۔ جولائی ۱۹۱۲ کا ذکر ہے ہمارے درمیان جو حسرت آفریں حقیقتیں زیرِ بحث تھیں میں نے ارتجالاً یہ شعر کہہ ڈالے" ۳؎

اس نوٹ سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ محولہ بالا نظم کا محرک وہ گفتگو تھی جو ظفر علی خان اور علامہ اقبال کے مابین ہوئی۔ تاہم تمام کے تمام اشعار ظفر علی خان کے ہیں۔ کسی شعر میں اقبال کا رنگ نمایاں نہیں ہے۔

۲۶:-
رسالہ اقبال میں ایک مضمون مرزا سلطان احمد کا تھا اور اس میں ڈاکٹر صاحب اور مولانا اکبر کو ذکرِ خیر سے یاد کیا جاتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب میں لکھا۔

پختگی جس کا نتیجہ ہو وہ خامی اچھی + اپنا مداح ہو سلطان تو غلامی اچھی۔ ۴؎

۱؎ سرود رفتہ (ص ۲۳۵) میں یہ شعر اگلے شعر کے بعد درج ہے۔
۲؎ رسالہ مہک اقبال نمبر ۷۵-۱۹۷۴ء ص ۲۷ میں اس نظم کا پس منظر یوں بیان کیا گیا ہے۔
" مولانا ظفر علی خان، علامہ اقبال سے ملنے گئے۔ باتوں باتوں میں 'کاسہ لیسانِ ازلی' کے مختلف انداز زیرِ بحث آئے خصوصاً دہلی دربار کا ذکر بھی آیا۔ طبیعتیں موزوں ہو گئیں اور دونوں نے مل کر ایک نظم کہی"
۳؎ مہک اقبال نمبر ۱۹۷۴ء ص ۲۷: ۴؎ بیاضِ اعجاز ص ۱۲۲

۳ فردیات

اس عنوان کے تحت صرف ان اشعار کو پیش کیا جا رہا ہے جو ممکن ہے کسی نظم یا غزل کا حصہ ہوں لیکن اب ان سے بچھڑ گئے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان اشعار پر علامہ غزل مکمل نہ کر سکے ہوں

۱:- تاثیر، عبداللہ چغتائی اور ان کے دو بھائی علامہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تاثیر نے رسالہ کارواں کے سالنامہ کے لیے غزل کا مطالبہ کیا۔ علامہ نے کہا اردو میں شعر نازل نہیں ہوتے مگر تمہارے اور دیگر عزیزوں کے اصرار سے اردو کی طرف میلان ہو رہا ہے، پھر علامہ نے تاثیر سے کوئی شعر پڑھنے کو کہا۔ تاثیر نے ایک شعر سنایا علامہ کی طبیعت شعر گوئی کی طرف مائل ہونے لگی۔ وہ تاثیر کا مصرعہ:

"تم کو اپنی زندگی کا آسرا سمجھا تھا میں" دہراتے جاتے اور شعر لکھتے جاتے۔ اس طرح سے یہ غزل مکمل ہوئی[۱] اس غزل کا ایک شعر، جو باقیات کے کسی مجموعے میں شامل نہیں ہے، یہ ہے۔

عرصۂ محشر میں میری خوب رسوائی ہوئی
داورِ محشر کو اپنا رازداں سمجھا تھا میں

بال جبریل کے چھپنے پر سید الطاف حسین نے علامہ کی توجہ اس طرف دلائی کہ غزل کا ایک اچھا شعر شائع ہونے سے رہ گیا ہے۔ علامہ نے کہا "ہاں مگر مجھے اس بات کا اس وقت خیال آیا جبکہ کتاب کاتب کے پاس جا چکی تھی اور اس شعر کا اندراج ممکن نہ تھا۔[۲]

۲:- اقبال نے ایک دفعہ یہ شعر کہا اور پھر خود ہی بتایا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کا مطلب کیا ہے۔

دوزخ کے کسی طاق میں افسردہ پڑی ہے۔
خاکستر اسکندر و چنگیز و ہلاکو[۳]

۳:- ۱۹۳۳ء میں فوق کی شاعری کے دو مجموعے "نغمۂ گلزار اور "آئینۂ پیری" کے نام سے چھپے حضرت علامہ مرحوم نے جو نظم لکھی تھی اس کا مطلع یہ تھا۔ پوری نظم دستیاب نہ ہو سکی

جنابِ فوق نے چھپوا دیا کلام اپنا۔
عروج پر ہوئی اب شان و شوکتِ اردو

۴:- "شاعری اور موسیقی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ محمد اقبال موسیقی کے دلدادہ تھے۔ ۱۹۰۴ء میں فوق نے "یادِ رفتگاں" کے نام سے صوفیا کے حالات میں ایک کتاب لکھی۔ بحث تھی سماع کے جواز و عدمِ جواز کی۔ فوق نے سماع کے جواز کی اساس اقبال کے اس شعر پر رکھی

لوگ کہتے ہیں مجھے راگ کو چھوڑو اقبال + راگ ہے دین مرا راگ ہے ایمان میرا[۴]

۵:- یہ شعر خورشید الحسن کی بیاض سے نقل کیا گیا ہے۔ خورشید صاحب اسے علامہ کا شعر ہی بتاتے ہیں

کہہ دو یہ کوہکن سے کہ مرنا نہیں کمال
مر مر کے، ہجرِ یار میں جینا کمال ہے۔[۵]

---

[۱] "اقبال کی صحبت میں" ص ۳۶۰ ، [۲] ملفوظاتِ اقبال ص ۲۴۸

[۳] تفہیم اقبال: پروفیسر فروغ احمد ص ۲۰۱ [۴] "دانائے راز" از سید نذیر نیازی ص ۸۰

[۵] ماہ نو اقبال نمبر ص ۳۵۵ [۶] سرود رفتہ ص ۲۴۶

۶:- اقبال کے ایک ہم وطن میراں بخش جلوہ سیالکوٹی تھے جو عرضی نویسی کرتے تھے۔ شعر بھی کہتے تھے اور انجمن حمایتِ اسلام کے جلسوں میں نظمیں پڑھا کرتے تھے کہتے ہیں کہ اقبال نے یہ شعر بہ طورِ تفنن ان کے لیے کہا تھا۔ جلوہ صاحب کا رنگ خاصا سیاہ تھا جس کی وجہ سے شعر ان پر خوب چسپاں ہوا۔ ؎

گر اے شبِ سیہ تجھے حسرت ہے نام کی + کچھ قرض مانگ لے مرے بختِ سیاہ سے [1]

علامہ اقبال کی چند مزید فردیات درج ذیل ہیں:

۱:- دورِ گردوں میں نمونے سیکڑوں تہذیب کے + پل کے نکلے مادرِ ایام کی آغوش میں۔ [2]

۲:- اے عدم کے رہنے والو تم جو یوں خاموش ہو + مے وہ کیسی ہے، نشے میں جس کے تم بے ہوش ہو۔ [3]

۳:- کیسی جنت خیز ہے ظلمت فروشی کی رات + دن کے ہنگاموں کا ہے مدفن خموشی کی رات [4]

۴:- پروانہ سوئے شمع نہ قسمت کو رو کے آئے + ذوقِ تپش سے بزم میں آزاد ہو کے آئے۔ [5]

۵:- بناوٹ کی بے اعتنائی کے صدقے + بڑے کام آیا مجھے دور رہنا۔ [6]

۶:- اقبال میرے نام کی تاثیر دیکھیے + میں جس کے ساتھ ہوں اسے ممکن نہیں شکست [7]

۷:- رومال کے لباس میں ابر آ کے بار ہا + پانی پیا کیا مری چشمِ زلال سے [8]

۸:- یہ مانا قصۂ غم سے تمہارا جی بہلتا ہے + سنائیں تم کو اپنے دردِ دل کی داستاں کب تک [9]

۹:- نمود تیری، نمود اس کی، نمود تیری + خدا کو تو بے حجاب کر دے، خدا تجھے بے حجاب کر دے [10]

۱۰:- اک پاؤں عدم کو کیوں نہ جاتا اقبال + تھا اہلِ فنا کو اشتیاقِ پابوس [11]

۱۱:- کوہسار کی رفعت سے اترتی ہوئی ندی + دھو دھو کے چٹانوں کو گزرتی ہوئی ندی [12]

۱۲:- روز منبر پر سنا کرتے تھے کعبے کی صفت + جا کے جب دیکھا تو اک اجڑا ہوا بت خانہ تھا۔ [13]

۱۳:- حق میں آزادوں کے ہے قیدِ تعلق کیمیا + بن گئی گوہر جو موجِ آب زندانی ہوئی۔ [14]

۱۴:- حریفِ بادہ کشائے فرنگ کیا ہوگا + فقیہِ شہر کہ صوفی سے کھا گیا ہے شکست۔ [15]

۱۵:- خرد میں نور ترا، دل میں ہے سرور ترا + وہاں حضور ہے تیرا یہاں حضور ترا [16]

۱۶:- غزالانِ حرم تجھ کو مبارک + مجھے شیرِ حرم کی جستجو ہے۔ [17]

---

[1] سرودِ رفتہ ص ۲۴۶ — [2] نوادرِ اقبال ص ۲۹۹ — [3]، [4]، [5] ایضاً

[6]، [7] اقبال کی شگفتہ مزاجی ص ۵۵ — [7] سرودِ رفتہ ص ۲۱۱

[8] باقیاتِ اقبال طبع سوم ص ۵۰۱ — [9] علم مجلسی حصہ سوم ص ۶۱ مرتبہ عزیز الرحمٰن

[10] رسالہ کارواں سالنامہ ۱۹۳۴ء (بحوالہ کلام اقبال کی بازیافت: ایک حیرت انگیز دریافت: ڈاکٹر اکبر حیدری کاشمیری

ہماری زبان دہلی: ۲۲ جولائی ۱۹۸۸) + میری داستانِ حیات غلام جیلانی برق ص ۴۹

[11] شاہکار نومبر ۱۹۲۵ء بحوالہ پیکر تاجور نمبر ص ۲۳۴ [12] بیاض بانگِ درا اول (قلمی): محررہ اکتوبر ۱۹۰۷ء

[13] بیاضِ شیخ اعجاز ص ۱۷ [14] روزگارِ فقیر جلد دوم ص ۳۰۵ [15] [16]، [17]: بیاض بالِ جبریل [17] بیاض ارمغان حجاز

۴ متفرقات کا تنقیدی جائزہ

متفرقات کی ذیل میں علامہ کے بھولے اشعار [۱۲] کے علاوہ ۲۷.. ایسے اشعار کا ذکر کیا گیا ہے جنہیں علامہ کی بدیہہ گوئی کا بہترین نمونہ کہا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ تین مصرعے اور کم از کم چھ[۶] ایسے اشعار بھی درج کیے گئے ہیں جو ظفر علی خان کی تحریک پر لکھے گئے۔ یوں اس باب میں ۹۷.. اشعار اور تین مصرعے باقیات کے طور پر موجود ہیں۔

اس کلام کا بہ یک نظر جائزہ لیا جائے تو اس میں اقبال کا مخصوص رنگ نمایاں نظر آتا ہے۔ بیشتر اشعار طنز بدیہہ کے تحت آتے ہیں جن کا مقصد کسی صورتِ حال کے مضحک پہلوؤں کی تصویر کشی کرنا ہے۔ ان اشعار میں ایک طرح کی جھنجلاہٹ موجود ہے۔ یہاں علامہ کا اصلاحی مقصد زیادہ واضح ہو کر سامنے نہیں آیا۔ ان اشعار میں کوئی واضح پیغام موجود نہیں ہے۔ اور پھر اکا دکا اشعار سے وہ وحدتِ تاثر پیدا ہی نہیں ہو سکتی جو کسی پیغام کے لیے ضروری ہوتی ہے شاید اسی وجہ سے یہ اشعار علامہ کے شعری مجموعوں میں جگہ نہیں پا سکے۔ چنانچہ ان اشعار کے متعلق زیادہ سے زیادہ ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ اشعار علامہ کی برجستہ گوئی، ان کی ذہانت اور حاضر جوابی کا خوبصورت نمونہ ہیں۔ ان میں رعایت لفظی کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے۔ ان اشعار میں علامہ کے عہد کی جھلکیاں ملتی ہیں۔ علامہ کے احباب کے متعلق بھی بعض اشارے ملتے ہیں۔

فردیات کی ذیل میں درج بیشتر اشعار قافلے سے بچھڑے ہوئے اشعار معلوم ہوتے ہیں ان سے اصل نظموں کی تلاش میں خاصی مدد مل سکتی ہے۔ یہ اشعار محققین کے لیے صلائے عام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

———— * ————

باب ۷

اصلاحاتِ اقبال: تحقیقی و تنقیدی جائزہ

(د) اصلاحات اقبال کا پس منظر

اپنے کلام پر اصلاح کی روایت انگریزی، بلکہ دنیا کی کم و بیش تمام زبانوں کے شعراء کے ہاں ملتی ہے۔ ٹرنٹی کالج کیمبرج میں ملٹن کی "Paradise Lost" اور ٹینی سن کی نظم "In Memorium" کے ابتدائی مسودے موجود ہیں، ان میں جگہ جگہ اصلاحات موجود ہیں۔ پوپ کی "The Rape of the Lock"، شیلے کی "Ode to the Westwind"، ورڈزورتھ کی "Prelude" کافی اصلاح اور ترمیم کے بعد موجودہ شکل کو پہنچیں، کیٹس کی مشہور نظم "Ode on a Grecian Urn" کے موجودہ مصرع "A thing of beauty is a joy for ever" کی ابتدائی شکل یوں تھی "A thing of beauty is a constant joy" کیٹس کی اس اصلاح کی وجہ سے بعد کے مصرعوں کی ہیئت کو بھی تبدیل کرنا پڑا۔ ان اصلاحات نے نظم کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ نے جب اپنی عظیم نظم "Waste Land" ایذرا پاؤنڈ کو دکھائی تو اس نے اس کے بیشتر مصرعے کاٹ[۱] دیے۔

"گلستانِ سعدی" کے مختلف نسخوں میں اختلافِ متن موجود ہے، قرین قیاس ہے کہ یہ اصلاحات سعدی نے خود کی ہوں گی۔ اردو شعراء میں اپنے کلام پر اصلاح کی روایت خاصی مستحکم ہے۔ بڑے شعراء میں خوب سے خوب تر کا مادہ ہمیشہ موجود رہا ہے۔ دیا شنکر نسیم نے آتش کو اپنی مثنوی دکھائی تو انہوں نے اس کا ایک تہائی حصّہ حذف کرنے کا مشورہ دیا[۲]۔ غالب کے ہاں بھی اپنے کلام پر اصلاح کے متعدد نمونے مل جاتے ہیں۔ دیوانِ غالب کی اشاعت کے وقت انہوں نے اپنے کلام کا خاصا حصّہ متروک قرار دے دیا[۳]۔ فانی اور اختر شیرانی نے بھی اپنے کلام میں خاصی اصلاحات کیں[۴]۔ حسرت موہانی جو دوسرے شعراء کے کلام پر بے تکلف اصلاح دیا کرتے تھے، اپنے کلام میں بھی اصلاح کرتے رہے۔ چنانچہ ان کی رسائل میں چھپنے والی غزلوں اور مطبوعہ دیوان میں شائع ہونے والی غزلوں کے متن میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ صفدر مرزا پوری نے "مشاطۂ سخن"[۵] میں اساتذہ کی نو بہ نو اصلاحات جمع کی ہیں۔ جلد اوّل میں ۲۷ اور اور جلد دوم میں تقریباً پچاس شعراء کی اصلاحات جمع کی گئی ہیں۔ شوق سندیلوی نے اس معاملے میں انفرادیت پیدا کی۔ انہوں نے اپنی غزلیں بیک وقت کئی شعراء کو بھجوائیں۔ اساتذہ کی ان اصلاحات کو انہوں نے "اصلاحِ سخن"[۶] کے نام سے ۱۹۲۶ء میں شائع کر دیا۔ اس مجموعے سے اساتذہ کے ذوق اور انتقادِ شعری کے بہترین نمونے ملتے ہیں۔ اصلاح دینے والوں میں اقبال بھی شامل ہیں۔

اردو شاعری میں ابتدا ہی سے استادی شاگردی کا سلسلہ جاری رہا جس کے نتیجے میں اصلاحات کا عظیم الشّان ذخیرہ وجود میں آیا۔ اقبال کی زندگی میں داغ کی اصلاحات کا خاصا چرچا تھا، غالباً اسی شہرت کی وجہ سے اقبال داغ کے شاگرد ہوئے۔ داغ کی شاگردی کے باوصف علامہ کا حاسّۂ انتقاد غالب سے قریب تر محسوس ہوتا ہے، یوں لگتا ہے کہ اقبال نے غالب کی عظمت کا راز دریافت کر لیا تھا۔

۱۔ پاؤنڈ کے مسوّدات، محزونہ برٹش میوزیم بحوالہ جابر علی سیّد۔ اقبال کا فنی ارتقا ص ۱۵۲
۲۔ دل و دماغ "مضامین سلام سندیلوی ص ۲۰۹ ۳۔ نسخۂ بھوپال اور نسخۂ بھوپال ثانی" از عبدالقوی دسنوی ص ۷۱ تا ۷۳
۴۔ باقیاتِ فانی، صبحِ بہار از اختر شیرانی ص ۵ ۵۔ جلد اوّل مطبوعہ ۱۳۳۶ھ مطابق ۱۹۱۷ء جلد دوم ۱۹۲۸ء

چنانچہ غالب کی طرح اقبال نے بھی اپنے کلام کو نکھارنے سنوارنے میں خاصی جانکاہی کا ثبوت دیا۔ کلام کی اشاعت کے وقت انھوں نے غالب کی تقلید میں کڑا انتخاب کیا۔ غالب کی طرح اقبال کو بھی شاگرد بنانے کا شوق نہیں تھا۔ متعدد شعرا نے ان سے سلسلۂ تلمذ قائم کرنا چاہا، چنانچہ انہوں نے اپنی مصروفیات اور بعض دیگر وجوہ کی بنا پر حتی الوسع اس سے گریز کیا یا معذرت کر دی۔ تاہم بعض اوقات انھیں بھی اصلاحات دینی پڑیں۔ اس ضمن میں منشی محمد دین فوق رقمطراز ہیں:-

"اقبال کو شاگرد بنانے کا شوق نہ تھا تاہم بعض احباب ان سے مشورہ ضرور لیا کرتے تھے۔ ان میں رائے بہادر پنڈت شیو نرائن شمیم اور چودھری محمد حسین بھی تھے اور حاجی میر شمس الدین بھی جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سیکرٹری تھے۔ حاجی صاحب نے امان اللہ خان کے متعلق فارسی میں نظم لکھی، اس پر ڈاکٹر صاحب نے نظرِ ثانی کی تھی" [بحوالہ قلمی ڈائری فوق مملوکہ عبداللہ قریشی لاہور]۔

عبدالعلی شوق سندیلوی کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اقبال نے ۴ نومبر ۱۹۱۹ء کے خط میں شوق سندیلوی کو اصلاحِ کلام کے ضمن میں معذرت کرتے ہوئے لکھا:

"میں اس رنگ کی شاعری سے بے بہرہ ہوں اس واسطے آپ کی تعمیل ارشاد سے قاصر ہوں۔ بظاہر کوئی غلطی اس میں نظر نہیں آتی"[1]۔ شوق سندیلوی نے مشورۂ سخن جاری رکھا لہذا انہیں ایک فارسی غزل پر اصلاح دینی پڑی۔ ایک اور غزل پر اصلاح دیتے ہوئے علامہ نے شوق کو لکھا کہ "جز خواب نہیں وعدۂ باطل۔۔۔ الخ" پرانا اور مبتذل مضمون ہے، جبکہ دوسرے اشعار میں تازگی پائی جاتی ہے[2]"

شاکر صدیقی نے بھی ۱۹۱۲ء میں علامہ کو کلام بھیجنا شروع کیا جس کے جواب میں علامہ نے لکھا کہ شاعرانہ خیالات و سوز و گداز سیکھنے سکھلانے کی شے نہیں، قدرتی بات ہے لہذا اس جھگڑے میں نہ پڑیں[3]۔ ایک اور نظم کی اصلاح پر علامہ نے شاکر صدیقی کو لکھا:-

"الفاظِ حشو سے پرہیز کرنا چاہیے۔ محاورہ کی درستی کا بھی خیال ضروری ہے۔ سودا سر میں ہوتا ہے نہ کہ دل میں، علیٰ ہذا القیاس، عہد کو یا وعدہ کو بالائے طاق رکھتے ہیں نہ کہ بالائے بام وغیرہ۔ اسی طرح ترکیب کی عنان ہوتی ہے نہ کہ زمام۔ بہت سے الفاظ مثلاً چونکہ، 'تعاقب' وغیرہ اشعار کے لئے موزوں نہیں ہیں۔۔۔۔ مجھ ہے خوشی تجھ کو کمال۔۔۔۔۔ الخ[4] کے دوسرے مصرعے میں ہر کی 'ہ' تقطیع میں گرتی ہے۔ سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ یہ نظم طویل ہے"۔

ایک دوسرے خط میں اقبال نے 'بہار عجم' کے حوالے سے اپنی اس رائے سے رجوع کر لیا کہ 'زمام' کا لفظ مرکب کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ بعد کے خطوط میں علامہ نے شاکر کو درج ذیل مشورے دیے۔ (۱) موضوع منتخب کرنے میں احتیاط کرنی چاہیے (۲) فارسی الفاظ کی تراکیب کیلئے بیدل، نظیری نیشاپوری، صائب، جلال اسیر، عرفی، غزالی مشہدی، طالب آملی کے دواوین پڑھیے۔ (۳) عروض کا خیال رکھنا چاہیے (۴) ایک مصرع میں چار اضافتیں بری لگتی ہیں (۵) لفظ 'آہ' میں 'ہ' کی آواز کو چھوٹا کر دینا برا ہے (۶) اضافت کی حالت میں اعلانِ نون غلط ہے (۷) اشکِ ندامت کو کوہِ نور سے تشبیہہ دینا درست نہیں۔ (۸) لفظ 'انجم' بطورِ جمع استعمال ہوتا ہے واحد نہیں[5]۔

---

[1] اصلاحِ سخن از محمد عبدالعلی شوق سندیلوی ۱۹۲۶ء مطبع، مطبع النور علی گڑھ
[2] ایضاً صفحہ ۱۷۳، انوار اقبال صفحہ ۹
[3] انوار اقبال صفحہ ۱۱۰ [4] ایضاً صفحہ ۱۱۲ - خط محررہ ۶ جولائی ۱۹۱۵ء
[5] ایضاً صفحہ ۱۱۴، ۱۱۵

سید یامین ہاشمی نے جب علامہ کو کلام بھیجا تو انہوں نے حسبِ عادت اصلاح کے کام سے معذرت چاہی۔ اقبال نے ایک قطعہ پر ہاشمی صاحب کو مشورہ دیا کہ وہ عرب کے قدیم شعراء کو پیشِ نظر رکھیں۔ علامہ نے تخیل کی کمی کا نقص تلاش کیا اور یہ عذر پیش کیا کہ یہ کمی لفظی اصلاح سے پوری نہیں ہو سکتی[۱]۔ ایک اور نظم "قلزم ہستی" پر اصلاح دیتے ہوئے اشعار کے لحون (لہجے) کی یکسانیت پر زور دیا اور عجمیت سے بچنے کا مشورہ دیا۔ آگے چل کر علامہ نے لکھا:۔

"اوروں کی اصلاح سے اصولاً اجتناب کرتا ہوں۔ خیالات کا اثر خط و کتابت سے نہیں ہوتا، اس کے لئے صحبت ضروری ہے۔ باقی رہی زبانِ اردو اور فنِ شاعری، سو ان سے مجھے کوئی سروکار نہیں۔ میرے مقاصد شاعرانہ نہیں بلکہ مذہبی اور اخلاقی ہیں۔ اس واسطے فنِ شعر کی اصلاح کے لئے آپ کو کوئی موزوں تر آدمی تلاش کرنا چاہیے"۔[۲]

مولانا مسعود عالم ندوی کے دوست سید محمد فاروق پالنپاری بلیاوی نے بھی مولانا کے ذریعے اپنی نظموں کا مجموعہ علامہ کو بھیجا۔ علامہ نے کلام میں ناپختگی کا عیب تلاش کیا۔ صغرا بیگم ہمایوں کے اشعار پر اصلاح دیتے ہوئے لکھا

"افسوس کہ میں فنِ اصلاح سے نابلد ہوں محض آپ کی تعمیلِ ارشاد کے خیال سے بعض جگہ کچھ الفاظ بدل دیئے گئے"[۳]۔ مولوی احمد علی شباب کو علامہ نے مشورہ دیا کہ اگر وہ اردو کی خدمت کا شوق رکھتے ہیں تو نظم کے بجائے نثر پر توجہ دیں[۴]۔ حفیظ ہوشیارپوری کی نظم پر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے علامہ نے اس امر کا اعتراف کیا کہ اردو میں اعلیٰ درجے کے خیالات کا اظہار کرنا بہت مشکل ہے[۵]۔ وحشت کلکتوی کے کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے اقبال نے لکھا

"آپ کی مضمون آفرینی اور ترکیبوں کی چستی خاص طور پر قابلِ داد ہے۔۔۔ شعر کا بڑا خاصہ یہ ہے کہ ایک مستقل اثر پڑھنے والے کے دل پر چھوڑ جائے تو یہ بات آپ کے کلام میں بدرجۂ اتم موجود ہے"[۵]

فنِ اصلاح سے علامہ کے نابلد ہونے کا اظہار ان کا انکسار ہے ورنہ زیرِ نظر باب کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فن کے تمام اسرار و رموز سے واقفیت رکھتے تھے۔

اقبال سے اصلاح لینے والوں میں کشن پرشاد بھی شامل ہیں جو اکثر اپنے اردو اور فارسی کلام پر علامہ کی رائے معلوم کرنے کے خواہاں ہوتے[۶]۔ خان نیاز الدین بھی کبھی کبھی اپنے اشعار اصلاح کی غرض سے علامہ کو بھیج دیتے تھے۔ اقبال نے ایک موقع پر ان کے اشعار میں نقص نکالتے ہوئے لکھا کہ بندش ڈھیلی ہے اور بعض الفاظ "حشو" معلوم ہوتے ہیں[۷]۔

شاطر مدراسی نے ۱۹۰۵ء میں علامہ سے رابطہ قائم کیا اقبال نے شاطر مدراسی کی شاعری کی غیر معمولی تعریف کرتے ہوئے ان کی شاعری کی درج ذیل خصوصیات گنوائیں۔

(۱) بندش صاف ستھری، اسلوبِ بیان نرالا اور زبان صاف ہے[۸]

---

[۱] خطوطِ اقبال ص۱۶۸ [۲] انوارِ اقبال ص۱۹۲، ۱۹۳۔ خط محررہ ۳۰ جولائی ۱۹۲۶ء (انوار میں اس خط کا سنہ ۱۹۳۰ لکھا ہے جو درست نہیں) [۳] اقبال نامہ اول ص۲۳ محررہ ۱۲ جولائی ۱۹۲۸ء

[۴] اقبال نامہ دوم ص۲۵۶ خط محررہ اگست ۱۹۲۶ء [۵] خطوطِ اقبال ص۱۷۱ [۶] شادِ اقبال ص۲۵۶

[۷] مکاتیبِ اقبال بنام نیاز الدین خان ص۱۸۱ [۸] خطوطِ اقبال ص۶۹۔ ۷۰

[۹] باب معاصرینِ اقبال کی نظر میں ص۷۸

میاں بشیر احمد ایڈیٹر "ہمایوں" کے ایک شعر میں لفظ 'سچائی' بروزن 'بھلائی' باندھا گیا تھا۔ اقبال نے موصوف کے شعر پر اصلاح دیتے ہوئے کہا کہ یہ لفظ سچّائی ہے نہ کہ سچائی[1] سر تیج بہادر سپرو کے ایک دوست پنڈت چاند نرائن کے ایک مصرع ع "تیرے جذبوں نے دیا ہے میری فطرت کو فروغ" میں علامہ نے یہ اصلاح کی ع "تیرے جذبوں نے کیا ہے میری فطرت کو بلند"[2]

تلامذۂ اقبال کے اس ذکر میں لمعہ حیدر آبادی کی شاگردی کے معاملے کا ذکر بطورِ خاص کیا جا سکتا ہے۔ علامہ نے لمعہ حیدر آبادی کی شاعری کو غیر معمولی طور پر سراہا ہے۔ اس سے بعض حضرات نے اس شک کا اظہار کیا کہ یہ خطوط جعلی ہیں لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ تمام خطوط کو جعلی قرار دینا ناانصافی ہے، تاہم حتمی فیصلہ اصل خطوط کے مطالعہ کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے۔ ان خطوط کی تعداد ۲۹ ہے۔ خطوط کا امتیازی وصف یہ ہے کہ شاعری اور فنِ شاعری کے متعلق ان میں وافر اشارے موجود ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے۔ (۱) اشعار میں شعریت سے زیادہ معنویت اور روحانیت پر زور دیتے ہیں (۲) شعر و سخن میں کم وقت صرف کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ (۳) زبان کی سلاست اور شعر میں آمد کی کیفیت کی تعریف کرتے ہیں (۴) بے ساختہ پن کے لئے مشق کی اہمیت پر زور دیتے ہیں (۵) غزل اور رباعی کے لئے قافیہ کی شرط لازمی قرار دیتے ہیں اور ردیف کو لطفِ سخن بڑھانے کا ایک ذریعہ خیال کرتے ہیں (۶) بلینک ورس کے مستقبل سے مایوس ہیں (۷) نظموں میں نیچرل مضامین کی تلاش کی اہمیت جتاتے ہیں (۸) اصلاحِ شعر میں تخیل کو مجروح کرنے کے قائل نہیں نظم "دریائے نیپئن" کے درج ذیل مصرعوں میں علامہ نے اصلاح کی

ابتدائی مصرع	علامہ کی اصلاح
۱۔ مشق خرامِ نیپئن موسم برشگال ہے	موجیں ہیں زور زور کی موسمِ برشگال ہے
(۲) جان کے دل کا راز وہ مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں پھر	جان کے بھی وہ رازِ دل مجھ سے یہ پوچھتے ہیں پھر

قدیم و جدید کی بحث میں علامہ کا نقطۂ نظر درج ذیل ہے۔

"میں فقط فرسودہ مضامین کی حد تک قدیم و جدید کو مانتا ہوں۔ شاعری کی جان تو شاعر کے جذبات ہیں۔ جذباتِ انسانی اور کیفیاتِ قلبی اللہ کی دین ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ طبعِ موزوں اس کے ادا کرنے کے لئے پر اثر الفاظ کی تلاش کرے۔ نظم کی اصناف کی تقسیم جو قدیم سے ہے ہمیشہ رہے گی اور انسانی جذبات ماحول کے تابع رہیں گے۔ بس یہ سمجھ لیا جائے کہ جس شاعر کے جذبات ماحول سے اثر پذیر ہیں وہ شاعر جدید رنگ کا حامل متصور ہو سکتا ہے نہ کہ نفسِ شعری۔ اگر ہم نے پابندیِ عروض کی خلاف ورزی کی تو شاعری کا قلعہ ہی منہدم ہو جائے گا اور اس نقطۂ خیال سے یہ کہنا پڑے گا اور یہ کہنا درست ہے کہ موجودہ شعرا کا کام تعمیری ہونا چاہیے نہ کہ تخریبی"[3]

اقبال کی اصلاحات کے اس تذکرے میں اسد ملتانی کے کلام پر علامہ کی اصلاحات کا ذکر ضروری ہو گا۔ گورنمنٹ کالج لاہور کے سالانہ مقابلے میں پیش کی جانے والی نظم کو اقبال نے انعام کا مستحق قرار دیا اور اس کے آٹھ اشعار میں اصلاحات کیں۔ ان اصلاحات کی کیفیت درج ذیل ہے۔

---

[1] ملفوظاتِ اقبال ص ۳۳ [2] مکتوب سر تیج بہادر سپرو بنام مولوی عبدالحق بحوالہ اقبال اور عبدالحق ص ۱۳۷

[3] مکتوب بنام لمعہ حیدر آبادی محررہ ۱۰ اپریل ۱۹۳۷ء

	ابتدائی شعر	اصلاحات
۱)	؎ دیکھنے کو اک ذرا سا قطرۂ بے رنگ ہوں مختلف رنگوں میں لیکن قلزمِ نیرنگ ہوں	قطرۂ بے رنگ ہوں یا قلزمِ نیرنگ ہوں سننے والے سُن کہ میں بھی اک خوش آہنگ ہوں
۲)	مـ پر نہیں ہے چین تیرے قلبِ مضطر کے لئے	مـ وقفِ بے تابی ہے میری جانِ مضطر کے لئے
۳)	مـ ہے نہاں رازِ حیاتِ روح میرے سینے میں	مـ زندگی کا راز پوشیدہ ہے میرے سینے میں
۴)	مـ اک ذرا سن لیجئے میری آوارگی کی داستاں	مـ سن ذرا غافل مری آوارگی کی داستاں
۵)	مـ آہ کیا ہوتا؟ میں تھا اور تھی از خود رفتگی	مـ کیا کہوں پوشیدہ تھی فطرت میں از خود رفتگی
۶)	؎ شام ہونے سے تو بس میرا مقدر سو گیا بختِ دنیا کی طرح تاریک منظر ہو گیا	؎ شام آئی جس گھڑی میرا مقدر سو گیا میری قسمت کی طرح تاریک منظر ہو گیا
۷)	؎ اس طرح سے پھرتا پھرتا میں تلاشِ یار میں سروِ دل ہو کر گرا آخر یہاں گلزار میں	؎ اس طرح پھرتا پھراتا جستجوئے یار میں تھک کے آخر گر پڑا ہوں گوشۂ گلزار میں

اب تک ہم نے علامہ کی دوسرے شعرا کی شاعری پر اصلاح کا ذکر کیا۔ علامہ اپنے اشعار پر احباب کی رائے کے منتظر رہتے تھے۔ کسی کی رائے صائب سمجھتے تو قبول کر لینے میں کوئی تامل نہ ہوتا۔ مولوی میر حسن اور گرامی سے مشورۂ سخن جاری رہتا۔ علامہ نے انجمن کے اجلاس میں جب یہ شعر پڑھا

؎ قصۂ مطلب طویل و دفترِ تقریر تنگ ۔۔ ہم تو کچھ کہنے کو ہیں سو مختصر کہنے کو ہیں

میر صاحب نے لفظ 'دفتر' کی جگہ 'عرصہ' کا لفظ تجویز کیا[1] "اسلامیہ کالج سے خطاب" کے عنوان سے یہ نظم ۱۹۰۲ء کے اجلاس میں پڑھی گئی۔ علامہ کے ایک شعر

؎ ترک کر دی تھی غزل خوانی مگر اقبال نے ۔ یہ غزل لکھی ہمایوں کو سنانے کے لئے

پر بھی میر حسن نے اعتراض کیا تھا۔ اعتراض کی نوعیت میر صاحب کے فرزند میر تقی کو یاد نہیں رہی۔[2] اس اعتراض پر علامہ نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا "ہندوستان میں کسی اور کو یہ اعتراض کب سوجھ سکتا ہے"[4]

مشورۂ سخن میں علامہ کے قریبی دوست مولوی احمد دین بھی شریک رہا کرتے تھے جو شعرا انہیں پسند نہ آتا اسے یا تو قلمزد کر دیتے یا اس پر دوبارہ غور کرتے[3] "مکاتیب بنام گرامی" کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ گرامی کی رائے کو بہت وقعت دیتے تھے۔ خاص طور پر فارسی اشعار کے ضمن میں گرامی کی رائے کا انہیں شدت سے انتظار رہتا۔ گاہے گاہے اردو کلام پر بھی گرامی اپنی رائے کا اظہار کرتے، گرامی نے علامہ کے اس شعر ؎

سعیٔ پیہم ہے ترازوئے کم و کیفِ حیات ۔ تیری میزاں ہے شمارِ سحر و شام ابھی

میں "شمارِ سحر و شام" کی بجائے "رہینِ سحر و شام کی" کی اصلاح تجویز کی تھی۔ علامہ نے اس اصلاح سے اختلاف کرتے ہوئے لکھا

"میرا مقصود اس شعر سے یہ ہے کہ زندگی سحر و شام کے مجموعے کا نام نہیں ہے بلکہ اس کا معیار سعیٔ پیہم ہے۔ اس کو دنوں کے ترازو میں نہ تولنا چاہیے۔ جیسا کہ عام طور پر لوگ کرتے ہیں۔ جب کوئی پوچھے کہ فلاں کی عمر کتنی ہے تو جواب ملتا ہے اتنے سال یا اتنے مہینے، یہ جواب صحیح نہیں کیونکہ یہ جواب ایام یعنی سحر و شام کے شمار کا نتیجہ ہے"[5]

---

[1] روایتِ اقبال صہ ۱۳۶ [2] سید میر حسن۔ حیات و افکار صہ ۱۲۷ روایت اقبال صہ ۱۰ [3] اقبال اور کشمیر از جگن ناتھ آزاد صہ ۱۹۵ [4] [5] مکاتیب اقبال بنام گرامی صہ ۱۲۰

اسلم جیراجپوری اور عبدالماجد دریا آبادی کی تنقیدوں سے بھی علامہ استفادہ کرتے رہتے تھے [۱]۔ تاہم سید سلیمان ندوی سے اس ضمن میں خوب استفادہ کیا گیا۔

"صحتِ الفاظ و محاورات کے متعلق جو کچھ آپ نے لکھا ہے ضرور صحیح ہوگا لیکن اگر آپ ان لغزشوں کی طرف بھی توجہ فرماتے تو میرے لئے آپ کا ریویو زیادہ مفید ہوتا، اگر آپ نے غلط الفاظ و محاورات لوٹ کر رکھے ہیں تو مہربانی کر کے مجھے ان سے آگاہ کیجئے" [۲]۔

ایک اور خط میں لکھتے ہیں:

"میری خامیوں سے مجھے ضرور آگاہ کیا کیجیے۔ آپ کو زحمت تو ہوگی لیکن مجھے فائدہ ہوگا۔ 'بادۂ نارسا' کے لئے مجھے کوئی سند یاد نہیں۔ بادۂ نارس یا میوۂ نارس (یعنی خام) لکھتے ہیں۔ لفظ 'مینار' غلط ہے، صحیح لفظ 'منار' (بتغیر یٰ کے ہے) یہ الفاظ اس زمانہ کی نظموں میں واقع ہوئے ہیں جس زمانہ میں میں سمجھتا تھا کہ لٹریچر میں ہر طرح کی آزادی لے سکتے ہیں، یہاں تک کہ بعض نظموں میں میں نے اصولِ بحر کا بھی خیال نہیں کیا۔ اور ارادۃً" [۳]۔

احباب اکثر علامہ کے کلام میں فنی اسقام کی جانب توجہ دلاتے رہتے تھے، شوکت حسین نے ان کی توجہ ایک نظم کی اسقام کی طرف دلائی تو علامہ نے لکھا،

"..... نظم اسقام سے بری نہیں لیکن اب اس طرف توجہ کے لئے فرصت کہاں۔ ایک پرانی نظم کو آراستہ کرنے سے ایک نئی نظم تیار کرنا مقابلتاً آسان ہے۔ نظم کے اسقام البتہ نفسیاتی ہیں۔ چند بند شیں بھی قابلِ اصلاح ہیں۔ ہندوستانی ناقدین ابھی آرٹ کی تنقید کے ابتدائی اصولوں سے بھی بے بہرہ ہیں" [۴]۔

"اودھ پنچ" کلامِ اقبال پر اعتراض کرنے والوں میں پیش پیش رہتا تھا۔ شوق نے اودھ پنچ میں علامہ کی ایک نظم پر اعتراضات کی طرف توجہ دلائی تو اقبال نے لکھا:

"نظم زیرِ تنقید میری ابتدائی نظموں سے ہے۔ اس میں بہت سی خامیاں ہیں لیکن تعجب ہے کہ معترض نے ان میں سے ایک پر بھی اعتراض نہیں کیا اور جس قدر اعتراض ہیں غالباً کتابت کی غلطیوں پر ہیں۔ لوگ اس نظم کو بار بار چھاپتے ہیں اور بغیر میری اجازت کے۔"

اس طرح کے اسقام بالعموم کاتب کے "زورِ قلم" کا نتیجہ ہوتے تھے۔ حبیب الرحمٰن شیروانی نے اقبال کے اس مصرع: ؏ طور پر تم نے جو حضرتِ موسیٰ دیکھا، پر غالباً شتر گربگی کا اعتراض کیا جس کے جواب میں علامہ نے اسے کاتب کی کارستانی قرار دیا اور وضاحت کرتے ہوئے لکھا کہ یہ مصرع اصل میں یوں تھا ؏ "طور پر تو نے جو اے دیدۂ موسیٰ دیکھا"۔ اقبال کے ایک مکتوب محررہ ۲۵ مئی ۱۹۰۳ء سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی کلام پر نظرِ ثانی کے وقت حبیب الرحمٰن شیروانی کی تنقیدات سے علامہ نے خوب فائدہ اٹھایا۔

"جوابِ شکوہ" کی اشاعت پر علی گڑھ کے کسی صاحب نے متعدد اعتراضات کئے۔ حسن محمد حیات نے یہ اعتراضات علامہ کو لکھ بھیجے، اقبال نے اس کے جواب میں لکھا:

"شعر کو بحیثیتِ فن نکھارنے کے لئے بڑی فرصت درکار ہے۔ میں نے وہ نظم جلدی میں لکھی اور جا بجا میرے قلمی نسخہ میں بعض الفاظ اور مصرعوں پر نشان لگے ہوئے ہیں ←

---

[۱] اقبال نامہ حصہ اول صفحہ ۲۳۶ [۲] اقبال نامہ حصہ اول صفحہ ۸۳ [۳] خط بنام سید سلیمان ندوی محررہ ۳ اپریل ۱۹۱۹ء اقبال نامہ حصہ اول صفحہ ۱۰۰ [۴] اقبال نامہ حصہ دوم صفحہ ۲۵۵ خط محررہ ۶ جنوری ۱۹۱۹ء

احباب نے اس نظم کو جلد پڑھنے اور چھاپنے پر اصرار کیا، معترض نقاد کو جو خامیاں دکھائی دی ہیں اس سے زیادہ خود میری نظر میں ہیں۔ افسوس ہے کہ اشعار کو حیثیتِ فن سنوارنے کی مجھے فرصت نہیں۔[1]

غزل سے: اوروں کا ہے پیام اور میرا پیام اور ہے ...... عشق کے دردمند کا طرزِ کلام اور ہے

اس شعر میں 'عشق' کی جگہ 'غربت' کا لفظ چھپ گیا تھا اور یوں مصرعہ وزن سے خارج ہو گیا تھا۔[2]

الفاظ و محاورات کی تحقیق میں اقبال نے احباب کی تنقیدوں سے خاصا فائدہ اٹھایا۔ علامہ 'سان پر چڑھنا' یا 'سان چڑھانا' کے بارے میں متذبذب تھے۔ انہوں نے نذیر نیازی کو لکھا کہ وہ اردو لغت کی مدد سے یہ تحقیق کریں کہ اصل محاورہ کیا ہے۔[3] مہند تراکیب کے ضمن میں علامہ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اصولاً وہ اضافت و عطف کے استعمال کو درست نہیں سمجھتے تاہم ایسی مہند تراکیب کے ضمن میں جن میں دونوں الفاظ عربی ہوں یا فارسی النسل ہوں اضافت و عطف کے استعمال کو غلط نہیں کہتے تھے۔[4]

سردار محمد کے نام خط محررہ ۶ مارچ ۲۵ء میں علامہ رقمطراز ہیں:

"میرے علم میں خجستہ پا، خجستہ پے، خجستہ گام، خجستہ قدم سب صحیح ہیں۔ ان میں سے کون کس محل پر استعمال کیا جائے، استعمال کرنے والے کی ضرورت اور مذاق پر منحصر ہے۔ عثمان مختاری نے خجستہ دست بھی لکھ دیا ہے۔ علی ہذالقیاس، اس کا ضد "سبز پا" ہے۔ اس میں بھی شعرا نے حسبِ ضرورت تصرف کیا ہے اور سبز پا، سبز پے، سبز قدم تینوں طرح لکھا ہے ۔۔۔ زبان کے متعلق میرا نقطۂ نگاہ اور ہے مگر اس ملک میں، جہاں لوگ علم اللسانِ جدید سے واقف نہیں وہ نقطۂ نگاہ بدعت سمجھا جائے گا، اس واسطے اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ورنہ آپ کے دوست کی تنقید کا وہ کافی جواب ہوتا۔ ان کی تسلی صرف سند سے ہو سکتی ہے، جس کی تلاش انشاءاللہ کروں گا۔"[5]

نظیر لدھیانوی نے ۲۸ ستمبر ۱۹۲۷ء کے انقلاب میں ایک نظم لکھی جس میں ایک شعر کا مصرع تھا۔

ع مرغِ ارنی گوز شوقِ لن ترانی پر زند۔۔

مدیر انقلاب نے نظم کے حاشیے میں لکھا کہ شاعر نے ارنی کی 'را' کو ساکن باندھا ہے حالانکہ یہ متحرک ہے۔ علامہ نے سالک کو تنبیہہ کی کہ سالک لاہوری، سالک یزدی اور بعض دوسرے شعرا نے 'ارنی' کی 'را' کو ساکن باندھا ہے، لہٰذا نظیر صاحب کے شعر میں کوئی غلطی نہیں۔ اس ضمن میں اقبال نے ٹیک چند بہار کی "ابطالِ ضرورت" کا حوالہ بھی دیا۔[6]

میر خورشید احمد کے نام خط میں علامہ لفظ "ذرّہ" پر بحث کرتے ہیں اور اسے بغیر تشدید کے لکھنے کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔[7] نامانوس الفاظ کی ایجاد کے متعلق ان کا نقطۂ نظر یہ ہے

"جب زبان میں اچھا لفظ اسی مفہوم کو ادا کرنے کے لئے موجود ہو تو نیا لفظ تراشنا غیر ضروری ہے، ہاں کوئی اگر ایسا کر بھی دے اور لفظ صوتی لحاظ سے موزوں نہ بھی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا، البتہ شرط یہ ہے کہ وہ نیا لفظ کسی ہم جنس زبان کا ہو۔ جیسے اردو میں فارسی، عربی، پنجابی الفاظ۔ سماعت کی یہ تربیت قدرت کا عطیہ ہے، میں اپنے کانوں پر بھروسہ کرتا ہوں اور جو الفاظ کانوں کو بھلے معلوم ہوں وہی رکھ دیتا ہوں۔"[8]

---

[1] مقالاتِ حکیم جلد دوم مرتبہ شاہد حسین رزاقی صہ ۲۴۶ [2] خط بنام کیپٹن منظور حسین (انوارِ اقبال صہ ۲۸۷) [3] خط بنام نذیر نیازی) محررہ ۱۰ اگست ۱۹۳۶ء صہ ۱۸۵ [4] خط بنام حاجی محمد احمد ۲۸ ستمبر ۲۰ء انوارِ اقبال صہ ۱۰ [5] اقبال نامہ دوم صہ ۲۵۷ [6] انوارِ اقبال صہ ۲۸۶ خط محررہ ۲۸ ستمبر ۱۹۲۷ء [7] اقبال کے ہم نشین مرتبہ صابر کلوروی صہ ۱۵۴ [8] ایضاً صہ ۱۵۱ [8] رسالہ اقبال اپریل ۶۷ء صہ ۱۸ بروایت اسد ملتانی

تراکیب کے اختراع میں علامہ اس مجبوری کا اظہار کرتے ہیں کہ زمانۂ حال کے فلسفیانہ خیالات کی ادائیگی کے لئے قدیم فارسی اسلوب بیان سے مدد نہیں ملتی۔ اس لیے انہیں مجبوراً تراکیب اختراع کرنا پڑتی ہیں[1]۔ عروض کی پابندی کو ضروری خیال رکھتے ہیں لیکن شاعری کے لئے عروض جاننے کی چنداں ضرورت محسوس نہیں کرتے[2]۔

اقبال کی بعض اصلاحات احباب کی نشاندہی پر معرض وجود میں آئیں۔ مثلاً جواب شکوہ چھپی تو بھوپال کے رشید احمد ارشد تھانوی کی اہلیہ خاتون ارشد نے علامہ کو ایک خط لکھا اور بند "قیس منت کشِ تنہائی صحرا نہ رہے" کے آخری شعر ؎

شوقِ تحریر مضامین میں کھلی جاتی ہے ۔۔۔ بیٹھ کر پردے میں بے پردہ ہوئی جاتی ہے

پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ علامہ نے مسلمان خواتین کی مضمون نگاری پر تنقید کی ہے حالانکہ اسلام کے ابتدائی شاندار زمانے میں مسلمان خواتین نے متعدد کتابیں لکھیں۔ اقبال نے اس استدلال کو پسند کیا اور مذکورہ بالا شعر کو اس شعر سے بدل دیا

؎ گلۂ جور نہ ہو شکوۂ بیداد نہ ہو ۔۔۔ عشق آزاد ہے کیوں حسن بھی آزاد نہ ہو[3]

بعض اوقات علامہ کسی شعر میں اصلاح کی کوشش کرتے لیکن ابتدائی شعر اصل اصلاح شدہ سے زیادہ بہتر ہوتا چنانچہ وہ ابتدائی مصرعے کی طرف رجوع کر لیتے۔ اس کا اعتراف اقبال نے ڈاکٹر لوکس کے سامنے کیا

"۔۔۔ میں پیغمبر نہیں ہوں۔ محض شاعر ہوں۔ جب مجھ پر شعر کہنے کی کیفیت طاری ہوتی ہے تو مجھ پر بنے بنائے اور ڈھلے ڈھلائے شعر اترنے لگتے ہیں اور میں بعینہٖ نقل کر لیتا ہوں۔ بارہا ایسا ہوا کہ میں نے ان اشعار میں کوئی ترمیم کرنا چاہی لیکن میری ترمیم اصل اور ابتدائی نازل شدہ شعر کے مقابلے میں بالکل ہیچ نظر آئی اور میں نے شعر کو جوں کا توں رکھا۔۔۔"[4]

علامہ کی بیاضیں اور مسودات اس بیان کی تصدیق کرتے ہیں۔ بارہا ایسا ہوا کہ وہ کسی شعر میں اصلاح کے باوجود مطمئن نہ ہوئے اور انہوں نے ابتدائی شعر کو بحال رکھا۔ اس ضمن میں علامہ کی محنت دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ اشعار اور مکتوبات میں ان کا بیان کہ وہ فنِ شاعری سے نابلد ہیں محض شاعرانہ انکسار نظر آتا ہے۔ ۱۹۱۷ء میں علامہ نے اورنگ زیب عالمگیر کی قبر کی زیارت کی اور ایک نظم لکھی۔ اس نظم کا ایک مصرع یوں تھا:

ع ترکش ما را خدنگِ آخریں

علامہ نے اس بے نظیر مصرع کے بارے میں دین محمد مرحوم سابق گورنر سندھ سے فرمایا کہ انھوں نے اس مصرع پر چالیس بار نظر ثانی کی تھی تب اس مصرع نے موجودہ صورت اختیار کی[5]۔ علامہ کی بیاضوں اور مسودات کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بیان ذرا بھی مبالغے پر مبنی نظر نہیں آتا۔ ایک ایک مصرع کو تین، تین اور بعض اوقات چار چار دفعہ تبدیل کیا گیا۔ اقبال کی زیادہ تر اصلاحات اس موقع کی ہیں جب وہ اپنا مجموعہ کسی کاتب کے حوالے کرتے تھے۔ تاہم ابتدائی زمانے کے کلام پر اس اصول کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ ابتدائی زمانے میں علامہ کا بیشتر کلام کسی نہ کسی رسالے میں شائع ہوتا تھا، چنانچہ کلام بھیجتے وقت وہ اپنے اشعار پر ایک نظر ڈال لیا کرتے تھے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ انجمن کے

---

[1] اقبال نامہ اول ص ۱۲۵ ؛ خط بنام سید سلیمان ندوی - ۱۸ مارچ ۱۹۲۶ء مشمولہ اقبال نامہ اول

[2] "ملوک چند محروم" مرتبہ جگن ناتھ آزاد ص ۲۵۰ [3] اقبال خواتین کی نظر میں - یکتا امروہی - ص ۸۰-۸۱

[4] ترمیمات اقبال کا تنقیدی جائزہ - جگن ناتھ آزاد مشمولہ ایلینیونیوسٹی اقبال نمبر جلد ۷۷ اول ص ۲۳۴

[5] بحوالہ نقش اقبال از سید عبدالواحد ص ۱۰۶

مشاعروں میں پڑھی جانے والی نظموں اور ان نظموں کے رسائل میں شائع ہونے والے متون میں خاصا فرق پایا جاتا ہے ۔ اس ضمن میں علامہ کی بیاضوں سے ان کی ایک اور عادت کا بھی پتہ چلتا ہے اور وہ یہ کہ وہ کسی نظم پر اصلاح کرتے وقت ایک دو شعروں کا اضافہ بھی کر دیتے ہیں ۔ ان اصلاحات کی ماہیت اور کیفیت میں آخر وقت تک فرق نہیں آیا بلکہ دلچسپ بات تو یہ ہے کہ کاتب کے لئے مسودہ تیار کر لینے کے بعد بھی اقبال نے اس مسودہ پر جگہ جگہ اصلاحات کیں ۔ اس سے بھی دلچسپ بات یہ ہے کہ آخری مسودے اور علامہ کے مطبوعہ نسخے کے متون میں بھی کہیں کہیں فرق موجود ہے ۔ اس سے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ کتابت کے بعد بھی پروف ریڈنگ کے وقت علامہ نے بعض ترمیمات تجویز کیں ۔

ان مباحث سے علامہ کے نظریۂ فن کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے ۔ اقبال نے اپنے کلام میں جو اصلاحات کیں ، ان کے پیش نظر جو معیار رہا اس کے نقوش ان مباحث میں وافر طور پر موجود ہیں علامہ نے ان اصولوں کو جا بجا برتا ہے ، جس کا ثبوت وہ اصلاحات ہیں جو انھوں نے قلمی نسخوں اور بیاضوں میں کیں ۔ ذیل میں گذشتہ مباحث کی روشنی میں اصلاحِ کلام کے ضمن میں اقبال کے نظریات کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ اصلاحِ کلام پر ان کی تطبیق کو صحیح تناظر میں سمجھا اور پرکھا جا سکے ۔

گذشتہ مباحث سے علامہ کے انتقادِ شعری کے درج ذیل اصول اخذ کئے جا سکتے ہیں

(۱) پرانے اور مبتذل الفاظ سے پرہیز کیا جائے اور اشعار میں تازگی لانی چاہیے ۔

(۲) الفاظِ حشو سے پرہیز کیا جائے ۔ محاورہ کی درستی کا بھی خیال رکھنا چاہیے ۔

(۳) بعض الفاظ مثلاً "تعاقب" شعر کے لئے موزوں نہیں ایسے غیر فصیح الفاظ سے پرہیز واجب ہے ۔

(۴) شعر کے لئے موضوع کا انتخاب احتیاط کا متقاضی ہے ۔

(۵) عروض کا خیال رکھنا چاہیے ۔

(۶) ایک مصرعے میں چار اضافتوں سے اجتناب کرنا چاہیے ۔

(۷) اضافت کی حالت میں اعلانِ نون جائز نہیں ۔

(۸) بعض حروف کا دب کر نکلنا جائز نہیں ، جیسے آہ کی ہ [۱]

(۹) تشبیہہ برمحل ہونی چاہیے ۔

(۱۰) اشعار کا لہجہ ایک دوسرے سے مختلف نہیں ہونا چاہیے ۔

(۱۱) عجمیت کے رنگ سے پرہیز کیا جائے ۔

(۱۲) بندشیں چست اور صاف ستھری ہونی چاہییں ۔ اسلوب بیان میں جدت ہونی چاہیے اور زبان بھی صاف ہونی چاہیے ۔

(۱۳) شاعری میں تعمیری پہلو غالب ہونا چاہیے نہ کہ تخریبی پہلو ۔

(۱۴) نامانوس الفاظ سے پرہیز کرنا چاہیے ۔ کوئی نیا لفظ تراشنے میں اس امر کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ صوتی لحاظ سے غیر موزوں نہ ہو

(۱۵) مضمون کو فن پر ترجیح حاصل ہے ، تاہم شعر میں زبان ، الفاظ کی صوت اور طرزِ ادا کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ۔

---

[۱] دیوانہ ، فرزانہ ، حوصلہ میں "ہ" کے سقوط کے قیاس پر "آہ" کی "ہ" کا گرانا جائز نہیں کیونکہ اس صورت میں یہ حرف ، حرفِ اصلی کا مقام رکھتا ہے (مرتب)

(ج) بانگِ درا کی نمائندہ اصلاحات

"بانگِ درا" علامہؒ کے اردو کلام کا پہلا مجموعہ ہے۔ اس کی اشاعت کا خیال سب سے پہلے ۱۹۰۳ء میں علامہؒ کو آیا[1]۔ ۱۹۱۱ء میں علامہؒ نے اپنے کلام کو جمع کرنے کی کوشش کی[2]۔ غالباً عمدہ کلام کی کمی مجموعے کی اشاعت میں مانع رہی۔ مارچ ۱۹۱۵ء میں تو مجموعے کی اشاعت کا باقاعدہ پروگرام بنا اور منظومات پر نظرِ ثانی کرنے کے بعد اسے کاتب کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا گیا[3]۔ غالباً مثنوی اسرارِ خودی اور پھر رموزِ بے خودی کی تصنیف نے علامہؒ کو اس مجموعے کی اشاعت سے باز رکھا۔ ۱۹۲۱ء میں اقبال نے پوری سنجیدگی سے مجموعے کی ترتیب کے کام پر توجہ دی اور خاصی قطع و برید اور ترمیمات کے بعد ۳ ستمبر ۱۹۲۴ء کو بانگ درا شائع کی[4]۔

علامہؒ نے ابتداء میں اپنی نظموں کا کوئی ریکارڈ نہیں رکھا۔ اقبال کے ذاتی ریکارڈ میں مارچ ۱۹۰۷ء سے پہلے کی کوئی نظم یا غزل محفوظ نہیں ہے۔ بیاضوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہؒ کو سب سے پہلے جرمنی کے قیام کے زمانہ میں اپنے اشعار کو محفوظ کرنے کا خیال آیا۔ چنانچہ اقبال کی بیاض میں سب سے پہلی نظم "وصال" ہے جو اگست ۱۹۰۷ء میں میونخ میں لکھی گئی۔ اس کے بعد علامہ نے ہر وہ نظم یا غزل بیاض میں درج کی جسے وہ اشاعت کے نقطۂ نظر سے معیاری سمجھتے تھے۔ تاہم فرمائشی نظمیں اور ہنگامی واقعات کے زیرِ اثر لکھے جانے والے اشعار تلف کر دیئے گئے۔ بانگ درا میں شامل منظومات پر اصلاحات کا عمل دو مختلف مواقع کی پیداوار ہے۔ اس دور کا بیشتر کلام رسائل اور اخبارات میں اشاعت کی غرض سے بھیجا گیا۔ چنانچہ رسائل کو ارسال کرنے سے پہلے ان میں مناسب ترمیمات کی گئیں۔ لیکن بڑے پیمانے پر اصلاحات کا آغاز ۱۹۲۱ء میں ہوا اور ۱۹۲۲ء میں بھی جاری رہا۔ چنانچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس دور کے کلام پر اقبال کی بیشتر اصلاحات ۱۹۲۱ء یا ۱۹۲۲ء کے زمانے کی ہیں۔

اس مقالے کی حد تک زیرِ نظر دور کی اصلاحات کو دو حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصّے میں ۱۹۰۶ء تک کے کلام کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ ان اصلاحات کا ماخذ وہ رسائل و اخبارات ہیں جن میں یہ کلام وقتاً فوقتاً شائع ہوتا رہا۔ بانگ درا اور ان رسائل و اخبارات کے تقابلی مطالعہ سے یہ اصلاحات اخذ کی گئی ہیں۔ یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ یہ اصلاحات ۱۹۲۱ء / ۱۹۲۲ء میں کی گئیں۔ دوسرے حصّے میں علامہؒ کی ان اصلاحات کو لایا گیا ہے جو ۱۹۰۷ء اور ۱۹۲۰ء کے درمیان وقتاً فوقتاً کلام پر کی جاتی رہیں۔ ان اصلاحات کا ماخذ اُن کی وہ بیاضیں ہیں جو اب اقبال میوزیم لاہور میں محفوظ ہیں۔ اس دور کی اصلاحات کے ضمن میں رسائل اور بانگ درا کا تقابل نہیں کیا گیا۔ اس لئے کہ رسائل میں اشاعت کے وقت ان منظومات میں کتابت کی غلطیاں در آتی تھیں۔ چنانچہ اصلاحات کے نقطۂ نظر سے بیاضوں کو مستند ذریعہ سمجھتے ہوئے انہیں ہی تحقیق کی بنیاد بنایا گیا ہے۔ تقدیم و تاخیر سے قطعِ نظر دوسرے دور کی اصلاحات علامہ کے ۱۹۰۷ء اور ۱۹۲۰ء کے درمیانی عرصہ کے کلام پر محیط ہیں، جبکہ پہلے دور کے کلام پر بیشتر اصلاحات ۱۹۲۱ – ۱۹۲۲ء کے زمانے کی ہیں۔ اقبال کے فنی ارتقا کے مختلف مراحل کو سمجھنے کے لئے اس حقیقت کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہو گا۔

---

[1] خط بنام منشی سراج الدین۔ محررہ ۱۶ مارچ ۱۹۰۳ء اقبالنامہ حصّہ اوّل ص ۲۱

[2] خط بنام عطیہ بیگم محررہ ۷ جولائی ۱۹۱۱ء۔ مرتبہ ضیاالدین برنی ص ۷۵ [3] اخبار کشمیری لاہور ۱۴ مارچ ۱۹۱۵ء

[4] تصانیفِ اقبال، تحقیقی و توضیحی مطالعہ از ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی ص ۲۳

ذیل میں بانگِ درا کے کلام پر اصلاحات کے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ علامہ کا فنی ارتقا کس نہج پر گامزن تھا اور وقت کے ساتھ ساتھ اس میں کیا تبدیلیاں عمل میں آئیں۔ یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ پہلے کالم میں مصرعے کی ابتدائی صورت درج کی گئی ہے جبکہ دوسرے کالم میں اس کی اصلاح یافتہ صورت کو درج کیا گیا ہے۔ تمام اصلاحات کو زیرِ بحث لانے کے بجائے چیدہ چیدہ اور نمائندہ اصلاحات کا انتخاب کیا گیا ہے۔ بانگِ درا کی زیرِ نظر اصلاحات ابتدائی رسائل میں شائع ہونے والے کلام سے موازنہ کرنے کے بعد اخذ کی گئی ہیں۔ ۱۹۰۷ء سے بعد کی اصلاحات کے ضمن میں اقبال کی چار بیاضوں کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ یہ تمام بیاضیں اقبال میوزیم لاہور میں محفوظ ہیں[1]

ہمالہ۔ کلیات: ص۲۱

ابتدائی متن	اصلاح
شعر ۲ تجھ پہ کچھ ظاہر نہیں دیرینہ روزی کے نشاں	تجھ میں کچھ پیدا نہیں دیرینہ روزی کے نشاں
تو جواں ہے دورِ شام و سحر کے درمیاں	تو جواں ہے گردشِ شام و سحر کے درمیاں

"دورِ شام و سحر" کی ترکیب غرابتِ لفظی پیدا کر رہی ہے اور "دیرینہ روزی" کے ساتھ "پیدا" کا لفظ ہونا چاہیے تھا۔ موجودہ اصلاح نے شعر میں بلاغت پیدا کر دی ہے۔

گلِ رنگین۔ ص۲۷

بند ۳ شعر ۱ آہ اے گل! تجھ میں بھی جوہر وہی مستور ہے — سو زبانوں پر بھی خاموشی تجھے منظور ہے

جو دلِ انساں میں مثلِ موجِ نور ہے — راز وہ کیا ہے ترے سینے میں جو مستور ہے

نظم کا عنوان ہی گلِ رنگین تھا اس لئے لفظ گل کی تکرار ٹھیک نہ تھی۔ گل کی مناسبتیں دوسرے مصرعے میں موجود نہ تھیں۔ پھر "آہ اے گل" سماعت پر بھی بار تھا۔ اصلاح میں خاموشی کی مناسبت سے زبانوں کا ذکر کیا ہے اور پھول کی پتیوں کو سو زبانیں کہہ کر اور "بعر زباں" اور خاموشی کی مناسبت سے "راز" کا لفظ لا کر شعر کی معنویت میں اضافہ کیا گیا ہے۔

مرزا غالب۔ ص۲۵

شعر اوّل فکرِ انساں کو تری ہستی سے یہ روشن ہوا — فکرِ انساں پر تری ہستی سے یہ روشن ہوا

ہے پرِ مرغِ تخیل کی رسائی تا کجا — ہے پرِ مرغِ تخیل کی رسائی تا کجا

یہاں محل "پر" کا تھا لہذا لفظ "کو" کو ہٹا دیا گیا ہے۔ لفظ "تصور" کو بھی "تخیل" میں تبدیل کیا گیا ہے اس لئے کہ شاعری کی مناسبت سے "تخیل" کا لفظ زیادہ موزوں تھا۔

ابرِ کوہسار۔ ص۲۷

بند ۳ شعر اوّل دور سے دیدۂ امید کو ترساتا ہوں — دور سے ....

جب افق پر کبھی چپکے سے چمک جاتا ہوں — کسی بستی سے جو خاموش گزر جاتا ہوں

آنے والے اشعار کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہاں افق کی گنجائش ہی نہ تھی۔ پھر "خاموشی" کی نسبت "چپکے" کا لفظ موقع محل سے زیادہ مطابقت رکھتا تھا۔

پرندے کی فریاد۔ ص۲۷

ابتدائی متن	اصلاح
بند ۳ شعر اوّل آتا ہے یاد مجھ کو گزرا ہوا زمانہ	آتا ہے یاد مجھ کو گزرا ہوا زمانہ
وہ جھاڑیاں چمن کی وہ میرا آشیانہ	وہ باغ کی بہاریں وہ سب کا چہچہانا

[1] Acc No AIM 1977-205، (ii) AIM 1977-207، (iii) AIM 1977-214، (iv) AIM 1977-219

جھاڑیوں کی چمن سے مناسبت تلاش کرنے کے بجائے ان کی نسبت صحرا سے تلاش کی جاتی ہے۔

شمع و پروانہ — ص ۴۱

شعر اول	پروانہ تجھ کو کرتا ہے اے شمع پیار کیوں؟	پروانہ تجھ سے کرتا ہے اے شمع پیار کیوں؟
	کرتا ہے اپنی جاں کو تجھ پر نثار کیوں؟	یہ جانِ بے قرار ہے تجھ پر نثار کیوں؟

روزمرہ کے اعتبار سے 'تجھ کو' درست نہ تھا۔ اسی طرح 'جاں کو' بھی درست نہ تھا۔ لہٰذا یہ اصلاح کرنا پڑی

شمع — ص ۴۴

بند ۳	یہ امتیازِ رفعت و پستی اسی سے ہے	یہ امتیازِ رفعت و پستی اسی سے ہے
شعر ۲	خوشبو ہے گل میں بادہ میں مستی اسی سے ہے	گل میں مہک شراب میں مستی اسی سے ہے

'خوشبو ہے گل ... الخ' سپاٹ مصرع تھا۔ گل کے ساتھ مہک کا لفظ زیادہ موزوں تھا۔ علاوہ ازیں، ابتدائی مصرعے میں "ہے" کی تکرار بھی بری لگتی ہے۔

گل میں مہک

آفتابِ صبح — ص ۴۸

شعر اول	شورشِ میخانۂ انساں سے بالاتر ہے تو	-------------------
	زینتِ بزمِ ملک ہو جس سے وہ ساغر ہے تو	زینتِ بزمِ فلک ہو جس سے وہ ساغر ہے تو

لفظ 'ملک' محدود تھا۔ سورج کا تعلق آسمان سے پیدا کیا گیا ہے جس میں سب کچھ موجود ہے۔ معانی میں وسعت کی خاطر یہ اصلاح کی۔

دردِ عشق — ص ۵۰

شعر ۶	پوشیدہ کنجِ دل میں کہیں راز ہو ترا	پنہاں درونِ سینہ کہیں راز ہو ترا
	اشکِ جگر گداز نہ غماز ہو ترا	اشکِ جگر گداز نہ غماز ہو ترا

'درونِ سینہ' اور 'پنہاں' علامہ کی مخصوص لفظیات کے الفاظ ہیں۔ لفظ 'کنج' میں چھوٹائی ظاہر ہوتی ہے حالانکہ راز بہت بڑا ہے۔ 'درونِ سینہ' میں گہرائی ہے اس لئے زیادہ موزوں ہے۔

سید کی لوحِ تربت — ص ۵۲

بند ۱	ہو اگر ہاتھوں میں تیرے خامۂ معجز رقم	ہو اگر ہاتھوں میں تیرے خامۂ معجز رقم
شعر اول	دل ترا گیتی نما ہو گر مثالِ جامِ جم	شیشۂ دل ہو اگر تیرا مثالِ جامِ جم

'جامِ جم' کی مناسبت شیشے سے تھی۔ 'گیتی' کی یہاں کوئی ضرورت نہ تھی۔ اصلاح میں علامہ نے لفظی مناسبت کا خیال رکھا ہے۔

انسان اور بزمِ قدرت — ص ۵۴

شعر اول	صبح سورج کو جو چڑھتے ہوئے دیکھا میں نے	صبح خورشیدِ درخشاں کو جو دیکھا میں نے
	بزمِ معمورۂ ہستی سے یہ پوچھا میں نے	بزمِ معمورۂ ہستی سے یہ پوچھا میں نے

صبح کی موجودگی میں 'چڑھتے' کا لفظ محض حشو تھا اس لئے یہ اصلاح کی

پیامِ صبح — ص ۵۶

شعر ۶	صدا دی اس طرح دیوارِ گلشن پر کھڑے ہو کر	پکاری اس طرح دیوارِ گلشن پر کھڑے ہو کر
	چٹک او غنچۂ گل تو مؤذن ہے گلستاں کا	-------------------

'پکاری' صیغۂ تانیث ہے جبکہ 'صدا دی' میں عمومیت ہے (یہ صدا کسی اور نے بھی دی ہو سکتی ہے) لیکن صبح کی مناسبت سے 'پکاری' زیادہ برمحل ہے۔

دل۔ ص ۹۱

شعر ۲ یارب! اس ساغرِ لبریز کی مے کیا ہوگی ----------------

جادۂ راہِ بقا ہے خطِ پیمانۂ دل | جادۂ ملکِ بقا ہے خطِ پیمانۂ دل

جادہ اور راہ میں تکرار ہے۔ اس لئے ایک کو حشو سمجھتے ہوئے ساقط کر دیا۔

طفلِ شیر خوار۔ ص ۹۶

شعر ۵ تیرا آئینہ تھا آزادِ غبارِ آرزو ----------------

وصلِ ہستی سے چمک اٹھا شرارِ آرزو | آنکھ کھلتے ہی چمک اٹھا شرارِ آرزو

وصل، کا معنوی پس منظر واضح نہ ہو سکا تھا اس لئے اسے تبدیل کرنا ضروری سمجھا گیا۔

چاند۔ ص ۷۸

شعر ۷ میں رہِ منزل میں ہوں تو بھی رہِ منزل میں ہے ----------------

تیری محفل میں ہے جو سنسان میرے دل میں ہے | تیری محفل میں جو خاموشی ہے میرے دل میں ہے

یہاں اسم کی ضرورت تھی جبکہ اسمِ صفت 'سنسان' کو لایا گیا تھا اس لئے اسے خاموشی میں تبدیل کیا گیا،
نیا مصرع بولتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

صبح کا ستارہ۔ ص ۸۵

شعر ۸ ہے چمکنے میں مزہ حسن کا زیور ہو کر | ہے چمکنے میں مزہ حسن کا زیور بن کر

زینتِ تاجِ سرِ بانوئے قیصر ہو کر ----------------

زیور ہونا کی نسبت زیور بننا روزمرہ کے زیادہ مطابق ہے۔

داغ۔ ص ۸۹

بند ۴ شعر ۲ تھی زبانِ داغ پر جو آرزو ہر دل میں ہے ----------------

یعنی یہ لیلا وہاں بے پردہ یاں محمل میں ہے | لیلیٰ معنی وہاں بے پردہ یاں محمل میں ہے

لفظ 'لیلا'، ترکیب میں موزوں لگتا ہے لیکن لغت کی حیثیت سے فصیح نہیں سمجھا جاتا۔ چنانچہ اصلاح میں
علامہ نے شعر کے سوقیانہ پن کو دور کر دیا ہے۔

غزل ص ۱۰۳

شعر ۱ جنھیں ڈھونڈا تھا میں نے آسمانوں میں زمینوں میں | جنھیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں

وہ نکلے میرے ظلمت خانۂ دل کے مکینوں میں ----------------

روزمرہ کے اعتبار سے یہاں ڈھونڈتا ہونا چاہیے تھا۔

غزل۔ ص ۱۰۰

شعر اوّل کیا کہوں اپنے وطن سے میں جدا کیوں کر ہوا | کیا کہوں اپنے چمن سے ----------------

اور اسیرِ حلقۂ دامِ ہوا کیوں کر ہوا ----------------

اسیر کا اشارہ مرغ کی طرف جاتا ہے۔ مرغ کا تعلق چمن سے ہے۔ غالباً لفظی مناسبتوں کا خیال کرکے وطن
کو چمن سے تبدیل کر دیا۔

غزل ص ۱۰۳

شعر ۵ جرس ہوں میں صدا خوابیدہ ہے مرے رگ و پے میں | جرس ہوں نالۂ خوابیدہ ہے میرے رگ و پے میں

یہ خاموشی مری وقتِ رحیلِ کارواں تک ہے ---------

مصرع اولیٰ میں 'میرے' اور 'میں' ایک ساتھ آگیا تھا لہذا ان میں سے ایک کو حذف کرنا پڑا۔ علاوہ ازیں لفظ 'صدا' اور 'نالہ' میں بڑا فرق ہے اور 'نالہ' اقبال کا پسندیدہ لفظ بھی ہے

غزل - ص ۱۰۷

شعر ۵ لطفِ کلام کیا جو نہ ہو دل میں زخمِ عشق | لطفِ کلام کیا جو نہ ہو دل میں دردِ عشق

بسمل نہیں ہے تو تو تڑپنا بھی چھوڑ دے ---------

کلام میں تاثیر پیدا کرنے کے لئے 'زخم' کے بجائے 'درد' کا استعمال زیادہ مناسب تھا۔ 'زخم' یا 'درد' علامہ کے مخصوص لفظیات میں شامل ہیں۔

التجا ص ۱۱۵

شعر ۲ نفس سے اسکے ملی سب کو زندگی لیکن | ہوئی ہے زندہ دمِ آفتاب سے ہر شئے

مجھے حیاتِ تہِ دامنِ سحر نہ ملی | اماں مجھی کو تہِ دامنِ سحر نہ ملی

'نفس' سے انسان کا ذہن 'سانس' کی طرف جاتا ہے اور پھر 'تہِ دامنِ سحر' سے کوئی بات نہیں بن سکی، اور آفتاب میں زندگی کا تصور ہے اور پھر 'دمِ آفتاب' سے انسان کا ذہن دمِ عیسیٰ کی طرف جاتا ہے جو نئی زندگی کی ایک علامت ہے۔ پہلے مصرع کی وفتار دوسرے مصرع میں 'مجھی' کا تقاضا کرتی تھی۔ اس لفظ کے استعمال سے مصرع چست ہوگیا ہے۔

وصال - ص ۱۲۰

بند ۲ شعر ۲
(۱) عشق کے کانٹے سے لالے بن گئے چھالے میرے
(۲) عشق کی حدت سے لالے بن گئے چھالے میرے
| عشق کی گرمی سے شعلے بن گئے چھالے مرے

کھیلتے ہیں بجلیوں کے ساتھ اب نالے میرے ---------

کسی مصرعے میں اندرونی قافیہ آجائے تو شعر کے تاثر کو غارت کر دیتا ہے۔ حرف 'ے' کے تکرار نے مصرعے کے صوتی حسن کو برباد کر رکھا تھا۔ لفظ 'کانٹے' کو پہلے 'حدت' سے تبدیل کیا لیکن گرمی کا لفظ 'حدت' سے زیادہ بہتر تھا چنانچہ گرمی کی مناسبت سے 'شعلے' کا لفظ لگا کر 'چھالے' سے اس کی مناسبت پیدا کر دی۔

صقلیہ - ص ۱۳۳

شعر ۳ زلزلے جن سے شہنشاہوں کے درباروں میں تھے ---------

شعلۂ جانسوز پنہاں جن کی تلواروں میں تھے | بجلیوں کے آشیانے جن کی تلواروں میں تھے

شمشیر جوہر دار کی معنویت آشکارا کرنے کے لئے بجلی کا تلازمہ زیادہ موثر تھا۔ اصلاح کی ایک وجہ غالباً یہ تھی کہ 'تھے' جمع کی مناسبت سے 'شعلۂ' (واحد) کا استعمال درست نہیں تھا۔ یہاں ایسے لفظ کی ضرورت تھی جو بطور جمع استعمال ہوتا ہو، علامہ کی اس اصلاح کو ہر لحاظ سے بہتر کہا جا سکتا ہے۔

عبدالقادر کے نام۔ ص ۱۴۵

شعر ۱۰ صفتِ شمع جئیں بزم گہہ ہستی میں — شمع کی طرح جئیں بزم گہہ عالم میں
سوز سے دیدۂ اغیار کو بینا کر دیں — خود جلیں دیدۂ اغیار کو بینا کر دیں

شمع کی رعایت سے 'خود' کا لفظ استعمال کر کے اپنی ذات کو شامل کیا ہے۔ نئے مصرعے میں صنعتِ تضاد بھی پیدا ہو گئی ہے اور مصرع بھی چست ہو گیا ہے۔

بلادِ اسلامیہ۔ ص ۱۴۵

بند ۳ شعر ۱ ہے زمینِ قرطبہ بھی دیدۂ مسلم کا نور
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(۱) تھی درخشاں ظلمتِ مغرب میں جو مانندِ طور — ظلمتِ مغرب میں جو روشن تھی مثلِ شمعِ طور
(۲) ظلمتِ مغرب میں جو سوزاں تھی مثلِ شمعِ طور

'سوزاں' سے انفعالی پہلو زیادہ اجاگر ہوتا تھا۔ جبکہ یہاں قرطبہ کے اثباتی پہلوؤں کی طرف اشارہ کرنا مقصود تھا پھر شمع اور طور کی مناسبت سے 'روشن' کا لفظ زیادہ برمحل تھا۔

ایک حاجی مدینے کے راستے میں۔ ص ۱۶۱

شعر ۳ اس بخاری نوجواں نے کس خوشی سے جان دی
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

موت کے زہراب سے پائی ہے اس نے زندگی — موت کے زہراب سے پائی ہے اس نے زندگی

عربی اسلوب شعر 'میں' کا تقاضا کرتا تھا۔ قرآن میں آیا ہے

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ [۱]

"اے اہلِ دانش تمہارے لئے قصاص میں حیات ہے"

گورستانِ شاہی۔ ص ۱۶۹

بند ۵ شعر ۱ سوتے ہیں آرام سے بستی کے ہنگاموں سے دور — سوتے ہیں 'خاموش'، آبادی کے ہنگاموں سے دور
مضطرب رکھتی تھی جن کو آرزوئے ناصبور
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

لفظ 'آرام' سے انسانی ذہن اس طرف منتقل ہوتا ہے کہ قبر میں کوئی ہنگامہ نہیں جو خلافِ واقعہ ہے۔ پھر 'آرام' سے ایک حکم لگایا جا رہا تھا۔ یہ خامی لفظ 'خاموش' میں موجود نہیں کیوں کہ کوئی چیز بظاہر خاموش ہوتے کے باوجود اندر سے مضطرب ہو سکتی ہے۔

زندگی انساں کی ہے مانندِ مرغِ خوش نوا
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

بند ۷ شعر ۲ شاخِ گل پہ آکے بیٹھا، چہچہایا، اڑ گیا — شاخ پر بیٹھا کوئی دم چہچہایا، اڑ گیا

'دم' کا تعلق سانس سے بھی ہوتا ہے اور 'زندگی' سے بھی۔ اس رعایتِ لفظی کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے موجودہ اصلاح کی۔ 'کوئی دم' علامہ کا مخصوص اسلوبِ بیان بھی ہے۔ جیسے —

کوئی دم کا مہماں ہوں اے اہلِ محفل + چراغِ سحر ہوں بجھا چاہتا ہوں

فلسفۂ غم ص ۱۵۵

بند ۶ شعر ۳ ہوں صف آرا رزم گاہِ دل میں جس دم خیر و شر — دامنِ دل بن گیا ہو رزم گاہِ خیر و شر
راہ کی ظلمت سے ہو مشکل سوئے منزل سفر
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

---

[۱] پارہ ۲، سورہ البقرہ، رکوع ۶

مصف آرا" حشو تھا - اس کی یہاں ضرورت نہ تھی - اقبال نے کفایتِ لفظی "Economy of words" سے کام لیا ہے - ابتدائی مصرعے میں فطری بے ساختگی موجود نہ تھی - اصلاح نے مصرعے میں ارتقعیت پیدا کر دی -

پھول کا تحفہ عطا ہونے پر ص ۱۵۸

شعر ۵ مری کلی کہ تصدّق ہیں جس پہ اہلِ نظر ۔ مرا کنول کہ تصدق ہیں جس پہ اہلِ نظر
مرے شباب کے گلشن کو ناز ہے جس پر - - - - - - - - - - - -

گلشن کی مناسبت سے پھول کا ذکر کرنا تھا - لہذا کلی کی مناسبت سے کنول کا ذکر زیادہ مناسب تھا - پھر کلی کو بطورِ مؤنث باندھا گیا ہے - جبکہ شعری روایت کا تقاضا تھا کہ یہاں کوئی مذکر لفظ لایا جاتا -

پھول - ص ۲۱۹

شعر ۲ (i) اگر مشکل ہے بچنا گلشنِ ہستی کے خاروں سے
(ii) اگر منظور ہو گلشن میں رہ کر آبرو پانا
تو کانٹوں میں الجھ کر زندگی کرنے کی خو کر لے - - - - - - - - -

تمنا آبرو کی ہو ، اگر گلزارِ ہستی میں
تو کانٹوں میں الجھ کر زندگی کرنے کی خو کر لے

پہلے مصرعے میں "خاروں" کا لفظ آ گیا تھا - اس لحاظ سے دوسرے مصرعے میں کانٹوں کا کوئی جواز نہ تھا - پھر ابتدائی مصرعے کا خیال بھی عام سا تھا - گلزار اور کانٹے میں ایک مناسبت بھی ہے - اس اصلاح نے اقبال کے اس شعر کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا - آج اس شعر کو ضرب المثل کی حیثیت حاصل ہے ۔

مسلم - ص ۱۹۵

بند ۲ شعر ۲ نبضِ موجودات میں پیدا حرارت اس سے ہے - - - - - - - - - - - - - -
یہ صداقت وہ ہے، روشن ہر صداقت اس سے ہے اور مسلم کے تخیّل میں جسارت اس سے ہے

مصرعۂ ثانی میں لفظ "جس" کی ضرورت تھی جسے لایا نہ جا سکا - شاعر توحید کی برکات کا ذکر کر رہا ہے - پہلے اس نے توحید کے عمومی فیضان کا ذکر کیا ہے اور پھر دوسرے مصرعے میں اس کی تخصیص مسلم ملّت کے حوالے سے کر کے شعر کو خوبصورت بنا دیا ہے - اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اقبال کے اوّلین مخاطب اہلِ اسلام ہی ہیں -

فاطمہ بنت عبداللہ ص ۲۱۲

شعر ۲ کس قدر عزت تجھے اے حورِ صحرائی ملی ۔ یہ سعادت حورِ صحرائی تری قسمت میں تھی
غازیانِ ملّتِ بیضا کی سقائی ملی ۔ غازیانِ دیں کی سقائی تری قسمت میں تھی

"عزت" کی نسبت "سعادت" زیادہ بامعنی اور وسیع المفہوم لفظ تھا اور "سقائی ملی" روزمرہ کے اعتبار سے درست نہ تھا - ردیف کی تبدیلی کی وجہ سے بھی الفاظ کی تقدیم و تاخیر ضروری تھی -

شکوہ - ص ۱۶۳

شعر بند ۱۶۹ جنسِ نایاب محبت کو پھر ارزاں کر دے - - - - - - - - -
یعنی ہم دیر نشینوں کو مسلماں کر دے ۔ ہند کے دیر نشینوں کو مسلماں کر دے

"یعنی" یہاں حشو تھا

جوابِ شکوہ ص ۱۹۹

شعر ا بند ۵ آئی آواز سنی ہم نے کہانی تیری — آئی آواز غم انگیز ہے افسانہ ترا
پھونک ڈالے نہ تجھے شعلہ بیانی تیری — اشک بے تاب سے لبریز ہے پیمانہ ترا

مسدس کے ہر بند میں تمام اشعار آپس میں مربوط ہونے چاہییں۔ پہلا مصرع دوسرے مصرعے کے مفہوم کو آگے بڑھاتا ہے، اس شعر کے ابتدائی متن میں مصرعہ دولخت معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ اصلاح میں دونوں مصرعوں کو ہم آہنگ کر لیا گیا ہے

بند ص ۲۰۱ بے عمل تھے ہی مسلماں دین سے بدظن ہوئے — شوق پرواز میں مہجورِ نشیمن بھی ہوئے
صفتِ طائرِ گم کردہ نشیمن بھی ہوئے — بے عمل تھے ہی جواں دین سے بدظن بھی ہوئے

'گم کردہ اور نشیمن' کے درمیان وقفے کا احساس ہوتا ہے۔ اس شعر میں 'شکستِ ناروا' کا عیب پایا جاتا ہے نشیمن ترکیب میں ہے لیکن یہ اگلے رکن میں جا پڑتا ہے۔ پھر 'مہجور' کا لفظ جس شدتِ تاثر کو ظاہر کرتا ہے وہ 'راہِ گم کردہ' سے کاسلاً ظاہر نہیں ہو رہا تھا۔ اس لئے مصرعے کی اصلاح ضروری ہو گئی تھی۔

شمع و شاعر ص ۱۸۳

بند کا آخری شعر ہے خبر تاروں میں لیکن آمدِ خورشید کی — شامِ غم لیکن خبر دیتی ہے صبحِ عید کی
ص ۱۸۶ ظلمتِ شب میں نظر آئی کرن امید کی — ظلمتِ شب میں نظر آئی کرن امید کی

'تاروں میں آمدِ خورشید کی خبر' بے معنی تھی۔ یہاں محل خوشخبری کا ہے لیکن پہلے مصرعے میں تاثر اس کے برعکس نکل رہا ہے۔ اقبالؒ 'پیامِ مرگ' نہیں بلکہ 'حیاتِ تازہ' کی نوید سنانا چاہتے تھے اور ابتدائی مصرع علامہؒ کے مقاصد کو پورا نہیں کر رہا تھا۔

بند ص ۱۸۷ رہزنِ دانا متاعِ کارواں بھی لے گیا — وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
آخری شعر کارواں کے دل سے احساسِ زیاں بھی لے گیا — کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

بند کا آخری شعر ہونے کی وجہ سے اسے زوردار ہونا چاہیے تھا لیکن مطلوبہ شدتِ تاثر پیدا نہیں کی جا سکی چنانچہ ردیف تبدیل کر دی گئی۔ 'وائے' کا لفظ جس کیفیتِ درد کو ظاہر کرتا ہے وہ 'رہزن' میں نہ تھی۔ 'کارواں جاتا رہا' سے موردِ الزام کارواں والے بنتے ہیں جبکہ 'لے گیا' میں رہزن ذمہ دار ٹھہرتا ہے۔ ترمیم شدہ شعر سے علامہؒ کا یہ موقف ظاہر ہوتا ہے کہ ہم اپنی بدقسمتی کے خود ذمہ دار ہیں۔

عرفی۔ ص ۲۳۸

شعر ۲ فضائے عشق پر تحریر کی اس نے نوا ایسی ....
میسّر جس سے ہیں آنکھوں کو اب تک لطفِ بے خوابی — میسّر جس سے ہیں آنکھوں کو اب تک اشکِ عنابی

آنکھوں کی مناسبت سے اشک کی ضرورت تھی۔ پہلا مصرع جتنا چست ہے دوسرا اتنا نہیں ہے۔ 'نوا' کا تعلق کان سے ہے۔ 'نوا' کو بصری ہیئت دے دینا عمدہ خیال ہے۔ بصارت کی رعایت سے اشکِ عنابی لایا گیا ہے۔ 'لطفِ بے خوابی' عمومی سا خیال ہے۔ لطف کی یہاں ضرورت نہ تھی۔ یہاں ایسے لفظ کی ضرورت تھی جو عشق کی کاہش کو اپنی پوری معنویت اور شدت کے ساتھ ظاہر کرے۔ اس کمی کو 'اشکِ عنابی' نے پورا کر دیا۔

قربِ سلطان۔ ص ۲۰۹

شعر اول قوی تمیز فراست سے ہے اساسِ شہی — تمیزِ حاکم و محکوم مٹ نہیں سکتی
مجال کیا کہ گداگر ہو شاہ کا ہمدوش ....

ابتدائی مصرع گوٹا ہوا نظر آتا ہے۔ اس میں بے ساختگی نہیں ہے۔ 'فراست' اور 'سے' میں تنافر موت' ہے۔ 'تمیز فراست' کی ترکیب بھی بے معنی اور نامانوس ہے۔ لفظ 'تمیز' یہاں محض حشو ہے۔ فراست ایسی دانش و حکمت کو کہتے ہیں جو حق و باطل میں تمیز کرے۔

والدہ مرحومہ کی یاد میں. ص ۲۳۶

ابتدائی شعر: شورشِ طوفاں ہو یا آوازِ خاموشِ ضمیر | نغمۂ بلبل ہو یا آوازِ خاموشِ ضمیر
ہے اسی زنجیرِ عالمگیر میں ہر شئے اسیر | - - - - - - - - - -

'شورشِ طوفاں' کی ترکیب المیہ اور گداز کو ظاہر نہیں کرتی۔ نغمہ بلبل گداز اور ہجر و مجبوری کی کیفیت کو کلیتاً بیان کرتی ہے۔

بند ۱۳ شعر ۶: فطرتِ روشن وہاں ظلمت کا زندانی نہیں | نورِ فطرت ظلمتِ پیکر کا زندانی نہیں
تنگ ایسا حلقۂ افکارِ انسانی نہیں | تنگ ایسا حلقۂ افکارِ انسانی نہیں

چونکہ ذکر اس دنیا کا ہو رہا ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ روح انسانی پیکر میں مقید ہے اس لئے یہاں قالب کا ذکر ضروری تھا۔ چنانچہ اسے ظلمتِ پیکر سے تبدیل کیا۔ پھر اسی رعایت سے فطرتِ روشن کی جگہ نورِ فطرت لانا پڑا

فردوس میں ایک مکالمہ. ص ۲۴۴

شعر ۶: جب پیرِ فلک نے ورق ایام کا الٹا! | - - - - - - - - - -
تعلیم سے سید نے کیا ہم کو سرافراز | آتی ہے صدا پاؤ گے تعلیم سے اعزاز

اس شعر کے ابتدائی مصرعے میں سرافراز طنزاً استعمال ہوا ہے۔ غالباً اکبرالہ آبادی کی تنقیدات کے زیرِ اثر نظم میں یہ خیال در آیا۔ ورنہ علامہ سر سید احمد خان کی کوششوں کے قدردان تھے اور اس سے پہلے 'سید کی لوحِ تربت' اور 'علی گڑھ کے طلبہ کے نام' لکھ چکے تھے۔ تناقض کے ڈر سے مصرعے کو تبدیل کیا گیا۔

پیوستہ رہ شجر سے امیدِ بہار رکھ. ص ۲۴۸

شعر ۲: ہے لازوال دورِ خزاں اس کے واسطے | ہے لازوال عہدِ خزاں اس کے واسطے
کچھ واسطہ نہیں ہے اسے برگ و بار سے | کچھ واسطہ نہیں ہے اسے برگ و بار سے

لفظ 'دور' کو 'عہد' سے تبدیل کیا گیا۔ اقبال نے اپنے بیشتر کلام میں 'دور' کو 'عہد' سے تبدیل کیا ہے۔ علامہ اس لفظ کو 'زمانے' کے مفہوم میں تبدیل کرنا چاہتے تھے۔ جبکہ 'دور' کا لفظ گردش کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ علامہ زمان کے دولابی تصور "Cyclic Concept" کے بجائے دوامی تصور کو پیش کرنا چاہتے تھے اور اس کے لئے 'عہد' کا لفظ 'دور' کی نسبت زیادہ جامع تھا۔

غلام قادر رہیلہ. ص ۲۶۷

شعر ۱۲: (۱) اگر کوئی حرارت خونِ تیموری کی رکھتا ہو | یہ مقصد تھا مرا اس سے کوئی تیمور کی بیٹی
(۲) رگوں میں جس کی گرمی خونِ تیموری کی باقی ہو | مجھے غافل سمجھ کر مار ڈالے میرے خنجر سے
تو بڑھ کر ذبح کر ڈالے وہ مجھ کو میرے خنجر سے | - - - - - - - - - -

شاید "ذبح کر ڈالے" کھٹکا ہو گا۔ لفظ 'غافل' اقبال کے شعری مزاج کے قریب تر ہے۔

شعر ۱۳: مرے محفوظ رہنے سے یہ روشن ہو گیا آخر | مگر یہ راز آخر کھل گیا سارے زمانے پر
حمیت آج رخصت ہو گئی تیمور کے گھر سے | حمیت نام ہے جس کا گئی تیمور کے گھر سے

"حمیت نام ہے جس کا" کہہ کر شعر میں بلاغت پیدا کر دی ہے۔

قطعہ - ص ۲۹۱

شعر ۱ — اقبال ہرا نا پاپی ہے خوش باتوں سے کر دیتا ہے | اقبال بڑا اپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا یہ غازی تو بنا کردار کا غازی بن نہ سکا -

اصلاح سے ہندی امیجری کے متعلقات کا حسن پیدا کیا گیا ہے "من باتوں میں موہ لیتا ہے" کہہ کر محاورے سے فائدہ اٹھایا گیا ہے - محاورہ کلام کو بلیغ اور مؤثر بناتا ہے اور طویل عبارت کا قائم مقام ہوتا ہے -

حضورؐ رسالت مآبؐ میں - ص ۱۹۷

بند ۳ شعر ۱ — کہا یہ میں نے کہ سچی خوشی نہیں ملتی | حضورؐ! دہر میں آسودگی نہیں ملتی
تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی | تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی

"کہا یہ میں نے" اشارہ حضورؐ کی طرف ہے جو بند ۲ کے پہلے شعر میں موجود ہے، یعنی تین شعر قبل - چنانچہ 'کہا یہ میں نے' کی وضاحت ضروری تھی کہ کس سے کہا گیا - چنانچہ علامہ، اس بند میں بھی حضورؐ کا لفظ لاتے ہیں - یوں ایک طرف احترام کا پہلو نمایاں ہوتا ہے تو دوسری طرف مصرعے میں چستی بھی پیدا ہو گئی ہے -

(د) بالِ جبریل کی نمائندہ اصلاحات

بالِ جبریل جنوری ۱۹۳۵ء میں شائع ہوئی۔ اس کی کتابت کا آغاز ۹ ستمبر ۳۴ء کو ہوا۔[1] اقبال میوزیم لاہور میں بالِ جبریل کے دور کے کلام کے دو مسودے ملتے ہیں۔ پہلا مسودہ بیاض ہے جس میں وقتاً فوقتاً کلام لکھا جاتا رہا۔[2] اس بیاض میں کلام پر متعدد اصلاحات کی گئیں۔ اس بیاض سے ایک مسودہ تیار کیا گیا۔[3] قرینِ قیاس ہے کہ یہ مسودہ کتابت سے ذرا پہلے ستمبر ۳۴ء میں تیار کیا گیا۔ اس لحاظ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ علامہ کی بیشتر اصلاحات ستمبر ۳۴ء کی ہیں۔ ہر دو بیاضوں کے تقابلی مطالعے سے منظومات کا زمانۂ تحریر معلوم کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً غزل ۵۳ تا ۶۰، بیاض اوّل میں موجود نہیں جبکہ یہ بیاض دوم میں موجود ہیں۔ یقیناً یہ منظومات آخری زمانے کی ہیں اور ۱۹۳۴ء کے اوائل میں لکھی گئیں۔

بعض غزلوں پر دو دفعہ اصلاحات کی گئیں، مثلاً ۲۲، ۲۶، ۳۶، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۸، ۵۰۔ اسی طرح بعض مصرعوں کو تین تین دفعہ تبدیل کیا گیا، مثلاً غزل ۱۶ (ص ۳۱۲) کا شعر ۸ اور غزل ۶ (ص ۳۰۲) کے شعر ۲ میں تین اصلاحات کی گئیں۔ اسی طرح بعض غزلوں پر اصلاحات ہوئی ہی نہیں یا شاید اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھی گئی۔ مثلاً غزلیات حصہ اوّل کی غزل ۱، ۲، ۳، ۱۲، ۱۳۔ اسی طرح حصہ دوم کی درج ذیل غزلیات پر بھی اصلاحات نہیں ہوئیں۔ غزل ۱۸، ۳۸، ۴۵، ۵۴، ۵۶۔ اسی طرح بعض نظموں کے عنوانات بھی بدل دیئے گئے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے

موجودہ عنوان	ابتدائی عنوان
ایک نوجوان کے نام (ص ۴۱۱)	نوجوان
الارض للّٰہ (ص ۴۱۱)	ملکیتِ زمین
خانقاہ (ص ۵۳۴)	خانقاہیں

غزل ۱۷، ابتداء میں نظم تھی اور اس کا عنوان لندن/فرنگ تھا۔

اصلاحات کے دوران بعض مصرعے قلمزد کر دیئے گئے لیکن بعد میں انہیں بحال کر دیا گیا۔ مثلاً غزل ۱ ص ۳۶ شعر ۳، غزل ۲۹ شعر ۵ مصرعِ ثانی، غزل ۲۵ شعرِ اوّل مصرعِ ثانی، غزل ۲۶ شعر ۵، مصرعِ اولیٰ، خوشحال خان کی وصیت (ص ۴۶۴) شعر ۱، ۵، جاوید کے نام، شعر ۳۔

بعض اشعار حاشیے میں اضافہ کئے گئے مثلاً:۔

نظم زمانہ (کلیات ص ۴۲۱) شعر ۴، ۹، غزل ۲۴، شعر ۲، ۳، ۴، غزل ۲۰ شعر ۳، غزل ۵۵ شعر ۴، غزل ۵۳ شعر ۲۔ ذوق و شوق کے بند ۱ کے آخری دو اشعار بھی بعد میں مسودہ تیار کرتے وقت اضافہ کئے گئے۔

ان اصلاحات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ کو اشعار کی آرائش کا بھی خیال رہتا تھا۔ خوب سے خوب تر کی تلاش ان کے تمام کلام کا بنیادی اصول رہا ہے۔ چنانچہ بیاضِ بالِ جبریل اور مسودے کا تقابلی مطالعہ ایک ایسے شاعر کو ہمارے سامنے پیش کرتا ہے، جو اپنے اشعار کو خوب سے خوب تر بنانے کا فن جانتا ہے اور ایسا کرتے ہوئے خاصی جگرکاری سے کام لیتا ہے۔ ذیل میں بالِ جبریل کے کلام کی بعض اصلاحات کا

---

[1] مکتوباتِ اقبال بنام نذیر نیازی ص ۱۹۴ [2] AIM 1977-200 [3] Acc NO AIM 1977-204

بطورِ نمونہ تذکرہ کیا جاتا ہے

نصیحت ۔ ص ۱۲م

شعر ۳ ہے کبوتر پر جھپٹنے میں جو لذت اے پسر! | جو کبوتر پر جھپٹنے میں مزا ہے اے پسر!

آہ وہ لذت کبوتر کے لہو میں بھی نہیں | وہ مزا شاید کبوتر کے لہو میں بھی نہیں۔

ابتدائی مصرعے کی بندش کمزور تھی اور پھر شعر سے فاشزم کا تصور ابھرتا تھا۔ "آہ" کا کوئی جواز نہ تھا۔ علامہ کا مقصد 'سعی و عمل' کی اہمیت کو واضح کرنا تھا۔ 'لذت' کے بجائے 'مزا' کا لفظ زیادہ موزوں تھا۔ لفظ 'شاید' نے ابتدائی مصرعے کی 'شدت' کو کم کر دیا ہے۔

غزل ۱م ۱، ص ۳۱۰

شعر اول اپنی جولاں گاہ زیرِ آسماں سمجھا تھا میں | ----------

کس رباطِ کہنہ کو اپنا جہاں سمجھا تھا میں | آب و گل کے کھیل کو اپنا جہاں سمجھا تھا میں

'رباطِ کہنہ' کی ترکیب اردو کی حد تک نامانوس اور ثقیل تھی۔ 'آب و گل کے کھیل' میں جو رمزیت ہے، اس نے شعر کے معنوں میں وسعت پیدا کر دی ہے۔

شعر ۵ کیا عجب میں معجزاتِ بے زبانی ہائے شوق | کہہ گئیں رازِ محبت پردہ دارِ ہائے شوق

تھی فغاں وہ بھی جسے ضبطِ فغاں سمجھا تھا میں | ----------

"معجزاتِ بے زبانی ہائے شوق" ایک دشوار گزار ترکیب تھی۔ غزل کا مجموعی آہنگ اتنی ثقیل تراکیب کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔ اردو شاعری کی روایت کے مطابق پردہ داری اور شوق کا اجتماع بہت خوبصورت ہے

الارض للہ ۔ ص ۱۱م

شعر اول پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون؟ | ----------

پھر اٹھاتا ہے سمندر کے کناروں سے سحاب | کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب

سحاب (بادل) کناروں سے نہیں اٹھا کرتے۔ تبخیر کا عمل تمام سمندر میں ہوتا ہے اور موجیں ان بخارات کو ہوا میں دھکیلتی ہیں۔ پھر دوسرے مصرعے میں 'کون' کے استعمال نے پہلے مصرع کے تاثر میں اضافہ کیا ہے۔ تجاہلِ عارفانہ کا یہ استعمال اقبال کی شاعرانہ کاریگری کا ایک عمدہ نمونہ ہے۔ نظم کے دوسرے اور تیسرے اشعار میں بھی علامہ نے "کون لایا" اور "کس نے بھر دی" کی اصلاح کر کے نظم کو خوبصورت بنانے کی کوشش کی ہے، جس میں وہ بڑی حد تک کامیاب رہے ہیں۔

غزل ۵ ۔ ص ۳۱۰ ۳۶۱ X

شعر ۴ گر ہے مجھ کو زندگیِ جاوداں عطا | ----------

تو پھر ذوق و شوق دیکھ، دلِ داغدار کا!

" " سوز و ساز " " " | پھر ذوق و شوق دیکھ دلِ بے قرار کا!

'ذوق و شوق' کا بے قراری سے قریبی تعلق ہے۔ لیکن 'دلِ داغدار' کا جواز مصرعے میں نظر نہیں آتا۔ دلِ داغدار کی مناسبت سے اقبال 'سوز و ساز' کی ترکیب لائے لیکن معنوی اعتبار سے شعر کا پایہ بلند نہ ہو سکا۔ چنانچہ 'ذوق و شوق' کو بحال رکھتے ہوئے اس کی مناسبت سے 'دلِ بے قرار' کی ترکیب وضع کی۔

دوزخ ازلی آدم کا استقبال کرتی ہے   ص ۲۹۲

بند ۲ شعر اول
اے وہ کہ تجلی ہے تری شمس و قمر میں ، خورشید جہاں تاب کی ضو تیرے شرر میں
مجھے نہیں بخشے ہوئے فردوس نظر میں ؛ آباد ہے اک تازہ جہاں تیرے ہُنر میں
جنت تری پنہاں ہے ترے خونِ جگر میں ؛ مجھے نہیں بخشے ہوئے فردوس نظر میں
آباد ہے اک تازہ جہاں تیرے ہنر میں ؛ جنت تری پنہاں ہے ترے خونِ جگر میں
اے پیکرِ گل ۔۔۔ ؛ اے پیکرِ گل ۔۔۔۔

'اے وہ کہ' محض حشو تھا ۔ مصرعوں کی ترتیب بدلنے سے بھی بند خوبصورت ہو گیا ۔

غزل ۱۷ ۔ ص ۳۳۳

شعر اول
ہوئے اس دیس میں رخصت نہ آدابِ سحرخیزی ۔ زمستانی ہوا میں گرچہ تھی شمشیر کی تیزی
جہاں بادِ سحرگاہی میں ہے شمشیر کی تیزی ۔ نہ چھوٹے مجھ سے لندن میں بھی آدابِ سحرخیزی

'بادِ سحرگاہی' کی تخصیص کی ضرورت نہ تھی ۔ علامہ جو دلیل لائے ہیں اس کی تفہیم میں شدت تبھی واقع ہو سکتی تھی کہ جاڑوں کی رات میں سحرخیزی کی جائے ۔ رخصت کا لفظ بھی بے محل تھا اور علامہ کے خیال کو ٹھیک طور پر ادا نہیں کر رہا تھا ۔

شعر ۴
جلالِ قیصریت ہو کہ جمہوری تماشا ہو ۔ جلالِ بادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
سیاست ہو الگ دیں سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی ۔ جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی
" " " " " " " سلطانی ہے چنگیزی ۔

'سلطانی' 'پادشاہی' کے قائم مقام نہیں ہو سکتی ۔ اقبال کے یہاں یہ لفظ مثبت معنوں میں آیا ہے
~~سلطانی~~ جمہور کا آتا ہے زمانہ

'جلالِ قیصریت' میں وہ عمومیت پیدا نہیں ہو سکتی جو لفظ 'پادشاہی' میں ہے ۔ مصرع ثانی میں ابتدائی الفاظ کی نشست درست نہ تھی ۔ علامہ نے ذرا سی تبدیلی سے مصرع کو رواں بنا دیا ہے ۔ 'سلطانی' اس لئے بھی موزوں نہ تھا کہ پہلے مصرعے میں محض سلطانی کا ذکر نہیں جمہوریت کا تذکرہ بھی ہے ۔

غزل ۱۱ ۔ ص ۳۳۷

شعر اول
ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
یہی ہمیشہ رہا ہے قلندروں کا طریق ، یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

'ہمیشہ' کی 'ہ' تقطیع میں گر رہی تھی ۔ ہمیشہ کی نسبت 'ازل' کا لفظ زیادہ موزوں تھا اور اقبال کی شعری لفظیات کے عین مطابق بھی ۔

غزل ۷ ۔ ص ۳۴۹

شعر ۳
یا حیرتِ فارابی یا جرأتِ بسطامی ۔ یا حیرتِ فارابی یا تاب و تبِ رومی
یا فکرِ حکیمانہ یا نعرۂ مستانہ ۔ یا فکرِ حکیمانہ یا جذبِ کلیمانہ

حضرت بایزید بسطامیؒ کی مناسبت سے 'نعرۂ مستانہ' کی ترکیب مصرعے میں جدتِ خیال پیش نہیں کرتی تھی ، اقبال کا ذہن یہاں کسی بلند آہنگ ترکیب کا متقاضی تھا ۔ پہلے مصرعے میں فارابی کے ساتھ 'حیرت' کا لفظ لایا گیا ہے ۔ اس کے مقابلے میں 'تاب و تب' بہت مناسب ترکیب تھی ۔ جرأت کا لفظ علامہ کے خیال کو بخوبی ادا نہیں کر رہا تھا ۔ چنانچہ علامہ نے رومی کو پیش کیا اور اسکی مناسبت سے 'جذبِ کلیمانہ' کی ترکیب لا کر شعر کے معیار کو بلند تر کر دیا ۔

غزل ۵۲ - ص ۱۳۹

شعر اوّل
یہ خویش بازی، وہ مہرہ بازی | نے مہرہ باقی، نے مہرہ بازی
ہے کون شاطر؟ رومی کہ رازی | جیتا ہے رومی، ہارا ہے رازی

'خویش بازی' کی ترکیب 'رومی اور رازی' کے حوالے سے عمدہ نہ تھی، ویسے بھی 'بازی' کا لفظ پہلے مصرع میں دو دفعہ آ چکا تھا۔ 'نے' کا استعمال اقبال کے عجزِ بیان کا ایک نمونہ ہے۔

غزل ۲۳ - ص ۲۷۶

شعر ۲
علم کی حد سے گزر جا کہ مسلماں کے لئے | علم کی حد سے پرے، بندۂ مومن کے لئے
لذّتِ شوق بھی ہے، نعمتِ دیدار بھی ہے | لذّتِ شوق بھی ہے، نعمتِ دیدار بھی ہے

'گذر جا' سے ترک کرنا اور نظر انداز کرنے کا مفہوم زیادہ نمایاں تھا۔ پھر 'لذّتِ شوق' کی مناسبت سے مسلماں کی نسبت 'مومن' کا لفظ زیادہ موزوں تھا۔

غزل ۱۰ - ص ۳۰۶

شعر ۲
گذر اوقات کر لیتا ہے، یہ کوہ و بیاباں میں | - - - - - - - - -
کہ شاہیں کو نہیں آتا، طریقِ آشیاں بندی | کہ شاہیں کے لئے ذلّت ہے کارِ آشیاں بندی

'نہیں آتا' میں بندش کی خامی تھی، 'کارِ آشیاں بندی' شاہین کے دائرۂ اختیار میں ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ اسے پسند نہیں کرتا۔ کنایہ مقصود تھا اور زورِ بیان کا تقاضا بھی یہ تھا کہ شاہین ایک کام کر سکنے کے باوجود نہ کرنا چاہے اور اسے اپنے لئے 'ذلّت' سمجھے۔ چنانچہ یہ ضروری ہو گیا تھا کہ مصرعے میں اصلاح کی جائے

غزل ۱۸ - ص ۳۹۰

شعر اوّل
نہ تخت و تاج میں، نے لشکر و سپاہ میں ہے | - - - - - - - - -
وہ بات جو کسی درویش کی نگاہ میں ہے | جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

'درویشی، قلندری کا ایک وصف ہے۔ اقبال کے ہاں قلندر کا لفظ بندۂ مومن کے بیشتر اوصاف پر محیط تھا 'درویش' کے ساتھ 'کسی' کا لفظ زائد تھا۔ 'مردِ قلندر' نے شعر کی عظمت میں اضافہ کر دیا۔ اور پھر اس کی مناسبت سے 'بارگاہ' کا لفظ لایا گیا ہے جس نے 'لشکر و سپاہ' کی ترکیب کے ساتھ مل کر شعر کے لہجے کو بلند آہنگ اور پر شکوہ بنا دیا ہے۔

نگاہ کی جگہ بارگاہ لانے سے معنی میں وضاحت اور وسعت پیدا ہوئی ہے

لینن خدا کے حضور - ص ۲۹۶

شعر ۱
آنکھوں کی گواہی سے وہ عالم ہوا ثابت | آج آنکھ نے دیکھا تو وہ عالم ہوا ثابت
(مفہوم زیادہ واضح اور پر زور)
میں جس کو سمجھتا تھا کلیسا کے خرافات | میں جس کو - - - - - - - - -

'گواہی' کا لفظ یہاں اچھا نہیں لگتا۔ اقبال نے اس غیر فصیح لفظ کو تبدیل کرنا ہی مناسب سمجھا۔

شعر ۲
(۱) تو عالم و دانا ہے مگر تیرے جہاں میں | تو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہاں میں
(۲) سرمایہ پرستی نے کیا خوار جہاں کو | ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات
ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات

'قادر و عادل' شانِ ربوبیت کے عین مطابق ہے۔ مصرعِ اولیٰ کی دوسری اصلاح اگلے مصرعے کے ساتھ ہم آہنگ نہ تھی۔

فرشتوں کا گیت ۔ ص ۱۰۴

شعر ۳ سلطانیٔ جمہور کا آتا ہے زمانہ
باقی ہیں کچھ آثار ملوکی کے مٹا دو!
- - - - - - - - - - - - - - -
جو نقشِ کہن تم کو نظر آئے مٹا دو!

'نقشِ کہن' میں جو وسعت تھی وہ 'آثار ملوکی' میں کم تھی ۔ دونوں مصرعوں میں ربط کی بھی کمی تھی ۔ اصلاح نے شعر کو ضرب المثل بنا کے مقام تک پہنچا دیا ۔

فلسفہ و مذہب ۔ ص ۱۱۴

شعر ۲ حیراں ہے بو علی کہ میں آیا کہاں سے ہوں
رومی کی جستجو ہے کہ جاؤں کدھر کو میں
- - - - - - - - - - - - - - -
رومی یہ سوچتا ہے کہ جاؤں کدھر کو میں

ابتدائی مصرعے سے اقبال کا عجزِ بیاں ظاہر ہوتا تھا ۔ 'رومی کی جستجو' کا یہاں موقع محل نہیں تھا ۔ 'جاؤں کدھر کو میں' کی مناسبت سے 'سوچتا ہے' کی اصلاح عمدہ تھی ۔ جستجو میں حرکت و عمل کا عنصر بھی شامل ہے یہ بات "سوچتا" میں نہیں

غزل ۱۰ ۔ ص ۳۵۳

شعر ۶ الجھ کر اسی روز و شب میں نہ رہ جا
کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں
- - - - - - - - - - - - - - -
اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا
کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں

ابتدائی مصرعے میں تعقید بری لگتی تھی ۔ فعل کو پہلے نہیں آنا چاہیے تھا ۔

غزل ۳۹ ۔ ص ۳۵۲

شعر ۵ (۱) شیرِ مولیٰ کی ہے میراث خدائی ساری
(۲) مردِ درویش کی میراث ہے آزادی و مرگ
ہے کسی اور کی خاطر یہ نصابِ زر و سیم
- - - - - - - - - - - - - - -
مردِ درویش کا سرمایہ ہے آزادی و مرگ

'شیرِ مولیٰ' سے قاری کا ذہن حضرت علیؓ کی طرف منتقل ہوتا تھا ۔ غزل کے اس شعر کا تقاضا تھا کہ اس میں ایمائیت سے کام لیا جاتا ۔ چنانچہ اقبال نے مضمون کو عمومی رنگ میں پیش کرتے ہوئے 'مردِ درویش' کی ترکیب استعمال کی ۔ تاہم 'آزادی و مرگ' کی ترکیب بدستور موجود ہے اور علامہ کے عجزِ بیان کو ظاہر کرتی ہے ۔

غزل ۲۱ ۔ ص ۳۲۳

شعر دوم شکایت ہے مجھے یارب! خداوندانِ مکتب سے
سبق فولاد گر کو دے رہے ہیں شیشہ سازی کا
- - - - - - - - - - - - - - -
سبق شاہیں بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا

ابتدائی متن میں شعرِ اولیٰ میں 'خداوندانِ مکتب' کا جواز پیدا نہیں ہو رہا تھا اور دونوں مصرعے آپس میں مربوط نہیں تھے ۔ چنانچہ علامہ نے قافیے کو تبدیل کیا ۔ مکتب کے حوالے سے 'بچوں' کا ذکر اور خاکبازی کی مناسبت سے شاہین کا ذکر کر کے شعر کو خوب بنانے کی سعی کی گئی ہے ۔

غزل ۶ ۔ ص ۳۰۲

شعر اول کہیں آشفتہ ہو کے پھر یہ بستی دل نہ بن جائے
جو مشکل اب بنی ہے پھر وہی مشکل نہ بن جائے
- - - - - - - - - - - - - - -
پریشاں ہو کے میری خاک آخر دل نہ بن جائے
جو مشکل اب ہے یارب پھر وہی مشکل نہ بن جائے

'آشفتگی' کا تعلق جانداروں سے ہوتا ہے ، لہٰذا اسے بستی سے وابستہ کرنا بے محل تھا ، لہٰذا 'خاک' اور پھر اس کی مناسبت سے لفظ 'پریشان' لائے ۔ اس اصلاح نے شعر کا فنی مرتبہ بلند کیا ۔ یہ شعر اقبال کے ضرب المثل اشعار کی صف میں شامل ہو گیا ہے ۔

غزل ۶ - ص ۳۰۳

آخری شعر — عروجِ آدمِ خاکی سے تارے سہمے جاتے ہیں — عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہُوا تارا مۂ کامل نہ بن جائے — - - - - - - - - - - - - - - -

ابتدائی شعر میں 'تارے' کی تکرار درست نہ تھی۔ شعر کا خیال اس امر کا متقاضی تھا کہ دونوں مصرعوں میں دو الگ چیزوں کا ذکر کیا جائے۔ 'انجم' لفظ کے استعمال نے اس خامی کو دُور کیا اور پھر شعر میں چار مقامات پر حرف 'م' کے استعمال سے شعر صوتی لحاظ سے زیادہ خوبصورت ہو گیا ہے۔

غزل ۳۳ - ص ۳۴۷

شعر اوّل — خبر یہی ہے تجھ کو یہ کہ میری ابتدا کیا ہے! — خرد مندوں سے کیا پوچھوں کہ میری ابتدا کیا ہے؟
کہ میں اس فکر میں رہتا ہوں میری انتہا کیا ہے! — کہ میں اس فکر میں رہتا ہوں میری انتہا کیا ہے؟

مصرعِ اولیٰ میں 'یہ' کی تکرار کو ختم کرنے کی ضرورت تھی۔ ابتدائی صورت میں مصرع پھسپھسا تھا جسے چست بنانے کی ضرورت تھی۔ لفظ "خرد مندوں" سے معانی میں زیادہ وسعت پیدا ہو گئی ہے۔

غزل ۳۵ - ص ۳۴۹

شعر ۵ — مسلمانوں کے دل گرما دیئے اقبال نے یارب! — دیا اقبال نے ہندی مسلمانوں کو سوز اپنا!
تماشہ تن آساں تھا تن آسانوں کے کام آیا — یہ اک مردِ تن آساں تھا تن آسانوں کے کام آیا

شعر میں تخاطب کا انداز غزل کے باقی اشعار سے ہم آہنگ نہ تھا اور غالباً ایک حد تک غزل کے روایتی لہجے سے بھی مختلف تھا۔ مزید برآں معنوی پس منظر کے لحاظ سے پہلا شعر اپنا الگ اظہار رکھتا تھا۔

غزل ۳۴ - ص ۳۴۸

شعر اوّل — جب عشق سکھاتا ہے بازوئے ید اللّٰہی، — جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی
زنجیر زبوں اس کا عالم کی شہنشاہی — کھلتے ہیں غلاموں پر اسرارِ شہنشاہی!

'بازوئے ید اللّٰہی' اور 'زنجیر زبوں اس کا' کے اجتماع نے شعر کو قدرے ثقیل بنا دیا تھا۔ چنانچہ علامہ نے غزل کے مجموعی تاثر کا لحاظ رکھتے ہوئے شعر کو سادہ بنانے کی کوشش کی۔

جاوید کے نام ۳۴۹

شعر ۳ — اُٹھا نہ شیشہ گرانِ فرنگ کے احسان — - - - - - - - - - - - - -
"براقِ ہند" سے مینا و جام پیدا کر — سفالِ ہند سے مینا و جام پیدا کر

"براقِ ہند" کی ترکیب محلِ نظر تھی۔ "براق" سے مینا و جام پیدا کرنے کا کوئی جواز نہ تھا۔ 'سفال' کی ضرورت تھی۔ اصلاح موقع و محل کے اعتبار سے عمدہ تھی۔

مسجدِ قرطبہ ص ۳۴۵

بند اوّل — اوّل و آخر فنا، ظاہر و باطن فنا — اوّل و آخر فنا، باطن و ظاہر فنا
شعر آخر — نقشِ کہن ہو کہ نو، منزلِ آخر فنا — - - - - - - - - - - - - -

'ظاہر و باطن' روزمرہ کے اعتبار سے زیادہ مناسب تھا لیکن قافیے کی مجبوری نے اس اصلاح پر مجبور کیا ورنہ ابتدائی مصرع زیادہ صاف تھا

غزل ۵۰ ص ۳۶۲

آخری شعر — دشتی کے ناخنوں سے ٹوٹا نہ برہمن کا طلسم — - - - - - - - - - - - -
کہ بے تیشہ کلیمی ہے کارِ بے بنیاد — عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کارِ بے بنیاد

بعض معاصرانہ شہادتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس شعر میں 'تو تنی' کا اشارہ گاندھی جی کی طرف ہے۔
اس تناظر میں دیکھا جائے تو 'تو تنی' کلیم بن کر سامنے آتا ہے تاہم اس کی مثبت کامیابیوں کے لئے ایک اور
پیغمبر شعیب کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ ان تلمیحات کا گاندھی جی کی سیاست سے کوئی جوڑ نہ تھا۔
تاہم ان تلمیحات کو علامت کے طور پر استعمال کیا جا سکتا تھا۔ پس اصلاح میں 'شعیب' کا لفظ خارج کر دیا گیا اور
یہ خیال پیش کیا گیا کہ روحانی قوت کے ساتھ ساتھ مادی قوت کا ہونا بھی بہت ضروری ہے۔

غزل نمبر ۱۲۔ ص ۳۲۱

شعر ۶ عرب کی آنکھ میں اب وہ نگاہِ تیز نہیں — سنی نہ مصر و فلسطیں میں وہ اذاں میں نے
دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشۂ سیماب — - - - - - - - - - - -

نگاہ تیز سے پہاڑ نہیں کانپتے، تاہم اذان کی آواز ان میں ارتعاش ضرور پیدا کر سکتی ہے۔ غالباً انہی وجوہ کی
بنا پر شعر میں اصلاح ضروری سمجھی گئی۔

غزل ۲۳ ص ۳۳۵

شعر ۲ گلا تو گھونٹ دیا ہے اساتذہ نے ترا — گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے ترا
کہاں سے آئے صدا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ — - - - - - - - - - - -

'اساتذہ' یہاں موزوں نہ تھا۔ 'اہلِ مدرسہ' کہہ کر طنز کی شدت کو کم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ 'اساتذہ'
کی نسبت 'اہلِ مدرسہ' زیادہ موزوں اور جامع لفظ تھا۔ علامہ نے پورے نظامِ تعلیم کو موردِ الزام ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ
اصلاح شدہ شعر میں، جو غزل کا شعر ہے، ایمائیت پوری آب و تاب سے موجود ہے۔ حالانکہ ابتدائی مصرعے میں
اس کا فقدان تھا۔

خوشحال خاں کی وصیت ص ۳۴۹

شعر ۲ محبت مجھے آفریدیوں سے ہے — محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
کہ ہے آسماں گیر ان کی کمند — ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

ابتدائی شعر میں 'آفریدیوں' کا ذکر کر کے مفہوم کو محدود کر دیا گیا تھا۔ لہٰذا اسے 'جوانوں' سے بدل کر شعر
کو زیادہ زوردار بنا دیا گیا۔ مزید برآں مصرع ثانی میں 'کہ' کا استعمال عجز بیان ظاہر کرتا تھا۔

ذوق و شوق ص ۳۶۳

شعر اول قلب و نظر کی زندگی، دشت میں صبح کا سماں — - - - - - - - - - - -
فکر و سکوت کا جہاں، نور کا بحرِ بیکراں — چشمۂ آفتاب سے نور کی ندیاں رواں

'نور' کی مناسبت سے 'آفتاب' اور ندیوں کی مناسبت سے چشمہ کا ذکر کر کے شعر کو خوبصورت بنایا گیا۔

غزل ۱۶ کلیات ص ۳۶۴

شعر اول۔ (اصلاح شدہ متن) یارب یہ جہانِ گزراں خوب ہے لیکن — (ابتدائی متن) - - - - - - - - - - -
کیوں خوار ہیں مردانِ صفا کیش و ہنرمند — ہر دیس میں، ہیں خوار و زبوں مردِ ہنرمند

'کیوں' کے استعمال نے شعر میں استفہامیہ انداز پیدا کیا ہے جس سے شعر کے معنوں میں وسعت پیدا ہو
گئی ہے۔

(۵) ضربِ کلیم کی نمائندہ اصلاحات

ضربِ کلیم کے مسودے پر اصلاح کا کام ستمبر ۱۹۳۵ء میں شروع ہو چکا تھا۔ ۱۳ ستمبر ۱۹۳۵ء تک کل ۱۳۴ نظموں پر اصلاح مکمل ہو چکی تھی۔ باقی نظموں پر اصلاح کا کام بھی قریبی زمانے میں انجام پایا ہوگا۔ اس بیاض سے وہ مسودہ تیار ہوا جو کاتب کے حوالے کیا گیا۔ لیکن آخری مسودے میں علامہ نے بعض نظموں مثلاً "ایک فلسفہ زدہ سید زادے کے نام"، "نکتۂ توحید"، "نبوت"، "خاقانی"، "اہلِ مصر سے" اور "محراب گل خان کے افکار" میں مزید اصلاحات کیں۔ ضربِ کلیم کی ۱۸۳ منظومات میں سے ۱۲۱، نظموں کے متن میں اصلاح کی گئی۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ صرف ایک تہائی نظموں میں اصلاح کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ ان اعداد و شمار سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ علامہ نے انتہائی پختگی کے دور میں بھی خوب سے خوب تر کی تلاش جاری رکھی۔ بیشتر مصرعوں میں دو دفعہ اصلاحات کی گئیں۔ بعض نظموں پر خاصی محنت کی گئی۔ مثلاً نظم "آزادی" (کلیات ص ۵۲۳) کے شعر ۳ مع قرآن کو بازیچۂ تاویل بنا کر کو چار دفعہ تبدیل کیا گیا۔ بعض نظموں مثلاً "محراب گل کے افکار" (کلیات ص ۶۳۲)، شاعر (کلیات ص ۵۸۹) اور مسولینی (ص ۶۱۱) کے اشعار کی ترتیب بھی بدل ڈالی۔ "محراب گل کے افکار" کا بند ۹ پہلے "غزل" کے عنوان سے لکھا جسے حذف کر کے نظم کا حصہ بنا دیا گیا۔ سب سے زیادہ اصلاحات "نظم" کارل مارکس کی آواز، جہاد، جاوید سے اور محراب گل افغان کے افکار میں کی گئیں۔ اصلاح کا یہ عمل اشعار میں ہی نہیں بلکہ نظموں کے عنوانات میں بھی ہوا۔ درج ذیل نظموں کے عنوانات کو نظم کے مرکزی خیال کے مطابق تبدیل کیا گیا۔

ابتدائی عنوان	موجودہ عنوان
صحبت گل، قطرۂ شبنم، ایک مکالمہ، گفتگو	صبح
تعلیم	مہمانِ عزیز
مردانِ آوارہ	مردانِ خدا
سرگذشتِ اسلام	نفسیاتِ حاکمی
روحِ بزرگ	مردِ بزرگ
وحی و الہام	وحی
عورت اور تہذیبِ فرنگ	عورت اور تعلیم
فرعون و کلیم	فقر و ملوکیت
ماہا اللہ	جہاد
تمدنِ اسلام	مدنیتِ اسلام
تخیلات، خیال گل کے افکار	محرابِ گل افغان کے افکار
مہدی، جمہوریت، دستورِ جمہوریت، ملوکیت	سلطانیٔ جاوید

ضربِ کلیم کی تمام اصلاحات کا احاطہ زیرِ نظر مقالے میں مشکل ہے، تاہم بعض نمائندہ اصلاحات پیش کی جاتی ہیں تاکہ ذہنی ارتقا کے آخری دور میں علامہ کے نظریۂ فن اور شاعری کے متعلق بعض کڑیاں تلاش کرنے میں سہولت ہو۔ بانگِ درا اور بالِ جبریل کی طرح یہاں بھی پہلے کالم میں ابتدائی متن دیا گیا ہے اور دوسرے کالم میں اس کی اصلاح یافتہ شکل بتائی گئی۔ اگر کوئی مصرع ابتدائی متن کے مطابق

ہے تو اسے دہرانے کے بجائے نکتہ دار لکیر سے ظاہر کر دیا گیا ہے۔

ہندی مکتب ص ۵۴۹

شعر ۱
آزاد کو پیغام حیاتِ ابدی ہے — آزاد کا ہر لحظہ پیامِ ابدیت
محکوم کو پیغام دعا مرگِ مفاجات — محکوم کا ہر لحظہ، نئی مرگِ مفاجات

نظم میں آزاد اور غلام کا تقابل مقصود تھا۔ اس لئے یہاں لفظ "پیغام" کا کوئی جواز نہ تھا۔ "ہر لحظہ" نے اشعار میں تسلسل پیدا کر دیا ہے اور یوں شعر پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو گیا ہے۔

قم باذن اللہ ص ۵۴

شعر ۳
شعور کی یہ پراگندگی یہ مرگِ حواس — نہیں نہ ہو کہ پراگندہ ہے شعور ترا
یہی فرنگ کا افسوں ہے قم باذن اللہ — فرنگیوں کا یہ افسوں ہے، قم باذن اللہ

نظم پر "پیغام" کا تاثر غالب ہے۔ ابتدائی شعر باقی دو اشعار سے اس لحاظ سے مختلف تھا۔ "یہ" اور "یہی" کا تکرار اور اجتماع بھی برا لگتا ہے۔ پہلے مصرع میں لفظ "یہ" کی گنجائش نہ تھی۔ چنانچہ علامہ نے شعر میں اصلاح کرتے ہوئے "یہ" کو ہٹا دیا اور شعر میں خطابیہ لہجہ پیدا کر کے اسے دوسرے اشعار سے ہم آہنگ کر دیا۔

ملائے حرم ص ۵۸۷

شعر ۲
اسیر اس قفسِ رنگ، میں نہ کر مجھ کو — تری نماز میں باقی جلال ہے نہ جمال
تیرے ہنر میں نہیں، میری زندگی کا پیام — تری اذاں میں نہیں ہے مری سحر کا پیام

پہلے شعر میں خطاب "ملا" سے تھا۔ دوسرے شعر میں اپنی ذات کو بھی لے آئے جس سے اشعار میں وحدتِ تاثر کم ہو گئی۔ چنانچہ اصلاح میں نئے شعر کو پہلے شعر سے ہم آہنگ کر دیا۔ نماز، اذاں اور سحر کی لفظی مناسبتوں نے بھی شعر کے معیار کو بلند کر دیا۔

خلوت ص ۵۵۵

شعر ۲
بڑھ جاتا ہے جب ذوقِ نظر حد سے زیادہ — بڑھ جاتا ہے جب ذوقِ نظر اپنی حدوں سے
افکار کی دنیا ہے پراگندہ و ابتر — ہو جاتے ہیں افکار پراگندہ و ابتر

پہلے مصرع میں "بڑھ جاتا ہے" اور پھر "زیادہ" کا اتصال مناسب نہ تھا۔ پھر پہلے مصرعے کے مفہوم کی مناسبت سے دوسرے مصرعے میں "افکار کی دنیا ہے" کا کوئی محل نہ تھا۔ پہلے مصرعے میں ایک "سبب" بنایا گیا ہے اور منطقی طور پر دوسرے مصرعے میں اس کا نتیجہ بتانا چاہیے تھا لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ چنانچہ اقبال کو اصلاح کرنا پڑی۔ یوں شعر کی تاثیر میں اضافہ ہوا۔ "حد سے بڑھ جانا" بات کہنے کا عام انداز ہے جبکہ "اپنی حدوں سے بڑھ جانا" میں زیادہ شعریت ہے۔ اس لئے لفظ "حد" کو "حدوں" سے بدل دیا گیا۔

سلطان ٹیپو کی وصیت ص ۵۷

شعر
صبحِ ازل یہ مجھ سے کہا جبرئیل نے — صبحِ ازل یہ مجھ سے کہا جبرئیل نے
جو عقل کا مرید ہو وہ دل نہ کر قبول — جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول

"مریدی" بیعت سے مشروط ہے۔ اگرچہ صورتِ واقعہ کے لحاظ سے مرید اور غلام میں معنوی ربط پایا جاتا ہے لیکن مرید کے مقابلے میں غلام کا لفظ زیادہ بہتر طریقے سے علامہ کا مافی الضمیر بیان کرتا ہے۔ مرید کے لئے اپنے پیر کی ہر بات ماننا اور ہر وقت اس کا خیال رکھنا ضروری نہیں لیکن غلام کو اپنے آقا کے احکام کو ہر وقت بجا لانا پڑتا ہے۔ مرید کے مقابلے میں غلام میں اطاعت کا پہلو زیادہ ہے۔ چنانچہ علامہ نے غلام کو مرید پر ترجیح دیتے ہوئے اسے تبدیل کر دیا۔ یہ عقل کی غلامی بھی ہو سکتی تھی۔

هنروران ہند۔ کلیات ص ۵۹۰

شعر ۳ — ابتدائی — اصلاح

ابتدائی	اصلاح
ان کے مندر میں فقط موت کی تصویریں ہیں	موت کی نقش گری ان کے صنم خانوں میں
(۱) فکر ان برہمنوں کا ہے پرانا بیمار	زندگی سے ہنر ان برہمنوں کا بیزار
(۲) روح ان برہمنوں کی ہے پرانی بیمار	

ذکر ہند کے شاعروں، مصوروں اور افسانہ نگاروں کا ہو رہا تھا۔ اس لئے ان کی مناسبت سے 'منزو' مطلوب واحد کا محل نہ تھا۔ ایسے شاعر کے نقطۂ نظر سے جس کا نصب العین جماعت کی اصلاح ہو، یہ بات زیادہ اہمیت نہیں رکھتی کہ فن کار کی فکر یا روح کی نوعیت کیا ہے۔ اسے "بیمار فکر" کے معاشرے پر اثرات کا زیادہ خیال ہونا چاہیے۔ چنانچہ علامہ نے فن کے مضر اثرات کو روح کی خوابیدگی سے تعبیر کیا ہے۔

دین و ہنر ص ۵۹۲

ابتدائی	اصلاح
شعر ۴ ہوتی ہے زیرِ فلک امتوں کی رسوائی	- - - - - - - - - - - -
ہوئے ہیں دین و ہنر جب خودی سے بیگانہ	خودی سے جب ادب و دیں ہوئے ہیں بیگانہ

صوتی اعتبار سے 'ادب و دیں' کی ترکیب 'دین و ہنر' کے مقابلے میں فروتر ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ علامہ نے 'دین و ہنر' کی ترکیب کو بے جوڑ سمجھتے ہوئے اسے 'ادب و دیں' سے بدل دیا اور یوں شعری حسن کو معنوی حسن پر قربان کر دیا۔

مسجدِ قوت الاسلام ص ۵۹۶

ابتدائی	اصلاح
شعر ۲ چشمِ فطرت بھی نہ پہچان سکے گی مجھ کو	- - - - - - - - - - - -
بن گئے میری کفِ خاک سے اوروں کے وجود	کہ ایازی سے دگرگوں ہے مقامِ محمود

'کفِ خاک' اور 'اوروں کے وجود' میں شاعرانہ مناسبت واضح نہ کی جا سکی۔ چنانچہ ایاز اور محمود کی تلمیح سے مضمون کو زیادہ خوبصورت طریقے سے ادا کر دیا گیا۔

ابتدائی	اصلاح
شعر ۴ ہے تری شان کے شایاں انہی مردوں کی نماز	ہے تری شان کے شایاں اسی مومن کی نماز
" " " " " اسی غازی کی نماز	جس کی تکبیر - - - - - - - -
جس کی تکبیر میں ہو معرکۂ بود و نبود	

'مرد' مسلم بھی ہو سکتا ہے اور غیر مسلم بھی۔ 'غازی' کے مقابلے میں مومن کا لفظ زیادہ جامع تھا۔

عورت ۵۵۹

ابتدائی	اصلاح
آخری شعر (۱) میں بھی مظلومیٔ نسواں سے ہوں غمناک مگر	میں بھی مظلومیٔ نسواں سے ہوں غمناک بہت
(۲) میں بھی مظلومیٔ نسواں سے پریشاں ہوں مگر	نہیں ممکن مگر اس عقدۂ مشکل کی کشود
میرے بس میں نہیں اس عقدۂ مشکل کی کشود	

ابتدائی مصرع میں 'مگر' کی ضرورت نہ تھی۔ اس لفظ کو علامہ نے مصرعِ ثانی میں لانا مناسب سمجھا۔ یہاں اپنے آپ کو ملوث کرنا مناسب نہیں تھا اسلئے انہوں نے 'میرے' کو حذف کر دیا اور اپنی بات کو عمومی بنا دیا۔

اسلام ص ۹۴

شعر اول (۱) روح اسلام کی ہے نورِ خودی، نارِ خودی . . . .

زندگانی کے لئے ذوقِ خودی نور و حضور | زندگانی کے لئے نارِ خودی نور و حضور

لفظ "ذوق" کو "نار" میں تبدیل کر دیا۔ غالباً "نار" اور نور کی مناسبت کو ہمیشہ نظر رکھتے ہوئے یہ اصلاح کی اور یوں صوتی اعتبار سے شعر زیادہ خوبصورت ہو گیا۔

فقر و ملوکیت ص ۹۴

شعر ۲ (۱) فقر کے ہاتھ سے ہے موت شہنشاہی کی

(۲) . . . . ملوکیت کی | اس کی بڑھتی ہوئی بے باکی و بے تابی سے

(۳) موت ہے ان کی نگاہوں میں شہنشاہی کی | تازہ ہر عہد میں ہے قصۂ فرعون و کلیم

تازہ ہر عہد میں ہے قصۂ فرعون و کلیم

مصرع اول میں "فقر" کا لفظ موجود تھا اس لئے دوسرے شعر میں اس کا تکرار مناسب نہ تھا۔ لفظ "شہنشاہی" یا "ملوکیت" فرعون کیلئے تو درست ہے لیکن "کلیم" پر اس کا انطباق نہیں کیا جا سکتا۔ پھر مصرعۂ ثانی میں "فرعون" کا لفظ کافی تھا اور اس کی وضاحت کیلئے مصرع اول میں شہنشاہیت یا ملوکیت کا ذکر محض حشو تھا۔ شعر کے پہلے مصرعے میں سبب اور دوسرے مصرعے میں مسبب کا تعلق پایا جائے تو شعر بلاشبہ عمدہ ہو جاتا ہے۔ لیکن ابتدائی مصرع میں ایک بات مکمل طور پر بیان کر دی گئی ہے۔ "فقر کے ہاتھ سے ہے" سے "فقر کی بدولت" والا مضمون برآمد نہیں ہوتا شاید انہی وجوہ کی بنا پر موجودہ اصلاح کی۔

کارل مارکس کی آواز ص ۹۹

شعر اول (۱) یہ علم و حکمت کی جستجوئیں، یہ عقلِ عیار کی نمائش

(۲) نظامِ موجود کی حمایت ہیں عقلِ عیار کی نمائش | یہ علم و حکمت کی مہرہ بازی، یہ بحث و تکرار کی نمائش

(۳) جہانِ مغرب کے عالموں میں تمام افکار کی نمائش

(۴) یہ بحث و تکرار عالموں کی تمام افکار کی نمائش | نہیں ہے دنیا کو اب گوارا پرانے افکار کی نمائش

(۵) جہانِ مغرب کی علم و حکمت، تمام افکار کی نمائش

علم و حکمت کی جستجوئیں، سطحی سی بات ہے۔ مہرہ بازی نے مصرعے میں جان ڈال دی اور شعر پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو گیا۔ ابتدائی شعر کے دونوں مصرعوں میں ہم آہنگی مفقود تھی۔

ایضاً ،،

شعر دوم (۱) فرنگ کا علم و فن ہے خونی تجھے بھی خونی بنا دیا ہے | جہانِ مغرب کے بتکدوں میں، کلیساؤں میں، مدرسوں میں

(۲) میں جانتا ہوں یہ بحر خونی، تجھے بھی خونی بنا رہا ہے | ہوس کی خونریزیاں چھپاتی ہے عقلِ عیار کی نمائش

کہ تیری عقلِ بہانہ جو سے گناہ اپنے چھپا رہا ہے

لفظ "خونی" کا استعمال ٹھیک نہ تھا۔ ایمائیت کا تقاضا تھا کہ اسے تبدیل کیا جائے۔ نظم کی ردیف "نمائش" تھی۔ لہذا مصرعے میں ردیف کے التزام نے اصلاح کی گنجائش پیدا کر دی۔

جہاد ص ۹۰

شعر ۶ افرنگ میں حمایت باطل کے واسطے | باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے

قومیں زرہ میں غرق ہیں از دوش تا کمر | یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر

افرنگ کی ترکیب بے محل تھی۔ 'افرنگ' کی جگہ یورپ کی اصلاح نے شعر کو عمدہ بنا دیا ہے۔

هندی مسلمان ـــــ ص ۴۸۸

شعر ۲ پنجاب کے دربارِ نبوت کی شریعت — پنجاب کے اربابِ نبوّت کی شریعت
دیتی ہے یہ فتویٰ کہ مسلماں ہے کافر — کہتی ہے کہ وہ مومنِ پارینہ ہے کافر

لفظ 'دربار' میں عقیدت کا پہلو تھا حالانکہ یہاں طنز مقصود تھا۔ 'اربابِ نبوّت' میں طنز موجود تھا۔ اشارہ مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف تھا لہذا فتوی کا لفظ یہاں مناسب نہیں تھا۔ علامہ اس شعر میں اس اہم حقیقت کی طرف اشارہ کرنا چاہتے تھے کہ تیرہ سو سال سے جنہیں مسلمان کہا جاتا رہا وہ یکایک مرزا غلام احمد قادیانی کی بدولت 'غیر مسلم' ہو گئے۔

تیاتر ص ۵۶۸

شعر ۲ بلند تر مہ و پرویں سے ہے اسی کا مقام — ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
اسی کے نور سے روشن ہیں تیرے ذات و صفات — اسی کے نور سے پیدا ہیں تیرے ذات و صفات

'نور' کی مناسبت سے روشن کا لفظ لایا گیا ہے۔ 'ذات و صفات' کا روشن ہونا محلِ نظر تھا۔ لہذا لفظ 'روشن' کو 'پیدا' سے بدل دیا گیا۔ لفظ 'پیدا' ظاہر ہونے کے مفہوم میں ہے۔ کسی چیز کا روشن ہونا اس کے وجود تقدیمی پر دلالت کرتا ہے۔ پیدا ہونا یا ظاہر ہونے میں جو زورِ بیان ہے، وہ روشن ہونے میں نہیں۔

محکمہ۔ ص ۶۱۳

کیا ہند کی روداد بتاؤں کہ ابھی تک — معلوم کسے ہند کی تقدیر کہ اب تک
شعر اوّل بے چارہ کسی تاج کا تابندہ نگیں ہے — بے چارہ کسی تاج کا تابندہ نگیں ہے

ابتدائی مصرع میں 'روداد' کا لفظ عام سا لفظ تھا، اسے 'تقدیر' سے بدل دیا گیا ہے اور پھر 'معلوم کسے' کے استعمال سے شعر میں استفہامی انداز پیدا کیا گیا اور یوں نیا شعر پہلے شعر سے زیادہ خوبصورت ہو گیا۔

جاوید سے۔ ص ۵۲۸

بند ۲ شعر ۵ اے جانِ پدر نہیں ہے ممکن — ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
شاہیں سے چکور کی غلامی — شاہین سے تدرو کی غلامی
شعر ۸ عفت ہے نگاہ کی کہ جس سے — اِک صدقِ مقال ہے کہ جس سے
میں چشمِ جہاں میں ہوں گرامی — ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

'نگاہ کی پاکیزگی' کی نسبت 'زبان کی سچائی' اہلِ زمانہ پر زیادہ اثر انداز ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اقبال نے 'صدقِ مقال' کی ترکیب استعمال کر کے اصل صورت واضح کر دی۔

مدرسہ۔ ص ۵۵۵

شعر ۲ قوّتِ مرد ہے خوابیدہ حریفوں کے بغیر — دل لرزتا ہے حریفانہ کشاکش سے ترا
زندگی موت ہے کھو دیتی ہے جب ذوقِ خراش — زندگی موت ہے کھو دیتی ہے جب ذوقِ خراش

'قوّتِ مرد' کی ترکیب عامیانہ تھی۔ علامہ نے زندگی کے لئے 'حریفانہ کشاکش' کو لازم قرار دے کر شعر کے مفہوم کو بلند کر دیا۔ شعر میں ایک طرح پیغام کی کیفیت بھی پیدا کر دی۔

طلوعِ اسلام — ص ۵۷۹

شعر ۳ آہ وہ کافرِ بیچارہ کہ ہیں اس کے صنم
غیر حاضر کے وہی ٹوٹے ہوئے لات ومنات

آہ وہ کافرزاداں کہ خوش آتے ہیں جسے
عیرِ رفتہ . . . .

ابتدائی مصرع میں 'کافرزاداں' کی ترکیب محلِ نظر تھی۔ نئے شعر میں 'لات ومنات' کی مناسبت سے پہلے مصرعے میں 'صنم' کا لفظ لاکر شعر کو فنی لحاظ سے زیادہ خوبصورت بنادیا گیا۔

خواجگی — ص ۶۰۵

شعر ۳ محرم اس راز کے شاید حکماء میں بھی نہیں
تجھ کو معلوم ہے کیوں بندہ ہے بندے کا غلام

خواجگی میں کوئی مشکل نہیں رہتی باقی
پختہ ہو جاتے ہیں جب خوئے غلامی میں غلام

'حکما' کی یہاں ضرورت نہ تھی۔ دوسرے مصرع میں حسبِ ضرورت مناسب تبدیلیاں کی گئیں۔

اہرامِ مصر — ص ۵۷۸

شعر اوّل اہرام کے ہر سنگِ گراں سے ہے نمودار
وہ عزم کہ افلاک کو کرسکتا ہے تسخیر

اس دشتِ جگرتاب کی خاموش فضا میں
فطرت نے فقط ریت کے ٹیلے کئے تعمیر!

ابتدائی شعر کا مفہوم تقریباً دوسرے شعر میں آگیا تھا، لہٰذا تکرار مناسب نہ تھی۔

سلطانیٔ جاوید — ص ۶۱۰

شعر ۲ چالاک ہیں یورپ کے حکیمانِ سیاست
ان شعبدہ بازوں کے طریقے ہیں دلآویز

فطرت کو گوارا نہیں سلطانیٔ جاوید
ہر چند کہ یہ شعبدہ بازی ہے دلآویز

نظم کے عنوان 'سلطانیٔ جاوید' کی توجیہہ پیدا کرنا مقصود تھی اس لئے مصرعے میں تبدیلی کرنا ناگزیر ہوا۔ یہاں کا نیا قرینہ زیادہ خوبصورت ہے۔

اے روحِ محمدؐ! — ص ۵۱۰

شعر ۲ مشرق کی بصیرت ہے، بتائے تو بتائے
آیاتِ الٰہی کا نگہبان کدھر جائے

اس راز کو اب فاش کر اے روحِ محمدؐ!
آیاتِ الٰہی کا نگہبان کدھر جائے

'آیاتِ الٰہی' کی مناسبت سے پہلے مصرع میں "محمدؐ" کا لفظ ضروری تھا کہ خدا کا فرمان حضورؐ کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے

آزادی — ص ۵۲۳

شعر ۲ چاہے تو کہے عالمِ اسلام کو کافر
چاہے تو کرے کعبے میں ہندی صنم آباد

چاہے تو کرے کعبے کو آتش کدۂ پارس
چاہے تو کرے اس میں فرنگی صنم آباد۔

بات 'مملکتِ ہند' کے حوالے سے کی جارہی تھی لہٰذا کعبے میں ہندی صنم آباد کرنے کی بات محلِ نظر تھی۔ عالمِ اسلام کو کافر کہنے کی بات بھی سطحی سی ہے۔ شاید انہی وجوہ سے اقبال نے اصلاح کی ضرورت محسوس کی۔ نیا شعر ابتدائی شعر کی نسبت زیادہ پرشکوہ ہوگیا ہے۔

محرابِ گل افغان کے افکار — ص ۶۲۶

بند ۳ شعر ا قضا خدا کی، دعا سے بدل نہیں سکتی
مگر ہے اس سے یہ ممکن کہ تو بدل جائے

تری دعا سے قضا تو بدل نہیں سکتی
مگر . . . .

'قضا خدا کی' میں تعقیدِ لفظی کا عیب بھی موجود تھا۔ اس سے دو مفہوم نکل رہے تھے جس کی اصلاح ضروری تھی۔

جنون — ص ۵۶۳

شعر اول
(i) جہاں تمام فرنگی زجاج گر کا تمام
(ii) حکیم و صوفی و ملا زجاج گر ہیں تمام — زجاج گر کی دکاں شاعری و مُلائی
(iii) " " " شاعر " " " "
ستم ہے خوار ہو دشت و جبل میں دیوانہ — ستم ہے خوار پھرے دشت و در میں دیوانہ

ابتدائی متن میں 'تمام' کی تکرار بُری تھی، لہٰذا اصلاح کرنا پڑی۔ 'زجاج گر' بطور واحد استعمال ہوتا ہے، لہٰذا حکیم، صوفی اور ملا کے اجتماع کے ساتھ اس لفظ کا استعمال موزوں نہ تھا۔ دوسرے مصرع میں 'خوار پھرے' کی اصلاح نے مصرعے کو چست بنا دیا ہے۔

عورت — ص ۵۵۶

شعر اول
(i) چراغ ہے حرمِ کائنات کا عورت
(ii) وجودِ زن سے ہے شبستانِ زندگی میں چراغ — وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
(iii) وجودِ زن سے دلِ کائنات ہے پر سوز
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں — اسی کے ساز سے ------ دروں

'شبستانِ زندگی' کی ترکیب موقع محل کے اعتبار سے موزوں نہ تھی۔ 'شبستان' کی مناسبت سے 'چراغ' لکھا تھا جس کی اب ضرورت نہ تھی۔ 'تصویر' کی مناسبت سے 'رنگ' زیادہ موزوں تھا۔

مسولینی — ص ۶۱۱

شعر ۳
چشمِ یورپ میں کھٹکتی ہے ملوکیت مری — میرے سودائے ملوکیت کو ٹھکراتے ہو تم
تم نے کیا توڑے نہیں کمزور قوموں کے زجاج — تم نے کیا توڑے نہیں کمزور قوموں کے زجاج

دونوں مصرعوں کا باہمی ربط مفقود تھا اور 'پیرِ یورپ' کی طرف اشارہ نظم کے شعر اول میں ہو چکا تھا۔ اس شعر میں اس کا تکرار مناسب نہ تھا۔ خطاب مشرقی اور مغربی دونوں حریفوں سے تھا اس لئے 'چشمِ یورپ' کی ترکیب بھی محلِ نظر تھی۔

ابی سینیا — ص ۶۰۷

شعر اول
یورپ کے کرگسوں پہ نہیں ہے یہ راز فاش — یورپ کے کرگسوں کو نہیں ہے ابھی خبر
ہے کتنی زہرناک ابی سینیا کی لاش — ہے کتنی ------ ------

'ابی سینیا' کے حالات 'راز' نہیں تھے کہ ان کے افشا کی بات کی جاتی۔ 'خبر' زیادہ موزوں لفظ تھا۔

ابلیس کا فرمان — ص ۶۶۹

شعر ۱
لا کر برہمنوں کو سیاست کے پیچ میں — لا کر ------
(i) کافر کو اپنے دیرِ کہن سے نکال دو — زناریوں کو دیرِ کہن سے نکال دو
(ii) ہندو کو ------

برہمنوں کی مناسبت سے 'زناریوں' زیادہ موزوں تھا۔ ہندو کا لفظ تکرارِ محض تھا۔ کافر بطور واحد موزوں نہ تھا۔ جمع لفظ ضروری تھا۔

صبح — ص ۶۷۶

شعر اول
یہ زمانہ یہ ترا سلسلۂ شام و سحر — یہ سحر جو کبھی فردا ہے کبھی ہے امروز
(i) مجھ کو معلوم نہیں ہوتی ہے کہاں سے پیدا؟ — نہیں معلوم کہ ہوتی ہے کہاں سے پیدا؟
(ii) کس کو ------

'تجاہلِ عارفانہ' کی کیفیت نے شعر کو خوبصورت بنا دیا ۔ ابتدائی شعر کا پہلا مصرع چست نہیں تھا اور اپنے آہنگ کے اعتبار سے مصرع ثانی سے مختلف تھا۔ سلسلۂ شام و سحر اور زمانے کی قریبی مناسبت بھی کھٹکتی ہوگی ۔

ارمغان حجاز کی نمائندہ اصلاحات

'بال جبریل' اور 'ضرب کلیم' کی طرح 'ارمغانِ حجاز' کی اصلاحات کا واحد ماخذ علامہ کی وہ بیاض ہے ، جو وفات سے کچھ عرصہ پہلے تیار کی گئی تھی[۱]۔ اس بیاض میں اردو اور فارسی کلام یکجا ہے ۔ مندرجہ بالا عنوان کے تحت اس حصّے میں ہم ارمغانِ حجاز کی صرف اُن ترمیمات کا ذکر کریں گے جو اردو کلام سے متعلق ہیں ۔ اس بیاض میں علامہ کی درج ذیل نظموں کی اصلاحات کے نمونے موجود ہیں ۔

عالم برزخ ، ابلیس کی مجلسِ شوریٰ ، تصویر و مصوّر ، مسعود مرحوم ، آوازِ غیب ، باقی نظموں پر اصلاحات موجود نہیں ہیں ۔ اس مجموعے کی بعض نظمیں بیاض میں شامل ہی نہیں ۔ چنانچہ یہ نظمیں جوں کی توں ارمغانِ حجاز میں شائع ہوئیں ۔ ان نظموں کے عنوانات درج ذیل ہیں ۔

حضرتِ انسان ، حسین احمد ، سراکبر حیدری صدرِ اعظم حیدرآباد دکن کے نام ، ملّازادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض ، وغیرہ ۔ نظموں پر علامہ کی اصلاح اور وجہِ اصلاح درج ذیل ہے ۔

عالم برزخ ۔ ص ۶۴

ابتدائی	اصلاح یافتہ صورت
کیوں نہیں ہوتی سحر حضرتِ انساں کی رات	خوار ہوا کس قدر آدمِ یزداں صفات
قلب و نظر پر گراں ایسے جہاں کا ثبات	قلب و نظر پر گراں ایسے جہاں کا ثبات

پہلے مصرعے کو نظم کا آخری مصرع بنانا مقصود تھا اس لئے یہاں ایک نیا مصرع لکھنا پڑا ۔ 'آدمِ یزداں صفات' کی ترکیب علامہ کے اسلوبِ شعری کے عین مطابق ہے ۔

ابلیس کی مجلسِ شوریٰ ۔ ص ۶۷

ابتدائی	اصلاح یافتہ صورت
(۱) سن رہا ہوں اس کی بربادی پہ آج آمادہ ہے	اس کی بربادی پہ آج آمادہ ہے وہ کارساز
جس نے اسکا نام رکھا ہے جہانِ کاف و نون	جس نے اس کا نام رکھا تھا ، جہانِ کاف و نون

'سن رہا ہوں' میں شعریت کم تھی اور بات میں وزن پیدا نہیں ہو رہا تھا ۔ پھر اصلاح یافتہ مصرع نے شعر میں طنزیہ لطافت پیدا کر دی ہے ۔

ابتدائی	اصلاح یافتہ صورت
(۲) شاخ جس کی ہے ہماری آبیاری سے بلند	جس کی شاخیں ہوں ہماری آبیاری سے بلند
کون کر سکتا ہے اس نخلِ کہن کو سرنگوں	کون کر سکتا ہے اس نخلِ کہن کو سرنگوں

'نخلِ کہن' کے ساتھ شاخیں (بطورِ جمع) زیادہ مناسب تھا ۔

ابتدائی	اصلاح یافتہ صورت
(۳) آرزو اوّل تو ہو سکتی نہیں پیدا کہیں	آرزو اوّل تو پیدا ہو نہیں سکتی کہیں
ہو کہیں پیدا تو مرجاتی ہے یا رہتی ہے خام	ہو کہیں پیدا تو مرجاتی ہے یا رہتی ہے خام

پہلے مصرع میں 'پیدا' کی تعقید ختم کی ۔

---

[۱] مخزونہ اقبال میوزیم لاہور ACC NO AIM 1977-203

ابتدائی	موجودہ
کس کی نومیدی پہ حجت ہے یہ فرمانِ جدید	- - - - - - - - - - - - - -
ہے جہاد اس دور میں مردِ مجاہد پر حرام	ہے جہاد اس دور میں مردِ مسلماں پر حرام

'جہاد' کے بغیر 'مرد مجاہد' کیسے ہو سکتا تھا۔ اس لئے اس مصرع میں تبدیلی کی۔

ابتدائی	موجودہ
تو جہاں کے تازہ فتنوں سے نہیں ہے باخبر	خیر ہے سلطانیٔ جمہور کا غوغا کہ شر
کیا نہیں سلطانیٔ جمہور پہ تیری نظر	تو جہاں کے تازہ فتنوں سے نہیں ہے باخبر

دوسرے مصرعے کے مقابلے میں پہلا مصرع زیادہ زوردار تھا۔ 'نہیں' کا تکرار بھی برا تھا۔ 'تازہ فتنوں' کے مقابلے میں 'سلطانیٔ جمہور' واحد تھا۔ تازہ فتنوں کی وضاحت میں خیر اور شر کا ذکر ہونا چاہیے تھا۔

ابتدائی	موجودہ
ہے، مگر میری جہاں بینی کا فتویٰ اور ہے	ہوں، مگر میری جہاں بینی بتاتی ہے مجھے
جو ملوکیت کا اک پردہ ہو کیا اس سے خطر	- - - - - - - - - - - - - -

'ہے' کی تکرار کو ختم کرنا ضروری تھا۔ پہلے مصرع میں ضعفِ خاتمہ کا عیب بھی تھا۔ موجودہ مصرع ابتدائی مصرعے سے زیادہ جاندار ہے اور پھر 'جہاں بینی' کا لفظ علامہ کے اسلوبِ شعری سے ہم آہنگ بھی ہے۔

ابتدائی	موجودہ
تو نے اس کا رومۃ الکبریٰ کے ایوانوں میں ہے	تو نے اس کا رومۃ الکبریٰ کے ایوانوں میں دیکھ
آل سیزر	آل سیزر کو دکھایا ہم نے پھر سیزر کا خواب

لفظ 'دیکھ' سے قاری اور سامع کو ملوث کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ خطابیہ لہجہ علامہ کے اسلوبِ شعری کے عین مطابق ہے۔

ابتدائی	موجودہ
تجھ سے بڑھ کر فطرتِ آدم کا وہ محرم نہیں	- - - - - - - - - - - - - -
قدر کیا جانے وہ تیری پیرک عرشِ بریں	سادہ دل بندوں میں جو مشہور ہے پروردگار

'پیرک' پیر کی تخفیف کرتا ہے۔ پھر لفظ 'محرم' اقبال کے اسلوب کا نمائندہ لفظ ہے۔ جس نے شعر میں بڑی خوبصورتی پیدا کر دی ہے۔

ابتدائی	موجودہ
زاغ دشتی ہو رہا ہے ہمسرِ شاہین وچرغ	- - - - - - - - - - - - - -
کس قدر سرعت سے بدلا ہے مزاجِ روزگار	کتنی سرعت سے بدلتا ہے مزاجِ روزگار

تغیر کا تسلسل دکھانا ضروری تھا اور یہ خصوصیت اصلاح یافتہ مصرع میں پوری کی گئی۔

ابتدائی	موجودہ
موت کا پیغام ہر نوعِ غلامی کیلئے	- - - - - - - - - - - - - -
نے شکوہِ میر و سلطاں، نے فقیرِ رہ نشیں	نے کوئی فغفور و خاقاں، نے فقیرِ رہ نشیں

'شکوہ' کا محل نہ تھا۔ 'فقیرِ رہ نشیں' کے ساتھ 'خاقان' کا آنا زیادہ بہتر تھا۔ فغفور کا لفظ 'خاقان' کی رعایت سے لایا گیا۔ علامہ نے رعایتِ لفظی کا خاص خیال رکھا ہے۔ 'شکوہ' کا 'نوعِ غلامی' سے میل نہیں تھا۔

ابتدائی	موجودہ
(i) ہے مسلماں کے لئے موزوں وہی دین و ادب (ii) کارگر ہوگا وہی شعرِ لطیف اس کے لئے	ہے وہی شعر و تصوف اس کے حق میں خوبتر
جو چھپا دے اس کی آنکھوں سے تماشائے حیات	- - - - - - - - - - - - - -

'دین و ادب' کے مقابلے میں 'شعر و تصوف' بہتر تھا۔ اصلاح کے وقت حافظ کی شاعری کا خیال علامہ کے ذہن میں ضرور ہوگا۔ 'شعرِ لطیف' موقع محل کے لحاظ سے درست نہیں تھا۔

تصویر و مصوّر — ص ۶۵۹

کہا کوزے نے یہ اک صاحب کوزہ گر سے ... کہا تصویر نے تصویر گر سے
وجودِ کوزہ ہے تیرے ہنر سے ... نمائش ہے مری تیرے ہنر سے

"کوزہ اور کوزہ گر" کے الفاظ فارسی شاعری میں، بالخصوص عمر خیام کے ہاں ... ملتے ہیں اردو شاعری کی حد تک نامانوس ہیں۔ علامہ نے انھیں 'تصویر' اور 'مصور' میں تبدیل کر کے نظم میں آفاقیت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

مسعود مرحوم۔ — ص ۶۶۶

زوالِ علم و ہنر مرگِ ناگہاں اس کی ....

وہ دردو سوزِ محبت کا رازداں مسعود ... وہ کارواں کا متاعِ گراں بہا مسعود

ابتدائی مصرع میں شخصی اوصاف کا رنگ کچھ زیادہ نمایاں ہو گیا تھا۔ ہرچند مسعود کے ہاں 'دردو سوز' کا تعلق ملّتِ اسلامیہ سے ہے، لیکن علامہ نے اسے کارواں یعنی ملّتِ اسلامیہ سے منسوب کر کے مفہوم کو واضح تر کر دیا ہے اور یوں شعر میں 'ہمہ گیریت' پیدا ہو گئی ہے۔

بندِ سوم
خودی ہے زندہ تو باقی ہے تو جہاں فانی ... خودی ہے مردہ تو مانندِ کاہ پیشِ نسیم

شعر ۳
خودی ہے مردہ تو باقی ہے قید و بندِ حیات ... خودی ہے زندہ تو سلطانِ جملہ موجودات

ابتدائی شعر کے دوسرے مصرعے میں پہلے مصرعے کا مفہوم موجود تھا۔ پہلے مصرع میں 'تو' کا تکرار اور دوسرے مصرع میں لفظ "یہ" کی تعقید شعر کے حسن کو مجروح کر رہی تھی، چنانچہ اقبال نے اصلاح سے نیا مصرع زیادہ بلیغ اور پر شکوہ بنا دیا ہے۔

آوازِ غیب — ص ۶۶۹

شعر ۳ تو ظاہر و باطن کی خلافت کا سزاوار ....

کیوں شعلۂ آدم ہے غلامِ خس و خاشاک ... کیا شعلہ بھی ہوتا ہے غلامِ خس و خاشاک؟

ابتدائی شعر کے پہلے مصرع میں ایک دعویٰ کیا گیا تھا۔ دوسرے مصرع میں اس کی دلیل کی ضرورت تھی۔ 'کیوں' سے وہ بات پیدا نہ کی جا سکی۔ چنانچہ کیا شعلہ بھی ہوتا ہے ———؟ کہہ کر استفہام انکاری کا انداز پیدا کیا گیا اور یوں شعر کی بلاغت میں اضافہ ہوا۔

(ز) اصلاحاتِ اقبال کا تنقیدی جائزہ

گزشتہ صفحات میں علامہ اقبال کے تینوں ادوار کی نمائندہ اصلاحات کا جائزہ پیش کیا گیا۔ یہ اصلاحات علامہ کے تنقیدی شعور کا بہترین پیمانہ ہیں۔ ان اصلاحات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وقت کے ساتھ فنِ شاعری کے متعلق علامہ کے رویّوں میں کیا کیا تبدیلی ہوتی رہی۔ اس ضمن میں ہمارا تجزیہ درج ذیل ہے

(ا) **اصلاحات کی نوعیت** علامہ اپنے کلام کو خوب سے خوب تر بنانے کی کوششوں میں کئی طریقوں سے کام لیتے ہیں۔ ان کی اصلاحات کا ایک پہلو نظموں کے عنوانات میں تبدیلی کرنا ہے، اس ضمن میں ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ عنوان نظم کے مرکزی خیال کو نمایاں کرنے والا ہو، اور اگر کہیں نظم کے بعض اشعار میں اصلاح کی وجہ سے مرکزی خیال میں تغیر و تبدّل واقع ہو جائے تو وہ عنوان کو بھی اس کے مطابق تبدیل کر دیتے ہیں۔ اس کی واضح مثال نظم "جہاد" (کلیات صفحہ ۹۰۷) ہے جس کا اوّلین عنوان "بہاء اللہ" تھا لیکن جس شعر میں بہاء اللہ کا ذکر تھا اسے منسوخ کر دیا گیا تھا اور یوں عنوان "بہاء اللہ" کو برقرار رکھنے کا کوئی جواز نہ تھا۔

کلام میں اصلاح کی ایک نوعیت بعض بندوں کو کاملاً متروک قرار دینے کی کوشش بھی ہے۔ علامہ ہر ایسے بند کو ترک کر دیتے ہیں جو نظم کے مجموعی آہنگ اور خیال سے مطابقت نہ رکھتا ہو، یا محض بھرتی کا ہو، ایسے اشعار یا بند بھی متروک قرار دیے گئے جن میں خیالات کی تکرار موجود تھی مثلاً جواب شکوہ کا یہ بند

ع کشورِ ہند میں ہے کلیۂ ناکام کا بت .... -- ---- الخ

اس لئے ترک کر دیا گیا کہ اس میں علی گڑھ یونیورسٹی اور لیگ آف نیشنز کا ذکر تھا جو نظم کی مناسبت سے بے محل تھا۔

کلام میں اصلاح کا ایک پہلو اشعار یا بندوں کی ترتیب میں تبدیلی ہے، اس ضمن میں علامہ کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ ابتدائی اور آخری اشعار زیادہ مؤثر ہوں اور ان میں جو مضمون بیان کیا گیا ہو اس میں تسلسلِ فکر موجود ہو۔ قطعات، رباعیات اور مزاحیہ کلام میں علامہ نے اس امر کا نسبتاً زیادہ خیال رکھا ہے۔ مثلاً جواب شکوہ کا یہ بند:

ع مثلِ بو قید ہے غنچے میں پریشاں ہو جا نظمِ مذکورہ کا آخری بند تھا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اس میں تمام خیالات کا نچوڑ پیش کیا جاتا اور نظم کی تکمیل کا احساس ابھرتا، لیکن مذکورہ بند اس ضرورت کو پورا نہیں کر سکا۔ چنانچہ اسے چار بند پہلے لایا گیا، جہاں یہ اس طرح لگتا ہے جیسے اسی مقام کے لئے لکھا گیا ہو، غالباً اسی اصول کے پیشِ نظر مختلف نظموں کے ٹیپ کے اشعار پر بھی خصوصی توجہ دی گئی اور جہاں کوئی شعر بند میں نتیجے کی تاثیر نہیں بن سکا، اسے تبدیل کر کے کسی اور بند کے ساتھ لگا دیا گیا۔ یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ اکثر و بیشتر علامہ کی اپنے کلام پر اصلاح شعر کے حسن کو دوبالا کرنے کا موجب بنتی ہے لیکن کبھی کبھی اس کے برعکس صورتِ حال بھی دیکھنے میں آتی ہے۔ مثلاً نظم "سلیمیٰ" کا یہ شعر

ے ہر شے میں ہے نمایاں یوں تو جمال اس کا
آنکھوں میں تیری دیکھا، میں نے کمال اسکا

مصرعِ ثانی میں یوں اصلاح کی ہے۔ ع آنکھوں میں ہے سلیمیٰ! تیری کمال اس کا

ابتدائی مصرع میں تعقیدِ لفظی کا عیب غالباً اصلاح کا محرک بنا لیکن نئی اصلاح میں "شکستِ ناروا" کا عیب پیدا ہو گیا ہے۔ یہ شعر بحر مضارع مثمن اخرب
(مفعول ۔ فاعلاتن ، مفعول ، فاعلاتن) میں ہے۔

یہ بحر ان محدودے چند بحروں میں شامل ہے جو واضح طور پر دو ٹکڑوں میں بٹ جاتی ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہر دو ٹکڑے اپنی جگہ مکمل ہوں۔ فقرے کی ساخت کے مطابق لفظ "تیری" کو پہلے حصے میں آنا چاہیے تھا لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ یہ دوسرے حصے میں ہے اور یوں شعری حسن کو مجروح کرتا ہے۔

علامہ کے ہاں بالعموم اشعار میں اصلاح کی تین صورتیں دیکھنے میں آتی ہیں۔ پہلی صورت تو یہ ہے کہ علامہ ایک دو الفاظ کو تبدیل کر دیتے ہیں۔ علامہ کے سامنے کسی لفظ کا متبادل موجود ہو اور وہ لفظ صوتی لحاظ سے، یا مفہوم کے اعتبار سے پہلے لفظ سے بہتر ہو تو اسے تبدیل کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے۔

لیکن اقبال کی زیادہ تر اصلاحات شعر کے کسی ایک مصرعے میں ہوتی ہیں۔ علامہ اس مصرعے کو مکمل طور پر تبدیل کر دیتے ہیں۔ اس اصلاح کی سب سے بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کے خیال میں دونوں مصرعے ایک دوسرے سے ہم آہنگ نہیں ہوتے اور خیال کو آگے بڑھانے کے بجائے اس کے ابلاغ میں رکاوٹ کا سبب بنتے ہیں۔ گویا اقبال کے نزدیک مصرعوں کا باہمی ربط زیادہ اہم ہے۔ کلامِ اقبال میں اس طرح کی مثالیں بھی بکثرت مل جاتی ہیں کہ دونوں مصرعوں میں جزوی یا کلی تبدیلیاں کی گئیں۔ ان تمام اصلاحات کا بنیادی اصول یہی نظر آتا ہے کہ وہ جزو کو کل کے ساتھ مربوط کرنا چاہتے ہیں اور شعر کی تاثیر میں اضافے کے خواہش مند ہیں۔

بعض مصرعوں میں تین تین[۳۰] اور چار چار دفعہ اصلاحات کی گئیں۔ تب وہ مصرع موجودہ صورت کو پہنچا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ ان اصلاحات کے باوجود شعر مطلوبہ معیار کو نہ پہنچ سکا۔ چنانچہ ابتدائی شعر کو بحال کر دیا۔ بعض اشعار کو بیاضوں میں مکمل طور پر قلمزد کر دیا گیا تھا لیکن بعد میں نامعلوم وجوہ کی بنا پر اپنے مطبوعہ دواوین میں انہیں شامل کر لیا۔

کلام میں اصلاحات کا عمل تین مرحلوں میں سرانجام پایا۔ اوّل کسی رسالے میں اشاعت کی غرض سے کلام بھیجتے وقت، دوم بیاض تیار کرتے وقت، سوم بیاض سے مسودہ تیار کرنے اور کاتب کے حوالے کرنے سے پہلے۔ اس امر کے بعض شواہد بھی ملے ہیں کہ کتابت کے بعد بھی بعض مقامات پر تبدیلیاں تجویز کی گئیں۔ اسرارِ خودی اور پیامِ مشرق کے مطبوعہ نسخوں میں بھی اصلاحات کی گئیں جو دوسرے ایڈیشن میں شامل ہوئیں۔

کلام پر اصلاحات کے یہ تمام مراحل اس امر کا بیّن ثبوت ہیں کہ اقبال اپنے فن کو نکھارنے اور اسے خوب سے خوب تر بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ ایسا کرتے ہوئے وہ بعض اصولوں کو پیشِ نظر رکھتے ہیں۔

(ii) اصلاحات کی اہم وجوہ مختلف ادوار میں علامہ کی اصلاحات کے جو نمونے گذشتہ صفحات میں فراہم کئے گئے ہیں۔ ان کے مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں۔

علامہ کے ہاں لفظی مناسبتوں یعنی رعایتِ لفظی کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ اشعار میں اقبال جو بھی لفظ استعمال کرتے ہیں اس کا جواز پیدا کرتے ہیں۔ اس کے بغیر مصرع کا باہمی ربط مفقود ہوتا ہے۔ یہ لفظی مناسبتیں مفہوم کے مؤثر ابلاغ میں اہم کردار ادا کرتی ہیں اور شعر کی تاثیر میں اضافے کا موجب بنتی ہیں۔

الفاظ کے انتخاب میں علامہ بطورِ خاص احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ ان کی مخصوص لفظیات متعدد اصلاحات کا موجب بنتی ہیں۔ غرابتِ لفظی سے پرہیز کرتے ہیں اور جو لفظ جہاں پر ہوتا ہے برمحل ہوتا ہے، الفاظ کے اندر تہہ در تہہ سطحوں پر ان کی نظر رہتی ہے۔ شعر کی بلند آہنگی کا دارومدار الفاظ کی صحیح نشست اور ان کے فصیح ہونے پر ہوتا ہے۔ علامہ کے مخصوص علائم اور اصطلاحیں بھی شعر کی معنویت میں اضافہ کرتی ہیں۔ نظم کی ساری تمثال آفرینی (Imagery) ان کی مخصوص لفظیات اور تراکیب کے مرہونِ منت ہوتی ہے اور جو لفظ اس امیجری سے باہر ہو اسے تبدیل کر دیتے ہیں۔ کفایتِ لفظی "Economy of words" سے بھی بھرپور کام لیتے ہیں۔ غالباً آتش کا یہ مصرع ان کے پیشِ نظر رہتا ہے۔

ع۔ بندشِ الفاظ جڑنے سے نگوں کے کم نہیں

صنائع و بدائع کا استعمال علامہ کے ہاں غیر شعوری طور پر ہوتا ہے، علامہ کی اصلاحات میں اس امر کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ علامہ نے تاثیرِ شعری میں اضافے کے لئے جان بوجھ کر صنائع بدائع کا استعمال کیا ہو، تاہم اسلوب میں بندش پیدا کرنے کا رجحان ضرور موجود رہا ہے۔ صنائع بدائع میں بھی تجاہلِ عارفانہ، مراعاۃ النظیر اور تلمیح کا استعمال بکثرت ہوا ہے جو اقبال کے اسلوب کو پرشکوہ بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ استفہامیہ اندازِ بیان بھی اصلاحات کا مرکزی نقطۂ خیال رہا ہے۔ مقامیت اور عمومیت کا رنگ، آفاقی رنگ میں ڈھل جاتا ہے۔ عوامی لب و لہجہ ترک کر دیا جاتا ہے۔ مکالماتی فضا اور ڈرامائی انداز پیدا کرنے کا رجحان بھی اصلاحات کے ذریعے ابھر کر سامنے آیا ہے۔ بیشتر اصلاحات اشعار میں واقعیت پیدا کرنے کا موجب بنتی ہیں۔ رمزیت اور ایمائیت کو سادگی پر ترجیح دی جاتی ہے۔ تاہم اشعار کو سادہ تر بنانے اور شعر میں روانی پیدا کرنے کا رجحان بھی اس کے ساتھ ساتھ جاری رہتا ہے۔

تراکیب کے معاملے میں علامہ کی جدتیں انہیں اردو شعرا میں منفرد مقام کا حامل بنا دیتی ہیں۔ اس ضمن میں غالب اور بیدل کے اثرات کی پرچھائیاں واضح طور پر محسوس کی جا سکتی ہیں۔ نادرِ روزگار تراکیب کے استعمال کے باوجود غالب کی طرح ان کے کلام میں ثقالت پیدا نہیں ہو پاتی۔ دور از کار تراکیب اور تواليِ اضافت سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ اصلاحات میں تراکیب کی حد سے بڑھی ہوئی فارسیت کو بھی کم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ استعمال شدہ تراکیب اردو زبان کی حد تک نامانوس ہونے کے باوجود ذوقِ سلیم پر گراں نہیں گذرتیں۔

اقبال محاورے کے استعمال سے شعر کو بلیغ بنانے کے فن سے واقف ہیں۔ وہ ممکن حد تک روزمرہ کا خیال رکھتے ہیں۔ علامہ کی ابتدائی شاعری کے فنی پہلوؤں پر وقتاً فوقتاً جو اعتراضات ہوتے رہے، علامہ نے ان کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے بھی اپنے کلام میں بعض اصلاحات کی ہیں اور اس ضمن میں وسیع القلبی کا ثبوت دیا ہے۔

تعقید ان کے نزدیک شعر کا بڑا عیب ہے چنانچہ اسے ممکن حد تک دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ شعوری یا لاشعوری طور پر عیبِ تنافر کو کم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان اصلاحات سے علامہ کی علمِ عروض سے زبردست واقفیت کا بھی پتا چلتا ہے اور جہاں کہیں غیر ضروری طور پر کوئی حرف دب رہا ہوتا ہے اس کی اصلاح کر دیتے ہیں۔

حشو و زوائد سے پرہیز کرنا علامہ کی اصلاحات کا ایک اور نمایاں وصف ہے۔ تکرار الفاظ کی ہو معانی کی یا قافیوں کی، انھیں پسند نہیں۔ اگر کسی غزل میں کوئی قافیہ ایک سے زیادہ مرتبہ آگیا ہے تو اس شعر کو حذف کر دیا گیا ہے یا قافیہ تبدیل کر دیا گیا ہے۔

اقبال کی اصلاحات میں اپنے مخصوص آہنگ کا خیال ہمیشہ علامہ کے دامن گیر رہا ہے۔ ان کی شاعری کا لہجہ رجائیہ ہے اور جہاں کہیں حزنیہ لہجے نے غالب آنے کی کوشش کی ہے، اصلاح نے اس کے تاثر کو ختم کر دیا ہے۔ انہی اصلاحات کی بدولت علامہ اپنے ڈکشن کی بلند آہنگی کو متوازن انداز میں برقرار رکھنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور اسلوب کی یہی ارفعیت انہیں عظیم شاعروں کی صف میں لا کھڑا کرتی ہے۔

اقبال کے ہاں اشعار کی اصلاحات میں اشعار کو سیاق و سباق اور نظم کے عنوان کے تناظر میں دیکھنے کا رجحان بھی بکثرت ملتا ہے۔ اشعار کے باہمی ربط و تسلسل پر ان کی نظر رہتی ہے۔ کہیں کہیں شعری حسن کو معنوی حسن پر قربان کرنے کا رجحان بھی پایا جاتا ہے لیکن بحیثیت مجموعی حسن اور معانی میں توازن برقرار رکھنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ علامہ اپنے کلام میں تعلّی کے بیان کو پسند نہیں کرتے اور کہیں شعر میں کوئی ذاتی حوالہ آبھی گیا ہے تو اسے ممکن حد تک دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اور اصلاح میں شخصی حوالے کو عمومی حوالے میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اقبال کی ابتدائی شاعری میں، عجز بیان اور ضعف تالیف کی مثالیں بھی کم نہیں لیکن اصلاح کی بدولت یہ عیب دور کرنے میں بڑی حد تک کامیاب رہے ہیں۔

مختلف ادوار میں علامہ کی اصلاحات کا معیار تقریباً یکساں رہا ہے۔ خوب سے خوب تر کی سعی اوّل سے آخر تک یکساں طور پر جاری رہتی ہے تاہم ابتدائی اصلاحات میں فنی نزاکتوں اور لفظی آرائش کا خیال کچھ زیادہ رہا ہے۔ الفاظ کے صحیح انتخاب اور علم بیان کے وسیع تر علم کی بدولت اشعار میں تمثال آفرینی کی کیفیت پیدا کرنے کا شعوری رجحان نمایاں رہا ہے جبکہ آخری دور کی اصلاحات میں کفایتِ لفظی سے کام لینے اور رمزیت و طنزیہ لطافت پیدا کرتے کا انداز اظہار کے دوسرے وسیلوں پر حاوی ہو جاتا ہے۔ اسلوب بیان کی یہ تمام تر نزاکتیں فن کے متعلق اقبال کے اس انکسار کا راز فاش کرتی ہیں کہ انہیں شاعری سے کوئی دلچسپی نہیں اور یہ کہ ان کے اعلیٰ مقاصد فنِ شاعری پر غالب رہتے ہیں۔ ان اصلاحات سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ علامہ کو فنِ شاعری پر مکمل دسترس حاصل تھی اور وہ فصاحت و بلاغت کے تمام تر رموز سے آشنا تھے اور انھیں برتنے کا سلیقہ بھی جانتے تھے۔ مزید براں انھیں لفظ و معنی کے رشتے کا بھی علم تھا اور تاثیر شعری میں ہر دو کی ترکیبِ امتزاجی کا بھی وافر شعور تھا۔ اصلاحات کے ضمن میں علامہ کی جگر کاوی نے ہی انھیں ممتاز شعراء کی صف میں شامل کیا۔ اور یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ اگر وہ اصلاح شعر پر اتنی محنت نہ کرتے تو ان کی مقصدی شاعری تاثیر کے اس وصف سے محروم رہتی جو آج اس کا طرۂ امتیاز ہے۔

اقبال کی شعری تاثیر کے اصل راز کو جاننے کے لئے ضروری ہے کہ علامہ اقبال کے تمام کلام کو نئے سرے سے مدوّن کیا جائے تاکہ اصلاحات کے ساتھ ساتھ ان کے ردّ و قبول کا صحیح معیار معلوم کیا جا سکے۔ نیز اغلاط سے پاک ایسی کلیات مرتب کی جا سکے جو اقبال کے فنی اور فکری ارتقاء کی گمشدہ کڑیوں کی تلاش میں ہماری راہنمائی کر سکے۔

باقیات کی تدوینِ نو: جواز، مسائل اور طریقِ کار

جواز سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس کام کو علامہ نے اپنی زندگی میں پسند نہیں کیا اسے ہم کیوں تحقیق اور تنقید کا موضوع بنائیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تنقیدی رجحانات اب ۱۹۲۴ء کی نسبت بہت حد تک بدل چکے ہیں۔ فن کار کے ضمن میں 'کیا' کی اہمیت کے ساتھ "کیوں" کی اہمیت بھی تسلیم کی جا چکی ہے۔ نفسیات نے تخلیق کے پیچھے تخلیق کار کے ذہنی عمل کی اتھاہ گہرائیوں میں جھانکنا سیکھ لیا ہے۔ شعر اور شعور کے رشتے واضح ہو چکے ہیں۔ ایک ایسی شاعری کے پیچھے جسے اقبال پیغمبری کی جزو قرار دیتے ہیں ایک زبردست شخصیت کی قوتِ متخیلہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ شاعر کے ذہنی ارتقاء کی سرگزشت کا حصول بھی نقاد کا منصب ٹھہرا ہے۔ خود علامہ کو بھی اپنے دل و دماغ کی سرگزشت سے خاص دلچسپی رہی ہے۔ کیا باقیاتِ شعرِ اقبال کے اس عظیم الشان ذخیرے سے صرفِ نظر کر کے ان گمشدہ کڑیوں کو تلاش کرنا ممکن ہے؟

اقبال کے زیرِ بحث باقیاتِ اقبال کے نظریاتی ردّ و قبول کی ایک خوبصورت تصویر پیش کرتے ہیں۔ ان سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ علامہ کا ذہن مختلف اوقات میں کن کن واقعات اور تحریکوں سے متاثر رہا۔ اور اس نے اقبال کی شاعری کی مجموعی فضا کو کہاں تک متاثر کیا۔ ان منفی اور مثبت فکری لہروں کی صدائے بازگشت اقبال کے متداول کلام میں بھی سنائی دیتی ہے لیکن اس میں وہ گھن گرج نہیں جو اس کلام میں موجود رہے جسے علامہ نے ترک کر دیا تھا۔ حضرت علیؓ سے علامہ کی بے پناہ عقیدت کا اظہار جتنا متروک کلام سے ہوتا ہے اتنا مدوّن کلام سے نہیں ہوتا۔ شاید اسی بنا پر ایک زمانے میں علامہ پر شیعیت کا الزام لگایا گیا۔ ممکن ہے یہی پہلو ان اشعار کو ترک کرنے کا سبب بنا ہو۔ کہتے ہیں:-

> ہمیشہ وردِ زباں ہے علیؓ کا نام اقبال
> کہ پیاس رُوح کی بجھتی ہے اس نگینے سے

اولیاء اللہ سے محبت کا اظہار یوں ہوتا ہے کہ اپنی ایک ذاتی پریشانی کو دفع کرنے کے لیے خواجہ نظام الدین اولیاء کے نام ایک نظم لکھتے ہیں اور اسے مزار پر بلند آواز سے پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں۔ پھر دس بارہ برس کے اندر ہی علامہ کے ذہن میں ایک عظیم انقلاب پیدا ہوتا ہے اور وہ روایتی تصوّف کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ علامہ کے شعری آثار ان تمام تغیرات کی لحہ بہ لحہ تبدیلیوں کا قطب نما ہیں۔ وطنی شاعری سے ملّی شاعری تک، کشمیریوں کی فلاح و بہبود کے کاموں سے لے کر فلسطینیوں کی ہم نوائی تک مناظرِ قدرت سے لے کر فطرتِ انسان کے رموز و اسرار دریافت کرنے تک تمام ارتقائی مراحل ان اشعار سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کلام کے ذریعے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء میں اقبال کو راگ اور موسیقی سے خاص دلچسپی تھی۔[1]

معاشرتی نقادوں نے اس امر پر بہت زیادہ زور دیا ہے کہ کسی فنکار کے فن کا صحیح جائزہ صرف اس وقت لیا جا سکتا ہے جب ہم اس فنکار کے ذاتی حالات اور شخصیت سے آگاہ ہوں۔ فن پارے کو فنکار سے جدا کر کے دیکھنے کی کوشش غلط راستوں پر ڈال سکتی ہے۔ کسی اور فنکار کے بارے میں یہ بات درست ہو نہ ہو اقبال کے سلسلے میں بالکل درست ہے۔ اقبال کی بعض دلچسپیاں، مشاعروں میں شرکت کرنے کے لیے؛

[1] لوگ کہتے ہیں مجھے راگ کو چھوڑو اقبال + راگ ہے دین مرا راگ ہے ایماں میرا

سفر اور ان کی سوانح حیات کے کئی پہلو اور زاویے متروکہ کلام میں موجود ہیں ۔ علامہ کے اپنے معاصرین سے تعلق پر اس کلام سے بہت روشنی پڑتی ہے ۔ مثلاً اقبال کے حالی ، شبلی اور ڈپٹی نذیر احمد سے روابط کی نوعیت اور اہمیت کا ہمیں اندازہ ہوتا ہے ۔ ڈپٹی نذیر احمد علامہ کی نظم "نالۂ یتیم" سن کر یوں تبصرہ کرتے ہیں ۔

"میں نے دبیر اور انیس کی بہت نظمیں سنی ہیں مگر ایسی دل شگاف نظم کبھی نہیں سنی"

باقیاتِ شعرِ اقبال نہ صرف علامہ کے نظریات کا پس منظر فراہم کرتے ہیں بلکہ عوام کے نظریۂ فن پر بھی کماحقہٗ روشنی ڈالتے ہیں ۔ شاعر اپنے کلام کا بہترین ناقد نہ سہی لیکن اپنے کلام کے فن اور فکری پہلوؤں پر اس کی اچھی خاصی نظر ہوتی ہے کسی شعر کو ترک کرنے یا اس میں اصلاح کرنے کے عملی پہلو کے پیچھے شاعر کا زبردست تنقیدی شعور کارفرما ہوتا ہے ۔ وہ اپنے کلام کو نظریاتی اور فنی دونوں پہلوؤں سے دیکھتا ہے ، پرکھتا ہے ۔ شاعر کا شعری ذوق اس مرحلے پر اس کی رہنمائی کرتا ہے ۔ چنانچہ ردّ و قبول کی بھٹی سے اپنے کلام کو گزار کر وہ ہمارے سامنے اپنی تخلیق پیش کرتا ہے ۔ جتنا بڑا شاعر ہو گا اتنا ہی اس میں تنقیدی شعور بھی زیادہ ہوگا ۔ ترمیم و تنسیخ کے عمل کا آغاز عام طور پر اسی وقت سے شروع ہو جاتا ہے جب کوئی خیال ، جذبہ یا واقعہ شاعر کے ذہن میں ارتعاش پیدا کر دیتا ہے ۔ چنانچہ جو تخلیق اس ارتعاش کے نتیجے میں عالمِ وجود میں آتی ہے وہ ذہن کے پر اسرار گوشوں سے گزر کر صفحۂ قرطاس پر منتقل ہوتی ہے ۔ اس مرحلے پر تمام تخلیقی عمل کو پوری طرح سمجھ لینا ہمارے بس کی بات نہیں ۔ لہذا اس پر کوئی حکم نہیں لگا سکتے ۔ لیکن جب کوئی تخلیق زینتِ قرطاس بنتی ہے اور پھر اس کی نوک پلک درست کی جاتی ہے تو یہ تبدیلیاں اس لمحے میں شاعر کی تمام نفسیاتی کیفیتوں کا مظہر ہوتی ہیں ۔ چنانچہ ان اصلاحات اور تبدیلیوں کا شاعر کے عہد اور ماحول کے پس منظر میں تجزیہ کیا جائے تو بعض اوقات اس فنکار کے متعلق حیرت انگیز انکشافات ہوتے ہیں ۔ اقبال کے شعری آثار تین طرح کے ہیں ۔

(ا) وہ نظمیں / غزلیں / قطعات و رباعیات جنہیں علامہ نے مختلف وجوہ کی بنا پر ترک کر دیا تھا

(ب) جو نظمیں علامہ نے کلام میں اشاعت کے لئے منتخب کی تھیں ان کے بعض اشعار ترک کر دیئے گئے ۔

(ج) بعض اشعار میں علامہ نے اصلاحات کی تھیں ۔ ان کی بیاضوں کا مطالعہ کیجئے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک مصرعے کو دو ، دو اور بعض اوقات تین یا چار دفعہ تبدیل کر دیتے ہیں ۔ اس سے بھی زیادہ دلچسپ امر یہ ہے کہ بعض موقعوں میں کی جانے والی تمام اصلاحات علامہ کو پسند نہیں آتیں اور وہ ابتدائی مصرعے کو بحال کر دیتے ہیں ۔ اس طرح کے متعدد اشعار اور مصرعے اب علامہ کے متداول کلام میں موجود ہیں ۔ کلامِ اقبال کے اس حصے کی نشاندہی ہونی چاہیے تاکہ ایسے اشعار کی تفہیم و تشریح میں اس پہلو کو سامنے رکھا جا سکے کہ اقبال فنی یا فکری لحاظ سے ان اشعار سے مطمئن نہیں تھے ۔ علاوہ ازیں کا یہ فنی یا نفسیاتی تجزیہ اقبال کے بارے میں ہماری معلومات میں ضرور اضافہ کرے گا ۔

اقبال کی اپنے کلام پر اصلاح عام طور پر ان کے شعر کو معیاری بنا دیتی ہے[1] ۔ اس سے علامہ کے تنقیدی شعور کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے ۔ اصلاح کا یہ عمل بانگِ درا سے ارمغانِ حجاز تک اسی شد و مد کے ساتھ جاری رہتا ہے[2] ۔ علامہ کے متروکات و اصلاحات سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اقبال کو شعر کے فنی پہلوؤں سے خاصی دلچسپی تھی ۔ وہ اپنے پیغام کو زیادہ سے زیادہ مؤثر بنانے کے لئے ہر ممکن طریقہ اختیار کرتے ہیں ۔ فنِ شاعری سے ناواقفیت کا اظہار جس کا ذکر ان کے کئی خطوں میں ہوا ہے ، محض انکسار ہے ۔ علامہ کے متروکات اور اصلاحات کا مطالعہ ان کے متداول کلام کو سمجھنے میں ہماری بہت معاونت کر سکتا ہے ۔ صورتِ حال یہ ہے کہ اقبال کا جو کلام آج ہمارے لئے سرمۂ نظر بن چکا ہے ، مکمل نہیں ہے ۔ ہر نظم اور غزل کے کچھ اشعار ترک کر دیئے گئے ہیں ، جس سے مذکورہ نظم یا غزل کا مخصوص آہنگ برقرار

[1] دیکھیے اصلاحاتِ اقبال از بشیر الحق دسنوی [2] بیاضِ ارمغانِ حجاز مخزونہ اقبال میوزیم لاہور

نہیں رہ سکا۔ بعض اوقات مضامین کا تسلسل مجروح ہو جاتا ہے اور خیال کی درمیانی کڑیاں غائب دکھائی دیتی ہیں جس سے مضمون کے ابلاغ میں بڑی رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں بعض اوقات عنوانات تبدیل کرنے سے بھی نظم کی تفہیم میں فرق پڑا ہے۔ مثلاً علامہ کی نظم "بلادِ اسلامیہ" کا ابتدائی عنوان "مدینۃ النبیؐ" تھا[1] نظم کے ابتدائی اشعار 'بلادِ اسلامیہ' کے عنوان سے کم اور "مدینۃ النبیؐ" کے عنوان سے زیادہ میل کھاتے ہیں۔ قطع و برید نے بندوں میں مصرعوں کی تعداد میں یکسانیت برقرار نہیں رکھی جا سکی۔ ایک ہی نظم کے ایک بند میں سات اشعار ایسے ہیں اور دوسرے میں تین، شاید اسی بنا پر کلیم الدین احمد کو علامہ پر اعتراضات کا جواز میسر آ گیا[2] اور انہوں نے علامہ کی بعض نظموں میں فکری ربط اور توازن کی کمی کو خاص طور پر اپنی تنقید کا نشانہ بنایا۔ علامہ کے شعری آثار ان الجھنوں کو دور کرتے ہیں اور ہمیں، اقبال کے اصل خیالات اور افکار کو سمجھنے میں وسیع تناظر فراہم کرتے ہیں۔ ان اشعار سے ہمیں پہلی دفعہ اقبال کی بعض نظموں کا سنۂ تحریر اور مقامِ تحریر معلوم ہوتا ہے اور کہیں کہیں اس نظم کے اشعار کی تصنیف کے محرکات کے اشارے بھی ملتے ہیں۔ مثلاً نظم "شکریہ" اُن کے حیدر آباد کے روابط کی مظہر ہے۔ "شکریہ انگشتری" منشی سراج الدین سے علامہ کے مخلصانہ تعلقات کی مظہر ہے[3]۔ ان متروکات سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اقبال کو بعض اوقات احباب کی فرمائشوں پر بھی دھیان دینا پڑتا تھا۔ مثلاً ملکہ وکٹوریہ کے انتقال پر، مرزا ذوالفقار علی خان کی فرمائش پر وہ 'اشکِ خون' لکھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ 'پنجاب کا خواب'، مائیکل اڈوائر گورنر پنجاب کی فرمائش پر لکھی جاتی ہے۔ لاٹ صاحب اور ڈائریکٹر کا خیر مقدم بھی اسی قبیل کی نظم ہے۔ ان فرمائشی نظموں میں وہ نظمیں بھی شامل ہیں جو انجمن حمایتِ اسلام کے سٹیج سے سنائی گئی تھیں۔ ان نظموں کا مقصد انجمن کیلئے چندہ فراہم کرنا تھا۔ علامہ کی برجستہ گوئی ابرِ گہر بار کے ۲۹ اشعار کی صورت میں جلوہ گر ہوتی ہے اور مولوی عبداللہ بسمل کی فرمائش کو پذیرائی حاصل ہوتی ہے۔

اقبال کے متداول کلام میں کئی وجوہ کی بنا پر بعض اغلاط در آئی ہیں جنہیں اب غلط العام کا درجہ حاصل ہو گیا ہے۔ کلامِ اقبال کو اس طرح کی اغلاط سے پاک کرنے کے لئے متروکات کا مطالعہ ایک حد تک ہماری معاونت کرے گا۔ ان اشعار سے کلامِ اقبال کی صحیح زمانی ترتیب کے تعین میں بھی خاصی مدد ملے گی جس سے فکری ادوار کا صحیح تعین کیا جا سکے گا۔

اقبال کا متداول کلام ان کی ابتدائی غزل گوئی کے ضمن میں کم معلومات فراہم کرتا ہے۔ جبکہ باقیات اس کمی کو بہت حد تک پورا کرتے ہیں۔ علامہ کی ابتدائی غزلوں میں داغ، امیر اور دیگر ہم عصر شعراء کے مطالعے کے اثرات پائے جاتے ہیں۔ ان غزلوں کی وجہ سے ہم غزل کے ارتقاء میں اقبال کے حصے پر سیر حاصل گفتگو کر سکیں گے اور علامہ کا مقام متعین کر سکیں گے۔ علامہ کی طنزیہ شاعری کے ضمن میں بھی متداول کلامِ اقبال میں وافر نمونے نہیں ملتے۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ 'اکبری' اقبال کے متعدد قطعات کو بانگِ درا میں شامل کرنا مناسب ہی نہیں سمجھا گیا۔

علامہ کے متداول کلام میں ایک صنفِ سخن کا کوئی نمونہ شامل نہیں کیا گیا۔ ہماری مراد علامہ کی تاریخ گوئی سے ہے۔ علامہ کے ہاں یہ فن داغ اور معاصر شعرا کے مطالعے سے آیا ہے۔ وہ آخر وقت تک تاریخیں نکالنے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ اقبال کے دوسرے شعراء کے تراجم کے سلسلے میں بھی بعض نئے اور خوبصورت نمونے سامنے آئے ہیں۔ ان سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ: وہ کن کن انگریزی شعراء سے متاثر تھے اور ان کا اثر انہوں نے کس حد تک قبول کیا۔ ترجمہ کے فن میں ان کی مہارت کا ثبوت ان کی یہی نظمیں ہیں۔ علامہ اصل خیال پر اضافہ کرتے نظر آتے ہیں اور یوں ان کے ہاں ترجمہ تخلیق کا درجہ اختیار کرتا نظر آتا ہے۔

---

[1] بیاضِ بانگِ درا مخزونہ اقبال میوزیم لاہور [2] اقبال ایک مطالعہ از کلیم الدین احمد۔

[3] اقبال نامہ جلد اوّل ص ۱۶ [4] یہ تمام تفصیلات سرود رفتہ سے اخذ کی گئی ہیں۔

مسائل

باقیاتِ اقبال کی تدوینِ نو میں درج ذیل مسائل درپیش ہوں گے ۔

۱۔ باقیات کے تمام مآخذ تک ہمیں رسائی حاصل نہیں ۔ بیشتر اخبارات و رسائل کمیاب بلکہ نایاب ہیں ۔

۲۔ بعض مآخذ انگلستان اور بھارت کی لائبریریوں اور آرکائیوز میں موجود ہیں جن تک رسائی خاصی مشکل ہے ۔

۳۔ باقیات کے جو مجموعے شائع ہوئے ہیں ان میں تمام منظومات کے حوالے موجود نہیں ہیں ۔ اس لئے یہ کہنا مشکل ہے کہ کس نے کہاں سے یہ کلام اخذ کیا ۔ چنانچہ ان تمام نظموں کے بارے میں ، ان حوالوں کے بغیر یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ اقبال کی تحریر کردہ نظمیں ہیں ۔ راقم الحروف نے اقبال کی چار ایسی نظموں کا سراغ لگایا ہے جو غلط طور پر علامہ سے منسوب ہو گئی ہیں ۔

۴۔ مرتبین اور کاتبوں کی سہل انگاری سے متن میں ان گنت اغلاط در آئی ہیں اور بنیادی مآخذ کی غیر موجودگی میں ان کے بارے میں قطعی رائے قائم کرنا خاصا مشکل ہو گیا ہے ۔

۵۔ اقبال کی قلمی بیاضیں ہماری بہت راہنمائی کر سکتی ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ اقبال کا کلام خصوصاً ابتدائی زمانے کے کلام کو پڑھ کر باقیات کا اخذ کرنا خاصا مشکل ہے ۔ کئی الفاظ پڑھے نہیں جاتے ۔

۶۔ ۱۹۰۷ء سے پہلے کے کلام کی بیاضیں موجود نہیں ہیں جس سے اس دور کے کلام کے بارے میں صحیح رائے قائم نہیں کی جا سکتی ۔

۷۔ اقبال کے عقیدت مندوں کی بیشتر بیاضیں اب دستیاب نہیں ہیں ۔

طریقِ کار

۱۔ تمام تر وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے ان مآخذ تک رسائی حاصل کی جائے جہاں علامہ کا کلام چھپتا رہا ہے ۔ اس ضمن میں مکاتیب کی تلاش بھی ایک حد تک معاونت کر سکتی ہے کیونکہ اس سے نہ صرف اس کلام کا پس منظر معلوم ہو گا بلکہ اس میں بعض ایسے اشعار بھی موجود ہو سکتے ہیں جنہیں باقیات کا درجہ حاصل ہو ۔

۲۔ اقبال کے اوّلین مآخذ کو بنیادی اہمیت حاصل ہونی چاہیے اگر کسی کلام کا اوّلین متن دستیاب نہ ہو تو اس متن کو ترجیح دی جائے جو سب سے قدیم ہو ۔

۳۔ اقبال کے قلمی نسخوں اور بیاضوں کو تمام مطبوعہ مواد پر ترجیح ہونی چاہیے ۔ متن ، املا اور دیگر امور میں بیاضوں کے متن کو درجۂ استناد حاصل ہونا چاہیے ۔

۴۔ اردو کے جدید ترین اصولوں کا خیال رکھنا ہو گا تاہم اس مجموعے کے آخر میں ایک گوشوارہ بنانا ہو گا جس میں اختیار کردہ املا اور اقبال کے املا کا موازنہ ہو گا ۔

۵۔ اقبال کے کلام کی زمانی ترتیب اس مجموعے کا امتیازی وصف ہونا چاہیے تاکہ باقیات کی تدوین کے اہم کام سے مطلوبہ مقاصد (یعنی اقبال کے فکر و فن کا تدریجی ارتقاء) حاصل کئے جا سکیں ۔

۶۔ اقبال کے کلام سے داخلی اور خارجی شہادتوں کے ذریعے زمانے کا تعین کیا جائے اور اسی اعتبار سے کلام کو مدوّن کیا جائے ۔

۷۔ اقبال کی طبیعت بڑی شگفتہ تھی ، کئی موقعوں پر وہ احباب سے اشعار کی صورت میں چٹکیاں لیتے تھے ۔ یہ اشعار اب بھی بعض احباب کے حافظے میں محفوظ ہیں ، انہیں ریکارڈ میں لایا جائے ۔ خصوصاً م ۔ ش صاحب سے اس سلسلے میں خاصی مدد مل سکتی ہے

مدوّن، غیر مدوّن اور غیر مطبوعہ باقیات کو ادوار بنا کر مرتب کرنا چاہیے۔ اس ضمن میں تین دور بنا لینے مناسب ہوں گے۔

دور اوّل :۔ ابتداء تا ۱۹۰۸ء (یورپ سے واپسی) ۔ دور دوم ۱۹۰۹ء تا ۱۹۲۴ء (بانگِ درا کی اشاعت)

دورِ سوم: ۱۹۲۵ء تا ۱۹۳۸ء (وفات) ۔ ہر دور میں کلام کی ترتیب کچھ اس طرح ہونی چاہیے ۔

نظمیں :۔ (ا) مکمل نظمیں (ب) اس دور کے متداول کلام کے متروکات (ج)

غزلیں :۔ (ا) مکمل غزلیں ۔(ب) اس دور کے متداول کلام کی غزلوں کے متروکات (ج) طنزیہ اشعار ۔

قطعات ورباعیات :۔ (ا) قطعات ۔(ب) رباعیات

متفرقات :۔ (ا) تاریخی قطعات (ب) بر بہیہ گوئی (ج) فردیات

* باقیات کا پس منظر فراہم کیا جائے ، باقیات کے مطبوعہ مآخذ میں متن کی جو اغلاط موجود ہیں ان کا ذکر حاشیے میں اختلافِ متن کے تحت کیا جائے۔ باقیات کے کلیات میں وہی متن اختیار کیا جائے جو دوسرے تمام متون سے ہر اعتبار سے بہتر ہو ۔

* متداول کلام کے مجموعوں میں شامل کلام کے جزوی متروکات درج کرتے وقت ابتدائی نظموں میں متروکہ اشعار کی نشست کی وضاحت کی جائے تاکہ متروکہ کلام کی تشریح صحیح سیاق وسباق میں کی جا سکے ۔

* متداول یا غیر متداول کلام میں ہونے والی تمام اصلاحات کو ہر نظم یا غزل کے تحت درج کیا جائے

* کلیات میں شامل تمام کلام کی زمانی ترتیب کا اشاریہ بنایا جائے ۔ ایک ایسے اشاریے کی بھی ضرورت ہے جس سے علامہ کے باقیات کے تمام مآخذ کی نشان دہی ہو سکے ۔

* متن کی تصحیح کے سلسلے میں اخبارات ورسائل میں علامہ کے شائع شدہ کلام کا متن فراہم کرنا بہت ضروری ہوگا ۔

* اقبال کے عقیدت مندوں کی مرتب کردہ بیاضوں تک بھی رسائی حاصل کرنا ہوگی ۔ اس ضمن میں شیخ اعجاز احمد کی بیاض ہے۔ روزگارِ فقیر حصہ دوم میں اگرچہ اس بیاض کا متروکہ کلام شائع ہو چکا ہے لیکن یہ مکمل نہیں ہے ۔ یہ بیاض کلامِ اقبال کے اوّلین متن کی بھی نشاندہی کرتی ہے [۱]

---

[۱] راقم الحروف نے زیرِ نظر مقالے میں اس نادر اور قیمتی بیاض سے بھرپور استفادہ کیا ہے ۔

ضمیمہ جات :

ضمیمہ ۱

کلامِ اقبال کی اشاعت کی زمانی ترتیب

ماہ	سال	عنوان	غزلوں اور قطعات کے پہلے مصرعے	اخبار/رسالہ	مآخذ
ستمبر	۱۸۹۳	غزل	ع آبِ تیغِ یار تھوڑا سا منہ کر رکھ دیا۔	زبان دہلی	
نومبر	"	"	ع کیا مزا بلبل کو آیا شیوۂ بیداد کا	"	
فروری	۱۸۹۴ء	"	ع جان دے کر تمہیں جینے کی دعا دیتے ہیں	"	
دسمبر	۱۸۹۶ء	"	ع تم آزماؤ ہاں کو زباں سے نکال کے	شحنۂ محشر	
۲۳/۲۵ فروری	۱۹۰۰ء	نالۂ یتیم۔	–	رودادِ انجمن	
۲۶/۳۱ مئی	"	خدا حافظ	(منشی محبوب عالم کے سفر یورپ پر)	پیسہ اخبار	بحوالہ رخت سفر ص ۱۸۱
۲۲/۲۴ فروری	۱۹۰۱ء	یتیم کا خطاب ہلالِ عید سے :	–	رودادِ انجمن	
اپریل	"	کوہستانِ ہمالہ	–	مخزن	
مئی	"	گلِ رنگیں	–	"	
جون	"	غزل	ع نہ آتے ہمیں اس میں تکرار کیا تھی؟	"	
جولائی	"	عہدِ طفلی	–	"	
"	"	غزل	ع محبت کو دولت بڑی جانتے ہیں۔	"	بعنوان "کچکول"
۱۵ ستمبر	"	قطعات (بسلسلہ کشمیر)	(i) کہکشاں میں آ کے اختر مل گئے۔	کشمیری گزٹ	
			(ii) ظلم سہتے ہیں وطن اپنا نہ جن سے چھٹ سکا:	"	
			(iii) موتی عدن سے لعل ہوا ہے یمن سے دور		
			(iv) سو تدابیر کی اے قوم یہ ہے اک تدبیر	"	
			(v) سامنے ایسے گلستاں کے بھی گر نکلے		
			(vi) پنجۂ ظلم و جہالت نے بُرا حال کیا۔	"	
			(vii) بُت پرستی کو مرے پیشِ نظر لاتی ہے۔	•	
			(viii) کشمیر کا چمن جو مجھے دل پذیر ہے۔	"	
ستمبر	۱۹۰۱ء	مرزا غالب	–	مخزن	
"	"		ہم نہ چھوڑیں گے دامن –	کشمیری گزٹ	
نومبر	"	غزل۔	ع لاؤں وہ تنکے کہیں سے آشیانے کے لیے۔	مخزن	
۳۰	"	ابرِ کوہسار	–	پیسہ اخبار	
–	"	"	–	مخزن	
–	"	غزل۔	ع محبت کو دولت بڑی جانتے ہیں۔	"	
–	"	"	"	عروسِ چمن	مرتبہ محمد دین فوق
جنوری	۱۹۰۲ء	شمع و پروانہ	–	خدنگِ نظر	جادو گو منیری نژاد ص ۳۱
"	"	غزل۔	ع لاؤں وہ تنکے کہیں سے آشیانے کے لیے	پنجۂ فولاد	
۲۱/۲۲ فروری	"	اسلامیہ کالج کا	خطاب پنجاب کے مسلمانوں کے نام:	رودادِ انجمن	
–	"	زبانِ حال	اسلامیہ کالج کا خطاب بزدوم	"	
–	"	دین و دنیا	–	"	

ماہ	سال	عنوان	غزلوں اور قطعات کے پہلے مصرعے	اخبار/رسالہ	مآخذ
فروری	۱۹۰۲	خیر مقدم (لاٹ صاحب اور ڈائریکٹر کا خیر مقدم)		روداد انجمن	
"	"	خفتگانِ خاک سے استفسار		مخزن	
۵ مارچ	"	آمد لیفٹیننٹ گورنر	ز ہے نشاطِ فراواں	پنجۂ فولاد	[خیر مقدم لاٹ صاحب]
۱۹ "	"	زبانِ حال [اسلامیہ کالج کا خطاب بند ۱]		"	
۲۶ "	"	"	آج ہم حالِ دل درد آشنا کہنے کو ہیں	"	[اسلامیہ کالج کا خطاب بند دوم]
- "	"	غزل	دل کی بستی عجیب بستی ہے	مخزن	
۱۶ اپریل	"	میں کون ہوں	'یتیم کا خطاب' ایک بند	پنجۂ فولاد	
" _	"	دنیا کیا ہے	" "	"	
۲۳ "	"	شام کی آمد	" "	"	[بند ششم]
"	"	یتیم بچے کی فریاد	" "	"	[بند ہشتم]
- "	"	شمع و پروانہ	-	مخزن	
۲۳ مئی	"	خطِ منظوم (عقل و دل)		پنجۂ فولاد	
- مئی	"	غزل	تم آزماؤ ہاں کو زباں سے نکال کے	خدنگِ نظر لکھنؤ	بحوالہ تبرکاتِ اقبال ص۱۵
"	"	خطِ منظوم (عقل و دل)		مخزن	
"	"	آفتابِ سحر (آفتاب صبح)		خدنگ نظر	بحوالہ جادوگر ہندی نژاد ص۳۲
۱۱ جون	"	خطِ منظوم	(پیغامِ بیعت کے جواب میں)	پنجۂ فولاد	جولائی ۸۱ء اقبال ریویو ص۵
۱۵ "	"	اسلامیہ کالج کا خطاب پنجاب کے مسلمانوں سے		رسالہ انجمن حمایتِ اسلام	
- "	"	غزل	ہے کلیجہ فگار ہونے کو	مخزن	
- "	"	صدائے درد	-	"	
- جولائی	"	ماتمِ پسر	-	"	
۱۴ "	"	خطِ منظوم	-	پنجۂ فولاد	
- "	"	آفتاب	-	مخزن	
- ستمبر	"	اسلامیہ کالج کا خطاب		پروانہ میرٹھ	
- اکتوبر	"	غزل	عاشقِ دیدار محشر کا تمنائی ہوا	مخزن	بعنوان "کچکول"
- دسمبر	"	شمع	-	"	
"	"	ایک آرزو	-	"	
جنوری	۱۹۰۳	سید کی لوحِ تربت	-	"	
"	"	غزل	چاہیں اگر تو اپنا کرشمہ دکھائیں ہم	"	
۲۴ "	"	عقل و دل	-	الحکم قادیان	بحوالہ "معاصرینِ اقبال کی نظر میں" ص۱۹۱
- "	"	غزل	کیا کہوں اپنے چمن سے میں جدا کیونکر ہوا	خدنگِ نظر	بحوالہ گیان چند ابتدائی کلام بعنوان کچکول
- "	"	"	"	مخزن	

ماہ	سال	عنوان	غزلوں اور قطعات کے پہلے مصرعے	اخبار/رسالہ	ماخذ
۷ فروری	۱۹۰۳	ایک صاحبِ دل کی آرزو:	[ایک آرزو]	پنجۂ فولاد	
۱۵/۱۴/۲۴	"	عقل و دل		الحکم قادیان	بحوالہ گیان چند ابتدائی کلام ص ۳۸۳
۲۷/۲۸	"	فریادِ امت	[ابرِ گہر بار]	رودادِ انجمن	
-	"	غزل	تھا دکھانے دیکھنے کا کچھ تقاضا طور پر	خدنگِ نظر	ابتدائی کلام اقبال گیان چند ص ۳۹۵
۶/۲۰/۲۴	"	ابرِ گہر بار	-	وطن اخبار	
۱۴ مارچ	"	"	-	پیسہ اخبار	
۲۱/۲۷	"	"		"	
- اپریل	"	"		رودادِ انجمن	
-	"	غزل	لڑکپن کے ہیں دن صورت کسی کی بھولی بھالی ہے:	مخزن	
"	"	"	ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی	"	
۶ مئی	"	ایک شعر	غیرتِ تختۂ گلزار ہے مسکن تیرا	انتخاب لاجواب	[ابرِ کوہسار کا متروک شعر]
۲۰	"	ظاہر بینی	ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی	پیسہ اخبار	
-	"	غزل	'اہلِ درد'	مخزن	
"	"	"	جو نہاں مجھ سے مرے داغِ جگر کی صورت	"	بحوالہ گیان چند ص ۰ ابتدائی کلام ص ۴۰۱
جون	"	پنجۂ فولاد کیا ہے		کشمیری گزٹ	
۲۹ جولائی	"	ایک دردمند دل کی عرض	[برگِ گل]	وطن اخبار:	ابتدائی کلام ص ۲۱۵
- اگست	"	غزل	پاس والوں کو تو آخر دیکھنا ہی تھا مجھے	خدنگِ نظر	بیاضِ اعجاز ص ۵۷
-	"	"	عبادت میں زاہد کو مسرور رہنا	مخزن،	
۱۴	"	ایک دردمند دل کی عرض:		پنجۂ فولاد	بحوالہ دانائے راز از عبداللطیف اعظمی ص ۲۲۰
- ستمبر	"	شیخ و سادات کی جنگ		خدنگِ نظر	بیاضِ شیخ اعجاز ص ۲۷۵
۲۸	"	دردِ عشق:		پنجۂ فولاد	گیان چند، ابتدائی کلام ص ۲۲۲
"	"	برگِ گل:		مخزن:	
"	"	انسان اور بزمِ قدرت		"	
یکم اکتوبر	"	پیامِ صبح		اردوئے معلی علی گڑھ	بحوالہ اکبر حیدری
-	"	غزل	کہوں کیا آرزوئے بیدلی مجھ کو کہاں تک ہے	مخزن	
۲۱	"	"	پاس والوں کو تو آخر دیکھنا ہی تھا مجھے -	فتنہ و عطر لکھنؤ	
- نومبر	"	عشق اور موت	-	مخزن	
"	"	دربارِ بہاولپور	-	"	
۴ دسمبر	"	قصیدہ تخت نشینی نواب بہاولپور	[دربار بہاولپور]	وطن لاہور	بحوالہ گیان چند ابتدائی کلام اقبال ص ۲۲۸
۵	"	عشق اور موت	-	پیسہ اخبار:	
-	"	زہد اور رندی		مخزن	

ماہ	سال	عنوان	غزلوں اور قطعات کے پہلے مصرعے	اخبار/رسالہ	مآخذ
۲۳ دسمبر	۱۹۰۳	پیامِ صبح		فتنہ و عطرِ فتنہ گورکھپور	بحوالہ ابتدائی کلام ص ۲۱۱
"	"	شاعر		مخزن	
جنوری	۱۹۰۴ء	ترجمہ از ڈانٹے		"	
"	"	غزل	مط جنہیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں	"	
"	"	"	مط ترے عشق کی انتہا چاہتا ہوں:	"	
فروری	"	رخصت اے بزمِ جہاں:	-	کشمیری گزٹ	
"	"	طفلِ شیرخوار		مخزن	
مارچ	"	رخصت اے بزمِ جہاں		دکن ریویو:	
"	"	"		مخزن	
"	"	تصویرِ درد		"	
۱/۳ اپریل	"	"		رودادِ انجمن	
مئی	"	نالۂ فراق		مخزن	
"	"	ماہِ نو		خدنگ نظر لکھنؤ	ابتدائی کلام اقبال ص ۲۴۸
جون	"	غزل،	مط کشادہ دستِ کرم جب وہ بے نیاز کرے	مخزن	
"	"	تصویرِ درد،	-	رودادِ انجمن	
جولائی	"	چاند:		مخزن:	
"	"	ابر:		زمانہ	
اگست	"	غزل	مط انوکھی وضع ہے سارے زمانے سے نرالے ہیں	دکن ریویو:	بحوالہ دلگداز اگست ۱۹۰۴ء ص ۲۴
۱۶ "	"	ہندوستاں ہمارا		اتحاد لکھنؤ	ابتدائی کلام اقبال ص ۲۰۴
ستمبر	"	بلال:		مخزن	
"	"	سرگزشتِ آدم		"	
"	"	ترانۂ ہندی		زمانہ	
"	"	"		مخزن	
اکتوبر	"	غزل	مط جو مضموں زندگی میں حرفِ موزوں بن کے نکلے ہیں	الکاشف	بحوالہ ہم قلم مضمون عابد رضا بیدار
"	"	موجِ دریا۔		دکن ریویو	
دسمبر	"	جگنو		مخزن	
"	"	صبح کا ستارہ		"	
"	"	غزل	سختیاں کرتا ہوں دل پر غیر سے غافل ہوں میں	"	
"	"	ہلالِ عید	[یتیم کا خطاب] بند ۱	"	
"	"	غزل:	مط دعا دیتا ہوں روتا ہوں گلہ کرتا ہوں قسمت کا	دکن ریویو	
۷ جنوری	۱۹۰۵ء	صبح کا ستارہ	-	پنجۂ فولاد	

ماہ	سال	عنوان	غزلوں اور قطعات کے پہلے مصرعے	اخبار/رسالہ	مآخذ
جنوری	1905	دنیا۔	"یتیم کا خطاب ہلالِ عید سے" کا بند یازدہم	مخزن	
فروری	"	مفلسی	"	"	
"	"	ایک ہندوستانی لڑکے کا گیت		"	
۱۰ مارچ	"	"		وطن اخبار	
"	"	بنا سنوالہ		مخزن	
۷ اپریل	"	"		وطن اخبار	
"	"	داغ		مخزن	
مئی	"	غزل	(۱) مجنوں نے شہر چھوڑا تو صحرا بھی چھوڑ دے	فصیح الملک	
			(۲) "	مخزن	
"	"	"			
جون	"	رباعی	مہ واعظ مرے فلسفے سے ہوں میں حیران	زمانہ	بحوالہ تبرکات اقبال ص ۲۰
"	"	ابر	-	"	
جولائی	"	ایک پرندہ اور جگنو۔		مخزن	
ستمبر	"	غزل۔	مہ مثالِ پرتوِ مے طوفِ جام کرتے ہیں	دکن ریویو	
"	"	بچہ اور شمع	-	مخزن	
اکتوبر	"	التجائے مسافر	-	"	
نومبر	"	کنارِ راوی		"	
"	"		مہ نہ قدر ہو مرے اشعار کی گراں کیوں کر	وطن اخبار	
جنوری	1906	محبت۔	-	مخزن	
فروری	"	پیغامِ راز	-	"	
مارچ	"	حسن اور زوال (حقیقتِ حسن)		"	
اپریل	"	غزل مہ	زمانہ دیکھے گا جب مرے دل سے محشر اٹھے گا گفتگو کا	"	
"	"	" مہ	شمع سے شوقِ اشکباری	"	
ستمبر	"	صدائے درد		تعلیمی جرنل	
"	"	آفتاب (گایتری)		"	
دسمبر	"	غزل۔	زلفِ دراز حسن پہ یوں طعنہ زن ہوئی	نشتر	
"	"	"	چمک تیری عیاں، بجلی میں آتش میں شرارے میں	مخزن	
جنوری	1907	سوامی رام تیرتھ	-	مخزن	
فروری	"	پرندے کی فریاد	-	"	
مارچ	"	غزل: مہ	زمانہ آیا ہے بے حجابی کا عام دیدارِ یار ہوگا	"	
جون	"	طلبائے علی گڑھ کے نام		"	

ماہ	سال	عنوان	غزلوں اور قطعات کے پہلے مصرعے	اخبار/رسالہ	مآخذ
جون	۱۹۰۷	ایک شعر	مط: فتنے اٹھتے ہیں ترے کوچے سے	گلدستہ اصلاح سخن	بحوالہ تلاش و تاثر ص ۴۳
ستمبر	"	ترانۂ ہندی		اصلاح سخن	ابتدائی کلام اقبال ص ۲۱
جنوری	۱۹۰۸	غزل		آسیہ امرتسر	
اگست	"	جزیرہ سسلی (صقلیہ)		مخزن	
اکتوبر	"	پیامِ عشق		"	
دسمبر	"	عبدالقادر کے نام		"	
جنوری	۱۹۰۹	غزل	مط: زمانہ آیا ہے بے حجابی کا عام دیدار یار ہوگا	صوفی جلد I	
مارچ	"	فلاح قوم		کشمیری میگزین	
اپریل	"	بلادِ اسلامیہ		مخزن	
جولائی	"	ستارہ		"	
اگست	"	دو ستارے		"	
اکتوبر	"	رباعیات	آٹھ رباعیات بسلسلۂ کشمیر	کشمیری میگزین	[اشاعتِ مکرر]
اپریل	۱۹۱۰	شمع و پروانہ	-	مخزن	
جون	"	شکریہ		"	
"	"	گورستانِ شاہی		"	
جولائی	"	فلسفۂ غم		"	
اگست	"	غزل (۴)		فصیح الملک	
جولائی/اگست	"	سلیمیٰ	بعنوان "لامکاں کا مکاں"	نظام المشائخ	بحوالہ اقبال کی تین نظمیں: عبدالقوی دسنوی مشمولہ رسالہ نیم روز اگست ۵۹ء
۲۷ اگست	"	غم	بعنوان "فلسفۂ غم"	وکیل امرتسر	
ستمبر	"	رات اور شاعر	-	پنجاب ریویو	
مئی	۱۹۱۱	قطعہ (نصیحت)	مط: کل ملا مجھ سے جو اقبال تو پوچھا میں نے	مخزن	
"	"	ایک شعر		ادیب حیدرآباد	
جون	"	غزل	مط: انوکھی وضع ہے سارے زمانے سے نرالے ہیں	"	
"	"	شکوہ	-	مخزن	
"	"	سارا جہاں ہمارا		اولڈ بوائے علی گڑھ میگزین	
"	"	فلسفۂ غم		ادیب الٰہ آباد	بحوالہ منتخبات نظم اردو مولفہ موہن سنگھ دیوانہ
جولائی	"	قطعہ	مط: کل ایک شوریدہ خواب گاہ نبی پہ	پنجاب ریویو	مہک اقبال ۲۷ ص ۱۲۳
"	"	شکوہ		"	
اکتوبر	"	غرۂ شوال		مخزن	
"	"	عندلیبِ حجازی کی نذر		"	
"	"	حضور رسالت مآب میں		زمیندار	

ماہ	سال	عنوان	غزلوں اور قطعات کے پہلے مصرعے	اخبار/رسالہ	مآخذ
اکتوبر	1911	حضور نبوی میں	خون شہدا کی نذر	تمدن	
نومبر	"	"	"	کشمیری میگزین	
"	"	قطعہ	" کل ملا مجھ سے جو اقبال تو پوچھا میں نے	صوفی	
"	"	اشعار	کل ایک شوریدہ خواب گاہ نبی	"	
دسمبر	"	ہمارا تاجدار	—	"	بحوالہ پنجاب ریویو
۲۲ "	"	دعا		زمیندار	بحوالہ تلاش و تاثر ص ۲۶
- "	"	"		تمدن	
۱۲ جنوری	1912	بلاد اسلامیہ	وہ زمیں ہے تو مگر....	وطن	[جزوی]
"	"	ہمارا تاجدار	(تین اشعار)	مخزن	بحوالہ تبرکات اقبال ص ۲۵ تلاش و تاثر ص ۲۳
"	"	نوید صبح		"	
"	"	دعا		"	
مارچ	"	شکوہ		اولڈ بوائے علی گڑھ میگزین	ص ۵
۱۱ اپریل	"	غزل	اڑا کے لائی ہے اے صبا تو....	زمیندار	تلاش و تاثر ص ۲۶
"	"	شمع و شاعر		روداد انجمن	رسالہ "اقبال" ۷۲ء ص ۱۹۹
۲۹ "	"	"	۲ ایک بند: آشنا اپنی حقیقت سے ہو اے دہقاں ذرا	وطن اخبار	-
"	"	"	"	تمدن	
۱۷ مئی	"	ترانۂ ملی		وطن اخبار	[دو اشعار]
- "	"	غزل	کبھی اے حقیقت منتظر.....	مخزن	
- "	"	شمع	—	"	
"	"	بنائے قومیت	تو قیس ہیں تو مجنوں بن گیا ہم	صوفی	
جون	"	نوائے غم	زندگانی ہے مری مثل رباب خاموش	مخزن	
"	"	خضر راہ ۲ بند	مصطفٰے کے کھنڈروں سے گیا ملت کی آنکھیں کھل گئیں	تمدن	
جولائی	"	مرزا غالب		ادیب	
دسمبر	"	جواب شکوہ		تمدن	سلسلہ امداد مجروحین بلقان منعقدہ ۳۰ نومبر ۱۹۱۲
جنوری	1913	"		صوفی	
فروری	"	پھول		تمدن	
۲۵ "	"	"		ہمدرد	
"	"	گورستان شاہی		صوفی	
مارچ	"	درد عشق		العصر لکھنو	
"	"	شفاخانہ حجاز		صوفی	

ماہ	سال	عنوان	غزلوں اور قطعات کے پہلے مصرعے	اخبار/رسالہ	مآخذ
مارچ	۱۹۱۳	شفاخانہ حجاز		صوفی	
مئی	"	پھول		"	
جون	"	موجِ دریا		انسان امرتسر	ابتدائی کلام اقبال ص ۲۶۹ اقبالیات کے نقوش ص ۶۹۱
"	"	چاند		صوفی	بحوالہ عبدالقوی دسنوی
"	"	فاطمہ بنت عبداللہ		وکیل امرتسر	مہر نیم روز
.	"	"		تمدن	
"	"	"		مخزن	
.	.	اسلامی رواداری		وکیل امرتسر	
"	"	فلسفۂ غم		"	بحوالہ الہلال:
جولائی	"	فاطمہ بنت عبداللہ		ہمدرد دہلی	
اکتوبر	"	ترانۂ ملی		نظام المشائخ	
نومبر	"	مسلم		"	بحوالہ ابتدائی کلام اقبال ص ۴۲۷
دسمبر	"	نیا شوالہ		رسالہ شاہدِ سخن حیدرآباد:	
جون	۱۹۱۴	نوجوان مسلم سے خطاب		صوفی ص ۳	
جولائی	"	ایک آرزو	(بعنوان کشکول)	زمانہ ص ۶	
"	"	دس قطعات	(i) مشرق میں اصولِ دین بن جاتے ہیں۔ (ii) لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی (iii) شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں۔ (iv) یہ کوئی دن کی بات ہے اے مردِ ہوش مند (v) تعلیم مغربی ہے بہت جرأت آفریں۔ (vi) کہی اچھی نقیبِ انجمن نے (vii) جنابِ شیخ کو سمجھاؤں خاص لندن کی (viii) تہذیب کے مریض کو گولی سے فائدہ (ix) انتہا بھی ہے کوئی آخر خریدیں کب تلک (x) ہم مشرق کے مسکینوں کا دل مغرب میں جا اٹکا ہے۔	زمانہ کانپور	بحوالہ گیان چند شگوفہ اقبال بزم ص ۳۰
اکتوبر	۱۹۱۴	پیامِ عشق		تمدن	
جنوری	۱۹۱۵	قطعہ	دیکھیے چلتی ہے مشرق کی تجارت کب تک	زمانہ	
"	"	"	بخت مسلم کی شبِ تار سے ڈرتی ہے سحر	"	بحوالہ تبرکات اقبال ص ۲۵
فروری	"	سلیمیٰ:		صوفی	
۱۴ اگست	"	عید پر شعر لکھنے کی فرمائش پر:		خطیب دہلی	بحوالہ تلاش و تاثر دسنوی ص ۴۳
۲۱ "	"	نظم/قطعہ	"	ذوالقرنین بدایوں	
- "	"	شکوہ		ادیب	
- "	"	ہلالِ عید سے خطاب		اخبار کشمیری	
۳ ستمبر	"	عید پر شعر لکھنے کی فرمائش پر		پیسہ اخبار	
اکتوبر	"	"		نظام المشائخ	

ماہ	سال	عنوان	غزلوں اور قطعات کے پہلے مصرعے	اخبار/رسالہ	مآخذ
۱۲ نومبر	۱۹۱۵	عرفی۔	محل ایسا کیا تعمیر عرفی کے تخیل نے	البلاغ	
"	"	غزل۔	سختیاں کرتا ہوں دل پر، غیر سے غافل ہوں میں	زمانہ	بحوالہ گیان چند ابتدائی کلام ص۲۳۶
جنوری	۱۹۱۶	حقیقت حسن	خدا سے حسن نے اک روز یہ سوال کیا۔	"	
فروری	"	"	"	مخزن	
اپریل	"	"	قطعہ تاریخ: پیر سید حیدر شاہ جلالپوری	صوفی	
مئی	"	بلال حبشی	رومی فنا ہوا حبشی کو دوام ہے۔	"	
۲۲ "	"	غزل۔	کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں	خطیب دہلی	
مئی	"	بلال حبشی	لکھا ہے ایک مغربی حق شناس نے	صوفی	
۳۰ "	"	غزل۔	تجھے کیا سنائیں ہم نشیں ہمیں موت جو نزع میں ملا	خطیب دہلی	بحوالہ تلاش و تاثر ص ۲۸
"	"	"	کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں	نظام المشائخ	"
فروری	۱۹۱۷	قطعہ	بجلی کی زد میں آتے ہیں پہلے وہی طیور	مخزن	تبرکات اقبال ص ۲۶
فروری/مارچ	"	غزل	پردہ چہرے سے اٹھا انجمن آرائی کر	مخزن	
"	"	"	"	صوفی	
"	"	شب معراج	وہ یک تمام ہے ہمت کے لیے عرش بریں	"	عابد رضا بیدار ہم قلم دسمبر ۶۳ء
اپریل	"	شیکسپیئر		مخزن	
مئی	"	غزل	نالہ ہے بلبل شوریدہ ترا خام ابھی	"	
جون	"	اشعار	بعنوان "کچکول"، ہے عاشقی کی رسم...	"	
"	"	"	آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں	ستارہ صبح	'شمع و شاعر کا ایک شعر'
جولائی	"	غزل۔	جھلک تیری عیاں بجلی میں آتش میں شرارے میں	عصمت	
اگست	"	کلام اقبال	نالہ ہے بلبل شوریدہ ترا خام ابھی	زمانہ	
ستمبر	"	"	جن کے ہنگاموں سے تھے آباد ویرانے کبھی	مخزن	
اکتوبر	"	شب معراج	وہ یک تمام ہے ہمت کے لیے عرش بریں	صوفی	
اپریل	۱۹۱۸	ایک شعر	علاج درد میں بھی درد کی لذت پہ مرتا ہوں	مخزن	بعنوان کچکول
۱۱ مئی	"	پنجاب کا جواب	اے تاجدار خطہ جنت نشان ہند	وکیل امرتسر	بحوالہ بیاض شیخ اعجاز
"	"	شکریہ اہل ہند		ستارہ صبح، زمانہ	بحوالہ ذکر اقبال ص ۸۴، بحوالہ تبرکات اقبال ص ۲۸
جون	"	میں اور تو	نہ سلیقہ مجھ میں کلیم کا نہ قرینہ تجھ میں خلیل کا	معارف	نقوش اقبال ص ۳۴۸
۶ مئی	"	پنجاب کا جواب		دبدبۂ سکندری رامپور	
"	"	"		زمانہ	
جولائی	"	"		حق	
"	"	"		ستارہ صبح	

ماہ	سال	عنوان	غزلوں اور قطعات کے پہلے مصرعے	اخبار/رسالہ	مآخذ
ستمبر	۱۹۱۸	ایثار صدیق اکبر		کہکشاں	صبا حیدرآباد دکن، عابد رضا بیدار
اکتوبر	"	الملک اللہ	ہر ملک ملکِ ماست :	الناظر	"
"	"	ایثار صدیقہ		صوفی	-
دسمبر	"	عشق اور موت		"	
۲۱ جنوری	۱۹۱۹	نعت	ع نگاہِ عاشق کی دیکھ لیتی ہے پردۂ میم کو اٹھا کر	کشمیری میگزین	
۱ فروری	"	شعاعِ آفتاب		حق	
۷ "	"	"		انتخاب لاجواب	
۲۸ "	"	اشعار:	ع ہر عمل کے لیے ہے ردِّ عمل (مکافاتِ عمل)	"	بحوالہ مخزن مارچ ۱۹۱۹
"	"	مکافاتِ عمل		نظام	
اپریل	"	وید منتر کا ترجمہ		زمانہ	بحوالہ تبرکاتِ اقبال ص ۳۵
۱۱ جولائی	"	ترانۂ اقبال: پیامِ عشق	ع سن اے طلب گارِ دردِ پہلو میں ناز ہوں تو نیاز ہو جا	انتخاب لاجواب	
ستمبر	"	غزل	ع گرچہ تو زندانیٔ اسباب ہے۔	صوفی	
"	"	"	ع سختیاں کرتا ہوں دل پر غیر سے غافل ہوں میں	"	
۱۳ اکتوبر	"	پھول	ع تو اپنے پیرہن کے چاک کو پہلے رفو کر لے	انتخاب لاجواب	
"	"	پولیٹیکل گداگری (دریوزۂ خلافت)		معارف اعظم گڑھ	
نومبر	"	کلامِ اقبال	خویشوں سے ہو اندیشہ نہ غیروں سے خطر ہو	رسالہ دل نواز ملتان	
"	"	نعت:	نگاہِ عاشق کی دیکھ لیتی ہے پردۂ میم کو اٹھا کر	العزیز بٹالہ ص ۲۹-۳۰	بحوالہ ماہنامہ نعت لاہور ستمبر ۸۹
"	"	سیاسی گداگری دریوزۂ خلافت	ع بہت آزمایا ہے غیروں کو تو نے		
جنوری	۱۹۲۰ء	شہباز و شاہین	ع ہے اسیری اعتبار افزا جو ہو فطرت بلند	لقیب بدایوں	
فروری	"	دل:	ع مشک بن جاتی ہے ہو کر نافۂ آہو میں بند	صوفی عرس نمبر ص ۱۴	
۱۵ اپریل	"	ارتقا	ع ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز	پیسہ اخبار	بحوالہ ذکر اقبال ص ۱۰۹
۲۵ مئی/جون	"	کلامِ اقبال	(i) ستیزہ کار رہا ہے ...... (ارتقا) (ii) ہر زائرِ چمن سے یہ ...... (iii) اخبار میں یہ لکھتا ہے لندن کا پادری ...	صوفی	
جون	"	شعاعِ آفتاب		زمانہ کانپور	
جولائی	"	اشعار	ع ہے قوم سلطنت ..... مزاحیہ	"	
اگست	"	والدہ مرحومہ کی یاد میں۔		صوفی	
اکتوبر	"	قطعہ	ع آساں ہے اب تو ہندو مسلم کا اتحاد	سخن سنج لکھنؤ	
- نومبر	۱۹۲۱	برگِ گل:		رسالہ پیر بھائی دہلی	بحوالہ صدیق جاوید اقبال پر تحقیقی مطالعے ص ۹
۹ "	"	صدائے لیگ:	ع لندن کے چرخ نادرہ فن سے پہاڑ پر	زمیندار	بحوالہ بیاض شیخ اعجاز احمد
۱۳/۲۱ "	"	قطعہ (مزاحیہ)	ع گاندھی سے اک روز یہ کہتے تھے مالوی	"	"
۲۱ "	"	نظم	"	"	بحوالہ سرگزشت اقبال ص ۱۵۰

ماہ	سال	عنوان	غزلوں اور قطعات کے پہلے مصرعے	اخبار/رسالہ	مآخذ
۱۸ نومبر	۱۹۲۱		ماران خوک خور	زمیندار	بحوالہ بیاض شیخ اعجاز احمد
دسمبر	"	ماران خوک خور		صوفی	
	"	سرمایہ داروں کا	تکیہ ہے سنا ہے میں نے کل یہ گفتگو تھی کارخانے میں	"	
	"	لشکر یاجوج ماجوج	ہے محنت و سرمایہ دنیا میں صف آرا ہو گئے	"	
	"	چورن	شام کی سرحد سے رخصت ہے وہ رند لم یزل	"	
جنوری	۱۹۲۲	قطعہ (ہمایوں)		ہمایوں شمارہ اول	بحوالہ صبا حیدرآباد دکن
مارچ	"	خاموشی/اندیشہ		"	
اپریل	"	ظریفانہ اشعار		زمیندار	بحوالہ عبدالمجید سالک اکبر حیدری
"	"	خضر راہ		روداد انجمن	
۲۷ "	"	حقائق و معارف (مالوی)		زمیندار	بحوالہ بیاض شیخ اعجاز
مئی	"	خضر راہ (نامکمل)		صوفی	
نومبر	"	پیام صبح	ہے اجالا جب ہوا رخصت جبین شب ……	"	
فروری	۱۹۲۳ "	ستارہ / نکتے	(۱) ہمل عاشقوں کے ہیں بے طور سارے (۲) سنہ کی گیا پر کھینچے ہوئے حسینان فرنگ	صوفی	بحوالہ اکبر حیدری
مارچ	۱۹۲۳	طلوع اسلام		جامعہ علی گڑھ	
۱۹ اپریل	"	"		پیسہ اخبار	
۶ "	"	"	(دو بند)۔	زمیندار	
"	"	"		صوفی	
"	"	حقیقت حسن		کریسنٹ اسلامیہ ۷ج میگزین	بحوالہ اقبال ریویو جولائی ۲۸ ص ۵۹
"	"	غزل	ہے نہ دام لبی غزل آشنا رہے طائران چمن تو کیا۔	"	
جولائی	"	موت اور زندگی کی حقیقت	ہے آتی ہے ندی جبین کوہ سے گاتی ہوئی	صوفی	
ستمبر	"	شیکسپئر		"	
۱۳ دسمبر	"	اشعار (طلوع اسلام کا ایک بند)	ہے غلامی میں نہ کام آتی ہیں ……	پیسہ اخبار	
جنوری	۱۹۲۴	نوائے اقبال	ہے نہ دام بھی غزل آشنا رہے طائران چمن تو کیا۔	صوفی	
۲۱ اگست	"	غزل	ہے زمانہ آیا ہے بے حجابی کا عام دیدار یار ہوگا،	اخبار کشمیری	
۲۰ نومبر	"	کرم اے شہ عرب و عجم:	ہے نہ سلیقہ مجھ میں کلیم کا ……	پیسہ اخبار	
دسمبر	"	تنہائی		زمانہ	

۱۹۲۵ تا ۱۹۳۸ء کا کلام

ماہ	سال	عنوان	غزلوں اور قطعات کے پہلے مصرعے	اخبار/رسالہ	مآخذ
مارچ	۱۹۲۵	غزل		کشّاف امرتسر	
״ / اپریل	״	خوابگاہِ مصطفٰے	(بلادِ اسلامیہ کا آخری باب)	نیرنگِ خیال	
۲۸ جون	״	ایک برنگ کی فریاد:		پیسہ اخبار	
۲۷ اگست	״	(طلوعِ اسلام)	تو رازِ کن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا	״	
اکتوبر	״	ہستیٔ بے تاب (عاشقِ ہرجائی)		صوفی	
۵ نومبر	״	ابرِ گہر بار (ایک بند)	میں وہ مغموم ہوں کہ مشکل ہے سمجھنا میرا	پیسہ اخبار	
۳ دسمبر	״	حقیقتِ منتظر	کبھی اے حقیقتِ منتظر....	״	
״	״	اسرارِ محبت		نیرنگِ خیال	
״	״	فکرِ وطن	(i) نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستان والو (ii) خویشوں سے نہ اندیشہ نہ غیروں سے خطر ہو:	زمانہ ״	[تصویرِ درد] [ایک ویدمنتر]
״	״	ہستیٔ بے تاب	عین شغلِ مے میں پیشانی تری سجدہ ریز ہے	ہمایوں	[عاشقِ ہرجائی]
فروری	۱۹۲۶	مزاحیہ قطعات	(i) شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں (ii) دستور تھا کہ ہوتا تھا پہلے زمانہ میں (iii) تہذیب کے مریض کو گولی سے فائدہ (iv) ہم مشرقی کے مسکینوں کا دل مغرب میں جا اٹکا ہے	انقلاب	
مارچ/اپریل	״	چاند	بانگِ درا کا ایک ورق:	نیرنگِ خیال	
۱۵ ״	״	پیغامِ گل (پھول)	تجھے کیوں فکر ہے اے گل دلِ صد چاک بلبل کی	پیسہ اخبار	
اگست	״	قطعہ اقبال:	مسلم کی نبض دیکھ کے کہنے لگا طبیب	صوفی	
جنوری	۱۹۲۷	عشق اور موت		نیرنگِ خیال	
فروری	״	ہلالِ عید		نظام المشائخ	
مئی	״	مسلم		״	
۳۰/۳۱ دسمبر	״	نظم:	یہ مکتب یہ اسکول یہ پاٹھ شالے	اخبارِ کشمیری	
- ״		ساقی نامہ (چار اشعار) بعنوان 'عشق کی آگ'		فردوس	
			بعنوان پیغامِ سروش	صوفی	
۲۰ ״	״		یہ مکتب یہ اسکول یہ پاٹھ شالے	نیرنگِ خیال سالنامہ	
- -	۱۹۲۸	اشعار..		تنظیم امرتسر	
- جنوری	״	ساقی نامہ	بند ۲: بعنوان زندگی.	ہمایوں -	
- ״	״	״	وہی زندگی موت کے تھپاڑے ہیں	صوفی	
- ״	״	״	״	زمانہ	بحوالہ عابد رضا بیدار ۱۱ء
- اپریل	״	״		زمانہ	صبا حیدرآباد دکن مارچ
اگست	״	غزل	نالہ ہے بلبلِ شوریدہ ترا خام ابھی		
اکتوبر/نومبر	״	رام		نیرنگِ خیال رامائن نمبر	
۱۳ دسمبر	״	فلسفۂ موت	مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں	پیسہ اخبار	
״	״	پیغامِ سروش	تمدن، تصوف، شریعت، کلام	فردوس	بحوالہ باقیاتِ اقبال طبع سوم ص ۳۳۵
- جنوری	۱۹۳۰	خطاب بہ نوجوانانِ اسلام		ادبی دنیا۔	
۳۰ ״	״	-	جسے مرنا نہیں آتا اُسے جینا نہیں آتا۔	کشمیری میگزین	
فروری	״	کنارِ راوی	تصویرِ درد	ادبی دنیا۔	
۲۶ جون	״	(تصویرِ درد)	جسے مرنا نہیں آتا اُسے جینا نہیں آتا	پیسہ اخبار	

ماہ	سال	عنوان	غزلوں اور قطعات کے پہلے مصرعے	اخبار/رسالہ	مآخذ
اکتوبر	۱۹۳۰	دو اشعار	مجھے آہ و فغانِ نیم شب کا پھر پیام آیا	رسالہ تاج	
دسمبر	۱۹۳۱	میں اور مری قوم	ہو چکا اے قوم ترا آشیاں برباد اب	علم مجلسی	
سالنامہ	۱۹۳۲	-	ہو شگفتہ ترے دم سے چمن دہر تمام	نیرنگِ خیال	بحوالہ عابد رضا بیدار ہم قلم
۲۵ فروری	"	-	مے پی کے تھوڑی سی مخمور رہنا	پیسہ اخبار	
مئی	"	تصویرِ درد کا ایک باب		نیرنگِ خیال	
جولائی	"	"	نفرا اس دور میں مجھ کو ترا جینا نہیں آتا	مولوی دہلی ۱۳۵۱ھ ربیع الاول	
سالنامہ	۱۹۳۳	بادۂ شبانہ	اپنی جولاں گاہ زیرِ آسماں سمجھا تھا میں	کارواں	
				فانوس	
فروری	"	"	"	فردوس	
مئی	"	الہامِ اقبال	[مسجد قرطبہ کا ایک بند] دیکھ چکا المنی...	جامعہ	
				نیرنگِ خیال:	سالنامہ ۳۳ء
دسمبر	"	دین و سیاست		نظام المشائخ، صوفی	
جنوری	۱۹۳۴ء	"		علی گڑھ میگزین	
-	"	دو اشعار	یقین اللہ مستی خود گزینی		
سالنامہ	"	دربار بہاولپور		نیرنگِ خیال	
اپریل	"	مسلمانوں کی میراث	نظم فقر۔ کلیات ص ۵۱۲	پیشوا:	
مئی	"	دین و سیاست		"	
		ایک شعر	آنکھیں تو ہو جاتی ہیں پر کیا لذت اس رونے میں جب خونِ جگر کی آمیزش سے اشک پیازی بن نہ سکا	سالک بنڈی	
نومبر	"	بادۂ شبانہ	ہو شگفتہ ترے دم سے چمن دہر تمام	صوفی۔	
مئی	۱۹۳۵	دعا (مسجد قرطبہ)		تاج لاہور	
"	"	لینن خدا کے حضور		ہمایوں	
"	"	مرزا غالب		"	
جولائی	"	طارق کی دعا		تاج لاہور	
اکتوبر	"	افکارِ عالیہ غزل۔	......مقام آیا:	" انقلاب بحوالہ	فردوس
۲۸ نومبر	"	مدنیتِ اسلام			
مارچ	۱۹۳۶	شاعر		طلوعِ اسلام	
				اجتماع دہلی	
۵ جون	"	ایک نوجوان کے نام	(i) ترے صوفے ہیں افرنگی ..... (ii) عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں	"	
"	"	نغمۂ سرمدی (لا الہ الا اللہ)	خودی کا سرِ نہاں لا الہ الا اللہ	نظام المشائخ	
۹ اگست	"	ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام		انقلاب	
-	۱۹۳۷	وائسرے کا دربار	کیا خوب یہ عالم ہے ادھر مد ہے ادھر جزر	سالنامہ احسان	
۱۶ جنوری	"	اقبال کا غلاموں سے خطاب		اخبار ایمان:	
اکتوبر	"	امامت		"	
"	"	مسعود مرحوم		رسالہ اردو حیدرآباد دکن: انقلاب	بحوالہ اقبال نامہ جلد اول ص ۳۰۳
۱۴ جنوری	۱۹۳۸	"		"	
۳ فروری	"	حسین احمد			
۲۲ "	"	مسعود مرحوم		ندیم بھوپال	
- مئی	"	قطعہ	اقبال نے کل اہلِ خیاباں کو سنایا	زمانہ	[قطعہ بانگِ درا ص ۲۸۲

۲

کلامِ اقبال کی زمانی ترتیب کا اشاریہ

(بیاضوں کی روشنی میں)

کلامِ اقبال کی زمانی ترتیب کا اشاریہ بیاضوں کی روشنی میں

(د) بانگِ درا کی بیاضیں

بانگِ درا کے دور (۱۹۰۰ تا ۱۹۲۴ء) کے کلام کے ضمن میں تین بیاضیں ملتی ہیں۔ پہلی بیاض میں قیامِ یورپ کے زمانے کا کلام ہے۔ یورپ سے واپسی کے بعد بھی علامہ اس بیاض میں کلام درج کرتے رہے۔ بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۱۳ء تک کا کلام اسی بیاض میں درج ہوتا رہا۔ علامہ کی دوسری بیاض بھی اسی دور سے تعلق رکھتی ہے۔ اس میں صرف علامہ کی چند طویل نظمیں ہیں۔ علامہ کی تیسری بیاض ۱۹۱۴ء اور ۱۹۱۵ کے کلام پر مشتمل ہے۔ چوتھی بیاض میں علامہ کا ۱۹۲۰ کے آس پاس کا کلام درج ہے۔ یہ کوئی مستقل بیاض نہیں ہے بلکہ پیامِ مشرق کے مسودے ہی میں چند نظمیں اس دور کی درج کر لی گئی ہیں۔

بال جبریل کی دو بیاضیں ہیں۔ بیشتر کلام پہلی بیاض میں موجود ہے۔ جسے ہم نے "بیاض پنجم" کا نام دیا ہے۔ کچھ کلام ایک دوسری بیاض میں ہے۔ جسے "بیاض ششم" کا نام دیا گیا ہے۔ ضربِ کلیم کی ایک ہی بیاض ہے۔ جس کے مندرجات "بیاض ہفتم" کے نام سے اس اشاریے میں درج ہیں۔ "بیاض ہشتم" ارمغانِ حجاز کے دور کے کلام پر مشتمل ہے۔ اشاریے کے آخر میں چند ایسی نظموں کا ذکر بھی کر دیا ہے جو منتشر حالت میں علامہ کے کاغذات میں موجود ہیں۔ اسے "بیاضِ متفرق" کا نام دیا گیا ہے۔

اشاریے میں جو کالم بنائے گئے ہیں ان کی تفصیل درجِ ذیل ہے۔

کالم I	اشاریے کے کالم I میں بیاض کا صفحہ نمبر درج کیا گیا ہے۔ علامہ کی بیاضوں پر نمبر درج نہیں ہیں یہ نمبر ہم نے اپنی سہولت کی خاطر خود لگائے ہیں۔
II	کالم II میں نظم کا وہ عنوان درج ہے جو بیاض میں درج ہے۔
III	کالم III میں کلیاتِ اقبال میں موجود عنوان درج کیا گیا ہے۔
IV	کالم IV میں کلیات کا صفحہ درج ہے۔
V	کالم V میں یہ بتایا گیا ہے کہ مذکورہ نظم / غزل باقیات کے کس مجموعے میں شامل ہے۔ اور اگر کسی مجموعے میں شامل نہیں ہے تو پھر یہ یقیناً غیر مطبوعہ حالت میں ہو گی
VI	کالم VI میں بتایا گیا ہے کہ اس نظم میں کتنے اشعار کو متروکات کا درجہ حاصل ہے۔
VII	کالم VII میں بتایا گیا ہے کہ زیرِ نظر نظم / غزل میں کتنے اشعار میں اصلاحات ہوئیں۔
VIII	کالم VIII میں نظم کے سنہِ تحریر کے بارے میں ایسی معلومات درج ہیں جو بیاض میں علامہ کے قلم سے درج ہیں۔

بیاض کا صفحہ	بیاض میں درج عنوان	بانگ درا کا عنوان	بانگ درا کا صفحہ	باقیات کا مجموعہ یا مطبوعہ/غیر مطبوعہ	متروکہ اشعار کی تعداد	جتنے اشعار میں اصلاح	سنہ تحریر اور دیگر معلومات
ص۲	—	وصال (نامکمل)	۱۲۵ ح۱	—	×	×	میونک۔ اگست ۱۹۰۷ء
ص۳	—	ایک شام	۱۲۸	—	×	۱ مصرع	ہائیڈل برگ ستمبر ۱۹۰۷ء
ص۴	—	سلیمیٰ	۱۲۱	—	×	۱	ہائیڈل برگ۔ ״
ص۵	—	اخترِ صبح	۱۱۵	-	×	۳	״
ص۶	—	شبنم اور ستارے	۲۱۵	—		۱ مصرع	״
ص۸	ایک شعر۔	—		غیر مطبوعہ	۱	-	میونک اکتوبر ۱۹۰۷ء
ص۹	—	وصال	۱۲۵		۱	۱ مصرع	میونک :
ص۱۰	—	دو ستارے	۱۴۸	-	×	×	
ص۱۱	—	کوششِ ناتمام	۱۲۴		۹	ح۲	-
ص۱۲	—	انسان	۱۷۹		۲	×	
ص۱۳	سسلی کو دیکھ کر	صقلیہ	۱۳۳		۲ *	۵	
ص۱۷	-	فراق	۱۳۱		×	×	
ص۱۹	کیا شرارا چمک	اٹھا مری خاکستر میں	—	غیر مطبوعہ نظم بے عنوان	۵	×	
ص۲۱	—	بزم انجم	۱۷۳		۸	۵	
ص۲۳	پیام عشق	پیام عشق	۱۲۹		۱	۲	
ص۲۵	صبح	نمودِ صبح	۱۵۳		۳	×	
ص۲۶	عبدالقادر کے نام	عبدالقادر کے نام	۱۳۲		۴	۲	
ص۲۷	چاند اور ستارے	چاند اور تارے	۱۱۹		..	۱ مصرع	
ص۲۸	مدینۃ النبیؐ	بلادِ اسلامیہ	۱۴۵		۹	۴	
ص۳۱	ستارہ	ستارہ	۱۴۷		×	۳	
ص۳۲	ایک حاجی مدینے کے راستے میں	ایک حاجی مدینے کے راستے میں	۱۴۱		×	۲	
ص۳۳	عاشق ہرجائی (تین متن) ح۳	عاشق ہرجائی	۱۲۲		۲	۸	
ص۳۷	گم شدہ دستانہ	(نامکمل)	-	(غیر مطبوعہ)	-	-	
ص۳۸	سیر فلک	سیر فلک	۱۷۵		۲	۴	
ص۳۹	شکریہ	-	۱۶۹		۱	۲	
ص۴۱	—	عاشق ہرجائی بند دوم	۱۲۲		×	×	
ص۴۳	گورستان شاہی ح۳	گورستان شاہی	۱۶۹		۷	۱۸	

ح۱: پہلے صفحہ پر نظم کا صرف ایک مصرع دیا ہے۔ بعد میں نظم مکمل طور پر درج ہے۔

ح۲: بیاض میں اسکے متن ملتے ہیں ایک ابتدائی اور دوسری ترقی یافتہ صورت میں۔

ح۳: نظم کے دو متن ہیں ابتدائی اور اصلاح یافتہ متن۔

بیاض کا صفحہ	بیاض میں درج عنوان .	بانگِ درا کا عنوان	بانگِ درا کا صفحہ	باقیات کا مجموعہ یا مطبوعہ/غیر مطبوعہ	متروکہ اشعار کی تعداد	جتنے اشعار ہیں اسی درج ہیں	سنہ تحریر اور دیگر معلومات .
ص ۵۶	... کی گود میں بلی دیکھ کر	کی گود میں بلی دیکھ کر	١١٧	-	×	١	
ص ۵۹	Dedication to...	-	-	باقیات اقبال ص ۲۳۹	-	-	بعنوان "پیش کش بہ"
ص ۶۱	-	حسن و عشق	١١٩		×	×	
ص ۶۲	-	ترانۂ ملّی	١۵٩		١	٢٠	
ص ۶۳	شیکسپیر	شیکسپیر .	٢۵١		-	۴	
ص ۶۴	فضل حسین کے نام	فلسفۂ غم	١۵۵		٢	١٢	
ص ۶۷	رات اور شاعر	رات اور شاعر	١٧٢		١	١	
ص ۶۹	انسان	انسان	١٢٦		×	×	
ص ۷۵	عید پر شعر لکھنے کی فرمائش کے جواب میں	عید پر شعر لکھنے کی فرمائش کے جواب میں	٢١٣		٢	١	
ص ۷۱	شاعر	شاعر	٢١۵		×	۴	
ص ۷۳ ص ۷۴	قربانیٔ خلیل	-	-	غیر مطبوعہ	٢٣	۴	
ص ۷۷	Fal. Gottesman	پھول کا تحفہ عطا ہونے پر	١۵٨		۴	٣	
ص ۷۸	فرہاد ہے تو تیشۂ طریق عمل پہ واعظ	فرہاد ہے تو تیشۂ طریق عمل پہ واعظ	٢٨٧		×	×	
ص ۷۹	چاند	چاند	١٧١		×	۴	لاہور ١٣ اپریل ١٩١١ .
ص ۸۰	تنہائی	تنہائی	١٢٩		٢	×	
"	عشرتِ امروز	عشرتِ امروز	١٣۵		×	×	
ص ۸۱	نوائے غم	نوائے غم	١٣۴		×	×	
ص ۸۲	جلوۂ حسن	جلوۂ حسن	١٢٧		٣	١	
ص ۸۳	پھول	پھول	٢۴٩		١	١	
ص ۸۵	غرّۂ شوال	غرّۂ شوال یا ہلال عید	١٨١		۵	۴	
ص ۸۷	سبز گنبد والے آقا کے حضور میں خون شہیدا کی نذر	حضور رسالت مآب میں	١٩٧		١١	×	
ص ۹۰	دعا	-	٢١٢		٢	×	
ص ۹۱	قطعہ ہو گیا زخم دل / اشتعال آفریں در دل				×	×	دار اللطف دہلی .
ص ۹۲	غزل	غزل: اے بادِ صبا کملی	٢٧٧		×	٨	

بیاضی صفحہ	بیاض میں درج عنوان	بانگِ درا کا عنوان	بانگ درا کا صفحہ	باقیات کا مجموعہ یا مطبوعہ/غیر مطبوعہ	متروکہ اشعار کی تعداد	جتنے اشعار کا اضافہ ہوا	سنہ تحریر اور دیگر معلومات۔
ص ۹۵	غزل، کبھی اے حقیقت... منتظر نظر... (نامکمل)	کبھی اے حقیقت منتظر... نظر آ لباسِ مجاز میں	۲۸۵		×		
ص ۹۶	نوید صبح	نوید صبح	۲۱۱		×	۳	
ص ۹۷	مسلم	مسلم	۱۹۵ ل		×	۳	
	کبھی اے حقیقت منتظر...	غزل	۲۸۰	—	۱۰	×	
ص ۹۸	قطعہ۔ لبریز ہے سرود سے تیرے سکوتِ شام	طاہر شام	— باقیات ص ۲۷	روزگارِ فقیر ص ۳۴۲	۲	×	بعنوان طاہر شام۔
ص ۹۹	موٹر	موٹر	۱۷۸		×	۲	
"	—	میں اور تو	۲۲۵		×	×	
ص ۱۰۱	شفاخانۂ حجاز	شفاخانہ حجاز	۱۹۸		×	×	جون ۱۹۱۲ء
ص ۱۰۵	مسلم	مسلم	۱۹۵		×	۲	
ص ۱۰۷	فاطمہ بنتِ عبداللہ	فاطمہ بنتِ عبداللہ	۲۱۴		۴	۴	
ص ۱۰۸	—	غزل ۱۶ اشعار	۲۸۵		×	×	؎ پھر باد بہار آئی، اقبال غزل خواں ہو
ص ۱۰۹	جوشش نمود سے ہوا حسن بہار بے حجاب			باقیات ص ۶۰۹، روزگارِ فقیر	۵	×	
ص ۱۱۰	غزل.... خاموش ہے...	غزل	۲۷۸		۴	×	
ص ۱۱۲	...تماشاؤں میں تم	غزل	۱۳۸		۵	۱	

بانگِ درا : بیاضِ دوم

بیاضی صفحہ	بیاض میں درج عنوان	بانگِ درا کا عنوان	بانگ درا کا صفحہ	باقیات کا مجموعہ یا مطبوعہ/غیر مطبوعہ	متروکہ اشعار کی تعداد	جتنے اشعار کا اضافہ ہوا	سنہ تحریر اور دیگر معلومات۔
ص ۲	غزل۔	غزل	۲۸۵	پھر باد بہار آئی...	×	×	(دوبارہ)
ص ۳	قطعہ	نصیحت۔	۱۷۶	غیر مطبوعہ	۱۴	×	
ص ۴	شکوہ	شکوہ	۱۶۳		۹	۸	
ص ۱۳	شمع و شاعر	شمع و شاعر	۱۸۳		×	۱	
ص ۱۵	جواب شکوہ	جواب شکوہ	۱۹۹		۱۸	۱۱	
ص ۴۳	اشعار۔ کہا یہ ایک ستارہ مہرباں نے کل مجھ کو			غیر مطبوعہ	۷	×	
ص ۴۶	قطعہ	—		غیر مطبوعہ	۳	×	

بانگِ درا : بیاضِ سوم ← : آگے :

ل: نظم کا ابتدائی متن، بعد میں اس میں اصلاح کی

بیاض کا صفحہ	بیاض میں درج پہلا مصرع	بانگ درا کا صفحہ	باقیات کا صفحہ	مزید اشعار کی تعداد	منتخبہ اشعار میں مصرعے بدلے	سنہ تحریر اور سنہ تحریر نظم
ص ۱	ع کبھی اچھی نقیب انجمن نے	—	.	۲	×	
"	ع اکسیر لیگ پارٹی میں اک انجمن میں ایسی	-		۳	×	غیر مطبوعہ
ص ۱	ع کچھ یونیورسٹی میں ڈھو باجے باقی تھا بلقان گیا.	-	-	۲	×	غیر مطبوعہ
ص ۲	ع انسان ہوئے مہذب لیکن مزہ تو جب ہے.	-	-	۲	×	
"	ع تعلیم مغربی ہے بہت جرأت آفریں.	۲۸۴		×	۲	
"	ع ہر محکمے میں عہدے. تقسیم ہوں برابر	-	باقیات اقبال ۴۶۹	۲	×	
ص ۵	ع جناب شیخ کو بلاؤ خاص لندن کی	-	سرود رفتہ ص ۲۲۱	۳	×	
"	تہذیب کے حریف کو گولی سے فائدہ ؟	۲۸۴		×	×	
"	یہ کوئی دن کی بات ہے اے مردِ ہوش مند.	۲۸۴		×	×	
"	ع شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں	۲۸۳		×	×	
ص ۶	ع وہ مِس بولی ارادہ خودکشی کا جب کیا میں نے.	۲۸۶		×	×	
"	اغراض مختلف کی ہے پیکار ہند میں		باقیات ص ۴۶۷	۲	×	
"	ع انتہا بھی اس کی ہے آخر خریدیں کب تلک. ؟	۲۸۵		×	×	
"	ع اقبال نے مزاج جو پوچھا تو شیخ نے		باقیات ص ۴۶۷	۲	×	
"	ع ہاتھوں سے اپنے دامن دنیا نکل گیا.	۲۸۶		×	×	
ص ۷	شبلی و حالی .	۲۲۲		۳	×	۱۹۱۴ء
ص ۸	عرفی .	۲۳۸		۲	۱	۱۳ دسمبر ۱۹۱۴ شام {مکان نواب ذوالفقار علی خاں}
"	ع ناداں تھے اس قدر کہ نہ جانی عرب کی قدر	۲۸۶		×	×	
"	ع مضمون انوکھے بنگالی اخباروں میں چھپاتے ہیں.		غیر مطبوعہ	۲	×	
"	ع ابراہیم اعظم کی وہ ذکر جمع گاہی اب کہاں ؟		غیر مطبوعہ	۲	×	
"	جامع و مانع کوئی تعریف مسلم چاہیے.		غیر مطبوعہ	۲	×	
ص ۱۰	ع عہدِ کہن میں اور تھے اقسامِ خوف کے.		سرود ص ۲۳۲	۲	×	
"	ع ممکن نہیں کہ ایک ہی بازار میں چلیں		باقیات ص ۴۶۷	۲	×	
"	ع یوں مسئلے زبان کا حضرت نے حل کیا.		باقیات ص ۴۶۹	۲	×	
ص ۱۱	ع فرما رہے تھے شیخ طریقِ عمل پہ واعظ	۲۸۷		×	×	
ص ۱۲	ع گائے اِک روز ہوئی اونٹ سے یوں گرمِ سخن.	۲۸۸		×	×	
ص ۱۳	ع مشرق میں اصولِ دین بن جاتے ہیں	۲۸۳		۱	×	
"	ع گردوں کو کوئی زمین کر سکتا ہے ؟	-	غیر مطبوعہ	۲	×	
ص ۱۴	ع دلیل مہر و وفا اس سے بڑھ کے کیا ہوگی ؟	۲۸۷		×	۲	
"	ع انسان نے سینکڑوں جم و دارا کیے پیدا.		باقیات ص ۴۷۱	×	۲	
ص ۱۵	خطاب بہ نوجوانانِ اسلام .	۱۸۵		×	×	
ص ۱۶	ایک خط کے جواب میں.		ایک خط کے جواب میں ص ۲۳۸	×	۱	۱۸ دسمبر ۱۹۱۴ء

بیاض کا صفحہ	بیاض میں درج عنوان	بانگِ درا کا عنوان	بانگ درا کا صفحہ	باقیات کا مجموعہ یا مطبوعہ / غیر مطبوعہ	متروکہ اشعار کی تعداد	جتنے اشعار میں اصلاح کی	سنہ تحریر اور دیگر معلومات
ص۱۷	-	قربِ سلطان	۲۵۹		-	۴	"ابرِ خدا کے جواب" کا دوسرا حصہ.
ص۱۹	عبداللہ وزیر	-	-	غیر مطبوعہ	۶	-	
ص۲۱	میدانِ جنگ	-		غیر مطبوعہ	۳	-	
ص۲۳	والدۂ مرحوم کی یاد میں	والدہ مرحومہ کی یاد میں	۲۳۶		۲۵	۱۸	اگست ۱۹۱۴ء
ص۳۶	فردوس میں ایک مکالمہ	-	۲۴۵		۱	۴	سنہ اشاعت جولائی ۱۹۱۵
ص۳۷	تضمین بر شعرِ انیسی شاملو	-	۱۵۴		۱	۲	
ص۳۸	-	پیوستہ رہ شجر سے امیدِ بہار رکھ	۲۴۸		x	x	
ص۳۹	ایک مکالمہ	ایک مکالمہ	۲۱۹		-	-	جولائی ۱۹۱۵
ص۴۰	تعلیم اور اس کے نتائج تضمین بر شعر ملا عرشی	تعلیم اور اس کے نتائج	۲۵۹		۲	-	سنہ تحریر ۲۸ جون ۱۹۱۵ء
ص۴۱	مذہب (تضمین بر شعر مرزا بیدل)		۲۴۶		۳	۳	جولائی ۱۹۱۵ء
ص۴۲	جنگِ یرموک کا ایک واقعہ	جنگِ یرموک کا ایک واقعہ	۲۴۷		x	۲	جولائی ۱۹۱۵ء
ص۴۳	کفر و اسلام (تضمین بر شعر میرزا رضی دانش)		۲۴۵		x	x	
ص۴۴	تضمین بر شعر ابو طالب کلیم	تضمین بر شعر۔۔	۲۳۱		x	x	
ص۴۵	مذہب (تضمین بر شعر صائب)	مذہب.	۲۴۸		x	x	۲ جولائی ۱۹۱۵
ص۴۶	پھولوں کی شہزادی	پھولوں کی شہزادی	۲۴۳		۲	۱	۲۴ جون ۱۹۱۵ء
ص۴۸	مسلمان اور تعلیم جدید (تضمین بر شعر ملک قمی)	مسلمان اور تعلیم جدید (تضمین بر شعر ملک قمی)	۲۴۲		۱	۱	۲۸ جون ۱۹۱۵
ص۴۹	تضمین بر شعر صائب	تضمین بر شعر صائب	۲۴۴		۱	۱	یکم جولائی ۱۹۱۵.
ص۵۰	بلال	بلال	۲۴۱		x	x	مئی ۱۹۱۵ء
ص۵۱	تہذیبِ حاضر	تہذیب حاضر	۲۲۵		x	۲	۱۹۱۴ء
ص۵۳	ع لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی		۲۸۳		x	x	
"	اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہیں		۲۸۵		x	x	
"	ع ہم مشرق کے مسکینوں کا دل مغرب میں جا اٹکا ہے		۲۸۵		x	x	
ص۵۴	ممبری امپیریل کونسل کی کچھ مشکل نہیں.		۲۸۶		x	x	

بیاض نمبر ۲ صفحہ	بیاض میں درج عنوان (پہلا مصرع)	بانگ درا کا عنوان اور صفحہ	باقیات ۲ مجموعہ مطبوعہ / غیر مطبوعہ	ترک کردہ اشعار کی تعداد	جتنے اشعار میں اصلاح ہوئی	سنہ تحریر اور دیگر معلومات
صہ ۵۴	ووٹوں پہ منحصر ہے کونسل کی ممبری	-	باقیات صہ ۱۷۲	۲	×	
"	ہندوستاں میں جزوِ حکومت ہیں کونسلیں	-	غیر مطبوعہ	۲	×	
"	کچھ غم نہیں جو حضرتِ واعظ ہیں تنگ دست	۲۸۴	-	×	×	
"	دیکھیے چلتی ہے مشرق کی تجارت کب تلک	۲۸۸		×	×	
"	بختِ مسلم کی شبِ تار ...		رختِ سفر	۲	•	
صہ ۵۵	شعاعِ آفتاب	شعاعِ آفتاب		×	۳	۱۱ دسمبر ۱۹۱۴
صہ ۵۶	غزل	۲۷۹	-	۱	-	

بانگِ درا ۔ بیاضِ چہارم

بیاض نمبر ۲ صفحہ	بیاض میں درج عنوان (پہلا مصرع)	بانگ درا کا عنوان اور صفحہ	باقیات ۲ مجموعہ مطبوعہ / غیر مطبوعہ	ترک کردہ اشعار کی تعداد	جتنے اشعار میں اصلاح ہوئی	سنہ تحریر اور دیگر معلومات
صہ ۲	مارچ سنہ ۱۹۱۸ء (میں اور تم)	۲۵۲		۳	×	مارچ سنہ ۱۹۱۸ء
"	لوٹ کر آئینہ سکھلا گئی ۔ اسرارِ حیات ۔ (ردیف پیدا)	-		×	×	مارچ ۲۰ جولائی ۱۹۱۸ء
صہ ۳	ساقی نامہ ۔ (بالِ جبریل)	۴۱۴		-	-	-
صہ ۶	ہمایوں (مسٹر جسٹس شاہ دین مرحوم) ۔	۲۵۴		×	×	۳ دسمبر ۱۹۲۱ء
"	بسوہ دار (رات مچھر نے کہہ دیا مجھ سے)	۲۸۹		×	×	
"	مالوی (اتنی خدمت کی ہے خلق اللہ نے)		سرودِ رفتہ صہ ۲۲۳	۳	×	
"	نکتہ (عمل عاشقوں کے ہیں ...)		سرودِ رفتہ صہ ۲۳۵	۳	×	
"	اتحاد (یہ آیۂ نو جیل سے نازل ہوئی مجھ پر)	۲۸۹		×	×	
"	نکتہ (مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے)	۲۹۱		×	×	
"	نکتہ (جان جائے ہاتھ سے جائے نہ ست)	۲۸۹		×	×	
"	نکتہ (ہند کا کیا پوچھتے ہو اے حسینانِ فرنگ)		سرودِ رفتہ	۶	×	
"	نکتہ ۔ اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں ...	۲۹۰		×	۶	
"	نکتہ ۔ خدا کی زمین تھی مزا دیتے جوتی	-	سرودِ رفتہ صہ ۲۳۲	۳	×	
صہ ۷	نکتہ ۔ کارخانے کا ہے مالک مردکِ ناکردہ کار	۲۹۴		×	×	
"	نکتہ ۔ سنا ہے میں نے کل یہ گفتگو تھی کارخانے میں ۔	۲۹۱	-	×	×	
"	جو رن شام کی سرحد سے رخصت ہے وہ رندِ لم یزل	۲۹۰	-	×	×	
"	نکتہ ۔ محنت و سرمایہ دنیا میں صف آرا ہو گئے ۔	۲۸۹		×	×	
صہ ۸	خلافت و مسلمانانِ ہند ۔ در فیوز کا خلافت	۲۵۴		۱	×	
"	مالک و مزارع) تکرار تھی مزارع و مالک میں ایک روز	۲۹۵		×	×	
"	پیغامِ اتحاد ۔ اخبار میں یہ لکھتا ہے لنڈن کا پادری	-	سرودِ رفتہ ، رختِ سفر	۴	×	
صہ ۹	غزل ۔ مجمول ۔ دروازۂ خلوت گہِ ناز اے ساقی	-	باقیات صہ ۵۹۲	۷	×	
"	ویدوں کے ایک منتر کا ترجمہ	-	باقیات صہ ۲۲۵	۳	۵	
"	مکافاتِ عمل (ہر عمل کیلئے ہے ردِ عمل) ۔		سرودِ رفتہ صہ ۲۵۵	۶	×	
"	بروحِ مولانا اکبر (غزل)	۲۸۲				برائے مشاعرہ بزمِ خسرو دہلی ✓

بیاض کا صفحہ	بیاض میں درج عنوان	بالِ جبریل کا عنوان	بالِ جبریل کا صفحہ	باقیات کا مجموعہ یا مطبوعہ / غیر مطبوعہ	متروکہ اشعار کی تعداد	صفحہ اشعار پر اصلاح	سنہ تحریر اور دیگر معلومات
	بالِ جبریل: (بیاض پنجم)						
ص۱	چیونٹی اور عقاب	چیونٹی اور عقاب	۴۶۱		۲	×	
ص۲	غزل	غزل ۱۴	۴۱۵		۱	۳	اپنی جولاں گاہ ....
ص۳	نصیحت	نصیحت	۴۱۲		×	۳	
"	ایک نوجوان کے نام	ایک نوجوان کے نام	۴۱۱		۱	×	
ص۴	روحِ ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے	روحِ ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے۔	۴۴۴		۲	۴	
ص۵	تمہید۔	ساقی نامہ (پہلا بند)	۴۱۴		۴	×	
"	الارض للّٰہ	الارض للّٰہ۔	۴۱۱		×	۳	
"	دعا۔	غزل ۱۵	۳۵۱		×	۲	ابتدائی عنوانات عشق، زندگی
"	دو اشعار	-	-	(غیر مطبوعہ)	۲	×	
ص۶	غزل	غزل ۴۷	۳۵۹		۲	۳	
"	فقر [1]	فقر۔	۴۵۲		×	۲	
"	دین و سیاست [2]	دین و سیاست	۴۱۵		×	۱	
ص۷	غزل [3]	غزل ۱۷	۳۳۲		۱	۱	
"	غزل	غزل ۱۱	۳۲۶		۱	۲	
"	غزل	غزل ۱۵	۳۱۱		۱	×	
"	غزل	غزل ۴۶	۳۵۸		۳	۲	
ص۸	غزل	غزل ۴۵	۳۵۷		×	×	
ص۸	غزل	غزل ۵۴	-		۱	۴	
"	غزل	غزل ۱۲	۳۰۸		×	۲	
"	مسولینی	موسولینی	۴۴۲		×	×	
"	غزل	غزل ۱۳	۳۰۹		×	۲	
"	غزل	غزل ۴۴	۳۵۶		۱	۲	
ص۹	غزل	غزل ۱۱	۳۰۷		×	×	
"	غزل	غزل ۵۲	۳۶۳		×	۲	

[1] یہ عنوان کاٹ دیا تھا اس نظم کو غزل بنانا چاہتے تھے اس کا نمبر "۳" دیا تھا۔

[2] اس کا اولین عنوان ملک و دین تھا۔

[3] اس کے ابتدائی عنوانات تھے، لندن، فرنگ۔

بیاض کا صفحہ	بیاض میں درج عنوان	بال جبریل کا عنوان	بال جبریل کا صفحہ	باقیات کا مجموعہ یا مطبوعہ/غیر مطبوعہ	متروکہ اشعار کی تعداد	جن اشعار میں اصلاح	سنہ تحریر اور دیگر معلومات.
ص ۹	غزل	غزل ۴۳	۳۵۶		×	×	
"	غزل	غزل ۱۰	۳۰۶		۱	۳	
"	غزل	غزل ۴۸	۳۶۵		×	۲	
ص ۱۰	غزل	غزل ۹	۳۰۵		×	۲	
"	فلسفہ و مذہب	فلسفہ و مذہب	۴۴۰		×	۲	ابتدائی عنوان۔ حکیم و عارف (تضمین شعر غالب)
"	غزل	غزل ۴۰	۳۵۳		۲	۲	
"	غزل	غزل ۳۹	۳۵۲		×	۲	
"	غزل	غزل ۸	۳۲۳		×	۳	
"	غزل	غزل ۸	۳۰۴		×	×	
ص ۱۱	لینن خدا کے حضور	لینن خدا کے حضور	۳۹۸		۲	۳	
"	فرشتوں کا گیت	فرشتوں کا گیت۔	۴۰۱		×	۱	
"	غزل	غزل ۳۸	۳۵۱		۱	×	
ص ۱۲	غزل	غزل ۷	۳۰۳		×	×	
"	غزل	غزل ۳۷	۳۵۱		×	×	
"	غزل	غزل ۳۶	۳۵۰		۲	۲	
"	غزل	غزل ۳۵	۳۴۹		۱	۲	
"	غزل	غزل ۳۴	۳۴۸		۱	۳	
ص ۱۳	—	غزل ۶	۳۰۲		۳	۲	
"	—	جدائی	۴۵۳		×	×	
"	ابو العلاء معری	ابو العلاء معری	۴۴۸		×	×	
"	غزل	غزل ۳۳	۳۴۷		×	۱	
"	نپولین کے مزار پر	نپولین کے مزار پر	۴۴۱		×	۱	
ص ۱۴	جاوید کے نام	جاوید کے نام	۴۲۹		×	۲	
"	قرطبہ میں لکھے گئے	غزل (۱۳)	۳۲۸		۱	۱	
"	—	غزل ۲۸	۳۴۳		×	×	
"	—	غزل ۳۲	۳۴۶		۲	۱	
"	—	غزل ۴۱	۳۵۴		×	×	
ص ۱۵	—	غزل ۵	۳۲۱		×	×	
"	ہسپانیہ	ہسپانیہ	۳۹۵		×	×	

بیاض کا صفحہ	بیاض میں درج عنوان	بال جبریل کا عنوان	بال جبریل کا صفحہ	باقیات کا مجموعہ یا مطبوعہ/غیر مطبوعہ	متروکہ اشعار کی تعداد	اشعار جن میں اصلاح ہوئی	سنہ تحریر اور دیگر معلومات.
ص ۱۵	عبدالرحمان اول کا بویا ہوا درخت	عبدالرحمٰن اول کا بویا ہوا درخت	۳۹۴		x	۱	
//	قید خانے میں معتمد کی فریاد.....		۳۹۳		x	x	
ص ۱۶	مسجد قرطبہ	مسجد قرطبہ	۳۸۵		x	۳	
ص ۱۷	محبت	محبت	۴۳۸		x	x	
//	دعا (مسجد قرطبہ میں لکھی گئی)	دعا.	۳۸۳		x	۲	
//	—	غزل ۴۵	۳۴۵		۱	x	
//	اشعار	—	—	غیر مطبوعہ	۴	x	
ص ۱۸	—	غزل ۵۱	۳۶۳		x	x	
//	ایک شعر	—	—	غیر مطبوعہ	۱	x	
//	ایک شعر	سرورق کا شعر	صفحہ اوّل		x	x	
//	ملا اور بہشت	ملا اور بہشت.	۴۵۹		x	۱	
	رباعیات:						
ص ۱۸	سوارِ ناقہ و محمل.....		۳۷۶		x	x	
//	تیرے سینے میں...		۳۷۶		x	x	
//	خرد کی اہتمام خشک...		۳۸۵		x	x	
//	وہ میرا رونق محفل...		۳۷۶		x	x	
//	ہر اک ذرہ.....		...	غیر مطبوعہ/متروکہ	۲	x	
//	جمالِ عشق و مستی...		۳۷۵		x	۱	
//	خودی کی جلوتوں میں...		//		x	۱	
//	نگہ الجھی ہوئی ہے.....		//		x	x	
//	نہ مومن ہے نہ.....		//		x	x	
//	جوانوں کو مری.....		۳۷۸		x	x	
//	ترے شیشے میں.....		۲۹۸		x	۱	
//	ترا اندیشہ....		۳۷۴		x	x	
//	کوئی دیکھے تو....		۳۷۴		x	x	
//	ہر اک ذرہ		۳۷۴		x	x	پہلے اس قطعہ کو قلمبند کر دیا تھا.
//	عرب کے سوز میں......		۳۷۴		x	۲	

بیاض میں صفحہ	بیاض کلام میں درج عنوان	بال جبریل کا عنوان	بال جبریل کا صفحہ	باقیات کا مجموعہ یا مطبوعہ/غیر مطبوعہ	متروکہ اشعار کی تعداد	جتنے اشعار میں اصلاح ہے	سنہ تحریر اور دیگر معلومات
صفحہ ۱۸ب	یقین مثلِ خلیل —		۳۷۳		×	×	
〃	خودی کی خلوتوں میں —		۳۷۲		×	×	
〃	پریشاں کاروبار...		۳۷۲		×	×	
〃	حرم ہو یا حرم —		۳۷۳		×	۱	
〃	مرے سینے میں تھا —		–	متروکہ	۲	×	
〃	خلاصہ بحر میں کھو...		۳۷۲		×	×	
صفحہ ۱۹	غزل	غزل ۴	۳۵۵		×	۱	
〃	〃	غزل ۵۵	۳۶۲		×	۱	
〃	〃	غزل ۲۹	۳۴۴		۱	۲	
〃	〃	غزل ۲۷	۳۴۲		×	۱	
〃	〃	غزل ۲۶	۳۴۱		۲	۱	
〃	جاوید کے نام	جاوید کے نام	۴۵۷		۱	۲	
〃	غزل	غزل ۲۵	۳۴۵		۱	۲	
صفحہ ۲۰	-	فرشتوں کا گیت ح۱	۴۵۱		۱	۱	پہلے بھی ص ۱۱ پر آ چکی ہے۔
〃	غزل	غزل ۲	۳۱۸		×	۲	
〃	〃	غزل ۲۴	۳۳۹		×	۱	
〃	〃	غزل ۲۲	۳۳۷		×	۱	
〃	〃	غزل ۲۳	۳۳۸		×	۱	
〃	〃	غزل ۲۱	۳۳۶		×	۲	
〃	〃	غزل ۲۰	۳۳۵		۱	۱	
〃	〃	غزل ۱۹	۳۳۴		×	×	
صفحہ ۲۱	ایک شعر	-	-	غیر مطبوعہ	۱	×	... بے حجاب کردے۔
〃	زمین و زمانہ	—	—	متروکہ	۹	۱	
〃	زمانہ	زمانہ	۴۳۱ ۴۳۳		۱	۴	
〃	فرشتے آدم کو رخصت کرتے ہیں	فرشتے آدم کو رخصت کرتے ہیں			×	۳	
〃	ایک قطعہ	-	–	متروکہ	۲	×	

ح۱: یہ نظم غزل کے انداز میں لکھی، جیسے بعد میں عنوان دیا گیا۔

بیاض کا صفحہ	بیاض میں درج عنوان	بال جبریل کا عنوان	بال جبریل کا صفحہ	باقیات کا مجموعہ یا مطبوعہ/غیر مطبوعہ	متروکہ اشعار کی تعداد	جتنے اشعار میں اضافہ	سنہ تحریر اور دیگر معلومات
ص۲۲	غزل	غزل ۲	۲۹۸		×	×	
״	خوشحال خان کی وصیت	خوشحال خان کی وصیت	۴۴۶		×	۲	
ص۲۳	خطاب بہ فرزند آدم	—	—	غیر مطبوعہ	—	—	
ص۲۴	—	ذوق وشوق.	۴۵۶		۳۶	۱۷	
۲۴-۲۷							
		بال جبریل (بیاض ششم)					منتشر اوراق
ص۱	ابلیس کی عرضداشت	ابلیس کی عرضداشت	۴۵۴		×	×	
״	لہو.	لہو.	۴۵۵		×	×	
״	پرواز	پرواز	۴۵۵		×	۱	
״	شیخ مکتب سے	شیخ مکتب سے	۴۵۶		×	×	
״	فلسفی	فلسفی	۴۵۶		×	×	
״	ستارہ کا پیغام	ستارے کا پیغام	۴۳۸		×	×	
ص۲	شاہیں.	شاہیں	۴۵۷		×	۳	
״	بانگِ حریر.	ایضاً	۴۵۸		×	۴	
״	ہارون کی آخری نصیحت	״	۴۵۸		×	۱	
״	آزادیٔ افکار	״	۴۶۰		×	۱	
	ماہر نفسیات سے	״	۴۶۹		×	۱	
	یورپ	״	۴۵۹		×	×	
ص۳	خانقاہیں.	خانقاہیں.	۴۵۳		×	۱	
״	سیاست	سیاست.	۴۵۱		×	×	
		ضربِ کلیم ــــ بیاض ہفتم					
ص۱	—	ناظرین سے	۵۷۲		×	۲	

باقی اگلے صفحہ پر ←

بیاض کا صفحہ	بیاض میں درج عنوان	ضرب کلیم کا عنوان	ضرب کلیم کا صفحہ	باقیات کا مجموعہ یا مطبوعہ/غیر مطبوعہ	متروکہ اشعار کی تعداد	حقیقت اشعار نیں و اضافہ	سنہ تحریر اور دیگر معلومات
ص ۲	قطعہ	خودی	۴۵۲		×	×	یہ بال جبریل میں درج ہے ([illegible]) بھی موجود ہے
″	کافر و مومن	کافر و مومن	۵۵۵		×	×	
″	شعر	شعر۔	۵۹۴		×	×	
″	صبح چمن	صبح چمن	۵۸۱		×	×	دیگر عنوان۔ طلبیٔ گل، ابد، شعاع، گفتگو
″	دنیا	دنیا۔	۴۹۹		×	۱	پہلا بند عنوان قطرۂ شبنم، لالہ دوسرا بند عنوان لالہ، قطرۂ شبنم
″	عقل و دل	عقل و دل۔	۵۰۱		×	×	
″	خوشامد	خوشامد	۶۰۰		۷	×	
″	موسیقی۔	موسیقی۔	۵۹۳		×	×	
ص ۲	عورت۔	—	—	متروکہ	۷	×	
″	پردہ	پردہ	۵۵۵		×	×	
ص ۳	یورپ اور یہود	ایضاً	۶۰۱		×	۱	
″	تعلیم و تربیت	تربیت	۵۴۱		×	×	ابتدائی عنوان تعلیم و تربیت
″	ہندی مکتب	ہندی مکتب	۵۳۹		×	۴	ابتدائی عنوان: مرد محکم، تعلیم۔
″	اقبال	″	۵۸۰		۲	-	علامہ اسے نامکمل نتیجہ پر لکھنا چاہتے
″	مرگِ خودی	″	۵۴۲		×	۱	
″	قم باذن اللہ	″	۵۲۷		۳	۱	
″	پستیٔ کردار	″	۵۰۱		×	۱	
″	خودی کی زندگی۔	″	۵۳۸		×	×	
″	نماز	″	۴۹۹		×	×	
″	انگریز	سیاست افرنگ	۶۰۴		۱	×	بیاض میں پورا قطعہ قلمزد ہے۔
″	شکست۔	ایضاً۔	۵۰۰		×	۱	
″	برطانیہ	—	—	غیر مطبوعہ	۲	×	یہ قلمزد نہیں۔
″	مشرق	مشرق	۶۰۴		×	×	
ص ۴	ہندی اسلام	ایضاً	۴۹۷		۱	۱	
″	غلاموں کی تبلیغ۔	—	—	غیر مطبوعہ	۲	×	
″	وحدتِ عرب	—	-	متروکہ	۲	×	
″	تورانی تحریک	-	—	متروکہ	۲	×	
″	بلشویک روس	ایضاً	۶۰۳		×	×	

بیاض کا صفحہ	بیاض میں درج عنوان	ضرب کلیم کا عنوان	ضرب کلیم کا صفحہ	باقیات کا مجموعہ یا مطبوعہ / غیر مطبوعہ	متروکہ اشعار کی تعداد	جتنے اشعار میں اصلاح کی	سنہ تحریر اور دیگر معلومات۔
ص۴	حضور سے	ملائے حرم (نامکمل)	۴۸۶		×	×	آگے مکمل درج ہے۔
٫٫	دیباچہ	تمہید۔	۴۷۳		×	۲	
٫٫	جلال و جمال	ایضاً	۵۸۵		×	۱	
٫٫	مصوّر	٫٫	۵۸۶		×	×	
٫٫	ملائے حرم سے	ملائے حرم	۴۸۶		۱	۱	
٫٫	افرنگ زدہ نوجوان سے	افرنگ زدہ	۴۹۵		×	×	
ص۵	ذوقِ نظر	ایضاً	۵۹۴		×	۱	
٫٫	غزل	٫٫	۵۳۵		×	۱	
٫٫	فوارہ	٫٫	۵۸۸		×	×	
٫٫	رومی	٫٫	۵۸۳		×	×	
٫٫	مہمانِ عزیز	٫٫	۵۴۳		×	۱	
٫٫	ایک سوال	٫٫	۵۵۴		×	×	
٫٫	مردانِ خدا	٫٫	۵۰۵		۱	۲	ابتدائی عنوان مردانِ حر، مردِ احرار۔
٫٫	رقص و موسیقی	٫٫	۵۹۵		×	×	
٫٫	خلوت (شہروں کی زندگی)	خلوت	۵۵۵		۱	۱	
٫٫	امتحان	ایضاً	۵۴۴		×	۱	
٫٫	صلائے عام	—	—	متروکہ	۴	×	
٫٫	طالبعلم	طالبعلم	۵۴۴		×	×	
ص۶	تمہید	تمہید بند ۲	۴۷۲		×	×	
٫٫	نفسیاتِ غلامی	ایضاً	۶۰۲		×	×	
٫٫	نفسیاتِ حاکمی	٫٫	۶۲۳		×	×	سرگزشتِ اسلام (ابتدائی عنوان)
٫٫	سلطان ٹیپو کی وصیت	٫٫	۵۳۴		×	۴	
٫٫	اجازت	٫٫	۵۱۱		×	۲	
٫٫	پیرس کی مسجد	٫٫	۵۶۴		×	×	
٫٫	لا الٰہ الا اللہ	٫٫	۴۷۷		×	۲	
٫٫	غلاموں کی نماز	٫٫	۶۲۰		×	۲	
٫٫	روحِ بزرگ	٫٫	۵۹۱		×	×	'فردِ بزرگ' ابتدائی عنوان
٫٫	لا و الا	٫٫	۵۲۵		×	×	
٫٫	مہدی	٫٫	۵۲۱		×	۲	ابتدائی عنوان 'مہدی موعود'

بیاض میں صفحہ	بیاض میں درج عنوان	ضرب کلیم کا عنوان	ضرب کلیم کا صفحہ	باقیات کا مجموعہ یا مطبوعہ / غیر مطبوعہ	متروکہ اشعار کی تعداد	چھپے اشعار میں اصلاح / تغیر	سنہ تحریر اور دیگر معلومات.
صے	اشاعت اسلام فرنگستان میں	ایضاً	۵۲۴		۱	×	
"	عالم نو	"	۵۹۲		×	×	
"	زمانۂ حاضر کا انسان	"	۵۳۱		×	×	
"	بہنر وران ہند	ایضاً	۵۹۵		×	۷	
"	اقوام مشرق	ایضاً	۵۳۱		×	×	
"	بتنسیخ جہاد	—	—	متروکہ	۲	×	
"	پنجاب کا مسلمان	پنجابی مسلمان	۵۲۳		×	۲	بیاض میں مکمل درج نہیں کیونکہ بعد میں اضافہ کیا
"	آگاہی	ایضاً	۵۳۲		×	۸	
"	پنجابی مسلمان	"	۵۲۳		۱	×	پنجاب کے مسلمان کی ترقی یافتہ صورت۔
"	آج اور کل۔	"	۶۰۳		×	×	
"	مغربی تہذیب	"	۵۳۳		×	×	
"	نبوت	"	۵۱۸		۱	×	
"	معلمین مشرق	"	۵۳۳		×	۱	
"	رقص	"	۵۶۶		×	×	
صـ۸	مشرق و مغرب	"	۶۲۲		×	×	
"	آدم	"	۵۱۹		×	۲	
"	دین و ہنر	"	۵۶۴		×	۱	ابتدائی عنوان "دین و مذہب"
"	مسجد قوت اسلام	"	۵۶۷		۱	۲	
"	اپنے شعر (دیباچے سے پہلے ماتو)	اپنے شعر سے	۵۶۴		×	×	
"	آزادیٔ نسواں	ایضاً	۵۵۷		×	۲	
"	مکہ اور جینیوا	"	۵۱۹		۸	×	
"	صوفی	—	—	متروکہ	۳	×	
"	نفسیات غلامی	ایضاً	۶۲۵		×	×	
"	اے پیر حرم	"	۵۲۵		×	×	
"	مرد مسلمان	"	۵۲۲		×	۲	ابتدائی عنوان ۔ مرد مومن
"	جان و تن	"	۵۱۷		×	×	
"	فلسطینی عرب سے	"	۶۲۱		×	۱	
صـ۹	تخلیق۔	"	۵۶۲		×	۱	

بیاض کا صفحہ	بیاض میں درج عنوان	ضرب کلیم کا عنوان	ضرب کلیم کا صفحہ	باقیات کا مجموعہ یا مطبوعہ / غیر مطبوعہ	متروکہ اشعار کی تعداد	جتنے اشعار میں اصلاح ہوئی	سنہ تحریر اور دیگر معلومات
ص ۹	خودی کی تربیت	ایضاً	۵۳۷		×	×	
//	خوب و زشت	//	۵۴۱		×	۱	
//	اسلام اور آزادی	//	۵۱۶		×	×	
//	نکتۂ توحید	//	۵۱۵		×	۱	
//	تسلیم و رضا	//	۵۱۴		×	×	
//	درویشی	—	—	متروکہ	۳	×	
//	فقر و راہبی	ایضاً	۵۱۲		۱	۳	
//	امید	//	۵۷۴		×	×	
//	سلطانی	//	۴۹۳		×	۲	
ص ۱۰	تصوف	//	۴۹۶		×	۱	
//	نگاہ	//	۵۴۶		×	×	
//	مقصود	//	۵۳۰		×	×	
//	حکومت	//	۵۳۹		×	×	
//	وحی	—	۵۰۰		×	×	ابتدائی عنوان، وحی و الہام
//	ادبیات	ایضاً	۵۶۵		×	×	
//	عورت	//	۵۵۹		×	۲	
//	حجاب	—	—	متروکہ			
//	عورت اور تعلیم	ایضاً	۵۵۸		×	۱	ابتدائی عنوانات - (۱) عورت اور تہذیب فرنگ (۲) تہذیب فرنگی.
//	عصر حاضر	//	۵۴۳		×	۱	—
//	اشتراکیت	//	۵۹۸		×	۱	
//	اسلام	//	۴۹۲		×	×	
ص ۱۱	فقر و ملوکیت	//	۴۹۲		×	۲	"فرعون و کلیم".
//	غزل	//	۵۷۵		۲	۱	
//	صوفی سے	//	۴۹۵		×	×	
//	حیاتِ ابدی	//	۵۹۳		×	۱	
//	کارل مارکس کی آواز	//	۵۹۹		×	۲	یہاں سے قلم زد ہے۔ آگے پھر درج ہے۔
//	انقلاب	//	۵۹۹		×	×	
//	کارل مارکس کی آواز	//	۵۹۹		×	×	اصلاح یافتہ صورت.
//	قوت اور دین	//	۴۹۱		×	×	
//	مرد فرنگ	//	۵۵۴		×	×	

بیاض کا صفحہ	بیاض میں درج عنوان	ضرب کلیم کا عنوان	ضرب کلیم کا صفحہ	باقیات کا مجموعہ یا مطبوعہ / غیر مطبوعہ	متروکہ اشعار کی تعداد	جملہ اشعار جن میں اصلاح ہوئی	سنہ تحریر اور دیگر معلومات۔
صہ ۱۲	سلوک	سیاست افرنگ	۶۵۴		×	۲	بیاض سے قلمزد ہے [پہلے بھی آ چکی ہے]
〃	بہا اللہ۔	جہاد	۴۹۵		۱	۵	
〃	ضبط	ایضاً	۵۹۵		×	×	
〃	علم اور دین	〃	۴۸۸		×	۲	
〃	ہندی مسلمان	〃	۴۸۸		×	۳	
〃	غزل	〃	۵۱۳		۱	×	
صہ ۱۳	لاہور و کراچی	〃	۵۱۷		×	۳	'لاہور و حادثہ کراچی'
〃	حیاتِ ابدی	–	–	متروکہ	۲	×	اس نام کی نظم ضرب کلیم صہ ۴۹۳ پر ہے مقابلہ کیا جائے
〃	توحید	ایضاً	۴۸۷		×	۱	
〃	تقدیر	〃	۴۸۹		×	×	ابتدائی عنوان، تاریخ۔
〃	فکر و ذکر	ذکر و فکر	۴۸۵		×	۲	
〃	غزل	ایضاً	۵۴۷		×	×	
〃	تیاتر	〃	۵۶۸		×	۳	
صہ ۱۴	شکر و شکایت	ایضاً	۵۸۴		×	۱	
〃	سورج کا پیغام	"شعاع امید"	۵۶۹		۴	۳	
〃	زمین و آسمان	ایضاً	۴۸۱		×	۱	
〃	توبہ	–	–	متروکہ	۲	×	
〃	فقیہان حرم	اجتہاد	۴۸۴		×	×	
〃	علم و عشق	ایضاً	۴۸۲		×	۲	
صہ ۱۵	دین و تعلیم	〃	۵۴۸		×	×	
〃	اسرار پیدا۔	〃	۵۲۴		×	×	
〃	مناصب	〃	۶۰۱		×	۲	
〃	مسلمان کا زوال	〃	۴۸۲		×	۱	
〃	تن بہ تقدیر	〃	۴۷۸		×	×	
〃	آزادیٔ فکر	〃	۵۳۷		×	×	
〃	نگاہِ شوق	〃	۵۷۳		×	×	
〃	مہدیٔ برحق	〃	۵۰۶		×	×	
صہ ۱۶	گلہ	〃	۶۱۳		۱	۲	
〃	لا دین سیاست	〃	۶۱۴		×	۱	

زیر متن صفحہ	بیاض میں درج عنوان	ضرب کلیم کا عنوان	ضرب کلیم کا صفحہ	باقیات کا مجموعہ یا مطبوعہ/غیر مطبوعہ	متروکہ اشعار کی تعداد	حقیقی اشعار جن میں اصلاح ہوئی	سنہ تحریر اور دیگر معلومات
ص ۱۶	یورپ اور سوریا	ایضاً	۶۱۱		×	×	
//	انتداب	//	۶۱۳		×	۲	
//	مدنیتِ اسلام	//	۵۱۰		×	۱	ابتدائی عنوان، تمدنِ اسلام۔ FAIR حاشیہ میں ایک اور جگہ بھی موجود ہے۔
//	جاوید سے (بند دوم)	//	۵۴۸		×	۳	
//	دامِ تہذیب	دامِ تہذیب	۶۱۵		×	۲	
ص ۱۷	انگلیس و عرب	—	—	متروکہ	۲	×	
//	شام و فلسطین	ایضاً	۶۱۸		×	۱	
//	نصیحت	//	۶۱۶		×	۱	
//	مدرسہ	//	۵۴۵		۱	۴	
//	عورت کی حفاظت	//	۵۵۷		×	×	
//	حریف	—	—	متروکہ	×	×	
ص ۱۸	فلسفہ	ایضاً	۵۰۴		×	۲	
//	سرود	//	۵۷۶		×	۱	
//	جاوید سے (بند اول، سوم)	//	۵۴۸		×	۶	
//	نسیم و شبنم	//	۵۷۷		×	۱	تصوریت و مادیت۔
ص ۱۹	خلوتِ ہنر	//	۵۷۹		×	۲	
//	جمہوریت	//	۶۱۰		×	×	
//	جدت	//	۵۸۴		×	۲	
//	محمد علی باب	//	۵۰۸		×	×	
//	مدرسہ	//	۵۴۵		×	۱	ص ۱۷ پر بھی یہ نظم آئی ہے۔
//	غلاموں کے لیے	//	۶۰۶		×	×	
//	اسرارِ غلامی	خواجگی	۶۰۵		۳	۳	
//	بیداری	ایضاً	۵۳۶		×	۱	
//	فنونِ لطیفہ	//	۵۸۰		×	۱	
ص ۲۵	اہرامِ مصر	—	۵۷۸		۱	۲	یہاں سے یہ نظم دی ہے۔
//	اہرامِ مصر (دوبارہ) FAIR	—	۵۷۸		—	—	
//	اہلِ مصر سے	ایضاً	۵۷۴		×	۶	
//	سیاستِ افرنگ	//	۶۰۴		×	×	
//	قلندر کی پہچان	//	۵۰۳		×	۱	

نمبر شمار	بیاض میں درج عنوان	ضرب کلیم کا عنوان	ضرب کلیم کا صفحہ	باقیات کا مجموعہ یا مطبوعہ/غیر مطبوعہ	متروکہ اشعار کی تعداد	جتنے اشعار میں اصلاح ہوئی	سنہ تحریر اور دیگر معلومات.
ص۲۰	مومن	ایضاً	۵۰۷		×	۱	
"	اعلیحضرت سر حمید اللہ سے	"	۴۷۱		×	×	
"	امرائے عرب سے	"	۵۲۵		×	×	
"	سلطانی جاوید	"	۶۱۵		۲	۲	
"	جمعیت اقوام مشرق	"	۶۰۹		×	×	
ص۲۱	ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام	"	۶۵۸		×	۴	
"	صبح	"	۴۷۶		×	۲	
"	ابی سینیا	"	۶۵۷		۱	۲	
"	تقدیر (ابلیس و یزداں)	"	۵۵۸		×	×	
ص۲۲	مسولینی (اپنے فرنگی حریفوں سے)	اپنے مشرقی و مغربی حریفوں سے	۶۱۱		۱	×	
"	غزل	ایضاً	۴۹۸		×	×	
"	اے روح محمدؐ	"	۵۱۵		×	۲	ابتدائی عنوان "کعبہ سے"
"	آزادی	"	۵۲۳		×	۲	
"	احکام الٰہی	"	۵۲۹		×	۲	احکام الٰہی اور تقدیر۔
ص۲۳	جلال و موسیقی	سرود حلال	۵۸۷		×	۱	
"	قبر	ایضاً	۵۰۲		×	×	
"	موت	"	۵۲۶		×	×	
"	ایک بحری قزاق اور سکندر	"	۶۱۷		×	×	
"	سیاسی پیشوا	"	۶۱۹		×	×	
"	یکتائی	محراب گل کے افکار بند (۴)	۶۲۷		×	×	
"	آزادی شمشیر	—	۴۸۹	متروکہ	×	۱	
ص۲۴	مسعود کوہستانی سے	محراب گل کے افکار بند ۷	۶۲۶		-	-	
	" بند (۳)	" (۳)	"		-	-	
"	جنون	'جنون'	۵۶۳		×	۱	
"	شاعر	"	۵۸۹		×	۲	
"	عورت	"	۵۵۶		×	۲	
"	غزل	محراب گل کے افکار بند (۱۳)	۶۳۲		×	۱	محراب گل افغان کے افکار
"	شعر عجم	شعر عجم	۵۹۰		×	۱	(بند نمبر ۶، ۱۵ تا ۲۰ یہاں پر موجود نہیں)
"	ایجاد معانی	"	۵۹۳		×	×	
"	محراب گل	محراب گل کے افکار بند (۲)	۶۲۸		×	×	

بیاض کا صفحہ نمبر	بیاض میں درج عنوان	ضرب کلیم کا عنوان	ضرب کلیم کا صفحہ	باقیات کا مجموعہ یا مطبوعہ / غیر مطبوعہ	متروکہ اشعار کی تعداد	جتنے اشعار میں اصلاح ہوئی	سنہ تحریر اور دیگر ملحوظات .
ص۲۵	محراب گل	محراب گل کے افکار بند ۵	۶۲۹		۶	۳	
"	"	" بند (۷)	۶۳۰		×	۵	
"	"	" بند (۸)	۶۳۲		×	۸	ٹ

ارمغان حجاز — بیاض ہشتم

بیاض کا صفحہ نمبر	بیاض میں درج عنوان	ضرب کلیم کا عنوان	ضرب کلیم کا صفحہ	باقیات کا مجموعہ یا مطبوعہ / غیر مطبوعہ	متروکہ اشعار کی تعداد	جتنے اشعار میں اصلاح ہوئی	سنہ تحریر اور دیگر ملحوظات .
ص۲	-	معزول شہنشاہ	۶۶۴		×	۸	
ص۱۷	عالم برزخ	عالم برزخ	۶۶۱		×	۳	
ص۱۹	ابلیس کی مجلس شوریٰ	ایضاً	۶۴۷		۳	۱۳	
ص۲۳	خرد مندان دوزخ کے متوطن	-	—	غیر مطبوعہ	۴	۱	
ص۲۴	تصویر و مصور	ایضاً	۶۵۹		×	۱	
"	"حرم سے ہر مسلماں نا امید آج .		—	متروکہ	۲	×	
"	نہ حوادث سے ہوں گو خونیں جگر میں		—	متروکہ	۲	×	
"	خرد کی تنگ دامانی سے فریاد		۶۷۲		×	×	
"	کہا اقبال نے شیخ حرم سے .		۶۷۳		×	×	
"	کہن ہنگامہ ہائے آرزو سرد		۶۷۳		×	×	
"	فروغ طلعت روح الامین بخش .		—	متروکہ	۲	×	
"	محمد غزالان حرم تجھ کو مبارک .		—	متروکہ	۱	×	
ص۲۵	بیابانوں میں سیل بے کراں دیکھ		—	متروکہ	۲	×	
"	کرے میری نگاہ نکتہ بیں کیا .		—	متروکہ	۲	×	
"	رہ و رسم مقام دل بھی سیکھ .		—	متروکہ	۲	×	
"	سکوں سے کس قدر بیگانہ ہے موج		—	متروکہ	۲	×	
"	نہ وہ ذوق رحیل صبح گاہی		—	متروکہ	۲	×	
"	میری شاخ امل کا ہے ثمر کیا ؟		۶۷۱	—	×	×	
"	تری تقدیر کا صید زبوں کیا .		—	متروکہ	۴	×	
"	مجھے فقر ید اللہی عطا کر .		—	متروکہ	۲	×	
"	عطا کر طاقت آہ و فغاں اور		—	"	۲	×	
"	غریبی میں ہوں محسود امیری		۶۷۲	—	۲	×	
"	سراپا بند تقلید وطن تھا .		—	متروکہ	۲	×	

ٹ اس نظم کا بند ۶، ۱۰ تا ۲۰ اس بیاض میں موجود ہیں۔

نمبر شمار	بیاض میں درج عنوان (پہلا مصرع)	ارمغان حجاز	مطبوعہ متروکہ	متروکہ اشعار کی تعداد	قلمزد اشعار میں اصلاح جاری	سنۂ تحریر اور دیگر معلومات
ص ۲۵	کہوں میں کیا تجھے سب کو خبر ہے .	-	متروکہ	۲	×	
//	حدیثِ وحدتِ وصل وجدائی	-	متروکہ	۲	×	
//	بنا خیر الامم تیرے کرم سے	-	//	۲	×	اسے بیاض میں قلمزد نہیں کیا گیا
ص ۲۶	فراغت دے اسے کارِ جہاں سے	۶۷۱	—	×	×	
//	دگرگون عالمِ شام و سحر کر —	۶۷۲		×	×	
//	حدیثِ بندۂ مومن دل آویز .	۶۷۳		×	×	
//	تمیزِ خار و گل سے آشکارا .	۶۷۴		×	×	
//	نہ کر ذکرِ فراق و آشنائی	۶۷۴		×	×	
ص ۲۷	ترے ہندی مسلماں کی کہانی	—	متروکہ	۲	×	
//	یہ کیسا آسماں کیسی زمین ہے	-	متروکہ	۲	×	
//	ہوا میں جانبِ یثرب روانہ	-	متروکہ	۲	×	
//	عجب ہے زندگی کا کارخانہ	-	متروکہ	۲	×	
//	ترے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے	۶۷۴	-	×	×	پہلے ترک کردی پھر اسے بحال کر دیا
//	کہوں کیونکر امیرِ کارواں سے	-	متروکہ	۲	×	
ص ۲۸	خرد دیکھے اگر دل کی نگہ سے	۶۷۵	—	×	×	
//	کبھی دریا سے مثلِ موج ابھر کر	۶۷۵	—	×	×	
ص ۵۱	مسعود مرحوم ایضاً	۶۶۶		۲	۳	
ص ۵۳	آوازِ غیب //	۶۶۹		۱	۴	

بیاضِ متفرق :- منتشر نظمیں

نمبر شمار	بیاض میں درج عنوان (پہلا مصرع)	ارمغان حجاز	مطبوعہ متروکہ	متروکہ اشعار کی تعداد	قلمزد اشعار میں اصلاح جاری	سنۂ تحریر اور دیگر معلومات
(۱)	وطنیت اسلام - بتاؤں تجھ کو مسلماں کی زندگی کیا ہے					ضرب کلیم صف ۵۱۰ . بانگ درا صف ۲۷۹
(۲)	غزل - پردہ چہرے سے اٹھا انجمن آرائی کر					
(۳)	اشعار - عجیب چیز ہے مغرب کی زندگی جس سے . کہا یہ ایک میرے مہرباں نے کل مجھ سے .		غیر مطبوعہ .			
(۴)	ایک قطعہ : منظور شکایت کا نرالا مجھے ڈھب ہے		غیر مطبوعہ .			
(۵)	پیغام (جوابِ خضر) . ہمتِ عالی تو دریا بھی نہیں کرتی قبول					جوابِ خضر بانگ درا ص ۲۶۳
(۶)	صدائے تیغ - ممکن ہے کہ چرخِ نادرہ فن سے ہوا اثر					

۳

کلامِ اقبال کی الفبائی ترتیب اور مآخذ کا اشاریہ

(متداول کلام)

کلامِ اقبال کے ماٰخذ — اشاریہ (الفبائی ترتیب کے ساتھ)
(متداول کلام)

اس اشاریے کے دو حصّے ہیں۔ حصّہ اوّل میں اقبال کے متداول کلام کے بارے میں تفصیلات درج کی گئی ہیں۔ کلامِ اقبال کے صحیح اور مکمل متن کے بارے میں جاننے کے لیے ان تمام ماٰخذ کا تقابلی مطالعہ ضروری ہے۔ متداول کلام کے متروکہ اشعار کے ماٰخذ کی نشان دہی بھی اس اشاریے کے ذریعے ہو جاتی ہے۔

حصہ دوم میں اقبال کے متروکہ کلام کے بارے میں تفصیلات پیش کی گئی ہیں۔ دونوں اشاریوں میں غزلوں اور نظموں کی ترتیب الفبائی ہے۔ تاہم غزلوں میں 'ردیف' کو کلیدی لفظ تسلیم کیا گیا ہے۔ قطعات، رباعیات اور مزاحیہ اشعار کو اسی ترتیب سے درج کیا گیا ہے جس ترتیب سے یہ مذکورہ مجموعوں میں درج ہیں۔ تاریخی قطعات کی ترتیب ان کے زمانۂ اشاعت کے مطابق ہے۔ اس اشاریے میں جن مجموعوں اور کتب کا ذکر آیا ہے نیز جو مخففات استعمال کئے گئے ہیں ان کی تفصیل درجِ ذیل ہے۔

نمبر شمار	اشاریے میں استعمال مخففات	مکمل نام	مرتب	سالِ اشاعت	ناشر / دیگر تفصیلات
۱	ابتدائی کلام	ابتدائی کلامِ اقبال (۱۹۰۸ تک)	گیان چند	1988	اردو ریسرچ سنٹر حیدرآباد
۲	اردو کی پانچویں کتاب	-	-	۱۹۰۵ء	پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی پنجاب
۳	اردو کی چھٹی کتاب	-	سورج نرائن مہر	۱۹۰۲ء	"
۴	اقبال از احمد دین	'اقبال'	مشفق خواجہ	۱۹۷۹ء	انجمن ترقی اردو کراچی
۵	اصلاحات	اصلاحات اقبال	بشیر الحق دسنوی	1950	مکتبہ دین و دانش پٹنہ
۶	کلیات (۲ ام ۲)	کلیاتِ اقبال (لاہور)	طبع دوم	1975	شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور
۷	کلیات	کلیات حیدرآباد	عبدالرزاق	۱۳۴۳ھ	عماد پریس حیدرآباد دکن
۸	باقیات۔	باقیاتِ اقبال (طبع سوم)	عبداللہ قریشی	1978	آئینہ ادب لاہور
۹	تلاش و تاثر		عبدالقوی دسنوی	1976	نسیم بکڈپو لکھنؤ
۱۰	تنقیدیں اور خاکے	جلیل قدوائی	-	1952	اردو اکیڈمی سندھ
۱۱	بیاض اوّل، دوم، سوم، چہارم	[بیاضِ بانگِ درا]	اقبال	-	مخزونہ اقبال میوزیم لاہور
۱۲	بیاض پنجم، ششم	[بیاض بالِ جبریل]	"	-	"
۱۳	بیاض ہفتم،	[بیاض ضربِ کلیم]	"	-	"
۱۴	بیاض ہشتم	[بیاض ارمغانِ حجاز]	"	-	
۱۵	بیاضِ اعجاز		شیخ اعجاز احمد کی مرتب کردہ بیاض جو روزگارِ فقیر کے کلام کا اصل ماخذ ہے۔		
۱۶	رختِ	رختِ سفر (طبع دوم)	انور حارث	۱۹۷۷ء	-
۱۷	روزگارِ فقیر۔	روزگارِ فقیر (جلد دوم) (طبع دوم)	فقیر سید وحید الدین	۱۹۶۵ء	لائن آرٹ پریس کراچی
۱۸	سرود	سرودِ رفتہ	غلام رسول مہر	۱۹۵۹ء	کتاب منزل۔ لاہور۔
۱۹	نوادر	نوادرِ اقبال	عبدالغفار شکیل	1962	سرسید بک ڈپو علی گڑھ

نام نظم	کلیات صفحہ	بیاض، اشاعت اول اخبارات و رسائل	بیاض اعجاز، کلیات حیدرآباد، اقبال از احمد دین	سرود، باقیات، ابتدائی کلام، روزگار فقیر	رخت سفر، نوادر اقبال، اصلاحات اقبال اور دیگر مجموعے
آج اور کل	۶۵۳	بیاض ہفتم ص۷			
آدم	۵۱۹	" ص۸			
آزادی	۵۲۳	" ص۲۲			
آزادیِ افکار	۴۶۰	بیاض ششم ص۲			
آزادیِ شمشیر کے اعلان پر	۴۸۹	بیاض ہفتم ص۲۳			
آزادیِ فکر	۵۳۷	" ص۱۵			
آزادیِ نسواں	۵۵۷	" ص۸			
آفتاب (ترجمہ گایتری)	۴۳	مخزن اگست ۱۹۰۲ء	بیاض اعجاز ص۱۵۸	باقیات ص۱۳۴ ابتدائی کلام ص۱۴۲، ۳۸۷	رخت سفر ص۱۲۰
آفتابِ صبح	۴۸	تعلیمی جرنل ستمبر ۱۹۰۶ء خدنگ نظر مئی ۱۹۰۲ء	بیاضِ اعجاز ص۲۶۲ کلیات ص۴۳، ۱۲۳	ابتدائی کلام ص۱۶۴، ۳۸۰ باقیات اقبال ص۳۰۱ روزگار فقیر ص۳۲۹	
آگاہی	۵۳۲	بیاض ہفتم ص۷			
آوازِ غیب	۶۶۹	بیاض ہشتم ص۵۳	بیاضِ اعجاز ص۲۳۷	سرود ص۲۴۴	اصلاحاتِ اقبال ص۲۴
ابر	۹۱	زمانہ جون ۱۹۰۵	کلیات ص۱۲۰ اقبال از احمد دین ۲۰۷	باقیات ص۱۹۷ ابتدائی کلام اقبال ص۲۵۲	تنقیدیں اور خاکے ص۱۲۲
ابرِ کوہسار	۲۷	بیاض ہفتم ص۲۱ مخزن نومبر ۱۹۰۱ پیسہ اخبار ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ انتخاب لاجواب ۶ مئی ۱۹۰۳	بیاض اعجاز ص۳۴۲، ۳۴۸ کلیات حیدرآباد ص۴۵	سرودِ رفتہ ص۹۶ باقیات ص۲۸۳ ابتدائی کلام اقبال ص۱۲۱، ۲۸۴	رختِ سفر ص۱۳۹ نوادرِ اقبال ص۱۸۶ تنقیدیں اور خاکے ص۱۶۸
ابلیس کا فرمان سیاسی فرزندوں کے نام	۶۰۸	انقلاب ۱۹ اگست ۱۹۳۶ بیاض ہفتم ص۲۱			
ابلیس کی عرضداشت	۴۵۴	بیاض ششم ص۱			
ابلیس کی مجلسِ شوریٰ	۶۴۰	بیاض ہشتم ص۱۹			
ابوالعلا معری	۴۸۴	بیاض پنجم ص۱۳			
ابی سینیا	۶۰۷	بیاض ہفتم ص۲۱			
اپنے شعر سے	۵۶۴	" ص۸			
اجتہاد	۴۸۴	" ص۱۴			
احکامِ الٰہی	۵۲۶	" ص۲۲			
اخترِ صبح	۱۱۵	بیاضِ اول ص۵	بیاضِ اعجاز ص۲۳۰ کلیات ص۱۱۴	ابتدائی کلام ص۳۱۶	
ادبیات	۵۶۵	بیاض ہفتم ص۱۰			
اذان	۴۳۷	-			
ارتقا	۲۲۳	پیسہ اخبار اپریل ۱۹۲۰ صوفی مئی/جون ۱۹۲۰	بیاض اعجاز ص۲۹۶، کلیات ص۲۱۱ اقبال از احمد دین ص۲		
اساتذہ	۵۴۶				
اسرار پیدا	۵۳۴	بیاض ہفتم ص۱۵			
اسلام	۴۹۲	" ص۱۰			
اسیری	۲۵۳	نقیب بدایوں جنوری ۱۹۲۰ صوفی فروری ۱۹۲۰	بیاض اعجاز ص۳۵۲ کلیات ص۱۵۷		
اشاعتِ اسلام فرنگستان میں	۵۲۴	بیاض ہفتم ص۷			
اشتراکیت	۵۹۸	" ص۱۰			
اعلیٰحضرت نواب سر حمید اللہ خان	۴۷۱	بیاض ہفتم ص۲۰			
افرنگ زدہ	۴۹۵	" ص۴			

نام نظم	کلیات ص	بیاض + اشاعت اول اخبارات و رسائل	بیاض اعجاز، کلیات اقبال از احمد دین حیدرآباد	سرود، باقیات ابتدائی کلام، روزگار فقیر	رخت سفر، نوادر اقبال اصلاحات اقبال اور دیگر مجموعے
اقبال	۵۸۰	بیاض ہفتم ص۳			
اقوام مشرق	۵۳۱	" ص۷			
الارض للّٰہ	۴۱۱	بیاض پنجم ص۵			
التجائے مسافر	۹۶	مخزن اکتوبر ۱۹۰۵ء	بیاض اعجاز ص۱۹۳ کلیات ص۱۳ اقبال از احمد دین ص۲۲۸	سرود ص۱۲۶ باقیات ص۳۴۳ ابتدائی کلام ص۲۸۶، ۳۰۴	رخت سفر ص۱۶۱
الہام اور آزادی	۵۱۶	بیاض ہفتم ص۹ اخبار احسان اکتوبر ۳۷ء			
امامت	۵۱۱	بیاض ہفتم ص۶			
امتحان	۵۴۴	" ص۵			
امرائے عرب سے	۵۲۵	" ص۲۰			
امید	۵۷۲	" ص۹			
انتداب	۶۱۳	" ص۱۶			
انسان	۱۲۶	بیاض اول ص۶۹	بیاض اعجاز ص۲۲۲ کلیات ص۱۱۰		
انسان	۱۷۹	" ص۱۲	بیاض اعجاز ص۲۰۲	ابتدائی کلام اقبال ص۳۲۵	رخت سفر ص۱۴۳
انسان اور بزم قدرت	۵۴	مخزن ستمبر ۱۹۰۳	بیاض اعجاز ص۲۷۸ کلیات ص۱۲۸ اقبال از احمد دین ص۳۰۹	اصلاحات اقبال ص۳۷	تنقیدیں اور خاکے ص۱۵۹ تلاش و تاثر ص۳۳
انقلاب	۵۹۹	بیاض ہفتم ص۱۱			
اہرام مصر	۵۷۸	" ص۱۹، ۲۰			
اہل ہنر سے	۵۷۴	" ص۲۰			
اے پیر حرم	۵۲۰	" ص۸			
ایجاد معانی	۵۹۳	" ص۲۴			
اے روح محمدؐ	۵۱۰	" ص۲۲			
ایک آرزو	۷۶	مخزن دسمبر ۱۹۰۲ء زمانہ جولائی ۱۹۱۴ء پنجۂ فولاد فروری ۱۹۲۳ء	بیاض اعجاز ص۱۵۹ کلیات ص۱۱۹ اقبال از احمد دین ص۷۴، ۸۸، ۱۱۱، ۲۳۳، ۳۴۲، ۴۰۵	سرود ص۱۰۹ باقیات ص۲۹۹ ابتدائی کلام ص۱۸۳، ۳۹۱	رخت سفر ص۲۲، ۱۷۰ اصلاحات اقبال ص۳۲ تنقیدیں اور خاکے ص۱۶۱
ایک پرندہ اور جگنو	۹۲	مخزن جولائی ۱۹۰۵ء	بیاض اعجاز ص۳۰۵ کلیات ص۱۲۳ اقبال از احمد دین ص۳۳۶	ابتدائی کلام ص۲۸۶، ۳۰۴	
ایک پہاڑ اور گلہری	۳۱	-	بیاض اعجاز ص۳۱۸ کلیات ص۱۰۹	باقیات ص۵۶۰ ابتدائی کلام ص۱۲۶، ۳۰۴	اردو کی چوتھی کتاب ص۱۰۴
ایک حاجی مدینے کے راستے میں	۱۶۱	بیاض اول ص۳۲	بیاض اعجاز ص۲۰۷ کلیات ص۱۸۰		اصلاحات اقبال ص۶۰
ایک خط کے جواب میں	۲۳۸	بیاض سوم ص۱۷	بیاض اعجاز ص۲۸۸		
ایک سوال	۵۵۴	بیاض ہفتم ص۵			
ایک شام	۱۲۸	ہمایوں مارچ ۱۹۲۲ء	بیاض اعجاز ص۲۲۹ کلیات ص۱۰۸ (بعنوان خاموشی)	ابتدائی کلام ص۳۲۶، ۴۰۴	اصلاحات اقبال ص۵۳
ایک بحری قزاق اور سکندر	۶۱۷	بیاض ہفتم ص۲۳			
ایک فلسفہ زدہ سید زادے کے نام	۴۸۰	-			
ایک گائے اور بکری	۳۲		بیاض اعجاز ص۳۲۱ کلیات ص۹۴	باقیات ص۵۵۷ روزگار فقیر ص۳۱۶ ابتدائی کلام ص۱۲۸، ۳۰۴	اردو کی چوتھی کتاب
ایک مکالمہ	۲۱۹	بیاض سوم ص۳۹	بیاض اعجاز ص۲۷۲		
ایک مکڑا اور مکھی		- -	بیاض اعجاز ص۳۲۹ کلیات ص۹۱	باقیات ص۵۵۶ ابتدائی کلام ص۱۲۴، ۳۴۳ روزگار فقیر ص۳۶۶	اردو کی پانچویں کتاب ص۵۳

نظم	کلیات ص	بیاض + اشاعت اوّل اخبارات ورسائل	بیاض اعجاز، کلیات حیدرآباد، اقبال از احمد دین	سرود، باقیات، ابتدائی کلام، روزگار فقیر	رخت سفر، نوادر اقبال، اصلاحات اقبال اور دیگر مجموعے
ایک نوجوان کے نام	۴۱۱	بیاض پنجم ص ۳	اجتماع دہلی ۵ جون ۱۹۳۶		
باغی مرید	۴۵۸	بیاض ششم ص ۲			
بچہ اور شمع	۹۳	مخزن ستمبر ۱۹۰۵ء	بیاض اعجاز ص ۲۰۶ کلیات ص ۱۳۱ اقبال از احمد دین ص ۲۹۶		اصلاحات اقبال ص ۴۶ تنقیدیں اور خاکے ص ۱۵۳
بچے کی دعا	۳۴		بیاض اعجاز ص ۳۰۳	باقیات ص ۵۵۹ روزگار فقیر ص ۳۵۷ ابتدائی کلام اقبال ص ۱۳۴، ۳۷۵	اردو کی چھٹی کتاب ص ۵۸
بڈھے بلوچ کی نصیحت	۶۵۷	-		-	-
بزم انجم	۱۴۳	بیاض اوّل ص ۲۱	بیاض اعجاز ص ۲۸۵	روزگار فقیر ص ۳۳۶ باقیات ص ۳۵۸	
بلاد اسلامیہ	۱۴۵	بیاض اوّل ص ۲۸ مخزن اپریل ۱۹۰۹ وطن ۱۲ جنوری ۱۹۱۲ء نیرنگ خیال اپریل ۱۹۲۵	بیاض اعجاز ص ۱۲۸ کلیات ص ۷۱ سرود ص ۱۳۱	سرود ص ۱۳۱ باقیات ص ۳۵۳	رخت سفر ص ۱۱- ۱۲ نوادر اقبال ص ۲۹۹ اصلاحات اقبال ص ۵۷ تنقیدیں اور خاکے ص ۱۴۳
بلال	۸۰	مخزن ستمبر ۱۹۰۴	بیاض اعجاز ص ۲۱۴ کلیات ص ۹۲، ۱۲۸	سرود ص ۱۲۱ باقیات ص ۳۳۴ ابتدائی کلام ص ۲۶۱، ۴۲۲	رخت سفر ص ۱۹، ۲۰ نوادر اقبال ص ۳۰۰
بلال	۲۴۱	صوفی مئی ۱۹۱۶ بیاض سوم ص ۵۰	بیاض اعجاز ص ۲۱۴ کلیات ص ۱۲۸، ۹۲		اصلاحات اقبال ص ۴۲ اصلاحات اقبال ص ۲۸
بلشویک روس	۶۰۳	بیاض پنجم ص ۴			
بیداری	۵۳۶	بیاض ہفتم ص ۱۹			
پردہ	۵۵۵	" ص ۲			
پرندے کی فریاد	۳۷	پیسہ اخبار اپریل ۱۹۲۵ مخزن فروری ۱۹۰۷	بیاض اعجاز ص ۱۶۱ کلیات ص ۶۲ اقبال از احمد دین ص ۳۵۳	سرود ص ۹۸ باقیات ص ۲۸۶ ابتدائی کلام ص ۲۰۱، ۳۹۸	نوادر ص ۲۰۲ اصلاحات اقبال ص ۲۱ تنقیدیں اور خاکے ص ۱۴۶ اردو کی چھٹی کتاب ص ۱
پرواز	۵۵۴	بیاض ششم ص ۱			
پروانہ اور جگنو	۴۰۷				
پنجابی مسلمان	۵۲۳	بیاض ہفتم ص ۷			
پنجاب کے پیرزادوں سے	۴۵۰				
پنجاب کے دہقان سے	۵۴۴				
پھول	۲۴۹	بیاض اوّل ص ۸۳ تمدن فروری ۱۹۱۳ ہمدرد ۲۵ فروری ۱۹۱۳ پیسہ اخبار ۱۵ اپریل ۱۹۲۶ انتخاب لاجواب ۱۳ اکتوبر ۱۹۱۹ء	بیاض اعجاز ص ۱۶۷ کلیات ص ۱۳۸		اصلاحات اقبال ص ۸۰
پھول کا تحفہ عطا ہونے پر	۱۵۸	بیاض اوّل ص ۴۷	بیاض اعجاز ص ۲۸۲ باقیات ص ۳۵۷	روزگار فقیر ص ۳۳۳	
پھولوں کی شہزادی	۲۴۳	بیاض سوم ص ۴۶	بیاض اعجاز ص ۲۶۵	روزگار فقیر ص ۳۲۲	تلاش وتاثر ص ۳۶
پیام	۱۱۳		بیاض اعجاز ص ۲۰۴ اقبال از احمد دین ص ۲۴۱	ابتدائی کلام ص ۲۹۳، ۳۴۴	اصلاحات اقبال ص ۴۹ نوادر ۴۶، تبرکات ص ۲۹
پیام صبح	۵۶	اردوئے معلیٰ علی گڑھ یکم اکتوبر ۱۹۰۳ء خدنگ نظر لکھنؤ ۲۳ دسمبر ۱۹۰۳ صوفی نومبر ۱۹۲۲	بیاض اعجاز ص ۲۳۹ کلیات ص ۱۲۱ اقبال از احمد دین ص ۱۰۴	ابتدائی کلام ص ۲۳۱	رخت سفر ص ۱۴۷ اصلاحات اقبال ص ۳۸
پیام عشق	۱۲۹	بیاض اوّل ص ۲۳ مخزن اکتوبر ۱۹۰۸ء تمدن اکتوبر ۱۹۱۴ انتخاب لاجواب ۱۱ جولائی ۱۹۱۹	بیاض اعجاز ص ۱۱ کلیات ص ۷	ابتدائی کلام اقبال ص ۳۳۰، ۳۴۴	اصلاحات اقبال ص ۵۴
پیرس کی مسجد	۵۷۴	بیاض ہفتم ص ۶			
پیر و مرید	۴۲۶	-	-	-	-
پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ	۲۴۸	بیاض سوم ص ۳۸	بیاض اعجاز ص ۱۸۳ کلیات ص ۱۵۶	اقبال از احمد دین ص ۲۶۲	اصلاحات اقبال ص ۴۹ تنقیدیں اور خاکے ص ۱۴۱

نظم	کلیات صفحہ	بیاض + اشاعت اول اخبارات و رسائل	بیاض اعجاز، کلیات حیدرآباد، اقبال از احمد دین	سرود، باقیات، ابتدائی کلام، روزگار فقیر	رخت سفر، نوادر اقبال، اصلاحات اقبال اور دیگر مجموعے
تاتاری کا خواب	۴۷۴				
تخلیق	۵۶۲	بیاض ہفتم ص ۹			
ترانۂ ملی	۱۵۹	بیاض اول ص ۶۲ وطن اخبار ۱۷ مئی ۱۹۱۲ء مسلم گزٹ میگزین جون ۱۹۱۱ نظام المشائخ اکتوبر ۱۹۱۳	بیاض اعجاز ص ۲۶۳ کلیات ص ۶۷ اقبال از احمد دین ص ۹۶		
ترانۂ ہندی	۸۳	دل گداز اگست ۱۹۰۴ء اتحاد لکھنؤ ۱۶ اگست ۱۹۰۴ء مخزن ستمبر ۱۹۰۴ زمانہ ستمبر ۱۹۰۴ اصلاح سخن ستمبر ۱۹۰۷	بیاض اعجاز ص ۱۵۲ کلیات ص ۴۹ اقبال از احمد دین ص ۹۲		
تربیت	۵۱۴	بیاض ہفتم ص ۳			
تسلیم و رضا	۵۱۴	" ص ۹			
تصوف	۴۹۶	" ص ۱۰			
تصویر درد	۶۸	روداد انجمن اپریل ۱۹۰۴ء جون ۱۹۰۴ کشمیری میگزین ۳۰ جنوری ۱۹۳۰ پیسہ اخبار ۲۶ جون ۱۹۳۰ زمانہ دسمبر ۱۹۲۵ نیرنگ خیال سالنامہ ۱۹۳۲ء صوفی نومبر ۱۹۳۴ء	کلیات ص ۱۴۶ اقبال از احمد دین ص ۴۵، ۵۵، ۹۸، ۱۰۰، ۲۳۵، ۲۴۶، ۳۶۴	سرود ص ۱۱۵ باقیات ص ۳۱۹ ابتدائی کلام ص ۲۳۹، ۲۱۵	نوادر اقبال ص ۱۶۵ رخت سفر ص ۲۸
تصویر و مصور	۶۵۹	بیاض ہشتم ص ۲۴			
تضمین بر شعر انیسی شاملو	۱۵۴	بیاض سوم ص ۳۶	بیاض اعجاز ص ۲۷۱		
تضمین بر شعر ابوطالب کلیم	۲۲۱	بیاض سوم ص ۴۴	بیاض اعجاز ص ۲۶۹		
تضمین بر شعر صائب	۲۴۴	" ص ۳۹	" ص ۲۶۸		
تعلیم اور اسکے نتائج	۲۰۹	" ص ۳۴	" ص ۲۶۷		
تقدیر	۴۸۶	بیاض ہفتم ص ۱۳			
تقدیر	۵۰۸	" ص ۲۱			
تمہید	۴۷۳	بیاض پنجم ص ۵ بیاض ہفتم ص ۴			
تن بہ تقدیر	۴۷۸	بیاض ہفتم ص ۱۵			
تنہائی	۱۲۹	بیاض اول ص ۸۰ زمانہ دسمبر ۱۹۲۴ء	بیاض اعجاز ص ۲۷۹	ابتدائی کلام اقبال ص ۳۲۷، ۴۴۲ روزگار فقیر ص ۳۵۲ باقیات ص ۳۵۰	
توحید	۴۸۷	بیاض ہفتم ص ۱۳			
تہذیب حاضر	۲۲۵	بیاض سوم ص ۵۱	بیاض اعجاز ص ۲۷۰		
تیاتر	۵۶۸	بیاض ہفتم ص ۱۳			
جان و تن	۵۱۷	" ص ۸			
جاوید سے	۵۴۸	" ص ۱۶			
جاوید کے نام	۴۰۷	" پنجم ص ۱۴			
جبریل و ابلیس	۴۳۵	-	-	-	-
جدائی	۴۵۳	بیاض پنجم ص ۱۳			
جدت	۵۸۴	بیاض ہفتم ص ۱۹			

نظم	کلیات ص	بیاض + اشاعت اوّل اخبارات و رسائل	بیاض اعجاز، کلیات، اقبال از احمد دین	حیدرآباد سرود، باقیات ابتدائی کلام، روزگار فقیر	رختِ سفر، نوادرِ اقبال اصلاحاتِ اقبال اور دیگر مجموعے
جگنو	۸۴	مخزن دسمبر ۱۹۰۴ء	بیاضِ اعجاز ص ۱۶۹ کلیات ص ۱۳۵ اقبال از احمد دین ص ۳۱۷	سرود ص ۱۲۳ باقیات ص ۳۱۶ ابتدائی کلام ص ۲۴۰، ۴۲۵	رختِ سفر ص ۱۷۴ اصلاحاتِ اقبال ص ۴۲
جلال و جمال	۵۸۵	بیاضِ ہفتم ص ۴			
جلوۂ حسن	۱۲۷	بیاض اوّل ص ۸۲	بیاضِ اعجاز ص ۲۸۱ ابتدائی کلام ص ۳۳۶ [illegible]	روزگارِ فقیر ص ۳۵۵ باقیات ص ۳۵۰	
جمعیت اقوام	۶۱۸	-	-	-	-
جمعیت اقوام شرق	۶۰۹	بیاضِ ہفتم ص ۲۰			
جمہوریت	۶۱۰	" ص ۱۹			
جنگِ یرموک کا ایک واقعہ	۲۴۷	بیاض سوم ص ۴۲	بیاضِ اعجاز ص ۲۶۶		
جنون	۵۶۳	بیاضِ ہفتم ص ۲۴			
جوابِ شکوہ		بیاض دوم ص ۳۴ تمدن دسمبر ۱۹۱۲ صوفی جنوری ۱۹۱۳	کلیات ص ۱۹۰ اقبال از احمد دین ص ۶۳ ۵۱، ۱۲۵، ۲۵۸ ۲۸۶	باقیات ص ۳۶۶ سرود ص ۱۳۶	رختِ سفر ص ۱ نوادرِ اقبال ص ۳۰۲
جہاد	۴۹۰	بیاضِ ہفتم ص ۱۲			
چاند	۷۸	مخزن جولائی ۱۹۰۴ء	کلیات ص ۴۲ بیاضِ اعجاز ص ۲۱۹، ۲۶۰	ابتدائی کلام ص ۱۵۱ سرود ص ۱۲۱ باقیات ص ۳۳۳	تنقیدیں اور خاکے ص ۱۴۳ رختِ سفر ص ۱۱۳، ۱۸۰
چاند	۱۷۱	صوفی جون ۱۹۱۳ء نیرنگِ خیال مارچ اپریل ۱۹۲۷ء بیاض اوّل ص ۷۹			اصلاحاتِ اقبال ص ۱۴
چاند اور تارے	۱۱۹	بیاض اوّل ص ۲۷	بیاضِ اعجاز ص ۲۲۱	کلیات ص ۱۰۸	
چیونٹی اور عقاب	۴۶۱				
حال و مقام	۴۴۸				
حسن و عشق	۱۱۶	بیاض اوّل ص ۶۱ انقلاب ۳ فروری ۱۹۳۸ء	بیاضِ اعجاز ص ۲۹۸ کلیات ص ۱۱۳	ابتدائی کلام ص ۳۱۶	
حسین احمد	۶۹۱				
حضرتِ انسان	۶۹۲				
حضورِ رسالت مآب میں	۱۱۲	مخزن اکتوبر ۱۹۱۱ زمیندار " " تمدن " " کشمیری میگزین نومبر " بیاض اوّل ص ۸۹	بیاضِ اعجاز ص ۱۸۷ اقبال از احمد دین ص ۳۳۸ کلیات ص ۸۹، ۱۲۶	باقیات ص ۳۶۵ سرود ص ۱۳۶	نوادرِ اقبال ص ۱۳۶ تلاش و تاثر ص ۴۶
حقیقتِ حسن	۱۱۲	مخزن مارچ ۱۹۰۷ زمانہ جنوری ۱۹۱۷ مخزن فروری ۱۹۱۷ کریسنٹ اپریل ۱۹۲۳	بیاضِ اعجاز ص ۱۴۰ اقبال از احمد دین ص ۳۳۷ کلیات ص ۱۰۰	ابتدائی کلام ص ۲۹۶	تنقیدیں اور خاکے ص ۱۵۱
حکومت	۵۳۹	بیاضِ ہفتم ص ۱۰			
حکیم نطشہ	۵۴۵				
حیاتِ ابدی	۴۹۳	بیاضِ ہفتم ص ۱۰			
خانقانی	۵۸۲				
خانقاہ	۴۵۳	بیاضِ ششتم ص ۳			اصلاحاتِ اقبال ص ۶۳
خطاب بہ جوانانِ اسلام	۱۸۰	صوفی جون ۱۹۱۴ء ادبی دنیا جنوری ۱۹۳۰ء بیاض سوم ص ۱۵	بیاضِ اعجاز ص ۱۶۰ کلیات ص ۱۵۸ اقبال از احمد دین ص ۳۶۳		
خضرِ راہ	۲۵۵	روئدادِ انجمن اپریل ۱۹۲۲ صوفی مئی ۱۹۲۲ء تمدن جون ۱۹۱۲ء	کلیات ص ۲۱۲ بیاضِ اعجاز ص ۲۷۵، اقبال از احمد دین ۷۰، ۹۲، ۱۰۲، ۳۰۴، ۲۵۸	روزگارِ فقیر ص ۳۵۴ ۳۶۰، ۳۶۸	تنقیدیں اور خاکے ص ۱۴۵ اصلاحاتِ اقبال ص ۸۱ اقبال نامہ دوم ص ۱۳۳

نظم	کلیات ص	بیاض، اشاعت اوّل اخبارات و رسائل	بیاضِ اعجاز، کلیات اقبال از احمد دین	سرود، باقیات ابتدائی کلام، روزگارِ فقیر	رختِ سفر، نوادرِ اقبال اصلاحاتِ اقبال
خفتگانِ خاک سے استفسار	۳۸	مخزن فروری ۱۹۰۲ بیاضِ اعجاز ص ۲۴۷	کلیات ص ۱۰۱، ۱۲۱	ابتدائی کلام ص ۱۴۴، ۳۷۷ سرود ص ۱۰۰ باقیات ص ۲۸۸	اصلاحاتِ اقبال ص ۲۷ رختِ سفر ص ۲۱۳
خلوت	۵۵۵	بیاضِ ہفتم ص ۵			
خوب و زشت	۵۴۱	" ص ۹			
خواجگی	۶۰۵	" ص ۱۹			
خودی	۵۵۲	" ص ۲			
خودی کی تربیت	۵۳۷	" ص ۹			
خودی کی زندگی	۵۳۸	" ص ۳			
خوشامد	۶۰۰	" ص ۲			
خوشحال خان کی وصیت	۶۴۴	بیاضِ پنجم ص ۲۲			
داغ	۵۸۹	مخزن اپریل ۱۹۰۵ء	بیاضِ اعجاز ص ۲۴۰ کلیات ص ۵۵	ابتدائی کلام ص ۲۷۸ ۴۲۸ سرود ص ۱۲۶ باقیات ص ۳۱۴	رختِ سفر ص ۱۶۰ اصلاحات اقبال ص ۵۴
دامِ تہذیب	۶۱۵	بیاضِ ہفتم ص ۱۶			
دردِ عشق	۵۰	پنجۂ فولاد ۲۸ ستمبر ۱۹۰۳ء الدھر لکھنؤ مارچ ۱۹۰۳ء	کلیات ص ۱۴۲	ابتدائی کلام اقبال ص ۲۳۲، ۴۰۷	نوادرِ اقبال ص ۲۶۲ رختِ سفر ص ۲۱۶ اصلاحات اقبال ص ۳۵
دریوزہ خلافت	۲۵۴	بیاضِ چہارم ص ۸ معارف اکتوبر ۱۹۱۹ صوفی نومبر ۱۹۱۹	بیاضِ اعجاز ص ۳۵۱ کلیات ص ۳۴، ۱۰۱ اقبال از احمد دین ص ۲۱۴		تنقیدیں اور خاکے ص ۱۵۱ اصلاحاتِ اقبال ص ۳۹
دل	۶۱	تمدن دسمبر ۱۹۱۱	اقبال از احمد دین ص ۴۵ ۲۶۳، ۱۰۰	روزگارِ فقیر ص ۳۵۳	
دعا	۲۱۲	زمیندار ۲۴ دسمبر ۱۹۱۱ مخزن جنوری ۱۹۱۲ بیاضِ اوّل ص ۹۰	بیاضِ اعجاز ص ۳۲۷ کلیات ص ۹۳		تنقیدیں اور خاکے ص ۱۴۵ تلاش و تاثر ص ۴۶
دعا	۳۸۳	بیاضِ پنجم ص ۱۷			تلاش و تاثر ص ۳۵
دنیا	۴۹۹	بیاضِ ہفتم ص ۲			
دوزخی کی مناجات	۲۶۵				
دو ستارے	۱۴۸	بیاضِ اوّل ص ۱۰ مخزن اگست ۱۹۰۹	بیاضِ اعجاز ص ۲۵۱ کلیات ص ۱۲۶		
دین و تعلیم	۵۴۸	بیاضِ ہفتم ص ۱۵			
دین و سیاست	۴۱۰	پیشوا مئی ۱۹۳۴ء نظام المشائخ، صوفی جنوری ۱۹۳۴ء نیرنگِ خیال دسمبر ۱۹۳۳ء			
دین و ہنر	۵۶۲	بیاضِ ہفتم ص ۹			
ذکر و فکر	۴۸۵	" ص ۱۳			
ذوقِ نظر	۵۹۴	" ص ۵			
ذوق و شوق	۴۰۳	بیاضِ پنجم ص ۴۲			
ذات اور شاعر	۱۷۲	بیاضِ اوّل ص ۶۷ پنجاب ریویو ستمبر ۱۹۱۰ء	بیاضِ اعجاز ص ۲۹۵ کلیات ص ۱۴۳	روزگارِ فقیر ص ۳۵۳	تنقیدیں اور خاکے ص ۱۵۸ اصلاحاتِ اقبال ص ۶۲
رام	۱۷۷	نیرنگِ خیال اکتوبر/نومبر ۱۹۲۸	کلیات ص ۲ ۵ بیاضِ اعجاز ص ۲۴۴		
رباعیات		دیکھیے ص ۵۰۴			

نام نظم	کلیات کا صفحہ	بیاض سے ابتدائی اشاعت	بیاض اعجاز / کلیات حیدرآباد + اقبال از احمد دین	سرود + باقیات + ابتدائی کلام + روزگار فقیر	رخت سفر + نوادر اقبال + اصلاحات اقبال اور دیگر مجموعے
رخصت اے بزم جہاں	۶۲	مخزن مارچ ۱۹۰۴ دکن ریویو " " کشمیری گزٹ فروری ۱۹۰۴	بیاض اعجاز ص ۱۸۸ کلیات ص ۱۱۷ اقبال از احمد دین ص ۳۲۷	ابتدائی کلام ص ۲۳۶ / ۴۱۴ سرود ص ۱۱۳ باقیات ص ۳۱۵	تلاش و تاثر ص ۳۷ اصلاحات اقبال ص ۵۶ رخت سفر ص ۱۳۷ نوادر اقبال ص ۳۰۱
رقص	۵۹۶	بیاض ہفتم ص ۷			
رقص و موسیقی	۵۹۵	" ص ۵			
روح ارضی آدم کا...	۴۲۴	بیاض پنجم ص ۴			
رومی	۵۸۳	بیاض ہفتم ص ۵			
زمانہ	۴۲۱	بیاض پنجم ص ۲			
زمانہ حاضر کا انسان	۵۳۱	بیاض ہفتم ص ۷			
زمین و آسمان	۴۸۱	" ص ۱۴			
زہد اور رندی	۵۹	مخزن دسمبر ۱۹۰۳	بیاض اعجاز ص ۲۳۱ کلیات ص ۶۰ اقبال از احمد دین ص ۴۰۰ بیاض اعجاز ص [illegible]۲	سرود ص ۱۱۳ باقیات ص ۳۱۴ ابتدائی کلام ص ۲۳۲، ۴۱۲ کلیات ص ۲۴	اصلاحات اقبال ص ۳۹
ساقی	۲۰۸	—			
ساقی نامہ	۴۱۴	فردوس دسمبر ۱۹۲۷ صوفی " " انقلاب ۲۰ دسمبر ۱۹۲۷ زمانہ اپریل ۲۸ ہمایوں جنوری ۲۸ بیاض چہارم ص ۳		باقیات ص ۵۳۵	
ستارہ	۱۴۷	مخزن جولائی ۱۹۰۹ صوفی نومبر ۱۹۲۲ بیاض اول ص ۳۱	بیاض اعجاز ص ۱۴۶ اقبال از احمد دین ص ۳۹۷ کلیات ص ۱۲۵		
ستارے کا پیغام	۴۳۸	بیاض ششم ص ۱			
سر اکبر حیدری صدر اعظم حیدرآباد دکن کے نام	۶۹۰	—	—	—	—

نام نظم	کلیات صفحہ	بیاض، ابتدائی اشاعت	بیاض اعجاز / کلیات جیسا بار / اقبال از احمد دین	سرود، باقیات، ابتدائی کلام، روزگار فقیر	رخت سفر، نوادر اقبال، اصلاحات اقبال، اسے رفتہ مجموعہ
سرگزشت آدم	۸۱	مخزن ستمبر ۱۹۰۴ء	بیاض اعجاز ص۹ کلیات ص۱۶	سرود ص۱۲۲ باقیات ص۳۳۵ ابتدائی کلام ص۲۶۳، ۲۲۴	نوادر اقبال ص۵۳ تلاش و تاثر ص۳۴
سرود	۵۷۶	بیاض ہفتم ص۱۸			
سرود حرام	۵۸۸				
سرود حلال	۵۸۷	بیاض ہفتم ص۲۳			
سلطان ٹیپو کی وصیت	۵۳۴	" ص۶			
سلطانی	۴۹۳	" ص۹			
سلطانیٔ جاوید	۶۱۰	" ص۲۰			تنقیدیں اور خاکے ص۱۵۱
سلیمیٰ	۱۲۱	بیاض اول ص۵ صوفی فروری ۱۹۱۵ء نظام المشائخ جولائی/اگست ۱۹۱۰ء	بیاض اعجاز ص۲۲۹ کلیات ص۹۵	ابتدائی کلام اقبال ص۳۲۱، ۴۰۴	تنقیدیں اور خاکے ص۱۳۹ رخت سفر ص۱۴۲
سوال	۴۴۳	مخزن جنوری ۱۹۰۷ء	بیاض اعجاز ص۱۸۵ کلیات ص۵۱ اقبال از احمد دین ۳۲۰، ۳۲۲	سرود ص۱۲۹ باقیات ص۳۱۰ ابتدائی کلام ص۳۰۶، ۴۰۳	
سوامی رام تیرتھ	۱۱۴				
سیاست	۴۵۱	بیاض ششم ص۳			
سیاست افرنگ	۶۰۴	بیاض ہفتم ص۳، ۱۲، ۲۰			
سیاسی پیشوا	۶۱۹	" ص۲۳			اصلاحات اقبال ص۳۶ رخت سفر ص۱۲۲، ۱۲۷
سید کی لوح تربت	۵۲	مخزن جنوری ۱۹۰۳ ابتدائی کلام ص۱۸۷، ۳۹۲	بیاض اعجاز ص۱۹۶ کلیات ص۶۴ اقبال از احمد دین ص۲۸۰	سرود ص۱۱۰ باقیات ص۳۰۶ ابتدائی کلام ص۱۸۴، ۳۹۶	
سیر فلک	۱۷۵	بیاض اول ص۳۸	بیاض اعجاز ص۲۶۱	روزگار فقیر ص۳۵۵ باقیات ص۳۶۰	
سینما	۴۵۰				
شاعر	۷۱	مخزن دسمبر ۱۹۰۳ ابتدائی کلام اقبال ۲۳۳، ۲۱۲	بیاض اعجاز ص۱۴۴ کلیات ص۹۶		
شاعر	۲۱۰	بیاض اول ص۷	بیاض اعجاز ص۲۸۳		
شاعر	۵۸۹	طلوع اسلام مارچ ۳۶ بیاض ہفتم ص۳			
شام و فلسطین	۶۱۸	بیاض ہفتم ص۱۷			
شاہین	۴۵۷	بیاض ششم ص۲			
شبلی و حالی	۲۲۲	بیاض سوم ص۷	بیاض اعجاز ص۲۷		
شب معراج	۲۲۹	صوفی فروری/مارچ ۱۹۱۷ ۷ اکتوبر ۱۹۱۷ء	بیاض اعجاز ص۱۲۵ کلیات ص۱۹		
شبنم اور ستارے	۲۱۵	بیاض اول ص۶	بیاض اعجاز ص۲۳۰ کلیات ص۱۲۷		تنقیدیں اور خاکے ص۱۵۵ اصلاحات اقبال ص۴۷
شعاع آفتاب	۲۳۷	بیاض سوم ص۵۵ زمانہ جون ۱۹۲۰ حق فروری ۱۹۱۹	بیاض اعجاز ص۳۰۲ کلیات ص۱۳۷ اقبال از احمد دین ص۲۸۲	باقیات ص۳۷۴	انتخاب لاجواب ۷ فروری ۱۹۱۹
شعاع امید	۵۶۹	بیاض ہفتم ص۱۴			
شعر	۵۹۴	-			
شعر عجم	۵۹۰	بیاض ہفتم ص۲			
شفاخانۂ حجاز	۱۹۸	بیاض اول ص۱۰۱			
شکر و شکایت	۴۸۴	بیاض ہفتم ص۱۵			
شکست	۵۰۰	" ص۳			

نام نظم	کلیات صفحہ	بیاض + اشاعت اول، اخبارات و رسائل	بیاض اعجاز، اقبال از احمد دین + کلیات حیدرآباد	سرود، باقیات، ابتدائی کلام، روزگار فقیر	رخت سفر، نوادر اقبال، اصلاحات اقبال اور دیگر کتب
شکست	۵۰۰	بیاض ہفتم ص ۳			
شکوہ	۱۶۳	بیاض دوم ص ۴ مخزن جون ۱۹۱۱ پنجاب ریویو جولائی ۱۹۱۱ علی گڑھ میگزین مارچ ۱۹۱۲ ادیب اگست ۱۹۱۵	اقبال از احمد دین ص ۱۰۹/۳۵۵ کلیات ص ۱۸۱	سرود ص ۱۳۴	اصلاحات اقبال ص ۶۱
شمع	۴۴	مخزن دسمبر ۱۹۰۲ مخزن مئی ۱۹۱۲	بیاض اعجاز ص ۱۹۸ اقبال از احمد دین ۲۹۵/۳۷۱ کلیات ص ۱۳۲	سرود ص ۱۰۸ باقیات ص ۲۹۷ روزگار فقیر ص ۳۴۸ ابتدائی کلام ص ۱۸۱/۳۸۹	اصلاحات اقبال ص ۳۱ رخت سفر ص ۱۷۱، ۲۲ تلاش و تاثر ص ۴۳
شمع اور شاعر	۱۸۳	بیاض دوم ص ۱۵ وطن اخبار اپریل ۱۹۱۲ زمیندار ۱۱ اپریل ۱۹۱۲ مخزن ستمبر ۱۹۱۲ تمدن اپریل ۱۹۱۲	اقبال از احمد دین ص ۵۰، ۵۲، ۸۳، ۹۱، ۹۹، ۲۵۵، ۲۶۱، ۲۹۷، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۹۶	سرود ص ۱۳۵ باقیات ص ۳۶۴	اصلاحات اقبال ص ۶۴
شمع و پروانہ	۴۰	مخزن جنوری ۱۹۰۲ " اپریل ۱۹۰۲ " " ۱۹۱۲	بیاض اعجاز ص ۱۷۷ کلیات ص ۱۳ ابتدائی کلام ص ۱۴۳، ۳۷۶	سرود ص ۱۰۲، ۲۰۳ باقیات ص ۲۹۲	رخت سفر ص ۱۷۳ اصلاحات اقبال ص ۲۹ تنقیدیں اور خاکے ص ۱۷۳
شیخ مکتب سے	۵۹۴	بیاض ششم ص ۱			
شیر اور خچر	۶۰۴	بیاض پنجم ص ۱			تنقیدیں اور خاکے ص ۱۵۵
شبگیر	۲۵۱	بیاض اول ص ۶۳ مخزن اپریل ۱۹۱۷ صوفی جولائی ۱۹۲۳ء ستمبر ۱۹۲۳ء	بیاض اعجاز ص ۱۸۱ کلیات ص ۵۲		
صبح	۴۷۶	بیاض اول ص ۲۵ بیاض ہفتم ص ۲۱			
صبح چمن	۵۸۱	بیاض پنجم ص ۱			اصلاحات اقبال ص ۳۴
صبح کا ستارہ	۸۵	مخزن دسمبر ۱۹۰۴ پنجۂ فولاد ۷ جنوری ۱۹۰۵	بیاض اعجاز ص ۲۹۲ اقبال از احمد دین ص ۳۸۰	سرود ص ۱۲۳ باقیات ص ۳۳۷ ابتدائی کلام ص ۲۷۱/۴۲۵	
صدائے درد	۴۲	مخزن جون ۱۹۰۲ تعلیمی جرنل ستمبر ۱۹۰۶	بیاض اعجاز ص ۱۵۶ اقبال از احمد دین ص ۵۸ کلیات ص ۱۴۴	سرود ص ۱۰۶ باقیات ص ۲۹۳ ابتدائی کلام ص ۱۶۷/۳۸۵	رخت سفر ص ۲۵
صدیق	۲۲۴	کہکشاں ستمبر ۱۹۱۸ صوفی اکتوبر ۱۹۱۸	بیاض اعجاز ص ۲۹۰ کلیات ص ۹۷	سرود ص ۱۳۸	اصلاحات اقبال ص ۷۶
صوفی سے	۴۹۵	بیاض ہفتم ص ۱۱			
صقلیہ (جزیرہ سسلی)	۱۳۳	مخزن اگست ۱۹۰۸ بیاض اول ص ۱۳	بیاض اعجاز ص ۲۱۰ اقبال از احمد دین ص ۱۹۴ کلیات ص ۴۷	سرود ص ۱۳۰ باقیات ص ۳۵۲	اصلاحات اقبال ص ۵۵ رخت سفر ص ۱۳ تنقیدیں اور خاکے ص ۱۴۰
ضبط	۵۹۵	بیاض ہفتم ص ۱۲			
طارق کی دعا	۳۹۷	تاج لاہور جولائی ۱۹۳۵			
طالب علم	۴۴۵	بیاض ہفتم ص ۵			
طفلِ شیر خوار	۶۶	مخزن فروری ۱۹۰۴ء	کلیات ص ۱۲۹ بیاض اعجاز ص ۱۸۴	باقیات ص ۵۶۵ ابتدائی کلام ص ۳۱۲، ۴۳۹ سرود ص ۱۱۴	اصلاحات اقبال ص ۴۰
طلبہ علی گڑھ کے نام	۱۱۴	مخزن جون ۱۹۰۷	بیاض اعجاز ص ۱۴۳ کلیات ص ۱۲۹ اقبال از احمد دین ص ۳۲۵	روزگار فقیر ص ۳۲۱ باقیات ص ۵۶۵ ابتدائی کلام ص ۳۱۲/۴۳۹	تلاش و تاثر ص ۳۷ نوادر اقبال ص ۲۵۶ اصلاحات اقبال ص ۴۰
طلوع اسلام		پیسہ اخبار ۹ اپریل ۱۹۲۳ صوفی اپریل ۱۹۲۳ جامعہ علی گڑھ مارچ ۱۹۲۳ زمیندار ۶ اپریل ۱۹۲۳	اقبال از احمد دین ص ۵۱، ۸۳، ۹۴، ۱۰۳، ۲۲۸، ۳۲۷، ۳۵۹، ۳۷۴	کلیات ص ۲۲۰	پیسہ اخبار ۳ دسمبر ۱۹۲۳ (دیگر نیز)

نظم	کلیات ص	بیاض، اولین اشاعت	کلیات حیدرآباد، بیاض اعجاز، اقبال از احمد دین	سرود، باقیات، ابتدائی کلام، روزگار فقیر	رخت سفر، نوادر اقبال، اصلاحات اقبال اور دیگر مجموعے
عاشق ہرجائی	۱۲۲ ۱۲۳	بیاض اوّل ص ۳۳ ہمایوں دسمبر ۱۹۲۵ صوفی اکتوبر ۱۹۲۵	بیاض اعجاز ص ۲۹۳ کلیات ص ۱۰۱	روزگار فقیر ص ۳۲۸	
عالم برزخ	۶۶۱	بیاض ہشتم ص ۲			
عالم نو	۵۹۲	بیاض ہفتم ص ۷			
عبدالرحمٰن اوّل کا بویا ہوا درخت	۳۹۴ [?]	بیاض پنجم ص ۱۵			
عبدالقادر کے نام	۱۳۲	بیاض اوّل ص ۲۶	کلیات ص ۶۹ بیاض اعجاز ص ۱۶۸ اقبال از احمد دین ص ۹۷ مخزن دسمبر ۱۹۰۸	سرود ص ۱۲۹ باقیات ص ۳۵۱ ابتدائی کلام ص ۳۳۱/۴۴۴	رخت سفر ص ۱۰۰، ۱۹۹ نوادر اقبال ص ۲۹۹
عرفی	۲۳۸	بیاض سوم ص ۹ البلاغ ۱۲ نومبر ۱۹۱۵	کلیات ص ۵۸ بیاض اعجاز ص ۲۶۷		اصلاحات اقبال ص ۷۸
عشرت امروز	۱۲۵	بیاض اوّل ص ۹۰	بیاض اعجاز ص ۲۸۲	ابتدائی کلام اقبال ص ۳۲۵	
عشق اور موت	۵۷	مخزن نومبر ۱۹۰۳ پیسہ اخبار ۵ دسمبر ۱۹۰۳ صوفی دسمبر ۱۹۱۸ نیرنگ خیال جنوری ۲۷	کلیات ص ۱۰۶ بیاض اعجاز ص ۱۸۶ اقبال از احمد دین ص ۱۹۴	باقیات ص ۳۱۳ سرود ص ۱۱۲ ابتدائی کلام ۲۲۴/۲۰۹	رخت سفر ص ۱۳۸ اصلاحات اقبال ص ۳۸
عصر حاضر	۵۴۳	بیاض ہفتم ص ۱۰		سرود ص ۱۰۳	
عقل و دل	۵۰۱	بیاض ہفتم ص ۲		باقیات ص ۱۶۳	
عقل و دل	۴۱	الحکم قادیان ۲۴ جنوری ۱۹۰۳ پیسہ فولاد ۱۱ جون ۱۹۰۲ مخزن مئی ۱۹۰۲ پیسہ فولاد ۲۳ اپریل ۱۹۰۲ " ۲ جولائی ۱۹۰۲	بیاض اعجاز ص ۲۲۳	ابتدائی کلام ص ۱۶۱/۳۸۳	اصلاحات اقبال ص ۲۹ نوادر اقبال ص ۲۴۱ رخت سفر ص ۳۸
علم اور دین	۴۸۸	بیاض ہفتم ص ۱۲			
علم اور عشق	۴۸۲	" ص ۱۴			
عورت	۵۵۶	" ص ۲۴			
عورت	۵۵۹	" ص ۱۰			
عورت اور تعلیم	۵۵۸	" "			
عورت کی حفاظت	۵۵۷	" ص ۱۷			
عہد طفلی	۲۵	مخزن جولائی ۱۹۰۱	بیاض اعجاز ص ۳۰۰ اقبال از احمد دین ۲۲۹ کلیات ص ۱۲۲	ابتدائی کلام ص ۱۱۲/۳۴۷ باقیات ص ۲۸۰ سرود ص ۹۳	نوادر اقبال ص ۱۹۹ رخت سفر ص ۱۳۵ اصلاحات اقبال ص ۲۰
عید پر شعر لکھنے کی فرمائش کے جواب میں	۲۱۳	نظام المشائخ اکتوبر ۱۹۱۵ پیسہ اخبار ۳ ستمبر ۱۹۱۵ خطیب دہلی ۱۴ اگست ۱۹۱۵ ذوالقرنین ۲۱ اگست ۱۹۱۵ بیاض اوّل ص ۷	کلیات ص ۷ بیاض اعجاز ص ۲۸	روزگار فقیر ص ۳۵۲ باقیات ص ۳۶۹	تلاش و تاثر ص ۳۴ [?]
غرۂ شوال	۱۸	بیاض اوّل ص ۹۵ مخزن اکتوبر ۱۹۱۱	کلیات ص ۱۸۱ اقبال از احمد دین ص ۲۷۶ بیاض اعجاز ص ۱۴۷	باقیات ص ۳۶۳ سرود ص ۱۳۵	اصلاحات اقبال ص ۶۳
غزلیں		دیکھیے اس اشاریے کے آخر میں۔			
غلام قادر رہیلہ	۲۱۷		کلیات ص ۸۳ بیاض اعجاز ص ۱۴۱ اقبال از احمد دین ص ۲۰۳		اصلاحات اقبال ص ۵۷
غلاموں کی نماز	۶۲۰	بیاض ہفتم ص ۶			
غلاموں کے لیے	۶۰۷	" ص ۱۹			

نظم	کلیات ص	بیاض	بیاض اعجاز، کلیات، اقبال از احمد دین	سرود، باقیات، ابتدائی کلام، روزگار فقیر	رخت سفر، نوادر اقبال کے، اصلاحات اقبال، دور دگر، تحو
فاطمہ بنت عبداللہ	۲۱۷	بیاض اول ص ۱۰۷ وکیل امرتسر جون ۱۹۱۳ مخزن جون ۱۹۱۳ ہمدرد جولائی ۱۹۱۳ تمدن جون ۱۹۱۳ صوفی جولائی ۱۹۱۳	بیاضِ اعجاز ص ۲۰۱ کلیات ص ۹۰	سرود ص ۱۳۷ باقیات ص ۳۷۱	تنقیدیں اور خاکے ص ۱۷۵ اصلاحات اقبال ص ۴۳ رختِ سفر ص ۱۷۵ نوادرِ اقبال ص ۳۰۰
فراق	۱۳۱	بیاض اول ص ۱۷	بیاض اعجاز ص ۲۵۵ کلیات ص ۹۶	ابتدائی کلام ص ۳۲۸/۴۴۲	اصلاحاتِ اقبال ص ۵۵
فردوس میں ایک مکالمہ	۴۴۲	بیاض سوم ص ۳۷	بیاضِ اعجاز ص ۲۷۳		
فرشتوں کا گیت	۷۰۱	بیاض پنجم ص ۱۱، ۲۰			
فرشتے آدم کو رخصت کرتے ہیں	۷۲۳	" ص ۲۱			
فقر	۷۵۲	" ص ۶			
فقر و راہبی	۵۱۲	بیاض ہفتم ص ۹			
فقر و ملوکیت	۷۹۲	" ص ۱۱			
فلسطینی عرب سے	۶۲۱	" ص ۸			
فلسفہ	۵۰۷	" ص ۱۸			
فلسفۂ غم	۱۵۵	بیاض اول ص ۶۲ مخزن جولائی ۱۹۱۰ وکیل امرتسر ۲۷ اگست ۱۹۱۰ ادیب الہ آباد جون ۱۹۱۱ وکیل جون ۱۹۱۳ پیسہ اخبار ۱۳ دسمبر ۱۹۲۸	کلیات ص ۱۰۳ اقبال از احمد دین ۱۰۷، ۳۰۱، ۳۹۵ بیاض اعجاز ص ۲۰۹	باقیات ص ۳۴۰ سرود ص ۱۳۲	تنقیدیں اور خاکے ص ۱۵۱ اصلاحات اقبال ص ۵۹
فلسفہ و مذہب	۴۴۴	بیاض پنجم ص ۱۰			
فلسفی	۷۵۶	بیاض ششم ص ۱			
فنونِ لطیفہ	۵۸۰	بیاض ہفتم ص ۱۹			
فوارہ	۵۸۸	" ص ۵			
قبر	۵۰۲	" ص ۲۳			
قربِ سلطان	۲۰۹	بیاض سوم ص ۱۷، ۱۸	بیاض اعجاز ص ۲۸۹		
قلندر کی پہچان	۵۰۳	بیاض ہفتم ص ۲۰			
قم باذن اللہ	۵۲۷	" ص ۳			
قوت اور دین	۷۹۱	" ص ۱۱			
قید خانہ میں					
معتمد کی فریاد	۳۹۳	" پنجم ص ۱۵			
کارل مارکس کی آواز	۵۹۹	" ہفتم ص ۱۱			
کافر و مومن	۵۰۵	" " ص ۷			

نظم	کلیات نمبر	بیاض، اشاعت اول	بیاض اعجاز، کلیات مہر نگار، اقبال از احمد دین	سرود، باقیات، ابتدائی کلام، روزگارِ فقیر	رختِ سفر، نوادرِ اقبال، اصلاحاتِ اقبال اور دیگر مجموعے
کفر و اسلام	۲۴۰	بیاض سوم ص ۳۴	بیاضِ اعجاز ص ۲۷۲		
علمی	۱۱۸	بیاض اول ص ۹	" ص ۲۸۰ کلیات ص ۱۱۸	ابتدائی کلام ص ۳۱۸	
سخاوِ وادی	۹۴	مخزن نومبر ۱۹۰۵ ادبی دنیا، فروری ۱۹۳۰	کلیات ص ۳۹ اقبال از احمد دین ص ۱۰۶/۳۰۹، ۳۹۳ بیاض اعجاز ص ۲۰۳	سرود ص ۱۲۷ باقیات ص ۳۴۲ ابتدائی کلام ص ۲۸۹، ۳۱۴	تنقید میں ادارہ خاکے ص ۱۵۳ رختِ سفر ص ۱۸۱
کوششِ ناتمام	۱۲۴	بیاض اول ص ۱۱	بیاض اعجاز ص ۲۸۷ کلیات ص ۱۰۷	باقیات ص ۳۴۹ روزگارِ فقیر ص ۳۳۴ ابتدائی کلام ۳۲۴/۲۲۱	
...کی گود میں بلی دیکھ کر	۱۱۷	بیاض اول ص ۵۶	بیاض اعجاز ص ۲۹۹		
گدائی	۸۰۴				
گلِ پژمردہ	۵۱	بیاض اول ص ۱۸۶/۳۹۲	بیاضِ اعجاز ص ۲۶ کلیات ص ۱۴۰	باقیات ص ۳۰۳ روزگارِ فقیر ص ۳۳۰ ابتدائی کلام ص ۱۸۶/۳۹۲	نوادرِ اقبال ص ۲۰۸ رختِ سفر ص ۲۱۱
گلِ رنگیں	۲۴	مخزن مئی ۱۹۰۱	بیاض اعجاز ص ۱۶۵ کلیات ص ۱۳۹	باقیات ص ۲۷۸ سرود ص ۹۲	اصلاحاتِ اقبال ص ۱۷ نوادر ص ۱۹۷ رختِ سفر ص ۲۰۸
محلیہ	۶۱۳	بیاض ہفتم ص ۱۶			
گورستانِ شاہی	۱۴۹	بیاض اول ص ۳۴ مخزن جون ۱۹۱۰ صوفی فروری ۱۹۱۳ نظام المشائخ جون ۱۹۳۶	بیاضِ اعجاز ص ۳۳۹ کلیات ص ۷۸	سرود ص ۱۳۲ باقیات ص ۳۵۵	رختِ سفر ص ۲۰۵ اصلاحاتِ اقبال ص ۵۸
لا الٰہ الا اللہ	۷۷۴	بیاض ہفتم ص ۶			
لا اور الا	۵۲۵	" ص ۶			
لادین سیاست	۶۱۴	" ص ۱۶			
لالۂ صحرا	۴۱۳	-			
لاہور و کراچی	۵۱۷	بیاض ہفتم ص ۱۳			
لہو	۵۵۴	بیاض ششم ص ۱۰			
لینن خدا کے حضور	۳۹۸	بیاض پنجم ص ۱۱	ہمایوں مئی ۱۹۳۵		
مارچ ۱۹۰۷	۱۴۰	-	اقبال از احمد دین ص ۹۴، ۱۰۳، ۲۵۱ کلیات ص ۱	ابتدائی کلام ص ۳۱۱/۴۳۸	
ماں کا خواب	۳۶	-	بیاضِ اعجاز ص ۳۲۸ کلیات ص ۹۲	باقیات ص ۵۶۲ روزگارِ فقیر ص ۳۶۴ ابتدائی کلام ص ۱۳۶/۳۷۵	اردو کی پانچویں کتاب ص ۳۵
ماہرِ نفسیات سے	۴۵۹	بیاض ششم ص ۲	بیاضِ اعجاز ص ۲۱۱	روزگارِ فقیر ص ۳۲۳	ابتدائی کلام ص ۲۴۷/۴۱۷
ماہِ نو	۵۳	-	اقبال از احمد دین ۲۹۴	باقیات ص ۳۱۱ سرود ص ۲۸ باقیات ص ۳۱۱	
محاصرہ ادرنہ	۲۱۶	مخزن جنوری ۱۹۰۶	بیاض اعجاز ۲۱۵ کلیات ص ۹۹	ابتدائی کلام اقبال ص ۲۹۷/۴۳۳	اصلاحاتِ اقبال ص ۴۹
محبت	۱۱۱	مخزن جنوری ۱۹۰۶	اقبال از احمد دین ص ۴۴ بیاض اعجاز ص ۱۶۷ کلیات ص ۹۹	ابتدائی کلام ص ۲۹۲/۴۳۳	اصلاحاتِ اقبال ص ۴۹
محبت	۴۳۸	بیاض پنجم ص ۱۷			
محراب گل افغان کے افکار	۶۲۶	بیاض ہفتم ص ۲۳، ۲۴، ۲۵			
محمد علی باب	۵۰۸	" ص ۱۹			
مخلوقاتِ ہنر	۵۴۹	" ص ۱۹			
مدرسہ	۵۴۵	" ص ۱۷، ۱۹			
مدنیتِ اسلام	۵۱۰	" ص ۱۶	انقلاب ۲۸ نومبر ۱۹۳۵		

نظم	کلیات صفحہ	بیاض، اشاعت اول	بیاض اعجاز، کلیات (اقبال از احمد دین)	سرود، باقیات، ابتدائی کلام، روزگار فقیر	رخت، نوادر، اصلاحات اور دیگر مجموعے
مردانِ خدا	۵۰۵	بیاض ہفتم ص ۵			
مردِ بزرگ	۵۶۱	" ص ۶			
مردِ فرنگ	۵۵۴	" ص ۱۱			
مردِ مسلمان	۵۲۲	" ص ۹			
مرزا بیدل	۵۴۴				
مرزا غالب	۲۶	مخزن ستمبر ۱۹۰۱ ادیب جولائی ۱۹۱۲ ہمایوں جون ۱۹۳۵	بیاض اعجاز ص ۲۳۶ کلیات ص ۵۳	سرود ص ۹۵ باقیات ص ۲۸۲ ابتدائی کلام ص ۱۱۹	رختِ سفر ۱۵۷، ۸ اصلاحات اقبال ص ۲۱
مرگِ خودی	۵۴۲	بیاض ہفتم ص ۳			
مذہب	۲۴۶	بیاض سوم ص ۴۱	کلیات ص ۱۰۶ بیاض اعجاز ۲۶۹		
مذہب	۲۴۸	بیاض سوم ص ۴۵	بیاضِ اعجاز ص ۲۶۸	باقیات ص ۳۴۶ روزگارِ فقیر ص ۳۵۱	
مستیٔ کردار	۵۰۱	بیاض ہفتم ص ۳			
مسجد قرطبہ	۳۸۵	بیاض پنجم ص ۱۶ تاج لاہور مئی ۱۹۳۵ جامعہ دہلی مئی ۱۹۳۳			
مسجد قوت اسلام	۵۶۷	بیاض ہفتم ص ۸			
مسعود مرحوم	۶۶۶	بیاض ہشتم ص ۵۱ انقلاب ۱۴ جنوری ۳۸	رسالہ اردو اکتوبر ۱۹۳۷ ندیم بھوپال ۲۲ فروری ۱۹۳۸		
مسلم	۱۹۵	مخزن جولائی ۱۹۱۲ نظام المشائخ نومبر ۱۹۱۳ " مئی ۱۹۲۷	بیاض اول ص ۹۷/۱۰۵ کلیات ص ۲۰۱	بیاض اعجاز ص ۱۸۰	اصلاحاتِ اقبال ص ۶۵
مسلمان اور تعلیم جدید	۲۴۲	بیاض سوم ص ۴۸	بیاضِ اعجاز ص ۲۷۰		
مسلمان کا زوال	۴۸۲	بیاض ہفتم ص ۱۵			
مسولینی	۶۱۱	" ص ۲۲			
مسولینی	۴۴۲	" پنجم ص ۸			
مشرق	۶۰۴	بیاض ہفتم ص ۳			
مشرق و مغرب	۶۲۳	" ص ۹			
معلمینِ مشرق	۵۳۳	" ص ۷			
مصوّر	۵۸۶	" ص ۴			
معراج	۴۷۹	—			
معزول شہنشاہ	۶۶۴	بیاض ہشتم ص ۲			
مغربی تہذیب	۵۳۳	بیاض ہفتم ص ۷			
مقصود	۵۳۰	" ص ۱۰			
مکہ اور جینوا	۵۱۹	" ص ۹			
ملا اور بہشت	۴۰۹	" پنجم			
ملازادہ ضیغم لولابی کا بیاض	۶۷۶				
ملائے حرم	۴۸۶	بیاض ہفتم ص ۴			
مناصب	۶۰۱	" ص ۱۵			
موت	۵۲۶	" ص ۲۳			
موٹر	۱۷۸	بیاض اول ص ۹۹	بیاضِ اعجاز ص ۲۷۶		

نظم	کلیات صفحہ	بیاض، ابتدائی اشاعت	بیاضِ اعجاز، کلیات، اقبال از احمد دین	سرود، باقیات، ابتدائی کلام، روزگارِ فقیر	رخت، نوادر، اصلاحات اور دیگر مجموعے
موجِ دریا	۶۲	دکن ریویو اکتوبر ۱۹۰۴ء انسان امرتسر جون ۱۹۱۳	بیاضِ اعجاز ص ۲۷۷ کلیات ص ۴۴	ابتدائی کلام ص ۲۶۸/۴۲۵ باقیات ص ۳۰۵ روزگارِ فقیر ص ۳۳۲	رختِ سفر ص ۱۴۷
موسیقی :	۵۹۳	بیاضِ ہفتم ص ۲			
مومن (دنیا میں)	۵۰۷	" ص ۲۰			
مہدی	۵۲۱	بیاضِ ششم ص ۶			
مہدیِ برحق	۵۰۶	بیاضِ ہفتم ص ۱۵			
مہمانِ عزیز	۵۴۳	" ص ۵			
میں اور تو	۲۲۰	بیاضِ اوّل ص ۹۹	بیاضِ اعجاز ص ۲۷۵ کلیات ص ۱۰۰	روزگارِ فقیر ص ۳۳۹	
میں اور تو	۲۵۲	بیاضِ چہارم ص ۲ معارف جون ۱۹۱۸ پیسہ اخبار ۲۰ نومبر ۱۹۲۴	بیاضِ اعجاز ص ۲۵۲ اقبال از احمد دین ص ۱۳۱ کلیات ص ۸۶	روزگارِ فقیر ص ۳۴۹ باقیات ص ۵۶۶	اصلاحاتِ اقبال ص ۸۰
نادر شاہ افغان	۵۴۴	-			
ناظرین سے	۴۷۲	بیاضِ ہفتم ص ۱ مخزن مئی ۱۹۰۴	بیاضِ اعجاز ص ۲۵۸	باقیات ص ۳۳۱ ابتدائی کلام ص ۲۴۸/۴۱۹ سرود ص ۱۲۰	تلاش و تاثر ص ۳۳ رختِ سفر ص ۱۵۷ اصلاحاتِ اقبال ص ۴۱ نوادرِ اقبال ص ۲۳۶
نالۂ فراق	۷۷				
نانک :	۲۳۹	-	بیاضِ اعجاز ص ۲۹۷ روزگارِ فقیر ص ۳۳۸ باقیات ص ۳۷۵		
نبوت	۵۱۸	بیاضِ ہفتم ص ۷			
نپولین کے مزار پر	۱۴۴	بیاضِ پنجم ص ۱۳			
نسیم و شبنم	۵۷۷	بیاضِ ہفتم ص ۱۸			
نصیحت	۱۲۶	مخزن مئی ۱۹۱۱ نومبر ۱۹۱۱، صوفی	بیاضِ اعجاز ص ۱۷۲ کلیات ص ۵۹ بیاضِ دوم ص ۱۳	سرود ص ۱۳۴ باقیات ص ۳۶۲	نوادرِ اقبال ص ۱۹۰ رختِ سفر ص ۱۱۴ اصلاحاتِ اقبال ص ۶۲
نصیحت :	۲۱۴	بیاضِ پنجم ص ۳			
نصیحت	۶۱۶	-			
نفسیاتِ حاکمی	۶۲۳	بیاضِ ہفتم ص ۶			
نفسیاتِ غلامی	۶۰۲	" ص ۶			
"	۶۲۰	" ص ۸			
نکتۂ توحید	۵۱۵	" ص ۹			
نگاہ	۵۶۶	" ص ۱۰			
نگاہِ شوق	۵۷۳	" ص ۱۵			
نماز	۴۹۹	" ص ۳			
نمودِ صبح (شکریہ)[1]	۱۵۳	-			رختِ سفر ص ۲۰۰، ۴۱ تلاش و تاثر ص ۴۰
نوائے غم	۱۲۴	بیاضِ اوّل ص ۸۱ مخزن جون ۱۹۱۲ زمانہ جولائی ۱۹۱۳	اقبال از احمد دین ۹۳، ۳۵۹، ۳۰۰ کلیات ص ۹۸ بیاضِ اعجاز ص ۲۸۳		تنقیدیں اور خاکے ص ۱۵۲ اصلاحاتِ اقبال ص ۵۲
نویدِ صبح	۲۱۱	بیاضِ اوّل ص ۹۶ مخزن جنوری ۱۹۱۲	کلیات ص ۶۸ بیاضِ اعجاز ص ۳۰۱ اقبال از احمد دین ص ۲۸۱		اصلاحاتِ اقبال ص ۴۲
نیا شوالہ	۸۸	مخزن مارچ ۱۹۰۵ وطن اخبار ۷ اپریل ۱۹۰۵	کلیات ص ۵۰ اقبال از احمد دین ص ۹۰ بیاضِ اعجاز ص ۱۵۶	ابتدائی کلام ص ۳۷۷/۴۲۷ سرود ص ۱۲۵ باقیات ص ۳۳۹	اصلاحاتِ اقبال ص ۴۴ نوادرِ اقبال ص ۲۴۷ رختِ سفر ص ۸۰۷ تنقیدیں اور خاکے ص ۱۶۱

[1] یہ نظم دراصل نظم "شکریہ" کے ابتدائی اشعار ہیں :

نظم	کلیات ص	بیاض + ابتدائی اشاعت	بیاض اعجاز، کلیات اقبال از وزیر احمد دین	سرود، باقیات ابتدائی کلام + روزگار فقیر	رخت سفر، نوادر، اصلاحات اقبال دیگر مجموعے
والدہ مرحومہ کی یاد میں	۲۳۶	بیاض سوم ص ۲۳ صوفی اگست ۱۹۲۰	۳۴۶ و بیاض اعجاز ص ۳۴۲ کلیات ص ۱۰۹	سرود ص ۱۳۸ باقیات ص ۳۷۲ روزگار فقیر ص ۳۴۵	رخت سفر ص ۲۰ - ۲۲ اصلاحات اقبال ص ۷۷ تنقیدیں اور خاکے ص ۱۶۵
وجود	۵۷۶				
وحی	۵۰۰	بیاض ہفتم ص ۱۰			
وصال	۱۲۰	بیاض اول ص ۱۰۱، ۹۲	بیاض اعجاز ص ۲۳۱ کلیات ص ۱۱۲	ابتدائی کلام ۳۱۹/۴۴۰	اصلاحات اقبال ص ۵۲ تلاش و تاثر ص ۷۴
وطنیت..	۱۶۰				
ہارون کی آخری نصیحت	۴۵۸	بیاض ششم ص ۲۵			
ہسپانیہ..	۳۹۵	بیاض پنجم ص ۱۵			
ہلال عید	۱۸۱	نیرنگ خیال فروری ۱۹۲۷ کشمیری اخبار اگست ۱۹۱۵	کلیات ص ۴۸		
ہمالہ	۲۱	مخزن دسمبر ۱۹۰۰ مخزن اپریل ۱۹۰۱	بیاض اعجاز ص ۲۱۶ کلیات ص ۳۶ اقبال از احمد دین ۲۲۳/۳۰۶	ابتدائی کلام ۱۰۶، ۳۶۴ باقیات ص ۲۷۵ سرود ص ۸۹	اصلاحات اقبال ص ۱۳ نوادر ص ۱۹۲ رخت سفر ص ۱۲۲
ہمایوں	۲۵۴	بیاض چہارم ص ۱۶ ہمایوں جنوری ۱۹۲۲	کلیات ص ۵۷ بیاض اعجاز ص ۳۵۹		
ہمدردی	۳۵		بیاض اعجاز ص ۳۳۶ کلیات ص ۹۰	باقیات ص ۵۶۱ روزگار فقیر ص ۳۶۸ ابتدائی کلام ۱۳۵، ۳۷۵	اردو کی پانچویں کتاب
ہندوستانی بچوں کا گیت	۸۷	بیاض ہفتم ص ۴ مخزن فروری ۱۹۰۵ وطن اخبار ۱۰ مارچ ۱۹۰۵	بیاض اعجاز ص ۱۵۱ کلیات ص ۶۶	باقیات ص ۳۳۸ ابتدائی کلام ص ۲۴۳، ۴۲۴ سرود ص ۱۲۴	اصلاحات اقبال ص ۴۳
ہندی اسلام	۴۹۷	-			
ہندی مسلمان	۴۸۸	بیاض ہفتم ص ۱۲			
ہندی مکتب	۵۳۹	" ص ۳			
ہنروران ہند	۵۹۰	" ص ۷			
یورپ	۴۵۹	" ششم ص ۲			
یورپ اور سوریا	۶۱۱	" ہفتم ص ۱۶			
یورپ اور یہود	۶۰۱	" " ص ۳			
یورپ سے ایک خط اور جواب	۴۴۰				

بانگِ درا کی غزلیات

ردیف (قافیہ)	پہلا مصرع	کلیات ص	بیاضیں، اخبارات و رسائل میں اشاعت و کلیات میں	باقیات کے مجموعے
ابھی (مقام)	نالہ ہے بلبلِ شوریدہ ترا خام ابھی	۲۷۸	کلیات ص ۲۷۸ بیاضِ اعجاز ص ۲۶، ۲۷ مخزن مئی ۱۹۱۷ زمانہ اگست ۱۹۱۷ زمانہ " ۱۹۱۸	اقبال از احمد دین ص ۲۸۵ باقیات ص ۴۹۹ سرود ۱۵۸ نوادرِ اقبال ۲۹۶ اصلاحاتِ اقبال ص ۸۱
تھی (تماشاؤں میں)	یوں تو اے بزمِ جہاں دلکش تھے ہنگامے ترے	۱۳۸	بیاض اول ص ۱۱۲ بیاضِ اعجاز ص ۲۱	ابتدائی کلام اقبال ص ۳۲۲ باقیات ص ۵۸۶ روزگارِ فقیر ص ۳۰۳
تھی (عار کیا)	نہ آتے ہمیں اس میں تکرار کیا تھی	۹۸	مخزن جون ۱۹۰۱ بیاضِ اعجاز ص ۲۹ نوادر ص ۱۱۰، رختِ سفر ۹۲	کلیات ص ۱۸ ابتدائی کلام ص ۱۱۱، ۳۶۷ سرود ص ۲۴۰، ۱۵۱ باقیات ۴۶۱
دیکھ (بار بار)	گلزارِ ہست و بود نہ بیگانہ وار دیکھ	۹۸		ابتدائی کلام اقبال ص ۱۸۵
دے (لیلیٰ بھی چھوڑ)	مجنوں نے شہر چھوڑا تو صحرا بھی چھوڑ دے	۱۰۷	بیاضِ اعجاز ص ۱۵ کلیات ص ۳۰ مخزن جون ۱۹۱۷، مئی ۱۹۰۵ فصیح الملک مئی ۱۹۰۵	ابتدائی کلام ص ۲۸۰ سرود ص ۱۶۰ باقیات ص ۴۵۱ نوادرِ اقبال ص ۲۹۷ اصلاحاتِ اقبال ص ۴۸ تلاش و تاثر ص ۴۲
رکھ (آزاد)	گرچہ تو زندانیِ اسباب ہے	۲۸۲	بیاضِ اعجاز ص ۲۷ کلیات ص ۳۴ بیاضِ چہارم ص ۹ صوفی ستمبر ۱۹۱۹	
رہی (زیرِ لبی)	تہِ دام بھی غزل آشنا رہے طائرانِ چمن تو کیا	۲۸۱	صوفی جنوری ۱۹۲۴ کریسنٹ میگزین مئی ۱۹۲۳ کلیات ص ۴۲	اصلاحاتِ اقبال ص ۸۳
ہے (جہاں)	عجب واعظ کی دینداری ہے یا رب	۹۹	بیاضِ اعجاز ص ۵۱	ابتدائی کلام اقبال ص ۱۱۸، ۳۷۰
گا (آرزو)	زمانہ دیکھے گا جب مرے دل سے محشر اٹھے گا گفتگو کا	۱۳۶	مخزن اپریل ۱۹۰۶	ابتدائی کلام ص ۲۹۸، ۴۳۵ اصلاحاتِ اقبال ص ۵۷ سرود ۱۵۹ رختِ سفر ۸۴
کر (تماشائی)	پردہ چہرے سے اٹھا انجمن آرائی کر	۲۷۹	مخزن مارچ ۱۹۱۷ صوفی نظار مارچ ۱۹۱۶ بیاضِ اعجاز ص ۳ کلیات ص ۷	اصلاحاتِ اقبال ص ۸۲ روزگارِ فقیر ۳۱۹ اقبال از احمد دین ص ۲۷۹
کرے (ناز)	کشادہ دستِ کرم جب وہ بے نیاز کرے		مخزن جون ۱۹۰۴ کلیات ص ۱۹ بیاضِ اعجاز ص ۴۲	سرود ۱۹۲، باقیات ۳۴۴ نوادر ۵۲، رختِ سفر ۹۳ ابتدائی کلام ۲۵۰، ۴۱۹
کوئی (وا کرے)	ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی	۱۰۲	مخزن اپریل ۱۹۰۳ پیسہ اخبار ۲۰ مئی ۱۹۰۳ کلیات ص ۱۵ بیاضِ اعجاز ص ۲	ابتدائی کلام ص ۲۰۴، ۴۰۰ نوادرِ اقبال ص ۴۳ اقبال از احمد دین ص ۲۰۴ باقیات ص ۴۴۴ سرود ۱۲۴، رختِ سفر ص ۹۱
گا (یار ہو)	زمانہ آیا ہے بے حجابی کا عام دیدارِ یار ہو گا	۱۴۰	مخزن مارچ ۱۹۰۷ کشمیری اخبار ۲۱ اگست ۱۹۲۴ مخزن جنوری ۱۹۰۹ بیاضِ اعجاز ص ۴	باقیات ص ۴۹۴ اقبال از احمد دین ص ۱۳۶ نوادرِ اقبال ص ۲۹۷ سرود ص ۱۵۸
گئی (دنیا بھی)	اے بادِ صبا کملی والے سے جا کہیو پیغام مرا	۲۷۷	بیاض اول ص ۹۲، ۹۳	بیاضِ اعجاز ص ۳۰
لیے (جلانے کے)	لاؤں وہ تنکے کہیں سے آشیانے کے لیے	۹۹	مخزن نومبر ۱۹۰۱ پیسۂ فولاد ۲۲ جنوری ۱۹۰۲ کلیات ص ۲۳	سرود ص ۱۹۰ نوادرِ اقبال ص ۳۴ اقبال از احمد دین ص ۲۰۹ باقیات ص ۳۹۱ ابتدائی کلام اقبال ص ۱۲۰/۳۷۱
میں (تارے)	چمک تیری عیاں بجلی میں آتش میں شرارے میں	۱۳۸	مخزن دسمبر ۱۹۰۶ عصمت جولائی ۱۹۱۷ کلیات ص ۸	سرود ص ۱۵۸ نوادر ص ۷۵ اقبال از احمد دین ص ۳۱۵ رختِ سفر ص ۸۶ باقیات ص ۴۵۰

نظم	پہلا مصرع	کلیات ص	بیاض، اخبارات و رسائل میں اشاعت، کلیات حیدرآباد	باقیات کے مجموعے
میں (جاہل ہوں)	سختیاں کرتا ہوں دل پر غیر سے غافل ہوں میں		مخزن دسمبر ۱۹۰۲ء صوفی ستمبر ۱۹۱۹ باقیات ص ۱۰۶ اصلاحات اقبال ص ۴۷	بیاض اعجاز ص ۴۷ ابتدائی کلام ص ۱۶۶، ۳۸۵ نوادر ص ۵۸، رخت سفر ۸۷ اقبال از احمد دین ص ۳۱۸
میں (مکینوں)	جنہیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں	۱۰۳	کلیات ص ۱۰ سرود ص ۱۲۳ رخت سفر ص ۹۹	ابتدائی کلام ص ۳۷۶، ۴۴۳ باقیات ص ۴۴۳ نوادر اقبال ص ۲۹۸
میں (نیاز)	کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں	۲۸۰	خطیب دہلی مئی ۱۹۱۶ مخزن مئی ۱۹۱۲ نظام المشائخ مئی ۱۹۱۶ پیسہ اخبار ۳ دسمبر ۱۹۲۵ روداد انجمن اپریل ۱۹۱۲ کلیات ص ۶، بیاض اول ص ۹۵	بیاض اعجاز ص ۷ اصلاحات اقبال ص ۸۳ اقبال از احمد دین ص ۳۲۲ رخت سفر ص ۸۷ اصلاحات اقبال ص ۸۳ تلاش و تاثر ص ۴۵
ہیں (دم کے سوا کچھ)	زندگی انسان کی اک دم کے سوا کچھ بھی نہیں	۱۲۵	بیاض اعجاز ص ۶۱ بیاض اول ص ۹۵	ابتدائی کلام ص ۳۹۲، ۴۳۵
ہو (گلستاں)	پھر باد بہار آئی اقبال غزل خواں ہو	۲۸۰	بیاض اول ص ۱۰۸ بیاض دوم ص ۲ بیاض اعجاز ص ۳۷	
ہوا (کیونکر)	کیا کہوں اپنے چمن سے میں جدا کیونکر ہوا	۱۰۰	خدنگ نظر لکھنؤ فروری ۱۹۰۳ مخزن فروری ۱۹۰۳	ابتدائی کلام ص ۱۹۰، ۳۹۴ اصلاحات اقبال ص ۴۶ باقیات ص ۳۶۶ اقبال از احمد دین ص ۳۱۶ سرود ص ۱۲۰، رخت سفر ۸۶
ہوں (چاہتا)	ترے عشق کی انتہا چاہتا ہوں	۱۰۵	مخزن جنوری ۱۹۰۴ء کلیات ص ۱۳	ابتدائی کلام ص ۲۳۴، ۴۱۳ رخت سفر ص ۹۰، نوادر ص ۵۰ سرود ص ۱۶۱ اقبال از احمد دین ص ۲۰۸
ہے (پیرہن ہستی)	الٰہی عقل خجستہ پے کو ذرا سی دیوانگی سکھا دے	۱۳۵	بیاض اعجاز ص ۶۳	ابتدائی کلام اقبال ص ۲۹۷ روزگار فقیر ص ۳۰۴
ہے (زباں تک)	کہوں کیا آرزوئے بیدلی مجھ کو کہاں تک ہے		مخزن اکتوبر ۱۹۰۳ کلیات ص ۲۳ بیاض اعجاز ص ۴۵ دکن ریویو دسمبر ۱۹۰۴ء	سرود ص ۱۹۳، رخت ص ۹۲ نوادر اقبال ص ۴۷ باقیات ص ۴۴ ابتدائی کلام اقبال ۲۲۳، ۴۰۸
ہے (خاموش)	یہ سرود قمری و بلبل فریب گوش ہے	۲۷۸	بیاض اول ص ۱۱۰ بیاض اعجاز ص ۶۲	روزگار فقیر ص ۲۹۳
ہیں (شام کرتے)	مثال پرتو مے طوف جام کرتے ہیں۔	۱۳۹	دکن ریویو دسمبر ۱۹۰۵ وطن اخبار نومبر ۱۹۰۵ کلیات ص ۱۷ بیاض اعجاز ص ۴۱	ابتدائی کلام ص ۲۸۹، ۴۳۳ سرود ص ۲۴۲ باقیات ص ۱۵۴
ہیں (والے)	انوکھی وضع ہے سارے زمانے سے نرالے ہیں	۱۰۱	دکن ریویو اگست ۱۹۰۴ء ادیب حیدرآباد جون ۱۹۱۱ مخزن اپریل ۱۹۱۸ بیاض اعجاز ص ۱	ابتدائی کلام ص ۲۴۰، ۴۲۲ باقیات ص ۴۵ کلیات ص ۱۲

بالِ جبریل کی غزلیات

		کلیات	
آتشناک (نالہ)	یہ دیر کہن کیا ہے انبارِ خس و خاشاک	ص ۳۳۳	مسودہ بالِ جبریل
آخر (جواب)	افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر	۳۴۴	بیاض پنجم ص ۱۹
آزاد (بندۂ)	اثر کرے نہ کرے سن تو لے مری فریاد	۳۱۱	مسودہ بالِ جبریل
آشنائی (آتش)	مری نوا سے ہوئے زندہ عارف و عامی	۳۶۵	بیاض پنجم ص ۹
آمیز (جنوں)	یہ کون غزل خواں ہے پرسوز و نشاط انگیز	۳۱۸	" ص ۲۰
آیا (مقام)	مجھے آہ و فغانِ نیم شب کا پھر پیام آیا	۳۴۹	" ص ۱۲ — تاج لاہور اکتوبر ۱۹۳۰
اسرافیل (صور)	خودی ہو علم سے محکم تو غیرتِ جبریل	۳۵۵	" ص ۹
باقی (رہ گئے)	رہا نہ حلقۂ صوفی میں سوز مشتاقی	۳۵۷	" ص ۹
بغداد (کوفہ و)	کریں گے اہلِ نظر تازہ بستیاں آباد	۳۶۲	" ص ۱۹
بندی (حنا)	کی حق سے فرشتوں نے اقبال کی غمازی	۳۶۳	" ص ۱۸
بے رنگ و دو	ہر اک مقام سے آگے گزر گیا مہ نو	۳۶۶	مسودہ بالِ جبریل
بیداری (دل کی)	دلِ بیدار فاروقی، دلِ بیدار کراری	۳۲۹	"
بے نوری	یہ پیرانِ کلیسا و حرم اے وائے مجبوری	۳۵۱	"
با برحجاب (جلوہ ہائے)	یہ حوریانِ فرنگی دل و نظر کا حجاب	۳۲۸	بیاض پنجم ص ۱۴
بادشاہی (مقام)	یہ پیام دے گئی ہے مجھے بادِ صبح گاہی	۳۳۷	" ص ۲۰
پرہیز (دی)	ضمیر لالہ مئے لعل سے ہوا لبریز	۳۰۸	" ص ۹
تازیانہ (گلہ کا)	تجھے یاد کیا نہیں ہے مرے دل کا وہ زمانہ	۳۰۷	" ص ۹
تنگ (ہے)	ہے یاد مجھے نکتۂ سلمانِ خوش آہنگ	۳۶۸	مسودہ بالِ جبریل
جائے (مشکل نہ بن)	پریشاں ہو کے میری خاک آخر دل نہ بن جائے	۳۰۲	" ص ۱۳
چالاک (جنوں لا تھا)	ہوا نہ زور سے اس کے کوئی گریباں چاک	۳۵۸	" ص ۷
چمن (مرغِ)	پھر چراغِ لالہ سے روشن ہوئے کوہ و دمن	۳۲۲	مسودہ بالِ جبریل
خاک (مری)	فطرت نے نہ بخشا مجھے اندیشۂ چالاک	۳۶۱	"
خام (تمنائے)	ڈھونڈ رہا ہے فرنگ عیشِ جہاں کا دوام	۳۵۴	بیاض پنجم ص ۱۴
خداوندی (شان)	متاعِ بے بہا ہے درد و سوزِ آرزومندی	۳۰۶	" ص ۹
خویشی (نسبت)	امیں راز ہے مردانِ حر کی درویشی	۳۲۱	مسودہ بالِ جبریل
خیزی (سحر)	زمستانی ہوا میں گرچہ تھی شمشیر کی تیزی	۳۳۲	بیاض پنجم ص ۱۷
دمبدم (سوز)	عشق سے پیدا نوائے زندگی میں زیر و بم	۳۲۴	مسودہ بالِ جبریل
دوش	کھو نہ جا اس سحر و شام میں اے صاحبِ ہوش	۳۶۶	"
راحلہ (منزل)	گرمِ فغاں ہے جرس اٹھ کہ گیا قافلہ	۳۶۴	"
رازی (کارا)	نے مہرہ باقی نے مہرہ بازی	۳۶۳	بیاض پنجم ص ۹
راہی (کھٹکا ہوا)	پوچھ اس سے کہ مقبول ہے فطرت کی گواہی	۳۲۷	مسودہ بالِ جبریل
رقیب (نظارے)	شعور و ہوش و خرد کا معاملہ ہے عجیب	۳۷۰	"
رندانہ (حدیث)	خرد نے مجھ کو عطا کی نظر حکیمانہ	۳۴۳	بیاض پنجم ص ۱۴
روباہی	تھا جہاں مدرسۂ شیری و شاہنشاہی	۳۴۷	مسودہ بالِ جبریل

ردیف (قافیہ)	پہلا مصرع	کلیات صفحہ	ماخذ
ساقی (رستاخیز)	دگرگوں ہے جہاں تاروں کی گردش تیز ہے ساقی	۳۰۳	بیاض پنجم ص ۱۱
ساقی (مقام اے)	لا پھر اک بار وہی بادہ و جام اے ساقی	۳۰۷	" " ص ۲۱
شاہ (شاہوں کا)	فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ	۳۶۹	
شہنشاہی (اسرار)	جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی	۳۶۸	" ص ۱۲
صحرا (اندازہ)	سما سکتا نہیں پہنائے فطرت میں مرا سودا	۳۶۷	مسودہ بال جبریل
طریق	ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق	۳۳۶	"
غلاف (حرم کا)	کمال جوش جنوں میں رہا میں گرمِ طواف	۳۷۰	"
فراوانی (حیرت کی)	اک دانشِ نورانی اک دانشِ برہانی	۳۱۱	"
فرنگیانہ (سحر)	اعجاز ہے کسی کا یا گردشِ زمانہ	۳۶۲	" ص ۱۷
کا (غازی)	مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دل نوازی کا	۳۲۳	" ص ۱۱
کا (مستعار)	کیا عشق ایک زندگیٔ مستعار کا	۳۰۱	" ص ۵
کبریائی (شہید)	ہر چیز ہے محوِ خود نمائی	۳۶۵	
کر (رنگ و بو)	فطرت کو خرد کے روبرو کر	۳۵۹	" ص ۱۲
کر (شمار)	گیسوئے تابدار کو اور بھی تابدار کر	۲۹۹	
کلیم (بے چوب)	تازہ پھر دانشِ حاضر نے کیا سحرِ قدیم	۳۵۲	" ص ۱۰
کیوں (دے خو)	وہ حرفِ راز کہ مجھ کو سکھا گیا ہے جنوں	۳۱۹	
گزر (مقام سے)	تو ابھی رہگزر میں ہے قیدِ مقام سے گزر	۳۲۱	ص ۱۵
گناہ (بلند ہے)	تری نگاہ فرومایہ ہاتھ ہے کوتاہ	۳۳۸	" ص ۲۰
لیے (جہاں کے)	نہ تو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے	۳۴۱	" ص ۱۹
ماہی (مرغ و)	ہر شے مسافر ہر چیز راہی	۳۶۴	" ص ۱۸
مردانہ (سہج)	یوں ہاتھ نہیں آتا وہ گوہرِ یک دانہ	۳۵۹	" ص ۶
مشتاقی (طغیاں)	نہ ہو طغیانِ مشتاقی تو میں رہتا نہیں باقی	۳۵۰	" ص ۱۲
میرا (جہاں تیرا ہے)	اگر کج رو ہیں انجم آسماں تیرا ہے یا میرا	۲۹۸	" ص ۲۲
میں (تو کہ)	عالم آب و خاک و باد سرِ عیاں ہے تو کہ میں	۳۲۰	" ص ۱۹
میں (جہاں سمجھا تھا)	اپنی جولاں گاہ زیرِ آسماں سمجھا تھا میں	۳۱۰	" ص ۲۵ کاروان سالنامہ ۱۹۳۳ ناقوس فروری ۱۹۳۳ فردوس " "
میں (صفات میں)	مری نوائے شوق سے شور حریمِ ذات میں	۲۹۷	مسودہ بال جبریل
نہیں (چارہ)	خودی وہ بحر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں	۳۳۶	بیاض پنجم ص ۳۰
نہیں (حضور)	عقل گو آستاں سے دور نہیں	۳۲۵	" ص ۲۰
نہیں (دور)	تو اے اسیر مکاں لامکاں سے دور نہیں	۳۴۲	" ص ۱۹
نہیں (کچھ اور)	خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں	۳۳۹	" ص ۲۰
نہیں (لذت نیاز)	خودی کی شوخی و تندی میں کبر و ناز نہیں	۳۳۰	" ص ۷
وری (خاکی و)	کمالِ ترک نہیں آب و گل سے مہجوری	۳۳۴	" ص ۲۰
نے نوازی (کمالِ)	وہی میری کم نصیبی وہی تیری بے نیازی	۳۰۹	بیاض پنجم ص ۸
ہدف (کوئی)	میر سپاہ ناسزا لشکریاں شکستہ صف	۳۳۱	
ہنرمند (صفاکیش و)	یارب یہ جہانِ گذراں خوب ہے لیکن	۳۱۲	

نظم/غزل	پہلا مصرع	کلیات ص	ماخذ
ھو (اللہ)	مٹا دیا مرے ساقی نے عالم من و تو	۳۰۵	بیاض پنجم ص ۱۰
ہے (اسرار بھی)	مکتبوں میں کہیں رعنائی افکار بھی ہے	۳۵۱	" ص ۹
ہیں (امتحاں اور بھی)	ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں۔	۳۵۳	" ص ۱۰
ہے (ادراک میں)	حادثہ وہ جو ابھی پردۂ افلاک میں ہے	۳۵۶	" ص ۸
ہے (انتہا کیا)	خرد مندوں سے کیا پوچھوں کہ میری ابتدا کیا ہے	۳۴۷	" ص ۱۳
ہے (بارگاہ میں)	نہ تخت و تاج میں نے لشکر و سپاہ میں ہے	۳۶۱	" ص ۹
ہے (بے باک میں)	دل سوز سے خالی ہے نگہ پاک نہیں ہے	۳۲۵	- -
ہے (تیموری کیا)	نگاہ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے	۳۴۰	" ص ۱۳

ضربِ کلیم کی غزلیات

قافیہ ردیف نظم/غزل	پہلا مصرع	کلیات ص	ماخذ
بے نیازی (حجازی)	نہ میں اعجمی نہ ہندی نہ عراقی و حجازی	کلیات ص ۵۳۵	بیاض ہشتم ص ۵
چارہ (کہن ۲)	دلِ مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ	" ص ۴۹۸	" ص ۲۲
چراغ (حسن ۲)	ملے گا منزلِ مقصود کا اسی کو سراغ	" ص ۵۴۷	" ص ۱۱
خاشاک (خس و)	دریا میں موتی اے موجِ بے باک	" ۵۷۵	- -
ناصبور (دلِ)	تری متاعِ حیات علم و ہنر کا سرور	" ۵۱۳	

قطعات و رباعیات

نمبر	پہلا مصرع	صفحہ بانگِ درا	بیاضی/اولین ماخذ	دیگر ماخذ
۱	اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے	۳۷۱		
۲	اقبال نے کل اہلِ خیاباں کو سنایا۔	۳۸۲	زمانہ مئی ۱۹۳۸	
۳	فطرت مری مانند نسیم سحری ہے	۴۶۲		
۴	کل اپنے مریدوں سے کہا پیرِ مغاں نے	۴۶۲		
۵	کل ایک شوریدہ خواب گاہِ نبی پہ	۱۶۲	بیاض اعجاز ص ۱۷ پنجاب ریویو جولائی ۱۹۱۱	اصلاحاتِ اقبال ص ۶۱ صوفی نومبر ۱۹۱۱ء
	رباعیات:			
۱	ظلامِ بحر میں کھو کر سنبھل جا:	۳۷۲	بیاض پنجم ص ۱۸	
۲	مکانی ہوں کہ آزادِ مکاں ہوں	"	" "	
۳	خودی کی خلوتوں میں گم رہا ہوں	۳۷۳	" "	
۴	پریشاں کاروبارِ آشنائی:	"	" "	
۵	یقیں مثلِ خلیل آتش نشینی	"	" "	
۶	عرب کے سوز میں سازِ عجم ہے:	۳۷۴	" "	
۷	کوئی دیکھے تو میری نے نوازی،	"	" "	
۸	ہر اک ذرہ میں ہے شاید مکیں دل	"	" "	
۹	ترا اندیشہ افلاکی نہیں ہے،	"	" "	
۱۰	نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری	"	" "	

نمبر	مصرع	صفحہ	بیاض	صـ
۱۱	خودی کی جلوتوں میں مصطفائی	۳۷۵	"	"
۱۲	نگہ الجھی ہوئی ہے رنگ و بو میں	"	"	"
۱۳	جمالِ عشق و مستی نے نوازی	"	"	"
۱۴	وہ میرا رونقِ محفل کہاں ہے۔	۳۷۶	"	"
۱۵	سوادِ ناقہ و محمل نہیں ہیں	"	"	"
۱۶	ترے سینے میں دم ہے دل نہیں ہے	"	"	"
۱۷	ترا جوہر ہے نوری پاک ہے تو	"	-	-
۱۸	محبت کا جنوں باقی نہیں ہے	۳۷۷	-	-
۱۹	خودی کے زور سے دنیا پہ چھا جا	"	-	-
۲۰	چمن میں رختِ گل شبنم سے تر ہے	"	-	-
۲۱	خرد سے راہرو روشن بصر ہے	"	-	-
۲۲	جوانوں کو مری آہِ سحر دے	۳۷۸	بیاض پنجم	صـ ۱۹
۲۳	تری دنیا جہانِ مرغ و ماہی	"	-	
۲۴	کرم تیرا کہ بے جوہر نہیں میں	"	-	
۲۵	وہی اصلِ مکان و لامکاں ہے	"	-	
۲۶	کبھی آوارہ و بے خانماں عشق	۳۷۹	-	
۲۷	کبھی تنہائی کوہ و دمن عشق	"	-	
۲۸	عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر	"	-	
۲۹	یہ نکتہ میں نے سیکھا بوالحسن سے	"	-	
۳۰	خرد واقف نہیں ہے نیک و بد سے	۳۸۰	-	
۳۱	خدائی اہتمامِ خشک و تر ہے	"	بیاض پنجم	صـ ۱۸
۳۲	یہی آدم ہے سلطاں بحر و بر کا	"	-	
۳۳	دمِ عارف نسیمِ صبحدم ہے	"	-	
۳۴	رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے	۳۸۱	-	
۳۵	کھلے جاتے ہیں اسرارِ نہانی	"	-	
۳۶	زمانے کی یہ گردش جاودانہ	"	-	
۳۷	حکیمی نامسلمانی خودی کی	"	-	
۳۸	ترا تن روح سے ناآشنا	۳۸۲	بیاض ششم	صـ ۲۴
۳۹	مری شاخِ امل کا ہے ثمر کیا۔	۴۷۱	"	"
۴۰	فراغت دے اسے کارِ جہاں سے	"	"	۲۶
۴۱	دگرگوں عالمِ شام و سحر کر	۴۷۲	"	"
۴۲	غریبی میں ہوں محسودِ امیری	"	"	۲۵
۴۳	خرد کی تنگ دامانی سے فریاد	۴۷۳	"	۲۴
۴۴	کہا اقبال نے شیخِ حرم سے	"	"	"
۴۵	کہن ہنگامہ ہائے آرزو سرد	"	"	"
۴۶	حدیثِ بندۂ مومن دل آویز	۴۷۴	"	۲۶
۴۷	تمیزِ خار و گل سے آشکارا	"	"	"
۴۸	نہ کر ذکرِ فراق و آشنائی	"	"	"
۴۹	ترے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے	"	"	۲۷
۵۰	خرد دیکھے اگر دل کی نگہ سے	۴۷۵	"	۲۸
۵۱	کبھی دریا سے مثلِ موج ابھر کر	۴۷۸	"	۲۸

قطعہ	مجموعہ کلیات ص	بیاض، اولین رسالت، اقبال وزاحمد دین	سرود، باقیات، کلیات وغیرہ بیاض اعجاز
ظریفانہ کلام			
مشرق میں اصولِ دین بن جاتے ہیں۔	۲۸۲	بیاض سوم ص ۱۳ زمانہ کانپور جولائی ۱۹۱۴ اقبال وزاحمد دین ۲۱۷ پیسہ اخبار ۲۷ اگست ۱۹۲۵	بیاض اعجاز ص ۱۱۴ کلیات ص ۲۷
لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی	۲۸۳	روداد انجمن اپریل ۱۹۱۴ بیاض سوم ص ۵۳ اقبال وزاحمد دین ص ۲۱۹	بیاض اعجاز ص ۱۱۴ کلیات ص ۲۷
شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں	۲۸۳	تمدن اکتوبر ۱۹۱۴ انقلاب فروری ۱۹۲۶ بیاض سوم ص ۵	بیاض اعجاز ص ۱۱۴ اقبال وزاحمد دین ص ۲۲۰ کلیات ص ۲۷-۲۸
یہ کوئی دن کی بات ہے اے مردِ ہوش مند	۲۸۴	بیاض سوم ص ۵ اقبال وزاحمد دین ص ۲۲۰	بیاض اعجاز ص ۱۱۸ روداد انجمن اپریل ۱۹۱۴ کلیات ص ۲۸
تعلیم مغربی ہے بہت جرأت آفریں	۲۸۴	بیاض سوم ص ۶ اقبال وزاحمد دین ص ۲۱۸	بیاض اعجاز ص ۱۱۷
کچھ غم نہیں جو حضرتِ واعظ ہیں تنگ دست	۲۸۴	بیاض سوم ص ۵	بیاض اعجاز ص ۱۱۹ کلیات ص ۳۱
تہذیب کے مریض کو گولی سے فائدہ	۲۸۴	بیاض سوم ص ۵ اقبال وزاحمد دین ۲۱۹ تمدن اکتوبر ۱۹۱۴ انقلاب فروری ۱۹۲۶	بیاض اعجاز ص ۱۱۹ کلیات ص ۲۹
انتہا بھی اس کی ہے آخر خریدیں کب تلک	۲۸۵	بیاض سوم ص ۶ تمدن اکتوبر ۱۹۱۴ انقلاب فروری ۱۹۲۶	بیاض اعجاز ص ۱۱۷ کلیات ص ۲۹
ہم مشرق کے مسکینوں کا دل مغرب میں جا اٹکا ہے	۲۸۵	بیاض سوم ص ۵۳ انقلاب فروری ۱۹۲۶	کلیات ص ۲۹ بیاض اعجاز ص ۱۱۹
اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہیں۔	۲۸۵	بیاض سوم ص ۵۳	بیاض اعجاز ص ۱۱۷
ہاتھوں سے اپنے دامنِ دنیا نکل گیا۔	۲۸۶	" ص ۶	"
وہ مس بولی ارادہ خودکشی کا جب کیا میں نے	۲۸۶	" "	"
نادان تھے اس قدر کہ نہ جانی عرب کی قدر	"	" ص ۸	" ص ۱۱۵، کلیات ص ۱۳۱
ہندوستان میں جزوِ حکومت ہیں کونسلیں	"		" ص ۱۱۶
ممبری امپیریل کونسل کی کچھ مشکل نہیں	"	بیاض دوم ص ۵	" ص ۱۱۶
دلیلِ مہر و وفا اس سے بڑھ کے کیا ہوتی	۲۸۷	" ص ۱۴	" "
فرما رہے تھے شیخ طریقِ عمل پہ واعظ	۲۸۷	بیاض اول ص ۴۸ بیاض سوم ص ۱۱	" " ص ۲۵۷
دیکھیے چلتی ہے مشرق کی تجارت کب تک	۲۸۸	بیاض سوم ص ۵ زمانہ جنوری ۱۹۱۵	کلیات ص ۳۰
تھا یہ اک روز ہوئی لونڈے سے یوں گرم سخن	۲۸۸	بیاض سوم ص ۱۲	بیاض اعجاز ص ۱۲۱، روزگارِ فقیر ۳۱۶ باقیات ۴۶۸
رات مچھر نے کہہ دیا مجھ سے	۲۸۹	بیاض چہارم ص ۶	کلیات ص ۲۵ بیاض اعجاز ص ۳۴۴
یہ آیۂ نو، جیل سے نازل ہوئی مجھ پر	۲۸۹	بیاض چہارم ص ۶	کلیات ص ۲۶، سرود ص ۲۳۴ بیاض اعجاز ص ۳۴۶
جان جائے ہاتھ سے جائے نہ ست	۲۸۹	بیاض چہارم ص ۱۰	کلیات ص ۲۷ کلیات ص ۳۰، بیاض اعجاز ص ۳۵۷
محنت و سرمایہ دنیا میں صف آرا ہو گئے	۲۸۹	" ص ۷، " صوفی دسمبر ۱۹۲۱	کلیات ص ۳۱
شام کی سرحد سے رخصت ہے وہ رندِ لم یزل	۲۹۰	" ص ۸	بیاض اعجاز ص ۳۶۶، کلیات ص ۳۲
تکرار تھی مزارع و مالک میں ایک روز	۲۹۰	" ص ۶	" ص ۳۵۸، " ص ۳۰
اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں	۲۹۰	" ص ۷، صوفی دسمبر ۱۹۲۱	کلیات ص ۲۹، بیاض اعجاز ص ۳۵۷
کارخانے کا ہے مالک مردکِ ناکردہ کار	۲۹۱	" ص ۷، صوفی دسمبر ۱۹۲۱	کلیات ص ۳۳، " ص ۳۶۶
سنا ہے میں نے کل یہ گفتگو تھی کارخانے میں	۲۹۱	" ص ۶	
مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے	۳۶۵		

۴

کلامِ اقبال کی الفبائی ترتیب اور مآخذ کا اشاریہ۔

(غیر متداول کلام)

ا متروکہ نظمیں

نمبر شمار	نظم	بیاض (اردو)	سرود، باقیات، روزگار فقیر	رخت سفر، نوادر، تبرکات اقبال	دیگر ماخذ، ابتدائی کلام اقبال
۱	ابر گہر بار	روداد انجمن ۲۷/۲۸ فروری ۱۹۰۳	سرود ص ۲۱۰ باقیات ۱۳۹	تبرکات اقبال ص ۱۶ نوادر ص ۷۹، رخت ص ۵۶ اقبال وزا محمد دین ص ۹۵، ۷۳، ۲۳	ابتدائی کلام ص ۳۹۵ پیسہ اخبار، ۱۲/۲۱ مارچ ۱۹۰۳ء وطن اخبار ۲۰۰۶، ۲۷ مارچ ۱۹۰۳
۲	اتحادی		احسان اخبار		
۳	اتحادی پارٹی		"		
۴	اتحادی حکومت کی شکست		"		
۵	اتحاد پارٹی اور منصب وزارت		"		
۶	احرار اور اتحادِ ملت		"		
۷	آزادیٔ شمشیر	بیاض ہفتم ص ۲۳			
۸	اسلامیہ کالج کا خطاب	روداد انجمن، ۲۱/۲۳ فروری ۱۹۰۲	سرود ص ۳۰ باقیات ص ۱۱۳	نوادر ص ۱۳۸	ابتدائی کلام ص ۱۵۴، ۳۸۱ رسالہ انجمن حمایت اسلام ۱۵ جون ۱۹۰۲ء
۹	اشکِ خوں	بیاض اعجاز ص ۱۲۷	سرود ۱۸۱ باقیات ۷۲	ابتدائی کلام ص ۸۹، ۳۵۷	پروانہ میرٹھ ستمبر ۱۹۰۲ء پنجۂ فولاد ۱۹/۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء
۱۰	انگلیس و عرب	بیاض ہفتم ص ۱۷			
۱۱	اہلِ درد	بیاض اعجاز ص ۵۳	سرود ۵۸ باقیات ۲۰۷	نوادر ۴۲ رخت سفر ۷۴، ۷۵	ابتدائی کلام ۲۰۸/۲۶۴ مخزن مئی ۱۹۰۳
۱۲	ایک خود کلامیہ			نوادر ص ۲۵۹ رختِ سفر ۱۳۳	اقبال از عطیہ بیگم ص ۸۳
۱۳	ایک مکالمہ	-	احسان اخبار		
۱۴	ایک ویدِ منتر کا ترجمہ	بیاض چہارم ص ۹ بیاض اعجاز ص ۱۶۲	باقیات ص ۲۲۱، روزگار ص ۳۱۸		زمانہ اپریل ۱۹۱۹ رسالہ دل نواز ملتان نومبر ۱۹۱۹
۱۵	اقبال کا خطاب غلاموں سے		۴		اخبار ایمان ۹/۲۴ جنوری ۱۹۳۷
۱۶	بچوں کے لیے چند نعتیں	بیاض اعجاز ۳۳۲	روزگار فقیر ۳۸۴ باقیات ۵۴۲		ابتدائی کلام ص ۱۶۲، ۳۷۶ اردو کی پانچویں کتاب ص ۱۴
۱۷	برطانیہ	بیاض ہفتم ص ۳			
۱۸	برگِ گل		سرود ۵۲ باقیات ۱۶۹ روزگار فقیر ۳۱۹	نوادر ۲۵۰ رخت سفر ۱۶۱ ابتدائی کلام ۲۱۱، ۴۰۳	وطن اخبار ۲۹ جولائی ۱۹۰۳ پنجۂ فولاد ۱۷ اگست ۱۹۰۳ مخزن: ستمبر ۱۹۰۳
۱۹	بیخ ہزاری بنی		احسان اخبار		
۲۰	پنجاب کا جواب	بیاض اعجاز ۲۵۵	سرود ۲۳۸ باقیات ۲۱۶	تبرکات اقبال ص ۲۸ رسالہ حق جولائی ۱۹۱۸ ستارۂ صبح جولائی ۱۹۱۸	دبدبۂ سکندری ۶ مئی ۱۹۱۸ زمانہ مئی ۱۹۱۸ وکیل امرتسر ۱۱ مئی ۱۹۱۸
۲۱	پنجۂ فولاد		باقیات ص ۹۴ سرود ص ۲۳۸		کشمیری گزٹ جون ۱۹۰۳ ابتدائی کلام ص ۱۰۴، ۳۶۴
۲۲	پیش کش بہ	بیاض اول ص ۵۹ بیاض اعجاز ۲۹۱	باقیات ۵۲۹ روزگار فقیر ص ۳۴۴		ابتدائی کلام ص ۳۱۷/۴۴۰
۲۳	تنسیخ جہاد	بیاض ہفتم ص ۷			
۲۴	توبہ	بیاض ہفتم ص ۱۴	-	-	-
۲۵	تورانی تحریک	بیاض ہفتم ص ۴	-	-	-
۲۶	جوہرِ ایماں		باقیات ۲۲۶ سرود ص ۲۴	نوادر ص ۴۲ تبرکات اقبال ۵۲	-
۲۷	جہاں تک ہو سکے نیکی کرو	بیاض اعجاز ص ۳۱۰	باقیات ۵۳۷	روزگار فقیر ص ۳۷۱	ابتدائی کلام ص ۱۳۸
۲۸	چاند اور شاعر	بیاض اعجاز ۳۱۹	باقیات ۲۹۴ روزگار ۳۷۶		ابتدائی کلام ص ۱۳۹، ۳۷۶
۲۹	حجاب	بیاض ہفتم ص ۱۰			
۳۰	حیات ابدی	بیاض ہفتم ص ۱۳			
۳۱	خرد مندان دوزخ کے مقالے	بیاض ہفتم ص ۲۳			
۳۲	خطاب بہ مسلم		باقیات ۲۲۲ سرود ۶۵	تبرکات اقبال ۵۶ نوادر ۴۷	ابتدائی کلام ۱۹۱، ۳۸۳
۳۳	خطِ منظوم	بیاض اعجاز ۲۵۲	باقیات ۱۹۳ مزید حوالوں کے لیے دیکھیے اشاریہ متداول کلام		
۳۴	خطاب بہ فرزند آدم	بیاض پنجم ص ۲۳			
۳۵	دربار بہاولپور	بیاض اعجاز ۲	سرود ۱۷۲ باقیات ۱۸۱	رخت ۹۶	مخزن نومبر ۱۹۰۳ وطن ۴ دسمبر ۱۹۰۳ نیرنگ خیال سالنامہ ۱۹۳۴

نمبر شمار	نظم	بیاضیں	سرود، باقیات	روزگارِ فقیر، رختِ سفر	نوادر، تبرکاتِ اقبال، ابتدائی کلام	دیگر ماخذ
۳۶	درویشی	بیاض/روداد	بیاض ہفتم ص ۹			نظم بلت از سید جلال الدین جعفری
۳۷	دعا ★					
۳۸	دین و دنیا	روداد انجمن فروری ۱۹۰۲	سرود ۳۸ باقیات ۱۰۳		نوادر ص ۱۵۵ تبرکات ص ۱۹	ابتدائی کلام ص ۱۲۹/۳۷۹ رسالہ نیا ... ؛ احسان اخبار ۱۹۳۷
۳۹	دیوتا سرد پ ----					
۴۰	زمین و زمانہ	بیاض پنجم ص ۲۱				احسان اخبار ۱۹۳۷
۴۱	سورج کا خوف					مخزن جون ۱۹۱۰
۴۲	شکریہ	بیاض اعجاز ۲۷۶ بیاض اول ص ۳۹	سرود ۱۶۹ باقیات ص ۱۹۹	روزگارِ فقیر ۳۱۵		
۴۳	شکریہ انگشتری		سرود ص ۶۰ باقیات ۱۳۱		نوادر ص ۲۰۵ ابتدائی کلام ص ۱۷۴/۳۸۸	
۴۴	شمشیر برطانیہ	بیاض اعجاز ۲۵۵				
۴۵	شمع زندگانی		باقیات ۲۲۸		ابتدائی کلام ص ۸۸	
۴۶	شہد کی مکھی	بیاض اعجاز ۳۳۷	باقیات ۵۵۱		ابتدائی کلام ۱۳۲/۳۷۵	اردو کی پانچویں کتاب
۴۷	شیشۂ ساعت کی ریگ	بیاض اعجاز ص ۲۷۵	سرود ۸۶ باقیات ۱۲۸		ابتدائی کلام ۲۷۱/...	خدنگ نظر ستمبر ۱۹۰۳ء
۴۸	صدائے لیگ	بیاض اعجاز ۳۵۴	باقیات ص ۵۳۱	رختِ سفر ۱۵۴	اقبال از احمد دین ۲۱۵	زمیندار ۹ نومبر ۱۹۲۱
۴۹	صوفی / صلائے عام	بیاض ہفتم ص ۸	← بیاض ضرب کلیم ہفتم ص ۵			
۵۰	عبداللہ اور میر	بیاض ... ص ۱۹				انوار اقبال ص ۳۰۴
۵۱	علم					
۵۲	عورت	بیاض ہفتم ۲				
۵۳	عورت		باقیات ۵۱۷		اجتماعی کلام ص ۲۹۱ نوادر ۲۲۲	ابتدائی کلام ۸۳/۳۵۹
۵۴	عیش جوانی					
۵۵	غلاموں کی تبلیغ	بیاض ہفتم ص ۸				
۵۶	فلاحِ قوم		سرود ص ۸۰ باقیات ۲۷		نوادر ص ۷۹ ابتدائی کلام ۲۷/۳۴۵	کشمیری میگزین مارچ ۱۹۰۹
۵۷	قربانیٔ خلیل	بیاض اول ص ۴۳			اقبال ریویو (انڈیا)	اپریل/جون ۱۹۷۴ء
۵۸	قصیدہ نواب حیدرآباد				ابتدائی کلام ۳۰۰	
۵۹	قطرۂ اشک				ابتدائی کلام ص ۳۰۰	
۶۰	کلاہ لالہ رنگ		باقیات ص ۲۳۰			احسان اخبار
۶۱	کم ٹو می (Come to me)		باقیات ۵۱۳	نوادر ص ۲۱۸	ابتدائی کلام ۸۶/۳۵۷	
۶۲	گلِ خزاں دیدہ					
۶۳	گم شدہ داستانہ	بیاض اول ص ۳۳				
۶۴	گھوڑوں کی مجلس	بیاض اعجاز ۳۳۲	باقیات ۵۵۴	روزگارِ فقیر ۳۸۸	ابتدائی کلام ۱۳۰/۳۷۵	اردو کی پانچویں کتاب ص ۹۵
۶۵	لا الٰہ الا فرنگی					احسان اخبار
۶۶	لاٹ صاحب کا خیر مقدم	بیاض اعجاز ۲۴۲ روداد فروری ۱۹۰۲ء	باقیات ص ۹۸	نوادر ص ۲۲۰	ابتدائی کلام ۱۵۸/۳۸۰	پنجاب ... ۵ مارچ ۱۹۰۲ء
۶۷	ماتمِ پسر	بیاض اعجاز ۲۵۰	باقیات ۱۶۷ سرود ص ۱۹۵	نوادر ۲۵۵ رختِ سفر ۱۰۷	ابتدائی کلام ۱۶۱/۳۸۲	مخزن جولائی ۱۹۰۲
۶۸	محنت		باقیات ۲۶۰	روزگارِ فقیر ص ۳۸۱	ابتدائی کلام ۱۴۱	اردو کی پانچویں کتاب ص ۵
۶۹	مزدور کا خواب	بیاض اعجاز ۲۸۹	باقیات ص ۲۹۲	روزگارِ فقیر ۳۲۲	ابتدائی کلام ۲۳۸	کشمیری میگزین ۲۱ جنوری ۱۹۱۹ ؛ العزیز ... نومبر ۱۹۱۹
۷۰	معراج		باقیات ۲۲۴ سرود ص ۱۳۵		نوادر ص ۲۶۸ تبرکات ص ۵۰	
۷۱	منشی محبوب عالم کے سفر یورپ پر (دعا)		باقیات ۵۲ سرود ۸۳	رختِ سفر ۱۸۴	ابتدائی کلام ۶۹/۳۵۳	پیسہ اخبار ۲۱ تا ۲۳ مئی ۱۹۰۰
۷۲	میدانِ جنگ		بیاض سوم ص ۲۱			احسان اخبار
۷۳	میرزا محمود حسین					علم مجلسی ۱۹۳۱ء
۷۴	میں اور میری قوم					

★ یہ نظم اقبال سے غلط طور پر منسوب ہے۔ اصل نظم آغا حشر کی ہے۔

نمبر شمار	نظم	بیاضیں	سرود / باقیات	روزگارِ فقیر / رختِ سفر	نوادر، تبرکاتِ اقبال، ابتدائی کلام	دیگر ماخذ
۷۵	نالۂ یتیم	روداد انجمن ۱۹۰۰ فروری ۲۴/۲۵	سرود ص ۹ باقیات ص ۳۴	رختِ سفر ص ۴۲	نوادر ص ۱۰۲ ابتدائی کلام ص ۶۱/۳۵۱	۔ عملیات حیدرآباد ص ۱۵۹
۷۶	نعت، نگاہِ عاشق کی….	بیاض اعجاز ۱۲	سرود ص ۶۲ باقیات ۴۰۰	رختِ سفر ۷۸		زمیندار ۱۱ اپریل ۱۹۱۲ کشمیری میگزین ۲۱ جنوری ۱۹۱۹ العزیز شمارہ رسول نمبر نومبر ۱۹۱۴
۷۷	نعت، ترے قرباں….				خزینۂ رحمت از	چوہدری نور احمد انور
۷۸	نظم بے عنوان، سنفورشاپٹ ۲…	بیاض متفرق				
۷۹	" کہا یہ ایک مرے مہرباں…	بیاض دوم ص ۲۳				
۸۰	" عجب چیز ہے خوب…	" ص ۲۳				
۸۱	" گیا ستارا چمک اٹھا…					
۸۲	" جوشِ نمود سے پیدا…		باقیات ص ۶۰۴	روزگار فقیر ص ۳۵۰	بیاض اعجاز ۷۴۹ بیاض اول ص ۱۰۹	ماہ نو اقبال نمبر ۷۷
۸۳	" عشقِ صادق ہے مجھے…					
۸۴	" یہ عالم عمل ہے عالم دل….	بیاض پنجم ص ۱۷				
۸۵	" ترے غریبوں کو ریاں تنی…			باقیات ۵۳۲ روزگار ص ۳۴۰		"آئینہ حق نما"
۸۶	نظم سلسلۂ احمدیت					
۸۷	وحدت عرب	بیاض ہفتم ص ۱			تبرکات ص ۴۳	صوفی دسمبر ۱۹۱۱ مخزن جنوری ۱۹۱۲
۸۸	ہمارا تاجدار		باقیات ۲۰۶			
۸۹	ہم نہ چھوڑیں گے داس		سرود ۸۲ باقیات ۹۳		ابتدائی کلام ۱۱۸/۳۲۰	کشمیری گزٹ ستمبر ۱۹۰۱ء دسمبر ۱۹۰۴ مخزن فروری ۱۹۰۵
۹۰	یتیم کا خطاب ہلالِ عید سے	بیاض اعجاز ۳۰۴ روداد ۲۲/۲۴ فروری ۱۹۰۱ء	سرود ۱۸ باقیات ۵۶	رختِ سفر ۱۳۲/۱۳۳ اقبال از احمد دین ص ۱۸	نوادر ص ۱۲۲ ابتدائی کلام ص ۹۵/۳۵۹	مخزن دسمبر ۱۹۰۴ جنوری ۱۹۰۵ مئی ۱۹۰۵ پنجۂ فولاد ۱۷/۲۳ اپریل ۱۹۰۲

ب متروکہ غزلیات

	ردیف / قافیہ	پہلا مصرع	بیاضیں	سرود / باقیات / روزگار فقیر	دیگر ماخذ ابتدائی کلام + نوادر
۱	آئی (ہماری)	اٹھتے اٹھتے وہ گئے بیٹھ مری محفل میں	بیاض اعجاز ص ۵	باقیات ۵۹۱ روزگار فقیر ص ۲۸۱	ابتدائی کلام ۵۴/۳۴۸
۲	بھی (کارِ دیگر)	پیتے کی کہہ رہا ہوں یاد ہوگی تجھ کو اے واعظ		روزگار فقیر ص ۲۷۸	
۳	بھی (برہمن)	گذر کسی صنم کا ہوا بت کدے میں	بیاض اعجاز ص ۴۶	روزگار فقیر ص ۲۹۷ باقیات ص ۵۷۷	ابتدائی کلام ۸۱/۳۵۵
۴	بھی (سمندر)	برا ہوتا ہے عشقِ شعلہ رویاں ستم گر بھی	بیاض اعجاز ۴۴	باقیات ۳۹۵ روزگار فقیر ۲۷۷	ابتدائی کلام ۱۱۵/۳۶۹
۵	پیدا (آستیں)	عیاں ستارے ہویدا فلک زمیں پیدا	بیاض اعجاز ۵۸	روزگار ص ۲۸۶ باقیات ۵۹۷	
۶	پیدا (خارا)	ٹوٹ کر آئینہ کھلا گیا اسرارِ حیات	بیاض اعجاز ص ۷۸ بیاض چہارم ص ۲	باقیات ۵۸۸ روزگار ۲۹۸	
۷	ترا (فردا)	نقش ہے تقدیر تیرے خامۂ تقدیر کا	بیاض اعجاز ۷۶	روزگار فقیر ۳۰۶ باقیات ۵۷۵	ابتدائی کلام ص ۵۳/۳۴۸
۸	جواب (صنوبر کا)	ضد سے قمری نے کیا تم کو گل تر کا جواب		روزگار فقیر ص ۲۶۳	
۹	دیا (کوثر رکھ)	آبِ تیغِ یار نہ تھوڑا سے لے کر دکھو دیا	نوادر ۲۹	باقیات ۳۸۱ سرود ۲۴۲ رختِ سفر ۳۹	ابتدائی کلام ۳۵/۳۴۳ تبرکات ص ۹ زبان دہلی ستمبر ۱۸۹۳
۱۰	دیکھا (سعید صانہ)	کبھی جزو فطرت ہے اہلِ ستم کی	بیاض اعجاز ۹۴	روزگار فقیر ص ۲۸۰ باقیات ص ۶۰۸	ابتدائی کلام ص ۸۰
۱۱	رہنا (مخمور)	عبادت میں زاہد کو مسرور رہنا	بیاض اعجاز ص ۳۵ نوادر ص ۳۲	باقیات ص ۳۱۴ سرود ۲۳۷ مخزن: اگست ۱۹۰۳ روزگار ص ۲۵۰	رختِ سفر ۹۲ ابتدائی کلام ص ۲۸ عروس چمن فوق ۱۹۰۱
۱۲	رم (آرام)	دیکھو اے غافل یہ دنیا جائے آسائش نہیں	بیاض اعجاز ص ۴۲	روزگار ص ۳۱۰ باقیات اقبال ص ۴۰۸	

نمبر شمار	ردیف / قافیہ	پہلا مصرع	بیاض میں	سرود، باقیات روزگارِ فقیر	ابتدائی کلام - نوادر دیگر ماخذ
۱۳	ساقی	کھول دروازۂ خلوت گہ ناز اے ساقی	بیاض اعجاز ۷۱، بیاض چہارم ص ۹	روزگار ص ۳۰۲، باقیات ص ۵۹۲	
۱۴	سے (آبگینے)	تری شکست ہی منظور تھی اسے اے دل	بیاض اعجاز ۶۵	باقیات ۵۵۵، روزگارِ فقیر ۳۰۵	اقبال از احمد دین ۲۱۲۵
۱۵	صورت (قمری)	تو نہاں مجھ سے مرے داغِ جگر کی صورت	نوادر ۶۱	باقیات ص ۱۵۵، رختِ سفر ص ۳۳	مخزن مئی ۱۹۰۳، ابتدائی کلام ۲۱۰/۲۰۱
۱۶	فسانہ (پترا)	حقیقت میں روحِ ابد ہے فسانہ	نوادر ص ۶۳	سرود ص ۱۵۳، باقیات ص ۳۵۶	
۱۷	کا (ستانے والوں)	چمن ہے اپنا دلِ داغ دار لالوں کا	بیاض اعجاز ص ۳۱	روزگار فقیر ۲۵۵، باقیات ص ۵۸۸	ابتدائی کلام ۳۰۲
۱۸	کا (صیاد)	کام بلبل نے کیا ہے مانی و بہزاد کا	بیاض اعجاز ص ۶۹	باقیات ص ۵۷۱، روزگارِ فقیر ص ۳۰۰	تبرکات اقبال ص ۸، ابتدائی کلام ص ۵۵/۳۴۸
۱۹	کا (صیاد)	کیا مزا بلبل کو آیا شکوۂ بیداد کا		باقیات ص ۳۴۹، سرود ص ۱۴۳	ابتدائی کلام ص ۳۷/۳۴۳، نوادر اقبال ص ۲۷
۲۰	کا (کسی)	کھلا راز ان پر مری بے بسی کا	بیاض اعجاز ص ۶۷	روزگارِ فقیر ص ۳۰۶، باقیات ص ۳۹۸	زبان دہلی نومبر ۱۸۹۳، ابتدائی کلام ص ۲۰۷
۲۱	کا (ہجراں)	تصور بھی جو سبز ہے تو خالِ روئے جاناں کا		سرود ص ۱۲۵، باقیات ۳۸۳	شورِ محشر دسمبر ۱۸۹۶، ابتدائی کلام ۵۶/۳۴۴
۲۲	کر (محل ہو)	طور پر تو نے جو اے دیدۂ موسیٰ دیکھا		باقیات ۵۵۳	
۲۳	کو (زار ہونے)	ہے کلیجا فگار ہونے کو	بیاض اعجاز ص ۲۵، رختِ سفر ۸۱	سرود ص ۱۵۵، باقیات ص ۳۴۵، نوادر ص ۳۶	مخزن جون ۱۹۰۲، ابتدائی کلام ۱۸۰/۳۸۷
۲۴	کی (بندوں)	یہ جیتے ہیں تو مرتے ہیں جو مرتے ہیں تو جیتے ہیں	بیاض اعجاز ص ۶۵	روزگارِ فقیر ۲۹۴، باقیات ص ۵۸۱	ابتدائی کلام ۱۱۶
۲۵	کے (وصال)	تم آزمائی ہاں کو زباں سے نکال کے	بیاض اعجاز ۳۹، گلدستہ بہار گلشن (جلد دوم) ۱۹۰۱	سرود ص ۱۴۶، باقیات ص ۳۴۹، روزگارِ فقیر ص ۲۸۹، تبرکات ص ۱۴	ابتدائی کلام ص ۳۸، نوادر ص ۳۰، شورِ محشر دسمبر ۱۸۹۶، خدنگ نظر لکھنؤ ۱۹۰۲
۲۶	تھا (دلستاں ہو)	لاکھ سرتاجِ سخن ناظمِ شرواں ہوگا		سرود ص ۱۴۷، باقیات ۳۸۷	ابتدائی کلام ص ۵۱
۲۷	تھا (رونا ہو)	کب ہنسا تھا کہ جو کہتے ہو کہ رونا ہوگا	بیاض اعجاز ۳۴۲	باقیات ۵۵۶	ابتدائی کلام ص ۱۱۲
۲۸	تھا (والا ہو)	تم نے آغازِ محبت میں یہ سوچا ہوگا	بیاض اعجاز ص ۱۵	باقیات ۲۲۵، سرود ص ۲۴۰	ابتدائی کلام ۸۰/۳۵۵، نوادر ص ۳۲
۲۹	گویا (آسماں ہے)	فتنے اٹھتے ہیں ترے کوچے سے		سرود ص ۱۸۱، روزگارِ فقیر ص ۲۷۱	تبرکات ص ۲۳
۳۰	گویا (سناں ہے)	بے حجابی بھی ہے تو ایسی ہے۔	بیاض اعجاز ص ۳۱	باقیات ۲۲۵	ابتدائی کلام ص ۶۰، گلدستہ سخن جون ۱۹۰۷
۳۱	لگی (سحرا)	کرتی ہے شمع اس رخِ روشن سے ہمسری	بیاض اعجاز ص ۶۰	باقیات ۵۸۵، روزگارِ فقیر ۲۹۱	ابتدائی کلام ۵۶/۳۴۹
۳۲	مجھے (دیکھا)	پاس والوں کو تو آخر دیکھنا ہی تھا مجھے	بیاض اعجاز ص ۵۶	سرود ۱۴۸، باقیات ۱۷۵، نغمۂ وعظ ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۳	روزگارِ فقیر ص ۲۸۹، ابتدائی کلام ۲۱۸/۴۰۶، خدنگ نظر اگست ۱۹۰۳
۳۳	ملتا (خدا ہیں)	پہلے مل جاتا تھا ریاضت سے	بیاض اعجاز ص ۶۰	باقیات ۵۸۷، روزگار ص ۳۰۸	ابتدائی کلام ص ۲۵۰
۳۴	میں (اڑا جاتا ہوں)	پر لگا کر جانبِ منزل اڑا جاتا ہوں میں	بیاض اعجاز ص ۳۵	باقیات ۵۹۳، روزگار ۲۲۷	
۳۵	میں (جلوہ گاہ)	حیرتِ نظر کو دل تو تپش لب کو خامشی	بیاض اعجاز ۴۲	باقیات ۵۹۰، روزگار ۲۷۲	ابتدائی کلام ص ۲۰۶
۳۶	میں (شراب)	حسرت بھری نظر کو جو ساقی نے رد کیا	بیاض اعجاز ص ۵۶	باقیات ۵۵۵، روزگارِ فقیر ۲۸۵	ابتدائی کلام ص ۳۰۲/۳۳۹، نشتر دسمبر ۱۹۰۶
۳۷	میں (ہزار ہوں)	بلا کشانِ محبت کی یادگار ہوں میں	بیاض اعجاز ۲۵	باقیات ۳۲۷، رختِ سفر ۹۰	روزگارِ فقیر ص ۲۵۸
۳۸	نکلا (پنہاں)	حلقۂ زنجیر کا ہر جوہرِ پنہاں نکلا	بیاض اعجاز ص ۵۹	نوادر ۷۵، روزگار ۳۰۹	-

نمبر شمار	عنوان	پہلا مصرع	بیاض	مسودہ / باقیات	دیگر مآخذ
۸	–	کشمیر کا چمن جو مجھے دلپذیر ہے	بیاض اعجاز ۱۲۱	تبرکات ۱۵، نوادر ۲۹۰ - ۲۹۱	–
۹	–	دہر میں شانِ لطافت کشمیر میں دیکھو	"	"	باقیات ۲۷۰، سرود ۲۲۵
۱۰	سرچشمۂ رنگ	دل شمع صفتِ عشق	بیاض اعجاز ۱۲۵، رختِ سفر	باقیات ۱۹۶، نوادر ۲۴۰	مخزن جنوری ۱۹۰۴، ابتدائی کلام ۲۳۴ / ۲۱۳
۱۱	–	واعظ ترے ملنے سے ہوں میں حیراں	–	تبرکات اقبال ۳۵، روزگار ص ۳۱۱	زمانہ جون ۱۹۰۵، ابتدائی کلام ص ۲۸۲
۱۲	مدینے کی خاک	قطرے سے سوا نام جو بہتر نکل گیا	بیاض اعجاز ۷۹	باقیات ص ۲۷۰	ابتدائی کلام ۲۲۸ / ۲۳۲
۱۳	–	صحنِ گلشن سے ہوں گو سب آشیاں برباد دور	بیاض اعجاز ۱۶	روزگار ص ۳۱۱، باقیات ۲۰۷	ابتدائی کلام ۳۰۳
۱۴	–	اے کہ ہے تیرے آستانے پر جبیں گستر قمر	بیاض اعجاز ۱۲۷	نوادر ۲۹۵، باقیات ۱۹۸	ابتدائی کلام ص ۳۲۹، رختِ سفر ۱۳۴
		دورِ دوم کے قطعات و رباعیات			
۱۵	–	بہتر ہے اگر علم سے بے گانہ ہے			ماہ نو اقبال نمبر ۱۹۷۷ ص ۳۵۴
۱۶	بنائے ترتیب	تو قیس ہیں تو تجھ بن کیا کام	بیاض اعجاز ۱۲۹	باقیات ۲۰۷، زود ورد ۱۹۱۲	صوفی مئی ۱۹۱۲
۱۷	سکوتِ شام	لبریز ہے سرود سے بہتر سکوتِ شام	بیاض اعجاز ۲۰۷	روزگارِ فقیر ص ۳، باقیات ۲۷۱، نوادر ص ۲۹۶	بیاض اول ص ۹۸، کلیات اقبال حیدرآباد ص ۲
۱۸	–	اے حبابِ بحر اے پروردۂ دامانِ موج	بیاض اعجاز ص ۲۰	باقیات ۲۰۷، روزگار ص ۳۰۹	مخزن فروری ۱۹۱۷، تبرکات ص ۲۶
۱۹	–	بجلی کی زد میں آتے ہیں پہلے وہی طیور			انوارِ اقبال ص ۵۹۹
۲۰	–	غم گشتۂ کنعاں ہے اے خوگرِ زنداں تو	–		
۲۱	مکافاتِ عمل	ہر عمل کے لیے ہے ردِّ عمل	بیاض اعجاز ۱۸۳	باقیات ۲۳۰، بیاض چہارم ص ۹	نوادر ۱۶۲، نظام فروری ۱۹۱۹، رختِ سفر ۱۳۵
۲۲	جلیانوالہ باغ	ہر زائرِ چمن سے یہ کہتی ہے خاکِ باغ	بیاض اعجاز ۲۴۲	باقیات ۲۳۸، سرود ۲۰۳	صوفی مئی/جون ۱۹۲۰، نوادر ۲۹۴، رخت ۱۵۵
۲۳	–	گردوں کو کوئی زمیں کر سکتا ہے؟	بیاض سوم ص ۱۳		
		دورِ سوم کے قطعات و رباعیات			
۲۴		برتر ہے مہر و ماہ و ثریا سے شانِ مرد	بیاض پنجم ص ۵		
۲۵		غافل مری نوائے پریشاں میں ڈوب جا	" ص ۲۱		
۲۶		مرے سینے میں تھا سویا ہوا دل	بیاض پنجم ص ۱۸		
۲۷		بیابانوں میں سیلِ بے کراں دیکھ	" پنجم ص ۲۲		
۲۸		کرے میری نگاہ نکتہ ہیں کیا	" ۲۵		
۲۹		رہ و رسم مقامِ دلبری سیکھ	" "		
۳۰		سکوں سے کس قدر بے گانہ ہے موج	" "		
۳۱		نہ وہ ذوقِ رحیلِ صبح گاہی	" "		
۳۲		تری تقدیر کا صید زبوں میں	" "		
۳۳		مجھے فقرِ ید اللہی عطا کر	" "		
۳۴		عطا کر طاقتِ آہ و فغاں دور	" "		
۳۵		سراپا بندۂ تقلیدِ وطن تھا	" ص ۲۵		
۳۶		کہوں میں کیا تجھے سب کچھ خبر ہے	" "		
۳۷		حدیثِ وحدتِ وصل و جدائی	" "		
۳۸		بنا خیر الامم تیرے کرم سے	" "		
۳۹		حرم سے ہیں مسلماں نا امید آج	" ص ۲۶		
۴۰		حوادث سے ہوں جو خونیں جگر میں	" ص ۲۶		
۴۱		فروغِ طلعتِ روح الامیں بخش	" "		
۴۲		ترے ہندی مسلماں کی کہانی	" ص ۲۷		
۴۳		یہ کیا آسماں کیسی زمیں ہے	" "		
۴۴		ہوا ہیں جانبِ یثرب روانہ	" "		
۴۵		عجب ہے زندگی ۲ ۲ رخانہ	" "		
۴۶		کہوں کیوں کر امیرِ کارواں سے	بیاض ہشتم ص ۲۷		
۴۷		مسلم کی نبض دیکھ کے کہنے لگا طبیب	–	–	صوفی اگست ۱۹۲۶
۴۸	حُبِّ روح الاعظم	ہے دو روحوں کا نشیمن پیکرِ خاکی مرا		انوارِ اقبال ۳۰۸	باقیات ۲۵۲

د اقبال کی طنزیہ شاعری

نمبر شمار		بیاض	متداول	مطبوعہ	ماخذ سرود، باقیات، روزگار	دیگر ماخذ
۱	اخبار میں یہ لکھتا ہے لندن کا پادری	چہارم ص ۸	مدون		نوادر ص ۳۱۲، سرود ص ۲۲۹، باقیات ۲۵۹	رخت سفر ص ۱۵۳، صوفی، مئی/جون ۱۹۲۰ء
۲	بخت مسلم کی شب تار سے ڈرتی ہے سحر	سوم ص ۵، اعجاز ص ۱۱۹	〃		سرود ص ۲۲۹، رخت سفر ۱۵۱، نوادر ص ۳۱۱، باقیات ۲۶۰	تبرکات اقبال ص ۲۵، زمانہ جنوری ۱۹۱۵ء
۳	ہندی کیا پوچھتے ہو اے حسینان فرنگ	چہارم ص ۶	〃		سرود ۲۲۹، نوادر ۳۰۹، باقیات ۲۶۰	رخت سفر ۱۵۱، صوفی فروری ۱۹۲۳
۴	کمل عاشقوں کے ہیں بے طور سارے	چہارم ص ۶، اعجاز ص ۱۱۲	〃		نوادر ص ۳۱۰، سرود ۲۳۰، باقیات ۲۶۱	رخت سفر ۱۵۰
۵	جناب شیخ کو پلوڈ خاص لندن کی	سوم ص ۵، اعجاز ص ۱۱۹	〃		نوادر ۳۰۹، اقبال از احمد دین ۴۸، سرود ۲۳۱، باقیات ۲۶۲	رخت سفر ص ۱۵۰، تمدن اکتوبر ۱۹۱۲
۶	بیٹی خوب چمن کے ناخنوں نعیبن	اعجاز ص ۳۴۷	〃		نوادر ۳۱۱، سرود ۲۳۱	رخت سفر ۱۵۰، باقیات ۲۶۲
۷	مندمل زخم دل بنگال آخر ہو گیا۔	ملی ۹۱، اعجاز ص ۱۱۷	〃		نوادر ص ۳۱۲، سرود ۲۳۲، باقیات ۲۶۳	رخت سفر ۱۵۵
۸	گاندھی سے اک روز یہ کہتے تھے مالوی	اعجاز ۳۵۲	〃		رخت سفر ۱۴۸، سرود ص ۲۳۲، باقیات ۲۶۵	اقبال از احمد دین ص ۲۱۹، زمیندار ۱۳، ۲۱ نومبر ۱۹۲۱
۹	ہی اچھی نقیب انجمن نے	سوم ص ۱، اعجاز ص ۱۱۹	〃		نوادر ص ۳۰۷، سرود ۲۳۳، باقیات ۲۶۶	رخت سفر ۱۵۳، تمدن اکتوبر ۱۹۱۲
۱۰	اتنی خدمت کی ہے خلق اللہ کی	چہارم ص ۶، اعجاز ۳۴۲	〃		نوادر ۳۰۷، سرود ۲۳۳، باقیات ۲۶۶	رخت سفر ۱۴۹
۱۱	دستور تھا کہ ہوتا تھا پہلے زمانے میں	سوم ۱۰، اعجاز ۱۱۸	〃		نوادر ۳۰۷، سرود ۲۳۴	رخت سفر ۱۵۱، انقلاب فروری ۱۹۲۶ء
۱۲	انساں ہوئے مہذب لیکن مزہ تو جب ہے	سوم ص ۷، اعجاز ۱۱۸	〃		نوادر ۳۰۸، سرود ۲۳۴، باقیات ۲۶۶	رخت سفر ۱۵۲
۱۳	محنت و سرمایہ دنیا میں صف آرا ہو گئے		〃		باقیات ۲۶۳	صوفی دسمبر ۱۹۲۱
۱۴	ہے قوم جسم سلطنت اس میں ہے مثل روح	اعجاز ۲۵۳	〃		نوادر ۲۵۸، باقیات ۲۶۴	تبرکات اقبال ۳۶، روزگار فقیر ۳۴۳
۱۵	آساں ہے اب تو ہندو و مسلم کا اتحاد	اعجاز ۵۳	〃		باقیات ۲۶۸، روزگار ۳۱۲	سخن سنج لکھنؤ اکتوبر ۱۹۲۰ء
۱۶	ہر محکمے میں عہدے تقسیم ہوں برابر	سوم ص ۲، اعجاز ۱۱۸	〃		نوادر ۳۰۸، باقیات ۲۶۹، روزگار فقیر ۳۱۵	
۱۷	یوں مسئلہ زبان کا حضرت نے حل کیا۔	سوم ص ۱۰، اعجاز ۱۱۵	〃		باقیات ۲۶۹، روزگار فقیر ۳۱۳	
۱۸	اقبال نے مزاج جو پوچھا تو شیخ نے	سوم ص ۶، اعجاز ص ۱۱۴	〃		باقیات ۲۷۰، روزگار فقیر ص ۳۱۳	
۱۹	اغراض مختلف کی ہے پیکار ہند میں	سوم ص ۹، اعجاز ۱۱۵	〃		باقیات ۲۷۰، روزگار فقیر ۳۱۳	
۲۰	ممکن نہیں کہ ایک ہی بازار سب چلیں	سوم ص ۸، اعجاز ۱۱۵	〃		باقیات ص ۲۷۰، روزگار فقیر ص ۳۱۴	
۲۱	ووٹوں پہ منحصر نہیں کونسل کی ممبری	سوم ص ۸، اعجاز ۱۱۶	〃		〃 ص ۲۷۱، 〃 ص ۳۱۴	
۲۲	انساں نے سیکڑوں جم و دارا کیے پسند	سوم ص ۸، اعجاز ۱۱۶	〃		〃 ص ۲۷۱، 〃 ص ۳۱۵	
۲۳	باہر ہوئے جاتے ہو، کیوں جامے سے	اوراق گم گشتہ	غیر مدون			
۲۴	اک ینگ پارٹی ہے اس انجمن میں ایسی	بیاض سوم ص ۱	〃			
۲۵	کچھ یونیورسٹی میں ڈوبا جو باقی تھا بلقان لیا	〃 ص ۱	〃			
۲۶	ہاتھوں سے اپنے دامن دنیا نکل گیا۔	بیاض اعجاز ۱۱۴	〃			
۲۷	مضمون اٹھو کے بنگالی اخباروں میں چھپواتے ہیں	بیاض سوم ص ۸	〃			
۲۸	اسم اعظم کا وہ ذکر صبح گاہی اب کہاں؟	〃 ص ۹				
۲۹	جامع و مانع کوئی تعریف مسلم چاہیے۔	〃 ص ۹	〃			
۳۰	ہندوستاں میں جزو حکومت ہیں کونسلیں	〃 ص ۵۲	〃			

۴ اقبال کے تاریخی قطعات

نمبر شمار	قطعہ تاریخ	اشعار کی تعداد	بیاضیں	باقیات / سرود	دیگر ماخذ
۱	مفتاح العروض کی تاریخ	۱۱	-	باقیات ۷۷	ابتدائی کلام ص ۴۳
۲	سر سید احمد خان کی تاریخ وفات	آیت	-	سرود ۲۱۷، باقیات ۷۹	-
۳	"	آیت	-	"	-
۴	امیر مینائی کی وفات	"	-	" ص ۲۱۷، " ص ۸۳	-
۵	مثنوی عقد گوہر یا موتیوں کا ہار	۳ (فارسی)	-	- " ص ۸۰	ابتدائی کلام ص ۷۷، ۳۵۲
۶	"	۲ (فارسی)	-	- " "	-
۷	"	۳	-	- " "	-
۸	"	۳	-	- " "	-
۹	"	۳	-	- " "	-
۱۰	"	۲	-	- " "	-
۱۱	شالامار باغ کی سیر	۲ (فارسی)	-	سرود ۲۲۶ " ص ۸۴	-
۱۲	محمد محبوب خان حامد کی وفات پر	۲ (")	غیر مدون	-	-
۱۳	داغ دہلوی کی وفات	ایک مصرع	-	سرود ۲۱۷، باقیات ۸۳	مخزن مارچ ۱۹۰۵ء
۱۴	سلطان اسماعیل جان کی وفات	۲ (فارسی)	-	" ص ۲۲۲ " ص ۸۷	-
۱۵	کلام فوق	۳	-	" ص ۲۱۶ " ص ۸۵	-
۱۶	وفات ظہیر دہلوی	ایک مصرع	-	" ص ۲۱۸ " ص ۸۶	-
۱۷	وفات شیخ عبدالحق	۳ (فارسی)	-	" ص ۲۲۱ " ص ۸۶	-
۱۸	شبلی نعمانی	مصرع	-	- " ص ۹۵	-
۱۹	تاریخی نام کشن پرشاد	"	-	- " ص ۹۶	-
۲۰	کوتوالی لاہور کی تعمیر کی تاریخ	"	غیر مدون	- -	صحیفہ مارچ/اپریل ۱۹۶۸
۲۱	وفات نواب وقار الملک	۲ اشعار فارسی	-	سرود ص ۲۲۲، باقیات ۸۷	-
۲۲	جشن شاہ دین ہمایوں	۲ اشعار (فارسی)	-	سرود ص ۲۱۶، " ص ۸۸	-
۲۳	"	۱ شعر فارسی	-	" ص ۲۱۸، " ص ۸۹	-
۲۴	تاریخ وفات سید نادر حسین تحصیلدار بھیرو	۳ اشعار فارسی	-	- " ص ۸۹	-
۲۵	ذوالفقار شیخ لدھیانہ	۲ اشعار (فارسی)	-	سرود رفتہ ص ۲۱۵، " ص ۹۰	-
۲۶	تاریخ داتا گنج بخش	۲ اشعار (فارسی)	-	" ص ۲۲۲، " "	-
۲۷	تاریخ شکست یونان	مصرع	غیر مدون	-	-
۲۸	تاریخ آزادی ترکستان	"	"	-	-

نمبر شمار	قطعہ تاریخ	اشعار کی تعداد	بیاضیں/غیر مدون	باقیات/سرود	دیگر ماخذ
۲۹	تاریخ فتح سمرنا	۱ فارسی	-	سرود ص۲۲۱ ، باقیات ص۹۲	-
۳۰	پیر تقی حیدر شاہ	۲ اشعار (فارسی)	-	" ص۲۴۶ ، " ص۸۹	صوفی اپریل ۱۹۱۲
۳۱	کشن پرشاد کے صدرِ اعظم ہونے پر	۴ (فارسی)	-	" ص۲۲۰ ، " ص۹۱	-
۳۲	میاں احمد یار دولتانہ کی وفات پر	" (فارسی)	-	" ص۲۱۹ " ص۹۲	-
۳۳	تاریخِ وفات مختار بیگم	۳ (فارسی)	-	" ص۲۱۹ " " "	تبرکات اقبال ص۵۰
۳۴	تاریخِ وفات پیرو میرز براؤن	۳ (")	-	" " " ص۹۳	"
۳۵	تاریخ وفات مولوی میر حسن	۱ بیت	غیر مدون	-	-
۳۶	والدِ ماجد کے انتقال پر	۲ اشعار (فارسی)		سرود ص۲۱۵ ، " ص۹۳	-
۳۷	منشی محبوب عالم پیسہ اخبار	۲ " (فارسی)		" ص۲۲۰ ، " ص۹۴	-
۳۸	وفات لیڈی شہاب الدین	۳ " فارسی		- " "	روزگارِ فقیر جلد اول ص۱۹۹
۳۹	تاریخِ وفات سردار بیگم	۲ "		سرود ۲۲۲ " ص۹۵	-
۴۰	نادرہ مسعود کی پیدائش پر	۵		- " ص۹۶	-

و متفرقات (بدیہہ گوئی، فردیات)

نوٹ: یہ اشعار اسی ترتیب سے درج ہیں، جس ترتیب سے مقالے کے باب ششم میں درج ہیں۔ غیر مدون اشعار نمبر ... میں درج ہیں۔

نمبر شمار	اشعار پہلا مصرع	غیر مدون	تعداد اشعار	سرود رفتہ/باقیات	دیگر ماخذ
۱	تیرا احسان بہت بھاری ہے		۱ مصرع	-	روزگارِ فقیر جلد اول ص۵۹
۲	دل میں آئی جو نعتی سے تو کبوتر پالے	غیر مدون	۲½	ابتدائی کلام ص۳۵ ، ۲½	ہمایوں اپریل ۵۳ ،
۳	دو کملی میں بکھرا ہے آشیاں ہمارا	"	۱ مصرع	-	اقبال کی صحبت میں ص۵۵
۴	مشہور زمانے میں ہے نام حالی	-	۲	سرود رفتہ ص۲۰۱	روایاتِ اقبال ص۹۰
۵	اس کے عارض پر سنہری بال ہیں	غیر مدون	۱	ابتدائی کلام اقبال ص۳۲۳	اقبال از عطیہ بیگم ص۲۹ (ترجمہ برنی)
۶	غنیمت ہے نواب صاحب کی محفل	"	۱		روایاتِ اقبال ص۱۵۶
۷	چھوٹے میاں نے گو خوشنمائی درخت سے	-	۱	تبرکات اقبال ص۳۱	ذکرِ اقبال ص۲۷۶
۸	ہر چیز تو ہے منع ہمیں دے طبیب عشق	غیر مدون	۱	-	حکمِ اقبال ص۷۷، روزنامہ جنگ ۲۴ اپریل ۱۹۶۷
۹	پنجاب کی کشتی کو دیا اس نے سہارا		۱	-	باقیات ص۵۰۲
۱۰	مہ جبینوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں	-	۱ مصرع	روزگارِ فقیر اول ص۸۶	-
۱۱	یہ بھی تیرا کرم ہے کہ نفرت دیا مجھے	غیر مدون	۱		مکاتیبِ اقبال بنام گرامی ص۲۹
۱۲	شور اتنا ہے کہ قصابوں کی ہو جیسے برات	-	۱	باقیات ص۴۷۲، بیاض الحاز ص۱۲۰	روزگارِ فقیر ص۳۱۲، منظوم اقبال ص۱۲۵
۱۳	ہے میری زبان پر یہ دعا جو رہا	غیر مدون	۱		روایتِ اقبال ص۱۸۲
۱۴	وہ ایسی پارسا ہے ہر قدم مسجد میں رکھتی ہے	"	۱		اقبال درونِ خانہ ص۷۳

نمبر شمار	مطلع مصرع	مدون / غیر مدون	تعداد اشعار	سرود رفتہ، باقیات اور سخن...	دیگر ماخذ
۱۵	اثر یہ تیرے اعجازِ مسیحائی کا ہے اکبر	غیر مدون	۱	تبرکاتِ اقبال ص ۳۲ باقیات ۵۰۳	بیاضِ اعجاز ۱۲۰ صحیفہ اقبال نمبر ۱۹۷۸
۱۶	نکالا ہے فقیرا خاں نے اخبار	"	۱	-	بزمِ [illegible]
۱۷	بے حیا موٹر ہے محسن شاہ کی	"	۱	-	چمنستان ص ۱۳۵
۱۸	چلبلی، شوخ، طرحدار، نرالی مل جائے	-	۱	روزگارِ فقیر جلد اوّل ص ۱۰۱	-
۱۹	عالم جوشِ جنوں میں ہے روا کیا کیا کچھ	-	۱	باقیات ۵۰۲ تبرکاتِ اقبال ص ۲۵	اقبال از عطیہ بیگم
۲۰	کیا خوب یہ عالم ہے ادھر مد ہے ادھر جزر	غیر مدون	۱	باقیات ص ۲۲۳	سالنامہ احسان لاہور ۱۹۳۷
۲۱	یہ مکتب یہ اسکول یہ پاٹھ شالے	-	۴	باقیاتِ اقبال ص ۵۳۶	- اوراقِ گم گشتہ ص ۵۳
۲۲	تماشا تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش	-	۲	نوادرِ اقبال ص ۳۰۵	تبرکاتِ اقبال ص ۱۴
۲۳	نہیں ہے بہرِ اظہار وفا لازم نمود اصلا	-	۶	سرودِ رفتہ ص ۲۳۵ باقیات ص ۲۳۷	-
۲۴	تخیلِ حسن کا نتیجہ ہو وہ خامی اچھی	غیر مدون	۱	-	بیاضِ اعجاز
۲۵	عرصۂ محشر میں میری خوب رسوائی ہوئی	غ "	۱	-	ملفوظاتِ اقبال ص ۲۲۸
۲۶	دوزخ کے کسی طاق میں افسردہ پڑی ہے	"	۱	-	تفہیمِ اقبال ص ۲۰۱
۲۷	جنابِ شوق نے چھپوا دیا کلام اپنا	"	۱	-	
۲۸	لوگ کہتے ہیں مجھے راگ کو چھوڑو اقبال	"	۱	{ باقیات ص ۵۰۴ ابتدائی کلام ص ۸۲	دانائے راز ص ۸۰
۲۹	کہہ دو یہ کوہکن سے کہ مرنا نہیں کمال	غیر مدون	۱	-	ماہِ نو اقبال نمبر ۷۷
۳۰	گر اے شبِ سیہ تجھے حسرت ہے نام کی	"	۱	سرودِ رفتہ ص ۲۲۶	باقیات ص ۵۰۱، ابتدائی کلام ص ۸۲
۳۱	دورِ گردوں میں نمونے سینکڑوں تہذیب کے	-	۱	نوادرِ اقبال ص ۲۹۹	-
۳۲	اے عدم کے رہنے والو تم جو یوں خاموش ہو	-	۱	"	-
۳۳	کیسی نخوت خیز ہے ظلمت فروشی کی رات	-	۱	"	-
۳۴	پروانہ سوئے شمع نہ قسمت کو رو کے آئے	-	۱	"	-
۳۵	بناوٹ کی بے اعتنائی کے صدقے	غیر مدون	۱		اقبال کی شگفتہ مزاجی ص ۵۵
۳۶	اقبال میرے نام کی تاثیر دیکھیے	-	۱	سرودِ رفتہ ۲۱۱	باقیات ۵۰۳، ابتدائی کلام ص ۸۱ ۳۵۲
۳۷	رومال کے لباس میں ابر آ کے بارہا	-	۱	باقیاتِ اقبال ص ۵۰۱	باقیات ۵۰۱، ابتدائی کلام ۸۲
۳۸	یہ مانا قصۂ غم سے تمہارا جی بہلتا ہے	غیر مدون	۱		علمِ مجلسی
۳۹	نمود تیری، نمود اس کی، نمود اس کی نمود تیری	غیر مدون	۱	-	رسالہ کاروان سالنامہ
۴۰	اک پاؤں عدم کو کیوں نہ جاتا اقبال	غیر مدون	۱	-	شاہکار نومبر ۱۹۲۵
۴۱	کوہسار کی رفعت سے اترتی ہوئی ندی	"	۱	-	بیاضِ بانگِ درا اوّل
۴۲	روز منبر پر سنا کرتے تھے کعبے کی صفت	"	۱	بیاضِ اوّل	بیاضِ شیخ اعجاز ص ۱۴
۴۳	حق میں آزادوں کے ہے قیدِ تعلق کیمیا	-	۱	روزگارِ فقیر ص ۳۰۵	بیاضِ اعجاز ص ۶۵

۵

متداول اور غیر متداول اشعار کی تعداد کا تقابلی گوشوارہ

ضمیمہ ۵
متداول اور غیر متداول اشعار کی تعداد کا تقابلی گوشوارہ

(۱) متداول کلام

دور	مجموعہ	نظموں کی تعداد	اشعار کی تعداد	غزلوں کی تعداد	اشعار کی تعداد	قطعات و رباعیات	اشعار کی تعداد	ظریفانہ قطعات	اشعار	متفرقات: تاریخی قطعات	متفرقات: اشعار	متفرقات: فردیات	کل اشعار
دورِ اول (۱۸۹۳ - ۱۹۰۸ء)	بانگِ درا	۷۳	۹۸۳	۲۱	۱۷۲	-	-	-	-	-	-	-	۱۱۵۵
دورِ دوم (۱۹۰۹ - ۱۹۲۴ء)	"	۷۰	۱۱۶۶	۸	۵۰	-	-	۲۹	۹۴	-	-	۲	۱۳۱۰
دورِ سوم (۱۹۲۵ - ۱۹۳۸ء)	بالِ جبریل	۶۰	۵۸۴	۷۶ [1]	۴۸۷	۴۵	۹۱	-	-	-	-	-	۱۱۶۴
	ضربِ کلیم	۱۸۳	۷۹۸	۵	۲۸	-	-	-	-	-	-	-	۸۲۶
	ارمغانِ حجاز	۹	۲۱۶	-	-	۱۳	۲۶	-	-	-	-	-	۲۴۲
میزان		۳۹۵	۳۷۴۷	۱۱۰	۷۳۷	۵۸	۱۱۷	۲۹	۹۴	-	-	۲	۴۶۹۷

(ب) مدوّن متروکہ کلام

دور	مجموعہ	نظموں کی تعداد	اشعار کی تعداد	غزلوں کی تعداد	اشعار کی تعداد	قطعات و رباعیات	اشعار کی تعداد	ظریفانہ قطعات	اشعار	متفرقات: تاریخی قطعات	متفرقات: اشعار	متفرقات: فردیات	کل اشعار
دورِ اول (۱۸۹۳ - ۱۹۰۸ء)	•	۲۷	۱۱۹۳ / ۴۲۵ (ج)	۷۴	۴۶۱ / ۸۸ (ج)	۱۴	۳۱	-	-	-	-	-	۱۶۸۵ / ۵۵۳ (ج)
		۱۳	۱۹۷ / ۸۹ (ج)	۱۳	۷۹ / ۸ (ج)	۷	۱۶	۲۲	۴۶ / ۱ (ج)	-	-	-	۳۲۸ / ۹۸ (ج)
دورِ دوم (۱۹۰۹ - ۱۹۲۴ء)		۱	۱۲	-	-	۱	۲	-	-	-	-	-	۱۴
دورِ سوم (۱۹۲۵ - ۱۹۳۸ء)		-	-	-	-	-	-	-	-	۳۶	۷۶ [3]	۲۲	۹۸
متفرقات / مکمل منظومات کے اشعار		۷۱	۱۳۷۴	۶۰	۵۴۰	۲۱	۴۹	۲۲	۴۶	۳۶	۷۶	۲۲	۲۱۲۵
جزوی متروکہ اشعار		-	۵۵۴ (ج)	-	۹۶ (ج)	-	-	-	۱	-	-	-	۶۵۱ ج
میزان		۷۱	۱۹۲۶	۶۰	۶۳۶	۲۱	۴۹	۲۲	۴۷	۳۶	۷۶	۲۲	۲۷۷۶

(ج) غیر مدوّن / غیر مطبوعہ کلام

دور	مجموعہ	نظموں کی تعداد	اشعار کی تعداد	غزلوں کی تعداد	اشعار کی تعداد	قطعات و رباعیات	اشعار کی تعداد	ظریفانہ قطعات	اشعار	متفرقات: تاریخی قطعات	متفرقات: اشعار	متفرقات: فردیات	کل اشعار
دورِ اول (۱۸۹۳ - ۱۹۰۸ء)		۶	۴۶ / ۹ (ج)	-	۱۴ (ج)	.	.	.	.	.	.	.	۶۶ / ۲۳ (ج)
دورِ دوم (۱۹۰۹ - ۱۹۲۴ء)		۱۱	۱۴۰ / ۷۰ (ج)	.	۲ (ج)	۳	۲	۸	۱۷	.	.	.	۱۶۳ / ۷۲ (ج)
دورِ سوم (۱۹۲۵ - ۱۹۳۸ء)	بالِ جبریل	۳	۱۷ / ۷۱ (ج)	-	۴ (ج)	۵	۱۰	-	۱ (ج)	.	-	-	۲۷ / ۱۱۶ (ج)
	ضربِ کلیم	۴	۳۴ / ۳۲ (ج)	-	۳ (ج)	.	.	.	.	.	.	.	۳۴ / ۳۵ (ج)
	ارمغانِ حجاز	۴	۷۵ / ۵ (ج)	.	.	۲۰	۴۰	-	.				۱۱۵ / ۵ (ج)
متفرقات		-	-	-	-	-	-	-	.	۴	۲	۳۲	۳۴
مکمل منظومات کے اشعار		۴۸	۳۳۲	-	-	۲۸	۵۶	۸	۱۷	۴	۲	۳۲	۴۳۹
جزوی منظومات		-	۱۸۷	-	۶۳	-	-	-	۱	-	-	-	۲۵۱ ج
میزان		۴۸	۵۱۹	-	۶۳	۲۸	۵۶	۸	۱۸	۴	۲	۳۲	۶۹۰

(د) متروکہ کلام کا فی صد گوشوارہ

دور	مجموعہ	متداول کلام کے اشعار	غیر متداول کلام کے اشعار	کل اشعار	متروکات فی صد	مجموعی
دورِ اول	بانگِ درا	۱۱۵۵	۲۳۲۷	۳۴۸۲	٪۶۶	٪۵۵
دورِ دوم	"	۱۳۱۰	۶۶۱	۱۹۷۱	٪۳۴	
دورِ سوم	بالِ جبریل	۱۱۶۴	۱۵۷	۱۳۲۱	٪۱۲	[illegible]
	ضربِ کلیم	۸۲۶	۶۹	۸۹۵	٪۸	
	ارمغانِ حجاز	۲۴۲	۱۲۰	۳۶۲	٪۳۳	
	متفرقات	-	۱۳۲	۱۳۲	٪۱۰۰	٪۱۰۰
میزان		۴۶۹۷	۳۴۶۶	۸۱۶۳		٪۴۲

۱۔ بالِ جبریل کے اشعار ص ۲۴ تا ص ۲۶ کو ایک نظم کے طور پر شمار کیا گیا ہے۔

۲۔ (ج) سے مراد وہ متروکہ اشعار ہیں جنہیں متداول کلام میں سے ترک کر دیا گیا۔

۳۔ تاریخی مادوں اور مصرعوں کو جن کی تعداد بالترتیب چار اور نو ہے اس جائزے میں شامل نہیں کیا گیا۔

عکسِ نوادرات

حواشی

۱۔ نظم بے عنوان

۲۔ نظم "قربانیٔ خلیل" کا ایک بند

۳۔ بانگ درا کی نظم "سیر فلک" کے متروکہ اشعار اور اصلاحات۔

۴۔ قیام یورپ میں لکھی جانے والی نامکمل نظم

(اقبال کے دورِ دوم کا متروک کلام)

ضربِ کلیم کی متروک نظمیں۔

(۱) وحدتِ عرب
(۲) تورانی تحریک
(۳) ملائے حرم
(۴) انگریز
(۵) غلاموں کی تبلیغ
(۶) قطعہ
(۷) درویشی
(۸) جواب

ارمغانِ حجاز کی متروک رباعیات

ضمیمہ ۷

اقبال کے متداول اور غیر متداول کلام کا عروضی مطالعہ

گیان چند نے نقوش کے سالنامہ ۱۹۸۰ء میں اقبال کے اردو کلام کا عروضی جائزہ پیش کیا تھا۔ اس جائزے کو بنیاد بنا کر ہم نے غیر متداول کلام کا عروضی مطالعہ کیا ہے تاکہ دونوں طرح کے کلام کو ملا کر صحیح نتائج اخذ کیے جا سکیں۔ درج ذیل گوشوارے میں بحروں کی ترتیب اردو کلام میں موجود اشعار کی تعداد کے مطابق ہے۔ اس تقابلی مطالعے سے جو نتائج برآمد ہوتے ہیں ان کی تفصیل اگلے صفحہ پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

نمبر بحر	نام بحر	بحر کے ارکان	متداول / متروکہ	بانگ درا	بال جبریل	ضرب کلیم	ارمغان حجاز	متفرقات	تعداد اشعار	کل اشعار
۱	رمل مثمن محذوف / مقصور	فاعلاتن، فاعلاتن، فاعلاتن، فاعلن / فاعلات	متداول	۸۵۶	۸۵	۲۸	۸۴	-	۱۰۵۳	۲۱۰۱
			متروکہ	۱۰۰۰	۶	۵	۱۷	۲۰	۱۰۴۸	
۲	مجتث مثمن مخبون محذوف	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن / فعلان	متداول	۲۱۲	۱۹۶	۲۴۴	۴۵	•	۶۹۷	۱۱۵۰
			متروکہ	۳۹۰	۱۷	۲۴	۱۰	۱۱	۴۵۳	
۳	ہزج مثمن اخرب مقصور یا محذوف	مفعول، مفاعیل مفاعیل فعولن / مفاعیل	متداول	۱۰۰	۱۴۲	۲۷۲	۴۹	-	۵۶۳	۷۰۹
			متروکہ	۹۶	۱۶	۱۵	۸	۱۱	۱۴۶	
۴	رمل مثمن مخبون مقصور / محذوف	فاعلاتن، فعلاتن، فعلاتن۔ فعلن / فعلان	متداول	۳۵۷	۴۸	۱۱۹	۴	-	۵۲۸	۷۸۶
			متروکہ	۲۱۳	۱	۱۱	۱۶	۱۷	۲۵۸	
۵	ہزج مثمن سالم	مفاعیلن، مفاعیلن، مفاعیلن، مفاعیلن	متداول	۳۴۲	۱۰۰	۷	۱۱	-	۴۶۰	۷۲۵
			متروکہ	۲۱۵	۵	۶	۹	۲۰	۲۶۵	
۶	مضارع اخرب مکفوف محذوف	مفعول، فاعلات، مفاعیل۔ فاعلن	متداول	۱۹۸	۱۲	۳۵	۳	-	۲۴۸	۶۵۰
			متروکہ	۳۴۹	۳	۲	۳	۱۵	۴۰۲	
۷	ہزج مسدس مقصور محذوف	مفاعیلن، مفاعیلن، فعولن / مفاعیل	متداول	۲۰	۹۲	-	۳۴	-	۱۴۶	۲۲۲
			متروکہ	۲۹	-	-	۴۰	۷	۷۶	
۸	متقارب مثمن مقصور یا محذوف	فعولن، فعولن، فعولن، فعل / فعول	متداول	۱۹	۱۱۵	-	-	+	۱۳۴	۲۲۰
			متروکہ	۷۰	۲۵	-	-	۱	۸۶	
۹	ہزج مسدس اخرب مقبوض	مفعول، مفاعلن۔ فعولن یا مفعول۔ فاعلن۔ فعولن	متداول	۴۸	۲۷	۵۴	-	-	۱۲۹	۱۴۷
			متروکہ	۱۰	۶	-	-	۲	۱۸	
۱۰	مضارع مثمن اخرب	مفعول فاعلاتن، مفعول، فاعلاتن	متداول	۱۲۱	۷	-	-		۱۲۸	۲۰۳
			متروکہ	۷۱	۲	۲	-	-	۷۵	
۱۱	منسرح مطوی موقوف	مفتعلن فاعلات، مفتعلن فاعلات یا مفتعلن فاعلن مفتعلن۔ فاعلن	متداول	-	۹۴	۲۴	۶	-	۱۲۴	۱۲۴
			متروکہ	-	-	-	-	-	-	
۱۲	متقارب مثمن سالم	فعولن۔ فعولن۔ فعولن۔ فعولن	متداول	۳۵	۴۲	۳	۱۲	-	۹۲	۲۴۲
			متروکہ	۱۱۶	۲۲	۰	۶	۶	۱۵۰	
۱۳	رجز مثمن مطوی مخبون	مفتعلن۔ مفاعلن۔ مفتعلن مفاعلن یا مفتعلن مفاعلان۔ مفتعلن مفاعلان	متداول	۲۸	۶۳	-	-	-	۹۱	۱۵۵
			متروکہ	۲۳	۴۰	۱	-	-	۶۴	
۱۴	ہزج مثمن اخرب	مفعول، مفاعیلن۔ مفعول۔ مفاعیلن	متداول	۲۱	۵۴	۱۴	۱	-	۹۰	۱۰۲
			متروکہ	۴	۸	-	-	-	۱۲	
۱۵	خفیف مسدس مخبون ابتر	فاعلاتن۔ مفاعلن فعلن / فعلان	متداول	۶۲	۱۲	۲	-		۷۶	۳۷۴
			متروکہ	۲۸۹	۲	-	۴	۳	۲۹۸	
۱۶	رمل مسدس مقصور یا محذوف	فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلن / فاعلات	متداول	۶	۶۰	-	-	-	۶۶	۱۳۴
			متروکہ	۵۰	۱	-	-	۱۷	۶۸	
۱۷	متقارب مقبوض اثلم ...	فعول۔ فعلن۔ فعول فعلن۔ فعول فعلن فعول فعلن	متداول	۴۷	۱۰	۳	۶	-	۶۶	۱۸۱
			متروکہ	۱۱	-	۱	-	۳	۱۵	
۱۸	رمل مثمن مشکول	فعِلات، فاعلاتن۔ فعِلات، فاعلاتن	متداول	-	۲۱	۱۰	-	-	۳۱	۳۸
			متروکہ	۷	-	-	-	-	۷	
۱۹	متقارب مثمن اثلم	فعْلن، فعولن، فعلن، فعولن / فعولان	متداول	-	۱۲	۱۴	-	-	۲۶	۲۸
			متروکہ	-	۲	-	-	-	۲	
۲۰	کامل مثمن سالم	متفاعلن۔ متفاعلن۔ متفاعلن متفاعلن	متداول	۲۰	-	-	-	-	۲۰	۲۲
			متروکہ	۲	-	-	-	-	۲	
۲۱	متدارک مخبون یا مقطوع ...	فعِلن، فعِلن، فعْلن، فعلن، فعولن / فعلن فعْلن فعْلن	متداول	۱۳	-	-	-	-	۱۳	۱۸
			متروکہ	۵	-	-	-	-	۵	
۲۲	رجز مثمن سالم	مستفعلن۔ مستفعلن، مستفعلن، مستفعلن	متداول	۸	-	-	-	-	۸	۹
			متروکہ	۱	-	-	-	-	۱	
۲۳	ہندی وزن سرسا	فعْلن، فعْلن، فعْلن۔ فعلن / فعلن فعلن۔ فعلن فا	متداول	-	-	۵	-	-	۵	۷
			متروکہ	۲	-	-	-	-	۲	
۲۴	رباعی۔ ہزج اخرب مقبوض	مفعول، مفاعلن، مفاعیلن۔ فع	متداول	۲	-	-	-	-	۲	۱۵
			متروکہ	۱۱	-	-	۲	-	۱۳	
		متداول کلام کے اشعار کی اجمالی تعداد	-	۲۵۱۵	۱۱۹۲	۸۳۴	۲۵۵	-	۴۷۹۶	-
		متروک کلام کے اشعار کی تعداد		۲۹۸۵	۱۶۶	۶۷	۱۱۵	۱۳۳	۳۴۶۶	-
		میزان متداول / متروک کلام		۵۵۰۰	۱۳۵۸	۹۰۱	۳۷۰	۱۳۵	۸۲۶۲	۸۲۶۲

استخراجِ نتائج

گذشتہ صفحہ پر جو گوشوارہ ہم نے پیش کیا ہے اس میں اقبال کے متداول اردو اشعار کی تعداد ۷۹۶ بتائی گئی ہے۔ گیان چند کا یہ جائزہ درست نہیں۔ اشعار کی صحیح تعداد ۷۶۹۷ ہے۔ ملاحظہ کیجیے ضمیمہ ۵

★ گیان چند نے مذکورہ جائزے سے جو نتائج اخذ کیے ہیں وہ جزوی ہیں۔ انہیں غیر متداول کلام کے ساتھ رکھ کر دیکھا جائے تو بعض نتائج درست نہیں قرار پاتے۔ مثلاً

○ یہ صحیح ہے کہ اقبال کے ہاں وزن ع۱ اور ع۲ کے اشعار سب سے زیادہ ہیں لیکن تعداد کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر بحرِ رمل مثمن مخبون ہے جس میں کل ۷۸۶ اشعار کہے گئے۔ بحرِ ہزج مثمن (ع۳) پانچویں نمبر پر ہے۔ اسی طرح بحر ع۹ کے اشعار کی مجموعی تعداد ع۱۰ سے کم ہو جاتی ہے۔

○ گیان چند نے بحر ع۱۲ کے صرف ۹۲ اشعار کا ذکر کیا ہے جبکہ غیر متداول کلام میں اس کے اشعار کی تعداد ۱۵۰ ہے۔ اس سے یہ اقبال کی آٹھویں بڑی بحر بن جاتی ہے اسی طرح بحر ع۱۵ تعدادِ اشعار کے لحاظ سے ساتویں بڑی بحر ہے۔ بعض دیگر بحروں کی ترتیب میں بھی خاصا فرق پڑا ہے۔

○ اقبال کے غیر متداول کلام میں بحر نمبر ۱۱ کا کوئی شعر نہیں ملا۔

○ بانگِ درا کا مقبول ترین وزن بحرِ رمل مثمن محذوف ہے۔ غیر متداول کلام میں اقبال کے ہاں پانچ مزید رباعیاں ملتی ہیں جو رباعی کے مخصوص وزن میں ہیں۔ اس سے یہ مفروضہ باطل ٹھہرتا ہے کہ اقبال کو رباعی کے صحیح اوزان کا علم نہ تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کے مزاج کو رباعی کے مروج اوزان راس نہیں تھے۔ انہوں نے بیشتر اشعار بحرِ ہزج مسدس میں کہے۔ ارمغانِ حجاز کے غیر متداول کلام میں اس بحر میں کہے ہوئے بیس قطعات موجود ہیں۔

○ اقبال نے بحرِ متدارک مخبون میں دو مزاحیہ قطعات بھی کہے۔ سنجیدہ کلام میں اس وزن کی کوئی مثال نہیں ملی۔

○ اقبال کے غیر متداول کلام میں کوئی نئی بحر نہیں ملی۔ وہی چوبیس بحریں استعمال ہوئی ہیں جن کی نشان دہی گیان چند نے متداول کلام کے سلسلے میں کی ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ عروضی نقطۂ نظر سے اقبال کے مزاج کا تعین کرنے کے لیے متداول اور غیر متداول کلام دونوں کو ساتھ رکھ کر نتائج اخذ کیے جائیں۔

مآخذ و مصادر

زیر نظر مقالے میں تحقیق کے دوران متعدد منابع سے استفادہ کیا گیا ،
لیکن یہاں صرف انہی مآخذ کا ذکر کیا جاتا ہے جن کے حوالے
نوٹ کیے جا سکے۔
یہ کتابیات درج ذیل عنوانات کے تحت مرتب کی گئی ہے

(۱) کتب
(ا) تصانیف اقبال (نظم و نثر)
(ب) کتبِ اقبالیات
ج دیگر کتب

(۲) اخبارات و رسائل

(۳) مخطوطات ، مسوّدات ، قلمی بیاضیں

(۴) مکاتیب ، انٹرویوز

نوٹ: کتابیات کی ترتیب کتب اور رسائل کے ناموں کی
الفبائی ترتیب کے مطابق ہے۔

اردو تصانیف اقبال

(۱) ابتدائی کلام اقبال (مرتبہ) گیان چند: اردو ریسرچ سنٹر حیدرآباد (انڈیا) طبع اول، ۱۹۸۸ء

۲ ابر گہربار۔ اقبال کارخانہ پیسہ اخبار لاہور ۱۹۰۳ء

۳ اردو کورس مرتبہ اقبال (چھٹی جماعت کے لیے) گلاب چند کپور اینڈ سنز لاہور ۱۹۲۴ء

۴ " (ساتویں جماعت کے لیے) "

۵ اشکِ خوں ۔ (۱) رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز س۔ ن

(۲) مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور ۱۹۲۱ء

۶ اصلاحاتِ اقبال، مرتبہ محمد بشیر الحق دسنوی، مکتبہ دین و دانش پٹنہ ۱۹۵۰ء

۷ اقبال نامہ (مجموعہ مکاتیبِ اقبال) مرتبہ، شیخ عطا محمد اول: شیخ محمد اشرف لاہور ۱۹۴۴ء

۸ " دوم، " ۱۹۵۱ء

۹ اکبری اقبال، مرتبہ خواجہ حسن نظامی، مرغوب ایجنسی لاہور ۱۹۱۸ء

۱۰ انوارِ اقبال ۔ بشیر احمد ڈار۔ اقبال اکادمی کراچی۔ ۱۹۶۷ء

۱۱ باقیاتِ اقبال، طبع اول، سید عبدالواحد معینی، مجلسِ اقبال کراچی۔ ۱۹۵۳ء

۱۲ " طبع اول (ہندوستانی ایڈیشن) ۔ مکتبہ رنگیس دہلی س۔ ن

۱۳ " طبع سوم، عبداللہ قریشی، آئینۂ ادب لاہور ۱۹۷۸ء

۱۴ بلال۔ اقبال۔ راجپوت پرنٹنگ پریس لاہور س۔ن

۱۵ تبرکاتِ اقبال۔ بشیر الحق دسنوی۔ کوہِ نور پریس دہلی ۱۹۵۹ء

۱۶ تصویرِ درد۔ الناظر پریس لکھنؤ س۔ ن

۱۷ " مرغوب ایجنسی لاہور: حمیدیہ پریس لاہور۔ ۱۹۱۴ء

۱۸ جوابِ شکوہ، سید اکبر علی۔ علمی کتب خانہ لاہور۔ س۔ ن

۱۹ " مرغوب ایجنسی لاہور۔ س۔ن

۲۰ خطوطِ اقبال۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی۔ مکتبہ خیابانِ ادب لاہور۔ ۱۹۷۶ء

۲۱ خضرِ راہ، مرتبہ، منشی طاہر الدین بار دوم، کپور آرٹ پرنٹنگ ورکس لاہور ۱۹۲۲ء

۲۲ دردِ دل یا ایک یتیم کا خطاب ہلالِ عید کو۔ شیخ جان محمد اللہ بخش ۱۹۲۴ء

۲۳ رختِ سفر: مرتبہ انور حارث، طبع اول، تاج کمپنی لاہور۔ ۱۹۵۲ء

طبع دوم محمد فاروق ٹیکسٹائل ملز کراچی ۱۹۷۷ء

۲۴ 'زبانِ حال' یا اسلامیہ کالج کا خطاب مسلمانانِ پنجاب سے

مرتبہ محمد محی الدین خان عبد الحی؛ تاجران کتب لاہور۔ ۱۹۰۲ء

۲۵ سپاس جنابِ امیر اور بعض دیگر نظمیں مرتبہ تصدق حسین تاج، انجمن اشاعت اردو حیدرآباد ۱۹۳۸ء

۲۶ سرودِ رفتہ: مرتبہ غلام رسول مہر۔ کتاب منزل لاہور ۱۹۵۹ء

۲۷ شاد اقبال۔ ڈاکٹر محی الدین قادری زور: (مرتب) سب رس کتاب گھر حیدرآباد دکن ۱۹۴۲

۲۸ شکوہ۔ (۱) مرغوب ایجنسی لاہور۔ س۔ن

" (۲) سید اکبر علی:۔ علمی کتب خانہ لاہور۔ ۱۹۱۶

" (۳) بھاٹیہ اینڈ کمپنی لاہور۔ س۔ن

" (۴) کپور آرٹ پرنٹنگ پریس لاہور۔ س۔ن

۲۹ شمع و شاعر: (۱) انجمن حمایتِ اسلام لاہور س۔ن

(۲) صدیق بک ڈپو، لکھنؤ س۔ ن

(۳) الناظر بک ایجنسی لکھنؤ س۔ن

۳۰ طلوعِ اسلام (۱) شیخ مبارک علی تاجر کتب لاہور۔ طبع اوّل ۱۹۲۳ء
(۲) بہ اہتمام میر امیر بخش لاہور۔ س۔ن

۳۱۔ فریادِ امت (۱) مرغوب ایجنسی لاہور۔ ۱۹۱۳ء
(۲) شیخ مبارک علی لاہور ۱۹۱۳

۳۲ کلیاتِ اقبال (حیدر آباد) مرتبہ۔ مولوی عبد الرزاق۔ عماد پریس حیدر آباد دکن ۱۹۲۴ء
۳۳ " ( ) طبع دوم۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۷۵ء
۳۴ " (فارسی) " ۱۹۷۳ء
۳۵ مکاتیبِ اقبال (بنام گرامی) مرتبہ محمد عبد اللہ قریشی اقبال اکادمی کراچی ۱۹۶۹ء
۳۶ " بنام خان نیاز الدین بزمِ اقبال لاہور۔ ۱۹۵۴ء
۳۷ مکتوباتِ اقبال بنام نذیر نیازی اقبال اکادمی پاکستان کراچی۔ ۱۹۵۷ء
۳۸ مکمل ترانہ۔۔ (۱) مرغوب ایجنسی لاہور۔ س۔ن
(۲) منشا رام تاجر کتب لکھنؤ۔ ۱۹۲۳ء
۳۹ نالۂ یتیم۔ (۱) شیخ مبارک علی۔ لاہور۔ س۔ن
(۲) مرغوب ایجنسی لاہور۔ ۱۹۱۸
(۳) علمی کتب خانہ لاہور۔ س۔ن
۴۰ نوادرِ اقبال۔۔ مرتبہ عبد الغفار شکیل۔ سرسید بک ڈپو علی گڑھ ۱۹۶۲ء

۱ (ب) کتبِ اقبالیات

۴۱ اقبال ۱۹۸۴ء مرتبہ ڈاکٹر وحید عشرت اقبال اکادمی لاہور ۱۹۸۶ء
۴۲ اقبال از احمد دین طبع اوّل۔ مملوکہ مشفق خواجہ کراچی۔ ۱۹۲۳ء
طبع دوم اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور ۱۹۲۶ء
طبع سوم۔ انجمن ترقی اردو کراچی۔ ۱۹۷۹ء
۴۳ اقبال از عطیہ فیضی۔ ترجمہ عبد العزیز خالد۔ آئینۂ ادب لاہور۔ طبع اوّل ۱۹۷۵ء
۔ ضیاء الدین برنی اقبال اکادمی لاہور طبع سوم۔ ۱۹۸۱ء
۴۴ اقبال آشنائی۔ ڈاکٹر حاتم رام پوری آرٹ پریس سلطان گنج پٹنہ ۱۹۸۳ء
۴۵ اقبال آئینہ خانے میں۔ آفاق احمد۔ مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی بھوپال ۱۹۷۹
۴۶ اقبال (اپنوں کی نظر میں) مرتبہ مصباح الحق صدیقی۔ یونیورسل بکس لاہور۔ ۱۹۷۷ء
۴۷ اقبال اپنوں میں صدی میں۔ عبد القوی دسنوی۔ نسیم بک ڈپو لکھنؤ ۱۹۷۷ء
۴۸ اقبال اور احمدیت۔ بشیر احمد ڈار۔ آئینۂ ادب لاہور۔ ۱۹۸۴ء
۴۹ اقبال اور اردو نظم مرتبہ آل احمد سرور۔ اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونیورسٹی سری نگر ۱۹۸۶ء
۵۰ اقبال اور انجمن حمایتِ اسلام حنیف شاہد۔ کتب خانہ انجمن حمایتِ اسلام لاہور ۱۹۷۶ء
۵۱ اقبال اور بھوپال۔ صہبا لکھنوی۔ (طبع دوم) اقبال اکادمی لاہور۔ ۱۹۸۲ء
۵۲ اقبال اور حیدر آباد۔ نظر حیدر آبادی۔ اقبال اکادمی لاہور (طبع دوم) ۱۹۸۱ء
۵۳ اقبال اور دِلّی۔ عبد القوی دسنوی۔ نئی آواز جامعہ نگر نئی دہلی۔ ۱۹۷۸ء
۵۴ اقبال اور عالمی ادب۔ عبد المغنی۔ گورنمنٹ پبلی کیشنز گیا۔ انڈیا ۱۹۸۲ء
۵۵۔ اقبال اور عبد الحق۔ ڈاکٹر ممتاز حسن۔ مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۷۳ء
۵۶۔ اقبال اور غزل۔ ساحل احمد۔ سفینۂ ادب لاہور س۔ن
۵۷ اقبال اور نثرِ اردو۔ ڈاکٹر آغا یمین۔ بزمِ اقبال لاہور ۱۹۸۶ء

۵۸ اقبال ایک ادبی سوانح حیات ۔ جگن ناتھ آزاد ۔ موڈرن پبلشنگ ہاؤس نئی دہلی ۔ ۱۹۸۳

۵۹ اقبال ایک مطالعہ ۔ پروفیسر جابر علی سید ۔ بزم اقبال لاہور ۱۹۸۵

۶۰ اقبال ایک مطالعہ ۔ علیم الدین احمد ۔ کرسنٹ کوآپریٹیو پبلشنگ سوسائٹی گیا ۱۹۷۹

۶۱ اقبال ایک تحقیقی مطالعہ ۔ ملک حسن اختر ۔ یونیورسل بکس لاہور ۔ ۱۹۸۸ء

۶۲ اقبال بحیثیت شاعر ۔ مرتبہ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی ۔ مجلس ترقی ادب لاہور ۔ ۱۹۷۷ء

۶۳ اقبال جادوگر ہندی نژاد ۔ عتیق صدیقی ۔ مکتبہ جامعہ نئی دہلی ۔ ۱۹۸۰ء

۶۴ اقبال چند یادیں چند تاثرات ۔ (جلد دوم) عاشق حسین بٹالوی ۔ واجد علیم ۔ ۱۹۸۵ء

۶۵ اقبال خواتین کی نظر میں ۔ کیفا امروہی ۔ ناشر حکیم ذکی احمد دہلی ۱۹۷۴ء

۶۶ اقبال دانائے راز ۔ عبد اللطیف اعظمی ۔ مکتبہ جامعہ نئی دہلی ۱۹۷۸ء

۶۷ اقبال درونِ خانہ ۔ خالد نظیر صوفی ۔ بزم اقبال لاہور ۔ ۱۹۷۱ء

۶۸ اقبال سب کے لیے ۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری ۔ اردو اکیڈمی سندھ ۱۹۷۸ء

۶۹ اقبال شاعر اور فلسفی ۔ سید وقار عظیم ۔ مکتبہ الفاظ علی گڑھ ۱۹۸۲ء

۷۰ اقبال ۔ شخصیت اور شاعری ۔ پروفیسر حمید احمد خان ۔ بزم اقبال لاہور ۔ ۱۹۷۴ء

۷۱ " سید احمد صدیقی ۔ اقبال اکادمی لاہور ۱۹۷۶ء

۷۲ اقبال شاعرِ صد رنگ ڈاکٹر سلیم اختر ۔ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۱۹۷۸ء

۷۳ اقبال شناسی ۔ علی سردار جعفری ۔ پیپلز پبلشنگ ہاؤس لاہور ۱۹۷۷ء

۷۴ اقبال شناسی کے زاویے ۔ ڈاکٹر سلیم اختر بزم اقبال لاہور ۱۹۸۵ء

۷۵ اقبال ۔ فکر و عمل پروفیسر شیخ محمد ملک بزم اقبال لاہور ۔ ۱۹۸۵ء

۷۶ اقبال فکر و فن از ڈاکٹر تاثیر ۔ طبع اول منیب پبلی کیشنز لاہور ۱۹۷۷

مرتبہ افضل حق قرشی طبع دوم یونیورسل بکس لاہور ۔ ۱۹۸۸ء

۷۷ اقبال فن اور فلسفہ ۔ نور الحسن نقوی ۔ ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ ۱۹۷۸ء

۷۸ اقبال کا ادبی مقام ڈاکٹر خواجہ زکریا ۔ مکتبہ عالیہ لاہور ۱۹۷۷ء

۷۹ اقبال کا شعور و فن عصری تناظر میں ۔ شعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی دہلی ۱۹۷۹ء

۸۰ اقبال کا فن گوپی چند نارنگ ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی ۔ ۱۹۸۳ء

۸۱ اقبال کا ذہنی ارتقا پروفیسر جابر علی سید بزم اقبال لاہور ۔ ۱۹۷۸ء

۸۲ اقبال کامل عبد السلام ندوی ۔ مطبع معارف اعظم گڑھ ۔ ۱۹۷۸ء

۸۳ اقبال کا نظامِ فن عبد المغنی ۔ دی بک ایمپوریم سبزی باغ پٹنہ ۱۹۸۴ء

۸۴ اقبال کا نفسیاتی مطالعہ ۔ ڈاکٹر سلیم اختر ۔ مکتبہ عالیہ لاہور ۱۹۷۷ء

۸۵ اقبال کچھ مضامین ۔ مرتبہ عبد الغفار شکیل ۔ انجمن ترقی اردو ہند نئی دہلی ۱۹۷۹ء

۸۶ اقبال کی ابتدائی زندگی ۔ ڈاکٹر سید سلطان محمود حسین اقبال اکیڈمی لاہور ۱۹۸۶ء

۸۷ اقبال کی شاعری عبد المالک آروی ۔ نظامی پریس بدایوں ۔ ۱۹۵۰ء

۸۸ اقبال کی صحبت میں عبد اللہ چغتائی مجلسِ ترقی ادب لاہور ۱۹۷۷ء

۸۹ اقبال کی قومی شاعری ۔ امۃ الکریم ۔ ریسرچ اسکالر شعبۂ اردو جامعہ عثمانیہ ۔ ۱۹۸۳ء

۹۰ اقبال کی نظری و عملی شعریات ، مسعود حسین خان اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر سری نگر ۱۹۸۳ء

۹۱ اقبال کی نظموں کا تجزیاتی مطالعہ ساحل احمد ۔ رائٹرس گلڈ الہ آباد ۔ ۱۹۸۲ء

۹۲ اقبال کے آخری دو سال عاشق حسین بٹالوی ۔ اقبال اکادمی لاہور ۔ ۱۹۷۸ء

۹۳ اقبال کے حضور ۔ سید نذیر نیازی : " ۱۹۷۱ء

۹۴ اقبال کے صنائع و بدائع نذیر احمد ۔ آئینہ ادب لاہور ۔ ۱۹۷۶ء

۹۵ اقبال کے ہم عصر۔ ایم ایس ناز۔ شیخ غلام علی لاہور ۱۹۷۸ء

۹۶ اقبال کے ہم نشین صابر کلوروی مکتبۂ خلیل لاہور ۱۹۸۵ء

۹۷ اقبال مذاکرے کے چند مقالات۔ اقبال صدی سمپوزیم : جواہر لال یونیورسٹی دہلی ۱۹۷۷ء

۹۸ اقبال معاصرین کی نظر میں۔ پروفیسر وقار عظیم۔ مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۷۳ء

۹۹ اقبال نامہ۔ مرتبہ چراغ حسن حسرت۔ تاج کمپنی لاہور س۔ن

۱۰۰ اقبال نئی تشکیل۔ عزیز احمد مطلوب پبلشرز لاہور۔ ۱۹۸۷ء

۱۰۱ اقبالیات اسعد ملتانی مرتبہ جعفر بلوچ۔ مکہ بکس لاہور ۱۹۸۴ء

۱۰۲ اقبالیات کا مطالعہ۔ پروفیسر سید وقار عظیم مرتبہ ڈاکٹر سید معین الرحمٰن : اقبال اکادمی لاہور ۱۹۷۷ء

۱۰۳ اقبالیات کی تلاش عبدالقوی دسنوی مکتبہ جامعہ دہلی۔ ۱۹۸۴ء

۱۰۴ اقبالیات کے نقوش ڈاکٹر سلیم اختر۔ اقبال اکادمی لاہور ۱۹۷۷ء

۱۰۵ اوراقِ گم گشتہ۔ ڈاکٹر رحیم بخش شاہین اسلامک پبلی کیشنز لاہور ۱۹۷۵ء

۱۰۶ اوزانِ اقبال۔ حنیظ صدیقی۔۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز ۱۹۸۳ء

۱۰۷ بالِ جبریل طالب علم کی نظر میں۔ محمد احمد صدیقی (علیگ) مکتبہ نظامیہ کراچی ۱۹۶۴ء

۱۰۸ بالِ جبریل کا تنقیدی مطالعہ ڈاکٹر صدیق جاوید۔ یونیورسل بکس لاہور ۱۹۸۷ء

۱۰۹ تذکارِ اقبال۔ از منشی محمد الدین فوق۔ مرتبہ عبداللہ قریشی۔ بزمِ اقبال لاہور۔ ۱۹۸۸ء

۱۱۰ تصانیف اقبال۔ تحقیق و توضیحی مطالعہ۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اقبال اکادمی لاہور ۱۹۸۲ء

۱۱۱ تفہیم اقبال۔ پروفیسر مرزا فرغ احمد۔ اردو اکیڈمی سندھ کراچی ۱۹۸۵ء

۱۱۲ تقدیرِ امم اور اقبال۔ ڈاکٹر محمد ریاض : سنگِ میل لاہور۔ ۱۹۸۳ء

۱۱۳ تنقیدِ اقبال اور دوسرے مضامین۔ ڈاکٹر عبدالحق، حالی پرنٹنگ پریس دہلی ۱۹۷۶ء

۱۱۴ جہانِ اقبال۔ عبدالرحمٰن طارق۔ مکتبہ دین محمد اینڈ سنز لاہور ۱۹۷۵ء

۱۱۵ حافظ اور اقبال۔ یوسف حسین خان غالب اکیڈمی نئی دہلی ۱۹۷۶ء

۱۱۶ حرفِ راز۔ ڈاکٹر حامدی کاشمیری موڈرن پبلشنگ ہاؤس دہلی ۱۹۸۳ء

۱۱۷ حیاتِ اقبال۔ مرتبہ۔ چراغ حسن حسرت۔ تاج کمپنی لاہور۔ ۱۹۳۸ء

۱۱۸ حیاتِ اقبال کا ایک جذباتی دور۔ پروفیسر عثمان۔ مکتبہ جدید لاہور ۱۹۷۵ء

۱۱۹ حیاتِ اقبال کی گمشدہ کڑیاں۔ محمد عبداللہ قریشی۔ بزمِ اقبال لاہور ۱۹۸۲ء

۱۲۰ حیاتِ اقبال کے چند مخفی گوشے۔ ادارہ تحقیقات پاکستان لاہور۔ ۱۹۸۸ء

۱۲۱ حیاتِ جاوداں۔ عبداللہ قریشی۔ بزمِ اقبال لاہور۔ ۱۹۸۷ء

۱۲۲ دانائے راز ــــ از سید نذیر نیازی۔ اقبال اکادمی لاہور ۱۹۷۹ء

۱۲۳ دستانِ اقبال۔ ایم آئی ملک۔ اولڈ راوینز ایسوسی ایشن کراچی ۱۹۷۲ء

۱۲۴ ذکرِ اقبال۔ عبدالمجید سالک۔ بزمِ اقبال لاہور ۱۹۵۵ء

۱۲۵ رموزِ اقبال۔ مرتب ظفر داد تھانوی۔ کلکتہ یونیورسٹی ۱۹۸۴ء

۱۲۶ روایاتِ اقبال۔ ڈاکٹر عبداللہ چغتائی۔ مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۷۷ء

۱۲۷ روحِ اقبال۔ ڈاکٹر یوسف حسین خان آئینہ ادب لاہور ۱۹۶۳ء

۱۲۸ روزگارِ فقیر جلد اول۔ سید وحید الدین فقیر: لائن آرٹ پریس کراچی (طبع ششم) ۱۹۶۶ء

۱۲۹ ۔ جلد دوم ۱۹۶۵ء

۱۳۰ ریاست بھوپال اور اقبال۔ ماسٹر اختر نیا کتاب گھر بھوپال۔ ۱۹۸۷ء

۱۳۱ زندہ رود۔ جلد اول طبع دوم ۱۹۸۳ء
جلد دوم طبع دوم ۱۹۸۳ء
جلد سوم طبع اول ۱۹۸۴ء

۱۳۲ سرسید اقبال اور علی گڑھ اصغر عباس ۔ ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ ۱۹۸۷ء

۱۳۳ سیرتِ اقبال ۔ طاہر فاروقی قومی کتب خانہ لاہور ۱۹۷۸ء

۱۳۴ شعر اقبال عابد علی عابد بزم اقبال لاہور طبع دوم ۱۹۷۷ء

۱۳۵ شعریاتِ اقبال قاضی عبدالرحمٰن ہاشمی ۔ سفینۂ ادب لاہور ۱۹۸۷ء

۱۳۶ صحیفۂ اقبال ۔ مرتبہ یونس جاوید بزمِ اقبال لاہور ۱۹۸۶ء

۱۳۷ علامہ اقبال اور احمدیت ۔ شیخ نور احمد منیر ۔ نظارت اشاعت لٹریچر ربوہ س۔ن

۱۳۸ علامہ اقبال صوفی تبسم کی نظر میں ۔ مرتبہ ڈاکٹر نثار قریشی ۔ اقبال اکادمی لاہور ۱۹۸۲ء

۱۳۹ عرفانِ اقبال ۔ آل احمد سرور طبع دوم اردو اکیڈمی سندھ کراچی ۔ ۱۹۸۳

۱۴۰ عروجِ اقبال ۔ ڈاکٹر افتخار صدیقی ۔ مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۸۸ء

۱۴۱ فرہنگِ اقبال ۔ نسیم امروہوی ۔ اظہار سنز لاہور ۱۹۸۴ء

۱۴۲ فکرِ اقبال ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم ۔ بزمِ اقبال لاہور ۱۹۶۸ء

۱۴۳ فکرِ اقبال ۔ مرتب ڈاکٹر عالم خوندمیری ۔ کل ہند اقبال تقاریب کمیٹی حیدرآباد ۱۹۷۷ء

۱۴۴ فکرِ اقبال کا نذہبی انقلاب ← ڈاکٹر صوفی تبسم سردار احمد علیگ ۔ ایجوکیشنل بک لکھنؤ ۱۹۷۶ء

۱۴۵ ۔ فکرِ اقبال کے چند پہلو ۔ جگن ناتھ آزاد ۔ شاہین بک اسٹال سری نگر ۔ ۱۹۸۲ء

۱۴۶ محبِ وطن اقبال ۔ (طبع دوم) سید مظفر حسین برنی ۔ ہریانہ ساہتیہ اکادمی چنڈی گڑھ ۱۹۸۵ء

۱۴۷ محفلِ اقبال ۔ مرتبہ رشید نازکی ۔ جموں اینڈ کشمیر کلچر لنگویجز سری نگر ۱۹۷۸ء

۱۴۸ مدحتِ آل محمدؐ اور اقبال ۔ سید افضال حسین نقوی ۔ اسد اللہ جانی ۔ انجمن سفینۂ ادب کراچی ۔ ۱۹۷۷ء

۱۴۹ مسائلِ اقبال ۔ مرکزی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور ۔ ۱۹۷۴ء

۱۵۰ مطالعۂ اقبال (مقالات) اتر پردیش اکادمی لکھنؤ ۱۹۸۴ء

۱۵۱ مطالعۂ اقبال ۔ گوہر نوشاہی ۔ بزمِ اقبال لاہور ۱۹۷۱ء

۱۵۲ مطالعۂ اقبال کے چند پہلو ۔ مرزا ادیب ۔ بزمِ اقبال لاہور ۱۹۸۵ء

۱۵۳ مطالعۂ تلمیحات و اشاراتِ اقبال ۔ اکبر قریشی ۔ اقبال اکیڈمی لاہور ۱۹۸۶ء

۱۵۴ مظلوم اقبال ۔ شیخ اعجاز احمد ۔ ناشر: مصنف ۔ ۱۹۸۵ء

۱۵۵ معاصرینِ اقبال کی نظر میں ۔ محمد عبداللہ قریشی ۔ مجلس ترقی ادب لاہور ۔ ۱۹۷۷ء

۱۵۶ مفکرِ پاکستان ۔ محمد حنیف شاہد ۔ سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور ۔ ۱۹۸۲ء

۱۵۷ ۔ مقالاتِ اقبال ۔ سید عبدالواحد معینی ۔ عبداللہ قریشی ۔ آئینۂ ادب لاہور ۔ طبع دوم ۱۹۸۲ء

۱۵۸ مقالات اقبال کانگرس (۵ جلدیں) ۔ شعبۂ اقبالیات پنجاب یونیورسٹی ۱۹۷۷ / ۱۹۸۲

۱۵۹ ملفوظاتِ اقبال ۔ محمود نظامی ۔ اشاعت منزل لاہور ۔ ۱۹۴۹ء

۱۶۰ منتخب مقالات (اقبال ریویو) ۔ مرتب ۔ ڈاکٹر وحید قریشی ۔ اقبال اکادمی لاہور ۔ ۱۹۸۳ء

۱۶۱ ۔ میزانِ اقبال ۔ پروفیسر محمد منور ۔ یونیورسٹی بک ایجنسی لاہور ۔ ۱۹۷۲ء

۱۶۲ نذرِ اقبال ۔ حنیف شاہد ۔ بزمِ اقبال ۔ لاہور ۔ ۱۹۷۲ء

۱۶۳ نقشِ اقبال ۔ اسلوب احمد انصاری ۔ مکتبہ جامعہ نئی دہلی ۱۹۷۹ء

۱۶۴ نقشِ اقبال ۔ سید عبدالواحد معینی ۔ آئینۂ ادب لاہور ۔ ۱۹۶۹

۱۶۵ ۔ نقوشِ اقبال ابوالحسن ندوی مجلسِ نشریاتِ اسلام کراچی ۱۹۷۳

۱۶۶ A Voice from the East. by Sir Zulfiqar Ali Khan Iqbal Academy Lahore. ۱۹۶۶ء

۱۶۷ Tributes to Iqbal. M. Hanif Shahid. Sang-e-meel: Lahore ۱۹۷۷ء

۱۶۸ Iqbal as I knew him. Doris Ahmed. Iqbal Academy ۱۹۸۶ء

۱۶۹ Iqbal Essays & Studies Asloob-Ahmed Ansari. Ghalib Academy. Dehli ۱۹۷۸ء

۱۷۰ Iqbal poet Philospher of Pakistan = Hafeez Malik. Coulambia University Press U.S.A ۱۹۷۱ء

۱۷۱ The Universal Poet. by. M.D. Tasseer Munib publication Lahore ۱۹۷۷

انج دیگر کتب

۱۷۲ آئینہ حق نما۔ مرتب یعقوب علی تراب۔ ۱۹۱۲ء

۱۷۳ آئینہ مشاعرہ۔ سرور نادری بھوپال ۱۹۱۰ء

۱۷۴ اخبار نولیسی کی مختصر تاریخ۔ ایم۔ ایس ناز۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور۔ ۱۹۸۰ء

۱۷۵ ادب میں جمالیاتی اقدار۔ ظہیر احمد صدیقی۔ مکتبہ الفاظ علی گڑھ ۱۹۷۹ء

۱۷۶ ادب نامہ ایران۔ مرزا مقبول بیگ بدخشانی۔ اردو سائنس بورڈ لاہور۔ -

۱۷۷ ادبیاتِ ملیہ۔ سید نذیر نیازی۔ مکتبہ شعر و ادب لاہور۔ ۱۹۶۵ء

۱۷۸ ادبی مقالات۔ مبشر صدیقی۔ شاہ اینڈ کمپنی آگرہ ۱۹۴۴ء

۱۷۹ اردو شاعری میں اشاریت۔ ڈاکٹر سلیمان اطہر جاوید۔ موڈرن پبلشنگ ہاؤس نئی دہلی ۱۹۸۳ء

۱۸۰ اردو غزل۔ مرتبہ ڈاکٹر کامل قریشی۔ اردو اکادمی دہلی۔ ۱۹۸۷ء

۱۸۱ اردو کی پانچویں کتاب۔ مرتب نامعلوم۔ پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی پنجاب ۱۹۰۵ء

۱۸۲ اردو کی چھٹی کتاب۔ مرتبہ سورج نرائن مہر۔ " ۱۹۰۴ء

۱۸۳ ارمغانِ عید۔ مرتب نامعلوم۔ دارالاشاعت امرتسر۔ ۱۹۱۵ء

۱۸۴ اصلاحِ سخن۔ محمد عبدالعلی شوق سندیلوی۔ مطبع النور علی گڑھ۔ ۱۹۲۶ء اتر پردیش اکادمی لکھنؤ ۱۹۸۶ء

س-ن

۱۸۵ افاداتِ میر۔ ڈاکٹر شیر بہادر پنی۔ شیخ غلام علی لاہور

۱۸۶ افادہ تاریخ۔ سید ضامن علی جلال لکھنوی۔ مطبع جعفری لکھنؤ۔ ۱۳۰۲ھ

۱۸۷ اکبر کی شاعری کا تنقیدی مطالعہ۔ ڈاکٹر صغرا مہدی۔ مکتبہ جامعہ نئی دہلی ۱۹۸۱ء

۱۸۸ ام التواریخ۔ منشی حسین علی فرحت دہلوی۔ مطبوعہ مطبع قاسمی میرٹھ ۱۹۰۶ء

۱۸۹ امیر اللہ تسلیم۔ حیات و شاعری۔ ڈاکٹر فضل امام ناشرین الہ آباد ۱۹۷۴ء

۱۹۰ انتخابِ جدید۔ مرتب نامعلوم۔ مرغوب ایجنسی لاہور۔ س-ن

۱۹۱ انتخاب زریں۔ مرتب راس مسعود۔ نظامی پریس بدایوں۔ طبع اول ۱۹۲۱ء

۱۹۲ انتخاب سخن۔ سید احمد حسین شوق گیلانی۔ لکھنوی۔ ۱۹۰۵ء

۱۹۳ انیسِ ادب۔ انیس احمد علیگ۔ مارہروی۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ س-ن

۱۹۴ بندے ماترم۔ لالہ ٹھاکر داس اینڈ سنز دہلی۔ س-ن

۱۹۵ بے نظیر نظموں کا مجموعہ۔ حافظ قمر الدین۔ ٹریڈنگ ایجنسی موچی دروازہ لاہور۔ ۱۹۱۳ء

۱۹۶ تاریخی خزانہ۔ حافظ فیروز الدین سکے زئی۔ اسلامیہ سٹیم پریس لاہور ۱۹۰۸ء

۱۹۷ تجلیاتِ حشر۔ سید محمد طفیل احمد بدر امروہوی۔ تاج کمپنی لاہور۔ س-ن

۱۹۸ تحریکِ مسجد شہید گنج۔ جانباز مرزا۔ مکتبہ تبصرہ لاہور ۱۹۸۸

۱۹۹ تحفۂ عیدین۔ مرتبہ حکیم منظفر حسین اظہر دہلوی۔ کارخانہ علمی بکس لاہور۔ ۱۹۱۴ء

۲۰۰ تحقیق اور حاملِ تحقیق۔ ڈاکٹر سید حامد حسین۔ مدھیہ پردیش اردو اکادمی بھوپال ۱۹۸۲ء

۲۰۱ ترانۂ قوم۔ پبلشر نرائن دت سہگل لاہور۔ -

۲۰۲ تفسیر عزیزی۔ شاہ عبدالعزیز۔ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی۔ س-ن

نمبر	کتاب، مصنف، ناشر	سنہ
۲۰۳	تقویم ہجری و عیسوی ۔ ابوالنصر محمد خالدی : انجمن ترقی اردو کراچی ۔	۱۹۷۴ء
۲۰۴	تلاش و تاثر: طبع اول ۔ نسیم بک ڈپو لکھنؤ ۔ (مرتبہ عبدالقوی دسنوی)	۱۹۷۶ء
۲۰۵	تلاش و تعبیر ۔ ڈاکٹر منظر اعظمی ۔ موڈرن پبلشنگ ہاؤس نئی دہلی ۔	۱۹۸۲ء
۲۰۶	تنقیدی مطالعے ۔ ڈاکٹر وحید قریشی ۔ کاروان پریس لاہور	۱۹۶۷ء
۲۰۷	تنقیدیں اور خاکے ۔ جلیل قدوائی ۔ اردو اکیڈمی سندھ : (طبع اول)	۱۹۵۲ء
۲۰۸	جذبات فطرت (جلد سوم) الیاس برنی ۔ مطبع مسلم یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ	۱۹۲۱ء
۲۰۹	جذباتِ قومی ۔ سید عبدالقادر ۔ کپور آرٹ پرنٹنگ پریس لاہور ۔	۱۹۲۱ء
۲۱۰	جشنِ فتح ۔ (مرتب نامعلوم) ۔ پنجاب پبلسٹی کمیٹی لاہور ۔	۱۹۱۹ء
۲۱۱	جنگِ طرابلس (المعروف خونِ ناحق) مرتبہ شیخ محمد احسان الحق ، مکتبہ قادریہ میرٹھ	۱۹۱۲ء
۲۱۲	چکبست اور باقیاتِ چکبست ۔ کالی داس گپتا رضا ۔ وصل پبلی کیشنز بمبئی ۔	۱۹۷۹ء
۲۱۳	چند یادیں، چند تاثرات ۔ جلد اول عاشق حسین بٹالوی: آئینہ ادب لاہور ۔	۱۹۶۹ء
۲۱۴	جہان بین ۔ اثر لکھنوی ۔ سرفراز قومی پریس لکھنؤ ۔ طبع اول	۱۹۵۰ء
۲۱۵	حافظ محمود شیرانی ۔ (روداد سیمینار) بہار اردو اکادمی پٹنہ (انڈیا)	۱۹۸۲ء
۲۱۶	حسنِ آناقی ۔ سلطان ظہور اختر ۔ مکتبہ حسن اختر راولپنڈی ۔ طبع اول	۱۹۸۵ء
۲۱۷	حیاتِ داغ ۔ سیماب صدیقی الوارثی ، دارالاشاعت صوفی گجرات ۔	س۔ن
۲۱۸	خزینۂ رحمت ۔ نور احمد انور ۔ لکشمی آرٹ اسٹیم پریس لاہور	۱۹۷۴ء
۲۱۹	خطوط ۔ غلام رسول مہر: المہر ۳ وحدت روڈ لاہور ۔	۱۹۸۳ء
۲۲۰	خطوطِ اکبر ۔ مرتبہ خواجہ حسن نظامی ۔ حلقہ مشائخ بک ڈپو دہلی ۔	۱۹۲۲ء
۲۲۱	خمخانۂ جاوید ۔ (تذکرہ ہزار داستان) مرتبہ لالہ سری رام مخزن پریس دہلی ۔	۱۹۰۸ء
۲۲۲	خون بہا ۔ حکیم احمد شجاع ۔ تاج کمپنی لاہور ۔	۱۹۴۳ء
۲۲۳	داغ دہلوی ، حیات اور کارنامے ۔ کامل قریشی ۔ اردو اکادمی دہلی ۔	۱۹۸۶ء
۲۲۴	دائرہ معارف اسلامیہ ۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور	-
۲۲۵	دل و دماغ ۔ سلام سندیلوی ۔ نسیم بک ڈپو لکھنؤ (طبع دوم)	۱۹۸۵ء
۲۲۶	دیوانِ غالب ۔ (مرتبہ حامد علی خان) پنجاب یونیورسٹی لاہور	۱۹۶۹ء
۲۲۷	روایاتِ اسلام ۔ ظفر برادرس لاہور ۔	۱۹۲۱ء
۲۲۸	روحانیات ۔ مرتبہ علامہ تاجور ۔ اردو مرکز لاہور ۔	س۔ن
۲۲۹	زبانِ داغ ۔ سید رفیق مارہروی ۔ نسیم بک ڈپو لکھنؤ	—
۲۳۰	سرگذشت ۔ عبدالمجید سالک ۔ قومی کتب خانہ لاہور ۔	۱۹۶۶ء
۲۳۱	سفرنامۂ یورپ ۔ منشی محبوب عالم ۔ پیسہ اخبار لاہور ۔	۱۹۰۸ء
۲۳۲	سفینۂ اردو ۔ مولوی محمد اسماعیل میرٹھی ۔ ڈی پی آئی آگرہ ، اودھ	۱۹۱۵ء
۲۳۳	سوامی رام تیرتھ ۔ مولفہ پنڈت رام جیدو جی : پنڈی داس مالک پبلک بھنڈار لاہور لکشمی پریس لاہور	۱۹۱۴ء
۲۳۴	سید میر حسن ۔ حیات و افکار ۔ ڈاکٹر سید سلطان محمود حسین : اقبال اکادمی لاہور :	۱۹۸۱ء
۲۳۵	سیر افغانستان ۔ سید سلیمان ندوی ۔ نفیس اکادمی حیدر آباد دکن	۱۹۲۵
۲۳۶	سیرتِ بلال ۔ مولوی وجاہت حسین : دارالاشاعت رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین گجرات	—
۲۳۷	سیرتِ بلال ۔ مرتبہ حافظ مظفر الدین : اسلامیہ سٹیم پریس لاہور	س۔ن
۲۳۸	شعر العجم ۔ جلد دوم علامہ شبلی نعمانی : مطبع انوار احمدی الہ آباد ۔	س۔ن
۲۳۹	صبح بہار ۔ اختر شیرانی ۔ آئینہ ادب لاہور ۔ طبع دوم	۱۹۶۵ء

نمبر	کتاب	مصنف / مرتب	ناشر	سن
۲۳۹	صحافت پاکستان و ہند میں۔	عبد السلام خورشید	مکتبۂ کاروان لاہور۔	س۔ن
۲۴۰	صنم خانۂ عشق۔	امیر مینائی۔	مسعود پبلشنگ ہاؤس کراچی	۱۹۶۴ء
۲۴۱	صہبائے مینائی۔	ڈاکٹر آفتاب احمد صوفی۔	عارفین پریس مشرقی پاکستان	س۔ن
۲۴۲	طنز و مزاح کا تنقیدی جائزہ	خواجہ عبد الغفور	ماڈرن پبلشنگ ہاؤس دہلی	۱۹۸۳
۲۴۳	طنزیات و مقالات۔	سید محفوظ علی بدایونی۔	انجمن ترقی اردو کراچی	۱۹۷۴ء
۲۴۴	ظفر علی خان اور ان کا عہد۔	عنایت اللہ نسیم سوہدروی۔	اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور	۱۹۸۲ء
۲۴۵	علم مجلسی۔ حصہ ششم۔	مرتبہ عزیز الرحمٰن	کراچی۔	۱۹۳۱ء
۲۴۶	عندلیب تواریخ۔	سید مسعود حسن۔	ادارہ انیس اردو الہ آباد	۱۹۶۳ء
۲۴۷	غزل کا بدلتا منظر نامہ۔	شمیم حنفی۔	مکتبۂ العالیہ علی گڑھ۔	۱۹۸۱ء
۲۴۸	عبرت بہارستان۔	امیر مینائی۔	ادارہ فروغ اردو لاہور۔	۱۹۵۵ء
۲۴۹	فن تاریخ گوئی۔	رتن پنڈوری۔	دفتر ماہنامہ شان ہند نئی دہلی۔	-
۲۵۰	فن تاریخ گوئی۔	کیپٹن منظور حسین۔	مکتوب پبلشرز لاہور	۱۹۷۲ء
۲۵۱	فن تحریری تاریخ۔	محمد اسحاق صدیقی۔	انجمن ترقی اردو ہند۔	۱۹۶۲ء
۲۵۲	کلیات غالب۔	نظیر لدھیانوی۔	مکتبۂ کاروان ادب لاہور۔	۱۹۶۳ء
۲۵۳	کلیات نسیم دہلوی۔	کلب علی خان فائق۔	مجلس ترقی ادب لاہور	۱۹۶۶
۲۵۴	گلدستۂ سخن۔	مرتبہ مسعود رشتی	(ناشر نامعلوم)	۱۹۲۲ء
۲۵۵	لسان العصر۔ اکبر الہ آبادی۔	مرتبہ نظیر لدھیانوی۔	مکتبہ کاروان لاہور۔	س۔ن
۲۵۶	مدائح و مراثی۔	مرتبہ غلام تاجور۔	اردو مرکز لاہور	س۔ن
۲۵۷	مرقع مسعود۔	مرتبہ جلیل قدوائی۔	راس مسعود ایجوکیشنل سوسائٹی کراچی۔	۱۹۶۶ء
۲۵۸	مسلمانوں کے سائنسی کارنامے۔	پروفیسر طفیل ہاشمی۔	مکتبہ تکبیر لاہور	۱۹۸۵ء
۲۵۹	مشاعرۂ سخن۔	صفدر مرزاپوری	جلد اول۔ مطبوعہ	۱۹۱۷ء
۲۶۰	"	"	جلد دوم	۱۹۲۸ء
۲۶۱	مطالعہ امیر۔	ڈاکٹر ابو محمد سحر۔	نسیم بک ڈپو لکھنؤ	۱۹۶۵ء
۲۶۲	معارف ملت۔	مرتبہ الیاس برنی۔ طبع اول۔	مطبع انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ کالج	۱۹۲۲ء
۲۶۳	معاون تواریخ۔	محمد زبیر فاروقی۔ شوکت الہ آبادی	کراچی۔	۱۹۸۵ء
۲۶۴	معلم تاریخ۔	منشی اودھم سنگھ امرتسری۔	خادم التعلیم پریس لاہور۔	۱۹۱۲ء
۲۶۵	معیار ادب۔	ڈاکٹر شوکت سبزواری۔	مکتبہ اسلوب کراچی۔	۱۹۶۱ء
۲۶۶	مکاتیب ظفر علی خان۔	زاہد منیر عامر۔	سنی پبلی کیشنز لاہور۔	۱۹۸۶ء
۲۶۷	مقالات حکیم۔	مرتبہ شاہد حسین رزاقی۔ جلد دوم (اقبالیات)	ادارہ ثقافت اسلامیہ پاکستان	۱۹۶۹ء
۲۶۸	ملہم تاریخ۔	مولوی سید اقتدار احمد ساحر سہسوانی۔	مطبع العلوم پریس مرادآباد	۱۹۱۲ء
۲۶۹	مناظر قدرت۔	مرتبہ الیاس برنی۔ طبع اول۔	مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔	۱۹۲۲ء
۲۷۰	مولانا ظفر علی خان۔ احوال و آثار۔	ڈاکٹر نظیر حسنین زیدی۔	مجلس ترقی ادب لاہور۔	۱۹۸۶ء
۲۷۱	مولانا ظفر علی خان بحیثیت صحافی۔	"	مکتبۂ اسلوب کراچی	۱۹۸۵ء
۲۷۲	نسخۂ بھوپال۔ اور بھوپال ثانی۔	عبد القوی دسنوی۔	سیفیہ کالج بھوپال۔	۱۹۷۰ء
۲۷۳	نصاب اردو (مرتب نامعلوم)		پنجاب یونیورسٹی سینٹ۔	۱۹۲۱ء
	"		نظامی پریس بدایوں۔	۱۹۲۱ء
۲۷۴	نظر اور نظریے۔	آل احمد سرور۔	مکتبۂ جامعہ دہلی۔ طبع دوم	۱۹۸۲ء

(۲۷۵) نظمِ ملت ۔ مرتبہ مولوی حافظ سید جلال الدین احمد جعفری ۔ مطبع انوارِ احمدی الہ آباد س۔ن

(۲۷۶) نگار خانۂ رقصاں ۔ سید حامد تاج کمپنی دہلی ۔ ۱۹۸۴ء

(۲۷۷) نئی پرانی قدریں ۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری مکتبۂ اسلوب کراچی ۱۹۶۱ء

(۲۷۸) نئی تہذیب ۔ مرتبہ سکندر بخت ادارہ ارتقائے ملت کراچی ۱۹۱۸ء

(۲۷۹) نیچرل شاعری ۔ صفدر مرزا پوری ۔ سیلام پریس لکھنؤ ۔ س۔ن

(۲۸۰) Justice Shah Din his life & writings. ~~B~~ Bashir Ahmad Mian Bashir Ahmad Lahore. ۱۹۶۲ء

۲۔ اخبارات و رسائل

۲۸۱ آریہ نیوز لودھیانہ ۔ ۱۵ جولائی ۱۹۰۵

۲۸۲ اخبار کشمیری لاہور ۔ ۴ مارچ ۱۹۱۵ ، ۲۸ مئی ۱۹۱۵ ، ۲۱ اگست ۱۹۲۴ء

۲۸۳ ادبی دنیا ۔ لاہور ۔ فروری/ مارچ ۱۹۳۲ ، اقبال نمبر ۱۹۶۴ ، ۱۹۶۱ ، شمارہ ششم دور پنجم ۔

۲۸۴ ۔ اردو ، کراچی ۔ اکتوبر ۵۲ ، شمارہ ۳ ، ۱۹۶۹ ، اقبال نمبر ۷۷ ، جولائی ، اکتوبر ۱۹۵۸ء

۲۸۵ اردو ڈائجسٹ ، جہاد ۔ اکتوبر ۱۹۶۷ء

۲۸۶ ۔ اردو نامہ کراچی ۔ شمارہ ۳۵ ۔ (س۔ن)

۲۸۷ ۔ اسلامی جمہوریہ ، اقبال نمبر ۷۷

۲۸۸ ۔ اصلاحِ سخن ۔ جون ۱۹۰۷ء

۲۸۹ افکار ۔ خاص نمبر اپریل / مئی ۱۹۴۹ء

۲۹۰ ۔ 'اقبال' ۔ اپریل ۶۲ ، اپریل ۶۴ ، اپریل ۷۴ ، اکتوبر ۷۶ ، اپریل ۷۸ء

۲۹۱ اقبال ریویو ۔ جولائی ۶۳ ، ستمبر ۶۵ ، جولائی ۶۷ ، جولائی ۸۳ ، جولائی ۷۷ ، اپریل ۷۹ ، جولائی ۸۳ ، جنوری ۸۵ء

۲۹۲ اقبالیات ۔ لاہور ۔ جولائی ۸۲ء

۲۹۳ اقبالیات (سری نگر) شمارہ ۳ ۔ ۱۹۸۶ء

۲۹۴ اقرا ۔ اقبال نمبر ۔ ۱۹۷۷ء

۲۹۵ العزیز ، ٹیالہ ۔ ۱۹۱۹ء

۲۹۶ انجمن حمایتِ اسلام ۱۹۰۲ء

۲۹۷ انقلاب اخبار ۔ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۶ ، ۳ نومبر ۱۹۳۶ ، ۲۷ جنوری ۳۷ ، ۲۸ دسمبر ۳۶ء

۲۹۸ انتخاب لاجواب ۳ اکتوبر ۱۹۱۹ ، ۱۱ جولائی ۱۹۱۹ ، ۲۸ فروری ۱۹۱۹ ، ۷ فروری ۱۹۱۹ ، ۶ مئی ۱۹۰۳

۲۹۹ اورینٹل کالج میگزین ، شمارہ خاص مارچ ۱۹۸۳ء

۳۰۰ اولڈ بوائے علی گڑھ میگزین جون ۱۹۱۱ء

۳۰۱ ایمان اخبار ۔ ۹/۱۲ اکتوبر ۱۹۳۷ء

۳۰۲ برگِ گل اقبال نمبر ۷۷ ۔

۳۰۳ پنجۂ فولاد ۔ ۲۲ جنوری ۱۹۰۱ ، ۱۶ اپریل ۱۹۰۱ ، ۲۳ اپریل ۱۹۰۱ ، ۱۱ نومبر ۱۹۰۱ ، ۹/۱۹/۲۶ مارچ ۱۹۰۲ ، ۱۶ ، ۲۳ اپریل ۱۹۰۲ ، ۲۱ ستمبر ۱۹۰۲ ، ۱۱ جون ۱۹۰۳ ، ۷ جنوری ۱۹۰۵ء

۳۰۴ پروانہ میرٹھ ۔ ۲۱ اپریل ۱۹۴۹

۳۰۵ پیسہ اخبار لاہور ۲۶/۳۱ مئی ۱۹۰۱ ، ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ ، ۱۴/۲۱ مارچ ۱۹۰۳ ، ۲۰/ ۳۰ مئی ۱۹۰۳ ، ۵ دسمبر ۱۹۰۳ ، ۱۹ اپریل ۱۹۰۳ء

۳۰۶ ۱۹ اپریل ۱۹۱۲ ، ۱۵ اپریل ۱۹۲۲ ، ۱۳ دسمبر ۱۹۲۸ ، ۵ نومبر ۱۹۲۵ ، ۳ دسمبر ۱۹۲۵ ، ۲۰ ستمبر ۱۹۲۸ ، ۳۰ جنوری ۱۹۳۰ ، ۲۶ جون ۱۹۳۰ ، ۲۵ فروری ۱۹۳۲ء

۳۰۷ تاج ، لاہور ۔ اکتوبر ۱۹۳۰

۳۰۸ تحقیق لاہور ۔ جلد ۲ ، شمارہ ۴ ۔ ۱۹۸۰ء

۳۰۹ تمدن ۔ اکتوبر/ دسمبر ۱۹۱۱ ، اپریل/ جون ۱۹۱۲ ، فروری/ جون ۱۹۱۳ ، اکتوبر ۱۹۱۴

۳۱۰ جامعہ ۔ دہلی ۔ مئی ۱۹۳۳ ، جولائی/ دسمبر ۱۹۷۰ ، جولائی/ دسمبر ۱۹۶۶

۳۱۱ جنگ ۔ اخبار ۔ ۲۴ اپریل ۱۹۶۷

۳۱۲ جوہر ۔ اقبال نمبر ۔ مارچ ۱۹۷۰ء

۳۱۳ حق جولائی ۱۹۱۸

۳۱۴ حمایتِ اسلام لاہور ۔ ۲۷ اپریل ۱۹۶۲ء

۳۱۵ خدا بخش لائبریری جرنل ۔ شمارہ ۱۶ ۔ ۱۹۸۱ء

۳۱۶ خیابان ، دانائے راز ۔ اقبال نمبر ۷۷ء

۳۱۷ دانش ۔ شمارہ ۵ ، ۱۹۸۷

۳۱۸ دکن ریویو ۔ مارچ ۱۹۰۴ء

۳۱۹ ذوالقرنین ۔ ۲۱ اگست ۱۹۱۵ ، بدایوں ، بابت ۱۹۰۰ ، اقبال نمبر ۱۹۷۷ء

۳۲۰ روداد انجمن ۔ اپریل ۱۹۰۳ ، جون ۱۹۰۴ ، اگست ۱۹۰۴ ، اکتوبر ۱۹۰۴

۳۲۱ زبان ۔ دہلی ۔ ستمبر/ نومبر ۱۸۹۳ ، فروری ۱۸۹۴ء

۳۲۲ زمانہ ۔ ستمبر ۱۹۱۷ ، اگست ۱۹۱۷ ، مارچ/ جولائی ۱۹۱۹ ، فروری ۱۹۲۸ ، جنوری/ فروری ۱۹۲۸ء

۳۲۳ زمیندار ۔ ۱۱ دسمبر ۱۹۱۴ ، ۳۰ ستمبر ۱۹۱۴

۳۲۴ سات رنگ مئی/ جون ۱۹۶۰ء

۳۲۵ ساہیوال گورنمنٹ کالج منٹگمری ۔ اقبال نمبر اپریل ۷۶

۳۲۶ سب رس ۔ اکتوبر ۶۷ ، جون ۶۹ ، فروری ۷۸ ، مارچ ۷۸ء

۳۲۷ سیارہ ۔ اقبال نمبر مئی ۱۹۶۳ ، اقبال نمبر ۷۷ ، فروری/ مارچ ۱۹۸۰

۳۲۸ شام و سحر جون ۱۹۷۶ء

۳۲۹ شاہین گجرات ۔ اقبال نمبر دسمبر ۷۸

۳۳۰ شاہکار مارچ ۷۶ء

۳۳۱ شگوفہ حیدرآباد دکن ، انڈیا ۔ اقبال نمبر اپریل ۱۹۸۶

۳۳۲ شیرازہ خصوصی نمبر ۔ جلد ۱۷ ، شمارہ ۵ ، ۶ ۔ س۔ن

۳۳۳ صبا حیدرآباد دکن مارچ ۶۱ء

۳۳۴ صبحِ امید:۔ اپریل ۱۹۷۰

۳۳۵ صحیفہ:۔ جون/اگست ۱۹۵۸ء، دسمبر/جنوری ۱۹۵۹
شمارہ ۱۳، ۱۹۶۰، شمارہ ۹ جون ۱۹۶۱
اپریل ۶۷، دس سالہ قومی ترقی نمبر اکتوبر ۶۸،
اقبال نمبر ۱۹۷۳، مارچ/اپریل ۱۹۷۷،
اقبال نمبر حصہ اوّل جولائی ۱۹۷۷، مارچ/اپریل ۱۹۷۸
مئی/جون ۱۹۷۸، اقبال نمبر ۷۸

۳۳۶ صریرِ خامہ:۔ تنقیدی ادب نمبر:۔ ۱۹۶۷ء

۳۳۷ صوفی:۔ نومبر ۱۹۱۱، جنوری، فروری، مارچ، جون ۱۹۱۳ء
جون ۱۹۱۴، مئی ۱۹۱۶، اکتوبر، دسمبر ۱۹۱۸
ستمبر ۱۹۱۹، جنوری، فروری، مئی/جون ۱۹۲۰ء
دسمبر ۱۹۲۱، مئی، نومبر ۱۹۲۲ - دسمبر ۱۹۲۴
فروری، جولائی، ستمبر ۱۹۲۳، جنوری ۲۴، اکتوبر ۲۵ء
فروری ۲۶، اگست ۱۹۲۶، جنوری/مئی ۱۹۲۷
نومبر ۱۹۳۴

۳۳۸ ضیا بار:۔ اقبال نمبر ۱۹۷۳، ۱۹۷۷

۳۳۹ طلوعِ اسلام:۔ مارچ ۱۹۳۶

۳۴۰ عالمگیر:۔ خاص نمبر ۱۹۳۱،

۳۴۱ علی گڑھ میگزین:۔ جوبلی نمبر ۱۹۱۹، طنز و ظرافت نمبر ۱۹۵۳
علی گڑھ نمبر ۵۵-۱۹۵۴، شمارہ ۱، ۱۹۵۹

۳۴۲ عصمت جولائی ۱۹۱۷،

۳۴۳ غالب، کراچی:۔ جولائی/ستمبر ۱۹۶۷، اقبال نمبر ۱۹۷۷

۳۴۴ فنون:۔ اقبال نمبر ۱۹۷۷

۳۴۵ فانوس فروری ۱۹۳۳

۳۴۶ فردوس لاہور ״

۳۴۷ فصیح الملک، مئی ۱۹۰۵ء

۳۴۸ قندیل ۳ مئی ۱۹۵۳ء

۳۴۹ قومی زبان:۔ دو نلئے راز اقبال نمبر ۱۹۷۷

۳۵۰ کریسنٹ اقبال نمبر:۔ ۱۹۷۷

۳۵۱ گل و بہار:۔ ۱۵ جنوری ۱۹۶۱ء

۳۵۲ ماہِ نو:۔ ستمبر ۱۹۵۰، اپریل ۵۹، اپریل ۷۶
اقبال نمبر ۷۷، اپریل ۸۳

۳۵۳ محفل:۔ لاہور:۔ نومبر ۱۹۸۴ء

۳۵۴ مخزن:
۱۹۰۱ء، اپریل، مئی، جولائی، نومبر، ستمبر
۱۹۰۲ء فروری تا اگست، اکتوبر تا دسمبر
۱۹۰۳ء جنوری، فروری، اپریل، مئی، ستمبر تا دسمبر
۱۹۰۴ء جنوری تا مارچ، جون تا اکتوبر، دسمبر
۱۹۰۵ء جنوری تا مئی، جولائی، اکتوبر
۱۹۰۶ء جنوری، اپریل، دسمبر
۱۹۰۷ء جنوری، فروری، مارچ، جون
۱۹۰۸ء اگست، اکتوبر، دسمبر،
۱۹۰۹ جولائی، اگست،
۱۹۱۰، اپریل، جون، جولائی: مئی، جون، اکتوبر ۱۹۱۱،
۱۹۱۲، جنوری، جون، جولائی: فروری ۱۹۱۶
۱۹۱۷، اپریل، مئی، جون، ستمبر:

۳۵۵ مرغزار:۔ اقبال نمبر ۱۹۸۰

۳۵۶ مشاعرہ آگرہ:۔ ستمبر ۱۹۳۵

۳۵۸ مشرق:۔ اقبال ایڈیشن ۲۲ اپریل ۸۳

۳۵۹ مشعلِ راہ (مرے کالج سیالکوٹ) جنوری ۱۹۶۸ء

۳۶۰ معارف:۔ اکتوبر/نومبر ۱۹۱۹، جلد ۴ شمارہ ۳۹

۳۶۱ ہریم روز جون/اگست ۵۸

۳۶۲ مہک اقبال نمبر ۷۵-۱۹۷۴، اقبال نمبر ۱۹۷۷

۳۶۳ ندائے ملت (لکھنؤ) ۴ اپریل ۱۹۶۷ء

۳۶۴ نشتر دسمبر ۱۹۰۶

۳۶۵ نقد و نظر:۔ اقبال ع ۱، ع ۲، ع ۳، ع ۴
۱۹۸۲، ۱۹۸۳، ۱۹۸۴، ۱۹۸۵ء

۳۶۶ نظام المشائخ:۔ جون ۱۹۳۶ء، ذیقعدہ ۱۳۳۱ھ

۳۶۷ نقوش:۔ مارچ ۱۹۶۳، جون ۱۹۶۵
ستمبر ۶۷، اقبال نمبر ۱۹۷۷، اقبال نمبر ۱۹۷۷
نقوش عصری ادب نمبر ۱۹۸۷

۳۶۸ نگار (لکھنؤ): معلومات نمبر جنوری/فروری ۱۹۵۸ء
سالنامہ ۱۹۶۲، اگست/ستمبر ۸۱،
فنِ تاریخ گوئی نمبر سالنامہ جنوری ۱۹۸۲
ستمبر ۱۹۸۵

۳۶۹ نگارش:۔ سالنامہ ۱۹۷۲ء

۳۷۰ نوائے وقت:۔ ۲۱ جنوری ۱۹۷۸، ۲۰ اپریل ۱۹۸۴

۳۷۱ نیرنگِ خیال:۔ سالنامہ ۱۹۲۸، سالنامہ ۱۹۳۴
اگست/ستمبر ۱۹۳۴ء۔

۳۷۲ وطن اخبار ۱۷ مئی ۱۹۱۲، ۱۲ جنوری ۱۹۱۲
۷ اپریل ۱۹۰۵، ۱۰ مارچ ۱۹۰۵،

۳۷۳ ہلال:۔ اقبال نمبر ۱۹۷۷

۳۷۴ ہمایوں:۔ مارچ ۱۹۲۲، جنوری ۱۹۲۸
سالنامہ ۱۹۲۹، مئی ۱۹۵۱ء
اپریل ۵۳

۳۷۵ ہم قلم کراچی:۔ دسمبر ۶۲، جنوری ۶۳

۳۷۶ یادگارِ اقبال:۔ اقبال نمبر سیفیہ کالج بھوپال ۸۰-۱۹۷۹

۳: وطاست، مسودات، قلمی بیاضیں، غیر مطبوعہ مقالات

۳۷۷، بیاض اقبال، اوّل (بانگ درا)	۲۱۹	AIM-1977	مخزونہ اقبال میوزیم لاہور
۳۷۸ دوم "	۲۰۷	"	"
۳۷۹ سوم "	۲۱۴	"	"
۳۸۰ چہارم "	۲۱۳	"	"
۳۸۱ پنجم بال جبریل	۲۰۴	"	"
۳۸۲ ششم "	۲۱۸	"	"
۳۸۳ ہفتم ضرب کلیم	۲۰۹	"	"
۳۸۴ ہشتم ارمغان حجاز	۲۰۳	"	"
۳۸۵ اوّل بال جبریل	۲۰۰	"	"
۳۸۶ ضرب کلیم	۲۱۶	"	"

۳۸۷ بیاض شیخ اعجاز احمد، کراچی۔

۳۸۸ بیاض صادق حسین لاہور۔

۳۸۹ بیاض حاجی علی گوہر خان رئیس تاتار پکھلی، مانسہرہ

۳۹۰ بیاض عماد الملک و محمد انور خان، بحوالہ تیمان حید۔ مجلہ اقبالیات جولائی/ستمبر ۱۹۸۷ء

۳۹۱ قلمی نسخہ عبداللہؒ المخلص ابتر و افضل۔ جلالیہ غورغشتی۔ حضرو۔ (ضلع اٹک)

۳۹۲ چودھری محمد حسین سمبولہ۔ چودھری محمد حسین اور علامہ اقبالؒ از ثاقب نفیس مقالہ ایم اے اردو پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

۳۹۳ قلمی۔ فوق۔ (منشی محمد دین فوق) مملوکہ عبداللہؒ قریشی۔

۳۹۴ میاں عبدالرشید سمن آباد لاہور۔

۳۹۵ اقبال کی اردو غزل از حمیدہ ملک۔ مقالہ ایم اے اردو پنجاب یونیورسٹی لاہور

۴۔ مصاحبات انٹرویوز

۳۹۶۔ اکبر کاشمیری (سری نگر) ، (عبداللہؒ قریشی (لاہور)

لاہور (میاں عبدالرشید لاہور)

ڈاکٹر شمس شاہین راولپنڈی۔ شیخ اعجاز احمد کراچی۔

ڈاکٹر راولپنڈی ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی: لاہور۔

ڈاکٹر قریشی (راولپنڈی) جگن ناتھ آزاد، (جموں) کشمیر انڈیا